# مہابھارت

## حصہ ششم

## کرن پرب

### ادھیائے (۱)

### درونا چارج جی کے بعد کرن کی سپہ سالاری جنگ۔ قتل

درونا چارج کی وفات نے دریودھن اور تمام راجوں مہاراجوں
کے آلے زخموں پر نمک چھڑک دیا۔ یہ لوگ تڑپ تڑپ گئے۔ پہلے بھیشم
جی کی ہی موت سے امیدوں کا خون ہو چکا تھا۔ اب اور مایوسیوں کی گھ
گھائی زخمی تھے۔ غم زدہ تھے۔ شکست سے نادم اور زندگی سے مایوس
تھے۔ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہوش و حواس غائب۔ دست و پا بیجان آنکھ
ہیں۔ کلیجے میں سوسو شگاف۔ سینے میں داغ ہ
لئے ابھرتے استوتھاماں کے پاس گئے

استوتھاماں کو سپر کا سایہ اٹھنے سے جو رنج تھا۔ وہ قابل بیان نہیں۔ آنکھوں سے آ
جاری تھے۔ زبان پر آہ تھی۔ اور دونوں ہاتھ کلیجے کو تھامے ہوتے تھے۔ بہت
لیکن یہ لوگ ان کو تسلی دیتے رہے۔ دنیا کی ناپائداری کا ذکر اور گوزو طرح
سے جدائی کا افسوس ظاہر کرکے خیموں میں آئے۔ تو رات بھر پلک نہ جھپکی۔
میں گزشتہ نادانیوں کا افسوس بیٹھے بٹھائے دردِ سر مول لینے کا رنج تھا۔ رات
پہاڑ ہو گئی۔ کاٹے نہ کٹتی تھی۔ گھڑیاں گنتے گنتے بڑی مشکل سے صبح ہوئی۔ تو
وہی خونریزی کا سامنا ہوا۔ کشت وخون سے مڈبھیڑ۔ دونوں طرف کے پیاد
جھٹ پٹ تیار ہو گئے۔ اور بہادران نامدار و دلاوران ضیغم شکار نے ا
اپنے غنیموں کو تیروں پر رکھ لیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ دریودھن ن
لاکھ جانبازی کیا۔ مگر ارجن کے تیروں نے کرن ایسے دلاور کو خاک سیا
چھوڑا۔ کرن کے گرتے ہی فوج کہرام مچگیا۔ سرداران لشکر کی جان آدھی
مخبروں نے خبر پہنچائی۔ تو راجہ دھرتراشٹ رو دیے۔ سر پیٹ لیا۔ کہ ہا
کیا غضب ہوا۔ ایسی پچھاڑیں کھائیں۔ کہ عالم غشی طاری ہو گئی۔ ایسی حال
میں سنجے نے پرسے تاسف آمیز لہجے میں واقعہ دردانگیز و حادثہ خونریزی
ٹھہرو سے کر دست بستہ عرض کی کہ

مہاراج آپ نے نتیجہ دیکھ لیا۔ افسوس دریودھن وغیرہ نے سب
امیدوں کا خون کر دیا۔ کرن کے مرنے پر اب کسے فتح کی امید ہے
ہے۔

راجہ دھرتراشٹ۔ کیا کہوں۔ میں تو جیتے جی مر گیا۔ آہ بھیشم پتامہ س
چھوڑ گئے۔ درونا چارج جی نے داغ دیا۔ استوتھاماں کی موجودگی میں
یہ سانحہ جانگزا ہونا اور بھی تعجب انگیز ہے۔ کرن پر بھروسہ تھا۔ وہ
نہ رہا۔ استوتھاماں کے اگن استر کچھ کام نہ دے سکے۔ کرن کی بہ
سے بھی کچھ مطلب نہ نکلا۔ ہائے اب میں کیا کروں۔ ناؤ منجدھار میں
رہی ہے۔ ذرا بتاؤ۔ کہ کرن کے مرنے پر دریودھن وغیرہ کی کیا
حالت ہوئی؟

سنجے۔ کیا عرض کروں۔ سب دل شکستہ ہو گئے۔ ہر ایک کی کمر ٹوٹ سی گئی۔ جب درونا چارج مارے گئے سارے لشکر کا بُرا حال ہُوا۔ مگر چھتری دھرم کا تقاضا تھا۔ سب کو کرن سے تقویت تھی۔ کرن کی لیاقتیں آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اوّل درجے کا مہارتھی۔ سوربیروں کا سرتاج۔ ارجن کے لئے مجسّم قہر تھا۔ تھا بھی ایسا شیر۔ استاد بھی تھا ماں جی کا کیا کہنا۔ درودرجی کی سی طاقت۔ اعلےٰ سے اعلےٰ لیاقت۔ دونوں کے دونوں ایک کیا ایسے ایسے سو پانڈوؤں کو اکیلے ہرا دیں۔ مصلحت سے یہ ٹھہری کہ اب کرن کے سر پر دستار افسری باندھی جائے۔ تجویز معقول تھی۔ ہر ایک نے صاد کیا۔ اور دُنیا کے بہادروں کا سرتاج کرن دھنش بان ہاتھ میں لئے بدن پر ہتھیار سجے دریائے آہن میں غرق۔ طاقت کے نشے میں چور۔ شراب میں مست میدانِ جنگ میں جا پہنچا دن بھر میں نہ معلوم کتنوں کا خون بہادیا۔ ایک ایک تیر میں ہزار ہزار سر اُڑ گئے۔ تو پہلے پانڈوؤں میں لشکر میں الامان الامان کی آواز آئی مگر ارجن کے بان قیامت کے تھے۔ آخر جان لے ہی کے رہے۔

# ادھیائے (۲)

# کوروؤں کے مقتول سردارانِ لشکر کی فہرست سنجے کی زبانی

سنجے کی گفتگو سُن کر راجہ دھرتراشٹر کو دریودھن کی طرف سے قطعی مایوسی ہو گئی۔ اس نے سمجھ لیا کہ جب بھیشم پتامہ نہ رہے۔ درونا چارج چل بسے۔ کرن کا بھی داغ نصیب ہوا۔ تو پھر دریودھن کی زندگی طرف کیا آس۔ ہوش و حواس بجا کر کے بولے۔ کہو۔

سنجے سنو۔ کچھ سنا۔ میرے پیارے دریودھن کی کیا خبر ہے۔ ذرا بتاؤ

تو کہ کون کون میری آنکھوں کے تارے کام آچکے۔ پانڈووں نے کس کس اچھے مہاراجوں کا کام تمام کیا؟

سنجے۔ کرن اور اس کے سب بھائی کٹ گئے۔ بھیم سین نے دوشاسن کا خون پی کر اپنی پرتگیا پوری کر دکھائی۔

راجہ دھرتراشٹ۔ ہائے دوشاسن اور کرن کی موت کلیجے کے ٹکڑے اڑائے دیتی ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا چھار ہا ہے۔ بھیم سین نے بڑی نالائقی کہ دوشاسن کا خون پی لیا۔ بھلا کبھی انسان کا بھی خون پیتے ہیں۔ افسوس کہ سارا بس جوئے نے بو دیا۔ نہ چوپڑ کھیلتی۔ نہ راج چوپٹ ہوتا۔ اچھا ان کا یوں قصہ تمام ہوا۔ اور وں کیا گذری کہو

سنجے۔ بھیشم جی پانڈووں کی ایک لاکھ فوج قتل کر کے خود بان سیجا پر لیٹ گئے۔ درونا چارج جی پانچال دیش کے لشکر جرار کو مار کر راہی ملک بقا ہوئے۔ کرن باقیماندہ نصف فوج کو مار کر خاک پر سورہا۔ بنشٹ نے بھی خوب داد شجاعت دی۔ غنیموں کو لوہے کے چنے چبوا سے۔ ہزار ہا بہادروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ مگر آخر جان دینی پڑی۔ آپ کے راجکمار بکرن کی ٹکر لینے والا بھی چراغ لے کر ڈھونڈا جائے۔ تو مشکل سے ملے۔ لیکن اسے بھی بھیم سین نے ملک عدم کو روانہ کر دیا۔ اونت دیش کے نگین تاج شہریاری بند اور انو بند بھی میدان جنگ میں ڈھیر ہو گئے۔ دریودھن کے لائق فائق بیٹے نیاک اور لکشمن ابھمنیو کے ہاتھ سے مارے گئے۔ دوشاسن کا بہادر بیٹا باہو شاہی بھی ابھمنیو کے تیر سے نذر اجل ہوا۔ انوپبا دیش کا راجہ حالانکہ اندر کا بیٹا تھا۔ اور گو چتگو مت ساگر میں کشتری دھرم کے تمام اعلےٰ اوصاف موجود تھے۔ مگر ارجن سے ایک پیش نہ گئی۔ کنبو ریسا شرد ا۔ شرآبہ۔ الیاشٹ سو دیش سب ارجن کے ہاتھ قتل ہوئے اور مقتولوں کے نام بھی سن لیجئے۔ جو ذیل میں درج ہیں

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

| مقتول | قاتل |
|---|---|
| راجہ کوشل دیش | ابھمنیو |
| چتر سین (فرزند راجہ دھرتراشٹ) | بھیم سین |
| برک سین فرزند کرن | ارجن |
| بالمیک | بھیم سین |
| درمکھ، درونٹھ } فرزند راجہ دھرتراشٹ | ″ |
| مہارتھی ورچے، درمرشن } | ″ |
| برش برماوزیر | ″ |
| راجہ برہنت، اوگھ مان، بکیم دھورتے، جل سندھ } | ساتکی |

| مقتول | قاتل |
|---|---|
| رکم رتھ فرزند شل | سہدیو |
| راجہ کیکے | نکل |
| فرزند بھگدت | ″ |
| راجہ مگدھ دفرزند جراسندھ | ابھمنیو |
| ابھے شاہ راجہ ملیچھ دیش، راجہ کلنگ دیش، گوپال گوپ } | ارجن |
| المبش سوربیر | گھٹوت کچ |
| مالیہ، مدرک، راجہ راوڑ دیش } | ارجن |

آپ نے سری رام چندر اور راون، اندر اور برترا کی لڑائیاں کانوں ہی سے سُنی ہیں۔ میں نے ویسی ہی لڑائیاں آنکھوں سے دیکھ لیں۔ سوم کارتک جی نے جس دلیری سے مہک دانو کو مارا تھا جس کے زور بازو سے مہادیو جی نے اندھک راچھس کو قتل کیا۔ وہی طاقتیں وہی جرأتیں اس محاربۂ عظیم میں پیش نظر ہوئیں۔ جو کوئی مرا۔ وہ ہزاروں لاکھوں کا خون کرکے اگر آپ سری کرشن جی اور ودُر جی وغیرہ کی گفتگو مصالحت پر کان دیتے تو یہ خونریزی نہ ہوتی۔ پانڈوں پر کسی طرح کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں بہادروں کا خون آپ ہی کی گردن پر ہے۔

# ادھیائے ۳

# پانڈوؤں کے مقتول سپہ سالاران اعظم کے نام

راجہ دھرتراشٹ روتے جاتے تھے۔ اور سنجے کی تقریر سنتے جاتے تھے۔ کوروؤں سپہ سالاران نامدار کے نام سنکر انہوں نے کہا کہ:۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ پانڈوؤں کے سپہ سالاران میں سے کس کس کی جان گئی

سنجے۔ پانڈوؤں کے سرداران لشکر میں سے بھی جو قتل ہوا۔ اس نے وہ کارنمایاں کئے۔ اور ایسے جوہر شجاعت دکھلائے۔ کہ بس کیا کہوں۔ ان کے ساتھ جو لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں۔ اس کا ذکر نہیں۔ میں نام عرض کرتا ہوں۔ سن لیجئے۔

| مقتول | قاتل |
|---|---|
| کنت دیشی منتری (دو بر) | بھیشم پتامہ |
| مع برادران | بھیشم پتامہ |
| بال بھدر | بھیشم پتامہ |
| نارائن ہری بھگت | بھیشم پتامہ |
| ابھمنیو | چھ مہارتھیوں کے گھراؤ میں جیدرتھ کے ہاتھ سے مارا گیا |
| ہرکامان فرزند ایلشٹ | درونا چارج |
| برہمنیت | درونا چارج |
| مہارتھی راجہ انشمان۔ | درونا چارج |
| بھوج راج | درونا چارج |

| مقتول | قاتل |
|---|---|
| پانچال دیشی لشکر | درونا چارج |
| راجہ براٹ | درونا چارج |
| راجہ دروپد | درونا چارج |
| راجہ سمار سین | درونا چارج |
| راجہ چتر سین | درونا چارج |
| بیا گھر دت | درونا چارج |
| راجہ نل والی انوپ دیش | اسوتھاما |

| مقتول | قاتل |
|---|---|
| چترا یدھ | درونا چارج |
| چتر یودہی | 〃 |
| پڑوجت | 〃 |
| کنتی بھوج | 〃 |
| راجہ چندیری | 〃 |
| مہارتھی ورشٹ کیتو | 〃 |
| سینا بندو | 〃 |
| فرزند تیش پال | |
| راجہ شش کیتو | 〃 |
| سرنی مال | 〃 |
| راجہ مگدھ | 〃 |
| شٹکیہ، آتہ، بسومان } فرزند راجہ پراٹ | 〃 |
| راجہ کاشی | بسودان |
| مہارتھی انوجا، بیودھاسہ، میتر برما، چیتر دیو، فرزند سکھنڈ } | لکشمن فرزند دریودھن |

## اُدھیائے (۱م)

## راجہ کرن کی سپہ سالاری

جب راجہ دھرتراشٹ فریقین کے سپہ سالاروں کے نام سن چکے تو اُن کو دریودھن کی شکست پر بڑا افسوس ہوا۔ اور لاکھوں آدمیوں کی ہلاکت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کچھ سنبھلنے سے بولے کہ اچھا جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب یہ بتاؤ۔ کہ ارجن اور کرن کی معرکہ آرائی کیونکر ہوئی؟

سنجے۔ درونا چارج مر چکے۔ استوتھاماں کے شستروں نے کچھ کام نہ دیا۔ کوروؤں کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ تو دریودھن نے بڑی تندہی سے فوج کو روکا۔ اور شام تک لڑائی چھڑی رہی۔ بہت سے سوربیر مرے۔ بہتوں کو زخموں نے تڑپایا۔ درونا چارج کی موت سے سب مایوس تھے۔ راجہ دریودھن نے مجلس مشورت منعقد کی۔ استوتھاماں جی سے دریافت کیا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ امیدیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اہل فوج کی مایوسیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ آپ کچھ رائے دیجئے۔ اور سب راجے مناسب تجویز بتائیں

استوتھاماں جی نے فرمایا کہ:۔

تاجدار وقت کی وفاداری ہر انسان پر فرض ہے۔ راج بھگتی سے اہل دنیا کی دنیا اور عقبےٰ میں سرخروئی ہوتی ہے۔ وقت اور موقعہ و مصلحت کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ طاقت ایشور کی دی ہوتی ہے۔ اصول مملکت کے تدبیر لازمی ہے۔ آئندہ تقدیر ایشور کے کارخانے ہیں کسی کو دخل نہیں۔ اس کی مصلحت کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ بگاڑنا بنانا اسی کے اختیار میں ہے۔ مگر پھر بھی ہماری حمیت اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ کوشش و تدبیر سے غافل نہ ہو۔ بڑے بڑے سوربیر لقمۂ اجل ہو گئے۔ بھیشم پتامہ اور میرے پتا ایسے مہارشیوں کے پرتاپ نے جواب دے دیا۔ واقعی دل چھوٹا ہونے کی بات ہے۔ لیکن ہمت ہے۔ تو سب کچھ ہے۔ دنیا بامید قائم ہے۔ پھر نہیں مایوسی سے فائدہ۔ ابھی میں موجود ہوں۔ جب تک دم میں دم ہے۔ ہمت نہ ہاروں گا۔ مرتے دم تک یہی حوصلہ رہیگا۔ آپ نہ گھبرایئے۔ درندہ جبراج کی طرح دشمنوں کی بوٹی بوٹی اڑانے کو ہمارا سوربیر

سورج کا سرمایۂ ناز فرزند راجہ کرن موجود ہے۔ اس کے تیر ساری کسر نکالنے کو کافی ہیں۔ سپہ سالاری کا تلک کیجیگا۔ تو وہ دکھا دے گا۔ کہ ارجن کے بان کی ہستی کیا ہے۔

درجودھن اس بات سے خوش ہوگیا۔ کرن کے تلک کی تیاری کی۔ سمجھا۔ کہ بس پالا مار لیا۔ کرن سے بولا۔ کہ ہمیشہ سے میرا تمہارا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہم تم دونوں شروع سے یک جان دو قالب ہیں۔ میں سگے بھائیوں سے تمہیں زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اور تم بھی میرے پسینے کے عوض خون گرانے کو تیار رہے۔ بیشک بھیشم پتامہ جی اور درونا چارج جی دنیا کے بہادروں کے سرتاج تھے۔ مگر تمہاری بات ہی کچھ اور ہے۔ قدرت نے تمہارے تیروں کو کچھ اور ہی اعجاز بخشا ہے۔ منہ پر کہنا خوشامد ہے۔ لیکن سچ کہتا ہوں۔ کہ آج میرا دل بول رہا ہے۔ کہ فتح کا سہرا تمہارے ہی سر ہوگا۔ بھیشم پتامہ جی اور درونا چارج جی کے سامنے پانڈوؤں کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ مگر انہوں نے محبت اور مروت سے سارا معاملہ خراب کر دیا۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ۔ اب تم میدان میں جاتے ہو۔ میری سب مایوسیاں دور ہو گئیں۔ تم لڑو۔ میں فتح کا ڈنکا بجانے کو تیار ہوں۔

یہ کہکر درجودھن اٹھا۔ منتروں سے پڑھے ہوئے پانی کے کلس ہاتھی دانت گینڈے کے سینگ کے برتن موجود تھے۔ خوشبویات وغیرہ سے راجہ کرن کا تلک کیا۔ برہمنوں اور رشیوں منیوں کے وید منتر پڑھے۔ بھاٹوں نے ثنا خوانی کی۔ کرن نے ہزاروں گائیں دان کیں۔ زر و جواہر سے برہمنوں کو مالا مال کیا۔ ہر ایک نے کرشن چندر اور ارجن پر فتحیابی کی۔ دعا کی۔ فوجیں تیار ہو گئیں۔ فوجی باجوں نے پانڈوؤں کے لشکر کو کرن کے جوش و خروش کی خبر دی۔

## اَدھیائے (۵)

## کرن کی سپہ سالاری میں پہلی لڑائی۔ مکربیوہ اور

# اردھ چندر بیوہ کی تیاریاں۔ سپہ سالاران لشکر کی لڑائیوں میں استوتھاماں اور بھیم سین کی رزم آرائی کو خصوصیت

صبح ہوتے ہی کرن نے میدان جنگ۔ مکر بیوہ بنا کر اس خوبی سے فوج کو ترتیب دی۔ کہ مکر کی شکل نظروں میں پھر گئی۔ کرن کی فوج نے مکر کا منہ بنایا۔ آنکھوں کے مقام پر شکنی اور اس کے بھائی الوک کے لشکر صف بستہ ہوئے۔ استوتھاماں کے بہادران لشکر نے سر کا نقشہ کھینچ لیا۔ راجہ دریودھن کے دلاوران جانثار نے کمر کی جگہ پر آ جمایا۔ دائیں پاؤں کی جگہ مہارتھی کرپال اور کرتورما کی فوجیں کھڑی ہو گئیں۔ ترگرت دیشی سورماؤں کو لئے ہوئے کرپاچارج دائیں پاؤں کے مقام پر جم گئے۔ دم کی طرف راجہ شل لشکر جرار لے کر صف آرا ہوا۔

باجوں کا شور و غل سن کر دھرم راج جدھشٹر نے ارجن سے یوں فرمایا کہ آج کرن سے سامنا ہے۔ کرن کے بیچ کا کیا کہنا۔ کہ دونوں کے لشکر کی ایک ہی ہے۔ جب وقت اس پر فتح حاصل ہو۔ اس وقت پھر جان میں جان آئے۔ سارا فساد اسی کا بویا ہوا ہے۔ دریودھن اسی کے برتے پر چڑھتا ہے

ارجن۔ آپ کے اقبال کی تائید درکار ہے۔ اطمینان رکھئے۔ کرن کی بائی کچائی میں ہی نکالوں گا۔ آپ سیر دیکھیں۔ میں تو بیوہ بنا کر دشمنوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلاتا ہوں

یہ کہہ کر ارجن نے اردھ چندر بیوہ رچا کر سپہ سالاران لشکر کو یا [illegible] کارزار کیا۔ دائیں طرف دھرشٹ دمن تھا۔ بھیم سین وسط میں راجہ جدھشٹر اور ارجن ان کے [illegible] نکل رہا [illegible] راجہ پانچال اور [illegible] ابھمن اور [illegible] اور مہارتھی لشکر آرا ہوئے۔ فوجی باجے بجاتے ہی دونوں افواج ظفر امواج بادلوں کی طرح امڈیں۔ معلوم ہوتی تھیں۔ کہ بحری [illegible]

میں دو دریا طوفان خیز نظر آتے ہیں۔ رتھ ہوا کی طرح چلے۔ گھوڑے تیر کی طرح چلے
باجوں کی آواز سے بادلوں کی گرج دب گئی۔ بھاٹوں کے کڑکوں نے بجلی کی کڑک
مات کردی۔ ہاتھی لپکے۔ تو کالی آندھی سی معلوم ہوئی۔ کرن کی سپہ سالاری اور
اس کی بے انتہا طاقت کے زعم نے کوروؤں کے دل سے درونا چاریہ کا غم بھلا
دیا۔ پانڈو نظروں میں تنکے کے برابر بھی نہ تھے۔ آخر دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ
ہوئی۔ تیروں کے بادل ہوا میں چھا گئے۔ خون برسنے لگا۔ تیر کٹ کٹ کر گرتے
لگے۔ سواروں سے سواروں نے ٹکر لی۔ پیادوں سے پیادوں نے سامنا کیا۔
لاشیں ٹڈی دل کی طرح زمین پر بچھ گئیں۔ خاک اڑی۔ تو آنکھوں میں گھٹا
ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ دن بھادوں کی طرح اندھیری رات معلوم ہوتا تھا۔ بھیم
سین۔ دھرشٹ دمن اور سکھنڈی مکٹ دیئے زرہ بکتر پہنے دیبا کے جواہرات
میں غرق ہتھیار سجے ہوئے۔ چندن کا تلک لگائے اکڑتے تنتے لپکے۔ راجہ شل
کرتا ہوا سد راہ ہوا۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بھیم سین ہاتھی پر سوار اندر کے
بجر کی طرح لشکر پر ٹوٹا۔ دم کے دم میں ہزاروں جوان خاک و خون میں ملا دیئے
کشم دھورت راجہ نکان نہایت بہادر فرمانروا تھا۔ اس نے اس زور و شور
سے مقابلہ کیا۔ بھیم سین کے ہاتھی کو راہی عدم کیا۔ ہاتھی کے گرتے ہی بھیم
سین کود کر سامنے آگیا۔ اور گرز سے اپنے مخالف کی ہڈیاں چور کر ڈالیں
اور دوسرے وار میں کشم دھورت کا بھی خاتمہ کردیا۔ اس وقت بھیم سین کے
نعرے زمین و آسمان میں گونج رہے تھے۔ ایک ایک لفظ میں بجلی کی سی گرج
تھی۔ جدھر جھپٹتا تھا۔ پرے کے پرے صاف ہو جاتے تھے۔ منہ بھرا جاتا تھا۔
ساری فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ مگر کرن لپکا۔ اور سب کو گھیر کر بڑھاوے دیتا
ہوا میدان میں لایا۔ تیروں کی جھڑی لگائی۔ کہ پانڈوؤں کے لشکر میں ماری
پڑ گئی۔ نکل نے کرن کے جوش و خروش کو روکا۔ بھیم سین استو تھاماں سے بھڑ
پڑے۔ ساتکی بندانوبند سے جنگ آزما ہوئے۔ سکھنڈی اور سرت ورما مقابل
ہوئے۔ شل اور سہدیو سے سامنا ہوگیا۔ دوشاسن نے دروپدی کے فرزندوں
پر حملہ کیا۔ آتش دار و گیر شعلہ زن ہوئی۔ پروانوں کی طرح اس آگ میں

تا معلوم کتنے سوربیر جل کر خاکستر ہو گئے۔ ساتکی جی نے بند اور انو بند کی جان لی۔ انو بند کے بھائی نے ساتکی جی پر دھاوا کر کے دھنش کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ ساتکی جی نے دوسرے دھنش سے سارتھی کو قتل کر ڈالا۔ راجہ کیکے نے ساتکی کو ایسا زخمی کیا۔ کہ سارا بدن لہولہان ہو گیا۔ اسوقت ساتکی جی کے غصے کی انتہا نہ تھی۔ تاؤ کھا کر ایک ہاتھ رسید کیا۔ تو راجہ کیکے زمین پر لوٹ گیا۔ فوج کے تھنوں میں ایسا دم کیا۔ کہ بھاگتے راستہ نہ ملا۔ سرت برباد کی غضب کی لڑائی ہوئی۔ کہ خون ہی خون نظر آنے لگا۔ چترسین بھی اس غضب کی لڑائی ہوئی۔ دونوں مجروح ہوئے۔ مگر آخر سرت برہا نے فریق مخالف کا سر اڑا دیا۔ چترسین کے مرتے ہی فوج کا دل ٹوٹ گیا۔ ساتکی جی کے لشکر کی صفیں چیرتی ہوئی بھاگی۔ ساتکی جی نے روکا۔ تو چتر نے تیر و خنجر سے راستہ صاف کرنا چاہا۔ اس وقت اس کی بہادری قابل تعریف تھی۔ مگر ساتکی جی سے مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ اس نے سارتھی کو مار ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے بعد پرستد کے ہاتھ سے چتر کی جان گئی۔ فوج پرت بنا پر حملہ آور ہوئی۔ دیر تک مقابلہ رہا۔ مگر پرستابند کے تیروں نے بادلی چھانٹ دی۔ استو تھاماں اور بھیم سین کی لڑائی اگر اندر اور برتراسر کے محاربات لشکر کے سامنے پھر گئے۔ دونوں طرف سے ہتھیار چلے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کیا۔ دونوں کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ دونوں پر تیروں کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ کبھی گھڑی تک کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکا۔ جب تیروں کی بادلی چھٹی۔ تو اور استر شستر چلے۔ دونوں نے خوب جوش و خروش دکھایا۔ مگر کسی کا پلہ اونچا یا بھاری نہ ہوا۔ دونوں فریق اور تمام سوربیر اس معرکے کو دیکھ کر حیران تھے۔ ادھر برہمن ینج ادھر کشتری پرتاب۔ طاقت میں دونوں زبردست فن حرب و ضرب میں دونوں کو کمال۔ بڑی دیر تک ہتھیار چلے۔ جتنے اکم ادھر اسو تھاماں اور ادھر بھیم دونوں بدحواس ہو کر اپنے اپنے رتھوں پر گر پڑے۔ دونوں کے سارتھیوں نے یہ حال دیکھ کر میدان جنگ سے ہٹا دیا۔ کسی پر زیادہ آنچ نہ آنے دی

# اَدّھیائے (۲)

# کرن اور نکل کا مقابلہ محاربۂ عظیم کوروؤں کی فتحیابی

استوبھاماں اور بھیم سین رتھوں پر لیٹ گئے۔ تو ارجن نے ان سورماؤں کا پیچھا کیا جنہوں نے اس کے مارنے کا بیڑا اٹھا کر قسمیں کھائی تھیں۔ ارجن کے بان ہر ایک کے لئے موت سے کم نہ تھے۔ جس طرف گانڈیو دھنش کا رخ ہوگیا۔ اُس طرف لاشوں کے انبار لگ گئے۔ رتھوں پر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ہاتھی معہ سوار خاک پر لوٹ رہے تھے۔ گھوڑوں کو تیروں نے چھید ڈالا تھا بے سوار ادھر اُدھر مارے مارے پھرتے تھے۔ یا خاک پر تڑپتے تھے بے شمار فوج ایک ہی وار میں کٹ گئی۔ کرشن جی رتھ ہانک رہے تھے۔ نر نارائن کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ دیوتا خوش ہو رہے تھے۔ پھولوں کی بارش ہوتی جاتی تھی۔ اتنے میں استوبھاماں نے للکارا کہ:

او ارجن! ان لوگوں سے کیا مقابلہ کرتا ہے۔ دم داعیہ ہے۔ تو اِدھر آ۔ مکھی مچھروں کے مارنے سے کیا فائدہ؟

ارجن نے سری کرشن جی سے عرض کی۔ کہ کیا صلاح ہے۔ استوبھاماں کا مقابلہ نہ کیا۔ تو اس کے چھینٹے تیز ہو جائیں گے۔ سب سمجھیں گے کہ ارجن پیٹھ دکھا گیا۔

یہ سنتے ہی ارجن نے گھوڑوں کی باگ استوبھاماں کی طرف موڑی اور استوبھاماں سے کہا کہ

برہمن کل اشرومنکٹ! آپ دریودھن کے نمک خوار ہیں۔ آپ جان توڑ کر لڑیں۔ اور حق نمک ادا کریں۔ ارجن آپ کے سامنے ہے

استو تھاماں کے کان میں آواز آنے ہی اُس کے دھنش تا بڑ توڑ آٹھ بان نکل کر سری کرشن جی کے بدن میں چھد گئے۔ اور تین بانوں نے ارجن کو زخمی کر دیا۔ ارجن زخم کھا کر شیر ہوا۔ جسم کے بہتے ہوئے خون نے دل کی حرارت اور بڑھا دی۔ استو تھاماں کا جو تیر آیا۔ اس کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اور جوش غضب سے ایسے تیر مارے۔ کہ استو تھاماں کو بھی زخموں نے رُلا دیا۔ استو تھاماں درونا چارج کے بیٹے تھے۔ جوانی کی طاقتیں بہادری کے رلئے سونے میں سہاگا تھیں۔ کرشن جی تو آٹھ تیر کھا کر خاموش رہے۔ منہ سے حرف نہ نکالا۔ ارجن سے نہ دیکھا گیا۔ سری کرشن جی سے بولا کہ

مہاراج استو تھاماں میرے گورو کے فرزند اور اس وقت اُن کے قائم مقام ہیں۔ مگر انہوں نے اسقدر دشمنی کی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں طرح دوں۔ لڑنے میں آیا تھا۔ آپ پر انہوں نے کیوں تیر چلائے۔ اچھا جانے کہاں ہیں۔ مار کے نہ بھگا دوں۔ تو۔ دھنش ہاتھ سے رکھ دوں۔ ارجن کی اسوقت آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ چہرہ سُرخا سُرخ ہو رہا تھا۔ اس نے تیر مارنے شروع کئے۔ تو استو تھاماں کے گھوڑے زمین پر چت ہو گئے۔ سارتھی نے دم توڑ دیا۔ دھجا جھک گئی۔ استو تھاماں دوڑ کر دوسرے رتھ پر جا بیٹھے اور سر بکف ہو کر لڑے۔ ارجن پر اسوقت دو طرف سے زغے تھے۔ ایک طرف استو تھاماں اور ان کی فوج تھی۔ اور دوسری طرف ارجن کی جان کے گاہک قسم کھائے ہوئے راجے مہاراجے۔ مگر ارجن کی پھُرتی سے اسقدر جلد تیر نکلتے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی۔ برسات کر رہا تھا۔ کوروؤں کی فوج گرتی مرتی جاتی تھی اور آہ کے ساتھ واہ کا لفظ بھی نکل جاتا تھا۔ استو تھاماں نے سینکڑوں وہ تیر مارے۔ جنہیں دیویہ استر کہتے ہیں۔ لیکن ارجن پر کوئی وار کارگر نہ ہوتا تھا ارجن کے تیروں نے استو تھاماں کو پیٹھ دکھلا دی۔ اور وہ بچا کر ایک طرف کو چلد یئے۔ ارجن کے تیروں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ کوروؤں کی فوج کے ہزاروں سورما دم بھر میں کٹتے دیکھ کر کرشن جی بولے۔ کہ

مولی گاجر کاٹنے سے کیا فائدہ۔ چلو کوئی اچھا شکار مارو۔ کرن سے

بڑھ کر کوئی پڑھن تمہیں نہ ملیگا۔ اس سبھا پر کمپا لگاؤ۔ جانے نہ پائے

یہ کہتے ہی انہوں نے اپنا رتھ کرن کی طرف بڑھا دیا۔ اسنو تھاماں اور پانڈو سے بڑے جوش و خروش سے لڑائی ہو رہی تھی۔ ارجن اس کی طرف گزر نے بھی نہ پایا تھا۔ کہ پانڈو محاربہ سخت کے بعد مارا گیا۔ دریودھن نے دوڑ کر قدم چوم لئے۔ پانڈو ایسے بہادر کا مارنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ مگر اسنوتھاماں جی کا کمال نام تھا۔ کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ اور پانڈوؤں کی فوج کو میدان سے ہٹا دیا۔ ارجن نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس نے دریائے حیرت میں غوطہ لگا کر سری کرشن جی سے عرض کی کہ

رتھ بڑھائیے۔ دیکھئے۔ راجہ جدھشٹر اور بھیم سین کہاں ہیں؟

کہنے بھر کی دیر ہے۔ گھوڑے اڑے اور رتھ وہیں جا پہنچا۔ جہاں کرن بھیم سین وغیرہ کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا

اس لڑائی میں پانچال دیش کے مہارتھی کام آئے۔ کرن نے سب کو نشانہ تیر بنایا۔ یہ دیکھ کر نکل سہدیو اور دروپدی کے فرزند پانچال و دیش کی فوج اور اپنے لشکر کو لئے ہوئے کرن کی طرف لپکے۔ مارو مارو کے شور و غل سے کان دبے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ گدا۔ پرگھ۔ موسل اور صدہا قسم کے ہتھیاروں سے لاشوں کا ڈھیر لگ گیا۔ پانڈوؤں کی بہت فوج لقمۂ اجل ہوئی۔ کرن کے تیر کسی کی مان کے نہ تھے۔ جس طرف بوچھاڑ ہو گئی۔ میدان صاف صفیں خالی۔

دھرشٹ دمن کی طرف دریودھن کے حکم سے دوسری فوج پر حملہ آور ہوئی۔ جس وقت یہ دل بڑھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کالے بادل امنڈے چلے آتے ہیں۔ سواروں نے تیر کی بارش شروع کی۔ دھرشٹ دمن نے بھی سنبھلکر تیروں سے جواب دیا۔ جس ہاتھی پر برچھی کا وار ہوا۔ چیخ کر بھاگا۔ جس گھوڑے کو تیر نے چھیدا۔ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ہاتھیوں کے جسم سے اس طرح خون جاری تھا گویا کالی گھٹا سے شہاب کی بارش ہو رہی ہے۔ ہاتھی رتھوں کو ٹپکتے کچلتے اور ٹکراتے تھے۔ جو سامنے آ جاتا تھا۔ زندہ نہ بچتا تھا۔ سونڈ سے گھوڑے کو

اُچھالا۔ تو سوار کی ہڈیاں چور دانتوں سے رگڑ کر ریلا۔ تو پرزہ پرزہ الگ۔ راجہ انگ نے نکل پہ اٹھ تو مردل سے وار کئے۔ مگر نکل کے ہاتھ سے موت تھی۔ اس بہادر نے سب کو مر توڑ پھوڑ کے اس کا سر اُڑا دیا۔ اور فتح کے ڈنکے بجائے راجکمار کے دم توڑتے ہی انگ دیش کی فوج نے نکل پہ یورش کی۔ محاربۂ عظیم پیش آیا۔ سہادیو نے صدہا ہاتھی مار ڈالے۔ نکل نے صفیں کی صفیں لٹ دیں۔ سانکی جس طرف گرا۔ آفت برپا کر دی۔ کسی کا منہ نہ ہوا کہ سامنا کرے۔ یا قدم جمائے۔ یہ لوگ مارتے کاٹتے کرن کی طرف جھکے۔ دوشاسن نے بھگوڑی فوج کو روکا۔ وہ پٹھے ہوا ہیں اُڑتا دیکھ اہل لشکر مڑ پڑے۔ اور سہدیو کی طرف رُخ ہوتے ہی سہدیو نے کئی بہادروں کو زخمی کرکے اُن کے سارتھیوں کو روانہ ملکِ عدم کیا۔ دوشاسن نے یورش کی۔ تو فریقین زخمی ہوگئے۔ دوشاسن کی فوج بھاگی۔ غش نے دوشاسن کو بے ہوش کر دیا۔ سارتھی اُسے لے کر بھاگا۔ کرن بھاگی ہوئی فوج کو روک کر نکل کے سامنے آیا۔ نکل گال بجاتا اور ہنستا ہوا بولا کہ

شکر ہے۔ آج دیوتاؤں کی نظرِ عنایت ہوئی۔ جس پر دھن کی تلاش تھی۔ اس کی موت خود بخود سامنے لے آئی۔ اے کرن۔ اب تو بچ کے کہاں جا سکتا ہے۔ تیری عداوت و شقاوت کی سزا آج میرے بان دیں گے۔ سارا بس تیرا ہی بویا ہوا ہے۔ کورو تیری شرارت سے ہمارے دشمن ہوتے اچھا وہ مزا چکھ۔ ابھی تجھ کو مار کر کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہوں۔

کرن گرجا۔ کہ فضول باتوں سے کچھ حاصل نہیں۔ تو سامنے کھڑا رہ۔ اپنے منہ میاں مٹھو سب بنتے ہیں۔ مگر بہادروں کی زبان سے خود ستائی کے کلمے نہیں نکلتے۔ ٹھہرا ابھی غرور کا نتیجہ ظاہر ہوا جاتا ہے۔

یہ کہکر کرن نے تابڑ توڑ تہتّر تیر مارے۔ اتنے زخم کھا کر نکل نے بھی اسّی تیروں سے کرن کا جسم چھید ڈالا۔ کرن نے سونے کے پرگسوں کے تیر مار کر نکل کا دھنش بیکار کر دیا۔ نکل نے دوسرے دھنش سے ۷ تیر ایسے مارے کہ کرن بوکھلا گیا۔ سارتھی کے زخم شدید لگے۔ نکل کی چابک دستی

دیکھ کر کورو لشکر حیران ہو گیا۔ لیکن کرن نے دوسرے دھنش سے نکل کے نازک نازک اعضا چھلنی کر دیئے۔ نکل نے بھی بڑی دلیری سے زخم برداشت کئے۔ اور دھنش توڑ ڈالا۔ پھر اُدھر کرن نے اور اِدھر نکل نے ایک دوسرے کے بان کاٹ کر اس طرح تیر برسائے۔ کہ جال سا نظر آنے لگا۔ نکل جھنجھلایا۔ تو ایسی تیروں کی بوچھار کی۔ کہ فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے کرن نے نکل کے سارتھی اور گھوڑوں کی جان لی۔ نکل رتھ سے کود کر پرگھ لئے ہوئے جھپٹا۔ کرن نے اس کے ٹکڑے کر ڈالے۔ نکل کے پاس کوئی ہتھیار نہ رہا تھا۔ تب تو کرن کی چڑھ بنی۔ پچاسوں تیر بدن میں وار سار کر دیئے۔ نکل بھاگنے لگا۔ کرن نے ہنس کر دھنش کا چلہ گلے میں ڈالکر کھینچا۔ اور کہا کہ

بس اسی رتے پر بہادری کا دعویٰ تھا۔ کہتا ہوں۔ کہ کوروؤں سے لڑو گے۔ تو کتے کی موت مارے جاؤ گے۔ بچوں کے مقابلے میں البتہ تم لوگوں کی سرخروئی ہو سکتی ہے۔ ماتا کے بچن کا خیال ہے۔ نہیں تو ایک جھٹکے میں اسی وقت فیصلہ کر دیتا۔ چپ چپاتے چلے جاؤ۔ اسی میں خیریت ہے۔

یہ کہہ کر کرن نے نکل کو رہائی دی۔ نکل دل ہی دل میں کٹ گیا۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے جدھشٹر کے رتھ پر جا بیٹھا۔ ندامت سے چہرے پر عرق آ رہا تھا۔ کرن نے اب پانچالوں کے سر پر آفت ڈھائی۔ پھرکی کی طرح گھوم گھوم کر اتنے سورما مارے۔ کہ خون سے زمین پر گلال سا چھڑک گیا۔ ہزار ہا رتھ ٹوٹ گئے۔ دھجائیں گر پڑیں۔ سوار دریائے خون میں غوطہ زن تھے۔ گھوڑوں کی لاشوں کا شمار نہ تھا۔ تو مرا اور بان ہاتھیوں کے جسم میں پیوست تھے۔ سوار پیدل ہو گئے۔ اور گھوڑے بے سوار جس کا جدھر سینگ سمانا تھا۔ بھاگا جاتا تھا۔ جو پانچال دیتی پچھلی لڑائیوں میں صحیح سلامت بچے تھے۔ اُن کا کرن نے خاتمہ کر دیا۔ لڑائی نہایت سخت اور خونخوار تھی۔ پانڈوؤں کو شکست کا افسوس ہوا۔ کرن نے جوش خوشی میں نوبت نقارے بجائے۔

# اُدھیائے (۸)

## راجہ جدھشٹر اور دریودھن کا دوبدو مقابلہ اور سپہ سالاروں کی باہمی جنگ و جدل۔ کرن کی شکست۔ ارجن کی فتح

سنجے واقعات جنگ بیان کر رہا ہے۔ کہ آپ کے فرزند سربلند۔ اولوک
نے آپ کے جگر بند یوتس کے سر پر پہنچ کر ڈانٹا۔ کہ او نالائق ننگ خاندان۔
تو نے حقیقی بھائیوں کے جوش خون کو چھوڑ کے بھائیوں جیسا کر دشمنوں کا
ساتھ دیا۔ دو اسی وقت تیری گوشمالی ہو جاتی ہے۔ جو بھائی ایسے وقت
ہیں دغا دیتے۔ انکی موت زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔
یوتس کے لئے یہ کلمے تیر و نشتر سے کم نہ تھے۔ وہ سنتے ہی آگ بگولا
ہو گیا۔ ایسے تیر مارے۔ جن کا نشانہ بھرپور بیٹھا۔ اولوک زخمی ہوا۔ لیکن اس
نے بھی یوتس کے سارتھی کو ہلاک کیا۔ گھوڑے مار ڈالے۔ یوتس جھٹ دوسرے
رتھ پر سوار ہوا۔ تب تک اولوک کہیں سے کہیں چل دیا۔ اور بھیم سین پہنچا۔ اس طرف
خون ہی خون برستا نظر آیا۔ چاروں طرف گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جس طرف
نگاہ جاتی تھی تیروں کے بادل چھائے دکھائی دیتے تھے۔ تلواریں آنکھوں میں
چکا چوند پیدا کرتی تھیں۔ ہتھیار پر ہتھیار چل رہے تھے۔ ستانیک پر حملہ ہوا۔ تو اس
نے برمانے سارتھی اور گھوڑے مار ڈالے۔ ستانیک کو بھی زخمی کیا۔ خود بھی کئی
گہرے زخم کھائے۔ شکنی نے ست سوم کا بدن چھلنی کا سا چھتا بنا دیا۔ ست سوم
نے شکنی کے جسم میں ناوکوں کی جھڑی کے سوراخ کر دیئے۔ شکنی نے تلوار
تو ست سوم کے گھوڑے اور سارتھی بدن سے الگ ہو گئے۔ دھشٹ

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ست سوم کو سواری نہ ملی۔ تو فرش خاک پر اتر پڑا۔ اور شکنی کو اچھی طرح زخمی کر دیا۔ اسوقت بڑے زور شور کی لڑائی ہو رہی تھی۔ دیوتا بھی ست سوم کی جرأت اور ہمت پر آفرین کرتے تھے۔ ست سوم تلوار لیکر سر ہوا۔ شکنی کے بجرنے تلوار توڑ دی۔ ست سوم نے آدھی تلوار کھینچ ماری شکنی تو چوٹ بچا گیا۔ مگر دشمن کٹ گیا۔ سوار اور پیادل کے مقابلے میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ لہذا ست سوم تو دوسرے رتھ کی فکر میں ہوا۔ اور شکنی وقت فرصت غنیمت سمجھ کر پانڈووں کے سر پر جا پہنچا۔ کرپا چارج نے دھرشٹ کی یورش کا اسی طرح انسداد کیا۔ جس طرح شیر مست ہاتھی کا انسداد کرتا ہے۔

جس وقت کرپا چارج کا رتھ دوڑا۔ سب لوگ سمجھ گئے۔ کہ آچاریہ جی درونا چارج کا بدلہ لئے بغیر نہ رہیں گے۔ دھرشٹ دمن کو بھی وہم کا ہی جہان ہے۔ پانڈووں کی فوج کے دن پورے ہونے لگے۔ سروں کا انبار لگ گیا۔ کرپا چارج نے اس خوبی سے تیر مارے۔ کہ دھرشٹ دمن چونہیں نہ بچا سکا۔ ایک ایک تیر پر دس دس تیر بیٹھے۔ جب زخموں سے بدن چور چور ہو گیا تو اس کے سارتھی نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ موقعہ بچا جانا چاہیئے۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن

پر عمل کرکے وہ چکر کھاتا ہوا رتھ کو بڑھا لے چلا۔ کرپا چارج گوتم رشی کے فرزند ہیں۔ ان کی طاقت کا مقابلہ کرنا کارے دارد۔ ان سب خیالات سے دھرشٹ دمن نے بھی سوچا۔ کہ مقابلہ بے ڈھب ہے۔ فائدہ کیا مفت جان جائے۔ دل کی ہوس نہ نکلے۔ پس اس کے اشارے سے سارتھی نے اسکو بھیم سین کے لشکر میں پہنچا دیا۔ کرپا چارج فتح کا سنکھ بجاتے ہوئے پیچھے ہوئے۔ مگر کوئی نشانہ کارگر نہ ہوا۔ دل کی ہوس دل ہی میں رہ گئی۔

ادھر سکھنڈی اور سرت برما سے جھڑپ ہو گئی۔ دونوں لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے۔ لیکن سکھنڈی زخموں کی تکلیف سے ایسا بے ہوش ہوا۔ کہ بدن

میں جان نہ رہی۔ ساربھی رتھ بھگا لے گیا۔ اور اس طرح جان بچائی۔ تتی
ارجن کا راجہ شل اور نارائنی فوج سے مقابلہ ہنارائنی فوج وہ زبردست
فوج تھی۔ جو سری کرشن جی نے دریودھن کو کمک کے لئے عطا کی تھی۔ اس
فوج جرار نے خوب مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ سری کرشن جی کو بھی زخمی کر دیا
ذرا بھی مروت نہ کی۔ نہ کچھ پاس و لحاظ کیا۔ ارجن کو سخت غصہ آیا۔ سری کرشن
جی سے درخواست کی کہ

ست سین کے تیروں نے آپ کی خدمت میں گستاخیاں کیں ہیں۔
پس رتھ اُسی طرف لے چلئے۔ جب تک میں اسے نہ ماروں۔ صبر نہ آئے گا۔
درخواست کی دیر تھی۔ رتھ کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے وہیں
جا پہنچے۔ ارجن نے پہنچتے ہی ایک وار میں گردن سے سر جدا کر دیا۔ نارائنی
سبھا کے دوسرے سپہ سالار کا نام متر سین تھا۔ اس نے مورچہ روکا۔ لیکن اس
کی بھی وہی حالت ہوئی۔ اب تو نارائنی فوج اور قسم خوردہ بہادروں کی
آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ سب کے سب ارجن کے پیچھے پڑ گئے۔ مگر جس وقت
گانڈیودھنش نے چاروں طرف تیروں کا دونگڑا برسایا۔ سرداروں اعضا کھیرے
ککڑی کی طرح ہو گئے۔ لاشیں موسم خزاں کی طرح پتیوں طرح اِدھر اُدھر گرنے
لگیں۔ ایک تیر سینکڑوں کا خون چوس گیا۔ ساری فوج اس طرح بھاگی۔ جیسے
شیروں کی صورت دیکھ کر لومڑیاں

راجہ دریودھن راجہ جدھشٹر سے مصروف کارزار تھا۔ دریودھن کی
چار بانوں ہی میں ستی پٹی بھول گئی۔ ۱۶ تیروں سے چاروں گھوڑے مر گئے۔ ایک
بان دھجا گرانے کو کافی ہوا۔ ایک تیر نے سارتھی کی جان لے لی۔ اور دریودھن
زمین پر آکودا۔ بھاگے تو کدھر جائے تو کہاں۔ راجہ جدھشٹر کے تیروں سے
جان کی امان نہ تھی۔ خیریت ہوئی۔ کہ کرپا چارج اور استوتھاماں جی پہنچ گئے
ان سب کو بچا کر دھرم راج جدھشٹر کو جا گھیرا۔ لینا۔ پکڑنا۔ مارنا کی آواز اور
باجوں کے شوروغل سے میدان گونج اُٹھا۔ آتش جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھے
استوتھاماں نے دھرم راج کا مقابلہ کیا۔ کشت و خون سے زمین پر ہنگامہ قیامت

برپا ہو گیا۔ سوار پیادے۔ افسر سپاہی سب اپنے اپنے حریفوں سے مصروف حرب و ضرب ہوئے۔ دیکھتے دیکھتے نہ جانے کتنے جانوں پر گزر گئی۔ نہ لاشوں کا شمار تھا۔ نہ مجروحوں کا حساب ستا کی۔ دھرشٹ دمن۔ راجہ جدھشٹر، دروپدی کے فرزند، بھیم وہ۔ منوپوتس۔ اتموجا وغیرہ خوب جان توڑ کر لڑے۔ کرن کے لشکر کو ایسی بودی مار ماری۔ کہ چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اب یہ لوگ سخت وسست کہتے ہوئے کرن کے سامنے پہونچے۔ کرن نے اس یورش کو بڑی بہادری سے روکا۔ جو تیر دھنش سے نکلتا تھا۔ ناوک اجل کا کام کرتا تھا۔ سوار پیادے گھوڑے ہاتھی یا تو چیخ چیخ کر بھاگے۔ یا وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اتنے میں ارجن آ پہنچا۔ کرن کے نشانے خطا ہونے لگے۔

ارجن کا جو تیر تھا۔ وہ کاری۔ جو نشانہ تھا۔ وہ ٹھیک تھا۔ قریب تھا۔ کہ کوروؤں کی فوج اپنے مقتولوں اور مجروحوں کو روندتی ہوئی بھاگ نکلی۔ مگر کرن کی ہمت بدستور قائم تھی۔ اس لئے خلاف معمول رات تک خونریزی کی گرم بازاری رہی۔ آخر کوروی سینا تھک کر پیچھے ہٹی۔ اور پانڈوؤں کا لشکر سری کرشن جی کی جے مناتا۔ اور ارجن کی تعریف کے گیت گاتا ہوا اپنے پڑاؤ پر آیا۔

# ادھیائے (۸)

## سری کرشن جی کے مقابلے میں راجہ شل کی رائے۔ کرن کی رتھ بانی کی تجویز۔ دریودھن کی راجہ شل سے درخواست۔ راجہ شل کی ناراضگی۔ آخر میں منظوری

راجہ دھرتراشٹر سنجے سے بولے۔ کہ ارجن سے بڑھ کر آج کوئی

تنہا سو بھدرا کو اڑا لینا صاحب طاقت نہیں۔ یہ واقعی یکتائے زمانہ ہے۔ تن تنہا سو بھدرا کو اڑا لینا
بیک بینی و دوگوش۔ کھانڈو بن کی آگ بجھانا۔ شیو جی سے لڑ کے اُن کو خوش
کرنا۔ بے مدد غیرے نات کوچ راچھسوں کا قلع قمع کر کے راجہ اندر کی بات
یاد رکھنا۔ یہ سب باتیں کچھ معمولی نہیں سچ مچ ارجن ہی کا کام تھا۔ کہ ایسی رہنمایاں
کر کے دیوتاؤں کو بھی حیران کر دیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہمارے لشکر میں
ارجن کے مقابلے کا کوئی شخص نہیں۔ پانڈوؤں کے سامنے بیٹر نے کی میں تو
کسی میں طاقت نہیں دیکھتا۔ میری اُمیدوں کا دارو مدار کرن پر ہے۔ کہو اس
معرکہ آرائیوں کے واقعات کیا ہیں؟
سنجے بولا۔ کہ جو وقت صبح ہوئی۔ دریودھن نے سب راجاؤں کو جمع کیا
سب زیور آہن میں غرق زرق برق لباس پہنے ہوئے فراہم ہوئے۔ دریودھن
سے معاملات جنگ پر گفتگو چھیڑی۔ کرن بولا۔ کہ صاحب
آپ نہ گھبرائیں۔ ارجن کو گانڈیو دھنش پر ناز ہے۔ جس کی میری نظر میں
کچھ بھی حقیقت نہیں۔ میرے پاس وہ عجیب و غریب دھنش ہے۔ جو بسوکرماں
نے تحفۃً اندر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس دھنش کی صفت بیان کرنا آسان
نہیں۔ اندر نے اسی سے راچھسوں کو کالعدم کیا۔ پرسرام جی نے اسی سے اکیس
مرتبہ چھتریوں کو جڑ بنیاد سے مٹا دیا۔ ایسے دھنش کے ہوتے ارجن کی حقیقت
ہی کیا ہے۔ کہ میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر کل ارجن بچ گیا۔ تو کیا بکرے کی ماں کب
تک خیر منائے گی۔ آج کہاں بچ کے جائے گا۔ میں اور کرن تو آج ہی ارجن
کو پھڑکا پھڑکا کر ماریں گے۔ ارجن مجھ سے کبھی سربر نہیں ہو سکتا۔ مگر مشکل یہ
آپڑی ہے۔ کہ دُنیا کے سرتاج سری کرشن چندر رتھ ہانکتے ہیں۔ جس کا سارتھی
خالق کائنات ہو۔ اس سے کوئی سر اونچا رکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ارجن
کے رتھ کو دیکھئے۔ سونے اور جواہرات کے سوا کسی اور چیز کا نام نہیں دھجا
میں بھی ہنومان جی کا جلوہ جہاں آرا ہے۔ رتھ کے گھوڑے بھی سری کرشن
جی کے اشارے سے چلنے والے ہیں۔ ان سامانوں کے ہوتے ارجن سے
کوئی بازی نہیں لے سکتا۔ انہیں اسباب سے ہر لڑائی میں اس کی فتح ہوتی

ہے۔ اگر آپ کو اپنی فتح منظور ہے۔ تو بس اتنا کام کیجئے۔ کہ راجہ شل میرا سارتھی ہو جائے۔ اور آپ ہر وقت میری کمک پر رہیں۔ اشو ودیا یعنی فن اسپ رانی میں یا تو سری کرشن جی کو مہارت کامل حاصل ہے۔ یا راجہ شل کو۔ راجہ شل رتھ ہانکیں۔ تیروں کے چھکڑے ساتھ رہیں۔ اور میں لڑوں۔ تو پھر ارجن کی ہیکڑی بھلا دینا کچھ بات نہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ پانڈوؤں کو نیچا دکھا کر پانی پیوں گا۔

دریودھن نے سب باتیں منظور کیں۔ اور فوراً اٹھ کر راجہ شل کے پاس گیا۔ بڑی خوشامد درآمد بڑی منت و سماجت سے کہا۔ کہ آپ و آپ کے ہاتھ آپ چاہیں۔ تو ارجن کا زیر کرنا کچھ مشکل نہیں۔ مشکل یہ آپڑی ہے۔ کہ کرشن جی ارجن کا رتھ ہانکتے ہیں۔ ادھر کوئی مقابلے کا سارتھی نہیں۔ آپ تکلیف کریں تو معاملہ چوکس ہو جائے۔

راجہ شل یہ تقریر سنکر برانگیختہ ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ بھوئیں ٹیڑھی کماں ہو گئیں۔ جوش غضب سے بولا کہ

کوئی ہے۔ میری فوج سے کہے۔ کہ اختر بختر باندھیں۔ بوریا بندھنا سنبھالیں میں اپنے گھر چلتا ہوں۔ بس ہمدردی کا پھل پا لیا۔ بیعزتی کی حد ہو گئی۔ مجھ کو ایک سوت پتر کے رتھبانی کی خدمت سپرد ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور ذلت کیا ہوگی۔ دریودھن سے بولا کہ

آپ کیا مجھ کو کوئی ایسا ویسا سمجھتے ہیں۔ آپ کرن کی حقیقت سمجھتے ہو مگر نظر میں اس کی کچھ وقعت نہیں۔ جس وقت کہئے۔ کرن کو ناکوں چنے چبا دوں آپ اسی وقت کرن کو بلائے پہلے میرا اور اس کا نپٹارا ہو لے۔ تب اور کچھ بات چیت ہو۔ اگر میرے تیر سانپ کی طرح کرن کو ڈسیں۔ میرے بازو بجلی کی طرح اس کا سر نہ توڑیں۔ تو شل نام نہ رکھوں۔ کہئے تو پہاڑوں کو ریل دوں۔ سمندر کو خشک کر دوں۔ مجال کیا جو فرق ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ نے میری عزت کا کچھ پاس نہ کیا۔ اور کرنا سے دل میں حقارت منظور رکھی میں محبت کے خیال سے آیا تھا۔ کہ آپ اس دعوت میں شریک ہوں۔ اپنے

اچھی قدردانی کی۔ واہ جناب واہ۔

راجہ شل بڑی ناراضگی سے یہ باتیں کہکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ سب راجے منہ دیکھ کر رہ گئے۔ دریودھن نے لپک کر دامن پکڑ لیا۔ بہت کچھ خوشامانہ الفاظ کہے۔ قوت و طاقت کی تعریف میں گوہر افشانی کرکے کہا کہ مدردیش کو آپ کی ذات سے رونق ہے۔ آپ کے پاسنگ کا کوئی تاجدار نہیں نظر آتا۔ کرن میں آپ کے سامنے آنکھ اُٹھانے کی طاقت کہاں۔ اس کی بساط ہی کیا ہے۔ آپ کو کسی سے کیا غرض۔ ہمدردی جو کچھ ہے۔ وہ تو مجھ سے ہے۔ میری ہی وجہ سے آپ نے اتنی زحمت اُٹھائی۔ میں آپ کی مہربانیوں کا شکریہ کہاں تک ادا کروں۔ میری درخواست صرف اس نیت سے تھی۔ کہ ارجن اور کرن کا مقابلہ ہے۔ فتح و شکست کی نیک نامی و بدنامی کے حصہ دار آپ بھی ہیں۔ میں نے یہ سوچا تھا۔ کہ جب جگت کے سوامی سری کرشن جیسے ارجن کا رتھ ہانکتے ہیں۔ تو ان کے مقابلہ میں آپ کرن کا رتھ ہانکیں۔ اور پھر کرشن چندر اور ارجن کو مزہ چکھا کر فتح کا سہرا اپنے سر باندھیں

راجہ شل یا تو غصے میں تھا۔ یا اس گفتگو سے نرم ہوگیا۔ بولا کہ:۔ اگر سری کرشن جی کا مقابلہ ہے۔ تو خیر مجھے مضایقہ نہیں۔ مجھے آپ کی خاطر منظور ہے۔ میں کرن کا رتھ ہانکوں گا۔ مگر ہر امر میں میری مرضی مقدم رہے گی۔ اگر کوئی حکومت چلائیگا۔ تو بیڈھب ہوگی۔ کرن نے راجہ شل کی خوشی منظور کی۔ اور جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

## ادھیائے (۹)

## کرن کے ساتھ راجہ شل کی رتھبانی کا قطعی فیصلہ

سنجے سخن سرا ہوئے کہ اے بھرت بنسیوں کے سرتاج مہاراجہ دھرتراشٹر جی۔ راجہ شل نے کرن کی رتھبانی منظور کرکے دریودھن سے اس لڑائی کا ذکر

کیا۔ جس میں مہادیو جی مہاراج سے تارکا سُر کے بیٹے پر تراسُر کا مقابلہ تھا۔ اور مہادیو جی کی رتھبانی برہما جی نے قبول کی تھی۔ اس کے بعد بولا۔ کہ میرے مقابلے میں وہ سری کرشن ہوں گے۔ جن کو حال و ماضی مستقبل کی سب خبریں ہیں۔ اُن کا ارجن کی رتھبانی قبول کرنا خالی از علت نہیں۔ اوّل تو ان کی موجودگی میں ارجن کا وہاں بھی میلا نہیں ہو سکتا۔ بالفرض کرن مار بھی ڈالے۔ تو یاد رکھیئے گا۔ کہ کرشن جی سب کو موت کا دروازہ اور فنا کا ناکا دکھا دینگے۔ سری کرشن جی جیسے چاہیں۔ ایک جنبش نظر میں ہلاک کر دیں۔ ذرا سے اشارے میں دنیا اُلٹ پلٹ ہو سکتی ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ سیدھی اُنگلی سے گھی نکل آتے۔ تو اُنگلی ٹیڑھی کرنے سے کیا فائدہ۔ میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ عداوت و دشمنی کو بھاڑ میں جھونکیئے اور گلے میں بل جائیے۔ کیا فائدہ کہ سانپ تو نہ مرے۔ اور لاٹھی ٹوٹ جائے۔ میں لڑائی سے جھجکتا نہیں۔ مگر عقل کی آنکھیں دکھا رہی ہیں۔ کہ نتیجہ اچھا نہیں۔ یوں تو ہم سب جان دینے تیار ہیں۔ جو منہ سے کہدیا۔ اس میں بال بھر فرق نہ ہوگا۔ لیکن جب جان دینے سے بھی مطلب برآری نہ ہوئی۔ تو جان دینا بھی فضول۔ اسی لیئے میری رائے ہے۔ بغل گیر ہو جائیں۔ آئیندہ آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔

دریودھن کو دل ہی دل میں یہ الفاظ ناگوار معلوم ہوئے۔ مگر بھروسہ انہیں لوگوں پر تھا۔ اس لئے کچھ خوشامد اور کچھ بے تکلفی سے اس نے کہا کہ

گو آپ اور کرن دونوں آفتاب اور ماہتاب ہیں۔ جہاں آپ اور وہ دونوں ہوں۔ وہاں فتح کا جھنڈا گڑنا کچھ مشکل نہیں۔ آپ صلح کی رائے دیتے ہیں۔ مجھے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ آپ اکیلے پانڈوؤں کو جیت سکتے ہیں۔ کسی کی مدد کی بھی ضرورت نہیں۔ پھر آپ کا ایسا اوچھا تیاں۔ اس سے آپ ہی کی نہیں بلکہ کرن سے سوبیروں کے سرتاج اور شستر دھاریوں کے سرمایۂ فخر کی بھی سُبکی ہوتی ہے۔ کرن کی طاقت آپ دیکھ چکے۔ اس کے تیروں کے سامنے کوئی نہیں ٹھیر سکتا۔ گھٹوتکچ کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔ اس کے طلسم و نیرنگ غضب کے تھے۔ مگر کرن نے خاک پر سُلا دیا۔ لیکن سہدیو بھیم سین آپ کی آنکھوں کے

سامنے پیٹھ دکھا گئے۔ کرن چاہتا۔ تو سب کو مار ڈالتا۔ مگر کوئی وجہ تھی۔ اس لئے
جان بخشی کی۔ ساتکی جی کی قوت ظاہر ہے۔ بڑے بڑے سورماؤں کے سامنے
کان پکڑتے ہیں۔ لیکن کرن نے ان کو بھی مسخر کیا۔ پانڈو تو ٹٹ پونجئے ہیں۔ کرن
چاہے۔ تو اندر کی بھی پٹی کھلا دے۔ آپ کا کیا کہنا۔ شاستر آپ کے نوک زبان
راج نیتی آپ کو حفظ۔ استر شستر کے آپ دھنی ہیں۔ روئے زمین پر کوئی
آپ کا جواب دینے والا نہیں۔ پانڈو سری کرشن جی کے بل پر اترا رہے ہیں۔ مجھ
کو آپ کی ذات پر فخر ہے۔ اور بھروسہ ہے۔ اگر ارجن کے مرنے پر سری کرشن
جی ہتھیار اٹھائیں گے۔ تو مجھے کچھ مایوسی کی بات نہیں۔ کرن کے بعد ان کی سرکوبی
کے لئے آپ موجود ہیں۔

راجہ شل اس خوشامدانہ تقریر سے خوش ہوگیا اور بولا کہ
آپ میرے دست قدرت کو سری کرشن جی کے قوت بازو پر ترجیح دیتے
ہیں۔ درودھرم کی سی کہتے ہیں۔ تو میں بھی جان لڑانے کو تیار ہوں۔ خود بھی
لڑونگا۔ اور سارتھی بھی بنوں گا۔ مگر مرضی ہر کام میں میری ہی مقدم رہے گی
کرن سے کہنے پر تنکا بھی ہلاؤں۔ تو یہ ناممکن ہے۔

کرن اور دریودھن دونوں نے یہ بات منظور کی۔ راجہ شل اپنی بات پر
قائم رہنے سے خوش ہوگیا۔ کرن کے جیتے جی بھی تیز ہوگئے۔ دریودھن سے بولا کہ
بس پالا ہمارے ہاتھ۔ اب پانڈوؤں کی خیر نہیں۔ سری کرشن جی کیا ہزار
ایسے ایسے سری کرشن جی ان کے حمایتی بنیں۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔

شل بولا کہ اپنی قدرت اور قوت اپنے دوسروں کی طرح وقعت پاتا ہے۔ چاہے وہ
سے عقلمند لوگ متنفر رہتے ہیں۔ آپ پہلوان ہیں اور کچھ تو نہیں کہتا۔ مگر اتنا کہے
بغیر رہ بھی نہیں سکتا۔ جس وقت گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں لونگا۔ راجہ اندر کا
سارتھی ماتلی دنگ ہو جائیگا۔ یہ کہکر اس نے رتھ منگوایا۔ گھوڑوں کی باگ ہاتھ میں
لی۔ کرن کو سوار کیا۔ اور کہا کہ

چلئے۔ پانڈوؤں کو چھٹی کا دودھ آج یاد دلا دیجئے۔ تو آپ کا نام
اونچا ہو گا۔

اب کوروؤں کی فوج چیونٹی دل کی طرح بڑھی۔ باجوں کی آواز سے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ زمین تھرا گئی۔ آسمان کانپ اٹھا۔ ہڈیاں برسنی شروع ہوئی۔ طرح طرح کی بدشگونیوں سے سامنا ہوا۔ مگر کورو اپنے زعم میں مست اور غرور میں اندھے ہو رہے تھے۔ کسی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ موت کے منہ میں دھنستے چلے گئے

کرن بولا کہ

راجہ شل۔ مطلب پانڈوؤں سے ہے۔ ان کے مر بٹنے پر لڑائی کا خاتمہ ہے۔ اسی لئے رتھ اُسی طرف بڑھا لے چلو۔

شل نے کہا۔ کہ زیادہ بڑھ بڑھ کے باتیں مارنا ٹھیک نہیں۔ بہادر اس وقت ال بجاتے ہیں۔ جب کچھ کرکے دکھاتے ہیں۔ کہاں تم اور کہاں ارجن۔ ایک اور ہزار فرق ہے۔ ارجن پرشوتم کہلاتا ہے۔ اُس کو دُنیا نے اپنا سے جنس کا سرتاج ن رکھا ہے۔ تم وہی ہو۔ کہ گندھریوں نے دریودھن کو رانیوں سمیت گرفتار کر ا۔ مگر تمہارے کئے کچھ نہ ہوا۔ ارجن کو دیکھو۔ کہ اس نے گندھریوں کو مار ہٹایا۔ دریودھن کی عزت بچائی۔ اگر اسوقت ارجن نہ پہنچتا۔ تو دریودھن کا کون تھا ہے ارجن پر فتح کی امید رکھنا آسان نہیں۔ مگر ہاں کوشش و تدبیر بھی شرط ہے ) چلتا ہوں۔ مگر یہ اُمید نہیں۔ کہ فتح کی صورت دیکھنی نصیب ہو۔ اگر آج تک ما دفعہ بھی تم ارجن کو نیچا دکھا چکے ہوتے۔ تو میرے حوصلوں میں جان رہتی۔ خیر مجھے تو اس سے غرض ہے۔ کہ سری کرشن جی کے مقابلے میں اشو دیا کے دکھاؤں

کرن ان باتوں کو خاموشی سے پی گئی۔ اور راجہ شل نے بڑی تیزی سے ہانکا۔

## اُدھیائے (۱۰)

## راجہ شل اور کرن کی جلی کٹی باتیں

جبوقت رتھ پانڈوؤں کے لشکر کے سامنے پہنچا۔ کرن بڑے غرور سے بولا
کہ جو شخص ارجن کی صورت دکھا دے۔ اُسے منہ مانگا انعام دوں۔ اور جو ارجن
کے مقابلے میں میری تعریف کرے۔ اس کا موتیوں سے بھر کر جواہرات سے لادوں
اس زعم اور تکبر کی باتوں سے دریودھن کی کلی کلی کھلی جاتی تھی۔ وہ دل ہی دل
میں سمجھتا تھا کہ بس آج کرن پانڈوؤں کو مار کر ضرور میری فتح کے ڈنکے بجائیگا
راجہ شلی کو یہ باتیں ناپسند معلوم ہوئیں۔ اس نے کہا کہ
انعام و اکرام گھر واسطے میں رکھو۔ چپ چپاتے چلو۔ تو ارجن کا سامنا کرا دوں
آج گیدڑوں نے شیروں کا شکار کیا۔ اس سے بڑھ کر اور بدشگونی کیا ہوگی
معلوم ہوتا ہے کہ موت تم کو میدان جنگ میں کھینچ کر لے چلی ہے۔
کرن واہیات نہیں بکتے ہیں۔ فضولیات سے کچھ فائدہ نہیں۔ مجھے اپنے
زور بازو پر بھروسہ ہے۔ بدشگونیاں ہوں۔ تو کچھ پرواہ نہیں۔ یہاں ارجن کو
مارے بغیر واپس آنے کو کھانا حرام ہے۔ اگر راجہ اندر بھی ارجن کی طرف ہوں۔ تو
چھینا نہ چھوڑوں
شلی۔ زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ جبوقت ارجن سامنے آجائے گا۔ تو ساری
شیخی دھری رہ جائے گی۔ تم ارجن کو سامنے بلا کر کیا موت کو دعوت دیتے
ہو۔ تمہارا منہ نہیں۔ کہ ارجن کے سامنے ٹھیر سکو۔ سوت کے بیٹے کو اتنا غرور
کرنا لازم نہیں۔ منہ کا کچھ ہٹ پن اور بات ہے۔ اور ارجن کا سامنا کرنا اور
بات۔
کرن یہ باتیں سنکر آگ ہوگیا۔ بڑے [illegible] آکر بولا کہ
راجہ شلی میں منہ میں لگام دوں۔ زبان روکو۔ تمہارا [illegible] کیا
ہے۔ اس کے تمام یودھشٹر میں ڈھول کے اندر پول ہے۔ [illegible]
سری کرشن جی سدرشن چکر چلا کر [illegible]
جب میں گاندیو دھنش اور سدرشن کے پیچ [illegible] سری کرشن اور ارجن
کی تکا بوٹی کروں۔ اور تمہیں [illegible]
کرشن اور ارجن ہی کی تعریف کرکے میری مذمت کرتے۔ اور اپنے [illegible]

سے ڈراتے ہو۔ اسکا نتیجہ اچھا نہیں۔ مدر دیش والے ہمیشہ سے محسن کش
مشہور ہیں۔ دوستی کرکے دغا دینا ان کا خاصہ ہے۔ جس شخص سے چاہے پوچھ
لو۔ مدر دیش والوں کا جھوٹا بے ایمان ہی کہیگا۔ ماں ہو یا باپ بیٹے ہوں یا
داماد۔ سب سے ہنسی دل لگی کرنا ان کا شیوہ ہے۔ شراب پینا تو درکنار
گائے کا گوشت بھی پائیں۔ تو ہڑپ کر جائیں۔ جو بات کہیں گے بے تکی۔ لحاظ و
ادب کا نام نہیں۔ فحش گیت گاتے شرم نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ برہمنوں سے عداوت
اور ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں نقصان کے سوا فایدے کی شکل نہیں۔ قندھار
والے بھی اسی طرح بارہ بانٹ ہیں۔ عورت ہو یا مرد۔ جسے دیکھو۔ اونٹ گدھے
کی طرح کھڑے کھڑے پیشاب کر رہے ہیں۔ جب دھرم کرم درست نہیں۔
تو اولاد خاک اچھی ہوئی۔ تم بھی جس ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ وہ بھی انہیں
قندھاری عورتوں میں سے ہے۔ پھر تم میں دھرم کرم کہاں۔ مدر دیش۔ سندھ
دیش اور سو میر دیش کے باشندے ملیچھ اور ادھرمی ہوتے ہیں۔ وہ کیا جانیں
کہ دھرم کیا چیز ہے۔ خبردار اب میرے خلاف کوئی حرف منہ سے نہ نکالنا میں
دریودھن کی رفاقت و وفاداری میں شریک رہنے کو تیار ہوں۔ میری طاقت
وہ ہے۔ کہ تینوں لوک نام سے کانپ اٹھتے ہیں۔ آجتک مجھ سے مقابلہ پیدا کرنیوالا
والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ تم مجھے کرشن اور ارجن کا نام لے کر ڈرانا چاہتے ہو۔
منہ کو شو رکھو۔ کہو تو ابھی تمہاری بوٹی بوٹی چیل کوؤں کو کھلادوں۔ بس کہدیا
کہ اب چپکے سے بیٹھے رہو۔ ورنہ یہ گرز ہوگا۔ اور تمہارا سر
راجہ شل۔ اگر تو شراب نہ پئے ہوتا۔ تو میں ابھی تم سے سمجھ لیتا۔ شرابی کی بات
کا برا ماننا بھی برا ہے۔ ادھنگ خاندان۔ تو بڑھ بڑھ کے باتیں بناتا ہے۔ اپنے
کو نہ جانے کیا سمجھا ہے۔ میں نے دریودھن کی مروت سے رتھبانی منظور کی
ورنہ تیری حیثیت کیا ہے۔ تیری باتوں سے مجھے ایک کہانی یاد آگئی۔
ایک کوا روز کسی مہاجن کے یہاں آتا تھا۔ اور جوٹھن کھا کر اتفاق
خواہ مخواہ مرد آدمی بن گیا۔ مہاجن کی سکونت سمندر کے کنارے تھی۔ اتفاق
سے کچھ ہنس وہاں آپہنچے۔ تو مہاجن کے بیٹوں نے کوے کے موٹاپے کی تعریف

کی۔ کوّا مارے غرور کے آپے میں نہ رہا۔ ہنسوں سے بولا۔ کہ تم کچھ بھی مال نہیں۔ میں کہو تو سو طرح سے اڑ کر تمہارے ہوش اڑا دوں۔ جس میں دم دعیہ ہو۔ تو سمندر پر طاقت پرواز دکھائے۔ ہنس ہنسکر بولے۔ ذرا ہم کو بھی اپنی پرواز دکھا دو۔ ہم بھی تمہاری سی اُڑان سیکھ جائیں۔ کوّا اور بھی نشہ غرور میں مست ہو گیا۔ اور ہنسوں کے ساتھ اُڑا۔ ہنسوں کی پرواز ایک ہتی مگر کوّے صاحب کبھی ادھر لپک گئے۔ کبھی ادھر تاوا لگا لیا۔ سینکڑوں چکر کاٹے۔ ہزاروں مرتبہ چیل کی طرح منڈلاتے پھرے۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ بازو شل ہو گئے۔ پرواز میں طاقت نہ رہی۔ چلّایا۔ کہ دوہائی ہے۔ کسی طرح جان بچاؤ۔ ہنس پہلے تو ہنسے۔ پھر رحم آگیا۔ ایک ہنس نے پنجے میں دبوچ کر حضرت کو کنارے ڈالدیا۔ اور کہا۔ کہ بھیا۔ مہاجن کی جوٹھن کا میٹھا پا اور ہے۔ اور قدرت کی طرف سے ملی ہوئی طاقت اور۔

اے کرن۔ یہ کہانی تمہارے ہی حسب حال ہے۔ راجہ دھرتراشٹ کے بیٹوں کے ٹکڑوں نے کوّے کی طرح تمہارا پیٹ پھلا دیا۔ جس وقت ارجن سے مقابلہ ہوگا۔ تو ساری ہیکڑی گردبرد ہو جائے گی۔ سارا نشہ اُتر جائے گا۔ راجہ براٹ پر جب چڑھائی کی تھی۔ تب بھیشم پتامہ درونا چارج اور تو نے کیا بنا دیا تھا۔ جب وقت ارجن میدان میں آیا۔ سب کے سب دُم دبا گئے۔ زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔ منہ کے بھڑ بھڑیے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پرسرام جی۔ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ مارکنڈے ایسے مہاتماؤں نے ان طاقتوں نے بیان میں جتنا مبالغہ کیا۔ سب سچ ہے۔ ان کو کوئی جیت نہیں سکتا۔ ارجن ارجن ہی ہے۔ تم اس کے پاسنگ برابر نہیں۔ تجھ سے وہ کوا عقلمند تھا۔ جس نے ہاری مان کر ہنسوں سے پناہ مانگی تھی۔ اگر تجھ میں عقل ہے۔ تو غرور کو بھاڑ میں جھونک کر سری کرشن چندر اور ارجن سے پناہ مانگ نہیں تو موت کا دروازہ کھلا ملیگا۔ ابھی جیسے تیز ہیں۔ مگر جس وقت ترلوکی کے مالک ارجن کا رتھ ہانکتے ہوئے سامنے آئیں گے۔ تو تیری کائنات بس اتنی ہوگی جیسے سورج کے مقابلے میں جگنو کی۔

# ادھیائے (۱۱)

## راجہ کرن کا تیور۔ راجہ شل کا عتاب۔ باہمی نزاع لفظی نوبت بہ جنگ۔ دریودھن کے عاجزانہ برتاؤ سے اصلاح

راجہ شل کی باتیں کرن کو چوناسی لگیں۔ ایک ایک لفظ نے گویا زخم پر نمک چھڑک دیا۔ تاؤ کھاکر بولا:

کرشن اور ارجن کی تعریف میں زیادہ زبان نہ گھسو۔ میں سب کی حقیقت خوب جانتا ہوں۔ پرسرام جی میرے گورو ہیں۔ ایک دن وہ میرے زانو پر سر رکھے سو رہے تھے۔ راجہ اندر میری طاقتوں پر حسد کرکے کیڑا بنگیا۔ اور ران میں اس طرح کاٹنا شروع کیا۔ کہ خون کی دھار نے پرسرام جی کو جگا دیا۔ جب وقت پرسرام جی اُٹھے۔ انہوں نے میری غور سے دیکھا۔ اور کہا۔ کہ تو کبھی برہمن نہیں۔ سچ سچ کہو۔ کون ہے۔ کیڑا اس طرح کاٹے اور زانو نہ ہلے۔ یہ ضبط برہمن میں کہاں۔ میں نے جواب میں سچ سچ کہدیا۔ کہ میں سوت پتر ہوں۔ اور معافی مانگی۔ کہ برہمن کے بھیس میں فنون حرب وضرب سیکھ لئے۔ پرسرام جی کو غصہ آگیا۔ اور فرمایا۔ کہ اچھا۔ جو کچھ سیکھا ہے۔ وہ لڑائی کے وقت بھول جایا کروگے۔ چنانچہ اسی بددعا سے میں نے وہ شکتی گھٹوت کچ کو ماردی۔ جو ارجن کے واسطے محفوظ رکھی تھی۔ مگر کچھ پرواہ نہیں۔ اور بھی میرے پاس ایسے ایسے مہااستر ہیں۔ جن سے ارجن ایسے باون ہزار خاک پر لیٹے رہیں۔ پرسرام جی کی بددعا کے علاوہ ایک واقعہ اور مجھے ہوا۔ جس کا خیال بھی اس وقت دل میں چٹکیاں لے رہا ہے۔ میں تیراندازی کی مشق کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک گئو سے کا بچھڑا نشانے آگیا۔ تیرکاری تھا۔

اس غریب کی جان چلی گئی۔ برہمن کے دل پر چوٹ لگی۔ بد دعا دے دی۔ کہ جس وقت میدانِ جنگ میں رتھ پہنچے۔ تو پہیا زمین میں دھنس جائے۔ ایک بچھڑے کے عوض میں نے ہزار گائیں دینا منظور کیں۔ مگر برہمن اپنی بات پر قائم رہا۔ زبان نہ بدلنا تھی نہ بدلی۔ اگر اس برہمن کی بد دعا سے میرے رتھ کا پہیا نہ گڑا۔ تو اندر ارجن کو بیر سب ملکر بھی آئیں۔ تو قدم بھگا دوں۔ ارجن کس شمار قطار میں ہے۔ اسے راجہ شل مجھے دھرم کا خیال ہے۔ فضولیات کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اس لئے تیری باتیں بھی سنیں ان سنی کر دیتا ہوں۔ تو لاکھ خوف دکھلاتے۔ مگر کرن دیوتاؤں سے بھی ڈرنے والا نہیں۔ میری قسمت میں ناموری ہے۔ میری سرنوشت میں فتحمندی لکھی ہے۔ کوئی دشمن ہو۔ اس کی موت میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر دریودھن کا معاملہ نہ ہوتا۔ تو میں دکھلا دیتا۔ کہ بدلگامی کا مزہ کیسا ہوتا ہے۔ تم ایسے ہزار شل میری جوتیاں سیدھی کرتے ہیں تو دریودھن کی طرف سے ہے۔ اس لئے طرح دیتا ہوں۔ کوئی اور ہوتا۔ تو اتنک صحیح سلامت نہ رہ سکتا۔

راجہ شل کی آنکھیں بھی خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ تیوروں پر بل ڈالکر بولا۔

تو کیا تجھ ایسے ہزاروں کرن بھی ہوں۔ تو نہیں کر رکھ دوں۔ تنا ہی جاتا ہے۔ اکڑا ہی جاتا ہے۔ سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ دل چاہتا ہوں۔ کہ اسی وقت منہ میں لگام دیدوں۔ سارا کس بل نکال ڈالوں۔

کرن نے اس کو جواب میں سینکڑوں صلواتیں سنائیں۔ جو منہ آیا۔ بک گیا اس نے کہا۔ کہ تمہارا قصور نہیں۔ اس سرزمین کی تاثیر ہی یہی ہے۔ جہاں تو پیدا ہوا ہے۔ لوگ سچ کہتے ہیں۔ کہ پنجاب اور سندھ کے باشندے حد درجے کے نالائق ہیں۔ گنگا جمنا سرستی سے دور رہنے والوں میں شرافت کہاں۔ تیرے ملک کی عورتوں کو شرم نہ لحاظ۔ ننگی نہائیں۔ تو فخر سمجھیں۔ حرام کاری جائز۔ فحش گانے میں فرد۔ جلسوں میں ناچ گانے عادی۔ پرلے سرے کی شرابخور۔ مرغ تک کھائیں۔ ادھرم اور پاپ کے سوا عورتوں مردوں کو کچھ کام نہیں۔

چندر بھاگا (چناب) ستدرو (ستلج) بیاشا (بیاس) اراونی (راوی)

متیسر اعتراف۔ جہلم اور سندھ کے درمیانی ملک میں کون ہے۔ جو پاپ سے خالی نہیں
ان لوگوں کا شرادھ دیوتا قبول نہیں کرتے۔ ان کو خوردنی و ناخوردنی چیزوں سے
نہ پرہیز ہے۔ نہ دھرم سے نام کو رغبت۔ اس ملک میں پیلو کے درخت کے سوا
اور کیا ہے۔ جنیؤ کا کوئی شاید ہی نام جانتا ہو۔ یا غلام زادہ ہے۔ یا دختر کش۔ گوشت
خوار۔ ظروف گلی میں کھانے والے نیکیوں سے واقف نہ ہوں سے آگاہ۔ یہ
میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ ایسے ایسے برہمنوں کی زبان سے سنا ہے۔
جو تمام دنیا کے سیاح اور ہماچل پربت پر تپ کرکے مجھے درشن دے چکے۔ واقعی
پنجاب کے لوگوں میں دھرم کرم کا نام نہیں۔ سناتن دھرم ہے۔ تو کوشل کاشی
پانچال۔ کالنگ۔ مگدھ۔ چندیری میں۔ اے راجہ شل تو ایسے ادھرم کی دارالسلطنت
کا راجہ۔ پاپ کی راجدھانی کا مالک۔ اور مجھ سے زبان لڑاتا ہے۔ تجھ پر تف
ہے۔ میں نے بہت طرح دی۔ اب زیادہ بڑھاؤ ہوگا۔ تو ارجن سے پہلے تیرا
ہی سر اڑاؤں گا۔

شل۔ تو پرائی پھلی دکھاتا ہے۔ اپنی آنکھوں کا شہتیر تو دیکھ۔ انگ دیش
سے بڑھ کر کون ملک بدنام ہوگا۔ جو ہے۔ وہ روگی۔ جسکو دیکھو رنجیدہ اپنے عیب
سے بے خبر۔ دوسروں کی برائی کرنے میں فرد۔ بیٹا بیٹی بیچنے کے لئے ہر وقت
موجود۔ ایسے نالائق ملک کا فرمانروا ہوکر تو ذرا دب نہیں کرتا۔ بھیشم جی اور
رتھی کا خطاب دے گئے۔ تب بھی میرے سامنے منہ کرتے شرم نہیں آتی۔ ارے
بیوقوف کوئی ملک ہو۔ کوئی ولایت ہو۔ وہاں سب باشندے ایک سے نہیں ہوتے
جو اچھے لوگ ہیں۔ وہ اچھے لوگوں کے حالات اور خیالات سے ملک کی حیثیت
کا اندازہ کرتے ہیں۔ جو نالائق ہیں۔ جن کو عیب جوئی کی عادت ہے۔ ان کو
اچھی باتیں اسی طرح سجھائی نہیں دیتیں۔ جیسے الو کو آفتاب۔ سور کے سامنے
اچھی اچھی نعمتیں رکھ دو۔ مگر وہ منہ غلیظ ہی پر مارے گا۔ یہی حالت عیب
جوئیوں کی ہے۔ یہ کہکر راجہ شل نے کرن کو جی بھر کے سخت سست کہا۔
اور تلوار ہاتھ میں لے کر ٹوٹ پڑا۔ للکارا کہ بڑا مرد ہے۔ تو آجا۔ یا تو نہیں یا
میں نہیں۔

دریودھن کی اس وقت روح کانپ گئی۔ جو اس رخصت ہو گئے۔ دوڑا ہوا۔ کرن کے پاس پہنچا۔ منت سماجت کی۔ ادھر راجہ شل کے ہاتھ جوڑے۔ بڑی خوشامد سے دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور دست بستہ کہا۔ کہ طویلہ میں لیتا پیچ کا وقت نہیں۔ اگر یہی غصہ دشمنوں پر ہو۔ تو میرا کام سدھ ہو جائے۔ اور آپ دونوں کا کام ہو۔

# ادھیائے (۱۲)

## ۱۔ راجہ جدھشٹر اور کرن کا مقابلہ (۲) کرن کے مقابلے میں بھیم سین کی فتح

کرن نے میدان جنگ میں پہنچکر بیوہ تیار کیا۔ اور خود مقدم لشکر بن گیا۔ دریودھن کے وسط میں صف بندی کی۔ چاروں طرف پہاڑی ٹڈی دل کی طرح چھا گئی۔ کامبھوج اور قندھار کے ملیچھ گھنگھور گھٹا کی طرح گھر لئے۔ ہر صف لشکر میں رنگ رنگ کے فوجی پھریرے اڑنے لگے۔ باجوں کی آواز نے بہادران جنگی کے جوش و جروش بڑھانا شروع کئے۔ فوراً ہی پانڈوؤں کا لشکر سامنے آگیا۔ ارجن بھیم سین دھرشٹ دمن سب سے آگے تھے۔ راجہ جدھشٹر کی تجویز سے بھیم سین اور سیودھن (دریودھن) کا مقابلہ قرار پایا۔ نکل اور برش سین۔ سہدیو اور سنجلی ستانیک اور دوشاسن۔ ساتکی اور کرت برما۔ پانڈو اور اسونتھاماں کی جوڑیں طے پائیں۔ خود راجہ جدھشٹر کرپاچارج کے مقابلے کو تیار ہو گئے۔ سکھنڈی اور دروپدی کے فرزندوں نے باقیماندہ راجوں سے ٹکر لینا منظور کیا۔ ارجن کے تیر ترکش سے نکل پڑنے تھے۔ کرشن جی نے رتھ اس تیزی سے ہانکا۔ کہ ہوا پیچھے رہ گئی۔ راجہ شل نے کرن کو خبر کردی۔ کہ وہ دیکھو۔ ارجن کے چار گھوڑوں کا رتھ اڑا ہوا چلا آتا ہے۔ ہوشیار خبردار۔ ذرا جانوروں کی آواز بھی سننا۔ کیسی بدل خراش ہیں۔ کوئی شگون نیک نہیں ہوتا۔ بدشگونیاں

کچھ اور پیشنگوئیاں کر رہی ہیں۔ قسم خوردہ بہادروں کی للکار پر ارجن سب کو مارتا کاٹتا چلا آرہا ہے۔ اب تم سنبھل جاؤ۔ زد سے بچے رہو۔

کرن۔ آپ یہ کہتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ارجن کو قسم خوردہ بہادروں کے گھراؤ میں سے نکلنے کا کوئی راستہ اور بچاؤ کی صورت نہیں۔

راجہ شل۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ کوئی انسان ہوا کو مٹھی میں بند کر لے۔ تو ممکن ہے۔ ایندھن سے آگ کا الاؤ بجھ جائے۔ اگر ارجن کو کوئی گرفتار کر سکے۔ یہ اس وقت بھی ممکن نہیں۔ جب آفتاب مشرق کے عوض مغرب سے طلوع ہو۔ ارجن تو ارجن۔ وہ دیکھو بھیم سین کیسے ہاتھ دکھاتا ہوا آرہا ہے۔ دھرم راج جدھشٹر کا تیج۔ دیکھو چہرے پر نظر نہیں جمتی۔ دروپدی کے پانچوں بیٹے بھی تیروں کی جھڑی لگائے ہوئے بڑھے چلے آرہے ہیں۔ جلدی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ نہیں تو کچھ اور کا اور ہو رہیگا۔

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ پانڈوؤں کا لشکر دوڑتا ہوا آ اس طرح کوروؤں کے لشکر سے جا بھڑا۔ جس طرح سیلاب دیوار سے ٹکر کھاتا ہے۔ بس یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گنگا اور جمنا کا پانی زور شور سے بہتا ہوا نشیب میں گر رہا ہے۔ ارجن کے حلف اٹھائے ہوئے ہزاروں بہادروں کی جان لے لی۔ دکن سے اُتر کی طرف لپکا۔ تو میدان صاف۔ پورب سے پچھم کی طرف دھنش کا رُخ کر دیا۔ تو صفیں کی صفیں خالی۔ جس وقت ارجن گرجتا تھا۔ ساتھ ہی مہابیر جی بھی ہم آواز ہو کر سورمیروں کا پتّہ پانی پانی کر دیتے تھے۔ شکنی اور کامبھوج والے سانکی جی سے بھڑ پڑے۔ دریودھن اور اس کے بھائیوں نے پانچال اور چندیری کے بہادروں سے مقابلہ کیا۔ کرن اس محاربہ سخت کو دیکھ کر دوڑتا ہوا آیا۔

دھرشٹ دمن نے ادھر کرن کی راہ روکی۔ دم بھر میں ہزار ہا ہاتھی گھوڑے مر گئے۔ سواروں کا ایک ایک عضو خون میں تیرنے لگا۔ کرن اس وقت دانت پیستا ہوا آگے بڑھا۔ تو دل پھٹ گیا۔ پانڈوؤں کے لشکر نے منہ پھیر لیا۔ پانچال والے۔ پانچال والے دل کے بڑے مضبوط تھے۔ ان کا جوش کم نہ ہوا۔ دوڑ ماری تو کرن کو چاروں طرف سے جا گھیرا۔ مگر واہ رے کرن۔ اس پھرتی سے

تیر مارے۔ کہ چترسین۔ بھان دیو۔ سینہ بند۔ سورسین کو خاک پر سلا دیا۔ فوج جو کچھ۔ وہ گھاٹے میں تھی۔ سورسین اور ست سین کرن کے بیٹے اس خوبی سے لڑے۔ کہ دشمنوں کی زبان سے تعریف نکلتی تھی۔ جب کرن کا جوش و خروش بڑھتے دیکھا۔ تو دھرشٹ دمن۔ ساتکی جی۔ بھیم سین۔ بھیچے۔ سانساہی وایاسا لقہ کرن پر حملہ آور ہوئے۔ کرن زخمی ہوا۔ دریودھن بہت ہی فوج لئے ہوئے کمک کو آپہنچا۔ سورسین فرزند کرن کے تیروں سے بھیم سین زخمی ہو گیا۔ اور طیش میں آکر سورسین کا سر اڑا دیا۔ سارتھی اور گھوڑے سب مار ڈالے۔ سورسین کے مرتے ہی کرن کے اور بیٹے جان چھوڑ کر بھاگے کرپا چاریہ اور کرت برما مقابلے کو آئے۔ تو بھیم سین نے ان کو بھی مار بھگایا کرن نے بھیم سین کے جسم پر کئی تیر پیوست کر دیئے۔ نکل مقابلے کو پہنچا۔ تو خود بھی زخمی ہوا۔ اور کرن کو بھی گھائل کیا۔ ساتکی اور برکھ سین سے بڑے زور شور کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ساتکی نے سارتھی کو عدم کا ناکہ دکھا دیا۔ اور گھوڑے کو گرا دئے۔ برکھ سین رتھ سے اتر پڑا۔ دوشاسن اس کی خبر گیری کرنے کے لئے پہنچا۔ لڑائی جاری تھی۔ برکھ سین کے تیروں سے ساتکی اور سانساہی مجروح ہوئے۔ ادھر سے فارغ ہو کر وہ دھرم راج یدھشٹر کی طرف متوجہ ہوا۔ برکھ سین فرزند کرن نے اپنے سارتھی زخمی کئے کرن نے اس تیزی سے تیر اندازی کی۔ کہ نہ تیر ترکش سے نکلتے معلوم ہوتے تھے۔ نہ چلہ سے۔ ایک آزمی کا سا چھوٹا تھا۔ جو برابر چل رہا تھا۔ ہزاروں لاشیں زمین پر ڈھیر تھیں۔ آنکھوں دیکھا خون کے ندی نالے چشمے دکھائی دیتے تھے۔ کرن جس وقت سامنے آیا۔ یدھشٹر نے فرمایا

تو ہی فساد کی جڑ ہے۔ جب دیکھا ارجن سے دشمنی رکھتا ہے۔ دریودھن کے بہکانے میں تو غافل رہا [illegible] یدھشٹر تیرے کو [illegible] شکر ہے۔ کہ تو بے منت غیرے خود آگیا۔ میری مت مانگی مراد ملی آج یہیں [illegible] اور تیری لاش۔

کرن نے لگاتار کئی تیر مارے۔ جو یدھشٹر کے جسم سے لہو نکلا۔ راجہ یدھشٹر

نے بھی کرن کو کورا نہ چھوڑا۔ جسم میں کئی زخم لگے۔ اس وقت اس کی طلائی دھنش سے اس طرح تیر نکل رہے تھے۔ جس طرح مکھیاں کبھی در و دیوار سے اڑ رہی ہوں۔ یدھشٹر کے تیروں سے کئی راجے ہلاک ہو گئے۔ فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ کرن دوڑا سب طرف سے گھیر گھار کے فوج کو اکٹھا کیا

اسی طرح میں راجہ یدھشٹر کا ایک تیر کرن کے پہلو میں لگا۔ جس کے صدمے سے اسے غش آ گیا۔ کورووں کی فوج رو پڑی۔ نالہ آہ و فریاد بلند ہو گئے۔ پانڈووں کے لشکر بغلیں بجانے لگے۔ شور مچ گیا۔ کہ وہ مارا

ذرا دیر کے بعد کرن اٹھ بیٹھا۔ اور یدھشٹر پر ایسے تیر برسائے۔ کہ زخموں سے بدن چور چور ہو گیا۔ پانچال اور چندر دیشی راجے دوڑ پڑے۔ ساتکی۔ چکلتیاں بیونس۔ پانڈو۔ دھرشٹ دمن۔ نکل۔ سہدیو نے کرن کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ ہزاروں ہی گھوڑے دیکھتے دیکھتے مر گئے۔ خون کا دریا طوفان خیز ہو گیا۔ کرن نے اس وقت بڑی دلیری سے خاص خاص استروں سے وار کیا۔ منتر زبان پر تھے۔ دست ماکھ میں۔ پانڈووں کے لشکر پر آفت نازل ہوئی۔ جس پر تیر چل گیا۔ وہ سانس نہ لے سکا۔ مہاراجہ یدھشٹر کے دھنش کو توڑ کر کرن نے نوے تیروں سے زرہ اور چار آہنہ کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ راجہ یدھشٹر ایک خونخوار برچھی لے کر دوڑا کرن نے اسے بھی کاٹ دیا۔ جب اور بس نہ چلا۔ تو تومر سے وار کیا۔ اور کئی زخم رسید کئے۔ کرن نے یدھشٹر کا فوجی نشان گرا دیا۔ رتھ توڑ ڈالا۔ فوج مارنی شروع راجہ یدھشٹر دوسرے رتھ پر چڑھنے کے لئے دوڑا۔ کرن نے لپک کر بازو پکڑ لیا۔ دل میں تو آیا۔ کہ گرفتار کر لیجئے۔ ادھر ماتا کنتی کی ہدایت یاد آ گئی۔ اور ادھر شل نے کہا۔ خبردار ہاتھ نہ لگانا۔ دھرم راج نظر پھر کے دیکھ لیں گے۔ تو بھی جسم راکھ ہو جائے گا

کرن نے بازو چھوڑ کر کاندھے پر رکھ کر روک لیا۔ اور کہا

بس اسی بھگوڑے پن پر دھرم راج کہلاتے ہو۔ چھتری ہوتے۔ تو کبھی پیٹھ نہ دکھاتے۔ اب خبردار۔ میدان جنگ میں منہ نہ دکھانا۔ تم کو تو یہی چاہیئے کہ برہمنوں سے کھنا بانٹنا کرو۔ یاد رکھنا۔ کہ کرن کے ماتا کنتی کی ہدایت کے

کے موافق جان بخشی کی۔ ورنہ کہو تو ابھی ٹینٹوا دبا دوں۔ اگر کچھ شرم و غیرت ہے۔ تو پھر کبھی کرن سے لڑنے کا نام نہ لینا۔

کرن تو کہتا ہوا دوسری طرف چل پڑا۔ اور جدھشٹر لنگر پنچی کئے ہوئے دوسری طرف پڑا۔ ساتکی۔ نکل۔ سہدیو۔ راجہ چندیری۔ دروپدی کے بیٹے ساتھ گئے۔ کرن جس طرف گیا۔ اسی طرف بلا نازل ہوگئی۔ جو منہ آیا۔ اس کو منہ کی کھانا پڑی بھیم سین دروپدی کے فرزندوں اور ساتکی جی کو لئے ہوئے دفعتہً کوروؤں کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ ایسی بودی مار ماری۔ کہ کوروؤں کی فوج جی چھوڑ کر بھاگی۔ اسوقت ایک ہنگامہ برپا تھا۔ جو جسکے سامنے آگیا۔ اس نے اسے خاک پر سلا دیا۔ اپنے پرائے کی تمیز نہ تھی۔ ادھر آتش وار دگیر شعلہ خیز تھی۔ اُدھر آکاش سے گانے کی آواز دلنواز آوازیں آنے لگیں۔ جو لاش گری۔ اُسے اپسراؤں نے اٹھا کر بمان پر مارا۔ اور بمان اڑا۔ تو نظر سے غائب۔ دیکھنے والوں کو جہاں حیرت تھی وہاں حسرت بھی ہوئی۔ کہ ہم بھی اسی طرح سورگ میں جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر جان پر کھیل گئے۔ ہاتھی ہاتھی گھوڑے گھوڑے سے۔ سوار سوار۔ پیدل پیدل سب مرنے مارنے پر آمادہ ہوگئے۔ ہتھیاروں سے ہتھیاروں کا مقابلہ ہوا۔ لات گھونسے اور کشتی تک نوبت آئی۔ اس طرح لاشوں کا ڈھیر لگا۔ کہ کسی کا قدم نہ آگے بڑھ سکتا تھا۔ گھوڑے کے تنگ خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہاتھیوں کے ہودج اور گھوڑوں کے زین خالی تھے۔ رتھ بے سوار کھڑے تھے۔ دریودھن نے عین موقعہ پر پانڈوؤں پر حملہ کیا۔ مگر بیکار۔ انہوں نے دریودھن کی بھی درگت کر ڈالی۔

اسی وقت شکنی مدد کو آگیا۔ کرن نے بھی اسی طرف رتھ بڑھایا۔ دونوں دل امنڈتے دیکھ کر بھیم سین نے ساتکی اور دھرشٹ دمن کو راجہ جدھشٹر کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ اور خود کرن کی طرف بڑھا۔ ابھمنیو اور گھٹوتکچ کے مرنے پر بھیم سین کے جوش و خروش کی حد نہ تھی۔ مگر آج وہ گویا مارنے اور مرنے کی قسم ہی کھا کر آیا تھا۔ اسکی سرخ سرخ آنکھیں گویا سب کو کھائے ہی لیتی ہیں۔ چہرے پر وہ جلال تھا۔ کہ صورت سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ بھیم سین جوش

ہیں بھرہتے آتے دیکھ کر راجہ شل بولا کہ
راجہ کرن دیکھو سامنے کون آرہا ہے۔ اسوقت بھیم سین کا روکنا مشکل ہے۔ ایسا جوش میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔
کرن۔ جی ہاں۔ پہچانتا ہوں۔ واقعی بھیم سین سا طاقتور کوئی نہیں۔ کیچک تک ہڑمب۔ کرسرے ایسے ایسے شہ زور اسی کے زور بازو سے لقمۂ اجل ہوئے۔ دوسرے کی طاقت نہ تھی۔ کہ ان کو زیر کرسکتا۔ اچھا تم ادھر سے ارجن کی طرف لے چلو کیونکہ مجھے واسطہ ہے۔ تو اسی سے۔
راجہ شل۔ بھیم سین سر پر آگیا۔ پہلے اس سے نمٹو۔ پھر ارجن سے لڑ لینا۔
یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ بھیم سین بجلی کی طرح کڑکتا بادل کی طرح گرجتا فوج کو گھاس کی طرح کاٹتا بہادروں کو ٹڈیوں کی طرح پیٹتا آپہنچا۔ کرن سے بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ دونوں زخمی ہوئے۔ کرن نے بھیم سین کا دھنش دوپارہ کردیا۔ بھیم نے دوسرے دھنش سے ایسے تیر مارے۔ کہ کرن غش کھا کر گر پڑا۔ راجہ شل رتھ لے بھاگا۔ فوج بھی ساتھ ہولی۔ بھیم سین نے بھاگتوں کا اچار نکال ڈالا۔ جب سب بھاگ گئے۔ تو پھر بھیم کی اچھل کود کا کیا ٹھکانا۔ میدان میں شیر کی طرح گرج گرج کر خوب۔ فتح کے نعرے بلند کئے۔

# ادھیائے (۱۳)

## ارجن اور سنسپتکوں کا سخت مقابلہ

جسوقت کرن بے ہوش ہوگیا۔ بھیم سین نے خوب ہاتھ دکھائے۔ کورووں کا کوئی سردھڑ نہ رہا۔ تو دریودھن نے بہت سے راجے مہاراجے اور فوج کرن کی حفاظت کو روانہ کئے۔ مگر بان ایک لشکر جرار لئے ہوئے بھیم سین کے مقابل ہوا۔ بان برسے۔ تو بھیم سین کے مقابل ہوا۔ بان برسے تو بھیم سین اس طرح چھپ گیا۔ جس طرح بدلی میں آفتاب۔ بھیم سین کے

غصے کی حد نہ تھی۔ اس نے ایک دم میں بچا س رتھی مار کر ہنشٹ کا سر دھڑ سے جدا کر دیا۔ اس کے بھائیوں نے زغہ کیا۔ تو در یودھن کے دو بھائی بکٹ اور مسکو کو مار کر راجہ کرات اور اپ نند کو بھی راہی عدم کیا۔ کورو اسوقت گویا موت کے منہ میں تھے۔ جو تھا ادھر ادھر دم دبائے جاتا تھا۔ اس عرصے میں کرن کے اوسان ٹھیک ہوئے۔ اس نے بھیم سین کا زور توڑنے کے لئے تیر بازی شروع کی۔ ادھر بھیم سین نے تیر مارے۔ تیروں نے کرن کو زچ کر دیا۔ ادھر کرن نے بھیم سین کو۔ بھیم سین کا دھنش ٹوٹا۔ تو اس نے لپک کر بجر مارا۔ مگر کرن نے خالی دیکر بجر ہی توڑ ڈالا۔ بھیم سین نے دوسرا دھنش لے کر کرن کی زرہ چھید ڈالی۔ ایسا زخمی کیا۔ کہ غش آگیا۔ جب پھر ہوش آیا۔ تو سنبھلا۔ اور بھیم سین کے سارتھی کی جان لے لی۔ بھیم سین رتھ سے کود کر بجر لئے ہوئے چھپٹا۔ سات سو ہاتھی قتل و مجروح کئے۔ فیل نشین بھاگتے جاتے تھے۔ مڑ مڑ کے لڑتے بھی تھے۔ مگر بھیم سین سب کو مارتا ہوا بڑھا چلا جاتا تھا۔ کچھ ہاتھی ہی نہیں۔ سو سے زیادہ رتھ سوار بھی بھیم سین کے بجر سے ہلاک ہوئے۔ کوروؤں کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ در یودھن کے پانچ سو رتھ سوار گھیرنے کو آئے۔ تو سب کی ہڈیاں چور ہو گئیں شکنی مقابل ہوا۔ تو تین ہزار سواروں کو مار کر رتھ پر سوار ہوا۔ اور کرن کے مقابلے میں راجہ جدھشٹر کی مدد کو پہنچا۔ یہاں بھی خوب معرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ کرن نے راجہ جدھشٹر کے سارتھی کو مار گرایا۔ جدھشٹر بھاگا۔ تو کرن نے پیچھا کیا۔ تیر کے برابر دوسرا تیر برسا رہا تھا۔ بھیم سین نے کرن کی گردن ناپی۔ ساتکی نے کرن کو اور کرن نے ساتکی کو زخمی کیا۔ بھیم سین نے استوتھاماں اور شکنی پر حملہ کیا۔ کرپاچارج اور شکنی نے بھیم سین کو گھیر کر خوب جانبازیاں کیں ایسی گھمسان لڑائی ہوئی کہ صبح سے دوپہر تک کسی نے دم نہ لیا۔ ہر فریق نے دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیکر خون بہانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ مار مار کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔ تومر بجر بھنڈ پال بھالے شکتی۔ برچھی وغیرہ سینکڑوں قسم کے ہتھیار ادھر ادھر پڑے تھے۔ سروں کا انبار لگا تھا۔ دھڑ الگ ڈھیر تھے۔ سنپ تشک قسمیں کھا کھا کر ارجن پر حملہ

اور بہت سے تیروں سے ارجن اور سری کرشن جی زخمی کر رتھ پر ٹوٹ پڑے۔ کئی بہادروں نے سری کرشن جی کا بازو پکڑ کر گرفتار کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے ایسا جھٹکا دیا۔ کہ اچھے اچھے شہ زور دُور جا پڑے۔ ارجن نے اُسوقت ملو، اُٹھائی اور سر اُڑانا شروع کئے۔ تو حملہ آور بھاگے۔ اُسیوقت اس نے دیودت سنکھ بجایا۔ اور سری کرشن جی نے پنج جنیہ سنکھ بجا کر سب کی روح قبض کی حریفوں کو گھیرا۔ گھیرتے ہوئے دیکھ کر ارجن نے ناگ رُوپی نامی بانوں سے سب کے قدم جکڑ دئیے۔ کسی کی مجال نہ ہوئی۔ کہ اس جگہ سے ذرا بھی جنبش کر سکتا۔ اس موقعہ پر ارجن نے گانڈیو دھنش سے ہزار ہا سوربیر قتل کر دئیے۔ سنوشرماں نے گرڑ استر سے سانپوں کی بیڑیاں کاٹ دیں۔ اور ایسے تیر مارے۔ کہ ارجن کا بدن سُن ہو گیا۔ کوروؤں کی فوج خوش ہو گئی۔ کہ ارجن قتل ہوا۔ سنکھ بجنے لگے۔ فتح کے ڈنکے پر چوٹ پڑ رہی تھی۔ کہ ارجن سنبھلا۔ اور اندر استر منتر پڑھ کر مارا تو ہزاروں ان ایک ہی ساتھ سر ہو گئے۔ ایک ہی وار میں ہزاروں کا کام تمام ہو گیا۔ سپاستک اور گہپال گھبرا اُٹھے۔ آن واحد میں دس ہزار فوج کٹ گئی یہ حالت دیکھ کر سپتک بہادروں نے ۱۴ ہزار سپاہ تین ہزار ہاتھیوں اور دس ہزار رتھیوں اور دس ہزار رتھوں سے ارجن کو جا گھیرا۔ اور قسم کھالی۔ کہ یا مار آئینگے یا میدان میں دم توڑیں گے۔ مگر قدم پیچھے نہ ہٹیگا۔ مقابلہ سخت تھا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔

## ادھیائے (۱۴)

## راجہ یدھشٹر اور ارجن کی نزاع لفظی کرشن جی کی فہمایش سے کدورت کا دفعیہ

نیز تک کرپاچارج اور استھاماں دھرشٹ دمن اور سکھنڈی سے سرگرم کارزار رہے۔ ارجن کی مدد کو آتی ہوئی فوج دریودھن اور شکنی گھیر

کہار کے لائے۔ کرپا چارج اور سوکیت سے خوب مار دھاڑ ہوتی رہے تا کہ دونو زخمی ہوئے۔ آچاریہ نے حریف کے رتھ بان اور گھوڑے قتل کر دیئے۔ سوکیت کو ڈھال تلوار سے کام لینا پڑا۔ جس وقت یہ دانت پیستا ہوا جھپٹا۔ کرپا چارج کا تیر پھر پور بیٹھا۔ اور سر اڑا کر کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔ سوکیت کے مرتے ہی سارے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ جا دھر جس کا رخ ہو گیا۔ اُسی طرف کو بھاگ نکلا بھیم سین اور ساتکی جی دوڑے ہوئے گئے۔ فوج کو پھر بچا کر کے کرپا چارج سے ٹکر لی۔ دھرشٹ دمن نے اسوتھاماں پر حملہ کیا۔ خوب خون کا دریا بہا۔ پانڈوؤں کا لشکر گھبرا اُٹھا۔ بھاگنے کی نوبت آئی ہی تھی۔ کہ ساتکی جی راجہ جدھشٹر کو لئے ہوئے اسوتھاماں کے سامنے آئے۔ اسوتھاماں جی نے ایسے تیر برسائے۔ کہ ساون بھادوں کی جھڑی گرد ہو گئی۔ راجہ جدھشٹر بولے کہ اے برہمن دیوتا۔ تم نہ الفت کے خیال سے مصروف کارزار ہو۔ نہ کسی کے فائدہ اور نقصان پر نظر ہے۔ کچھ غرض ہے۔ تو۔ صرف یہ۔ کہ جس طرح بنے مجھ مارئیے۔ لیکن یاد رکھیئے۔ میں آپ کے ہاتھ چڑھنے والا نہیں۔ آپ کے لئے وید پڑھنا اور دان دینا لکھا ہے کھشتری دھرم کا آپ کو وقوف کہاں۔ آپ درونا چارج جی کے بیٹے ہیں۔ تو ہوا کریں۔ میں بھی انہیں کا چیلہ ہوں آپ کو میرے پنجے سے چھٹکارا محال ہو گا۔ آپ کو بھی سورگ میں روانہ کروں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے کوروؤں کو ایسی جگہ ماروں۔ کہ یہاں پانی نہ ملے۔

اسوتھاماں نے راجہ جدھشٹر کی تقریر بے پرواہی سے سُنی۔ زبان سے کچھ بھی نہ کہا۔ ہاں تیر ہی برساتے رہے۔ راجہ جدھشٹر ادھر سے گزر کر سواروں پر ٹوٹ پڑے۔ وہاں سے بڑھ کر کرن پر حملہ کیا۔ کرن اور جدھشٹر دونو نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ جدھشٹر زخموں سے پریشان ہو گیا۔ قدم نہ ٹکے۔ موقعہ بچا کر دوسری طرف چلدیا۔ ارجن کی تھوڑی دیر سے راجہ جدھشٹر پر نظر نہ پڑی تھی۔ اس لئے اس کے کہنے پر سری کرشن جی اس کا رتھ وہاں بڑھا کر لے گئے۔ جہاں راجہ جدھشٹر عالم پریشانی میں تھا

ارجن کو دیکھتے ہی بولے کہ

بھائی۔ فوج کرن کے ہاتھ سے مر رہی ہے۔ بھیم سین کو تنہا چھوڑ کر کھسک آنا کرن کی عقلمندی تھی۔ تم نے دویت بن میں عہد کیا تھا۔ کہ کرن کو ماروں گا وہ عہد کہاں گیا۔ اگر قبل سے مجھے معلوم ہوتا۔ کہ زبانی جمع خرچ ہے۔ تو میں تم پر بھروسہ ہی کیوں کرتا۔ تم نے میرے لئے ناحق تیرہ برس مصیبتیں جھیلیں۔ تم نے اپنے پیدا ہونے کے وقت کی آکاش بانی کو بھی جھوٹا کیا۔ معلوم ہو گیا۔ کہ تم کرن سے جھجکتے ہو۔ بہتر ہے۔ کہ تم رتھ ہانکو۔ سری کرشن جی کرن سے مقابلہ کریں جب ایسا کچا لا پن ہے۔ تو پھر گانڈیو دھنش کی مٹی خراب کرنے سے کیا فائدہ۔ لاؤ میں کسی اور بہادر کو دے دوں۔ ہنومان جی کی دھجا بھی تمہارے رتھ پر بیکار ہے۔

ارجن کی آنکھیں یہ تقریر سنتے ہی سرخ ہو گئیں۔ مطلق ضبط نہ ہوا۔ فوراً تلوار کھینچکر لپکا۔ مگر سری کرشن جی نے پکڑ کر کہا۔ کہ

یہ بے ادبی کیا معنی۔ وہ دیکھو۔ بھیم سین نے دشمنوں کے قدم اکھاڑ دیئے تم جوش خون سے راجہ جدھشٹر کو دیکھنے آئے تھے۔ یا ان پر تلوار توڑنے۔ بڑے بھائی کی خدمت میں ایسی گستاخی۔ ان کو اس وقت سخت تکلیف اٹھانی پڑی ہی اس لئے ہوش ٹھکانے نہیں۔ تمہیں سخت سست اسواسطے کہتے ہیں۔ کہ جرأت میں آئے۔ اور جوش میں آکر دشمنوں کے دھرّے اڑاؤ۔

ارجن۔ لیجئے یہ گانڈیو دھنش رکھا ہے۔ جس کا جی چاہے۔ لے لے۔ راجہ جدھشٹر بڑے بھائی ہیں تو ہوا کریں۔ میں لاکھ تیر برداشت کرونگا۔ مگر ایسے الفاظ سننے کی طاقت نہیں۔ میرے دل پر سخت چوٹ لگی ہے۔ میں راجہ جدھشٹر کو ضرور ماروں گا۔ زبان سے جو کہا سو کہا

سری کرشن جی۔ تم اتنے عقلمند ہو کر موقع اور محل کو نہیں دیکھتے۔ مناسب اور نامناسب جائز اور ناجائز بات کا لحاظ نہیں۔ راجہ جدھشٹر ایسے دھرماتما بھائی پر تلوار اٹھانا اس سے بڑھ کر حماقت اور کیا ہوگی۔ راجہ جدھشٹر نے جو کہا ٹھیک کہا۔ بیشک تمکو کرن کے مارنے کی قدرت ہے مگر تم اس کو نہ مار سکے۔ راجہ جدھشٹر میں

تمام نیک اوصاف موجود ہیں۔ ان سے جو گستاخی کرے۔ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا
ارجن۔ گانڈیو دھنش میں اور کسی کو دیدوں۔ ایسا کہنے والا اسی قابل ہے کہ
اس کا سر اڑا دیا جائے۔ میرا شروع سے عہد ہے۔ ایسے شخص کو فوراً قتل کر دونگا
چنانچہ عہد پورا کرنے کے لئے مروت و لحاظ کی ضرورت نہیں۔
سری کرشن جی۔ زبان کا گھاؤ تلوار کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ معزز و با عظمت
لوگوں کی شان میں ایک ناشائستہ لفظ کہدینا بھی ان کو مار ڈالنے کے برابر ہے پس
جو چاہو کہہ لو۔ مگر تلوار میان میں رکھو۔

ارجن راجہ جدھشٹر سے بولا کہ آپ تو کوس بھر جان چھپاتے پھرتے تھے
پھر مجھ پر طعنہ زنی کس منہ سے کی۔ بھیم سین جی اگر مجھے برا بھلا کہتے۔ تو بات
بجا تھی۔ انہوں نے دشمنوں کو ناک دم کر دیا۔ لاشوں کے ہر جگہ ڈھیر ہی ڈھیر
لگا دیئے۔ جب بڑے بڑے سورما کوروں کے۔ تو ہاتھی گھوڑوں کی قضا آگئی۔ میں
نے اپنے قوت بازو سے کوروں کی آدھی فوج قتل کی ہے۔ جس گانڈیو دھنش
سے میدان جنگ خون سے رنگ دیا وہ مجھ سے اور کسی کو دلوایا جائے۔
کیا کہوں۔ کہتے ہوئے زبان کیوں نہ کٹ گئی۔ آپ کو لڑائی ہی کی تمیز کیا۔ وید
اور بعید جانیں یا اوم اوم سوآہا۔ مجھ کو دیکھئے۔ کہ کتنے راجسو جگیہ کرا دیئے۔
کتنے زبردست راجوں مہاراجوں کو مطیع و فرمانبردار کیا۔ عمر بھر آپ کے لئے
مصیبتیں اٹھائیں۔ اور پھر بھی آپ یوں نشتر چبھوتے ہیں۔ خود شرم نہیں۔ دوسروں
کو طعنہ زنی کرنے میں مردمی دکھلاتے ہیں۔

اتنا کہہ کر ارجن نے پھر میان سے تلوار کھینچ لی۔ سری کرشن جی نے ہاتھ
پکڑ کر کہا کہ

آج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہیں بھنگ تو نہیں پی گئے۔
ارجن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہیں بولا سا تو نہیں پا گئے۔
ارجن نے ہاتھ چھوڑا کر کہا کہ

کہ ہائے اب میری زندگی بیکار ہے۔ میں اسی تلوار سے اپنی گردن
کاٹ کر کلیجہ ٹھنڈا کر دوں گا۔ افسوس بڑے بھائی کی شان میں ایسی گستاخی

سری کرشن جی۔ خواہ تم اپنی گردن کاٹو یا راجہ جدھشٹر کو مار دو۔ دونوں حالت میں نرک رکھا ہوا ہے۔ تم نے جو کہہ لیا۔ اس کا کچھ خیال نہ کرو۔ راجہ جدھشٹر سے اپنی شجاعت کا اظہار کرو۔ تو سارا پاپ دور ہو جائے گا۔

ارجن راجہ جدھشٹر سے مخاطب ہو کر بولا۔ کہ جناب میں وہ ہوں۔ جس کے مقابلے کی مہادیو جی کے سوا اور کسی میں طاقت نہیں۔ بھیشم پتامہ اور درونا چارج ایسے ایسے بہادروں کو مارنا میرا ہی کام تھا۔ جیاردتھ ایسے سورمیروں کے گھروں کو میں نے ہی ماتم خانہ بنایا۔ گیارہ چھوہنیاں میری ہی قوت بازو سے خاک میں مل گئیں۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ میں کرن کو خاک پر سلاؤں گا۔ میرے سوائے اور کسی میں دم نہیں

ارجن اپنی تعریف کرکے بھی نادم ہوا۔ اور مارے غیرت کے جدھشٹر کے پاؤں پر گر پڑا۔ گستاخیوں کی معافی مانگی۔

راجہ جدھشٹر بولے کہ

بھائی۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں نے تمہیں سخت سست کہا۔ بڑی غلطی کی۔ میں حد درجے کا جاہل۔ بیوقوف۔ کاہل۔ ڈرپوک اور ہیز ہوں۔ کیا خوب ہو۔ کہ میرا سر قلم کر دو۔ مجھ ایسے نالائق کو تو صحرا نوردی ہی زیبا ہے۔ لو میں بن کو جاتا ہوں۔ راج پاٹ سب تمہارا

یہ کہکر راجہ جدھشٹر ہتھیار ڈال کر بن کو چلنے لگے۔ سری کرشن جی نے روکا اور کہا کہ

عقلمند لوگ فضولیات پر خاک ڈالتے ہیں۔ بڑوں کی بزرگی یہی ہے کہ چھوٹوں کو معاف کریں۔ چھوٹوں کی سعادت اسی میں ہے کہ بڑے مار بھی لیں۔ تو اُف نہ کریں۔ آپ اطمینان رکھیئے۔ کہ کرن کی موت قریب آگئی۔ جہاں وقت برابر آیا۔ وہیں گانڈیو دھنش نے ٹیٹوا لیا۔

ارجن نے راجہ جدھشٹر کو آمادہ صحرا دیکھا۔ تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دوڑ قدم پکڑ لئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولا کہ

قصور معاف ہو۔ چھوٹوں سے خطا ہو ہی جاتی ہے۔ آپ بزرگ ہیں

درگذر فرماویں۔

راجہ جدھشٹر نے سینے سے لگا کر کہا۔ کہ میں نے جو کچھ کہا پریشانی کی حالت میں تھا۔ کچھ بدنیتی نہ تھی۔ بلکہ منظور تھا۔ کہ تمہارا جوش بڑھے۔ اور کرن کا کام تمام ہو

ارجن۔ تو اچھا اب تو کوئی حرف شکایت نہیں۔ اجازت دیجیے کہ گانڈیو دھنش ہاتھ میں لوں۔ اور دعا دیجیے۔ کہ کرن کو مار کر پرتگیا پوری کروں۔

راجہ جدھشٹر نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر اجازت دی۔ رتھ پر سوار کیا۔ اور کہا کہ

ہاں ارجن آج دیکھوں گا۔ کہ گانڈیو دھنش میں کیا کمالات ہے؟

ارجن۔ جب تک کرن کو نہ مارونگا۔ زرہ بکتر نہ اتاروں گا۔ اور نہ آپ کو صورت ہی دکھاؤں گا۔

# ادھیائے (۱۵)

# کرن کے مارنے کے عزم سے ارجن کی میدان جنگ میں روانگی

کرشن جی نے رتھ دوڑایا۔ گھوڑے آندھی کی طرح چلے۔ کورؤوں کی فوج کانپ اٹھی۔ ہر ایک دل میں یہی بولا۔ کہ

آج کرن کا بچنا محال ہے۔ ارجن جس وقت راجہ جدھشٹر رخصت ہو کر چلا۔ طرح طرح کے نیک شگون ہوئے۔ گوشت خوار پرندے رتھ کے آگے اڑے چلے جاتے تھے۔ کرشن جی نے فرمایا کہ

اے ارجن۔ تمہاری ٹکر کا کوئی بہادر روئے زمین پر نہیں۔ اس پر لطف یہ کہ وہ گانڈیو دھنش تمہارے قبضے میں ہے۔ جو ابتدائے آفرنیش میں برہما جی نے پیدا کیا۔ کرن کے برابر بھی کوئی سورما نہیں۔ اس کی سی

شستر دیا جانے والا چراغ لے کر ڈھونڈو۔ تو بھی نہ ملے۔ ایشور چاہیگا۔ تو آج تمہارے ہاتھ سے کرن کی جان جائے گی۔ اور جدھشٹر کا دنیا میں جش ہوگا لڑائی کے سترہ دن ہو چکے۔ اب زیادہ طوالت فضول ہے۔ راجہ جدھشٹر رنج میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں رتھ کرن کی طرف لئے چلتا ہوں۔ سنبھل جاؤ۔ رتھ آگے بڑھا۔ کرن نے تیر مارنے شروع کئے۔ نکل کے تیروں نے کرت برما کو زخمی کیا۔ دھرشٹ دمن کے تیر کرن کی زرہ توڑ گئے۔ بھیم سین دوشاسن کے ہاتھ سے مجروح ہوا۔ آتموجا نے کرن کے فرزند سکھین کی جان لے لی۔ کرن نے آتموجا کے گھوڑوں کو مار علم لشکر توڑ ڈالا۔ آتموجا نے کرن کو زخمی کر کے سکھنڈی کے رتھ پر سوار ہو کر کرپا چارج کو جا گھیرا۔ استوتھاماں نے دونوں کو ہٹا دیا۔ بھیم سین پر کوروؤں کا لشکر ٹوٹ پڑا۔ بھیم سین نے دریودھن سے مقابلہ کر کے بہت سے راجے قتل کئے۔ اور حملہ آوروں کو مار بھگایا۔ اسوقت ہر طرف ایسی گھمسان لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ بھیم کو اپنی اور کوروؤں کی فوج نہ پہچان نہ پڑتی تھی۔ سارتھی سے کہا کہ

راجہ جدھشٹر کہاں ہیں۔ یہاں ہوں۔ وہاں مجھے لے چلو۔ اور بتاؤ کہ ہتھیاروں کی کیفیت کیا ہے۔ بشوکنا سارتھی نے عرض کی۔

مارگن بان ساٹھ ہزار۔ شورو ایہا دن دس ہزار۔ ناراین بان دو ہزار پردرت شام ۳ ہزار۔ مدگر تومر و بجر وغیرہ بہت کافی ہیں۔

بھیم سین۔ اسوقت ارجن آجاتا تو میں سارے دشمنوں کو مار ڈالتا۔ ایک جیتا نہ بچتا۔

سارتھی۔ وہ سامنے دشمنوں کو مارتے ہوئے ارجن ہی آرہے ہیں۔ ہاتھیوں کی چیخ سنئے۔ ہنومان جی کی گرج غنیموں کے پتے پھاڑ رہی ہے۔ دیودت اور پنچ جنیہ کی آواز سے کوروؤں کے کلیجے ہلے جاتے ہیں۔ سری کرشن جی کا چکر ہاتھیوں کے سر کاٹتا ہوا بادل سے چھانٹ رہا ہے۔ اسوقت سری کرشن جی کا سروپ ایسا موہنی ہے۔ کہ دل لوٹ ہوا جاتا ہے۔ سر پہ جڑاؤ مکٹ گلے میں بیجنتی مالا کی زینت کا کیا کہنا۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ راجہ اندر را اچھی

کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ ذرا دیر میں ارجن جی چار سو ہاتھی اور تین سو سارتھی مار چکے۔ ذرا دیر میں دیکھئے۔ اور کیا ہوتا ہے:-

# ادھیائے (۱۹)

# بھیم سین کی فتح عظیم۔ دوشاسن کا قتل
# کوروؤں کی شکستِ فاش

بھیم سین سارتھی سے باتیں کر ہی رہا تھا۔ کہ ارجن دشمنوں کو مارتا ہوا بجلی کی طرح کڑکتا ہوا پہنچ گیا۔ جہاں بھیم سین مست ہاتھی طرح جھومتا ہوا فوج کے درمیان اڑا ہوا تھا۔ ارجن نے پہنچ کر ہزاروں رتھ سوار اور فیل نشان بہادر قتل کر ڈالے۔ بھیم سین نے ذرا سی دیر میں ایک لاکھ سپاہی دس ہزار ہاتھی اور پانچ ہزار گھوڑے مار کر دریائے خون کا سیلاب دکھا دیا۔ دریودھن گھبرا اٹھا۔ ایک ایک سے ہاتھ جوڑتا پھرا۔ کہ بھائیو جیسے بنے جاؤ۔ بھیم سین کو مارو۔ اس نے ساری فوج کاٹ ڈالی۔ بہت سے راجے دوڑ پڑے۔ بھیم سین کے گھوڑوں اور سارتھی کو زخمی کر ڈالا شکنی نے بھیم سین کے بائیں بازو پر برچھی ماری۔ کوروؤں نے خوب تیر برسائے۔ بھیم سین نے سب کے گھوڑے اور سارتھی قتل اور مجروح کئے۔ شکنی کو ایسا تیر مارا۔ کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ دریودھن نے جلدی سے اٹھوا کر دور پہنچا دیا۔ ورنہ جان بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ شکنی کی یہ حالت دیکھ کر کوروؤں کی فوج جان لے بھاگی۔ کرن نے بھیم سین کا زور توڑا۔ اور پانچال والوں کو خاک پر سُلاتا ارجن کی طرف چلا۔ بہت سے پانڈو بہادر اجل ہوئے۔ اُدھر ارجن بھی مارتا ہوا چلا آتا تھا۔ اچھے اچھے رتھی اور مہارتھی کو نذیو دھنش نے راہی عدم کر دیئے۔ کرن جما رہا۔ لیکن فوج رہ کے نہ رکی۔ ارجن کے

دف سے سب کے حواس باختہ تھے۔ راجہ پانچال کے بیٹے کرن کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ سانکی زخمی اور بیشوک قتل ہوا۔ کرن نے سانکی پر بھالا چلایا۔ سکنت نے تیروں سے بیکار کر دیا۔ چوٹ آنے نہ دی۔ اسی عرصے میں دوشاسن نے بھیم سین پر حملہ کیا۔ بھیم سین کو کئی زخم لگے۔ سارتھی اور گھوڑوں کو چوٹیں آئیں۔ بھیم سین نے جوش غضب سے ایک گرز اس زور سے سر پر مارا۔ کہ کھوپڑی پھٹ گئی۔ خون اُبل پڑا۔ اور دوسرا گرز رسید کیا۔ تو چاروں شانے چت زمین پہ آ رہا۔ بھیم سین بڑے زور سے نعرہ مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اور اسنو تھاماں کرپا چارج اور دریودھن سے مخاطب ہو کر بولا کہ

میں اس کا خون پی کر اس وقت کی پرتگیا پوری کرتا ہوں۔ جب اس نالائق دوشاسن نے مہارانی دروپدی پر بھری سبھا میں زیادتیاں کی تھیں جس میں دم ہو آ کے بچائے۔ یہ کہکر اس نے چلو بھر کے گرم گرم خون پیا۔ جو دوشاسن کے سر سے بہ رہا تھا۔ بھیم سین خون پیتا جاتا تھا۔ اور چٹخارے بھر کر کہتا تھا کہ

کیا لذیذ خون ہے۔ آہا دودھ امرت میں بھی یہ مزہ نہیں۔

خون پی کر بھیم دوشاسن سے بولا کہ

کیوں دیکھا۔ پرتگیا پوری کی۔ کہ نہیں۔ کرتوت کا کیسا مزہ چکھایا؟

دوشاسن کراہتا ہوا بولا کہ

ہونہار ٹلتی نہیں۔ دریودھن کے کہنے سے میں نے ضرور ادھرم کیا تھا ابھی تو تم نے خون پیا ہے۔ تھوڑی دیر میں کتے اور گیدڑ اور چیلیں نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ افسوس کہ اسنوتھاماں کرن و دریودھن سامنے کھڑے ہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ اب تمہارے اختیار میں ہوں۔ کشتریوں کا دھرم تباہ ہو چکا۔ چاہے تم لہو پیو۔ چاہے کتے ہڈیاں چبائیں۔

بھیم سین کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اس نے بازو توڑ کر زور سے منہ پر مارا اور گلا کاٹ کر چلو میں خون پی کر قہقہہ لگاتا ہوا بولا

واہ واہ کس مزہ کی چیز ہے۔ ہزار شربت اس پر قربان

اسوقت بھیم سین اس طرح خون پی رہا تھا جس طرح کوئی پیاسا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پی کر خوش ہوتا ہے۔
بھیم سین کو خون پیتے اور قہقہہ لگاتے دیکھ کر کوروؤں کی روح فنا ہوگئی اہل لشکر کانپتے تھرتھراتے بھاگے۔ دریودھن وغیرہ کے ہاتھوں سے ہتھیار چھوٹ پڑے۔ بھیم سین کی صورت سے سب کو ڈر معلوم ہوتا تھا۔ ادھر بھیم سین دوشاسن کا خون پی کر کرن کی طرف لپکا۔ ادھر یودھامنو نے چترسین کو زخمی کر کے شکست دی۔ بھیم سین کرن کے سامنے پہنچا۔ تو سارے کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ کرن سے بولا۔ کہ او بس کی گانٹھ۔ دیکھ بھیم سین کی پرتگیا پوری ہوگئی دوشاسن کے خون نے خوب مزہ دیا۔
اب تجھ کو بھی اسی طرح مار کر کپڑے رنگوں گا۔ سارا بس تیرا ہی بویا ہوا ہے۔ ہوشیار رہنا
بھیم سین نے بہت کچھ صلواتیں سنائیں۔ مگر دریودھن اور کرن بالکل چپ سادھے کھڑے رہے۔ بھیم سین وہاں سے گرجتا ہوا ارجن کے پاس آیا۔ سب لوگ وضع کو دیکھ کر ہنسے۔ اور کہا مبارک ہو۔
بھیم سین بولا۔ ابھی کیا مبارک دیتے ہو۔ جس وقت دریودھن کی ران توڑ کر پرتگیا پوری کروں۔ اس وقت منہ میٹھا کرانا۔

## ادھیائے (۱۷)

## ارجن کے ہاتھ سے کرن کے فرزند برکھ سین کا قتل ارجن اور کرن کا سامنا۔ استھاماں کی دریودھن کو صلح کی فہمائش۔ دریودھن کا انکار

بھیم سین وہی خون سے رنگی ہوئی پوشاک۔ پہنے پتھر کرن کی طرف ساکی حرف بڑا بھگتی کو جی پاسی۔ ونڈ وہار۔ دھر دھر دغیرہ دریودھن کے دس بھائی دوشاسن کا بدلہ لینے کو بھیم سین کے گرد ہوئے۔ بھیم سین نے سب کو دم قتل کر دیا۔ بھیم سین کی خوفناک شکل سے ساری فوج کانپ رہی تھی۔ کرن پر بھی ایسی ہیبت طاری تھی۔ کہ تصویر کی طرح حرکت نہ ہوتی تھی۔ شل نے یہ کیفیت دیکھی۔ تو کہا۔

ہیں! راجہ کرن یہ کیا؟ اتنا خوف۔ تم ایسے بہادر ایسے سوربیر۔ تمہیں کس بات کا ڈر۔ میں کمک دینے کو تیار ہوں۔ استوتھاماں: کرپاچارج۔ دریودھن مدد نے وقت جان تک دریغ نہ کریں گے۔ سنبھلو۔ ہوشیار ہو جائیے۔ بھیم سین چلا آرہا ہے۔ تم دریودھن کے جانثار ہو۔ اس نے بہتری کا سرچشمہ تمہیں کو بنایا ہے۔ ہتھیار اٹھاؤ اور بھیم سین کو زمین پر گراؤ۔

کرن نے حسرت بھری نظر سے بھیم سین کو دیکھ کر ہتھیار سنبھالے۔ برکھ سین فرزند کرن نے نکل کا قافیہ تنگ کیا۔ نکل کے گھوڑوں اور سارتھی کی جان پہ گزری نکل سنبھلا۔ تو برکھ سین کے ہوش اڑا دیئے۔ مگر برکھ سین کا پلہ بھاری رہا۔ نکل کو اس نے ناکوں چنے چبوائے۔ جدھشٹر کے اشارے سے ارجن کرن کی طرف سے گزرا اور یہ کہتا ہوا نکل کی مدد کو پہنچا۔ کہ

کرن ذرا صبر کرنا۔ برکھ سین کو ماروں۔ پھر تجھ سے نمٹوں۔

برکھ سین نکل کو چھوڑ کر ارجن کی طرف آیا۔ تھوڑی دیر اچھا مقابلہ رہا۔ مگر ارجن کے تیر خون بہا کے رہے۔ بیٹے کو مرتے دیکھ کر کرن کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ غشی طاری ہوگئی۔ ارجن جب تک کرن تک پہنچے۔ کرن کو ہوش آگیا۔ اور دھنش بان لئے سامنے آگیا۔

اسوقت عجب عالم تھا۔ تمام دیوتا اور دانو محو تماشہ تھے۔ دیوتا کہتے تھے۔ کہ ارجن کی فتح ہوگی۔ دیتوں کا قول تھا۔ کہ کرن جیتیگا۔ دیوتا سری کرشن جی ترلوکی ناتھ اور ارجن کے نردوپ پہ پھول برسانے لگے۔

کرن راجہ شل سے بولا کہ

لڑتا ہوں۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ اگر میں کام آیا۔ تو تم سے کیا امید رکھوں۔ لگی

راجہ شل - اگر ایشور نہ کرے - تمہارے دشمنوں کی جان گئی - تو میں سری کرشن اور ارجن دونوں کو خاک و خون میں لٹا دوں گا۔

ادھر ارجن نے بھی سری کرشن جی سے ایسا ہی سوال کیا۔ جس کے جواب میں سری کرشن نے فرمایا کہ

تم کو مارنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ تم البتہ کرن کو مارو گے۔ بالفرض نوع دیگر ہو - تو میں اپنے ہاتھ سے کرن کو قتل کروں گا۔

باتیں ختم ہو گئیں۔ سنکھ بجنے لگے۔ دھنش سے تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ دونوں بہادروں نے اپنی اپنی مخالف فوجوں کے ہزاروں سورمے مار ڈالے لڑائی کا رنگ دیکھ کر دریودھن اور کرن دونوں فتح سے مایوس تھے۔ استوتھاما جی نے قطعی فیصلہ ہی کر لیا۔ کہ ارجن کرن کو مارے گا۔ انہوں نے دریودھن سے کہا۔

اب بھی کچھ نہیں گیا۔ دُور اندیشی یہی ہے۔ کہ پانڈوؤں سے ملاپ کر لو۔ تمام نامور بہادر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ صرف چار پانچ باقی رہ گئے ہیں۔ تم راضی ہو۔ تو میں صلح کرا دوں۔ راجہ جدھشٹر کو کبھی خونریزی پسند نہیں۔ سری کرشن جی پہلے ہی صلح کے خواہاں ہیں۔ ارجن اتفاق پسند کرتا ہے۔ نکل سہدیو اور بھیم سین بھی میرے کہنے کو کبھی نا ٹالیں گے۔ اگر وہ لوگ عذر کریں۔ تو میرا ذمہ۔ صرف تمہاری رضامندی کی دیر ہے۔ اگر میرے کہنے پر عمل کرو۔ تو آدھا راج بانٹ دو۔ تاکہ سارا جھنجھٹ دُور ہو جائے۔ تم شروع سے غلطی میں پڑے ہو۔ کسی کا سمجھانا نہ مانا۔ کرن تمہارا دوست ہے۔ تم اسے جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتے ہو۔ جس وقت اسکی بھی جان چلی جائے گی۔ تب تمہیں اپنی زندگی حرام معلوم ہو گی۔ اور عمر بھر پچھتاؤ گے

دریودھن۔ آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ مگر وہ نظارہ نہیں بھولتا۔ جو بھیم سین نے دوشاسن کا چلوؤں خون پیا۔ ارجن اور کرن سے بالشنوں بیر ہے کبھی میل جول نہیں ہو سکتا۔ اگر میں آپ کا کہنا مان بھی جاتا۔ تو پانڈو کبھی مجھ سے صاف نہ ہوں گے۔ کرن ایسی باتیں سنیگا۔ تو اس کا دل ادچھا ہو جائیگا

اس وقت موقع یہ ہے کہ ہم اس کا حوصلہ ڑھائیں۔ بڑھا دے دیں۔ فتح کا ڈنکا سنائی دے۔

# اُدھیائے (۱۸)

# کرن اور ارجن کی جنگ آزمائی۔ اسورسین ناگ کا ارجن کے ہاتھ سے خاتمہ

ارجن اور کرن سے لڑائی چھڑ گئی۔ دونوں زخمی ہو گئے۔ ارجن نے اگن بان سے چاروں طرف آگ برسا دی۔ کوروؤں کا لشکر بھاڑ کے چنوں کی طرح بھننے لگا۔ کرن نے برن استر سے آگ گل کر کے منتر پڑھ کر ایسا تیر چلایا کہ گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔ موسلا دھار پانی برسنے لگا ارجن کے استر نے بادل پھاڑ دیئے۔ بارش بند کر دی۔ اور فوراً ہی گانڈیو دھنش سے اِندر کے بجر کے ساتھ ہی ہزاروں بان نکل پڑے۔ کرن کا بدن زخموں سے چور چور تھا۔ اس نے پرسرام کے عطا کردہ بھارگو استر سے جواب دیا۔ پانچال کے اچھے اچھے شجاع و دلیر بہادرانِ لشکر مجروح ہوئے۔ ہزارہا ہاتھی گھوڑے مر گئے۔ سینکڑوں رتھوں پر سواروں کا نام و نشان نہ تھا۔ کوروؤں کی فوج نے آثار فتح دیکھ نقارۂ ظفر بجایا۔ سری کرشن اور ارجن کے رُخ ڈھیلے دیکھ کر بھیم سین تیز تیز چل کر آیا۔ اور کہا کہ۔

آنکھیں بند کر کے لڑ رہے ہو۔ کون استر کرن کے مقابلے میں کارگر نہیں ہوتا۔ کیا وہ دن یاد نہیں۔ جب کرن کے اشارے اور دریودھن کے حکم سے دوشاسن نے مہارانی دروپدی کی عزت اُتارنی چاہی تھی۔ جوئے میں اسی وات سے بے ایمانی ہوئی۔ آج تک جو تکلیفیں ہم نے برداشت کیں۔ اس کا بانی مبانی یہی کم بخت ہے۔ کرن سامنے آگیا۔ فکار رزدپر ہے۔ اب لیت و

اوتعل کی وجہ بین میکھ کا باعث؟
سری کرشن جی نے بھی ارجن کو سکایا۔ سر کاٹ لینے کی تحریک کی۔ اور ہمت دلائی۔ جس پر اُس نے گانڈیو دھنش چڑھا کر زہر میں بجھے ہوئے تیر سر کئے مگر کرن پر کوئی وار کارگر نہ ہوا۔ ارجن کا جوش اُبھر آیا تھا۔ اس نے چکر اور پرس سے متواتر حملے کئے۔ ان حملوں میں کرن کے محافظ لشکر اور فوج کمک کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ کرن نے بھی اس کے جواب میں پانڈوؤں کے لشکر کو مارنے مارنے آتو کر دیا۔ سری کرشن جی نے پھر ارجن کو اُبھارا۔ سودرشن چکر چلانے کی ہدایت کی۔ سدرشن چکر فوراً ارجن کے ہاتھ سے نکل کر چلا۔ اور ہر طرح شعلہ زنی کرنا شروع کی۔ کوروؤں کا لشکر بھٹے کی طرح بھننے لگا۔ ہر زبان سے کرن کی دوہائی نکل گئی۔ جب تک ارجن آگ فرد کرنے کی فکر کرے۔ تب تک ارجن کے شستر لئے آٹھ ہزار مردان اسار شکار۔ اور کئی سو ہاتھی گھوڑے قتل کر ڈالے کرن نے اپنا استر چلایا۔ جس سے آگ الگ گُل ہوئی۔ اور پانڈوؤں کی فوج میں الگ تھلکہ مچگیا
یہ محاربہ خونریز تھا جس کی سیر سے دیوتا تک بمانوں پر بیٹھے ہوئے انگشت بدنداں تھے۔ اور بلا رورعایت زبان پر فریقین کی تعریف وتوصیف تھی
جس وقت ارجن تیر مارتا تھا۔ کرن کا رتھ باتیس قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا مگر کرن کے تیر سے ارجن کا رتھ صرف تین ہی قدم پیچھے سرکتا تھا۔ تاہم سری کرشن جی کرن ہی کی ثنا وصفت میں رطب اللسان ہوتے تھے۔ ارجن حیران تھا۔ کہ سری کرشن جی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ بے انصافی کا خیال کیسا۔ اس طرح کی ہٹ دھرمی کا سبب کیا۔ پوچھا کہ
جناب کرن کی اُلٹی تعریف کیا معنی؟
سری کرشن جی نے فرمایا۔ تمہارے رتھ پر تین لوک کا بوجھ لئے ہوئے بیٹھا ہوں۔ اس کے علاوہ سری ہنومان جی کا رتھ پر سایہ ہے۔ ایسے رتھ کا تین قدم ہٹا دینا کرن کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ تم نے اگر کرن کا رتھ باتیس قدم ہٹا دیا۔ تو کون تیر مار لیا۔

ارجن اس بات پر خاموش ہوگیا۔ اتنے ہی میں کرن نے تابڑ توڑ پانچ اگن بانوں سے کرشن جی پر وار کیا۔ کرشن جی زخمی ہوئے۔ اور بان زمین کو چھید کر پھر اڑے تو ارجن کے تیروں سے دو پارہ ہوگئے۔ اگن بان زمین میں سمائے تو تکشک کی اولاد زخمی ہو کر زمین سے نکل پڑی۔ اشوسین ناگ پاتال میں محو استراحت تھا۔ تاؤ کھا کر لپکا۔ اور کرن کے ترکش میں دیکھا جائے گا۔ غرض یہ تھی۔ کہ ارجن سے عداوت کا عوض ملے۔ اشوسین وہی ناگ تھا۔ جو کھانڈو بن میں جلنے سے محفوظ رہا تھا۔ اور ہر وقت اس کے دل میں عوض لینے کی ٹھنی رہتی رہتی تھی۔

جسوقت سری کرشن جی کے جسم نازک پر زخم لگے۔ ارجن آگ بگولا ہو گیا۔ منتر پڑھ پڑھ کر ایسے تیر مارے۔ کہ کرن کو غش آگیا۔ ذرا دیر کے بعد کرن کے حواس ٹھکانے ہوئے۔ تو تیروں کی بوچھاڑ شروع کی۔ تو اسوسین تیر بنکر کرن کی چٹکی میں آگیا۔ اسوقت تمام دیوتا گھبرا اٹھے۔ آکاش میں کہرام مچگیا۔ کہ بس اب ارجن کی جان گئی۔ شل بولا کہ یہ بان بڑی عمدگی سے مارنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ شست نہ بندھے۔ کرن نے تیر چلایا۔ اور زور سے کہا کہ

وہ مارا۔

تیر چٹکی سے نکلا۔ تو اوج ہوا پر پہنچ کر شعلہ زن ہو گیا۔ سری کرشن جی نے رتھ زور دیا۔ تو پہیے ایسے زمین میں دھنس گئے۔ کہ گھوڑوں نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ پھر بھی اس بان سے ارجن کا مکٹ سر سے گر پڑا۔ جو راجہ اندر نے مرحمت فرمایا تھا۔ جسم میں بھی کئی چرکے لگے۔ ارجن نے جلد ہی سے ایک دوپٹہ سر میں لپیٹ لیا۔ ناگ رو پی بان جب سر نہ اڑا سکا۔ تو کرن سے بولا کہ

میں تو اپنا کام کر چکا تھا۔ آپ ٹھیک نشانہ لگا سکے۔ اب کے دھنش کے چلے چڑھاؤ۔ تو ضرور سر کاٹ کے رہوں۔

کرن کو حیرت ہوئی۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ پوچھا تو ہے کون؟

جواب ملا۔ کہ ارجن کا جانی دشمن۔ یہی نہیں۔ بلکہ مجسم موت۔ آپ

مجھے چھوڑیں۔ تو ارجن کو جراح بھی نہیں بچا سکتے +
کرن۔ میں ارجن کو اپنے ہی قوتِ بازو سے ماروں گا۔ مجھے دوسرے کی مدد درکار نہیں۔ اس کے علاوہ جو تیر میری چٹکی سے نکل چکا۔ پھر میرے استعمال کے قابل نہیں رہتا۔ یہ ارجن کیا مال ہے۔ اگر ایسے ایسے سو ارجن اور ہوں۔ تب بھی میں اپنے ہی زور بازو سے ان کو عدم کر دوں۔ تم میرے واسطے تکلیف نہ کرو۔
ناگ کو کرن پر غصہ آیا۔ مگر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ اس نے فوراً ہی اپنی اصلی صورت بدلکر ارجن کی طرف رُخ کیا۔ سری کرشن جی نے پہچان لیا کہ دیکھو وہی اشومین ہے جس کی ماں کھانڈوبن میں جل کر خاک ہو گئی تھی ارجن نے دیکھتے ہی چھ تیر ایسے مارے۔ کہ اس کی کوششیں ناکامیاب رہیں۔ وہ آکاش سے زمین پر گرا۔ کرشن جی نے دونوں ہاتھوں سے رتھ اٹھا لیا۔ گھوڑے ہنہناتے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر طرف سے شور تحسین بلند ہوا۔ فتح کے ڈنکے بجنے لگے +

# ادھیائے (۱۹)

# محاربہ خونریز معرکہ حشر انگیز ارجن کے ہاتھ سے کرن کا قتل

کرن نے اسوقت ارجن کو تیروں سے چھپا لیا۔ ارجن نے بھی کرن کا جسم چھید کے خون کے فوارے چھوڑا دیئے۔ کرن کا بدن لہو لہان تو ہوا۔ مگر اسکی آتش حرارت اور تیز ہوگئی۔ سری کرشن جی پر ایسے ایسے وار کئے۔ کہ جسم اقدس میں تیر چبھ گئے۔ ارجن کو تاب کہاں تھی۔ کہ وہ کرشن جی کی تکلیف کا متحمل نہ تھا۔ فوراً ہی مکٹ اور کنڈل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے زرہ بھی بے کار کر دی کرن کا جسم یوں ہی خستہ ہو رہا تھا۔ اس پر ارجن کے سولہ تیر اس زور سے

سینے پر بیٹھے۔ کہ بدن سنسنا گیا۔ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔ ارجن چاہتا تو ایک آدھ نشانے میں خاتمہ کر دیتا۔ مگر نہیں۔ اس نے حریف کی عالم غشی میں خونریزی مناسب نہ سمجھی۔ راجہ شل منہ پر چھینٹے دے کر کرن کو ہوش میں لایا کرن اٹھا تو تیروں کی آندھی چلنے لگی۔ برابر کی مار ہو رہی تھی۔ کہ برہمن کے سراپ نے کرن کے رتھ کے پہیے زمین میں گاڑ دیئے۔ گھوڑے لاکھ زور لگاتے ہیں۔ مگر رتھ کو جنبش نہیں ہوتی۔ دوسرے سراپ نے پرسرام کا عطا کردہ استر چلانے سے باز رکھا۔ اسے یاد ہی نہ رہی۔ کہ یہ استر اس کے پاس ہے۔

کرن اسوقت زخموں سے پریشان اور زندگی سے مایوس ہو کر بولا کہ میں تو سمجھتا تھا۔ کہ دھرم دھرماتماؤں کا معین و مددگار رہتا ہے مگر افسوس۔ کہ میرا خیال غلط نکلا میرے عمر بھر کے دھرم اسوقت کچھ کام نہیں کرتے ایسے دھرم کرم پر لعنت۔ اس سے تو ادھرم ہی ہزار درجہ اچھا تھا۔ اسی طرح دھرم کو بہت کچھ برا بھلا کہہ کر کچھ مایوسی اور کچھ غصے کی حالت میں برہم استر سے وار کیا۔ ارجن نے انسا منتر سے اس کی طاقت زائل کی۔ پھر جو تیر مارے انہیں کرن نے پاس نہ پھٹکنے دیا۔

ارجن نے منتر پڑھ پڑھ کر برہم استر کا وار کیا۔ دیوتاؤں کے دیئے ہوئے شستر چلائے۔ مگر کرن کسی کی زد پر نہ آیا۔ سارے وار خالی ہوئے۔ اتنے ہی میں رتھ کے پہیئے زمین میں گڑ گئے۔ راجہ شل کو معذور دیکھ کر وہ رتھ سے کودا۔ سورج بھگوان کا تصور کر کے منتر پڑھ کر رتھ کو ابھارا۔ تو زمین چار انگل اٹھ گئی۔ مگر پہیئے نہ نکلنے تھے نہ نکلے۔ کرن کے بے اختیار آنسو نکل آئے گھبرا کر ارجن سے بولا کہ

تم بہادر ہو۔ بہادری تمہارے نام سے زندہ ہے۔ جو سورما ہیں۔ وہ پناہ گیر نہتے اور کھلے بالوں پر ہتھیار نہیں اٹھاتے تم تو دھرم کے اوتار ہو۔ پس اسوقت گانڈیو دھنش ہاتھ سے نہ چھوڑئیے جب تک میں زمین سے پہیئے نہ نکال لوں۔ بہادروں کو دھرم کا خیال ضروری رکھنا چاہیئے

بلا سے جان جاتے

سری کرشن جی نے جواب دیا۔ کہ کیا دھرم دھرم کی رٹ لگائے ہیں۔ تو دریودھن اور شکنی دھرم کو کیا جانیں۔ بھیم سین کو زہر دینا۔ سانپوں سے ڈسوانا دریا میں پھینکنا۔ لاکھا مندر میں پانڈوؤں کی جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جوئے میں بے ایمانی کرنا۔ دروپدی کی عزت خاک میں ملانا دھرم ہی کے تو کام تھے۔ ابھمنیو کو جب چھ مہارتھیوں نے بے ایمانی سے مارا۔ اسوقت تیرا دھرم کہاں تھا۔ جب اپنے اوپر پڑی تو ہٹ دھرم دھرم کی آڑ لے کر مطلب گانٹھنا چاہتا ہے۔ ہماری بلا سے پہیہ زمین میں گڑ گیا۔ مرد ہے۔ تو اسی طرح مقابلہ کر۔

کرن اس تقریر سے جھینپ گیا۔ اور رتھ پر کھڑے ہوکر ایسے تیر مارے کہ سری کرشن اور ارجن زخمی ہوگئے۔

ارجن نے برہم استر سے وار کیا۔ کرن نے برن استر سے برہم استر کی کاٹ دبا دی۔ چاروں طرف بادل چھا گئے۔ اور ارجن غش کھا کر گر پڑا۔ کرن نے وقت فرصت دیکھ کر وقت فرصت دیکھ کر پہیوں میں زور لگانا شروع کیا۔ سری کرشن اسی عرصے میں ارجن کو ہوش میں لائے۔

اور کہا کہ

اٹھ او دویر۔ اب حریف رتھ پر قدم نہ رکھنے پائے۔

ارجن نے منتر پڑھ کر تیر سر کیا۔ نشانہ بھرپور تھا۔ کرن کا سر کٹ کر دور جا پڑا مگر دھڑ زمین پر نہ گرا۔ اور ایک نور سے جسم سے نکلکر سورج میں جا ملا۔ سب لوگ حیران ہوگئے۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر میں ارجن کے ایک تیر نے دھڑ کو بھی زمین پر لٹا دیا۔ اور پانڈوؤں کے لشکر میں خوشی چھا گئی۔ سری کرشن اور ارجن کے سنکھ کی آوازیں آکاش میں گونجنے لگیں۔ زمین سے خود بخود پہیہ نکل آیا جس نے رتھ کو بھگا دیا۔ اور دریودھن وغیرہ سر پیٹنے لگے۔ سارے لشکر ماتم چھا گیا۔ پانڈو اور کورو کرن کی لاش دیکھ دیکھ کر دلیری و شجاعت کی ثنا کرتے تھے۔ دوست و دشمن سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ اپنے سوربیر کے دنیا سے اٹھنے کا رنج عالم

تمام+

# اَدّھیائے (۳)

## دریودھن کو کرن کا صدمہ۔ راجہ دھرتراشٹر کو رنج جانکاہ۔ پانڈوؤں کے لشکر میں خوشیاں

سورج غروب ہونے ہی کو تھا۔ کہ کرن کا آفتاب زندگی گوشۂ مغرب میں چھپ گیا۔ راجہ شل نے دریودھن کو واقعہ دردناک سنایا۔ تو دریودھن پچھاڑ کھا کر زمین پر گر پڑا۔ راجہ شل نے سنبھالا۔ اور کہا۔ کہ مرنے کو تو کرن مرا۔ مگر جنگ آزمائی کے ایسے جوہر دکھائے۔ کہ دیوتا تک دریائے حیرت میں غوطہ زن تھے۔ موت سے کسی کا بس نہیں۔ جب وقت برابر آجاتا ہے۔ تو دیوتاؤں کے بنائے بھی کچھ نہیں بنتی۔ اب تک جو کچھ ہوا شدنی تھا۔ اب میری صلاح ہے۔ کہ پانڈوؤں کی طرف سے دل صاف کرو۔ میں صلح کرا دوں گا۔

دریودھن کے دل پر گہری چوٹ تھی۔ منہ پیٹ کر بولا۔ کہ ہائے صلح کی صورت اب کیا؟

جس وقت راجہ دھرتراشٹر نے کرن کی وفات کا حال سنا۔ سر پیٹ پیٹ کر رونے لگا۔ آہ سرد سے سینے میں دھونکنی چلنے لگی۔ شور فریاد نے نوحہ ماتم سے پھوٹ پھوٹ کر تڑپنا شروع کیا۔ دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامے ہوئے بولا۔ کہ ہائے سنجے کیا خبر سنائی؟

میں تو جیتے جی مر گیا۔ کرن پر میرے بیٹے کی امیدیں موقوف تھیں۔ آہ وہ بھی کمر توڑ گیا۔ اب میرے کلیجے کے ٹکڑوں کو زندگی کی آس کیا۔ بھیم سین اور ارجن میرے شجرے کی جڑ ضرور کاٹ کر نام و نشان مٹا دیں گے۔ افسوس مجھے

موت نہیں آتی۔ رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجہ ہو گیا۔ دل تڑپ تڑپ کر پسلیاں توڑے ڈالتا ہے۔ مرغ روح پھڑک رہا ہے۔ ذرا یہ تو بتاؤ۔ اس حادثہ جگر خراش سے پیارے دریودھن پر کیا گزری۔ اس کے دشمنوں پر تو کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی؟

سنجے۔ مہاراج دریودھن کے صدمے کا ذکر فضول ہے۔ کرن کے مرنے سے وہ ادھ مرا ہو گیا۔ زمین پر سر دے مارا۔ جو وقت ذرا طبیعت ٹھیری۔ جوش غضب سے اٹھا۔ اور قسم کھائی۔ کہ ابھی ارجن کو مارے رکھے دیتا ہوں۔ جاتا کہاں ہے راجہ شل سے کہا۔ کہ فوج بڑھاؤ۔ میں چلا۔

ادھر بھیم سین کرن کی لاش دیکھ کر بغلیں بجا۔ اس کے نعروں سے فوج کے کلیجے دہلے جاتے تھے۔ دریودھن پچاس ہزار پیدل بہادروں کو لے کر دوڑا بھیم سین نے رتھ سے کود کر بجر اٹھایا۔ مقابلہ ہوا۔ مگر بھیم سین نے ساری فوج میدے کی طرح پیس ڈالی۔ دھرشٹ دمن نے شکنی سے سامنا کیا۔ دریودھن بھیم سین سے بھڑا رہا۔ کچھ دیر لڑائی رہی تھی۔ کہ ارجن جا پہنچا۔ گانڈیو دھنش سے ہزاروں ہاتھی گھوڑے مر گئے۔ شکنی کو دھرشٹ دمن نے نیچا دکھا دیا۔ ایسا مار مار ی۔ کہ غش کھا کر گر پڑا۔ باقی ماندہ فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ دریودھن زور شور سے چلایا کہ

بہادرو بھاگو گے۔ تو پانڈو ڈھونڈھ کر مارے بغیر نہ رہیں گے۔ جینا محال سمجھو۔ اس سے بہتر یہی ہے۔ کہ قسمت آزمائی کرو۔ ایک دفعہ اور ٹکر لو۔ تم لوگ کرارے پڑے رہو گے۔ تو میں سب کو خاک پر سلا دونگا۔ سری کرشن اور ارجن تھکو سے چور ہیں۔ کرن ان کو ادھ مرا کر چکا ہے۔ پھر مار لینا کیا مشکل ہے۔ بہادر میدان جنگ سے پیٹھ نہیں دکھاتے۔ منہ پر تلواریں کھا کر مرنے والا سیدھا بیکنٹھ میں جاتا ہے دریودھن کا کہنا تھا کہ ساری فوج پلٹ پڑی۔ اور دل شکستہ دریودھن پانڈوؤں سے نبرد آزما ہوا۔ کرن اور ارجن کی لڑائی میں اتنی لاشیں ڈھیر تھیں۔ کہ قدم رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ نہ آگے بڑھنے کو راہ ملتی تھی۔ نہ ادھر ادھر ہٹنے کو۔ راجہ شل لاشوں کا ڈھیر دیکھ کر گھبرا اٹھا۔ آہ کرن۔ ہائے کرن کہتا ہوا اور دریودھن

سے ملتجی ہوا۔ کہ

اب لڑائی سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ فوج بالکل خستہ ہوگئی ہے۔ رہے سہے بہادروں کی جان مُفت میں ضائع نہ کرو۔ دن بھی ڈھل گیا آؤ خیموں میں لوٹ جائیں

دریودھن کا دِل ٹوٹ ہی رہا تھا۔ گردن نیچی کرکے پھر پڑا۔ ارجن اور سری کرشن سنکھ بجاتے ہوئے راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ اور کہا

مُبارک۔ ارجن نے کرن کو مار لیا۔ آپ کے اقبال کو آفریں۔

جدھشٹر نے دَوڑ کر سری کرشن جی کے قدم چوم لئے۔ ارجن کو چھاتی سے لگا لیا۔ شاباشی دی۔ سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور سری کرشن جی سے عرض کی۔ کہ

مہاراج۔ میں کیا۔ اور میرا اقبال ہی کیا۔ ساری برکت آپ ہی کی ہے آپ نے کرن کی جان لے کر بڑی آفتوں سے نجات دِلوائی۔ اُف او بڑے موذی کو مارا۔ اس کمبخت نے مجھے ایسا زخمی کیا۔ کہ فرش مصیبت پر پڑا ہُوا چوبیں سینک رہا ہوں۔ آجتک جس کو فتح نصیب ہوئی۔ وہ آپ ہی کے فیضِ توجہ سے تھی۔ واقعی آپ اور ارجن دونوں نر نارائن ہیں نارد اور بیاس جی نے جو کچھ فرمایا۔ اس کی تصدیق برابر ہوتی جاتی ہے۔

یہ کہکر راجہ جدھشٹر مشعلوں کی روشنی میں اس مقام پر آئے۔ جہاں کہ زمین کرن کا خون پی کر چہک رہی تھی۔ لاش دیکھ کر راجہ جدھشٹر کو یقین ہوگیا۔ کہ بس اب راج ملنے میں کچھ دیر نہیں۔ ایک دو روز میں دریودھن بھی یونہی خاک پر سوتا ہوگا۔ بس پھر کیا ہے۔ بالکل میدان صاف۔ سکھنڈی دھرشٹ دمن اور ساتکی وغیرہ نے راجہ جدھشٹر وغیرہ کو مبارکباد دی۔ اور سب سری کرشن جی کی ثنا و صفت میں تر زبان ہوئے۔

یہ سب دردناک کیفیت سُنکر راجہ دھرتراشٹ چیخ چیخ کر رونے لگے۔ محل میں کہرام مچگیا۔ گاندھاری ہائے ہائے کرکے زمین پر گر پڑی۔ سارے ہستناپوری میں اُداسی چھاگئی۔ ہر گھر ماتم خانہ بنگیا۔

## کرن پرب ختم شد

# مہابھارت

## حصّہ نہم

## شل پرب

### اَدّھیائے (۱)

### راجہ دھرتراشٹ کو شل اور دریودھن کے قتل کی اطلاع سنجے کی زبانی۔ ماتم سخت۔ گریہ زاری آہ وفغاں

سنجے جی نے جو کچھ سوال کیا۔ اس کے جواب سے سلا عقدہ حل ہو جائیگا۔
بیشم پاین جی نے فرمایا کہ
جس وقت میدان جنگ میں کرن نے دم توڑا۔ اور دریودھن خود ادھمرا ہو گیا۔ اس کی زبان سے ہائے کرن ہائے کرن کے سوا کچھ اور نہ آواز نہ آتی تھی جان پر کھیل کر لڑا۔ مگر بے سود۔ راجہ شل نے فوج کی حامی بھری۔ بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ نہ معلوم پانڈووں کی کتنی فوج راجہ شل نے راہی عدم کی۔ بالآخر راجہ جدھشٹر نے شل کو فرش خاک پر سلایا۔ شل کے مرنے پر دریودھن

کے دونوں بازو شل ہو گئے۔ ہمتیں بالکل ٹوٹ گئیں۔ حوصلوں میں جان نہ رہی۔ جبتک شل جیتا جاگتا تھا۔ دریودھن کی امیدیں مردہ نہ ہوئی تھیں۔ دریودھن کو مایوس دیکھ کر راجہ شل خم ٹھونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑے جوش و خروش سے میدانِ جنگ میں ایسی معرکہ آرائی کی۔ کہ دوست دشمن قوتِ بازو کو سراہتے تھے۔ راجہ شل نے ہزاروں بہادرانِ خنجر گزار کا خون اپنے سر پر لیا۔ پانڈوؤں کے لشکر میں مری پڑ گئی۔ آخرکار راجہ جدھشٹر کے ہاتھ سے اس پلنگ بیشہ دلاوری و نہنگ دریائے صفدری کی کشتیٔ حیات بھی نذرِ گرداب تلاطم ہوئی۔ شل کے مرنے دریودھن کو مطلق زندگی کی آس نہ رہی۔ جان چھپا کر ایک تالاب میں روپوش ہو گیا۔ پانڈو دریودھن کی تلاش میں سرگرداں ہوئے۔ آخر جوئیندہ یابندہ کی مثل صادق ہوئی۔ پانڈوؤں نے تالاب کا محاصرہ کر کے بہت کچھ سخت سست الفاظ سے دریودھن کو یاد کیا۔ دریودھن کو تاب نہ آئی۔ تالاب سے نکل آیا۔ بھیم سین سے لڑائی۔ خوب مقابلہ ہوا۔ لیکن بھیم سین نے ران کو توڑ وہ پرتگیا پوری کی۔ جو دروپدی کی بےعزتی کے وقت اس نے بھری میں وعدے کے ساتھ کی تھی۔

جب دریودھن خاک پر لوٹ کر آخر ہچکی کا منتظر ہوا۔ تو اسوتھاماں نے شبخون مار کر پانڈوؤں کی فوج کا ایک ایک سپاہی قتل کر ڈالا۔

آفتاب طلوع ہی ہوا تھا۔ کہ سنجے راجہ دھرتراشٹر کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ اسوقت راجہ دھرتراشٹ مہارانی گاندھاری کے پاس بیٹھے ہوئے کرن کے رنج میں آنسو بہا رہے تھے۔ ارکانِ دولت کے لب پر بھی آہ و فغاں تھی۔ رانیوں کے آنچل اور وابستگانِ دامنِ دولت کے رومال آنسوؤں سے تر تھے۔ سنجے راج محل میں گیا۔ ڈھاڑیں مار مار کر رویا۔ اور قدم پکڑ کر بولا کہ

سنجے بدنصیب قدمبوس ہے۔ کہ اے سرتاجِ تاجدارانِ روزگار و فخرِ خنجر گزارانِ ضیغم شکار۔ کیا کہوں۔ کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ زبان کھولتے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ افسوس کہ راجہ الوک شکنی۔ کامبوج۔ سنپتاسا۔ بلیچ وش

اور کوہستان کے راجاؤں نے میدانِ جنگ میں دم توڑا۔ مشرق و مغرب جنوب و شمال کا کوئی راجہ باقی نہ رہا جس سے بہادری کا نام تازہ رہ سکے۔ آپ کے سب فرزندان نام دار کام آئے۔ اور دریودھن کی ران توڑ کر بھیم سین نے اپنی بات رکھ لی۔ آہ جس دریودھن کے سر پر جواہرات سے جڑاؤ چھتر سایہ افگن رہتا تھا۔ آج زمین اس کے لئے بستر مرگ بن رہی ہے۔ نہ یار ہے نہ مددگار ہے۔ دھرشٹدمن۔ سکھنڈی۔ یودھامنو۔ پربھدرک۔ پانچال اور چندیری کے فرمانروا۔ آپ کے تمام جگر بند۔ دروپدی کے پانچوں فرزند۔ کرن کے سب لختِ جگر مع فوج و لشکر کورکشیتر میں کام آئے۔ کوروؤں کے لشکر میں سے صرف تین شخص باقی ہیں۔ کرپاچارج۔ کرت برما۔ استوتھاما اور گیارہ اکشوہنیوں میں کوئی متنفس باقی نہیں۔

پانڈوؤں کی طرف سے سات آدمی زندہ بچے۔ پانچوں پانڈو۔ سری کرشن اور ستانکی اور سب فوج کٹ گئی۔ ڈیرے سنسان پڑے ہیں۔ جہاں بیسیوں کوس تک ٹڈی دل چھایا ہوا تھا۔ وہاں اب آدمی صورت دکھائی نہیں دیتی ۱۸ دن میں ۱۸ اچھوہنیاں نیست و نابود ہو گئیں۔ روئے زمین پر کون گھر ہے۔ جس میں ماتم نہیں۔ دنیا میں بیواؤں کی آبادی رہ گئی ہے۔ مردم شماری میں یتیم ہی یتیم شمار ہوں گے۔ بڈھے جوانوں کا نام نہ ہوگا۔

جب وقت سنجے نے یہ جان خراش سرگذشت بیان کی۔ راجہ دھرتراشٹ غش کھا کر پٹ سے گر پڑے۔ محل میں کہرام مچ گیا۔ وِدرجی کو بھی غش آ گیا رانیاں زمین پر سر دے دے مارتی تھیں۔ ماتھے سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ رہا تھا۔ نوکروں۔ چاکروں لونڈیوں۔ باندیوں نے دوڑ دوڑ کر نخلخہ سنگھایا۔ یا کیوڑے گلاب سے منہ سو کھلایا۔ پنکھے جھلے۔ تلوے سہلائے۔ تب کہیں سب کو ہوش آیا۔ راجہ دھرتراشٹ وِدرجی سے چمٹ گئے۔ اور چیخ چیخ کر رونے لگے۔ کہ ہائے اٹھارہ اچھوہنیاں کٹ گئیں۔ میرے سو بہادر بیٹے داغ جدائی دے گئے اور میں بے حیائی سے جیتا بیٹھا ہوں۔ تف ہے ایسی زندگی پر۔ ہائے

دروڑ جی! تم میرے ہیری زندگی کا دارومدار تمہیں پر ہے۔ آ تک میں مالک ہفت اقلیم ۔ اب پانڈوؤں کا مطیع و فرمانبردار بنوں گا۔ یہ کسی طرح گوارہ نہیں۔ اس سے بس تو تدبیر کرو۔ کہ مرغ روح قفس عنصری کا پیچھا چھوڑ دے۔ یہ کہکر انہوں نے مہارانی گاندھاری اور سب بیٹوں کی بیوہ رانیوں کو ہٹا کر اس زور سے سر دے مارا۔ کہ دوسرا ہوتا۔ تو سانس نہ لیتا۔ مگر راجہ دھرتراشٹ کی امید بر نہ آئی۔ جان نکالے نہ نکلی رو پڑے کہ

قسمت اتنا دکھا چکی۔ اب وہ کیا دکھائے گی۔ ہائے تقدیر نے کلیجہ پتھر کا کر دیا۔ کسی طرح چھاتی پھاڑے سے نہیں پھٹتی۔ آہ جس کے سو بیٹے مر جاویں۔ اور وہ زندہ بیٹھا رہے۔ اس کی سی بیحیاء زندگی اور کس کی ہوگی ہائے جن پیارے آنکھوں کے تاروں کی آواز سنکر ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو جاتا تھا اب وہ دنیا میں نہیں۔ زندگی ہو تو کیونکر۔ افسوس جس کے سو بیٹے دنیا کے جیتنے کا دعوٰے رکھتے ہیں۔ وہ چلو بھر پانی کے محتاج ہو جائے۔ میرے مرتے پر مجھے اب کون پانی دے گا۔ آج سے سویرے سویرے کون کہیگا۔ کہ پتا جی کو ڈنڈوت ماتا جی کو پرنام۔ پیارے دریودھن تم کہا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے قوت بازو سے پانڈوؤں کا چرسا نکال دونگا۔ کرن کی طاقتوں کا زعم بھیشم جی۔ درونا چارج۔ کرپا چارج وغیرہ کے کمالات کا گھمنڈ کیا ہو گیا۔ وہ بڑے بڑے سورما راجے مہاراجے کہاں ہیں۔ جنکو دنیا لوہا مانتی تھی۔ جن کے بھروسے پر تو نے پانڈوؤں کے مارڈالنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ وہ سب کدھر چلدیئے۔ آہ آج میرا سب سے پیارا بیٹا کلیجہ کا ٹکڑا زمین پر ۱۸ دن کی تھکاوٹ مٹانے کو کمر سیدھی کر رہا ہے۔ خون کے فوارے منہ پر چھینٹا دے رہے ہیں مگر آنکھیں نہیں کھلتیں چیونٹیاں زخموں کو بغل گدگداتی ہیں۔ لیکن نیند ایسی غالب ہے۔ کہ پلک سے پلک جدا نہیں ہوتی۔ آہ دریودھن تو دار ہی نہیں دے گیا۔ بلکہ پانڈوؤں کا دست نگر کر گیا۔ اے سنجے مجھ سے تو پانڈوؤں کی روٹیاں نہ توڑی جائیں گی۔ بلا سے جان چلی جائے ۔ خیر جو

کچھ تقدیر میں لکھا تھا۔ ہُوا۔ جو اور سرنوشت ہوگی۔ وُہ ہوگی۔ اس کا رونا تو عمر بھر ہوگا۔ اب یہ بتاؤ۔ کہ میدان جنگ میں کیا کیا واقعات گزرے۔ کس کس کا مقابلہ ہُوا۔ اور کس کس کے ہاتھ سے کس کس کی موت ہوئی۔

# ادھیائے (۲)

# راجہ شل کا سپہ لاری کے لئے انتخاب

کرن کے مرنے پر کوروؤں کے لشکر میں تپش پڑ گئی۔ جو بھاگے۔ وہ بچ گئے۔ جو نہ بھاگے۔ وہ مارے گئے۔ کچھ رتھوں کے پہیوں اور ہاتھیوں کے پاؤں سے کچل گئے۔ ارجن اور بھیم سین کا وہ خوف غالب تھا۔ کہ سب آنکھیں بند کئے بھاگے جاتے تھے۔ کسی میں دم نہ تھا۔ کہ ایک وقفہ لو مڑ کے دیکھے۔ دریودھن بڑی منت سماجت سے سب کو کھینچ لایا۔ اور جس وقت خود جان پر کھیلا۔ تو فوج بھی ذرا کر رُک گئی۔ استوتھاماں نے صلح کے واسطے بہت کچھ کہا۔ مگر دریودھن اپنی ہٹ پر اڑا رہا۔ کچھ نہ سُنا۔ اسکو یقین نہ کتھا۔ کہ پانڈوؤں کا کسی طرح دِل صاف ہو سکتا ہے اس لئے کہا۔ کہ

اور لوگ چاہے بھول گئے ہوں مگر بھیم سین اور ارجن کو جس وقت گذشتہ معاملات یاد آئیں گے۔ اس وقت ان کا غصہ ہر حالت میں زہر اگلیگا۔ ارجن ممکن بھی ہے کہ ابھمنیو کی وفات کے رنج کو دِل سے بھُلا دے۔ کبھی نہیں۔ صلح ہو بھی جائے۔ تو دل کی گرہیں پھنسی سے پھوڑا ہوں گی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پانڈوؤں کے زخم اس لڑائی میں اور بھی تازہ تازہ ہو گئے۔ ان کے لئے کوئی مرہم ہے۔ تو وہی جنگ جنگ آرائی ہیں۔ پس جب خونریزی شانی ہے۔ تو پھر دیک سے کیا فائدہ سب کو دو سرداروں۔ ممکن ہے۔ کہ اب کے معرکے میں ہم ہی ٹھہری رہیں۔ اور پانڈوؤں کی کور دب جائے۔ یہ کہکر اس نے استوتھاماں جی سے عرض کی۔ کہ

مہاراج! آپ سب کے بھروسے پر میں نے پانڈوؤں سے بیر مول لیا۔ مگر

آپ ہی لکھیا جائیں گے۔ تو پھر دُنیا جہان میں کون ہوگا۔ درونا چارج بھی ہمارے گورو تھے۔ ان کو پانڈووں نے مار ڈالا۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم عوض نہ لیں۔ جب میری جان میں جان اور دم میں دم ہے۔ کبھی پیچھے قدم نہ ہٹاؤں گا۔ بلا سے میدان جنگ میں پھڑک پھڑک کر جان نکلے۔ آپ پچھلی باتوں کو بھول جائیے۔ اور فرمائیے کرن کے عوض کون سپہ سالار مقرر کیا جائے؟

استوتھاماں جی لنظر پہچانتے تھے۔ قیافہ دیکھ کر بتا دیتے تھے۔ کہ دل میں یہ بات ہے۔ پس انہوں نے تحریر کر دیا۔ کہ

راجہ شل سے بڑھ کر کوئی اس عہدے کے لائق نہیں۔ راجہ شل وہ بہادر ہے۔ جس کے مقابلے کے آج اکا دُکا نکلیں گے۔

تجویز معقول تھی۔ سب راجوں مہاراجوں نے بھی راجہ شل کے زیر علم جانبازی کا بیڑا اٹھا لیا۔ رات اسی تجویز کی تکمیل میں ختم ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی پانڈووں کو اس بات کا پتہ لگا۔ ارجن نے سری کرشن جی سے کہا۔ کہ

مہاراج ماموں صاحب کو سپہ سالاری کا عہدہ عطا ہوا ہے۔ فرمائیے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے ہر وقت ہم لوگوں کی حفاظت و دستگیری کی ہے۔ اس وقت بھی وہی لنظر عاطفت ہونی چاہیئے۔

سری کرشن جی نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا

دھرمراج آپ کے ماموں راجہ شل بڑے طاقتور بلند اقبال۔ زبردست اور مرد میدان ہیں۔ بھیشم جی درونا چارج جی اور راجہ کرن کے مقابلے کا کوئی ہے۔ تو یہی۔ مقابلے کا کیا معنی۔ ترازوؤں میں تولئے۔ تو انہیں کا پلہ جھکا رہتے میدان جنگ میں پیل مست ہے۔ اور عرصہ کارزار میں شیر نر۔ سکھنڈی اور دھرشٹ کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مقابلے کی تاب لائیں۔ اس لئے آپ ہی راجہ شل کو نیچا دکھائیں جب وقت راجہ شل کا کام آگیا۔ بس کوروؤں کی گویا جان نکل گئی۔ میدان کارزار میں آپ کا تپ آپ کی مدد کرے گا۔ فتحیابی میں مطلق شک نہیں۔ پس تیاری کیجئے۔ سویرے راجہ شل سے مٹھ بھیڑ ہوگی۔

یہ فرما کر سری کرشن جی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوئے۔ اور تمام راجوں

مہاراجہ ارجن نے آرام و آسائش کے لئے راجہ جدھشٹر سے رخصت حاصل کی۔

# ادھیائے (۴)

## میدان جنگ میں راجہ کرن کے تین بہادر بیٹوں کی زندگی کا خاتمہ۔ بھیم سین اور راجہ شل وغیرہ کے محاربات عظیم

صبح کا گجر بجتے ہی راجہ شل سپہ سالاری کی خلعت پہنے۔ بدن پر ہتھیار سجے۔ دریودھن کی خدمت میں پہنچا۔ اور عروج اقبال و ترقی دولت کے ذکر میں مبالغہ سے کام لے کر میدان جنگ میں پہنچا۔ سرتوبھدر بیوہ بنا کر فوج کو باقاعدہ ترتیب دی۔ اور خود تیز رو گھوڑوں کی رتھ پر سوار ہو کر اس طرح اپنے جلال پر نازاں تھے۔ جیسے دوپہر کا سورج۔ راجہ شل کے بہادرانہ تیور اور مردانہ ٹھاٹ باٹ نے دریودھن کا دماغ آسمان پر پہنچا دیا۔ یا تھوڑی دیر قبل پانڈوؤں کے رعب داب سے پتہ پانی پانی ہو رہا تھا۔ یا اب رگوں میں تازہ خون دوڑنے لگا۔ پانڈوؤں کی طاقتیں اس کی نظر سے گر گئیں۔

وہ لشکر خونخوار کو تین حصوں میں منقسم کر کے شیر کی طرح گرجتا ہوا رزمگاہ میں آدھمکا۔ پانڈوؤں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اپنی فوج کو تین حصوں میں منقسم کر کے اپنے رتھ آگے بڑھائے۔ دریودھن نے حکم دیا۔ کہ پانڈوؤں کے فرداً فرداً مقابلے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ جدھر موقعہ و مصلحت دیکھے۔ غنیم پر جا ٹوٹے۔

سنکھ بجتے ہی دھرشٹ دمن اور ساتکی جی راجہ جدھشٹر کی رفاقت میں شل کے مقابلے کو لپکے۔ ارجن نے کرت برما اور سنپتکوں کے ٹڈی دل کو روکا

سوبک کشتری بھیم سین کو لئے ہوئے کرپاچارج کے سر پر پہنچا۔ اور جتنے پہلوان تھے۔ سب ایک دوسرے کے خون سے پیاسے پیاس بجھانے کے لئے دوڑ پڑے۔ اور شعلہ عالمگیر بلند ہو گیا۔ اس وقت راجہ دھرتراشٹر نے سنجے سے پوچھا؟

اس محاربے میں کوروؤں اور پانڈوؤں کے زیرِ علم کتنی فوج تھی۔

سنجے۔ کوروؤں کے لشکر میں ۱۲ لاکھ پیادے۔ دس ہزار سات سو سوار۔ چھ چھ ہزار ہاتھی اور رتھ تھے۔ اور ساری چھ ہنیاں اگلی لڑائیوں میں کٹ مر چکی تھی۔

جس وقت دونوں لشکر بادلوں کی طرح امنڈ کر مقابل ہوئے۔ اور ہتھیاروں نے خون برسانا شروع کیا۔ تو لاشیں ٹڈیوں کی طرح زمین پر بچھ گئیں۔ ہاتھیوں نے ہاتھیوں کو مار گرایا۔ سواروں نے سواروں کی چولیں ڈھیلی کیں۔ پیادوں نے پیادوں کی ہڈیاں کچلیں۔ رتھوں سے رتھوں کے ٹکڑے چور چور ہوئے۔ ہاتھی گھوڑے جان لے کر بھاگے۔ تو پیادوں کا مغز نکل گیا۔ ہزاروں رتھوں کی جھپٹ میں آئے۔ زخمیوں کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ ہزاروں ہاتھ پاؤں دے دے مارتے تھے۔ ہزاروں کا دم ٹوٹ رہا تھا مگر اپنے وانوں کی دردناک آواز کلیجوں کے ٹکڑے اڑائے دیتی تھی۔ اعضا الگ کٹے پڑے تھے سو دھڑ الگ پھڑک رہا تھا۔ خون کا دریا ایسا موجزن تھا۔ کہ رتھوں کے پہیے کیچڑ میں دھنسے جاتے تھے۔ گھوڑوں ٹاپیں دلدل سے نہ نکل پاتی تھیں ارجن اور بھیم سین جس طرف جھپٹ پڑے ہزاروں سر گردن سے جدا ہو گئے ہڈیاں پسلیاں سرمہ کی طرح پس گئیں۔ کوروؤں کے لشکر کے اوسان خطا تھے۔ راجہ شل جوشِ غضب سے ارجن اور بھیم سین کی طرف لپکا۔ چترسین نے نکل سے ہنگامہ آرائی کی۔ دیر تک سخت خونریزی ہوتی رہی۔ چترسین کرن کا بیٹا تھا۔ اس کی بہادری بھی ضرب المثل تھی۔ مگر نکل نے لڑتے لڑتے ایک بار دوڑ ماری۔ تو رتھ پر چڑھ کر سر کاٹ ڈالا۔ کوروؤں کے لشکر میں نالہ ماتم بلند ہوا۔ پانڈوؤں کی فوج ظفر موج نکل کی واہ واہ ہونے لگی۔ ایسے وقت

بازو کو دم توڑتا دیکھتے سکھین اور نشت سین خون کے گھونٹ پیتے ہوئے دوڑے
اور نکل کو مارے تیروں کے پریشان کر دیا۔ فریقین زخموں سے چور چور ہو گئے
لباس آہنی خون سے تر بتر ہو گیا۔ نکل کا سارتھی قتل ہوا۔ تو نکل شکتی مار کر ست
سین کی جان لے لی۔ دو بھائیوں کی موت سے سکھین کے بازو ٹوٹ ہو گئے۔
آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ غصے سے آگ ہو کر اس طرح تیر مارے کہ نکل کے
گھوڑوں نے عدم کا راستہ لیا۔ اور علم طلائی سر بسجود ہو گیا۔ نکل نے طیش میں
آکر اردھ چندر بان سے نشانہ لگایا۔ کہ سوکھین کا سر اڑ گیا۔ اور سارے لشکر
میں چٹس پڑ گئی۔ دریودھن کے حکم سے راجہ شل نے نکل پر حملہ کیا۔ نکل نے اسے تیرو
کا مینہ برسایا۔ کہ ہزاروں بہادر خاک و خون میں مل گئے۔ اتنے ہی میں ساتکی
بھیم سین اور مہاراجہ جدھشٹر نکل کی کمک کو آ پہنچ گئے۔ خوب خونریز محاربہ
ہوا۔ جب ان بہادروں کے استروں ششتروں نے اپنے واروں سے
بدلی سی چھانٹ دی۔ اور کوروؤں کا دل سر پر پاؤں رکھکر بھاگنے لگا۔
تو راجہ شل نے بڑھ کر حملہ افزائی کی۔ اور دھنش پر بان چڑھا کر ایسی
خونریزی کی۔ کہ پانڈوؤں کی فوج کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ پر بھدرک کشتری
اور چیدی بے تیغ ہوئے۔ راجہ شل اب راجہ جدھشٹر کی طرف مخاطب ہوا
اور کئی زخم پہنچائے۔ راجہ جدھشٹر نے پانچ ہی بانوں سے اُسے بھی زخمی کیا
اور نکل اور سہدیو نے ایسا سخت پکڑا۔ کہ حواس پراگندہ ہو گئے۔ کچھ کرتے
دھرتے نہ بنا۔ کوروؤں نے گرفتار مصیبت دیکھ کر اپنے بہادر سپہ سالار
کی مدد کی۔ شکنی نے بھیم سین سے مقابلہ کیا۔ کرت برما نکل کی خبر لینے کو جا پہنچا
کوروؤں کا لشکر موقعہ پاکر ایک ساتھ پانڈوؤں اور دروپدی کے پانچوں فرزندوں
پر گرا۔ سب لوگ تیروں سے چھپ گئے۔ راجہ جدھشٹر کو زخموں سے سخت
بے چینی ہوئی۔ کراہ کراہ اٹھے۔ بھیم سین فوراً شل کی طرف دوڑا۔ جاتے
ہی رتھبان پر اس زور سے گرز چلایا کہ سانس نہ آئی۔ پھر دوڑ کر ایک وار
شل پر کیا۔ گرز چھاتی پر بیٹھا۔ ایسی سخت چوٹ آئی۔ کہ سنبھل نہ سکا۔ آنکھوں
میں اندھیرا چھا گیا۔ ہاتھ پاؤں سنسنا گئے تاب مقابلہ نہ رہی۔ پیٹھ دکھا کر

دوُر چلدیا۔ پانڈو دوں نے بھیم سین کی ثنا و صفت میں گوہر افشانی کی۔ سب یہی سمجھے۔ کہ گرز نے پسلیاں توڑ دیں۔ مگر نہیں ذرا دیر میں راجہ شل کے ہوش بجا ہوئے۔ ہاتھ پاؤں میں نئے سر سے جان آئی۔ گرز لے کر سامنے آیا۔ اور اس طرح گرا۔ کہ سب کو حیرت ہوگئی۔ جو تھا۔ دونوں دست و بازو کو آفریں کہتا تھا۔

# ادھیائے (۴)

# خونریز لڑائیوں کے بعد راجہ جدھشٹر کے ہاتھ سے راجہ شل کا قتل

سنجے راجہ دھرتراشٹر سے راجہ شل کے محاربات کا ذکر کرتا ہوا جنگ کی تصویریں چشم خیال کرتا ہے کہ

گرز کی لڑائی میں سری کرشن جی بھیم سین اور راجہ شل کے مقابلے کا جوان کوئی نہ تھا۔ ساری دنیا ان تینوں برادروں کا لوہا مانتی تھی۔ بلرام جی۔ بھیم سین اور دریودھن کے گورو تھے۔ مگر ان کو اپنے اور شاگردوں سے راجہ شل پر فخر تھا۔ راجہ شل اور بھیم سین کی جوڑ کاٹنے کی تلی تھی۔ جب دونوں نے گرز اٹھائے۔ تو میدان جنگ میں سارے سوربیر سُن ہو گئے جس وقت گرز سے گرز بجتا تھا۔ تو ایسی آواز آتی تھی۔ گویا دو پہاڑ ٹکرا رہے ہیں۔ دونوں نے لاکھ چوٹیں بچائیں۔ ہزاروں وار خالی دیئے۔ مگر سارا بدن لہولہان ہو ہی گیا۔ دونوں پر ایسی غشی طاری تھی۔ کہ زندگی و موت کا اندازہ ہونا مشکل۔ کرپاچارج فوراً راجہ شل کو وہاں سے اُڑا لے گئے۔ مگر بھیم سین کی بہت جلد آنکھ کھل گئی۔ چہرے کا پسینہ پونچھتا اُٹھ بیٹھا۔ تو شل کو غائب دیکھا خم ٹھونک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ للکارنے لگا۔ کہ او شل کہاں دُم دبا گیا۔ مرد ہو۔ تو سامنے آؤ۔ راجہ شل کے جانے پر شکنی اور کرت برما بڑے بڑے بہادروں

کا لشکر لئے ہوئے پانڈوؤں کے سر پر پہنچ گئے۔ استوتھاماں اور ارجن سے بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ اس عرصے میں راجہ شل ابھی تازہ دم ہو کر میدان جنگ میں آپہنچا۔ راجہ جدھشٹر نو پر تھے۔ تیروں کی بوچھاڑ دونوں طرف سے ہوئی۔ ادھر راجہ شل اُدھر جدھشٹر دونوں تیروں سے چھد گئے۔ سہدیو نے راجہ جدھشٹر کی مدد کی۔ شکنی راجہ شل کی کمک کو آڈٹا۔ دونوں سور بیر جان توڑ کر لڑے۔ راجہ جدھشٹر اور راجہ شل کے سارتھی اور گھوڑوں کی جان گئی۔ دونوں دوسرے رتھوں پر سوار ہو کر تیر و تفنگ سے کام لے ہی رہے تھے۔ کہ ساتکی جی اور نکل نے کوروؤں کی فوج میں ہل چل ڈال دی۔ راجہ شل پر ایسے وار ہوئے۔ کہ اس کو سنبھلنا دو بھر ہو گیا۔ مگر دل میں بہادری کا جوش تھا۔ جو شعلے شیر ہو رہے تھے جان پر کھیل کر راجہ جدھشٹر کو ایسا نیچا دکھایا۔ کہ دھرم راج گھبرا اٹھے۔ آن کو خیال تھا۔ کہ سری کرشن جی کی پیشینگوئی فقط زبانی جمع خرچ تھی۔ ورنہ راجہ شل کے تیر اس طرح آگ نہ برسا سکتے۔ نہ بھیم سین کے گرز کی چوٹیں اس سے سہی جا سکتیں۔ راجہ شل مدر دیش کا فرمانروا میرے ہاتھ سے قتل نہ ہو۔ این خیال است و محال است و جنوں

راجہ جدھشٹر ایسے توہمات سے غلطاں و پیچاں ہو رہے تھے۔ کہ بھیم سین گرز لئے آپہنچا۔ اور پھر وہی گدکے کی سی چوٹیں ہونے لگیں۔ ارجن کو اس طرف آتے دیکھ کر استوتھاماں جی سدراہ ہوئے۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ارجن کی تیر اندازی کا کیا کہنا۔ سامنے ہوتے ہی گھنے پڑے اور رتھبان کو راہی عدم کیا۔ اور استوتھاماں جی کو اس بلیے طرح دی۔ کہ گورو جی کے فرزند دلبند ہیں۔ استوتھاماں جی کو اس و لحاظ سے غرض نہ تھی۔ انہوں نے لوہے کا موسل کھینچ مارا۔ ارجن نے فوراً اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے استوتھاماں خون کے گھونٹ پی رہے تھے۔ لال لال آنکھیں کر کے تلوار پرگھ سے وار کیا۔ ارجن نے اُسے بھی توڑ پھوڑ کے بیکار کر دیا۔ اور استوتھاماں جی کو تیروں سے ایسا زخمی کیا۔ کہ وہ مقابلے سے ہٹ گئے۔ اور وہاں سے چیلک سورتھ سے جنگ آزما ہوئے۔ اس کشتری نے ایسی داد شجاعت دی۔ کہ سب داد

واہ کرتے تھے۔ مگر جنگ و سردارد فتح و شکست اختیاری نہیں۔ استوتھاماں جی سلنے آخر کار اپنی کمعواںہ مالک عدم کیا۔ اور سنپتکوں کو ساتھ لے کر پھر ارجن کے مقابل ہوئے۔ ایک طرف یہ دونوں شیر بیشہ دلاوری مصروف کارزار تھے دوسری شل اور نکل سے لڑائی چھڑ گئی۔ راجہ شل نے نکل کی اچھی طرح خبر لی۔ راجہ جدھشٹر آئے۔ تو ان کا بھی وہی حال ہوا۔ آخر بھیم سین بھی وہیں جا پہنچا۔ اور آتش حرب و ضرب شعلہ انگیز ہوئی۔ راجہ شل اکیلا تھا۔ اور اس طرف تینوں بھانجے۔ ماموں بھانجوں کی لڑائی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ وار پر وار حملے پر حملے ہوتے تھے۔ کبھی یہ نرم تھے۔ کبھی وہ گرم۔ راجہ شل جبوقت گرما اُٹھا۔ تو مارے تیروں کے پانڈوؤں کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔ جو تھا۔ جان چھڑانے کی فکر میں اِدھر اُدھر کنانی کٹاتا تھا۔ قریب تھا۔ کہ سارا لشکر بھاگ نکلے۔ مگر نہیں ارجن اور بھیم سین نے للکار للکار کر سب کو ثابت قدم بنایا۔ اور لڑائی پر جٹ گئے۔ ارجن نے راجہ شل کا مقابلہ کیا۔ دریودھن نے بھیم سین کا طلاکار علم شاہی توڑ دیا۔ بھیم سین کو تاب کہاں۔ وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاکر دریودھن پر حملہ آور ہوا۔ گھوڑے زخمی کئے۔ سارتھی کو ڈھیر کیا۔ اور اس زور سے گرز مارا۔ کہ دریودھن کی آنکھوں کی پتلیاں اُلٹ پلٹ ہو گئیں۔ بدن سنسنا گیا۔ گھوڑے سر پر پاؤں رکھکر بھاگ نہ جاتے۔ تو دریودھن کی نہ جانے کیا گت ہوتی۔ مگر ایشور نے خیر کی۔ کوروؤں کے لشکر میں کہرام مچگیا۔ ہر اہل فوج کو گمان تھا۔ کہ بدن میں جان باقی نہ رہی۔ مگر کرپاچارج اور اسلوتھاماں جی نے منہ پر پانی کے چھینٹے دے کر ہوش ٹھکانے کئے۔ دریودھن کے اعضا میں جان آئی۔ تو پھر دست بدست لڑنے کو آپہنچا۔ راجہ جدھشٹر اسوقت نہایت ہی پرجوش تھے۔ انہوں نے ایسی باڑھیں ماریں۔ کہ ہزارہا بہادر جیت ہو گئے۔ جو سامنے آیا لقمہ موت ہوا صفیں کی صفیں اُلٹ گئیں۔ ہر طرف گھاس ایسی کٹ گئی۔ فتح کے آثار دیکھ کر راجہ جدھشٹر آگے ہی بڑھتے گئے۔ نکل اور سہدیو نے دائیں بائیں حفاظت کی۔ اور ارجن و بھیم سین پیچھے ہو لئے۔ کوروؤں کے فوجی دستے بھی جدولیا

طرف سے یورش کر رہے تھے۔ لیکن راجہ جدھشٹر کا سے پہاڑ اور بادل چھانٹتا ہوا بڑھا۔ تو راجہ شل نے خوب تیروں کی بارش کی۔ تھوڑی دیر تک دونوں جوڑ برابر رہے۔ فریقین کے تمام بہادروں نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور دیکھنے لگے۔ کہ کیسی بیتتی ہے۔ راجہ شل کے تیروں نے سہدیو اور نکل کو خون سے نہلا دیا۔ بھیم سین کے گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ راجہ جدھشٹر اسوقت دھرم راج نہ معلوم ہوتے تھے بلکہ اندر اور رہا دیو نظر آتے تھے۔ جن کے بجر اور مہاپاش نے بڑے بڑے سورموں کو مار کر اپنے جلال کی قدرت دکھائی تھی۔ انھوں نے شیر کی طرح ڈکار کر اپنی طلائی شکتی ماری۔ تو راجہ شل کے سینے پر گہری چوٹ کھا کر ایسا زمین پر چت ہوا۔ کہ پھر نہ اٹھ سکا۔ طائر روح نے پرواز کھولدیا۔ قفس عنصری خالی ہو گیا۔

جس وقت یہ سپہ سالار اعظم اور سرتاج بہادران عالم بستر مرگ پر سویا پانڈوؤں کے لشکر میں بدھائیاں بجنے لگیں۔ راجہ شل کے بھائی کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بہر پیٹتا ہوا بڑے طیش میں حملہ آور ہوا۔ لیکن راجہ جدھشٹر کا اقبال مدد پر تھا۔ ذرا ہی دیر میں اس کا بھی سر کاٹکر راجہ شل کے پاس سُلا دیا۔ اور کوروؤں کے بقیہ لشکر پر ایسی آفت ڈھائی۔ کہ سب بہادر رو تے پیٹتے چیختے چلاتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرت برما نے لاکھ چاہا۔ کہ راجہ شل کا عوض لے۔ مگر ساتکی جی نے دل کی ہوس نکلنے نہ دی۔

## ادھیائے (۵)

## سہدیو کے ہاتھ سے راجہ شکنی کا قتل

سنجے نے کہا۔ کہ جب راجہ شل میدان جنگ میں سوچکا۔ تو کرت برما اور ساتکی کا مقابلہ شروع ہوا۔ ادھر پانچال دیش کے بہادروں نے کوروؤں کی فوج کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر راجہ دریودھن کرپاچارج اور اشوتھاما بھی آگے بڑھے۔ اور ارجن کے دو بدو کھلا جنگ کی۔ اشوتھاماں کے ہاتھ

سے بہت فوج زخمی ہوئی۔ اور ہزاروں سور بیر قتل ہوئے۔ راجہ شل اور کرن کے مارے جانے سے ان کے لشکر کی ہمت شکست ہو رہی تھی۔ اس معرکے میں ان کے قدم میدان سے اٹھ گئے۔ راجہ دریودھن نے للکار کر کہا۔ کہ اے بہادرو۔ میرے جیتے جی ہمت ہارنا کیا معنی۔ پیٹھ دکھانے کی سند نہیں سرد لومڑی کی طرح میدان سے نہیں بھاگتے۔ یہ کڑکا سنتے ہی کرت برما اور شکنی نے اپنی فوج کو پھر پانڈوؤں سے لڑا دیا۔ اور خون کی بارش شروع ہوئی۔ سور بیر ارجن نے کرت برما کو ٹوٹ لیا۔ اور اپنے گانڈیو دھنش سے اسکو اور اسکے رتھ اور گھوڑوں کو نشانے پر رکھ کر اڑا دیا۔ کرت برما فوراً ہی دوسرے رتھ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ ارجن کو نہایت غصہ آگیا۔ اور سات سو رتھ سواروں کو نیست و نابود کر کے فتح کا آوازہ بلند کیا۔ ادھر بھیم سین نے اپنے گرز سے ایک چھوہنی دل کو مار گرایا۔ جسقدر فوج زندہ بچی۔ وہ جان بچا کر میدان جنگ سے منہ موڑ گئی۔ لیکن کرپا چارج اور استوتھاماں نے فوج کو پھر روکا۔ اور پانڈوؤں کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ مقابلہ شروع ہوا۔ اس وقت کوروؤں کا جوش اسقدر تیز تھا۔ کہ ارجن بھی گھبرا اٹھا۔ اور سری کرشن جی سے بولا۔ کہ جبتک بے عقل اور نادان دریودھن کا خاتمہ نہ ہوگا۔ دونوں طرف ہی اس طرح بہادر اور سور بیر قتل ہوتے رہینگے جب اس نے بھیشم اور درونا چارج پرسرام وغیرہ کا ذکر کیا۔ آپ کا بھی کہنا جی کہنا نہ مانا۔ تو پھر اور ذمہ کس کے مان کا ہے۔ جب اس نے دنیا میں قدم رکھا تھا۔ اسوقت ودر جی وادر اور مہاتماؤں نے پیشینگوئی کی تھی۔ کہ اس کے سبب سے ہزاروں کشتریوں کا خون ہوگا۔ چنانچہ وہی بات پیش آرہی ہے۔ ہزاروں راجے مہاراجے اس جنگ میں کام آچکے۔ معدودے چند بچ رہے ہیں۔ ان کا بھی خاتمہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے آپ میرے رتھ کو غنیم کی طرف لیجیے۔ کہ بچی کھچی قوم کو میں اپنے گانڈیو دھنش سے راہی ملک عدم کردوں۔ کیونکہ آج اٹھارہ دن سے یہ جنگ عظیم ہو رہی ہے۔ اگر دریودھن بھیشم جی مہاراج کی شکست پر بھی صلح پر آمادہ ہو جاتا۔ تو اتنے مہارتھی راجاؤں سے دنیا خالی نہ ہوتی۔ مگر اس کم بخت دریودھن نے ایک بھی نہ مانی۔ اور ایسی ضد کی۔ کہ راجہ جدھشٹر کو

ذرہ بھر زمین دینے میں بھی تکلیف ہوئی۔ اس کا عذاب اُسے بھگتنا ہے۔ آپ میرے رتھ کو غنیم کی فوج میں جلد لے چلیئے۔ کہ میں فوج غنیم کو آتش اجل میں جلا کر خاک سیاہ کر ڈالوں۔ سری کرشن جی نے رتھ کو تیز ہانک دیا۔ اور ارجن نے اپنے گانڈیو دھنش سے دَل پھاڑنا شروع کیا۔ بازو اور سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔ خون کا دریا بہنے لگا۔ کوروؤں کی فوج جان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ مگر گانڈیو دھنش سے جو تیر نکلا اس نے قتل عام کر دیا۔ رتھ ٹوٹ گئے۔ زخمی گھوڑے بھاگنے لگے۔ ہاتھیوں کی سونڈیں کٹ گئیں۔ جسموں سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ دھرشٹ دمن سکھنڈی اور بھیم سین پر جس نے زغہ کیا۔ وہ مارا گیا۔ جو منہ آیا۔ اس نے منہ کی کھائی۔ راجہ دریودھن نے فوج کی بہت شکست ہونے پر شکنی سے تین ہزار ہاتھیوں کی مدد مانگی۔ اور زغہ کرکے پانچوں پانڈوؤں کو گھیر لیا۔ ارجن نے گانڈیو دھنش ہاتھ میں لیا۔ تو تیروں نے چلّے سے نکلتے ہی آفت ڈھانا شروع کی۔ آدمی تو آدمی بڑے بڑے جنگی ہاتھی ایک ایک تیر سے اُڑتے پھرتے نظر آتے تھے۔ پھر تو بھیم سین نے دل میں گھس کر فوج تتر بتر کر دی۔ ادھر راجہ جدھشٹر اور نکل اور سہدیو نے بہت سی فوج کو شربت اجل پلایا۔ دریودھن کو ایسی چوٹیں لگیں۔ کہ ہوش و حواس غائب ہو گئے۔ غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ اہل فوج بھر پڑے۔ سب سمجھے۔ کہ دریودھن کا خاتمہ ہو گیا۔ جو تھا۔ وہ ایک ایک سے خیر و عافیت پوچھتا تھا۔ جو فوج دریودھن کی فوج لے کر بھاگی۔ میں بھی میدان جنگ سے چمپت ہوا۔ اور کرپاچارج کی پناہ لی۔ یہاں دوسری مصیبت کا سامنا ہوا۔ دھرشٹ دمن نے مجھ آتا دیکھ کر دھاوا کر دیا۔ ساتھ ہی ساتکی جی بھی سر پر پہنچ گئے۔ میں نے لاکھ بچاؤ کی تدبیر کی۔ نشانے بچاتے چوٹیں روکیں۔ وار کئے۔ مگر کسی طرح بھی نجات نہ ملی۔ آخر کار ساتکی جی نے گرفتار کر کے زندگی سے مایوس کر دیا۔ لیکن اتفاق سے جان بچ گئی۔ بھیم سین گرز لئے ہوئے ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑا۔ تو سب کے چھکے چھڑا دیے۔ کوروؤں کی فوج بھاگ گئی تھی کرپاچرج

سانکی جی سے بھڑ پڑے۔ بڑی سرگرمی سے لڑائی ہوئی۔ میں اپنی جان کی فکر میں تھا۔ سانکی جی اور ان کے لشکر کو کرپاچارج کی طرف متوجہ دیکھکر وہاں سے بھاگا۔ تو دور جا کھڑا ہوا۔ کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ کہ کیا ہوا۔ دریودھن کی مجھے ہی نہیں۔ سارے اہل لشکر کو فکر تھی۔ کوئی اس کی زندگی سے مایوس تھا۔ کسی کو اس کی تلاش میں سرگردانی تھی۔ بڑی تلاش سے دریودھن کا پتہ لگا۔ لوگوں کی جان میں جان آئی۔ مایوسیوں کا خاتمہ ہوا۔ دریودھن کے حقیقی بھائی دیرکین۔ سوست چتر۔ بھیم بل۔ اوگرسین۔ چترچاپ۔ پرباہو دردپرش اور سلوچن انگاروں پر لوٹ رہے تھے۔ دریودھن کی حالت دیکھ کر ان سے صبر نہ ہوا۔ ایک ساتھ سب کے سب بھیم سین پر ٹوٹ پڑے بھیم سین اسوقت اکیلا تھا۔ کسی کی مدد نہ تھی۔ مگر جس وقت دشمن سے تیر برسائے۔ سب راجکماروں کا سر اڑ گیا۔ میں دور سے لڑائی دیکھ رہا تھا تاب نہ آئی۔ تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اور دریودھن کے ساتھ ہو لیا۔ مگر دریودھن کی حالت اسوقت نازک تھی۔ بھیشم جی سے لے کر اور سب مہارتھی مر چکے تھے۔ شالو کا بیٹا شکنی اسوقت پانچ سو سواروں کے ساتھ باقی تھا۔ یا درجودھن اور سوورشن۔ سری کرشن جی نے شکنی کی گذشتہ شرارتوں اور بدمعاشیوں کو یاد دلا کر پانڈوؤں سے کہا۔ کہ اب کیا دیکھتے ہو۔ میدان صاف کرو۔ بھیشم۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل ایسے مارے گئے۔ تو اب ان کا مارنا کیا مشکل ہے۔ ذرا بہادری سے کام لو۔ اور روز روز کی خونریزی سے چھٹی کرو۔ موذیوں کے مارنے میں تامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ شکنی کو آج ہی نہ مارا۔ تو کچھ نہ کام۔ فساد کی جڑ ہی نہ کٹی۔ تو پھر لطف ہی کیا۔ یہ کہتے ہی سری کرشن جی نے رتھ ہانکا۔ ادھر گھوڑے دوڑے۔ ادھر ارجن اور بھیم سین کے سنکھ بجے۔ شکنی خم ٹھونک کر ارجن سے نبرد آزما ہوا۔ سوورشن نے بھیم سین سے ٹکر لی۔ دریودھن سہدیو پر جھپٹا۔ اور اس زور سے پرسا مارا کہ سہدیو نے منہ سے خون تھوک دیا۔ اور ہاتھ پاؤں میں جان نہ رہی۔ میں تو سمجھتا تھا۔ کہ پانچ کے عوض چار پانڈو رہ گئے۔ مگر ذرا دیر میں دیکھا۔ تو سہدیو صحیح

سلامت ہے۔ اور دریودھن کے زخم لہو کے فوارے چھوڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف نظر کی۔ تو شکنی اور ترگرت دیشی بہادروں کا بڑا حال پایا۔ ان لوگوں نے پہلے تو سری کرشن اور ارجن تاک کو چھٹی کے دودھ کی یاد دلا دی۔ مگر لفتہ سے کس کا بس ہے۔ ارجن نے ستکرماں اور سوسرماں کا سر اڑا دیا۔ مہارتھی مار ڈالے۔ بھیم سین نے سودرشن کو خاک و خون میں ملا دیا۔ ساری فوج مار کر بھگا دی۔ بھاگی ہوئی فوج کو چھتری دھرم کا جوش دلا کر دریودھن نے پھر حوصلہ دلایا۔ شکنی بڑے جوش کے ساتھ سہدیو کے سامنے آیا۔ سہدیو بولا کہ

ماموں صاحب۔ آج آپ کو ان بے ایمانیوں کا مزہ ملیگا۔ جو آپ نے جوئے میں کی تھیں۔ آپ ماموں ہیں۔ مگر اسوقت چچا بنا کر چھوڑونگا۔ ہاں سے ہیں آیا۔ ہوشیار ہو جایئے۔

یہ کہتے ہی سہدیو نے حملہ کیا۔ شکنی نے بھی بڑی دلیری سے وار کئے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ دن پورے ہو گئے تھے۔ سہدیو نے ایسا تلا ہوا ہاتھ رسید کیا۔ کہ سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ شکنی کے فرزند کی آنکھوں میں خون اترا۔ تو شیر کی طرح جھپٹ پڑا۔ مگر اس کی بھی وہی حالت ہوئی۔ بیٹے بیسر کا دھڑ۔ باپ کی لاش کے پہلو بہ پہلو دریائے خون میں غوطہ زن ہو گیا۔ شکنی کے مرتے ہی کوروؤں کے لشکر میں بھاگڑ پڑ گئی۔ اور تو اور خود دریودھن بھی دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ پانڈوؤں کے لشکر نے تالیاں دیں۔ سری کرشن جی جوش مسرت سے اپنا پنچ جنیہ سنکھ پھونکا۔ تمام راجاؤں نے سہدیو کے سر پر پھول برسائے۔ ثنا و صفت میں گوہر افشانی کی۔ راجہ جدھشٹر نے پیٹھ ٹھونکی۔ بھیم سین نے کلیجے سے لگا لیا۔ ارجن نے شاباش دی۔ نکل نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ دریودھن کے یہاں گویا دنیا سونی ہوئی۔ جو تھا اداس ہر ایک مغموم ہو



# ادھیائے (۱)

# دریودھن کی قطعی شکست اور تالاب میں روپوشی

سنجے دھرتراشٹر سے کہہ رہا ہے کہ

شکنی اور اس کے فرزند کی وفات پر ساری فوج نے پیٹھ دکھا دی۔ جس وقت سب بہادروں کے قدم اٹھ گئے۔ دریودھن گھبرا اٹھا۔ اور ادھر دوڑ دھوپ کر پھر سپاہ اکٹھی کر لی۔ اور سمجھایا۔ کہ بھاگنے سے مفر نہیں پانڈو جیتے رہے۔ تو کہیں کسی کو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ ہم لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ اس لئے جان پر کھیلنے کے سوا اور کوئی نجات کی صورت نہیں۔ آؤ چلیں۔ لڑیں۔ جوہر جوانمردی دکھائیں۔ اگر دشمنوں کو مار لیا تب بھی پوبارہ مارے گئے۔ تو سورج لوک کہیں نہیں گیا۔ اس سے سب سوچ بچار تاؤ دے کر ہتھیار اٹھاؤ۔ غنیموں کو ناکوں چنے چبواؤ۔ فتح ہو یا شکست اپنا مطلب ہاتھ سے جانے والا نہیں۔ اس وقت گیارہ چھوہنیوں میں سے راجہ دریودھن کے سوا اور کوئی راجہ مہاراجہ نظر نہ آتا تھا۔ سب لقمہ موت بن چکے تھے۔ باقیماندہ فوج لاکھ دل شکستہ تھی۔ لیکن دریودھن کو ہتھیلی پر جان لئے ہوئے دیکھ کر مردہ جسموں میں تازہ خون دوڑ گیا۔ اور تیغ و تفنگ سنبھال کر جانبازی کے لئے جٹ گئے۔ راجہ دریودھن نے بلا مدد غیرے صرف اپنی قوت بازو سے بہت کچھ داد دلاوری دی۔ لیکن قسمت سیدھی نہ تھی۔ فتح کا پانسہ چت نہ ہوا۔ اور جان کی فکر نے میدان جنگ سے ہٹا لے گئی۔ پانڈوں کی چھ سینیاں کٹ مر چکی تھیں۔ تاہم دس ہزار پیدل پانچ ہزار سوار اور دو ہزار سات سو ہاتھی زندہ رہے تھے۔ دریودھن کے بھاگنے

ہی ارجن بھیم سین اور یدھشٹ نے جس کو جہاں پایا۔ ان کو وہیں مار گرایا۔ لینا۔ پکڑنا۔ مارنا۔ جانا نہ پائے۔ کی آواز چار طرف سے آ رہی تھی۔ کیا تو راجہ دریودھن کو گیارہ چھوہنیاں کا زور تھا۔ کہاں اب استوتھاماں کرپاچارج اور کرت برما کے سوا باقی نہ بچا۔ اور میدان جنگ میں کوئی اس کی دردناک حالت پہ آنسو بہانے والا بھی نہ رہا۔ اور وہ بھی اس وقت ایسے حواس باختہ تھے۔ کہ ساتھ نہ دے سکے۔ میں نے جو وقت یہ رنگ دیکھا۔ رو پڑا۔ آنسو تھامے سے نہ تھمے۔ پانڈو دریودھن کی تلاش میں لپکے۔ تو ساتکی جی نے مجھے چیر غوڑ کر لیا۔ اب میرے حواس کہاں۔ سمجھ لیا۔ کہ تلوار کے میان سے نکلنے کی دیر ہے پھر تو پچھلا کہاں۔ مگر بھلا ہو بیاس جی کا۔ وہ اتفاق سے آ پہنچے۔ اور مجھے موت کے پنجے سے چھڑا دیا۔ میں نے جان کے خوف سے زرہ بکتر تیر و خنجر وہیں پھینکے۔ اور وہاں سے لمبا پڑا۔ تو بیاس جی کے تالاب پر راجہ دریودھن کو آنسو بہاتے دیکھا۔ جس راجہ دریودھن کے نام سے دنیا کانپتی تھی۔ جس کے قدموں پر بڑے بڑے مہاراجوں کے مکٹ جھکتے تھے۔ سو وقت اس کے ہاتھ پاؤں بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ سارا جسم زخموں سے لہولہان تھا۔ جو وقت سامنا ہوا۔ ادھر میری آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ ابل پڑا۔ ادھر راجہ دریودھن کی ہچکی لگ گئی۔ تھوڑی دیر کسی کے آنسو نہ تھمے۔ آستینیں تر ہو گئیں۔ جب میں نے طبیعت روک کر آنسو پونچھے۔ تو راجہ دریودھن نے پوچھا۔ کہو فوج میں اب کون کون باقی ہے۔ ساری فوج تو نہیں مار ڈالی گئی۔ میرا جواب تھا کہ چھتری۔ استوتھاماں۔ کرپاچارج اور کرت برما کو دیکھا۔ اوروں کا حال ایشور جانے۔ مگر جہاں تک یقین ہے۔ اور کوئی نہیں بچا۔

اس خبر سے راجہ دریودھن کو جو صدمہ ہوا۔ اس کا اظہار کرنا زبان کا کام نہیں۔ راجہ دریودھن نے ایک ہاتھ سے کلیجہ تھام لیا۔ اور ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر خون کے آنسو بہائے۔ اور فرمایا کہ اب میری زندگی عبث ہے ایسے جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ میں اپنے چکرورتی پتا راجہ دھرتراشٹ اور دیوی سروپ ماتا گاندھاری کو کیا منہ دکھاؤں۔ ہستناپور والے کیا

گئے۔ سری کرشن جی نے پانڈوؤں کو جتا دیا۔ اگر وہ نہ ہوں۔ تو اب بھی گئی
گزری حالت میں میں اکیلے دم پانڈوؤں کا کچا مغز نکال سکتا ہوں۔ پتا جی
اور ماتا جی سے کہدینا۔ کہ بس میری الفت دل بھلا دیں۔ دنیا فانی میں کسی کا
قیام نہیں۔ انسان پانی کا بلبلا ہے۔ دو روزہ زندگی کو مطلق ثبات نہیں۔
ایک روز مرنا لازمی تھا۔ اگر برسوں چارپائی پر پڑے پڑے جان جاتی۔ تو
سب کی جان کو اور زحمت ہوتی۔ شکر ہے۔ کہ میں سیدھا بیکنٹھ جاؤں گا۔
بہادروں کے لئے بیکنٹھ کے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں۔ بس ایسی موت کا غم کیا
بھیشم پتامہ دروناچارج۔ کرن۔ جیدرتھ۔ شل ایسے ایسے نہنگ دریائے بہادری
دریائے اجل میں غرق ہو گئے۔ گو میں ابتک صحیح سلامت ہوں۔ لیکن موت
سامنے منہ پھیلائے کھڑی ہے۔ وقت برا آیا۔ اور دم فنا۔ پانڈو بغیر جان
لئے دم نہیں لیں گے۔ افسوس میں نہ جانتا تھا۔ کہ سری کرشن جی کی ذات واحد
کو یہ قدرت حاصل ہے۔ ورنہ میں ان کے لشکر جرار اور خزانہ بے شمار کی طرف
آنکھ بھی نہ اٹھاتا۔ آہ! ذرا سے مغالطے میں میری گیارہ اچھوہنیوں کا خون
ہو گیا۔ پانڈوؤں کی چھ اچھوہنیاں بھی میرے بہادروں کے ہاتھ سے خاک
میں مل گئیں۔ پانچ گاؤں کے لالچ نے ساری سلطنت پہ پانی پھیر دیا۔ اب
میرے باپ ماں ان لوگوں کے دست نگر ہوں گے۔ جن کو میرے ادنے
نمک پروردہ بھی نظروں میں نہ لاتے تھے۔ حالانکہ مجھ میں اب جان نہیں
ہاتھ پاؤں بالکل کٹ گئے۔ نہ کوئی شریک حال ہے۔ نہ ہمدرد۔ مگر پھر بھی
دم داعیہ وہی ہے۔ اگر سری کرشن جی ادھر نہ ہوں۔ تو ایک دفعہ اب بھی
ٹکر لے کر پانڈوؤں کو مزہ چکھا سکتا ہوں۔

یہ کہکر دریودھن تالاب میں چھپ گیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ تو پانی بالکل
بے حس۔ سر کا نام و نشان نہیں۔ اس بد اقبالی کے وقت بھی راجہ دریودھن
کی طاقت و رعب سے دل کو حیرت ہوئی۔ مگر آنکھوں سے اس بات پہ آنسو
جاری ہو گئے۔ کہ جس راجہ دریودھن کے اشارے پر دنیا چلتی تھی۔ جس
کے قدموں پر کروڑوں بہادروں نے سر قربان کر دیئے۔ وہ اس کس

میری کی حالت میں اس طرح زندگی کی گھڑیاں گزرنے لگیں۔ افسوس کچھ تو اس صدمۂ غم۔ کچھ ماتم عام اور کچھ اپنی تھکاوٹ سے مجھ میں اتنا دم تھا۔ کہ وہاں سے ہل سکوں۔ اتفاق سے اُسی وقت استوتھاماں کرپاچارج اور کرت برما کانپتے کانپتے وہاں پہنچے۔ رتھوں کے گھوڑوں کو ایک ایک قدم چلنا کالے کوس کاٹنے کے برابر تھا۔ پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے۔ بدن پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ آتے ہی مجھ سے پوچھا کہ کہو

راجہ دریودھن کس طرف گئے۔ کہاں ہیں گے؟

میں نے جو بات تھی۔ بتا دی۔ وہ اس کیفیت کو سُنکر رو پڑے۔ مجھے ایک رتھ پر بٹھا کر یہاں روانہ کیا۔ اور خود آنسو بہاتے دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامے اپنے خیموں کو پلٹ گئے۔

# ادھیائے (۲)

# مستورات کی گریہ وزاری اور ہستناپور میں روانگی

آفتاب گوشۂ مغرب میں چھپنے لگا۔ اسوتھاماں۔ کرپاچارج اور کرت برما خیموں میں پہنچے۔ عورتوں کی دردناک چیخوں نے دل تڑپا دیا۔ صدمۂ ماتم نے کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ہزارہا رانیاں بال نوچ نوچ کر سر دے دے مارتی تھیں۔ چوڑیوں کا زمین پر ڈھیر لگ گیا۔ زرکار کے لباس پُرزے پُرزے ہو رہے تھے۔ کوئی خاوند کے غم سے سینہ چاک کر رہی تھی۔ کسی کے دل کلیجے کے ٹکڑوں کی جدائی نے قیامت توڑ کر زخم ڈال دیئے تھے۔ اگر ایک بھائی کی مفارقت میں تڑپتی تھی۔ تو دوسری باپ کا سایہ اُٹھ جانے سے پچھاڑیں کھاتی تھیں۔ ان لوگوں نے اُسی وقت ان کو رتھوں پر سوار

کرکے ہستناپور روانہ کیا۔ بلیوں نرکا دار اور بے شمار اونٹ پھر لے چلے جس وقت راجہ جدھشٹر اور بھیم سین نے مستورات کی بیتا بیوں کا حال سنا۔ دل پاش ہوگیا۔ آنکھیں بھر آئیں۔ یوتس کو ان کے ہمراہ کیا۔ یوتس نے سب کو ڈھارس دی۔ زخموں پر مرہم صبر کا پھایا رکھ کر ہستناپور پہنچایا۔ ودر جی نے خبر پائی۔ تو یوتس سے آکر ملے۔ دریودھن کی کیفیت پوچھی۔ اور سارا حال سنکر یوتس کی لیاقت کو عمدہ الفاظ سے سراہا۔ اور کہا۔ کہ تمہارے اور راجہ جدھشٹر کے سوا ان بے نواؤں کا اب کون ہے۔ راجہ دھرتراشٹ کے نام لیوا اور پانی دیوا صرف تمہیں اور پانڈو رہ گئے۔ اندھے کی لاٹھی ایک تمہیں ہو۔ جاؤ ماں باپ کے قدم بھی دیکھ لو۔ وہ تمہیں دیکھ کر جی جائیں گے۔ ابھی ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو رہی ہے۔ یوتس نے والدین کے قدم چومے۔ دھرتراشٹ اور گاندھاری نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ واقعات پوچھے۔ جس وقت آفت رسیدہ عورتیں محل میں پہنچیں۔ ایک شور ماتم بلند ہوگیا۔ سارے شہر میں پٹس پڑ گئی۔ ہر گھر ماتم خانہ ہوگیا۔ ہزاروں مکان بے چراغ ہوگئے۔ سب یہی روتے تھے۔ کہ ہائے دریودھن نے لاکھ کا گھر خاک کر دیا۔ اگر پانچ گاؤں دے دیتا۔ تو آج دنیا کیوں سونی ہوتی۔ ہر شخص راجہ جدھشٹر کے دھرم۔ صبر قناعت اور اوج اقبال کو سراہتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ حق بحق دار رسید۔ راستی کی ہمیشہ فتح ہے۔ یوتس نے رات رنواس میں کاٹی۔ ۱۲ گھنٹے میں پل بھر آنکھ نہ جھپکی ۱۸۰ چھوٹے بھائیوں کی تصویر آنکھ کے سامنے پھرتی رہی۔ راجہ دھرتراشٹ اور گاندھاری جی کے صدمات جانکاہ نے نیند کو پاس نہ پھٹکنے دیا



# گدا پرب

## یعنی

# شل پرب حصہ دوم

## ادھیائے (۱)

## کرپاچارج۔ اسوتھاماں اور کرت ورما کی تالاب کے کنارے رسائی۔ دریودھن سے گفتگو

دریودھن تالاب میں روپوش ہو چکا۔ سنجے نے راجہ دھرتراشٹ کو اس کی دلی مایوسیوں کی خبر سنا کر چپ کر دیا۔ راجہ دھرتراشٹ نے ہاتھ سے کلیجہ تھام کر سنجے سے پوچھا۔

یہ تو بتاؤ۔ پانڈوؤں نے دریودھن کو تالاب کے اندر سے کیونکر ڈھونڈ نکالا۔

سنجے۔ مہاراج۔ ادھر راجہ دریودھن بھاگے۔ اور ادھر کرپاچارج اور کرت ورما۔ کی جان پر آبنی تھی۔ اسلئے کوئی ایک دوسرے کا ساتھ نہ دے سکا۔ جس کا جس طرف رخ ہو گیا۔ اسی طرف بھاگ لیتا۔ پانڈوؤں کو مطلق معلوم نہ تھا۔ کہ کون کس طرف گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سوار دوڑا دیئے

مخبروں نے سُراغ رسانی شروع کی۔ کہ پا چارج استوتھاماں اور کرت برما اتفاق سے مِل گئے۔ دریودھن کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ اِدھر اُدھر ناپتے ہوئے تالاب کی طرف پہنچے۔ تو کچھ سُن گُن پائی۔ کہ راجہ دریودھن تالاب کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا۔

آپ کو خوشخبری ہو۔ کہ ہم لوگ آپ پر جان قربان کرنے کو اب تک زندہ ہیں۔ اگر موت بھی سامنے آ گئے۔ تو اس کی جان نہ چھوڑیں۔ پانڈو دں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ بے مارے چھوڑیں۔ تو نام بدل ڈالیں۔

دریودھن کے ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی۔ اس کو سب طرف سے کالے ناگ ڈسنے نظر آتے تھے۔ زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ ان تینوں مہارتھیوں کی آواز اس کی رگوں میں کسی قدر تازہ خون پیدا کر دیا۔ لیکن شکستہ دلی ہمتیں پست کر دیتی ہے۔ وہ بولا

مجھے آپ لوگوں کی ذات پر پُورا بھروسہ ہے۔ واقعی آپ نے مردہ امیدوں کو اس وقت زندہ کر دیا۔ مگر افسوس کہ بدن زخموں سے چھلنی ہو رہا ہے۔ رگ رگ میں درد۔ عضو عضو زخمی۔ ہل کے پانی پینا محال۔ ہاتھ پاؤں چلانا دوبھر۔ تھکائی نے مار ڈالا۔ آپ سب بھی ۱۸ دن کے تھکے ماندے ہیں۔ دن بھی ختم ہو گیا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ آج آرام کیجیے۔ نیت سب بخیر۔ صبح کو قسمت آزمائی کی جائے گی۔

# ادھیائے (۲)

## راجہ جدھشٹر کو دریودھن کی روپوشی کی اطلاع۔ پانڈوؤں کی تالاب پر آمد۔ دریودھن پر لعن طعن اس کا طیش۔ باہم گفتگو بھیم سین اور دریودھن

# سے مقابلے کی شدّت

دریودھن تالاب غوطہ لگا چکا تھا۔ استوتھاماں۔ کرپاچارج اور کرت برما کے رتھ کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ مخبروں نے بھانپ لیا کہ ہو نہ ہو۔ راجہ دریودھن تالاب میں چھپ رہا۔ لوگ انعام و اکرام کے لالچ میں راجہ جدھشٹر کی خدمت میں پہنچے۔ ہرن کا گوشت نذر کر کے دریودھن کا پتہ بتا دیا۔ راجہ جدھشٹر مارے خوشی کے اچھل پڑے۔ پانچوں بھائی سری کرشن جی کے ساتھ لپکے۔ اور پیچھے پیچھے راجہ بھی شیروں کی طرح گرجے۔ سنکھ بجاتے فتح کا پھریرا اُڑاتے ہوئے تالاب کی طرف بڑھے۔ شور و غل سنکر استوتھاماں وغیرہ بولے:۔

راجہ دریودھن پانڈو یہاں بھی آ پہنچے آپ کا حکم ہو۔ تو سب کے منہ پھیر دیئے جائیں۔

دریودھن۔ میری رائے جنگ کی نہیں۔ دفعہ شکست حوصلے پست ہیں بہتر ہے۔ کہ آپ بھی موقعہ بچا جائیں۔

تینوں مہارتھی تو دریودھن کی حالت زار افسوس کرتے ہوئے اسے چھوڑ کر ایک بار بڑے کے بن ٹک گئے۔ یہاں راجہ جدھشٹر نے تالاب پر پہنچکر سری کرشن جی سے فرمایا۔ کہ اب تک دریودھن مکر و دغا سے باز نہیں آتا یہاں بھی بدنیتی سے تالاب میں چھپ بیٹھا ہے۔

سری کرشن جی۔ کچھ پرواہ نہیں۔ مکار اور دغاباز کو دغا ہی سے مارنے کا حکم ہے۔ راکھشوں نے فریب سے کام لیا۔ تو راجہ اندر نے بھی فریب ہی سے گوشمالی کی۔ راون نے جانکی جی کو فریب دیا۔ تو سری رام چندر جی نے اچھی طرح خبر لی۔ باون جی اگر راجہ بل کو نہ چھلتے۔ تو کام نہ بنتا۔ دھرم راج جی۔ چھل کپٹی۔ دغاباز مکار کو جان سے مارنا ہی دھرم ہے۔ رام ہوتا ہیں جس طرح میں نے راون کمبھ کرن کو راہی عدم کیا۔ اسی طرح اس وقت تم دریودھن کو جان لئے بغیر نہ چھوڑو۔

راجہ جدھشٹر یہ سنکر رک گئے۔ تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر گرجے۔

سب تمہیں دریودھن کہتے ہیں۔ مگر میں سوچودھن کے نام سے یاد کرتا ہوں۔ تمہارا جنم چھتری قوم میں ہوا۔ دنیا کے سورماؤں کو تم نے کبھی کچھ مال نہ سمجھا۔ تمہاری سی دولت۔ تمہاری سی شان وشوکت کے سامان۔ تمہارا عظیم الشان لشکر دنیا میں کس کے پاس تھا۔ آج کیا ہے۔ چوہے بجوڑوں کی طرح تالاب میں منہ چھپائے بیٹھے ہو۔ کہیں مرد بھی لڑائی سے منہ چھپاتے ہیں۔ نانا۔ بھائی۔ ماموں۔ چچا۔ خسر سالے۔ دادا۔ گرو۔ عزیز اقربا سب کو موت کے منہ میں جھونک کر اپنی جان کو اس قدر سمجھنا انسانیت وحمیت کے خلاف ہے۔ بہادر تیر وتلوار کے زخموں کو جسم کا زیور سمجھتے ہیں ان کو ایسی موت زندگی سے ہزار درجہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تم ایسی مبارک موت سے ڈر کر لڑائی سے جی چراتے ہو۔ تف ہے۔ اگر تمہارے جسم میں چھتری خون ہے۔ تو آؤ۔ خم ٹھونکو۔ مردوں کو گھونگٹ کی ضرورت نہیں

دریودھن نے تالاب کے اندر یہ غیرت دلانے والے فقرے سنے۔ تو جوش مردی نے خاموش نہ رہنے دیا بولا

آپ لعن وطعن نہ کیجئے۔ میں نے لڑائی سے ہمت نہیں ہاری۔ سب عزیز واقارب میدان جنگ میں سو گئے۔ میں بیک بینی ودوگوش رہ گیا۔ تنہائی کی حالت میں یہی مناسب تھا۔ کہ گوشہ عافیت میں آرام کروں دن بھی ڈھل گیا تھا۔ لڑائی کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ اس صورت میں میں نے یہ جگہ استراحت کے لئے پسند کی۔ تو کیا برا کیا۔ جن بھائیوں کے لئے میں نے اتنا دردسر مول لیا۔ وہ سب چھوڑ گئے۔ جن کے بھروسے پر میں نے آپ کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے تھے۔ ان میں سے ایک باقی نہیں۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ میرے دن آگئے۔ اقبال دغا دے گیا۔ مجھ میں آپ سے مقابلے کی طاقت نہیں رہی۔ زمین بیوہ ہوگئی۔ کشتری سورما دنیا سے اٹھ گئے۔ اب میں کس پر حکومت کروں۔ آپ نے بہت دنوں صحرا نوردی کی۔ اب آپ

شوق سے عنان سلطنت ہاتھ میں لیجیے۔ اب میں وہ مرگ چھالا اوڑھونگا جو آپ نے اوتار کر پھینکا ہے۔ مجھ کو مطلق تاج شاہی کی ہوس نہیں۔

راجہ جدھشٹر پر یاس بھرے ہوئے الفاظ نے ایسا اثر کیا۔ کہ آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ فرمایا کہ

دریودھن اتنے مایوس ہو۔ جب تک سو انسان تک آسا جس وقت تک سانس چلتے رہیں، مایوسی مناسب نہیں۔ ایشور نے تمہیں طاقت دی ہے۔ جو کام اپنے ہاتھ پاؤں کرتے ہیں۔ وہ دوسروں سے ممکن نہیں تم ضرور لڑو۔ اور دیکھو کہ قسمت کا پانسہ چت ہوتا ہے۔ یا پٹ۔ اگر چت ہوگیا۔ تب تو تمہارے پو بارہ ہیں۔ ورنہ بازی میرے ہاتھ ہیں۔ تمہارے جیتے جی سلطنت پر تف کرتا ہوں۔ تم میں اگر حکومت دینے کی مقدرت بھی ہو تو میں لینے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ وہ دن یاد ہے۔ کہ سوئی کے ناکے بھر زمین دینے سے انکار تھا۔ اب اتنی فیاضی کیبال پٹ اس طرح مٹایا نہیں جاتا۔ اب بات تب ہی ہے۔ جب دست بدست کلہ بہ کلہ ہوکر حکومت دینے پر مجبور رہو۔ یا ہم کو نیچا دکھا کر خود طنطنہ عالم پناہی دکھاؤ۔ اتنا کہہ کر راجہ جدھشٹر طعنے سرے سے آخر تک دریودھن کی تمام شرارتوں اور دشمنیوں کو گنا کر دریودھن کو عرق خجلت میں ڈبو دیا۔ وہ وہ طعنے دیئے۔ ایسے ایسے زبان کے زخم لگائے۔ کہ دریودھن تلملا گیا۔ لاکھ بت ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھی موت ہزار منہ پھیلائے سامنے کھڑی نظر آتی تھی۔ مگر دریودھن نے تاؤ کھا کر سر چاؤ آب سے باہر نکال ہی دیا۔ بدن غصے سے کانپ رہا تھا۔ چہرے پر سرخی دوڑ رہی تھی۔ پسینہ پیشانی پر جھلک رہا تھا۔ منہ سامنے کرکے بولا۔

دھرم کی لڑائی منظور ہو۔ تو ایک ایک سامنے آجائیے۔ لاکھوں زخموں سے چور ہوں۔ مگر پھر بھی کرشن جی ارجن بھیم بین یا تم مقابلے پر ہو۔ تو ایک ایک کو مزہ چکھا دوں۔ کہ دھرمراج دھرم راج کے خطاب کا سارا گھمنڈ بھی نکل جائے۔ راجہ جدھشٹر کا جواب یہ تھا کہ

کیوں نہیں۔ آخر چھتری کے بیٹے ہو۔ چھتری دھرم تمہاری گھٹی میں

پڑا ہے۔ پھر کیوں نہ ایک ایک کر کے ہم سب کو زیر کر لو گے۔ مگر یہ بتاؤ۔ کس سے لڑنے کا ارادہ ہے۔ ہم پانچوں بھائی کھڑے ہیں۔ کسی ایک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچو۔ تو قدر عافیت معلوم ہو جائے۔ اگر تم جیتو تو حکومت تمہاری۔ ہم جیتیں۔ تو ہم تخت حکومت کے مالک۔ بس فیصلہ۔ تم مجھ کو دلا پنا سمجھتے ہو۔ تو لے۔ بس آجاؤ۔ کہے دیتا ہوں۔ کہ راجہ اندر مدد کریں۔ تب بھی تمہاری خیر و عافیت نہ ہو۔ ایک ادھڑ میں ساری پانی کچائی نکال کر رکھ دوں

یہ الفاظ سنکر دریودھن آگ ہو گیا۔ تاب ضبط باقی نہ رہی۔ جان پر کھیلنے کے لئے تالاب کا پانی چیرتا ہوا ساحل پر جا کھڑا ہوا۔ بدن مرصع طلائی زیوروں سے آراستہ تھا۔ ڈیل ڈول سے طاقت برستی تھی۔ چہرے پر لاکھ مردنی چھائی تھی۔ پر شاہی جلال اپنی جھلک دکھا ہی رہا تھا۔ طلائی گرز ہاتھ میں بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ مگر دریودھن کی ہمتوں کی طرح شکستہ جس وقت دریودھن اس شان سے نمودار ہوا۔ پانڈوں نے قہقہے لگائے۔ اور پانچال دیش کی راجاؤں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ دریودھن کے کپڑے تر بتر تھے عضو عضو سے پانی ٹپک رہا تھا۔ مخالفوں کی مضحکہ پسندی پر آپے سے اور بھی طیش آیا۔ کڑک کر بولا

مسخرا پن کیا کرتے ہو۔ میں موجود ہوں۔ جس کے سر پہ موت سوار ہو۔ جسکو کچھ دم داعیہ ہو۔ سامنے آ جائے۔ مگر شرط ایک ایک کی ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ واہ رے نیخے اس وقت ایک ایک کی شرط۔ ابھمنیو ایک تھا۔ کہ ہزاروں سپر چھ چھ مہارتھی اپنا اپنا لشکر لے کر ٹوٹ پڑے۔ تب منہ سے نہ نکلا۔ کہ ایک ایک کی شرط ہے۔ چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔ کیا کروں۔ دھرم کا پاس ہے۔ ورنہ اسی وقت سب کے سب بوٹی بوٹی قیمہ کر کے ابھمنیو کا عوض لے لیتے۔ خیر خاطر ہے۔ ایک ہی ایک کی شرط سہی۔ مگر ذرا بال سنبھالو۔ منہ دھو ڈالو۔ ہتھیار یا جو زرہ بکتر درکار ہوں۔ مانگ لو۔ جس میں یہ کہنے کو نہ ہو۔ کہ جی میں قصور اٹک گئی۔ یا لنہ ہاتھ میں رہ گیا۔ ہم پانچوں بھائی تم پر تک رہے ہیں۔ جس سے چاہو لڑو۔ تم جیتو تو سلطنت تمہاری۔ ورنہ ہم تاج

شاہی کے مالک سری کرشن جی فریقین کی گفتگو خاموشی سے سُن رہے تھے۔ جب جوڑ کا فیصلہ ہونے لگا۔ تو ان سے رہا نہ گیا۔ جدھشٹر سے بولے۔ کہ ہرگز میں فضول بات کی کبھی اجازت نہ دوں گا۔ دریودھن جس سے چاہے لڑے۔ یہ شرط بالکل مہمل ہے۔ تم میں یہ طاقت نہیں۔ کہ دریودھن کے وار برداشت کر سکو۔ میری تجویز ہے۔ کہ صرف بھیم سین سے مقابلہ ہو۔ اور اس جوڑ کی جیت ہار فتح و شکست کا فیصلہ کشتی باز کو کشتی باز سے لڑنا چاہیئے۔ تیر انداز کو تیر انداز سے۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ کا فرمانا بہت درست۔ مگر آپ اطمینان رکھیں۔ میں اکیلا دریودھن کے لئے کافی ہوں۔ ہاتھ پاؤں کا خیال نہ کیجئے۔ اقبال کے سامنے شیر بھی دُم دبا جاتا ہے۔

بھیم سین۔ بہت بجا۔ بالکل ٹھیک۔ جب میں موجود ہوں۔ تو آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت۔ مہاراج سری کرشن چندر جی کا بھی اشارہ ہو گیا۔ آپ سیر دیکھئے۔ میں ابھی دریودھن کو چت کرتا ہوں۔ یہ دیکھئے گدا۔ ادھر پیرا وار ہوا اُدھر دشمن ندارد۔

دریودھن۔ منہ کی بڑ بڑ سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو گرجیگا۔ وہ برسیگا نہیں جس طرح زبان چلتی ہے۔ اس طرح گرز بھی چلے۔ تب لطف ہے۔ مرد ہو۔ تو بانک پنے کے ہاتھ دکھاؤ۔ جو مارے پالا اسی کے ہاتھ

یہ کہتے ہی دریودھن نے سر پر ایک صافہ باندھ لیا۔ اور خود بکتر زرہ جوشن چلتہ چار آئینہ پہنکر اس طرح پینترے بدلنے لگا۔ گویا شیر شکار کو زد پر لا رہا ہے۔ بھیم سین نے گرز کاندھے پر رکھ کر کہا:۔

دھرم راج جدھشٹر۔ آج ایشور نے عوض لینے کا موقعہ دیا۔ ذرا سی دیر میں اس پاپی کی ہڈیاں میرے گرز سے سرمہ ہوں گی۔ اس وقت میری وہ پرتگیا پوری ہو گی۔ جو میں نے اسوقت کی تھی۔ جب یہ ننگ خاندان رانی دروپدی کی عصمت و عفت کا گاہک ہو رہا تھا۔ اچھا لے۔ دریودھن ہوشیار تیری موت آ گئی۔

یہ کہتے ہی بھیم سین شیر کی طرح ڈکارتا ہوا آگے بڑھا۔ اور دریودھن کی موت سر پر کھیلنے لگی۔

# ادھیائے (۳)

## دریودھن اور بھیم سین کے معرکہ گرزبازی میں سری بلرام جی عرف بلدیو جی برادر معظم سری کرشن جی کی تشریف آوری

مہابھارت کے دنوں میں سری بلدیو جی تیرتھ یاترا میں مصروف تھے جس وقت بھیم اور دریودھن کا سامنا ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت وہ اس مقام پر وارد ہوئے۔ جہاں کوروؤں اور پانڈوؤں کی قسمت کا آخری فیصلہ شدنی تھی۔ دریودھن اور بھیم سین فن گرزبازی میں بلدیو جی ہی کے شاگرد رشید تھے۔ اس لئے ان کے باہمی مقابلے کا اشتیاق ان کو موقعہ واردات پر کھینچ لایا۔ جس وقت نزول ہوا۔ سری کرشن جی اور پانڈوؤں نے دوڑ کر قدم چومے۔ بڑی تعظیم و تکریم کی۔ مگر دریودھن نخوت غروری سے چور بدستور گرز تانے ہوئے تنا اکڑتا رہا۔ سر ادب خم کرنا کیا معنی۔ اس نے خیال بھی نہ کیا۔ کہ کون واجب التعظیم بزرگ آنکھوں کے سامنے ہے۔ بلدیو جی اس اس وقت ان راجوں کے حلقے میں تھے۔ جنہوں نے پانڈوؤں کی جان سے خلعت اعزاز پایا تھا۔ دریودھن کی طرف نظر اٹھائی۔ تو گیارہ چھوہنی دل میں سے ایک سپاہی بھی ساتھ نہ تھا۔ بدن زخموں سے چور۔ کپڑے پانی میں شرابور چہرہ اداس۔ اختر اقبال بے نور۔ مگر اکڑ وہی ہے۔ دم دیکھتے ہیں فرق نہیں بھیم سین ادھر تانے ہے۔ ادھر دریودھن۔ دونوں ایک دوسرے کے خون

کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ قہر آلودہ نگاہیں اپنے اپنے حریف کو جیتا کھانے کچا چبا جانے کی قسمیں کھاتے ہوئے بیڑا اُٹھاتے ہوئے ہیں۔ بلدیو جی کرشن جی کو گلے سے لگا کر ان کے داہنی طرف بیٹھ گئے۔ جمال جہاں افروز نے شیوراتری کو شرف پونو کے چاند سے منور کر دیا۔ صدہا دوروں میں وہ آفتاب جہاں تاب روشن نظر آتے تھے۔ ادھر گھنشیام سری کرشن جی کی سانولی صورت موہنی مورت آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ادھر بلدیو جی کا پیتامبر ساون بھادوں کے نیلگوں آسمان کی تصویر پیش نظر کرتا تھا۔ سر پہ جڑاؤ مکٹ۔ بازو پہ مرصع جوشن گلے میں جواہرات کا کنٹھا۔ سینے پر قیمتی موتیوں کے مالے۔ پھولوں کے ہار۔ مزید براں کمر سے کاندھے تک مہین زرکار ریشمی دوپٹے۔ صورت و سیرت زیور و لباس سب سے ایک دلاویز آراستگی تھی۔ اس پر بہادرانہ تیور میں سونے پر سہاگا کا کام دے رہے تھے۔ دو شیروں کا کلہ بکلہ دیکھ کر بلرام جی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ دونوں جس طرح چاہو۔ لڑو۔ مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھے اسوقت سب تماشائی سمجھیں۔ طرفداری یا رعایت کسی کی نہ ہوگی

سری کرشن جی نے مراد ب جھکا کر عرض کی۔

آپ کو کسی کی رعایت سے کیا مطلب۔ آگ جانے لوہار جانے۔ کوئی ہارے یا جیتے۔ آپ فقط سیر دیکھیں۔ ابھی آپ نے یہ بھی نہ فرمایا۔ کہ ۴۲ دن میں کہاں کہاں کی سیر کی۔ اور اس وقت ادھر کیونکر آنا ہوا۔

بلرام جی۔ جو وقت آپ نے تن تنہا ارجن کا ساتھ دیا۔ اور دریودھن کو کرت برما کے ماتحت اپنی ایک اکشوہنی نارائن سینا دیکر رخصت کیا۔ اور جب میں نے دیکھا۔ کہ دھرتراشٹ اور دریودھن اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ آپ کا کچھ کہنا نہ مانا۔ تو میں سب کو قسمت پر چھوڑ کر دوارکا سے چلدیا۔ سرستی کے خوب اشنان کئے۔ جنگلوں میں پیدل پھر کی سیر کی۔ صدہا متبرک استھان دیکھے۔ سرستی کے کنارے جگ کرکے قرب و جوار کے تیرتھوں میں اشنان دھیان پوجا پاٹ دان پن کا آنند لوٹا۔ یہاں سے دیول جی اور بھاردواج کا ساتھ ہوا۔ تو خوب تیرتھوں کی سیر نصیب ہوئی۔ متر ابن سے کاریوں

کار یوں سے جمنا جی میں پہنچ ہوئی۔ تو بس بیکنٹھ کا سا مزہ آگیا۔ سورج کی کنیا دھرمراج یعنی جمراج کی بہن جمنا جی کی جو کچھ عظمت سُننے میں آئی عجب دلاویز اور خوشگوار تھی۔ میں اس پوتر ندی کے کنارے کتھا ئیں سُن رہا تھا کہ دفعتہً نارد جی وارد ہوئے۔ تعظیم و تکریم اور مزاج پُرسی کے بعد دنیا جہان کے حالات پوچھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کوروؤں پانڈوؤں نے بازار گرم کر دیا بھیشم جی۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل سب گھوڑے بیچکر بستر مرگ پر سو گئے اور اب دریودھن اور بھیم سین کا مقابلہ ہے۔ چنانچہ یہ خبر سُنکر میں یہاں آپہنچا۔ دونوں کی محبت یہاں گھسیٹ لائی۔ یہ بھی دیکھنا تھا۔ کہ کس کے دست و بازو زیادہ کارنمایاں کرتے ہیں۔ چنانچہ اب دیکھنا ہے۔ کہ پالا کس کے ہاتھ رہتا ہے۔ میری دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ میں دونوں کو ایک نظر سے دیکھوں گا۔ جوڑ برابر کی ہے۔ فتح و شکست ایشور کے ہاتھ ہ

# ادھیائے (۴)

## بھیم سین اور دریودھن کی گرز وزاری۔ بھیم سین کی فتح۔ دریودھن کی شکست

جسوقت بھیم سین اور دریودھن مقابل ہوئے۔ گرز سے گرز بجنے کی نوبت آنے ہی کو تھی۔ کہ بلدیو جی مہاراج نے فرمایا
یہ جگہ لڑائی کے لئے موزوں نہیں۔ لڑنے مرنے کے لئے کوئی مناسب اور مقدس مقام ہے۔ تو صرف کرکشیتر *
سب لوگوں نے بلدیو جی کی تقریر پر توجہ کی۔ اور فوراً ہی کرکشیتر کے میدان میں جا پہنچے۔ دونوں پلنگ بیشہ شجاعت شیر کی طرح ڈکارے اور جو جس کے منہ میں آیا۔ ایک دوسرے کی شان میں بکتا رہا۔ راجہ

دھرتراشٹر کی آنکھوں سے اس وقت بے اختیار آنسو ٹپک پڑے۔ دل تڑپ گیا۔ بولا کہ

ہائے! میری جان و جگر دریودھن کی یہ حالت بیکسی۔ کہاں گیا رہ اکشوہنی فوج کا برتا۔ کہاں تنہائی، نہ جانے غریب نے بیکسی کے عالم میں کیونکر بھیم سین کے وہ الفاظ برداشت کئے۔ جن کا زخم تیر و خنجر سے بھی زیادہ جگر خراش تھا۔ آہ جس دریودھن کی ذرا سی ترچھی نگاہ چار اطراف عالم میں زلزلے کی سی کیفیت ہو جاتی تھی۔ اسکی بکس مپرسی کی یہ مصیبت۔ جس سرتا فخر کو دُنیا تاج زمانہ مانتی تھی۔ اس کو زبان کے زخم سے جو تکلیف محسوس ہوئی ہوگی۔ اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ میں خیال بھی کرتا ہوں۔ تو دُکھ ہوتا ہے سینے کلیجے کے ٹکڑے اڑتے ہیں

سنجے بولا۔ مہاراج مشیت ایزدی میں دخل نہیں۔ ایشور کی مرضی کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی۔ ذرا طبیعت کو روکئے۔ دل سنبھالئے۔ اور سُنیئے کہ کرکشیتر میں کیا گزری۔ مہاراج جی میں نے معتبر گوئیاؤں سے سُنا کہ جس وقت دونوں بہادر گرز تان تان کر چلے۔ آسمان پر غبار چھا گیا۔ خون کی جھڑی لگی۔ دریودھن کی طرف وہ وہ بدشگونیاں ہوئیں۔ کہ بھیم سین ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا ہوا راجہ جدھشٹر سے بولا۔

میرے دھرمراج۔ بالا اپنے ہاتھ۔ بازی اپنی۔ دریودھن جاتا کہاں ہے آج ہی اس سے اگلی پچھلی کسر نکالے لیتا ہوں۔ جو پرتگیا کی ہے۔ وہ اسی وقت پوری دیکھ لیجئیگا۔

دریودھن بھی شیر کی طرح بپھر رہا تھا۔ گرج کر بولا۔

واہیات بک جھک سے کیا مطلب۔ دو دو ہاتھ سے معلوم ہو جائے گا کہ سیر کون ہے۔ اور سوا سیر کون

بھیم سین کہے دیتا ہوں۔ کہ اب سننا یہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ دھرتراشٹر ہائے دریودھن کہتے کہتے دم توڑ دے گا۔ تجھے ایک نظر دیکھنے کی ہوس رہ جائے گی

دریودھن۔ جو ہو گا اس کا ذکر فضول۔ جو گزرے گی۔ وہ میری جان پر۔ تمہیں اُگھٹنے سے کیا حاصل۔ عورتوں کی طرح کھسیاں پٹ نہ کرو۔ مرد ہو تو زبان کے عوض گرز چلاؤ۔ فضول بکواس کا وقت نہیں۔ موقع یہ ہے۔ کہ تم میرا کھایا پیا نکال دو یا میں تمہارا۔ یہ کہکر دریودھن نے دانت کٹکٹائے اور گرز لے کر بھیم سین پر دوڑا

بھیم سین بولا

گرز لے کر کیا جھپٹتا ہے۔ ایک او جھڑ میں کام تمام کر کے رکھ دونگا خیال ہے تو یہ کہ تجھے سمجھا دوں۔ کہ آج تجھے کن کن شرارتوں کا خمیازہ کھینچنا ہے۔ تیری ایک ایک شیطنت کی تصویر اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تو نے اپنی خودی کے زعم میں بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل۔ ایسے ایسے بہادران عظیم النظیر و استادان فن تیغ و تیر کا خون کا اپنے سر پر لیا۔ گیارہ چھوہنی دل کی جان گنوائی۔ ہماری سات چھوہنیوں کا بیج ستیاناس کیا۔ لاکھوں بیوائیں تیری جان کو رو رہی ہیں۔ لاکھوں یتیموں کا صبر تجھ پر پڑ رہا ہے۔ اب تک کسی کرارے سے سامنا نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے تو بچ رہا۔ شکر ہے۔ کہ آج تیری موت تیری رفاقت کی۔ اب یہ گرز ہوگا اور تیرا سر

دریودھن۔ اکیلا جان کر ایسی باتیں۔ اگر میرے حمایتی بھی موجود ہوتے۔ تو منہ سے بات نہ نکلتی۔ بس اب زبان کا سینچر اتار دو۔ اور قسمت کا فیصلہ کرو زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں ۔

دریودھن اسوقت تن تنہا تھا۔ اس کو یہ بھی اُمید نہ تھی۔ کہ دم نکلنے پر کوئی دو آنسو ڈال دیگا۔ مگر واہ ری ہمت و جرأت۔ اس کے تیور بدستور تھے۔ چہرے پر ذرا بھی میل نہ تھا جس وقت بھیم سین نے وار کیا۔ حاضرین موقعہ دہل گئے۔ دریودھن نے بھی چوٹ بچا کر ایسا ہاتھ رسید کیا۔ کہ اہل تماشہ کی جان اُڑ گئی۔ بھیم سین گرز کو چکر دیتا ہوا۔ دریودھن پر چوٹ کرتا تھا۔ دریودھن بھی بڑی پھرتی سے گھاتیاں بچا بچا کر سر کر پلٹ باہر آ کے ہاتھ دکھاتا تھا۔ مگر

کسی کی ضرب کارگر نہ ہوتی تھی۔ دونوں کا دم پھول گیا۔ تو کچھ دیر ستاتے۔ جب پھر ہاتھ پاؤں میں جان آئی۔ تو اُٹھے۔ ایسی مارو مار ہوئی۔ کہ دونو بہادروں کا جسم چور چور ہو گیا۔ زخموں سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ جب بھیم سین کے واروں سے دریودھن تنگ آگیا۔ تو ایک مرتبہ جی کڑا کر کے جان پر کھیل کر اس زور سے گرز کا وار کیا۔ کہ بھیم سین تیورا کر زمین پر چت ہو گیا۔ مگر تھا جیالا۔ گرتے ہی سنبھلا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی

دریودھن کے دست و بازو نے اوروں ہی کو نہیں۔ سری کرشن جی کو بھی گرداب حیرت میں ڈال دیا۔ جناب ممدوح ارجن سے بولے۔ کہ بس سمجھ لیا۔ کہ بھیم سین کی پیش نہ جائے گی۔ دریودھن رو میں تن ہے۔ اس پر گرز کا اثر کیا۔ یہ ضرور بھیم سین کو مار لیگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ کوئی چال کھیلی جائے۔ طاقت کا گھمنڈ کچھ کام نہ دیگا اس کو اپنی پرتگیا کا مطلق خیال نہیں۔ بھیم سین قسم کھا چکا ہے۔ کہ ران توڑ دوں گا۔ جس وقت یہ بات یاد آئی۔ بس دریودھن کا خاتمہ ہے۔

بھیم سین لڑ تو دریودھن سے رہا تھا۔ مگر کان اسی طرف تھے۔ جونہیں اس نے اشارہ پایا۔ دریودھن کی جان کا گاہک ہو گیا۔ بادل کی طرح گرج کر جھپٹا اور گرز گھما کر اس زور سے ران پر مارا۔ کہ دریودھن ہنگ سے زمین پر گر پڑا ہاتھ پاؤں سے جان نکل گئی۔ ہر طرف سے واہ واہ کا شور بلند ہوا۔ جو تھا بھیم سین کی تعریف کرتا تھا۔

ادھر لوگ تعریف کے پُل باندھ رہے تھے۔ ہر طرف بغلیں بج رہی تھیں کہ دفعتاً دریودھن پھر سنبھلا۔ اور اُٹھ کر اس زور سے گرز مارا۔ کہ سب بھیم سین کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ لیکن بھیم سین بھی موم کا نہ تھا۔ گرتے ہی اُٹھ بیٹھا۔ پینترے بدلے۔ گرز چکر دیا۔ اور دریودھن کی طرف لپکا۔ سری کرشن جی چھپتی نظر سے چوٹوں کو دیکھ رہے تھے۔ دریودھن کی ایک ایک چوٹ تیر اجل کے وار سے کم نہ تھی۔ راجہ جدھشٹر بولے۔ آپ نے بڑی غلطی کی۔ دریودھن کی چوٹیں دیکھئے۔ کس غضب کی ہیں۔ اگر الٹو رنہ کرے۔ اس

کا داؤ چل جائے۔ تو آپ کے پلے کیا پڑے۔ دریودھن ہی پھر راج کا مالک ہو کر آپ کو انگلی پر نچائیگا۔

بھیم سین کے کان میں بھنک پڑ رہی تھی۔ پینترے بدلتا ہوا بولا کہ مہاراج! آپ کس خیال میں ہیں۔ چپ چپاتے سیر دیکھتے رہیئے۔ میں ابھی اس نالائق کو بستر مرگ پر سلائے دیتا ہوں۔ آپ کسی طرح کی فکر نہ کیجئے

دریودھن کو اس تقریر سے مرچیں لگی۔ بڑے طیش میں گرز لے کر دوڑا۔ مگر بھیم سین نے زانوؤں پر ایسا تلا ہاتھ رسید کیا کہ دریودھن کراہ کر زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پانڈو اور اس کے ہمراہی پھولے نہ سمائے۔ سنکھوں کی آواز چاروں طرف گونج گئی۔ آسمان پر خاک اڑتی دکھائی دی۔ چرند پرند کی آوازوں میں دردناک اثر تھا۔ خلاصہ یہ کہ دریودھن تو ادھر مرا ہو کر خاک پر لیٹ گیا۔ اور سب بھیم سین کے ڈنڈ مل کر شاباش دینے لگے۔

# ادھیائے (۵)

# بھیم سین کی دریودھن پر ٹھوکر بازی۔ راجہ جدھشٹر کا اظہار افسوس۔ بلرام جی کا عتاب سری کرشن جی کی دلدہی

دریودھن زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔ بھیم سین کا ہاتھوں کلیجہ بڑھ گیا۔ آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ مارے غصے کے اس پر لپکا۔ اور پاس پہنچتے ہی پاؤں سے رصع مکٹ کو ٹھوکر دی۔ سر پر ایک لات جڑ دی۔ اور بولا:۔

ہٹ تیرے مردود کی۔ اب تو سزا پائی۔ یہی کم بخت بھری سبھا میں ہم لوگوں کو چڑانے کے لئے پھٹنا پھٹنا ناچتا پھرتا تھا۔ کچھ کہو۔ دروپدی کو

گگو گگو کہنے کا مزہ بلا۔ کہ نہیں۔ زہر خورانی کا خمیازہ۔ لاکھ کے مندر میں جلانے کا نتیجہ دیکھ لیا۔ کیوں رے بیز ہم نامرد تھے۔ یا تو اور تیرے حمایتی۔ دیکھ مرد ایسے بات کے دھنی ہوتے ہیں۔ ران توڑنے کی بات پوری کر دی کہ نہیں۔ او عقل کے اندھے۔ اندھے کے بیٹے نالائق۔ ننگ خاندان۔ اگر راجہ جدھشٹر کا پاس نہ ہوتا۔ تو اسی وقت تیری ران کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ جب تو دروپدی کو بٹھانے کے لئے زانووں پر تھپکیاں دیتا تھا۔ کیا کہوں۔ اتنے دنوں دل میں ہوس رکھے رہنا پڑا۔ دل میں ٹھہی تھا۔ کہ دھرتراشٹ سمیت سب کو قیمہ کر دوں۔ شکر ہے۔ کہ آج دل کے ارمان نکلے۔ اس وقت بدن میں دھڑا دھڑ خون بڑھ رہا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ دو ٹکڑے کروں میں کھوپری کے پرخچے اڑا دوں ٭

راجہ جدھشٹر کو بھیم سین کی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ دریودھن کی حالت زار ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے بھیم سین سے فرمایا:۔

تم نے اسوقت سخت نالائقی کی۔ دریودھن وہ شخص ہے۔ جس سے تمام دنیا تھر تھر کانپتی تھی۔ بڑے بڑے تاجدار قدموں پہ سر رکھتے تھے۔ پورب پچھم۔ اُتر دکھن میں جس کے اوج اقبال کا طوطی بولتا تھا۔ جس کے زیر علم گیارہ اکشوہنی دل نے اپنی جانیں قربان کیں۔ ایسے صاحب جاہ و حشم مالک طبل و علم کا سر ٹھکرانا کیا معنی۔ تم دھرماتما ہو۔ تمہیں ایسی باتیں زیبا نہیں مانا کہ دریودھن نے خواشیوں کے کہنے سننے میں آکر ہم سے دشمنی کر لی۔ مگر ہے تو ہمارے ہی چچا کا بیٹا۔ ہمارے چچا کا بھتیجا۔ اور ہمارا تمہارا بھائی

یہ کہکر راجہ جدھشٹر آنسو بہاتے ہوئے دریودھن کے سرہانے گئے۔ سر پہ دست شفقت پھیرا اور کہا،

بھائی معاف کرنا۔ بھیم سین نے بہت برا کیا۔ افسوس کم بخت ہم مجبوروں نے ایسے کان بھرے۔ کہ تم نے ہم سے عداوت مول لے لی۔ تم ہم کو دشمن سمجھے۔ اور یہ نہ سوچے۔ کہ تم خود سانپوں کو دودھ پلا رہے ہو۔ وہ تمہارے خیر اندیش نہ تھے۔ آستین کے سانپ تھے۔ ہائے۔ ان نالائقوں نے سارا

خاندان غارت کر دیا۔ تمہاری ذرا سی غلطی دنیا بہادروں سے خالی کر دی بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن شلی۔ جیدرتھ ایسے ایسے سورمیروں کے مٹنے سے شجاعت کے مٹنے سے شجاعت و دلیری کا نام مٹ گیا۔ تم تو مرنے میں آ ہے گھڑی دو گھڑی میں جلتا دھنتا کروگے۔ سارے رنج و غم فکر و کاہش سے چھٹکارا مل جائے گا۔ سورگ میں جگہ پاؤگے۔ بیٹی میری خراب ہوئی۔ کہ سب بھائی بہنوں نانی پوتوں۔ نانا۔ ماموں۔ نوکروں چاکروں۔ وغیرہ کے رنج سے بیٹے جی نجات نہ ملیگی۔ بیوہاؤں کی ہائے وادیلا سن کر کلیجہ ہر وقت ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ تم جانتے ہو۔ کہ مجھے راج ملنے سے خوشی ہوگی۔ نہیں ایسی زندگی مجھے موت سے بدتر ہوگی۔ راج نرک سے بڑھ کر۔

ہائے مجھ سے بیکس یتیموں اور سینہ چاک عورتوں کی صورت کیسے دیکھی جائے گی

راجہ دھرتراشٹ کا دل یوہیں تڑپ رہا تھا۔ دریودھن کا سر ٹھکرائے جانے کی کیفیت سنکر زور زور سے رو پڑے۔ منہ پیٹ کر پوچھا دریودھن کی یہ درگت ہوئی۔ اور بلرام جی بیٹھے دیکھا کئے۔ کچھ نہ بولے۔

سنجے۔ وہ شیش جی کا۔ دھرم کی مجسّم تقدیر۔ بھلا خاموش رہ سکتے تھے انہوں نے بھیم سین کو خوب دھتکارا۔ بولے کہ

ناف کے نیچے گرز مارنا کیا معنی۔ دریودھن کے ساتھ یہ ادھرم۔ شاستر کی ایسی خلاف ورزی۔ رہ ابھی تیرا سر توڑے رکھے دیتا ہوں۔ یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں کچھ کام نہ دیں گے۔

یہ کہتے ہی انہوں نے ہل اُٹھایا۔ اور بھیم سین کی طرف دانت کٹکٹا کر لپکے سری کرشن جی نے جھپٹ کر دامن پکڑ لیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولے۔ کہ آپ کا غصّہ بجا ہے۔ مگر ذرا سُن تو لیجئے۔ کہ بھیم سین قابلِ معافی ہے یا مستحق عتاب۔ جس وقت دریودھن دروپدی جی کو رنڈا لونڈی بنانے کے لئے بال پکڑ کر کھچوا رہا تھا۔ اسوقت بھیم سین نے بھی قسم کھائی تھی کہ بھی

ران توڑدوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنا دعوی پورا کر دکھایا۔ اس میں اس کی کچھ خطا نہیں۔ دریودھن نے اس کو خود موقعہ دیا۔ کہ ران ٹوٹے۔ دھرم شاستر کی رو سے ذاتی بہبودی کے واسطے دشمن قلع قمع دوست کی بہتری کے لئے دشمن کے دوست کی بربادی اور دوست کی بھلائی کی غرض سے دشمن کے دوست کے نیست ونابود کرنے کی ضرورت ہے۔

پانڈو ہمارے پھوپھیرے بھائی ہیں۔ ہمارے دادا اور ان کے نانا ایک ہی تھے۔ سوبھدرا کے رشتے سے ارجن ہمارا بہنوئی بھی ہے۔ بس ان کی بہتری ہو۔ تو ہماری بھی بہتری ہے۔ دریودھن کی بہتری سے ہم کو کیا غرض۔ پانڈو کی بےعزتی کی سزا جبکہ ملے۔ ہماری تیاں خوشی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو میترے رشی کی بددعا معلوم ہے۔ انہوں نے دریودھن کو یہی سراپ دیا۔ جو بھیم سین نے سچ کر دکھایا۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ بھیم سین بےخطا ہے۔

بلرام جی۔ آپ جو کہتے ہیں بہت درست ہے۔ خیر جو ہونا تھا۔ ہوا۔ مگر میں کہے دیتا ہوں۔ کہ دنیا میں جہاں بھیم سین کے نام کی عزت ہوگی۔ وہاں یہ دھبہ بھی ضرور قائم رہیگا۔ کہ اس نے دریودھن کو ادھرم مارا

سری کرشن جی بلرام جی کا غصہ رفع کرکے راجہ جدھشٹر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ

آپ نے بھیم سین کو پہلے ہی کیوں نہ منع کر دیا۔ کہ ایسی شرارت نہ کرے۔

راجہ جدھشٹر۔ مجھے اس کی متعلق خبر نہ تھی۔ مجھے شان وگمان بھی نہ تھا۔ کہ بھیم سین اس طرح آپ سے گزر جائیگا۔ الیشور گواہ ہے۔ کہ میں دریودھن کا دم اکھڑتے دیکھ نہیں سکتا مجھے جب خاندان کی تباہی کا خیال آتا ہے۔ تو کلیجے پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ مگر کیا کروں۔ نہ روتے بن پڑتی ہے۔ نہ ہنسنے ہی کو جی چاہتا ہے۔ بھیم سین ہاتھ جوڑ کر سامنے آیا۔ اور کہا کہ

دھرم راج جی۔ میدان صاف ہو گیا۔ سب ادھرمی دنیا سے رحلت

کر گئے۔ دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا۔ رنج و غم کا موقعہ نہیں۔ مزے سے راج کیجئے۔ ہمارے دِل کا کانٹا نکل گیا۔ اور کیا چاہیئے۔ راجہ جدھشٹر نے سری کرشن جی کی طرف رُخ کر کے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ
یہ سب آپ ہی کی مایا تھی آپ کی توجہّ نے آج دشمنوں سے بیفکر کر دیا کہاں تک شکر گذار ہوں

# اُدھیائے (۲)

# سری کرشن جی سے دریودھن کی سخت زبانیاں

دریودھن پر ساری لڑائی کا دارومدار تھا۔ اسی کی موت پر فتح و شکست کا فیصلہ منحصر تھا۔ جب بھیم سین نے اسے بھی زمین پر لٹا دیا۔ تو پانڈوؤں کے راجاؤں اور ان کے بقیہ اہلِ لشکر گویا زور تھا۔ کی دوسری ہی اور جان کے خوف سے امان ملی سب خوشی کے مارے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ قبائیں جسم پر تنگ تھیں۔ بند ٹوٹے جاتے تھے۔ ہر ایک کی زبان پر بھیم سین کی تعریف کے کلمے تھے جو تھا۔ دست و بازو کو سراہتا تھا جو تھا۔ بھیم سین سے یہی کہتا تھا۔ کہ دریودھن کو اس طرح زیر کرنا فقط آپ ہی کا کام تھا۔ واقعی آپ نے بڑے کافر کو مارا۔ خوب نالائقوں کا مزہ چکھایا۔ مردود اپنے آگے کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہیں تھا۔ آپ بچہ جی سے سینکنے نہیں بن پڑتی۔ سارے کس بل نکل گئے۔ تمام چلبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ سری کرشن جی دِل ہی دِل اس فتح نمایاں سے خوش ہو رہے تھے۔ راجاؤں کی تعریفوں سے ان کی باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھ لیا کہ دریودھن گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہے۔ زندگی کی مطلق اُمید نہیں۔ تو سب نے فرمایا کہ۔

آؤ چلیں- آج تو آرام سے سوئیں۔ جس نالائق نے سونا جاگنا حرام کر رکھا تھا۔ اس سے بے فکری حاصل ہو گئی۔ بھیم سین نے فتنہ خوابیدہ کو ایسا سُلا دیا کہ اب جاگے۔ تو اوّل درجے کا بے حیا ہے۔

دریودھن خاک پر پڑا ہوا تھا۔ اُٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رہ رہ کر چکر پہ چکر آتے تھے۔ مگر سب کی باتیں سُن رہا تھا۔ چپ ایسی ساودھ لی تھی۔ کہ سب جانتے تھے۔ کہ لحظہ دو لحظہ میں خاتمہ ہے۔ راجاؤں کی باتیں سُنتے سُنتے اس کا کلیجہ پک گیا۔ دِل پر گھن کی چوٹیں پڑتی تھیں۔ مگر ہونٹ ہی رلتے تھے۔ لیکن جب سری کرشن جی نے دو چار جلی کٹی باتیں کیں۔ تو اس سے رہا نہ گیا۔ گر پاکر ہاتھوں کے سہارے اُٹھ بیٹھا۔ آنکھیں غصے سے بیر بہوٹی ہو گئیں۔ چہرہ تمتما اُٹھا۔ تیور بدلکر بولا۔ کہ

"او کنس کے غلام زادے!! بڑھ بڑھ کے باتیں مارتے شرم نہیں آتی سارا بس تیرا ہی بویا ہوا ہے۔ اگر تیری شرارت نہ ہوتی۔ تو بھیم سین کی کیا مجال تھی۔ کہ مجھ کو ہاتھ بھی لگا سکتی۔ تو نے اشارہ کرکے میری ران تڑوا ڈالی ہر وقت تو نے ارجن کی مدد کی۔ جب ہوا۔ مجھ کو دھوکا دیا۔ لاکھوں سور بیر تیری ہی چالاکیوں سے پیوند خاک ہوتے۔ مگر تجھ کو نہ ایشور کا ڈر ہوا۔ نہ تیرے دِل میں ذرا رحم آیا۔ بھیشم پتامہ کو ارجن مار لیتا۔ کیا دم تھا۔ مگر تو نے سکھنڈی کو آگے کرکے ان کو دغا سے مار گرایا۔ دیوتاؤں کا بھی حوصلہ نہ تھا۔ کہ درونا چارج کا سامنا کر سکیں۔ لیکن تو نے استوتھاماں ہاتھی کے مرنے پر بے ہتھیار آچاریہ کو نشانہ اجل بنوایا۔ کرن نے جو برچھی ارجن کے لئے محفوظ کر رکھی تھی۔ وہ تیری ہی بدولت گھٹوت کچ کا خاتمہ کرکے بیکار ہو گئی۔ اگر تو چالاکی نہ کرتا۔ تو آج ارجن کی صورت دکھائی نہ دیتی۔ بھُور سے شروا کا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ تو نے ساتکی جی کو اُکسایا۔ اور اس غریب کی جان لے لی۔ سروپ راج کے فرزند اسوسین نے ارجن کی جان لینے میں کیا باقی رکھا تھا۔ مگر تو چال کھیل گیا۔ ارجن کو بچا کر ایسے سور بیر کو خاک پر سلوا دیا۔ کرن کے رتھ کا پہیہ زمین میں دھنسے اور تو ارجن سے کہے کہ مار دے بان۔ اس سے بڑھ کر بے ایمانی اور کیا

ہوگی۔ شروع سے آخر تک تیری ہی دغابازیوں سے اتنے سورماؤں کو آغوشِ اجل میں سونا نصیب ہُوا۔ اگر تیری مکاریاں نہ ہوتیں۔ تو دریودھن جی کو جیتنے کی طاقت اندر میں بھی نہ ہوتی۔ افسوس میں کیا جانتا تھا۔ کہ سری کرشن جی ایسی دغادیں گے۔

دریودھن کے ان سخت و سست الفاظ نے سری کرشن جی کے دل پر زہر کے بجھے نشتر چبھو دیئے۔ اُنہوں نے لاکھوں ضبط کیا۔ مگر طبیعت رُو کے سے نہ رُکی۔ فرمایا،

او سرتاپا قصور۔ جامۂ خطا و جامۂ فتور۔ عقل کے اندھے بیوقوفوں کے سرتاج بکیا واہیات بکتا ہے۔ منہ میں لگام دے۔ زبان بند کر۔ آفتاب پر خاک نہیں پڑتی۔ آسمان کا تھوکا مُنہ پر پڑتا ہے۔ کتنا نالائق سمجھایا۔ مگر اوندھی کھوپری کچھ نہ سمجھی۔ بھیشم جی۔ درونا چارج۔ ودر۔ نارد جی۔ مارکنڈے سب سمجھاتے سمجھاتے ہار گئے۔ مگر ہر وقت تُن ہی کی کہہ گیا۔ سوئی کے ناکے بھر زمین پانڈوؤں کو نہ دوں گا۔ نہ دوں گا۔ اب وہ دعوے کہاں گئے۔ کرن نے جو کان میں پھونک دیا۔ بس تُو ہی پتھر کی لکیر۔ شکنی نے جو پٹی پڑھا دی وہی برہما کا اکشر۔ ہاتھ کی لکیریں مِٹ مگر سر کا بھوت نہ اُترنا تھا نہ اُترا۔ بیوقوف مجھ تہمتیں تراشتا ہے۔ اپنے طوفان بے تمیزی کی کچھ خبر ہی نہیں بھیم سین کو زہر میں نے ہی دیا۔ لاکھا مندر میں پانڈوؤں کے جلانے کی کوشش میں نے ہی کی۔ راجہ جدھشٹر کو میں نے ہی بے ایمانی سے جوئے میں جیتا۔ مہارانی دروپدی پر میں نے ہی وہ باعثیں کیں جن کا خیال کرتے ہوئے اب رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ میں ہی تو پانڈوؤں کو ہیز اور نامرد کہہ کہہ کر منہ چڑاتا تھا۔ راجہ براٹ کے یہاں میں ہی پانڈوؤں کی جان کا گاہک ہوا تھا۔ ابھمنیو ایسے بہادر کو میرے ہی اشارے سے لاکھوں آدمیوں نے قیمہ کیا تھا۔ خیر منا کہ رسی دراز تھی ورنہ دن پورے نہ ہوئے تھے۔ مجھ کو تجھ پر رحم آتا ہے۔ کوشش یہ تھی۔ کہ کسی طرح تیری آنکھیں کھلیں۔ ورنہ ارجن اور بھیم سین کب کے تجھے ختم کر چکے ہوتے۔ تیری خطاؤں کا شمار بدکرداریوں کا کچھ حساب نہیں۔ تمام دُنیا کو معلوم ہے۔

کر تونے پانڈوؤں کے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں۔ کون کون ظلم و ستم رکھے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ تو اپنے زعم میں خود منہ کے بل گرا۔ تونے اپنے ہاتھ سے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔ جو جیسا کرتا ہے۔ اس کا پھل ضرور پاتا ہے۔ تیرے اعمالوں نے تجھے آج یہ دن دکھایا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ کہاوت ٹھیک ہوئی۔ اب تجھے چاہیئے۔ کہ تو اپنی بداعمالیوں پر آنسو بہا۔ سر دُھن۔ منہ پیٹ رکھنے پر پچھتا۔ مگر تیرے تو مغز میں چربی ہے۔ ابھی تک عقل کی آنکھیں نہ کھلیں۔ جو بکتا ہے بیہودہ۔ جو کہتا ہے۔ بے تکی۔ دم پر بن رہی ہے۔ لیکن انجام فکر نہیں کتے کی دُم بارہ برس تک ٹیڑھی

دریودھن۔ سری کرشن چندر۔ ہونٹوں پر دم۔ لبوں پر جان ہے۔ جس طرح چاہے چلتے تیر کھینچئے۔ اگر ران نہ ٹوٹتی۔ آپ بھیم سین کو اشارہ نہ دیتے۔ تو دکھا دیتا۔ کہ بھیم سین کس طرح زمین پر لوٹ رہا ہے۔ اور کس طرح دریودھن سے جان چھپا کر پانڈو بھاگتے پھرتے ہیں۔ خیر جو ہونا تھا سو ہوا۔ اب اس کا رونا کیا۔ لیکن یاد رکھیئے گا۔ کہ آپ سب لوگ عمر بھر جھینکیں گے۔ زندگی میں ایک نہ ایک کوفت گلے کا ہار رہیگی۔ مجھے ایشور نے تمام فکروں سے نجات دی۔ سیدھا سورگ کو جاؤں گا۔ ان اعزا و اقربا دوست و احباب سے ملوں گا۔ جن کے خون سے میدان کرکشیتر کی زمین سرخا سرخ ہو رہی ہے۔

دریودھن یہ باتیں کرہی رہا تھا۔ کہ یکایک آکاش سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اپسراؤں کی نغمہ سرائیاں دلوں پر موہنی ڈالنے لگیں۔ سب حیران ہو گئے۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ حاضرین موقعہ نے تسلیم کیا۔ کہ واقعی دریودھن کے ساتھ دغا ہوئی۔ بھیم سین جو چاہے کرتا۔ لیکن سری کرشن جی اشارہ کرنا مناسب نہ تھا۔

سری کرشن جی قیافے سے جان گئے۔ کہ لوگوں کے خیال کیا ہیں لہذا انہوں نے سب کی تشفی کے لئے فرمایا کہ

دراغور کیجیئے گا۔ بھیشم پتامہ۔ درون آچاریہ جی۔ کرن۔ بھوری سے

شلیہ جیسے کا ان وقت جیتنے کی کس میں قوت و طاقت تھی۔ دریودھن کے فولادی جسم پر اندر کا بجر بھی اثر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے میرا فرض تھا۔ کہ وہ حکمت عملیاں بتاؤں جن سے آپ لوگوں کی فتح ہو۔ اپنی اور اپنے دوست کی فتحمندی کے لئے دست و بازو سے کمک پہنچانا یا حسن تدبیر سے نیک مشورہ دینا گناہ نہیں۔ میں نے ساری فوج اور ساری دولت دریودھن کو دے دی تھی۔ اپنے پاس کچھ بھی باقی نہ رکھا تھا۔ اس کا احسان تو گیا گزرا۔ ارجن کے رتھ ہانکنے یا حسب موقعہ مشورہ دینے پر مجھ کو کوئی عیب لگائے تو اپنا منہ خراب کرے۔ میں بے داغ ہوں۔ بھیشم جی۔ درونا چارج۔ کرن اور بھوریسے شلیہ اصل میں چار لوکپال تھے۔ ان کے جیتنے کی امید میں بھی طاقت نہ تھی۔ یہ کہئے کہ میری حکمت عملی سے بات بن گئی۔ نہیں تو کون کوروؤں کو جیت سکتا تھا۔ پانڈوؤں کی ساٹھ چھوہنیوں کے لئے ان میں سے صرف ایک لوکپال کافی تھا۔ گیارہ چھوہنیاں کھڑی ہوئی سیر ہی دیکھتیں۔ اور پانڈو شکتی۔ دوشاسن اور دریودھن کے ہاتھوں سے وہ ظلم برداشت کرتے۔ جن سے گھور نرک میں مہاپاپیوں کو بھی کبھی سامنا نہ ہوا تھا۔ دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دیوتاؤں نے بھی حکمت عملیوں ہی سے مطلب نکالا ہے جب دھرم سے مقصد برآری نہ ہوتی ہو۔ تو چالاکی سے کام نکالنے میں مضائقہ نہیں۔ ظالم پر رحم کرنا گویا سانپ کو دودھ پلانا اور اپنے گلے پر اپنے ہاتھ سے تلوار پھیرنا ہے۔ اسی لحاظ سے میں نے پانڈوؤں کو وہ ترکیبیں بتائیں کہ کورو منہ کی کھا گئے۔ اور پانڈوؤں کی فتح ہوئی۔

آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ ہاتھی گھوڑے سوار پیادے سب دن کے تھکے ماندے تھے۔ سری کرشن جی نے سب سے فرمایا کہ

بس اب آرام کا وقت ہے۔ آرام گاہوں میں چلنا چاہیئے۔

حکم پاتے ہی سب لوگ سنکھ بجاتے۔ فتح کی خوشی مناتے ڈیروں پہ پہنچے۔ دریودھن میدان میں تنہا تھا۔ گوشت خوار جانوروں سے حفاظت

منظور تھی۔ لہذا چند ... وہیں چھوڑ دیئے گئے۔ جنہوں نے رات بھر پہرہ دے کے سویرا کر دیا۔

# اَدھیائے (۵)

# سری کرشن جی کی ہستناپور میں روانگی۔ راجہ دھرتراشٹر اور مہارانی گاندھاری کو دلاسا دہی

دریودھن میدان میں موت کی گھڑی کا منتظر تھا۔ راجہ جدھشٹر تو غنیموں کے خیموں میں پہنچے۔ تو دولت کا ڈھیر لگ گیا۔ منوں جواہرات ہاتھ لگے۔ قیمتی زیور اٹھائے نہ اٹھتے تھے۔ صدہا اربوں کا مال و اسباب بیش بہا ہاتھی گھوڑے لاکھوں قبضے میں آئے۔ کرن بیابیک۔ راجہ شل بھیشم پتامہ راجہ قندھار ایسے ایسے راجاؤں کے ڈیروں میں اتنی دولت ملی۔ کہ جو سب عقل نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھی۔ سری کرشن جی نے ارجن سے فرمایا۔

دشمنوں کا قلع قمع ہو چکا۔ سارے غنیم خاک و خون میں مل چکے۔ اب میں جنگی لباس اتارتا ہوں۔ تم بھی زرہ جوشن وغیرہ اتار ڈالو

یہ فرما کر جیوں ہی سری کرشن جی رتھ سے اترے۔ سب کے دیکھتے دیکھتے ہنومان جی کی دھجا غائب ہو گئی۔ اور رتھ دفعتہً راکھ ہو گیا۔ لوگ حیران ہو گئے۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ نہ آگ لگی۔ نہ کوئی شعلہ اٹھا۔ رتھ کی یہ حالت کیسے ہو گئی۔ ارجن نے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

تم رتھ کو کیا ثابت سمجھتے تھے۔ یہ تو بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن اور شل کے تیروں سے بالکل جل چکا تھا۔ برہم استروں کی آگ سے اسکے تمام

پڑے سے راکھ سے بدتر بنتے۔ اگر میں اس پر سوار نہ رہتا۔ تو راکھ کے ڈھیر کے سوا تم کچھ نہ دیکھتے۔ اب میں نے جنگی پوشاک اتار دی۔ تو رتھ نے بھی چولا چھوڑ دیا

راجہ جدھشٹر سے دھرم راج آپ کو فتح مبارک ہو۔ دشمن غارت ہو گئے آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی۔ آپ نے اوپادی کے مقام پر ارجن کی حفاظت کے لئے فرمایا تھا۔ میں نے فرض منصبی ادا کر دیا۔ جیدرتھ اور کرن کے مقابلے و محاربے میں ارجن کی خیریت نہ تھی۔ مگر شکر ہے کہ رونگٹا تک میلا نہ ہونے پایا۔ اب ایشور نے سب فکروں سے چھٹکارا دیا۔ شوق سے تاج شہنشاہی سر پر رکھیئے اور رنگ جہانبانی کو رونق دیجئے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں روئے زمین پر آج آپ کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہو گیا

راجہ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کی

جو کچھ ہوا صرف آپ کی عنایت سے۔ اگر آپ حمایت نہ کرتے۔ تو ہم لوگوں میں گیارہ اکشوہنیوں کے سامنے ٹھہرنے کی کیا طاقت تھی۔ دریودھن کی طرف بھیشم۔ درون۔ کرن۔ شل۔ جیدرتھ ایسے ایسے سورما تھے جن سے موت بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی تھی۔ ان کو آپ ہی نے خاک پر سلا دیا۔ ارجن کیا طاقت تھی۔ کہ سامنا بھی کر سکتا

سری کرشن جی۔ میں نے جو کچھ کیا۔ وہ مجھ پر فرض تھا۔ جو کچھ ہوا۔ اسے تائید غیبی سمجھو۔ اب ان باتوں کا ذکر فضول سمجھو۔ ہم سب ہر وقت کی فکروں سے چھٹی پاسکے۔ آج میری رائے ہے۔ کہ خیموں کے باہر آرام سے پاؤں پھیلا کر سوئیں اندر سونے کی ضرورت نہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ بہت بہتر۔ مگر مجھے خوف مہارانی گاندھاری کا ہے۔ وہ بڑی پتی برتا ہیں۔ ان کے تپ کی طاقت وہ ہے۔ کہ دریودھن کا جسم لوہا کی بنا دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ دریودھن کی موت کا حال سنکر کچھ زبان سے [illegible] ان کے منہ سے جو بات نکل جائے گی۔ کبھی پلٹ نہ پڑے گی۔ جسکو کہہ دیں [illegible] جل جائے۔ مجال نہیں۔ کہ بچ سکے۔ اس لئے میری تمنا [illegible] ہے۔ کہ آپ [illegible] کو اور مہاراجہ دھرتراشٹر کو [illegible] دیجیا۔ کہ مہارانی گاندھاری [illegible]

کے عتاب سے بچاؤ رہتے۔ سری کرشن جی نے فوراً ہی دارک سارتھی سے
رتھ کسوایا۔ سوار ہوئے۔ اور ہوا کی طرح ہستناپور پہنچے۔ راجہ دھرتراشٹ
اور ودر جی کو پاس بیٹھے پایا۔ دونوں کوروؤں کی تباہی پر آٹھ آٹھ آنسو
رو رہے تھے۔ آنکھیں روتے روتے سوج گئی تھیں۔ آنسو پونچھتے پونچھتے
رومال تر ہو گیا تھا۔ سری کرشن جی پہنچے۔ تو لپٹ لپٹ کر خوب روئے۔
آنسوؤں کا ایک دریا امنڈ پڑا۔

بہت دیر تک سارے محل میں کہرام مچا۔ ہر طرف سے ہائے ہائے ماتم
بلند رہا۔ سری کرشن جی راجہ دھرتراشٹر کے آنسو پونچھ کر بولے۔

آپ کے فرزند بڑے خوش نصیب تھے۔ کہ میدان جنگ میں کارنمایاں
کر کے بیکنٹھ کو گئے۔ پانڈوؤں نے فتح پائی۔ مگر ان سے بڑھ کر
کوئی بدنصیب نہیں۔ تمام بیواؤں کے رنج و غم سے ان کو رات دن نیند نہ
آئے گی۔ زندگی حرام رہے گی۔ ان کو حکومت کا کچھ بھی مزہ نہ آئیگا۔ بیشک
آپ کو جو صدمہ ہوا ہے وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ اس وقت آپ کے
دل پر جو چوٹیں ہیں۔ وہ شاید ہی اپنی زندگی میں کسی نے اٹھائی ہوں
کیا عرض کروں۔ شدنی ہی کچھ یوں تھی۔ ورنہ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج آپ
ہی نے سر پیٹ مارا۔ مگر دریودھن کی عقل میں کچھ بات نہ آئی۔ افسوس کرن
اور دوشاسن کی وجہ سے لاکھ کا گھر خاک ہو گیا۔ راجہ یدھشٹر کی فتح تو آپ کی
گو وہ اپنی زندگی کو حرام سمجھ رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ ان کو آپ کا کیسا
لحاظ وادب ہے۔ وہ آپ کے پاؤں دابنے کو فخر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کی
ان پر نظر عنایت رہی۔ تو وہ پتا سیوا اٹھانے میں کبھی کبھی قصور نہ کریں۔
پانڈوؤں نے معافی مانگی ہے۔ نمسکار کہی ہے۔ راجہ یدھشٹر قدم بوسی کے لئے
آنے والے تھے۔ مگر عتاب کے خوف اور شرم کے لحاظ سے رک گئے۔ آپ
کی اجازت ہو۔ تو فوراً حاضر ہو کر خاک قدم کو ماتھے سے لگائیں۔ جس وقت
میں ان سے رخصت ہوا۔ آپ اور مہارانی گاندھاری کے رنج و غم کا خیال
کر کے انہوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگا دی۔ سر پیٹ پیٹ کر روتے۔

(مہارانی گاندھاری سے مخاطب ہوکر) آپ ساکشات ستی ہیں۔ انسویا اور لوپا دِ اندرانی) آپ کے پاؤں کی دھوون بھی نہ تھیں۔ افسوس کہ آپ کے فرمانے کو بھی کورووں نے اس کان سے سنکر اس کان سے اڑا دیا۔ آپ کی زبان سے جو بات نکلی تھی۔ وہی ٹھیک ہوئی۔ آپ کا قول تھا۔ کہ دھرم کی ہی جے ہوگی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ آپ ایسی پتی برتا استری اگر چاہے تو دریا میں آگ لگا دے۔ دل کو ماہتاب چمکا دے۔ آپ جس کو بنظر قہر سے دیکھ دیں وہ ایک آن میں خاک سیاہ ہو جائے۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا لفظ اچھا ہو یا برا تیر بہدف ہے۔ کوسیئے۔ تو دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔ دعا دیجئے۔ تو جلانے کی لکڑی میں کونپلیں پھوٹ نکلیں۔ آپ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جو آپ کی دل کی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ وہ اوروں کو اتنی بڑی بڑی آنکھوں سے بھی نہیں سوجھتا۔ اس لئے میری جرأت نہیں۔ کہ آپ کو سمجھاؤں۔ آدمی سمجھایا اسے جائے۔ جس کو فہم و فراست نہ ہو۔ لیکن جو ساکشات شرتی ہو۔ اسے نصیحت و فرائض سمجھانا ہی کیا۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ کہ آپ سارا تخم غلط کر ڈالیں گی۔ ہونہار سے کسی کا بس نہیں۔ ہونی بغیر ہوئے رہ نہیں سکتی۔ لاکھوں راجے مہاراجے ہتیا سے عوارض ہوکر چل بسے ہزاروں کو سکتے کی سی موت نصیب ہوئی۔ اگر خوش نصیب تھے۔ تو آپ کے جگر بند جو سیدھے سورگ کو چلے گئے۔ یا اسے شکست حاصل ہوئی۔ لیکن کسے کو نہ ہوا۔ کہ چھتری دھرم سے روگرداں ہوئے۔ وہ ماں بڑی خوش نصیب ہے جس کے بہادر بیٹے میدان کارزار میں کام آئیں۔ وہ لوگ بدقسمت ہیں جن کو اپنی زندگی میں اعزا کا دکھ ہو۔ مگر آپ مستثنیٰ ہیں۔ آج روئے زمین پر آپ سی پتی برتا عورت نہیں۔

رانی گاندھاری کے آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ وہ دل پر پتھر رکھتے ہوئے سب باتیں سنتی رہی۔ اور آخر میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ اور بولی۔

میری خوش قسمتی تو ظاہر ہے۔ آج اندھے کی لاٹھی کوئی نہیں۔

بڑھاپے کے سب سہارے جاتے رہے۔ بیشک راجہ جدھشٹر لائق ہے۔ مگر
پورا پورا دور پورا پورا نزدیک۔ کھوٹا بیٹا اور کھوٹا پیسہ کبھی نہ کبھی کام آہی جاتا
ہے۔ دریودھن لاکھ برا تھا۔ پھر بھی اپنا تھا۔ راجہ جدھشٹر لاکھ اطاعت گزار
ہے۔ مگر پھر بھی پرائے پیٹ کا ہے۔ میں تو شروع سے چاہتی تھی۔ کہ پانڈو
کورووں میں میل ہو جائے۔ لیکن ہونی اور تھی۔ خیر ایشور کی مرضی

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ سری کرشن جی کو اسرار غیب کی خبر ہوئی
انہوں نے فرمایا۔ کہ اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ ضرورت یہ ہے۔ کہ
استوتھاماں کی نیت ٹھیک نہیں۔ وہ آج پانڈووں پر شبخون مار کر آپ کے
خاندان کا بالکل نام و نشان مٹانا چاہتا ہے۔ کورووں کے مٹنے سے جو آپ
کو رنج ہوا۔ وہ زندگی کے لئے داغ ہو گیا۔ اگر پانڈو بھی نذر اجل ہوئے
تو آپ کو چلو پانی کی بھی آس نہ ہو گی۔

راجہ دھرتراشٹ اور مہارانی گاندھاری نے فوراً ہی رخصت کیا۔
اور بڑی منت سے کہا۔ کہ آپ ذمہ دار ہیں۔ خبردار پانڈووں کا بال بیکا
نہ ہونے پائے

اس طرح اجازت پا کر سری کرشن جی رخصت ہوئے۔ رتھ ہوا کی طرح
اڑا۔ اور میدان کرکشیتر میں جا پہنچا۔ یہاں اس عرصے میں بیاس جی
تشریف لائے۔ راجہ دھرتراشٹ اور گاندھاری جی کو تسکین دی۔ فرمایا
کہ:۔

سری کرشن جی بشن جی کا اوتار ہیں۔ ان کے ایشور ہونے میں فرق
نہیں۔ ان کی ذات سمجھنے کے لئے روشن ضمیری درکار ہے۔ وہ بیٹھے بیٹھے
یہاں تھے۔ اور سمجھ گئے۔ کہ استوتھاماں کی نیت بد ہے۔ اب مجال نہیں۔ کہ
استوتھاماں پانڈووں کا رویاں بھی دکھا سکے۔ اور دریودھن ان باتوں کو
بادہوائی نہ سمجھ لیتا۔ تو آج اسی کی فتح کے ڈنکے بجتے ہوتے۔ لیکن طوفان
بے تمیزی کا علاج کیا۔ جو زور و طاقت پر مغرور تھے۔ انہوں نے ایسا نیچا دکھایا
کہ جیتے جی تک سر نہ اٹھائیں گے۔ آئندہ بھی جو ان کے کہنے پر نہ چلیگا۔ منہ کی

کھانے لگا۔

# اُدھیائے (۸)

## پانڈوؤں کے مارنے کے لئے استوتھاماں کا تلک

سنجے آنکھوں سے آنسو بہا بہا کر راجہ دھرتراشٹ سے گویا ہوا۔ کہ

مہاراج! دریودھن کی حالت لحظہ بہ لحظہ ابتر ہوتی جاتی تھی۔ ہزارہا لاشیں اس کے آس پاس پڑی ہوئی اہل نظر کو تماشائے حسرت دکھاتی تھیں۔ دریودھن درد سے نہایت بے چین دعا مانگتا تھا۔ کہ جلد آخری ہچکی آئے۔ اور تکلیف سے پیچھا چھوٹے۔ اس کے بال بالکل پریشان تھے۔ سارا بدن لہولہان ہو رہا تھا۔ رگ رگ میں درد۔ نس نس میں ٹیس تھی۔ آپ کے کلیجے کا ٹکڑا موت کے انتظار میں تڑپ رہا تھا۔ کہ استوتھاماں۔ کرپا چارج اور کرت برما ڈھونڈتے کھوجتے وہاں پہنچے۔ صورت دیکھی تو دو پڑے بے ساختہ منہ سے چیخ نکل گئی۔ دریودھن موت کے منہ میں تھا۔ ان کو دیکھتے ہی گویا بدن میں جان آگئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حسرت بھری نظر سے ایک ایک کا منہ دیکھنے لگا۔ اور بولا کہ

ہائے! آپ لوگوں کی عدم موجودگی میں میری یہ حالت ہوئی۔ بھیم سین نے دغا سے میری ران توڑ دی۔ سر پہ ٹھوکریں ماریں۔ ٹکٹ کو پاؤں سے ٹھکرایا۔ آہ جان نہیں نکلتی۔ تخت حکومت پر بیٹھنے والے کی یہ درگت۔ افسوس کہ موت بھی رحم نہیں کھاتی۔

استوتھاماں۔ آپ ابھی مایوس کیوں ہیں۔ آپ کی خدمتگزاری کے لئے ہم تینوں جانثار موجود ہیں۔ ہم لوگوں کے جیتے جی راجہ جدھشٹر تخت سلطنت پر قدم رکھے۔ مجال نہیں۔ میں آج ہی پانچوں بھائیوں کے سر آپ کے قدموں پر ڈالوں گا۔ رات ہونے دیجئے۔ پھر دیکھئے کہ پانڈوؤں کو کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔

اسنوتھاماں کو آتے دیکھ کر محافظ بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ دریودھن نے کہا۔ کہ اگر یہی ہے۔ تو میں تلک کر دوں۔ مگر افسوس کہ کچھ سازو سامان نہیں۔

کرپاچارج۔ سازوسامان کی ضرورت ہی کیا۔ میں ابھی پانی لاتا ہوں آپ شگون کر دیجئے۔ یہ کہکر کرپاچارج دوڑتے ہوئے گئے۔ پانی لائے۔ دریودھن نے اسنوتھاماں کا تلک کر کے دوسرے رفیقوں سے کہا کہ بڑی ہوشیاری درکار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ پانڈوؤں کے چکے میں نہ آجائیں۔ ان کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ انہوں نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن اور مجھ کو دھوکے سے مارا ہے۔ سری کرشن جی بیشک تریکی ناتھ ہیں۔ ان کی بات نہ ماننے سے مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ "ہر کہ دوست از جان بشنید ہر چہ در دل آید بگوید"

آج مجھ سے بڑی خطا ہوئی۔ گفتنی و ناگفتنی سب کچھ کہہ ڈالی۔ جو منہ آیا سٹری کی طرح بک گیا۔ مرتے وقت ان کی شان میں ایسی گستاخی کرنا مناسب نہ تھی۔ مگر "در سخن از زبان گذشتہ و تیر از کمان جستہ باز بدست نمے آید" اب میں پچھتاتا ہوں کہ کیا غلطی ہوئی۔ لیکن کیا ہوتا ہے۔ خیر یہاں اور سب کچھ ہو۔ وہاں یہ بھی سہی۔ اچھا اب آپ لوگ مسرور ہوکر ہمیشہ والدین کو تسلی دیجئے گا۔ رنج و غم سے کچھ فایدہ نہیں۔ میری بدبختی تھی۔ تقدیر کے نوشتے ہیں کون ردوبدل کر سکتا ہے۔ مہاراجہ دہرت راشٹر کی ماں کو بھی ڈھارس دے دیجئے گا۔ رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں۔ میں سورگ کو جاتا ہوں۔ اب وہیں سب سے ملاقات ہوگی۔ مسلے بس رات ہوگئی۔ بھگوان داتا کنیش کیجیے۔

اسنوتھاماں وغیرہ دریودھن سے رخصت ہوئے۔ راستے میں دریودھن کی حالت پر ہر ایک آنسو بہاتا اور اس کی بیوقوفیوں کو روتا تھا۔ یہ لوگ بھی صلح کی فہمایش کرتے کرتے ہار گئے تھے۔ لیکن دریودھن اپنے نشے خودی میں چور تھا۔ کسی کی ایک نہ سنی۔ سب کو رنج تھا۔ کہ جب دریودھن

کے اشارے میں گیارہ اکشوہنیوں چلتی تھیں۔ وہ آج یوں خاک و خون میں لوٹ رہا ہے

اسوتھاماں نے کہا۔ خیر جو شدنی تھی۔ ہوگئی۔ اس کا اب ذکر کیا۔ آج میں فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ پانڈوؤں نے جس طرح بھیشم پتامہ۔ درونا چارج کرن۔ راجہ دریودھن کو دغا سے مارا ہے۔ اسی طرح میں بھی ذرا دیر میں پانڈوؤں کے سر کاٹے رکھے دیتا ہوں۔ آپ لوگ سیر دیکھیں ۞



تمام شد

# مہابھارت

## حصّہ دہم

## سوپتیک پرب

### ادّھیائے (۱)

### استوتھاماں کے شبخون مارنے کا تہیہ

مہاراجہ دھرتراشٹ اپنے فرزندان والاشان کی شکست کے غم میں علیل اور دل شکستہ ہیں۔ سنجے بیدردی و روزگار و انقلاب لیل و نہار کو نظر عبرت سے دیکھتا ہوا مہاراجہ ممدوح سے گویا ہے۔ کہ

مہاراج۔ دریودھن کی حالت زار کا میں ذکر کر چکا اب استوتھاماں۔ کرپا چارج۔ اور کرت برما کی کیفیت سنیئے۔ یہ لوگ راجہ دریودھن سے جدا ہو کر اپنے اپنے ڈیروں پر پہنچے۔ دیکھا۔ کہ ہر طرف سناٹا ہے۔ جس لشکر میں ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔ وہاں مری پڑی ہوئی پائی۔ راجہ دریودھن کے اقبال اور اوج و عروج کے مقابلے میں اس کی دردناک حالت کا خیال۔ ان کا دل تڑپائے دیتا تھا اور ان کی آنکھوں کے سامنے انقلاب روزگار کی تصویر پھر پھر کر تڑپتے ہوئے دل میں کانٹے سے چبھو تی تھی۔ یہ لوگ وہاں سے اپنے ڈیرے میں گئے۔ لیکن پانڈوؤں کا وہ خوف غالب تھا۔ کہ جان دہلی جاتی تھی سب کے سب کہیں بیٹھے ہوئے چھپے تھے۔ مگر دل کانپتا تھا۔ کہ کہیں پانڈوؤں کا کوئی طرفدار خبر پا کر ہاتھ صاف

نہ کر بیٹھے۔ اسوقت کورووں کے لشکر میں یا تو زخمیوں کے کراہنے کی آواز آتی تھی۔ یا گوشت خور جانوروں کی۔ ان سے یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ ادھر پانڈوؤں کا خوف بھی غالب ہو رہا تھا۔ اسلئے موقعہ و محل نے یہی مشورہ دیا۔ کہ کہیں کھسک جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ تین جانیں بھی فرشتۂ اجل کی نظر ہو جائیں۔ تینوں روپوش لاکھ جیالے اور بہادر تھے۔ مگر اگلی شکستوں نے دل توڑ دیا تھا۔ ان کے قدم اٹھ ہی گئے۔ اور آفتاب کے غروب ہوتے ہی چلے۔ تو دو کوس کا پالا مار لیا۔ راستہ دریودھن کی حالت کے افسوس نے کاٹا۔ یا تینوں بہادر کہتے تھے۔ کہ ہائے سب امیدیں خاک میں مل گئیں۔ گیارہ اچھوہنیوں کے کٹ مرنے کا اتنا تعجب نہیں۔ جتنا دریودھن کے زیر ہو جانے پر ہے۔ جس کا جسم فولادی۔ جس میں دس ہزار ہاتھی کا زور۔ وہ دم بھر میں بے دست و پا ہو جائے۔ تو بدقسمتی کی حد سمجھ لینا چاہیے۔ آہ جس دریودھن کے قدموں کے تلے مخمل و کمخواب کے فرش بچھے رہتے تھے۔ جس کے تلوے جانتے ہی نہیں۔ کہ خاک کیسے کہتے ہیں۔ وہ خاک و خون میں لوٹ رہا ہے۔ کوئی منہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی ٹپکانے والا نہیں۔ پھڑک کر مر جائے۔ تب بھی کوئی نہیں۔ جو دشمن کی طرف پاؤں کرکے لٹا دے۔ یا جانوروں کی چیر پھاڑ سے بچائے۔ جس جگہ یہ لوگ پہنچے۔ وہ ایک جنگل تھا۔ انہوں نے کسی جائے پناہ کی تلاش میں بہت پاؤں توڑے۔ مگر خونخوار جانوروں نے قدم نہ ٹکنے دیئے۔ آخر آگے بڑھے۔ وہاں کچھ صورت امن دیکھی۔ گھوڑے چھتنار درختوں کے ساتھ باندھ دیئے۔ اور آپ بھی وہیں بیٹھ گئے۔ کہ ذرا سستا لیں پھر کوئی امن کی جگہ تلاش کر لی جائے گی۔ سب لوگ دن بھر کے تھکے تھے۔ شکست فاش سے دل اداس رہا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی۔ تو کرپاچارج و کرت ورما کی آنکھ لگ گئی۔ مگر استھاماں کی پلک نہ جھپکی۔ نیند آئی بھی تو پتلیوں سے دور سے دھتکار دیا۔ استھاماں درختوں کی چھاؤں میں بیٹھا ہوا تھا۔ مرغانِ خوش نوا خاموش تھے۔ جگنوؤں کی ایک ایک شاخ پر سرو چراغاں کی کیفیت تھی۔ پرندوں میں صرف وہی پرند اڑتے نظر آتے تھے۔ جن رات کی تاریکی میں روشنی کا لطف آتا تھا۔ دفعتہ یہ ہوا۔ اُلو درختوں پر آ بیٹھے۔ اور انہوں نے جنگلی کووں کو کاٹنا شروع

کیا۔ کچھ کوے جاگتے ہوئے اُڑ گئے۔ کتنوں نے درختوں کی ٹکریں کھائیں۔ مگر اُلوؤں نے اپنے پیٹ بھرنے کا سامان تیار کر لیا

اسوتھاماں راجہ دریودھن کی حالت پر دل ہی دل میں رو رہا تھا۔ یا دفعتاً چونک سا پڑا۔ اُلوؤں کی حرکتوں نے اس کے دل میں جذبات پیدا کر دی۔ دل میں سوچا۔ کہ بیشک دشمنوں کے مارنے میں انہیں پرندوں کی پیروی کرنا لازم ہے۔ بزرگ سچ کہہ گئے۔ کہ دشمن شل یا عاجز ہو جائے۔ کھاتا ہو۔ کہیں جاتا ہو۔ جاگتا ہو یا سوتا۔ ہر حالت میں مار ڈالنا ہی انسان کا فرض ہے۔ اگر کوے اسوقت ہوشیار ہوتے۔ تو کبھی مارے نہ جاتے۔ اُلوؤں نے ان کو غفلت میں پاکر اپنا اُلو سیدھا کیا ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ شبخون مار کر پانڈوؤں سے اپنے پتا درونا چارج اور اپنے راجہ دریودھن کا عوض لے کر کلیجہ ٹھنڈا کروں گا۔ پانڈو اسوقت غافل ہونگے۔ آج ان کی نیند کیسے آئے گی۔ اس نے اس ارادے کرت برما۔ اور کرپا چارج کا شانہ ہلایا۔ وہ چونک کر اُٹھ بیٹھے۔ تو اسوتھاماں نے دل کا منصوبہ بتایا۔ اور کہا کہ دریودھن کو بھیم سین نے میرے پتا درونا چارج جی کو دھرشٹ دمن نے اور ارجن نے بھیشم جی کو فریب سے مارا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان کو طرح دی جائے۔ رات کا وقت ہے اسوقت پانڈو گھوڑے بیچ کر سو رہے ہوں گے میری رائے ہے۔ کہ ان سے عوض لوں فرمایئے آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔

## ادھیائے (۲)

## کرپاچارج کی نصیحت۔ اسوتھاماں کی ہٹ۔ راجہ جدھشٹر کے خیمے تک رسائی۔ عالم حیرت۔ مہادیوجی کی مہربانی

جو وقت اسوتھاماں کا ارادہ سنا۔ کرپاچارج نے دانتوں کے تلے زبان دبائی۔ اور کہا کہ ایسا خیال نہایت نامناسب ہے۔ انسان تقدیر و تدبیر کی زنجیر میں ایسا جکڑا ہوا ہے۔ کہ ہل نہیں سکتا۔ تقدیر و تدبیر میں شرف ہے۔ تو تقدیر کو مگر تقدیری معاملات میں تدبیر بھی شرط ہے۔ تدبیر سے جو غافل ہے۔ اس کی تقدیر بھی کبھی موافق نہ ہوگی۔ اس لئے انسان کا فرض ہے۔ کہ تقدیر پہ توشا کر رہے اور تدبیر کی ناکامیابی پر ہاتھ پہ ہاتھ نہ رکھ لے۔ تقدیر بھی درست ہو۔ تدبیر بھی بن پڑے۔ تو کام کے بننے میں فرق نہیں۔ تقدیر کا لکھا کبھی نہیں مٹتا دیکھا۔ کیا معلوم کس کی قسمت میں کیا بدا ہے۔ مگر مایوسی کی حالت میں تدبیر و کوشش سے ہاتھ اٹھا لینا بھی جہاں انسان کا فرض نہیں۔ وہاں صرف تدبیر ہی پہ بھروسہ کرنے سے کسی مقصد برآری کی امید کرنا فضول ہے۔ دریودھن نے اپنی طاقت کا بھروسہ کیا۔ تقدیر کے معاملات پر نظر نہ کی۔ پانڈو ۱۳ برس بدنصیبی کی عمر ختم کر چکے۔ جب بارہ برس کے بعد کوڑھے کے دن پھرتے ہیں۔ تب راجہ جدھشٹر کی اقبالمندی کا عروج بھی قدرتاً لازمی تھا۔ ہم لوگوں نے لاکھ مغز مارا۔ مگر دریودھن اپنی ہی دھن میں مست رہا۔ جس کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ تجربے کے لئے کہیں دور جانا نہیں۔ یہ بھی خوب یاد رکھو۔ جہاں خودرائی کا دخل ہے۔ وہاں کامیابی کا منہ دیکھنا محال۔ آدمی کو چاہئے۔ کہ جو کام کرے۔ دو چار آدمیوں کا مشورہ لے کر۔ جو جلدی کرکے دوڑا۔ اسکا کام سمجھ لو۔ کہ ضرور بگڑے گا۔ اسی لئے میری رائے ہے۔ کہ اسوقت ہم لوگوں کے صلاح و مشورہ کو کچھ ہی چیز نہ سمجھیں۔ ہم لوگوں کی عقل ٹھکانے کہاں۔ دماغ پریشانی کے مارے کچھ کام ہی نہیں کرتا۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ چلکے ودرجی اور مہاراجہ دھرتراشٹر سے پوچھ لیں۔ کہ اب کیا کرنا لازم ہے۔

اسوتھاماں کے سر پر بھوت سوار تھا۔ اس نے کرپاچارج کی بات دلکو کر کہا۔ کہ چھل کپٹ کے معاملے میں کسی سے پوچھ گچھ کرنا حماقت ہے۔ چھل و فریب کی کوئی دوسرا شخص رائے نہ دے گا۔ وجہ یہ کہ اُسے کیا خبر کہ فریبیوں کے ہاتھ سے کیا ہوا۔ اسپر نہیں گزری بلکہ ہم پہ۔ جس کو چوٹ لگتی

اسی کو درد کا مزہ معلوم ہوتا ہے۔ نہ کبھی او رکو۔ لوہے کے کاٹنے کو لوہا ہی ہو۔ تب کام بنے۔ جنگل میں ایک طرف آگ لگے۔ تو دوسری طرف آگ لگا دینے سے ہی آگ لگا دینے سے ہی آگ جلد بجھتی ہے۔ آگ کا جلا بھی آگ سے اچھا ہوتا ہے۔ اسی اصول پہ فریبیوں کو فریب سے مارنا کبھی خلاف نہیں۔

کرپاچارج۔ میں آپ کی رائے کا مخالف نہیں۔ خیال صرف یہ ہے کہ ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنے سے کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ آج ہم سب شل ہیں۔ ہاتھ پاؤں ہلانے سے نہیں ہلتے۔ کیا خوب ہو۔ کہ رات اس جنگل میں کاٹیں اور صبح کو چلکر پانڈوؤں کی باقی کچائی نکال ڈالیں۔ گویا گیارہ اکشوہنیاں پیوند خاک ہو گئیں۔ مگر ایشور نے ہم تینوں مہارتھیوں کو صحیح وسلامت رکھا ہے۔ کون جانے۔ کہ ہماری ہی قسمت میں فتحمندی کا سہرا نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ہمیں پانڈوؤں کا چرسا اڑا ئیں۔ ہم لوگوں کے مقابلے میں اندر بھی ٹک سکے۔ مجال نہیں۔ پھر پانڈو کیا مال ہیں۔ اس لئے اسوقت تو آرام کرو۔ سویرے دیکھا جائیگا پناہ گیر مست خواب بے ہتھیار۔ بے سواری اور بے ہوش کے قاتل کو شاستر نے گنہگار تسلیم کیا ہے۔ اور واقعی جس نے شاستروں کی ہدایت پر عمل نہ کیا وہ سرتاپا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ محال۔ اس کو گھور نرک سے نجات نہیں۔

اسنوتھاماں غصے کی آگ میں جل بھن رہا تھا۔ اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ چلا کر بولا کہ۔

مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں۔ نہ میں آپ کی اعانت ورفاقت کا بھوکا ہوں۔ آپ مجھے میری قسمت پر چھوڑ دیجئے۔ آج شبخون مار کر اپنے پتا کا عوض لوں گا۔ آپ دونوں صاحب آرام کریں۔ لیجئے میں رخصت۔

یہ کہکر اسنوتھاماں چل کھڑا ہوا۔ کرت برما۔ کرپاچارج کی تشفی نہ ہوئی کہ ساتھ چھوڑ دیں۔ لہذا وہ بھی پیچھے ہوئے۔ رتھ بڑھی۔ اور جونہیں جلد ھشتر کے پڑاؤ پر پہنچے۔ دوسری ہی کیفیت نظر آئی۔

سری کرشن جی عالم الغیب تھے۔ انہوں نے پہلے ہی اسنوتھاماں

کی نیت سمجھ لی تھی چنانچہ پانڈو اور فتحیوں میں نہ تھے۔ استوتھاماں کو اس معاملے
کی خبر نہ تھی۔ وہ نظر بچا کر جس وقت پانڈوؤں کی قیام گاہ کے دروازے پر پہنچا۔ دیکھتا
ہے کہ ایک دراز قامت کوہ پیکر شخص دروازے کھڑا ہوا ہے چہرے میں چاند
کی سی چمک۔ جلال سورج کا سا۔ بدن پر شیر کی سی کھال۔ بغل میں سیاہ مرگ
چھالا۔ گلے میں سانپ۔ دوسرا ہوتا۔ تو ایسی بھیانک صورت اس کا کلیجہ ہلا دیتی
مگر استوتھاماں بھی شیر دل تھا۔ تیر اندازی کا کمال راجہ اندر کو بھی نظر میں
نہ لانے دیتا تھا۔ اس نے صورت دیکھتے ہی تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔
استوتھاماں کی کمان سے تیر برس رہے تھے۔ اور وہ شخص تیروں کو نگلتا جاتا
تھا۔ برچھی تلوار وغیرہ جو ہتھیار استوتھاماں نے چلائے۔ سب کے سب لقمہ
ہو گئے۔ اور استوتھاماں کی ایک نہ چلی۔ یہ گھبرایا۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ حیران ہو کر
آکاش کی طرف نظر کی۔ تو اور کرشمہ قدرت نظر آیا۔ ہزارہا کرشن جی آنکھوں
کے سامنے موجود ہو گئے۔ جدھر دیکھا۔ اُدھر ہی سری کرشن جی کا جلوہ پیش
نگاہ ہو گیا۔ اس کیفیت نے استوتھاماں کے ہوش پراگندہ کر دیئے۔ عالم حیرت
میں سوچا۔ کہ واقعی کرپا چارج اور کرت ورما کی بات نہ ماننے کا یہ نتیجہ ہے گورو
برہمن۔ ماں۔ باپ۔ راجہ۔ عورت۔ دوست۔ گورو۔ بیہوش و حواس۔ خوابیدہ
خوف زدہ۔ بدمست انسان کا مارنا بیشک گناہ عظیم ہے۔ اس وقت میں اسی
گناہ کا ارادہ کر کے یہاں آیا۔ چنانچہ نتیجہ دیکھ لیا۔ معاً ہی اپنے نام کی شرم
آئی۔ اس نے دل کڑا کر لیا۔ اور کہا کہ کچھ ہو۔ استوتھاماں دل اوچھا کرنے
والا نہیں کچھ کئے بغیر یہاں سے ٹلنا ناممکن ہے۔

استوتھاماں نے فوراً ہی دل مضبوط کر لیا۔ اور مہادیوجی سے پناہ
مانگ کر اس صدق عقیدت سے استت کرنا شروع کی۔ کہ مہادیوجی اپنے بار
کھڑے لئے ہوئے آ پہنچے۔ استوتھاماں جی نے مہادیوجی کے درشن کر کے آتما نذر
کر دی۔ اور قالب عنصری کو اسی وقت ہون کر کے عرض کی۔ کہ انباشی
انگرا کے خاندان کی یادگار۔ استوتھاماں کی پیشکش قبول ہو۔ بر دان دیجئے
کہ میں اپنے دشمنوں پر غالب ہوں۔

مہادیو جی مہربان ہو گئے۔ انہوں نے استوتھاماں کے جسم پر نورانی کی شعاع منور کر دی۔ اور ایک ایسی تلوار عطا فرمائی۔ جس کا وار فرشتہ اجل بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ انسان کی کیا بساط ؟

## ادھیائے ۱۴

# استوتھاماں کے ہاتھ سے پانڈو لشکر کا اختتام

# دروپدی کے پانچوں فرزندوں کا قتل

# سری کرشن جی کی توجہ سے پانڈوؤں کی جانبری

رات اندھیری تھی۔ پانڈوؤں کا لشکر فتحمندی کی خوشی میں پاؤں پھیلا کر میٹھی نیند سو رہا تھا۔ بہادر رتھی مہارتھی خراٹے لینے لگے۔ کسی کو شان گمان بھی نہ تھا۔ کہ کوئی آفت آنے کو باقی ہے۔ سوئے ہوئے شیر کو لومڑی جب چاہے مار لے۔ ہاتھی کو عالم غفلت میں چیونٹی مار لیتی ہے گھر میں لاکھ آدمی بھی ہوں۔ تو ایک چور سب کو غفلت میں پا کر سارا گھر موس لیتا ہے۔ مکھی انسان کو پانی میں بھی نہیں چھوڑتی۔ مگر رات کو شہد کے چھتوں پر تباہی آ جاتی ہے۔ استوتھاماں جی قسم کھا چکے تھے۔ کہ شبخون مار کر دم لونگا۔ مہادیو جی نے بھی ان کو سہارا دے دیا تھا۔ ذاتی بہادری کا جوش باپ کے قتل کا رنج۔ عوض کا خیال۔ دریودھن کے زوال اقبال کا تاسف۔ سب باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ تو ایک بھوت سا سر پر ہو گیا۔ دانت پیستا ہونٹ کاٹتا ہوا پانڈوؤں کے پڑاؤ پر پہنچا۔ ادھر دیکھا۔ ادھر نظر دوڑائی۔ اندھیری

رات میں نظر بچاتے ہوئے سیدھا دھرشٹ دمن کے ڈیرے میں پہنچ گیا طبیعت پھڑک رہی تھی۔ کہ بس مار لیا۔ کرپا چاریج اور کرت برما سے کہا۔ کہ آپ دونوں صاحب دروازے پر رہیں۔ خبردار کوئی اندر نہ گھسنے پائے نہ باہر نکلنے پائے۔ اب استوتھاماں جی اندر پہنچے۔ تو دھرشٹ دمن کو خوب استراحت میں پایا۔ جاتے ہی ایک ٹھوکر دی۔ گہری چوٹ نے دھرشٹ دمن کو چونکا دیا۔ جیسے ہی وہ اٹھا۔ استوتھاماں نے سر کے بالوں کو اس زور سے جھٹکا دیا۔ کہ دھرشٹ دمن پٹ سے زمین پر آگرا۔ اچانک چوٹ یونہی غضب کی ہوتی ہے۔ اس پر جس وقت استوتھاماں سینے پر چڑھ بیٹھا۔ تو رونے چلانے کے سوا کچھ نہ بن پڑی۔ استوتھاماں نے ادھر تو ٹانگوں سے دھر دبایا۔ اور ادھر ناخنوں سے ایسے زخم لگائے۔ تو پھڑکتے نہ بنی۔ دھرشٹ دمن بولا

دروناچارج جی کے فرزند ارجمند۔ غفلت میں یہ دغابازی۔ سوتے ہوئے پر یہ ظلم۔ اچھا یہی مرضی ہے۔ تو ناخنوں سے بدن لہولہان نہ کرو۔ کسی ہتھیار کے ایک وار سے کیوں کام تمام نہیں کر دیتے۔ تم آچاریہ جی کے بیٹے ہو۔ اگر تمہارے ہاتھ موت آجائے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ میرے لئے بیکنٹھ کے دروازے کھل جائیں گے۔ سیدھا سرگ لوک کو جاؤں گا۔ مگر ناخنوں کے زخم گوارا نہیں

استوتھاماں۔ او ننگ خاندان۔ او رو سیاہ۔ تو وہ نالائق ہے۔ جس نے میرے پتا کو مارا ہے۔ جو ایک زمانے کے گورو تھے۔ تجھے کسی ہتھیار سے مارنا بہادروں کی بے عزتی ہے۔ تو اس قابل ہے۔ کہ نرک میں جائے۔ میرے ناخن تیری ہستی سوا کچھ نہ ہونے دینگے۔ تو نے جیسی نالائق حرکت کی ہے اس کا عوض یہی ہے۔ کہ تجھے تڑپا تڑپا کر ماروں

ان الفاظ کے تیر و نشتر چبھو کر استوتھاماں نے چھاتی پر گھٹنے ٹیک کر ایسا زور کیا۔ کہ دم گھٹنے لگا۔ اور پھر ایڑیوں سے نازک عضو پر ایسی چوٹ پہنچائی۔ کہ دھرشٹ کی جان نکل گئی۔ دھرشٹ دمن کی آخری چیخ اس زور کی تھی۔ کہ اس کے خیمے سے عورتیں دوڑ پڑیں۔ ہائے واویلا مچ گیا۔ اور

سمجھیں۔ کہ اٹھارہ چھوہنیوں میں سے کوئی سوربیر بھوت بنکر خیمے میں گھس آیا
تمام عورتیں سہم گئیں جو چوکی پہرے دار تھے۔ انہیں کرپاچارج اور کرتا
برما نے مار کے ڈالدیا۔ اب ان کا واویلا کس کام آتے۔ اس پر لطف یہ کہ دھرشٹ
دمن کو مار کر اسوتھاماں اور بھی تیز ہو گیا جون سا سر پہ سوار تھا۔ آنکھیں ابھی
بن ڈوبی ہوئی تھیں۔ جس کی طرف نظر کر دی۔ اُس کا دم فنا ہو گیا۔ دھرشٹ
کی چیخ و پکار سنکر ادھر اُدھر کے بہادر دوڑ پڑے۔ تو ان کی بھی وہی گت
ہو گئی۔ جسکو دور سے بھی سامنے آتے دیکھا۔ اسوتھاماں نے چٹنی کر
ڈالا۔ دھرشٹ دمن سے فرصت پاکر اسوتھاماں نے دوسرے بہادروں
کی خونریزی کا تہیہ کر لیا۔ اُتموجی سماودھامنو۔ پانچال ویشی سوربیر سب
نہایت بےدردی سے ہلاک ہوئے۔ لاکھ مقابلہ بھی کیا۔ تو کچھ کامیابی
نہ ہوئی۔ گلم نام کی فوج بڑی بہادر مشہور تھی۔ دن بھر لڑتے لڑتے ان کو
اندھی رونگ آگیا تھا۔ ہاتھ پاؤں بالکل شل تھے۔ اس لئے مرتے حالوں
بھی بڑی جانبازی کی۔ لیکن اسوتھاماں نے تن تنہا ایک ایک بہادر
چن چن کے راہی عدم کر دیا۔ گھوڑے سے تڑپ رہے تھے۔ گھوڑوں کے
جسم سے خون کے نالے بہ رہے تھے۔ اسوقت اندر کو بھی اسوتھاماں
کے خوف سے چھپا کا بل ڈھونڈھے نہ ملتا تھا۔ تمام شور و غل سے پانڈوؤں
کے فوجی پڑاؤ میں ایسی کھلبلی مچی۔ کہ چنگھاڑ ہو گئی۔ خواب غفلت میں
سوئے ہوئے بھی جاگ اٹھے۔ اور تلوار چلنے لگی۔ تیر برسنے لگے
اندھا دھند یہ تھا۔ کہ سب اپنے ہی طرفداروں کو مارنے لگے۔ ایک طرف
اسوتھاماں کے تیر خون برساتے تھے۔ دوسری طرف پانڈو بہادر آپس میں
کٹے مرتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر پربھدرک چھتری نے اسوتھاماں پر حملہ کیا۔ لیکن
موت نے دغا دی۔ ایک تیر نے زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اتنے میں سکھنڈی
جی سامنے آگئے۔ اور تیروں پر رکھ لیا۔ اسوتھاماں جی اسوقت دیوانہ
ہو رہے تھے۔ ہتھیلی پر جان لے کر اس طرح خونریزی کو تیار تھے۔ کہ گویا
انہیں جمراج نے روح قبض کرنے کا اختیار دیدیا ہے۔ سکھنڈی کی تلوا

سے زخمی ہوا۔ پرت بند کی ایک ہی وار جان گئی۔ سوت سیوم چٹکی بجاتے چٹ پٹ ہو گیا۔ ستانیک۔ سرت کرما۔ ایسے ایسے بہت سے نامور بہادر آن واحد میں کام آئے۔ اور مخالفوں کا گویا صفایا ہو گیا۔

اسوقت اسوتھاماں کی خوشی کا پوچھنا۔ تمام پانڈو لشکر کا خاتمہ ہو گیا۔ سب فتحمند سورما رلائے گئے۔ دھرشٹ دمن سے بدلہ لینے کی خوشی میں اسوتھاما بغلیں بجاتا اچھلتا کودتا۔ اس خیمے کی طرف دوڑا۔ جہاں پانچوں پانڈو فروکش رہتے تھے۔ سری کرشن چندر جی نے تو پہلے ہی پانڈوؤں کا بچاؤ کر لیا تھا۔ وہ بیٹھکر اور ہی جگہ خراٹے لے رہے تھے۔ مگر اسوتھاماں کو یہ خیال تھا۔ کہ راجہ جدھشٹر وغیرہ ابھی اپنے خیموں میں ہی ہیں۔ جو فت یہ موت کا جامہ پہنکر ساری پوشاک کو رنگے ہوئے چلا۔ پربھدرک۔ راجہ براٹ۔ راجہ درپد کے بیٹے پوتے جاگ جاگ کر مقابل ہوئے۔ فوجیں بھی کچھ بھاگیں۔ کچھ آمادہ جنگ ہوئیں۔ مگر موت کا علاج کیا۔ سب کی زندگی کے دن پورے ہو گئے اسوقت ایسا شور و غل ہوا۔ کہ پانڈوؤں کے طلاٹے کی فوج بیدار و ہوشیار ہو گئی۔ مگر کسی کو علم نہ تھا۔ کہ ہنگامہ کس وجہ سے ہے۔ چاہتے سب اٹھیں ہتھیار سنبھالیں۔ آگے بڑھیں۔ وار کریں۔ تب تک اسوتھاماں نے میدان صاف کر دیا۔ جن کی موت تھی۔ وہ وہیں ڈھیر ہوئے۔ بہتوں نے بھاگ بھاگ کر جان بچائی۔ لیکن اسوتھاماں کے نشانے خالی نہ جانے پاتے تھے۔ بھاگتے ہوؤں کو بھی دم نہ لینے دیا۔ اس بھاگڑ میں صدہا لوگ گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل گئے۔ سینکڑوں کو رتھوں کی ٹکر نے خاک پر سلا دیا۔ ہزاروں ہاتھیوں کی جھپٹ میں آ گئے۔ نہ جانے کتنے ایک کے اوپر ایک گر کے دب مرے خلاصہ یہ کہ سارے پڑاؤ پر سناٹا چھا گیا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں نے غبار اڑا کر آسمان پر گھنگھور گھٹائیں چھا دیں۔ فوج کے دستے ایک دوسرے کو دشمن سمجھ کر کٹ گئے۔ اسوقت اسوتھاماں سب کو چنے کی طرح بھاڑ میں بھون رہا تھا۔ ادھر کرت برما کرپا چارج نے ڈیروں خیموں میں آگ لگا کر نہ جانے کتنے جسم راکھ کر ڈالے۔ اسی مار دھاڑ میں اسوتھاماں راجہ جدھشٹر کے خیمے

میں پہنچا۔ دروپدی کے پانچوں بیٹے پانڈووں کے ہمشکل تھے۔ شاپ کی نیند بھیا
مشہور ہیں۔ اتنا شور و غل ہوا۔ مگر ان کی آنکھیں نہ کھُلیں۔ علاوہ بریں موت
سر پر سوار تھی۔ قسمت میں آنکھیں بند ہونا لکھا تھا۔ تقدیر نے پلک سے پلک
ملا کر گویا کہہ دیا تھا۔ کہ اب یہ آخری نیند ہے۔ اسکے بعد آنکھیں کھولنے کی
نوبت نہ آئے گی۔ استوتھاماں بڑے جوش و خروش سے ان کے سرہانے
پہنچا۔ اور ایسے تلے ہوئے ہاتھ رسید کئے۔ کہ سر تو الگ ہو گئے۔ مگر کوئی
پھڑک بھی نہ سکا۔ یہ پانچوں سر لئے ہوئے خوش خوش باہر آیا۔ کرپا چارج
اور کرت برما سے اپنی طاقت و شجاعت کی ساری داستان کہی۔ انہوں
نے بھی تعریف اور توصیف کے پُل باندھ دیئے۔ اور سب خوش ہوئے
کہ بس عوض ہو گیا۔ اب چلکر دریودھن کو خوشخبری سنائیں۔ ایسی خبر پیاس سے
مُردہ جسم میں جان آجائے گی۔ اور اب اٹل راج میں شک نہیں

راجہ دھرتراشٹر اور راجہ دریودھن کی دردناک حالت سے رنج تھا۔ اس
کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ رہے تھے۔ مگر دفعتہً اس خبر سے وہ سنبھل بیٹھا اور کہا
بول اُٹھا کہ

چلو بدلہ مل گیا۔ مگر ساتھ ہی افسوس ہوا۔ کہ استوتھاماں میں یہ قدرت
تھی۔ تو دنیا کی تباہی سے پہلے ہی کیوں طاقت آزمائی نہ کی۔ مجھے دریودھن
سے مایوسی ہے۔ کیا خوش ہوں۔ کہ اس کا کچھ بھلا نہ ہوا۔ استوتھاماں کو لازم
تھا۔ کہ پہلے ہی پانڈووں کا قلع قمع کر دیتے

سنجے نے عرض کی۔ آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ مگر پانڈووں کے
سامنے استوتھاماں کی یہ جرأت نہ تھی۔ کہ یوں شبخون مار کر اتنی جانوں کا خون
کر سکتا۔ جس وقت یہ لوگ وہاں موجود نہ تھے۔ اسوقت استوتھاماں چل گئی۔
استوتھاماں نے دھرم کیا۔ یا ادھرم۔ اس کا تصفیہ اہلِ زمانہ کے ہاتھ ہے۔
مگر آج انہوں نے وہ کام کیا۔ جو اندر سے بھی ناممکن تھا۔ جسوقت استوتھاماں
پانچ سر لئے ہوئے خوشیاں مناتا ہوا چلا۔ مبارک مبارک کے نعرے بلند
ہوتے جاتے تھے اور خوشی منائی جا رہی تھی۔ کہ جلدی سے پہنچکر دریودھن کا کلیجہ

ٹھنڈا کر دکھایا ہے۔ کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں۔ خیر اندیشوں کی رفاقت کے یہ معنی ہیں۔ دشمنوں سے عوض یوں لیا جاتا ہے۔

## اُدّھیائے (۹)

## استوتھاماں وغیرہ کی دریودھن کے پاس آمد۔ دردناک حالت پر اشک فشانی۔ پانچوں بھروں کے دیکھنے سے دریودھن کا اظہار افسوس خوشی و رنج کی حالت میں وفات

استوتھاماں، کرپاچارج اور کرت برما کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ کلیجہ مارے خوشی کے اچھل رہا تھا۔ دل میں یہ جوش تھا۔ کہ کسی طرح پر لگا کر دریودھن کے پاس خود اُڑ جائیں۔ اتنے فاصلے کی زمین سمٹ کر بالشت کے برابر ہو جائے۔ رتھ کے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے تھے۔ مگر ان کو ایسی جلدی پڑ رہی تھی۔ کہ ایک ایک پل برس کے برابر معلوم ہو رہی تھی۔ اسی اضطرابی اور عجلت کے خیال سے تینوں دریودھن کے پاس پہنچے۔ یا تو خوش خوش گئے تھے، یا بے اختیار رو پڑے۔ دیکھتے کیا ہیں۔ کہ راجہ دریودھن خون میں ڈوبا ہوا پڑا ہے۔ منہ سے بھی لہو جاری ہے۔ بدن بھی خون سے تر بتر ایک طرف سے سیار گوشت پوست کے ریلے للچا رہے ہیں۔ دوسری طرف چیل کوے۔ یہ حالت ذرا ایسی نہ تھی۔ کہ پتھر سے پتھر چھاتی دیکھ کر پھٹ جائے۔ سنگدل سے سنگدل آدمی کا کلیجہ پانی پانی نہ ہو۔ تھوڑی دیر تک یہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتے رہے۔ اتنے میں کچھ اپنے

پاکر دریودھن کی آنکھ کھولی۔ وہ سہم گیا۔ کہ کہیں بھیم سین اور ارجن پانڈو گلا گھونٹ کر مارنے کو تو نہیں آ گئے۔ دریودھن کی پلک سے پلک جدا ہونے ہی ان لوگوں نے جلدی سے آنسو پونچھے۔ اور اسوتھاماں نے کھیسیں نکال کر کہا:۔

مہاراجہ دریودھن۔ مبارک۔ میں آپ کے دشمنوں کا خاتمہ کر آیا۔ پانڈووں کے سر حاضر ہیں۔ باقی ساری فوج شبخون میں کام آ گئی۔ اب کوئی غنیم باقی نہ رہا۔

دریودھن کوئی گھڑی کا مہمان تھا۔ اس خوشخبری سے اسکے جسم میں اسطرح جان آ گئی۔ جسطرح بجھتا ہوا چراغ بڑی تیزی سے روشن ہو جاتا ہے اس نے کروٹ بدلی اور کہا کہ:۔

پانڈووں کے سر ادھر لاؤ۔ چلتے چلتے دل کی ہوس تو نکال لوں۔

اسوتھاماں نے پانچوں سر سامنے رکھ دیئے۔ دریودھن نے ہاتھ سے دبایا۔ تو پانچوں کے پانچوں سر چور چور ہو گئے۔ رات اندھیری تھی۔ کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ جب پانچوں سر سرمہ ہو گئے۔ تو دریودھن بولا کہ:

اسوتھاماں جی اس میں بھیم سین کا سر کون تھا۔

اسوتھاماں:۔ انہیں پانچوں میں ہے۔

دریودھن۔ کبھی نہیں۔ بھیم سین کا سر یوں پس جائے۔ ممکن نہیں۔ دیکھو۔ کہیں دھوکا تو نہیں ہو گیا۔ کچھ روشنی ہو۔ تو میں دیکھوں۔ کہ یہ کس کے سر ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ پانڈووں کے دھوکے میں دروپدی کے بیٹوں کا سر کاٹ لائے

دروپدی کے فرزند پانچوں پانڈووں کے ہمشکل تھے۔ دریودھن کا قیاس درست تھا۔ جب وقت روشنی کا انتظام ہوا۔ دریودھن نے زمین پہ سر دے مارا۔ اور کہا کہ

ہائے اسوتھاماں جی۔ تم نے نسل منقطع کر دی۔ کوروؤں کا خاندان تو مٹ گیا۔ اب آپ نے پانڈووں کے بیٹوں کی جان لے کر سوتے سے دردے

کی مثل صادق کی۔ پانڈو ان کی کیوں قت میں جان دیں گے۔ اور ہم لوگوں کو چلّو بھر پانی بھی نہ ملیگا۔

دریودھن کو اس وقت ایسا صدمہ ہؤا۔ کہ بے اختیار رو پڑا۔ اشوتھاما نے آستین سے آنسو پونچھے۔ اور کہا کہ

رنج والم اس وقت بیکار ہے۔ جو ہونا تھا۔ سو ہوا۔ اب آپ خوش خوش سورگ کی تیاری کریں۔ میں نے امکان بھر آپ کی رفاقت کی۔ اگر آپ کی گیارہ چھوہنیوں میں ہم تین شخص بچے۔ تو دشمنوں کی آٹھ چھوہنیوں میں سے بھی صرف سات یعنی ایک سری کرشن چندر۔ دو را ساتکی اور پانچوں پانڈو۔ میں نے دھرشٹ دمن سے آپ کے گورو اور اپنے پتا کا بدلہ لے کر کلیجہ ٹھنڈا کر لیا۔ سکھنڈی وغیرہ سب کتّے کی موت مارے گئے۔ ہم سب سر ٹیک ٹیک کر جان دے رہے ہیں۔ تو خیر۔ اب سورگ میں ملاقات ہوگی۔ اگر میں جانتا۔ کہ پانڈو نہ تھے۔ دروپدی کے بیٹے تھے۔ تو میں کبھی سر آپ کے پاس نہ لاتا۔ اسوقت پچھتا رہا ہوں۔ مگر کیا چارہ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا آخری وقت وہی ہے۔ جب خوشی کے ساتھ رنج سے سابقہ ہو افسوس کہ وہی وقت آگیا۔ ایشور کی مرضی میں کس کو دخل۔

دریودھن پہلے پانڈوؤں کے قتل کی خوشی میں گویا جی اٹھا تھا۔ مگر بھتیجوں کے سر دیکھ کر اسے صدمہ ہوا۔ وہ ناقابل برداشت تھا۔ سر نوشت یہی تھی۔ کہ رنج اور خوشی کے وقت دم نکلے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ کلیجے کی تڑپ کے ساتھ آخری ہچکی آتے ہی اس کا کام تمام ہوگیا۔ اور پھر سانس نہ آئی۔

جس وقت دھرتراشٹر نے یہ سانحہ درد انگیز سنا۔ پچھاڑیں کھانے لگا۔ روتے روتے آنکھیں سجادیں۔ سر ٹکرا ٹکرا کے خون کے فوارے چھڑا دیئے کلیجے پر ایسی چوٹ لگی۔ کہ غشی نے موت کا دھوکہ دیا۔ مگر کیوڑے گلاب کے چھینٹوں اور عطر و لخلخہ کی خوشبو نے انہیں گویا ایشور کے یہاں سے پھر بلایا۔

# اَدّھیائے (۵)

## پانڈوؤں کی بیٹوں کے غم میں آہ وزاری دروپدی کی بیقراری۔ استوتھاماں کے سر کاٹ لانے کی فرمائش بھیم سین وارجن کی روانگی۔ برہم استروں کا مقابلہ۔ بیاس جی کی استوتھاماں کو چشم نمائی۔ مَن دینے پر استوتھاماں کو جانبری کا اطمینان۔ اترا کے حمل ضائع کرنے کی کوشش

## سری کرشن جی کا عتاب اور سراپ

ادھر استوتھاماں پانڈووں کا بقیہ لشکر مار کر پانچ سر لئے خوشی خوشی دریودھن کو خوشخبری سنانے گیا۔ ادھر راجہ جدھشٹر نے واقعہ جگر خراش سنا تو دل پاش پاش ہوگیا۔ سر کوبی وسینہ زنی سے اس طرح زمین پر گرا۔ گویا بدن میں جان نہیں۔ ارجن اور سہدیو نے فوراً ہی زانو پر سر رکھ لیا۔ اور پانچوں بھائی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور دروپدی کے بیٹوں کا ایک سارتھی اتفاق سے زندہ بچ رہا تھا۔ اس نے جب وقت سارا ہی کیفیت سنائی تو بھیم سین اور ارجن دانت پیس کر رہ گئے۔ ان کو اس وقت کلیجہ تھام لینے کے سوا اور کچھ کرتے نہ بنا۔ دیر تک گریہ و زاری ہوتی رہی۔ آنسو دل

کاڈیا جاری تھا۔ آنکھوں سے خون جگر کی جھڑی لگی تھی۔ دل میں بجلی کی سی چمک ہو رہی تھی۔ آہ و بکا کا شور رعد کی گرج کو مات کرتا تھا۔ راجہ جدھشٹر کی حالت مُنکر مہارانی درو پدی سر پیٹتی بال نوچتی پچھاڑیں کھاتی مچلتی کوٹتی آئی۔ اور سری کرشن جی اور بھیم سین سے بولی کہ

جب تک استو تھاماں سے عوض نہ لیا جائیگا۔ تب تک میں دانہ پانی نہ کرونگی۔ اسی جگہ چولا چھوڑ دونگی۔ ہائے میرے کلیجے کے ٹکڑے آنکھوں کے تارے آپ سب کے ہوتے دغا سے مارے گئے۔ کہیں کی نہ رہی۔ کہاں تک پتھر کا دل کروں۔

راجہ جدھشٹر۔ پیاری! میرے دل میں دیکھو کیا کیا زخم ہیں۔ ۳۰ لاکھ چھتریاں کٹ گئیں۔ کشتریوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ کورو پانڈو خاندان کا کوئی نام لیوا نہ رہا۔ افسوس کیونکر کلیجہ چیر کر دکھاؤں۔ تمہارے پتا بھائی بیٹے سب سیدھے سُرگ میں گئے۔ ہم پانچ بھائی بدقسمت تھے۔ جو دُکھ سہنے کو باقی رہ گئے۔ استو تھاماں ہم لوگوں سے بچکر نہیں جاسکتا۔ مگر افسوس کہ وہ جانے کہاں ہیں۔ اور ایسی جگہ روپوش ہوگا۔ کہ پتہ ہی نہ لگے۔

دروپدی۔ کمبخت کہیں ہو۔ آپ لوگ زمین کھود کر ڈھونڈ نکالیں جب تک اس کے سر کا من آپ لوگ نہ لائیں گے۔ میں استو تھاماں کو زندہ ہی سمجھوں گی۔ اور مجھے یقین نہ آئے گا۔ کہ وہ مارا گیا۔

یہ سنتے ہی بھیم سین اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ کہکر چل پڑا۔ کہ لو میں من لایا بھیم سین نے جونہی سپاٹا بھرا۔ سری کرشن چندر جی ارجن سے بولے کہ استو تھاماں کے پاس برہم استر ہے۔ تمہاری مدد کے بغیر بھیم سین کی خیر نہیں۔

ارجن۔ استو تھاماں کی کیا حقیقت ہے۔ کہ بھیم سین کی چوٹ سہہ سکے

سری کرشن جی بہت صحیح۔ مگر استو تھاماں کے پاس برہم استر ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ ارجن برہم استر اسے کیونکر مل گیا۔

سری کرشن جی۔ ایک روز اس نے مجھ سے چکر مانگا۔ میں نے پوچھا

کس واسطے۔ جواب ملا۔ کہ آپ سے لڑنے کو۔ میں نے اور ہتھیار دے کر ڈکا دیا۔ جس پر اس نے درونا چارج سے برہم استر حاصل کیا۔ مگر آچاریہ جی ارجن سے خوش اور استوتھاماں سے ناراض تھے۔ اس لئے ارجن کو تو چلانا اور واپس لانا سکھایا۔ استوتھاماں کو صرف چلانے ہی کے کرتب بتائے۔ گویا استوتھاماں کو اسکے واپس لانا کا وقوف نہیں تاہم جس پر وار ہو۔ اسکی جان بچانا محال ہے۔ اسی سے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ تمہیں ساتھ لے مدد کو چلوں:-

یہ فرما کر سری کرشن جی اپنے طلاکار اور جواہر نگار رتھ پر سوار ہو کر ارجن کو لئے ساتھ ہوئے۔ بھیم سین کے پیچھے پیچھے چلے۔ ادھر ڈھونڈا۔ اُدھر کھوج کی۔ آخر گنگا کے کنارے ڈھونڈ نکالا۔ اس مقام پر بیاس جی تشریف رکھتے تھے۔ کرت برما اور کرپا چارج بھی موچھوں پر تاؤ دے کر رہے تھے۔ استوتھاماں پوجا پاٹ میں مشغول تھا۔ بدن گھی میں شرابور اور کپڑے خون سے لال لال۔

صورت دیکھتے ہی بھیم سین کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ آگ ہو کر جھپٹا۔ استوتھاماں نے موت کو سر پر سوار دیکھ کر ایک سینک اُٹھا کر پانچ ماری جس سے ایسی آتش فشانی ہوئی۔ کہ چار طرف آگ کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ سری کرشن جی سمجھ گئے۔ کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے ارجن سے فرمایا۔ کہ برہم استر چلانے کا یہی وقت ہے۔

ارجن نے فوراً ہی برہم استر چھوڑا۔ اور دونوں استر باہم مقابل ہو گئے زمین و آسمان میں ایک عجیب و غریب آواز آئی۔ اور دور دور تک روشنی پھیل گئی۔ بیاس جی موجود تھے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ بہادرو! برہم استر بالکل خلاف ہے۔ اس سے دُنیا کا معدوم ہو جائیگی کہیں یہ استر انسان پر چلایا جاتا ہے۔

استوتھاماں۔ جان کی حفاظت کے لئے مجھ سے یہ خطا ہوئی

بیاس جی۔ واپس لو۔

استوتھاماں۔ مجبور ہوں۔ واپسی کا گر یاد نہیں

بیاس جی (ارجن سے) میں زیچ میں کھڑا ہوں۔ تم اپنی کمال لیاقت سے استروں کی طاقت واپس لو۔

ارجن نے منتر پڑھا۔ تو برہم استر فوراً پلٹ آیا۔ بیاس جی خوش ہوئے۔ استوتھاماں کی گردن نیچی ہو گئی۔ ارجن نے عرض کی کہ

استوتھاماں برہم استر سے ہم لوگوں کی جان لینے پر آمادہ نہ جاتا۔ تو ہیں کبھی استر نہ چلاتا۔ استوتھاماں کھسیانا ہو رہا تھا۔ اس نے لاکھوں کوشش کی مگر برہم استر نہ لوٹنا تھا نہ لوٹا۔ بیاس جی کے آگے ہاتھ جوڑے اور بولا کہ

مہاراج! بھیم سین کے ڈر سے میں نے برہم استر کا سہارا لیا تھا۔

بیاس جی۔ باتیں نہ بنا۔ تیری نیت ارجن کی طرف سے خراب تھی بخیریت ہوئی۔ کہ ارجن اس استر چلانے کے سبب گر جاتا ہے۔ یہ نہ ہوتا۔ تو تو نے سب دنیا تباہ کر ڈالی ہوتی۔ جس سرزمین پر یہ استر چلتا ہے۔ وہاں کئی برس تک ایک یونا تک نہیں رہتی۔ اسکی آگ سے چرند و پرند نباتات جمادات سب جل جاتے ہیں۔ اگر تجھ میں برہم استر کے واپس کرنے کی طاقت نہیں۔ تو اپنے سر کا من پانڈوؤں کی نذر کر۔ اس من کے نذر کرنے سے تیری امان ہے نہیں تو تو جانے اور تیرا کام۔ دو سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار تھا

استوتھاماں۔ یہ من کسی کا مال نہیں۔ ایشور نے میرے سر میں پیدا کر کے قدرت کاملہ دکھائی ہے۔ جو یہ من سر پر رکھے۔ اسے نہ دیوتاؤں سے خوف ہے نہ راکشسوں سے ڈر۔ ایسی چیز کوئی کب کسی کو دیتا ہے۔ مگر آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ یہ من تو نذر کر دوں گا۔ لیکن سیلگاستر واپس نہیں لے سکتا۔ اب یہی شمشیر پانڈوؤں کی نسل منقطع کر کے رہیگی۔ اور سب تو مر چکے۔ صرف ابھمنو کی رانی اُترا کا حمل باقی ہے۔ اسی کا خاتمہ ہے۔

سری کرشن جی استوتھاماں کی باتوں پر ہنسے اور فرمایا کہ

راجہ براٹ کی بیٹی۔ ارجن کی بہو۔ ابھمنو کی رانی اُترا کا حمل صاف بچ گیا مجال اُترا ایشور چاہے گا۔ تو پریکشت کو گود میں کھلائے گی۔ اور کورو دل کا نام

کا راج اسی کو ملیگا۔ کوروؤں کی توجڑ کٹ چکی۔ پریچھت کے خاندان کا چراغ ہوگا۔

اسوتھاماں۔ منہ دھو رکھیئے۔ جو کہہ چکا ہوں امٹ ہے۔ فرق پڑے کیا مجال۔ آپ کے من لڈوؤں کا مزہ کیا کریں۔ آپ کی طرفداری میں پانڈو ایسے تباہ ہوں۔ کہ پتہ نہ لگے۔ میرا استر کام کر چکا۔ پریچھت سے ہاتھ دھو لیجئے۔

سری کرشن جی۔ جس پریچھت کو تو اپنی دانست میں مار چکا۔ وہ میرے اشارے سے زندہ پیدا ہوگا۔ تونے بڑی بڑی نالائقیاں کیں۔ حمل پر بھی وار کیا۔ دنیا تیرے نام پر تھوکے گی۔ رشی منی ذکر سے نفرت کریں گے۔ جابری سزا یہی ہے۔ کہ تین ہزار برس چانڈال کے بھیس میں ان جنگلوں کی ٹھوکریں کھا۔ جہاں آدمی کی صورت نظر نہ آسکے۔ خون پیپ اور غلاظت سے سابقہ رہے۔ او پاپی تو ناپاک بیماریوں کی حیثیت سے نہ گھومے۔ تب کی مند جس استر پر تجھ کو ناز ہے۔ اس کا اثر رخصت ہوگیا۔ میں پریچھت کو زندہ کرکے دکھاؤں گا۔ اس کی بہادری کے ڈنکے بجیں گے۔ کرپاچارج سے وہی سب استر حاصل کرے گا

# ادھیائے (۲)

## بیاس جی کا اسوتھاماں پر عتاب۔ من کی دستیابی پر پانڈوؤں اور دروپدی کی اشکشوئی و دلجمعی

بیاس جی۔ سری کرشن جی اور اسوتھاماں کی تقریر سن رہے تھے

جو وقت انہوں نے پانڈوؤں کی نسل منقطع کرنے کا ارادہ سُنا۔ تو سخت غضبناک ہوئے۔ اسنوتھاماں کو بہت کچھ دھرکالا۔ اور فرمایا کہ

سری کرشن جی کا قول اٹل ہے۔ جو وہ سراپ دے چکے۔ وہی ہوگا۔ تیری مجال کیا ہے۔ کہ پانڈوؤں کی نسل کا خاتمہ کر سکے۔ جا جیسی کرنی۔ ویسی بھرنی۔ جا جیسا بوئے گا۔ ویسا کاٹے گا۔ تین ہزار برس کوڑھ بھگت

اسنوتھاماں۔ کیا کروں۔ تقدیر سے مجبور ہوں۔ بُرے دن جب آتے ہیں۔ تو ہاتھ پکڑ کر وہ کام کرا لیتے ہیں جس میں انسان کی مٹی پلید ہو۔ خیر جو مصیبت پڑے گی۔ بھگتوں گا۔ لیجئے من حاضر ہے۔ اب جان چھوڑ دیئے۔

یہ کہکر اسنوتھاماں نے سر کا من نکال کر بھیم سین کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور اسی وقت جنگل کی طرف چلتا ہوا۔ ارجن اور بھیم سین۔ بیاس جی اور نارد مُنی کو ساتھ لیے ہوئے خوش خوش دروپدی کے پاس پہنچے۔ بھیم سین نے من دروپدی کے ہاتھ دے دی۔ اور بولا کہ

اب رونا دھونا فضول ہے۔ سری کرشن جی مہاراج کی توجہ سے ہم لوگ اسنوتھاماں سے عوض لے آئے۔ ارادہ تو یہ تھا۔ کہ جان سے مار ڈالیں۔ مگر سری کرشن جی نے اُسے وہ سزا دی۔ جو تین ہزار برس تک اسکی جان لیوا رہے گی۔ اگر کوئی اسے مار ڈالتا۔ تو اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ یہ سزا کافی نہ تھی۔ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ سری کرشن جی سے تم نے صلح کی مخالفت کی تھی۔ انہوں نے تمہارے قول کی پابندی کی۔ شکر ہے۔ کہ میں نے دریودھن کی وہی ران توڑ دی۔ جس پر تمہیں وہ بٹھانے کا خواہشمند تھا۔ دُشٹ ہو کر دوشاسن سے بھی عوض مل گیا۔ میں نے اس مزے سے چلو بھر بھر کر خون پیا۔ کہ کورو حیران رہ گئے۔ اور میں نے کم بخت دوشاسن کی لہو چوس چوس کر جان لے لی۔ میری کوئی پرتگیا ادھوری نہ رہی۔ من تو نے ہی آیا۔ اس سے بڑھ کر چھتری دھرم کا نباہ کیا ہو سکتا۔

دروپدی یا تو رو رہی تھی۔ یا مارے خوشی کے اُچھل پڑی۔ لپک کر من ہاتھ میں لے لیا۔ اور بولی۔ کہ اب کلیجے میں ٹھنڈک پڑی۔ دیکھی

آگ بجھی۔ جس کم بخت نے میرے کلیجے کے ٹکڑوں کا سر کاٹا۔ اسکو سری کرشن جی نے میری مرضی کے موافق سزا دی۔ میں نے قبول کیا۔ مگر میں اسے استعمال نہیں کر سکتی۔ یہ گورو کے بیٹے کا مال ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں۔ راجہ جدھشٹر اسے زیب سر کریں۔

سب نے دروپدی کی فہم فراست پر آفرین کی۔ اور راجہ جدھشٹر نے من اپنی پگڑی میں رکھ لیا۔ اسوقت راجہ کے چہرے کا جلال ایسا بڑھا تھا۔ کہ آنکھ نہ ٹھیرتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پورنماشی کا چندرماں پورے عروج پر ہے۔ دروپدی نے راجہ جدھشٹر کے سر پر نچھاور کی۔ اور اس آسن آسن سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس پر کہ اس نے بیٹوں کے غم میں آنسو بہاکر من لانے کی تحریک کی تھی۔

# ادھیائے (۷)

## استھاماں کی تن تنہا اس قدر خونریزی کی وجہ سری کرشن جی کی زبانی

بھیشم پاٹن جی راجہ جنمیجے سے مخاطب ہیں۔ کہ دریودھن نے اپنی ہٹ پر جان دیدی۔ اٹھارہ چھوہنیاں کٹ گئیں۔ پردہ دنیا پر چھتری سورموں میں فقط پانچ پانڈو رہ گئے۔ یا کرشن جی اور ساتکی۔ استھاماں کو تین ہزار برس کا عذاب گلے پڑا۔ کرپاچارج اور کرت برما ادھر ادھر منہ چھپا گئے۔ ادھر دھرتراشٹر کو خاندانی کی تباہی کا جو غم ہوا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے رونا آتا ہے۔ گاندھاری رانی کا کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ لاکھوں گھروں میں کہرام ہی کہرام تھا۔ راجہ جدھشٹر کو جہاں فتح کی خوشی تھی وہاں استھاماں کی خونریزی نے ان کے رنگ میں کھنڈت کر دیا۔ سری کرشن

جی سے بولے۔ کہ اکیلے اسوتھاماں نے اتنے سارتھی اور اہل لشکر کیونکر مار ڈالے۔ کسی کا کچھ بس نہ چلا۔ جس دھرشٹ دمن نے درونا چارج کو مار گرایا اُسے اسوتھاماں مار دے۔ تعجب ہے۔ راجہ دروپد کے بیٹے میرے بھیجے کے بڑے کیسے کیسے بہادر تھے۔ ان کا مار لینا آسان نہ تھا۔

سری کرشن چندر جی۔ بیشک اسوتھاماں کی طاقت نہ تھی۔ مہادیو جی نے اسے سب پر غالب کر دیا۔ مہادیو جی کی جس پر نظر عنایت ہو جائے۔ اُسے اِندر کیا کال بھی زک دے نہیں سکتا۔ اسوتھاماں کو انہوں نے وہ قدرت دے دی جس سے تمہارے بیٹے اور بقیہ لشکر خاک و خون میں مل گیا

اتنا فرما کر سری کرشن جی نے مہادیو جی کی فضیلت ہر ایک کے اوپر اس طرح نقش کر دی۔ کہ سب قائل ہو گئے۔ اور اسی ذکر پر سوپتک پرب کا خاتمہ ہو گیا۔



# سوپتک پرب ختم شد

# مہابھارت

## حصہ یازدہم

## استری پرب

### اُدھیائے (۱)

### راجہ دھرتراشٹ کا غم سنجے اور ودر جی کی تسلّی بخش گفتگو

راجہ جنمیجے راج سنگھاسن پر بیٹھا ہوا ہے۔ ارکان دولت حاضر ہیں۔ شہنشاہی ٹھاٹ باٹ کی کچھ کمی نہیں۔ بیشم پاین کے واسطے بھی طلا کار چوکی بچھی ہوئی ہے۔ جس پر پرودہ کشن آسن پر بیٹھے ہوئے مہابھارت کہانیوں ذکر فرمارہے ہیں کہ

کہ جب اس جنگ عظیم کا خاتمہ ہو چکا۔ پانڈوؤں کی طرف سات اور کوروؤں کی طرف صرف تین آدمی صحیح سلامت بچے۔ تو دھرتراشٹ سنجے کی زبانی سب حال سنکر رو پڑا۔ زمین پر سر دے مارا۔ اور اس طرح

تڑپ گیا۔ جس طرح گھنگھور گھٹا میں بجلی۔ سنجے نے آستین سے آنسو پونچھے۔ کیوڑے گلاب سے منہ دھلایا۔ اور سمجھایا۔ کہ اب گریہ و زاری سے کیا فائدہ ہے۔ مہابھارت میں جو مرے۔ وہ سیدھے بیکنٹھ کو گئے۔ اب آپ کا پچھتانا سٹپٹانا آنکھیں پھوڑنا فضول نہیں تو اور کیا ہے۔ آپ نے دریودھن کو سر پر چڑھا پھولی پھلی پھلواڑی اجاڑ ڈالی۔ نہ کسی رشی کا کہنا مانا۔ نہ بھیشم پتامہ۔ دروناچارج کی باتوں وغیرہ پر کان دیئے۔ سری کرشن جی نے مصالحت کی کوشش کی۔ مگر آپ کے بیٹوں نے انہیں چٹکیوں میں اڑا دیا۔ اور آپ بھی یوں بہک گئے۔ جب غلطی اپنی ہو۔ تو اس کا پچھتاوا کیا۔ جو شدنی تھا ہوا۔ اس کی فکر کیا۔ اب یہ کوشش کیجئے۔ کہ ہر گباش کو دو چلو پانی تو ملے۔ بیچاروں کی روح پیاسی ہو گی۔

راجہ دھرتراشٹ۔ بیشک میں بڑا بدنصیب ہوں۔ اٹھارہ اچھوہنیوں کا خون میرے ہی سر پر ہے۔ دریودھن کی محبت اور الفت پدری کے جوش نے آج یہ دن دکھایا۔ میں دل سے لاکھ چاہتا تھا۔ کہ پانڈوؤں سے بگاڑ نہ ہو۔ مگر دریودھن نے نہ جانے کیا جادو کر دیا تھا۔ کہ میری عقل بھی سپاٹو پہاڑ پر چلی گئی تھی۔ افسوس خاندان مٹ گیا۔ گھر لٹ گیا۔ سلطنت مٹ گئی۔ راج پاٹ سب جاتا رہا۔ داغ کھاتے ہیں۔

یہاں ایسی ہی غم انگیز باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ودر جی آ گئے۔ انہوں نے بھی بہت کچھ سمجھایا بجھایا۔ دریودھن کرن، شکنی، دوشاسن، شل وغیرہ وغیرہ کی حماقتوں پر آنسو بہائے۔ خونریزی کا افسوس کیا۔ اور راجہ دھرتراشٹ سے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔ کہ رنج و غم کے عوض آپ کو اپنی غلطی کا افسوس کرنا چاہئے۔ یعنی اگر راجہ دھرتراشٹ ذرا بھی بھوں ٹیڑھی کر دیتے۔ تو دریودھن چوں تک کر سکتا۔ ودر جی نے تسلیم کیا۔ کہ چھتری کے لئے لڑائی میں کٹ مرنے سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں۔ جو تلوار منہ پر کھا کر دم توڑے۔ اسی کے لئے بیکنٹھ ہے۔ مگر ادھرم کی لڑائی کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ کہ دنیا ماتم خانہ ہو جاتی ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اس کا ذکر فضول ہے۔ دنیا کے رشتے

راستے نام ہیں۔ سچ پوچھئے۔ تو نہ کوئی کسی کا باپ ہے۔ نہ بیٹا نہ بھائی ہے۔ نہ بہن۔ اسی طرح سب بیٹے پوتے عزیز و اقارب ویسے ہی ہیں۔ جیسے ایک سرائے کے مسافر۔ جو مسافرت میں ملتے وقت تو عزیزوں سے زیادہ محبت جتاتے ہیں۔ مگر جس وقت قافلہ چلدیا۔ تو پھر دور کی صاحب سلامت۔ الغرض یہی حال دنیا بھارت میں کٹ مرنے والوں کا سمجھ لیجئے۔ اگر وہ آپ کے عزیز اقارب ہوتے تو آپ کا ساتھ دیتے۔ مسافر تھے۔ اپنی اپنی راہ لگ گئے۔ جسکو جسطرف جانا تھا۔ چلدیا جب سانپ نکل گیا۔ تو لکیر پیٹنے سے کیا فائدہ۔ اس لئے آپ دل کو ڈھارس دیں۔ اور سوچیں۔ کہ دنیا سرائے فانی ہے۔ اس میں کسی کو قیام نہیں۔ آج نہ گیا۔ کل تو گیا۔ تو ایک نہ ایک دن ضرور جاتے گا۔ اس سفر میں جو کام آتے۔ وہ اچھے گئے۔ دنیا کی فکروں سے چھوٹے۔ ہم لوگ بدنصیب تھے۔ جو رونے پیٹنے کو رہ گئے۔ دنیا میں یا تو نیک نامی زندگی کا مال ہے۔ یا زندگی کا مال ہے۔ یا زندگی کا مال ہے۔ یا بدنامی۔ چنانچہ جو نیکنام رہا۔ اس کی موت زندگی سے بدرجہا اچھی ہے۔ اسکو جو مردہ سمجھے۔ وہ بیوقوف۔ جو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ بدنام۔ اگر ہوں۔ تو کیا نام نہ ہوگا۔ ان کی عقل اوندھی ہے۔ ان کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر۔ اسلئے ہر شخص پر فرض ہے۔ کہ حتےّ الامکان نیکی کی پیروی کرے۔ دریودھن نے اسطرف خیال نہ کیا۔ صرف اسی سبب سے سارا الزام اس کے سر پر تھا۔ اگر اسکی طبیعت راستی پر ہوتی۔ تو آج یہ دن نصیب نہ ہوتا۔ دنیا میں جو صابر و قانع ہیں۔ ان کی توجہ بھلائی کی طرف راغب ہوتی ہے۔ ان کا خیال برائی کی طرف ہوتا ہی نہیں۔ جسنے بے سوچے سمجھے کوئی کام کر اٹھایا اسکی عقل کو عقل نہ سمجھئے۔ بلکہ عقلمندوں کے نزدیک اس سے بڑھکر جاہل ہیں ایسے لوگ جس شاخ پر بیٹھتے ہیں۔ اسی کو کاٹتے ہیں۔ اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنے والے کو عقلمند نہیں کہتے۔ پرمیشور کی ذات بے عیب ہے۔ مگر بے وقوف لوگ خود تو بے وقوفی کرتے ہیں۔ پر جب کچھ اینڈی بینڈی پڑ جاتی ہے۔ تو الزام رکھتے ہیں پرمیشور پر۔ گویا ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سر پر لادتے ہیں۔ خود نادم نہیں ہوتے۔ کہ ہم نے کیسی بیوقوفی کی۔

# ادھیائے (۲)

# راجہ دھرتراشٹ کو سری بیاس جی کی فہمائش

ودور جی کی تقریر نے راجہ دھرتراشٹ کے جسم میں بچھو کا سا زہر چھڑکا دیا۔ اس کو بیٹوں پوتوں کے غم میں ایسی بےچینی ہوئی۔ کہ طبیعت قابو میں نہ رہ سکی۔ پچھاڑ کھا کر زمین پر گر پڑا۔ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔ جب منہ پر کیوڑہ گلاب چھڑکا گیا۔ پنکھے جھلے گئے۔ لخلخہ سنگھایا گیا۔ منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے گئے۔ تو نبض ٹھیک ہوئی۔ ہوش سنبھلے۔ بیاس جی رونق افروز تھے۔ انہوں نے پوچھ کر فرمایا۔ کہ راجہ صاحب تم شاستر اور دھرم کے رمز سے آگاہ ہو۔ پھر زندگی اور موت کا بچار کیا۔ نہ آدمی مرتا ہے۔ یا زندہ رہتا ہے۔ جو آیا ہے۔ ضرور جائے گا۔ موت کا نام بدنام ہے۔ تمہارے بیٹوں کا وقت برابر ہو چکا تھا۔ ان کی مت موت ہوئی۔ مہاراجہ جدھشٹر پانچ گاؤں مانگتا تھا۔ تو کیا ہٹ دھرمی تھی۔ مگر تمہارے فرزند دریودھن کی ضد نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ جو اولاد دھرم کو دھرم پر ترجیح دے۔ جسے بزرگوں کا لحاظ و ادب نہ ہو۔ اس کا مر جانا ہی اچھا۔ جب تمہارے خاندان کو سورگ ملا۔ تو رنج و غم کی بات ہی کیا ہے۔ ایک دوسرے راجہ اندر کا دربار لگا ہوا تھا۔ برہما، بشن، مہیش بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ نارد کے علاوہ اور رشیوں منیوں کا بھی وہاں جلوہ تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ پرتھوی دیوی بشن جی سے یاد دہی کر رہی تھی۔ کہ

پرم لوک میں آپ نے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ کب پورا ہوگا۔

بشن جی مسکرائے۔ اور تبسم آشنا لبوں سے یوں گوہر افشانی کی۔

راجہ دھرتراشٹ کو سو بیٹے مل چکے ہیں۔ ان میں راجہ دریودھن سے

تیری مطلب براری ہو گی۔ میدان کرکشیتر میں دنیا کے راجے مہاراجوں کا خون بہیگا۔ پاپی لوگ نیست ونابود ہوں گے۔ اور تجھ کو بارہ گناہ سے سبکدوشی حاصل ہو جائے گی

میں بھی اس گفتگو پر کان لگائے تھا۔ چنانچہ جو کچھ سنا تھا۔ وہی آنکھوں سے دیکھا۔ دریودھن کلجگ کے اثر سے پیدا ہوا۔ اس کے بھائی بھی ایک ایک سے کے بہلائے ہوئے تھے۔ وہ بھی اسی طرح شریر اعقل اور بدباطن نکلے کرپشن شلی کرن ایسے لوگوں کی چنڈال چوکڑی جمع ہو جائے۔ ادھرم کا دماغ آسمان پر نہ ہو۔ تو کیا ہو۔ ان سب نے مل کر دے کر بلے کو نیم چڑھا دیا۔ مست کے ہاتھ میں تلوار دے دی۔ دریودھن ایک تو خود ہی کس کی گانٹھ تھا۔ اب اور بھی بچھو کا ڈنگ ہو گیا۔ جدھشٹر کے راجسوی یگیہ میں نارد جی نے راجہ جدھشٹر اور دریودھن سے صاف کہدیا تھا۔ کہ باہم میل رکھو۔ نہیں تو دردوؤں اور پانڈوؤں کے خون سے زمین لال ہو گی۔ دونوں کو کشتریوں کی جانوں پر رحم کرنا چاہیئے۔ دریودھن سے تو یہاں تک کہا تھا۔ کہ پانڈوؤں سے بگاڑ سے بگاڑ اچھا نہیں۔ دل صاف کر لو۔ تو خیر نہیں تو اپنا سر کھاؤ۔ راجہ جدھشٹر نے بات گرہ باندھ لی۔ اور اس نے کبھی خونریزی کا خیال نہ کیا۔ انسان تو انسان وہ ایک مکھی مچھر کی بھی دل آزاری گوارہ نہیں کرتا تھا۔ مگر تمہارے بیٹے نارد جی کی نصیحت بھولے رہے۔ انہوں نے ہٹی نہ چھوڑی۔ جس کی آخر انہوں نے سزا پائی۔ آپ کا اب غم فضول ہے۔ جس کو راجہ جدھشٹر ایسا فرزند الشید دے۔ اُسے سو بیٹوں کا غم کیا۔ ایک لائق بھتیجے پر لاکھ بیٹے قربان۔ تم راجہ تم راجہ جدھشٹر کی طرف سے مطمئن رہو۔ وہ تمہاری کیا تمہارے کتے بلی خادمت کرنے کو اپنا فخر سمجھتا رہیگا۔ پس میری رائے میں رنج والم کے عوض صبر وشکیب سے کام لو۔ راجہ دھرتراشٹ ہاتھ جوڑ کر بولے کہ

آپ بزرگ ہیں۔ آپ کو ماضی وحال کیا۔ مستقبل کا بھی علم ہے۔ آپ نے جو فرمایا۔ اس سے میرے دل کو ڈھارس ہوئی۔ اب میں صبر کو گلے لگاتا ہوں۔ اور آپ کی نصیحت پر عمل کرتا رہوں گا۔

راجہ دھرتراشٹ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ دفعتاً بیاس جی غائب ہو گئے
راجہ دھرتراشٹ نے چھاتی پر پتھر رکھ لیا۔ اور سمجھ بیٹھے۔ کہ شدنی یونہی تھی

# ادھیائے (۳)

## دھرتراشٹ کے مردہ اور بھائی بندوں کی کریا کرم کے لئے روانگی۔ راستے میں استوتھاماں وغیرہ سے ملاقات

جو وقت بیاس جی انتردھیان ہو گئے سنجے نے ودرجی سے عرض کی جو شدنی تھا۔ ہو چکا۔ آپ کے بھائی بند بھتیجے پوتے نواسے سب محاربہ عظیم میں کام آئے۔ ان کی مٹی سوارتھ کرنے کی ضرورت ہے۔ راجہ دھرتراشٹ تو بیٹوں کے غم میں ہوش و حواس نہیں۔ جب تک آپ توجہ نہ کریں گے۔ تب تک روحیں بھٹکتی رہیں گی

ودرجی راجہ دھرتراشٹ سے بولے۔ بھائی صاحب۔ آپ جن کے غم میں جان گنوا رہے ہیں۔ انہوں نے بیکنٹھ میں جگہ پائی۔ ہم لوگ البتہ نرک میں پڑے۔ وہ گئے۔ اب رنج و غم کا موقعہ نہیں۔ موت اپنا کام کر چکی بہادروں نے دنیا سے کوچ کیا۔ بھیشم جی درونا چارج۔ شل۔ کرن۔ جیادرتھ ایسے ایسے سورما ہیر موت کا مقابلہ کرنے والے تھے۔ ان کو آج تک کوئی نیچا نہ دکھا سکا۔ مگر کال بڑا شہ زور ہے۔ اس نے اپنی طاقت کا سب کو قائل کر دیا۔ اب اٹھیے۔ رونے دھونے کا موقعہ نہیں۔ مردوں کی روحوں کو دو چار چلو پانی تو پہنچا دیجئے۔

سواریوں کی کمی ہی کیا تھی۔ اس حالت میں بھی سنگھاسن پور رتھ۔

نالکی، پالکی وغیرہ سے پٹا ہوا تھا۔ دِدُرجی کا اِشارہ ہوتے ہی سواریاں موجود ہوگئیں۔ راجہ دھرتراشٹ پہلے سوار ہوئے۔ اس کے ساتھ مہارانی گاندھاری اور سواریوں پر ننگے سر کھلے بالوں بے زیور بلا سنگار وہ عصمت مآب رانیاں سوار ہوئیں۔ جن کے بہادر خاوند میدانِ جنگ میں سر کٹا کر جان دے کر داغ مفارقت دے گئے تھے۔ دِدُرجی سب کو سمجھاتے بجھاتے تھے۔ مگر کہیں آفت رسیدہ دِل سنبھالے سے سنبھلتا ہے۔

جس وقت ان غمزدوں اور سوگواروں کا قافلہ شہر ہستناپور کے رئیس وامیر بنئے۔ مہاجن سب اپنے بادشاہ وقت کی رفاقت میں ہمراہ ہوئے ہزاروں آدمی روتا پیٹتا جا رہا تھا۔ کہ راستے میں استو تھاماں۔ کرپا چارج اور کرت برما اتفاق سے مِل گئے۔ انہوں نے راجہ دھرتراشٹ کی قدمبوسی حاصل کی۔ اور شکستِ فاش، دریودھن کے قتل پنچون کی خونریزی وغیرہ کے سارے واقعات سُناکر عرض کی۔ کہ اب یہی تین جانیں آپ کی طرف باقی ہیں۔ پنچوں نے پانڈوؤں کو انگاروں پر لٹا دیا۔ اب وہ ہم لوگوں کی تاک میں ہیں۔ کیا عجب کہ یہیں کہیں قریب ہوں۔ اس لئے ہم لوگوں کا اب آپ کی رفاقت میں رہنا ٹھیک نہیں۔ پانڈو جس وقت ہم لوگوں کو پا جائیں گے۔ تو جیتا چھوڑنا کیا معنی۔ ایسی جگہ ماریں گے۔ جہاں پانی بھی نہ ملے۔ اس لئے اب رخصت دیجئے۔ یہ کہکر تینوں مایوس بہادروں نے راجہ دھرتراشٹ اور دِدُرجی کے سامنے سر ادب خم کیا۔ اور بڑی ناامیدی کی حالت میں رو رو کر رخصت ہو گئے۔ کرپا چارج نے ہستناپور میں روپوشی کے لئے راہ لی۔ کرت برما اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا استو تھاماں بیاس جی کے آشرم کی طرف چل پڑے۔ شرمندگی سے کسی کے سامنے آنکھ نہ اٹھتی تھی۔ جدھر سے گزرتے تھے۔ وہیں بدنامی کا ٹھیکرا سر پر پھوٹتا تھا۔

# ادھیائے (۴)

## راجہ دھرتراشٹ اور راجہ جدھشٹر کی ملاقات
## راجہ دھرتراشٹ کی بھیم سین سے کینہ وری

ادھر سے راجہ دھرتراشٹ کا قافلہ جارہا تھا۔ اُدھر سے راجہ جدھشٹر روانہ ہوئے ہزارہا بیوائیں روتی پیٹتی ساتھ تھیں۔ سب کو ہوس تھی۔ کہ آخری وقت میں شوہر کی صورت نہیں دیکھی۔ تو خیر وہ جگہ ہی دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کریں۔ جہاں کوئی نہ کوئی خون چھپاٹ ہوگی

اہل لشکر نہ ادھر تھے۔ نہ اُدھر۔ صرف فوج غم ہمراہ تھی۔ یا ماتمیوں کا جلوس نوبت اور نقارے کے عوض صدائے ماتم تھی۔ اور کوس شاہی کے بدلے سینہ کوبی کی آواز

ادھر سے راجہ دھرتراشٹ بڑھے ہوئے چلے آتے تھے۔ اُدھر سے راجہ جدھشٹر آخر راستے ہی میں مڈبھیڑ ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹ رتھ سے اُتر پڑے۔ سری کرشن جی کے رتھ کی طرف لپکے۔ باہم بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی۔ پانڈو بڑے ادب سے حاضر ہوئے۔ قدموں پر گر پڑے۔ راجہ دھرتراشٹ آنکھیں نہ تھیں۔ انہوں نے جوش محبت سے ایک ایک کو بلایا۔ اور گلے سے لگا کر اظہار محبت کیا۔ مگر بھیم سین سے دل میں کدورت تھی۔ سری کرشن جی نے ان کے دل کی ہوس نہ نکلنے دی۔ سری کرشن جی جانتے تھے۔ کہ راجہ دھرتراشٹ کو ۱۰ ہزار ہاتھی کا زور ہے۔ جس وقت بھیم سین ہتھے چڑھ گیا۔ ہڈیاں پسلیاں چور چور کئے بغیر نہ رہیگا۔ اس

کے لئے ہستنا پور سے پہلے ہی وہ آہنی مورت منگا رکھی تھی۔ جس کا دریودھن نے جگیہ میں آرادھن کیا تھا۔ یہ مورت بالکل بھیم سین کے ہم شکل تھی۔ قدو قامت تن و توش میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔ جس وقت راجہ دھرتراشٹ نے جوش محبت کا اظہار کرکے بھیم سین کو یاد کیا۔ سری کرشن جی نے اس آہنی مورت کو پوشاک و لباس سے آراستہ کرکے پیش کر دیا۔ راجہ دھرتراشٹ نے جوش الفت کے بہانے سے یونہی مورت کو دبایا مورت پس کے رہ گئی۔ پانڈو خوشی سے اچھل پڑے۔ لوگوں نے راجہ دھرتراشٹ کی بدنیتی پر لعنت ملامت کی۔ سب سری کرشن جی کی عقلمندی کے قائل ہو گئے۔ راجہ دھرتراشٹ کو جس وقت معلوم ہوا۔ کہ بھیم سین بچ رہا۔ غلطی سے مورت ٹوٹ گئی۔ تو عرق عرق ہو گیا۔ شرمندگی کی حد نہ تھی۔ فوراً ہی پیٹ سے زمین پر گر پڑا سنجے نے دوڑ کر اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ آپ سے غلطی ہوئی۔ عقلمندوں کو ایسی حماقت کی بات کرنا کبھی ٹھیک نہیں

# اَدھیائے (۵)

## پانڈوؤں کی راجہ دھرتراشٹ اور رانی گاندھاری اور مہارانی کنتی سے ملاقات

راجہ دھرتراشٹ نے بغض و عناد کے خیال سے آہنی مورت توڑ ڈالی لیکن پھر دل میں خود ہی چوٹ لگی۔ اور اس صدمہ جانکاہ سے اس پر عالم غشی طاری ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک راجہ پر بیہوشی غالب رہی۔ جب اوسان ٹھیک ہوئے۔ تو ہائے بھیم سین کی رٹ لگ گئی۔ ان کو خیال تھا۔ کہ ہڈیاں پسلیاں سرمہ ہو گئیں۔ اور اہل زمانہ کی نظر میں میری اور سبکی ہوئی۔ سری کرشن چندر پاس ہی رونق افروز تھے۔ انہوں نے فرمایا۔

آپ کیوں بیقرار ہوتے ہیں رونے دھونے کی بات ہی کیا ہے۔ بھیم سین جی آپ کے اقبال اور دعا سے تندرست۔ ان کا ایک رویاں بھی نہ دکھا۔ آپ نے بھیم سین کی گت نہیں کی۔ بلکہ اس کی وہ آہنی مورت توڑ دی ہے۔ جو دریودھن نے اپنے یگیہ کے لئے تیار کرائی تھی۔ آپ افسوس کے عوض شکر کیجئے۔ کہ آپ کے ساٹھ ہزار ہاتھی کا زور آہنی مورت پر صرف ہوا۔ اور بھتیجے پر آنچ نہ آنے پائی۔

اسطرح راجہ دھرتراشٹ کو دل ہی دل میں نادم سری کرشن جی راجہ دھرتراشٹ کی واقفیت وید و شاستر اور پانڈو کی تعریف کر کے فرمایا۔ کہ افسوس آپ کے بیٹوں نے نہ میری بات مانی۔ نہ رشیوں منیوں کی نصیحتوں پر کان دیئے۔ اور نہ بھیشم جی وغیرہ بزرگوں کا کہنا مانا۔ آپ بھی اپنی ناخلف اولاد کے نشئے محبت میں ایسے چور ہوئے۔ کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔ اور مزہ یہ ہے۔ کہ ابتک خمار بھی اسی نشئے کی بیخودی موجود ہے۔

راجہ دھرتراشٹ کو ادھر بیٹوں کا صدمہ تھا۔ اُدھر آہنی مورت توڑنے کی ندامت انکے چہرے پر پسینے کے قطرے جھلک رہے تھے۔ آنکھ سامنے نہ ہوتی تھی۔ رو کر بولے۔ میرے پیارے بھتیجے کہاں ہیں۔ ذرا چھاتی سے تو لگالوں۔

راجہ جدھشٹر پہلے ہی بغلگیر اور قدمبوس ہو چکے تھے۔ بھیم سین۔ ارجن نکل۔ سہدیو نے سری کرشن جی کے اشارے سے دوڑ کر قدم چوم لئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے گلے سے لگا کر زندہ باشید عمر دراز باد ایسے ایسے الفاظ سے دعا دیں۔ اور پانڈو اجازت لیکر مہارانی گاندھاری کے درشنوں کو جا پہنچے۔ پانڈوؤں کی صورت اُسوقت گاندھاری کی نظر میں زہر معلوم ہوئی۔ وہ جلی بھنی اور دل میں یہی آیا۔ کہ بس اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو سراپ دیدے۔ بیاس جی غیب دان تھے۔ تپ کی طاقت نے ان کو گاندھاری کی گاندھاری کی نیت سے آگاہ کر دیا۔ گنگا جی میں اشنان کر رہے تھے۔ چلو میں پانی لئے ہوئے وہیں آموجود ہوئے۔ اور کہا

مہارانی۔ بیشک تمہارے پتی برت دھرم اور تپسیا میں وہ طاقت ہے لیکن پانڈو تمہارے عتاب کے سزاوار نہیں۔ مہابھارت کے شروع میں انہوں نے تم سے اجازت لے کر ہتھیار اٹھائے تھے۔ تم نے بھی صاف کہدیا تھا۔ کہ میں لڑائی کو منع نہیں کرتی۔ چھتریوں کا دھرم ہی یہ ہے۔ رہا فتح کا معاملہ۔ تو بس سمجھ لو۔ کہ دھرم کی ہمیشہ جے ہے۔ جب تم خود اجازت دے چکی تھی۔ تو اب غصہ کیوں۔ بددعا دینے کا سوال کیں رہ گئے۔

گاندھاری۔ میں ہمیشہ پانڈوؤں کو اسی نظر محبت سے دیکھتی رہی ہوں جیسے رانی کنتی۔ مگر کیا کہوں۔ سو بیٹوں کی موت کا رنج صبر کرنے نہیں دیتا۔ برا ہو شکنی۔ کرن وغیرہ کا۔ جنہوں نے میری پھلی پھولی پھلواڑی اجاڑ ڈالی۔ اگر میرے بیٹوں کو یہ جنگ پر نہ چڑھاتے۔ تو مجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ پانڈوؤں کی بیشک یہ خطا نہیں۔ میں تسلیم کرتی ہوں۔ لیکن آخر میں بھیم سین نے دریودھن کو بے ایمانی سے مارا۔ گرز کی لڑائی میں دھرم کے خلاف اس کی ران توڑ ڈالی۔ اس کا رنج ضرور ہے۔ اور اسی غصے میں چاہتی تھی۔ کہ پانڈوؤں کو بددعا دے کر دل کا بخار نکال لوں۔ شکر ہے۔ کہ آپ تشریف لے آئے۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر

بھیم سین۔ چچی صاحبہ۔ آپ کو میں اپنی والدہ ماجدہ سے زیادہ سمجھتا ہوں آپ نے جو فرمایا۔ سب درست ہے۔ مگر ذرا غور فرمائیے۔ کہ میرا قصور کیا تھا میں اپنی زبان سے پھر بڑ بات کیا کہوں۔ آپ واقف ہیں۔ کہ رانی دروپدی اسوقت کس حالت میں تھی۔ جب دوشاسن بال پکڑ کر سبھا میں کھینچ لایا تھا ادھر ماسک دھرم۔ ادھر بدن پر ایک ساڑھی۔ دریودھن کی مرضی یہ کہ زانو پر بٹھا لوں۔ شکنی کی خواہش یہ کہ ساڑھی بدن پر نہ رہے۔ خلاصہ یہ کہ ساری چنڈال چوکڑی یہی چاہتی تھی۔ کہ حد درجے کی نالائقیاں کرے۔ حالانکہ دریودھن زبردست تھا۔ مگر میں نے قسم کھالی۔ کہ یہی زانو توڑونگا۔ جسپر تھپکیاں دے رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی پرتگیا پوری کر دی۔ اب چاہے آپ خوش ہوں یا ناراض۔ خطاوار سمجھیں یا بے قصور۔

**گاندھاری**۔ ماتا۔ کہ سب کی خطا تھی۔ مگر تمہیں کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ چچا اور بھیم کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔ کیا سو میں سے ایک کو بھی طرح نہ دے سکتے تھے تم نے میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اندھے چچا کے لئے ایک بھی لاٹھی باقی نہ رکھی۔ یہ کہکر گاندھاری نے راجہ جدھشٹر کو سامنے بلایا۔ راجہ جدھشٹر قدموں پر گر پڑے۔ اور عرض کی کہ

ماتا جی۔ سارا قصور میرا ہے۔ افسوس کہ راج کی ہوس میں اٹھارہ چھوہنیوں کا خون میرے سر پر ہوا۔ اپنے چچیرے بھائیوں کو مار کر میں حکومت کروں۔ تف ہے۔ اس لئے آپ مجھ کو سراپ دیجئے۔ میں خوشی سے بددعا کی آگ میں جلنے کو رضامند ہوں۔

رانی گاندھاری اپنے خاوند راجہ دھرتراشٹ کی نابینائی کی وجہ سے لقاب میں منہ لپیٹے رہتی تھی۔ راجہ جدھشٹر کی باتیں سنکر اس نے آنکھ کھول لی۔ تو نظر ہاتھ کے ناخنوں پر پڑی۔ نظر میں تاثیر تھی۔ فوراً ہی ناخن نیلے پڑ گئے۔ اور پانڈوؤں کی جان اُڑ گئی۔ ارجن اور سری کرشن جی ایک طرف چل دیئے۔ نکل اور سہدیو نے ڈر کے مارے دوسری طرف کی راہ لی۔ رانی گاندھاری نے سب کو تسلی کر کے سب کو گلے سے لگایا۔ درازی عمر کی دعا دی۔ اور کہا۔ کہ جہاں رانی کنتی کو شربت دیدار سے شاد کرو۔

پانچوں بھائی اپنی ماں کے قدمبوس ہوئے۔ رانی کنتی اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو دیکھ کر جہاں خوش ہوئی۔ وہاں جسم کے زخموں اور بدن کی چوٹوں نے بے اختیار آنسو نکال دیئے۔ اس نے سب کو کلیجے سے لگا لیا۔ دروپدی اپنی معزز ساس کو دیکھ کر زمین پر گر پڑی۔ ابھمنیو اور اپنے بیٹوں کا نام لے لے کر سر پیٹنے لگی۔ کنتی نے بھی آنسو ڈالے۔ اور تھوڑی دیر ماتم کر کے گاندھاری کے پاس اٹھ کر گاندھاری کے پاس چلی گئی۔ دروپدی بھی ساتھ تھی۔ گاندھاری کا اس کی گریہ وزاری سے اور دل اداس ہو گیا۔ اس نے سمجھایا کہ

بیٹی تم پانچوں بیٹوں کے لئے روتی ہو۔ ابھمنیو کے غم میں جان دیتی ہو

دیتی ہو۔ مجھے دیکھو۔ کہ سو بیٹے کھو کے بیٹھی ہوں۔ اور پھر بھی کلیجہ نہیں پھٹتا جان نہیں نکلتی۔ صبر کرو صبر۔ پانڈو سلامت رہیں۔ تمہارا سہاگ بنا رہے اس سے بڑھ کر تمہارے لئے زندگی کا اور سکھ نہیں۔

# ادھیائے (۱)

# مہارانی گاندھاری کا رنج و غم۔ سری کرشن جی پر عتاب بددعا

بیاس جی نے اسوقت رانی گاندھاری کے چشم دل میں ایسی روشنی بھر دی۔ کہ میدان جنگ کی پوری تصویر نظر کے سامنے پھر گئی۔ زمین خون سے لال۔ لاشوں کے انبار۔ سروں کے ڈھیر۔ ہاتھیوں کے بدن پہ خون سے آسمان پر پھولی ہوئی شفق کی سی کیفیت۔ جانوران خونخوار مصروف گوشت خوری۔ رانی گاندھاری اس عالم تباہی کا نظارہ دیکھتی جاتی تھی۔ اور رتھ کے آگے بڑھے ہوئے چلے جاتے تھے۔ جہاں سوگواروں کا قافلہ کرکشیتر میں پہنچا۔ تمام عورتیں۔ باپ۔ بھائی۔ خاوند۔ بھتیجے۔ بھانجے داماد سب کی لاشیں دیکھ دیکھ کر سر پیٹنے۔ بال نوچنے اور رو رو کر پچھاڑیں کھانے لگیں۔ کسی نے کسی کا خون میں تیرتا ہوا سر چھاتی سے لگا لیا۔ کوئی ہڈیوں کے ڈھانچے سے چمٹ چمٹ کر زمین پر تڑپنے لگی۔ چیخنے چلانے کی دردناک آوازوں سے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔ آنسوؤں کا دریا موجیں مارتا تھا۔ گاندھاری کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ سری کرشن جی سے روتی ہوئی بولی

ہائے تمہاری بدولت میرا ہرا باغ اجڑ گیا۔ کلیجے کے ٹکڑوں اور بھائی بندوں کی ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے ہوئے چھاتی پھٹی جاتی ہے۔ آہ میری بہوئیں سر کھلے لاشوں سے لپٹیں کس سے دیکھا جائے۔ کاش

میں یہ دن دیکھنے کو بیٹھی نہ رہتی۔ جن راجکماروں کے قدم دیکھنے کو زمین ترستی تھی جنھوں نے فرشِ مخمل کے سوا بستر خاک پر پاؤں نہ رکھا۔ افسوس وہ اسطرح خون میں ڈوبے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے ہیں۔ سر کہیں ہے دھڑ کہیں۔ چیل گیدھ اور گیدڑ وغیرہ گوشت نوچ نوچ کر کھا گئے۔ ہڈیوں کا مغز بھی باقی نہ رہا۔ کسی کی صورت پہچان نہیں پڑتی۔ زیور بچے کھچے پڑے ہیں ہڈیوں کا جوڑ جوڑ الگ ہے۔ نہ جید رتھ کا پتہ لگتا ہے۔ نہ شل کا کرن کہاں ہے۔ برکھ سین کدھر۔ سب کی بہادری کیا ہوئی۔ مہا رتھیوں نے ابھمنو ایسے سوبیر کو کس جگہ مارا۔ ہائے میرا پیارا دریودھن کس مقام پر دم توڑ گیا۔ اس طرح روتی ہوئی رانی گاندھاری اِدھر اُدھر پھری۔ اور جب دریودھن کی لاش پر پہنچی۔ تو سر دے دے مارا۔ بہوئیں بھی منہ پیٹ پیٹ کر جان دیئے دیتی تھیں۔ ایک ہنگامہ ماتم تھا۔ جس کو پتھر سے پتھر دل بھی دیکھ سن نہ سکتا تھا۔

رانی گاندھاری کو اس نظارۂ غم انگیز سے تاب ضبط نہ رہی۔ پٹ سے زمین پر گر پڑی۔ اور سری کرشن جی سے بولی۔

تم چاہتے۔ تو میرے بیٹوں اور عزیزوں کی یہ دُرگت نہ ہوتی۔ تم نے نڈوؤں کو اشتعال دیکر دُنیا میں سناٹا کر دیا۔ اٹھارہ چھوہنیوں کی ہتیا پے سر لے کر میرا گھر اُجاڑ دیا۔ اس کا معاوضہ بس یہی ہے۔ کہ چھتیسویں برس تمہارے خاندان کی بھی یہی حالت ہو۔ جسکو میں اسوقت دیکھ رہی ہوں میری جوان جہان بہوؤں کی طرح تمہارے خاندان کی عورتیں بھی اپنے بھائی بیٹے خاوند کے غم میں سر پیٹتی پھریں۔ اور تمہاری ماں کو تمہارے ماتم میں وہی صدمہ ہو۔ جو آج میرے کلیجے کے ٹکڑے اُڑا رہا ہے۔

بھگوان کرشن جی اس بددُعا پر مسکرائے۔ اور فرمایا کہ:۔

مہارانی۔ آپ ناحق زبان خراب کرتی ہیں۔ آپ کے کوسنے سے کچھ نہ ہوگا۔ اس سے اور کچھ نہیں۔ صرف آپ کے تپ میں فرق آگیا آپ نے سمجھ لیا۔ کہ دُنیا میں جو میں چاہوں گا۔ وہی ہوگا۔ جادو بنسی

مٹیں گے ضرور۔ مگر فقط میری مرضی سے۔ آپ کی بددعا بیکار ہے۔ جو زندہ رہیگا۔ وہ دیکھے گا۔ کہ میری قدرت جادووبنسیوں کا خاتمہ کیونکر کرتی ہے۔ مگر آپ کیوں اپنے سر الزام لیں۔ سری کرشن جی تو خاموش ہو گئے مگر پانڈوؤں کی اس بددعا سے روح قبض ہو گئی۔ وہ تھرا اُٹھے۔ اور سمجھ گئے کہ بس اب خیریت نہیں۔

# اَدّھیائے (۷)

# سری کرشن جی کا سلسلۂ سخن۔ گاندھاری کی خاموشی۔ راجہ جدھشٹر سے راجہ دھرتراشٹ کا سوال مقتولین کی تعداد

سری کرشن جی گاندھاری سے مخاطب ہیں کہ

آپ رنج و غم کو دل سے بھلا دیجئے۔ جو ہونا تھا۔ ہو چکا۔ اب مجھ پر مجھ پر تہمت تراشی الزام لگاتی اور پانڈوؤں پانڈو بانڈھتی ہیں۔ یہ آپ کی کوروؤں کی آپ ماں تھیں۔ ماں کی ممتا مقتضی تھی۔ کہ ان کو کان پکڑ کے راہِ راست پر لاتی۔ مگر آپ کو بھی بیکڑی سے مطلب رہا۔ سویودھن کے غرور نے اندھا کر دیا۔ ادھرم اپنا اور دھبا پڑا ستے بہرہ شرم۔ شرم شرم۔ آپ ہی نے اپنے ہاتھ اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری۔ اور الزام دوسرے کے ماتھے۔

اُسوقت گاندھاری اپنی غلطیوں پر خود بھی سر بگریباں ہو گئی۔ اس کو نہایت سخت پچھتاوا ہوا۔ اتنے ہی میں راجہ دھرتراشٹر راجہ جدھشٹر سے بولے کہ

لڑائی کے پیشتر بھی تم نے سارا لشکر دیکھا تھا۔ سب سو رہیں تمہارا ہی آنکھوں کے سامنے چٹ پٹ ہوئے۔ ذرا بتاؤ۔ لوگ کتنی جانیں کا نقصان ہوا۔

راجہ جدھشٹر۔ ایک ارب چھیالیس کروڑ بیس ہزار لاشیں تو گن لی گئیں۔ مگر چوبیس ہزار ایک سو پینسٹھ نہ جانے کہاں سے آئے تھے۔ اور نہ معلوم کہاں الوپ ہو گئے۔ کچھ پتہ ٹھکانا نہیں۔ جن بہادروں نے ہنسی خوشی لڑ لڑ کر جان دی۔ ان کو سورگ میں جگہ ملی۔ جو زبردستی لڑتے گئے۔ ان کو گندھرب لوک ملا ہوگا۔ جو تلواروں کے وار سے جی چرا کر مرے۔ ان کو کم درجے کی مکت حاصل ہوئی۔ اور چھتری دھرم کی پوری پابندی کے ساتھ میدان جنگ میں کام آئے۔ وہ سب ہی بیکنٹھ میں جا پہنچے اور جن کی دھوکے یا غفلت میں جان گئی۔ ان کو اتر کورو دیش میں مقام ملا۔

# اَدھیائے (۸)

# میدان کورو کشیتر میں مقتولانِ جنگ کا کریا کرم

راجہ دھرتراشٹر کا رنج و غم سے جی بھر گیا۔ زمانہ دیدہ تھے۔ ہزاروں نشیب و فراز نظر سے گزر چکے تھے۔ انہوں نے سوچا۔ کہ رونا تو زندگی بھر کے رلئے ہے جب تک دم میں دم رہے گا۔ جس وقت تک آخری ہچکی نہ آئے گی۔ خون کے آنسو نہ تھمیں گے۔ بالفعل صبر کی ضرورت ہے۔ آپ چھاتی پر پتھر رکھے بغیر ان لوگوں کی مٹی سوارتھ نہیں ہوگی۔ جو کورکشیتر کی زمین پر پڑے سو رہے ہیں۔ اور جن کا رہا سہا گوشت پوست بھی گھڑیوں کا مہمان ہے۔ دیر ہوئی۔ اور یہ بھی جانوروں کے پیٹ میں ہضم۔ یہ خیال کر کے انہوں نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا کہ

جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب عزیزوں کی پتی ٹھکانے لگانا چاہیئے
میں اندھا ہوں۔ ادھرم کے خیالات نے مجھے اس قابل نہ رکھا۔ کہ دھرم کا نام
لے سکوں۔ اس لئے تم بتاؤ۔ کہ تمہیں سب کی کریا کرم کرنے میں کچھ تکلیف یا اعتراض
تو نہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ میں ہمیشہ سے آپ کا مطیع الارشاد ہوں۔ بنہاس کو لوگ
برا سمجھتے ہیں۔ مگر مجھے دھرم کے کاموں سے جو آنند ملا۔ وہ زندگی کے تمام سکھوں
سے افضل ہے۔ تیرتھ یاترا کی۔ رشیوں منیوں کے درشن نصیب ہوئے۔ دیو رشی
لومش جی نے سومرتی کا ایک ایک نکتہ ذہن نشین کرایا۔ اور مہا رشیوں نے
دھرم کے تمام رموز لوح پر نقش کئے۔ آپ کے فیض اور برکت سے مجھے دھرم
ہی کے معاملات میں دلچسپی رہی ہے۔ اب جو ارشاد ہو۔ اس کی تعمیل میں ذرا بھی قصور
نہ ہوگا۔

راجہ دھرتراشٹر۔ دیکھ لو۔ نہ معلوم کتنے عزیزوں کا ڈھانچ باقی رہ گیا
جانوران صحرائی گوشت چٹ کر گئے۔ اب ان کی کریا کرم کرنا تمہارا فرض ہے
راجہ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا کر تعمیل ارشاد کے لئے سر قبول خم کر دیا۔
اور دریودھن کے پروہت سوم سو دھرماں رشی سوت۔ سنجے۔ ودر جی۔ ییوتس
کو روکو طلب کر کے میدان جنگ میں سونے والوں کی کریا کرم کرنے کے لئے
ہدایت کی۔ سب لوگ اسی وقت دوڑ پڑے۔ ہزاروں چتائیں تیار ہو گئیں۔ لکڑ
چیکروں کا انبار لگ گیا۔ ہزاروں قسم کے ہتھیار ٹوٹ رتھ ٹوکرا اکٹھے کئے گئے۔
اور سب نے کل مقتولین جنگ کو اگنی کنڈ میں داہ کر کے میدان کرکشیتر کو
گندگی سے پاک کیا۔ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ دھوئیں
سے آفتاب کی روشنی کے عوض گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ شام وید کے منتر
کانوں میں گونج رہے تھے۔ سوگواروں کی آہ و فریاد سے دل پانی پانی
ہوا جاتا تھا۔ لاکھوں من لکڑیاں جل گئیں۔ تیل کے دریا بہ گئے۔ اور اس طرح
راجہ جدھشٹر نے ان بہادروں کی مٹی سوارتھ کی۔ جنہوں نے میدان جنگ
میں بڑی بہادری سے جانیں دے کر دنیا بہادروں سے خالی کر دی۔

جن لوگوں کا کریا داہ ہوا۔ان کی فہرست طول ہے۔یہاں خاص نام حوالۂ قلم ہوتے ہیں۔

راجہ دریودھن اور راجہ دھرتراشٹ کے تمام فرزند۔راجہ شل بھوری شردا۔راجہ جیدرتھ۔ابھمنیو۔دوشاسن معہ فرزندان۔راجہ دھرشٹ کیتو۔برہنت سوبارت۔سرنجے دیش کے راجہ بھیم دھنوان۔راجہ براٹا۔دروپد۔سکھنڈی دھرشٹ دمن۔بیودھامنو۔آتموجن کوشل۔دروپدی کے جگربند۔شوربل کا نورِ نظر شکنی۔اچل برشا۔راجہ بھگدت۔راجہ کرن۔فرزند کرن۔کیکے دیش کا مہارتھی راجہ۔راجہ گھٹوت کچ پسر بھیم سین۔ایک المبش۔جل سندھو وغیرہ وغیرہ۔

# ادھیائے (۹)

## راجہ جدھشٹر کو اپنے بھائی کرن کا رنج۔مہارانی کنتی کے اخفائے راز پر ناراضگی و بددعا

جب سب نے کوروؤں پانڈوؤں کے کریاکرم سے فراغت پائی۔راجہ راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کو آگے لے کر گنگا اشنان کو تشریف لے گئے۔اور گنگاجی میں تین ڈبکیاں لگاکر ایک ایک کے نام پر تلانجلی دی۔عورتوں نے بھی اپنے خاوندوں اور عزیز و اقارب کو دو دو چار چار چلو پانی سے سیر کیا۔جس وقت کل دان ہو چکا۔مہارانی کنتی سب کو مخاطب کر کے راجہ جدھشٹر سے بولی۔

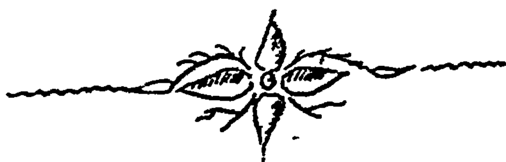
"نورِ نظر، پیوند جگر! تم سب کو پانی دے چکے۔ ذرا اپنے بڑے بھائی راجہ کرن کا زیادہ لحاظ رکھنا۔اس کی روح پانی کو نہ ترسنے پائے۔

راجہ جدھشٹر۔کرن میرا بھائی۔یہ راز میں نہ سمجھا۔

رانی کنتی۔ ہاں تمہارا وہ بڑا بھائی ہے۔
راجہ جدھشٹر۔ کوئی رشتہ سوت کے یہاں جس کا جنم ہو۔ وہ میرا بھائی کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر بھائی ہوتا۔ تو جدورجے کی دشمنی کس خیال سے کرتا
رانی کنتی۔ یہ ایک راز ہے۔ جسے میں نے اب تک پوشیدہ رکھا۔ جب میں کنواری تھی۔ تب سورج بھگوان کے جوش عشق نے مجھے راجہ کرن کی ماں بنایا کنوارپن کی وجہ اور بدنامی کے خیال سے کرن کو دریا میں بہانا پڑا۔ اس کی زندگی تھی۔ قسمت میں بہادری کا سہرا لکھا ہوا تھا۔ سوت کی نظر پڑ گئی۔ اس نے کرن کی جان بچائی۔ پالا پرورش کیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ تم سے بڑا ہے۔ اور تمہارے ترنگ واجب التعظیم۔
راجہ جدھشٹر۔ ہائے ماتا۔ آپ نے بڑی دغا دی۔ ہم لوگوں کو مغالطے میں رکھ کر راج بے موت مار ڈالا۔ ہائے میں کیا جانتا تھا۔ کہ راجہ کرن میرے بزرگ ہیں۔ تو کبھی میدان جنگ میں قدم نہ رکھتا۔ اور سمجھتا۔ کہ ارجن بازو ہے۔ تو راجہ کرن تاج سر۔ تمام پانڈو لشکر مر گیا۔ ابھمنیو اور دروپدی کے بیٹے قتل ہو گئے مجھے وہ غم نہ ہوا۔ جو اس وقت بڑے بھائی کی جدائی کے کلیجہ میں زخم ڈال رہا ہے۔ آپ والدہ ہیں۔ آپ کا درجہ دیوتاؤں سے افضل ہے۔ کیا کہوں۔ دوسرا ہوتا تو معافی کے لائق نہ تھا۔ خیر جو ہونا تھا ہوا۔ مگر سچ سچ آپ کو دل کوس رہا ہے اور اپنے دھرم کے پرتاپ سے بددعا دیتا ہوں۔ کہ جس طرح آپ نے ایسے راز کو مخفی رکھ کر ہم لوگوں کا دل دکھایا۔ اسی طرح دنیا عورتوں کے پیٹ میں پانی نہ پچے۔ کیسا ہی راز کیوں نہ ہو۔ اسے یہ نہ چھپا سکیں۔ فوراً اگل دیں۔ اس بددعا سے غصہ اتار کر راجہ جدھشٹر نے پھر گنگا میں اشنان کر کے راجہ کرن کو جل دان دیا۔ ارجن وغیرہ وغیرہ نے بھی آنسو بہا بہا کر تلانجلی دی۔ اور سب لوگ رسوم ماتم سے سبکدوش ہو گئے۔

بھیشم پاریکھ جی راجہ جنمیجے سے فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو دنیا میں چین نہیں لوگ شادی بیاہ میں جشن کرتے ہیں۔ خوشی مناتے ہیں۔ ہر وقت بیٹے پوتوں کی ہوس دامنگیر رہتی ہے۔ مگر یہ نہیں سمجھتے۔ کہ جتنا پریوار بڑھیگا

اُتنی ہی جان کو کوفت ہو گی۔ آج بیٹے کو زکام ہے۔ کل پوتے کے سر میں درد۔ پرسوں کسی کی پیٹھ چارپائی سے لگ گئی۔ اور کسی دن کوئی داغ دے گیا۔ جب آم کا بُور زیادہ پھیلتا ہے۔ کیریوں کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی پالا مار گیا۔ تو مالک درخت کو ماتم کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ اسی طرح کثیر الاولاد کو کسی وقت چین نہیں۔ بلکہ جتنی زندگی زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی اُس کو مصائب کا سامنا رہتا ہے۔ بہرحال یہ دُنیا جائے رنج و الم ہے اس میں کسی کو کبھی سُکھ نہ ملا ہے۔ نہ ملیگا۔



# اِستری پرب ختم شُد

# مہابھارت

## حصہ اول

## شانتی پرب

### اُدھیائے (۱)

### دھرم راج راجہ جدھشٹر کا کرن کے غم میں اظہار افسوس

بشیم پاین راجہ جنمیجے سے گوہر افشاں ہیں۔ کہ راجہ جدھشٹر نے مقتولاں جنگ کی کریا کرم کرکے اپنے بھائی بندوں اور بیوہ عورتوں کے ساتھ ہستناپور کے باہر اُس مقام پر مقام کیا۔ جہاں بیاس دیوجی اور نارد جی کے استھان تھا یہاں نامی گرامی عبادت گذار۔ ریاضت کش اور وید خواں برہمن اپنے چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ جن کی راجہ جدھشٹر نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ کرشن۔ دویپ۔ پاین جی اور نارد جی نے راجہ جدھشٹر سے فرمایا۔ کہ اس جنگ عظیم میں آپ نے اپنے دشمنوں پر فتح پاکر روئے زمین کی حکومت میں سلطنت حاصل کی۔ کرشن بھگوان کا شکریہ ادا کیجئے۔ اور

اپنے عدو پامال اقبال کے قایل ہو جیے۔ اب میری دانست میں کچھ کھٹکا نہیں۔ شاستر کا حکم ہے۔ کہ چھتریوں کو فتحیابی کے بعد جشن کرنا خوشیاں منانا چاہیئے۔ رنج وغم فضول۔ اگر ایسا خیال ہو۔ تو لڑائی جھگڑے کیوں مول لئے۔ آپنے سالہا سال تک مصیبتیں جھیلیں۔ تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر دھرم کو کسی وقت نظر انداز نہ کیا۔ آپ کے مخالف نہایت ہٹ دھرمی تھے۔ آپ کی فہمائش پر بھی انہوں نے کان نہ دھئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خونخوار لڑائی ہوئی۔ اور سب کے سب مارے گئے۔ آپ کی دھرم سے فتح ہوئی اب دھرم کے جھنڈے گاڑیئے۔ خوبی و اقبال کا مزہ اٹھائیے

راجہ جدھشٹر۔ آپ کا کہنا بہت درست۔ واقعی سری کرشن مہاراج ہی کی مدد اور برہمنوں کی اشیرباد اور بھیم سین اور ارجن کے دست قدرت سے فتحیاب ہو کر میں چکرورتی راجہ کہلاؤں گا۔ تمام غنیم مخالف نیست ونابود ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ رشتہ داروں اور خاندانیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جن کا صدمہ قابل برداشت نہیں۔ اس میں دروپدی کے پانچوں شجاع و بہادر نوجوان فرزند۔ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج ایسے شیر افگنوں۔ بھائی کرن ایسے سورماؤں کی جب وقت یاد آتی ہے۔ کلیجہ تڑپ جاتا ہے۔ یہ لوگ نہ مرتے۔ مجھے شکست ملجاتی۔ تو آج ان سب بہادروں کے غم میں آنسو نہ ڈالنا پڑتا۔ نہ لاکھوں عورتیں بیوہ ہوتیں نہ لاکھوں یتیم بے وارث ہوتے۔ صبر تو ایک نہ ایک دن آہی جاتا ہے مجبوری و معذوری بُری ہے۔ صبر کے بغیر چارہ نہیں۔ ہائے سری کرشن جی جب دوارکا جائیں گے۔ تو اپنی بہن سوبھدرا کا دل کیونکر پرچائیں گے اور دروپدی کو زندگی بھر کیونکر چین آئے گا۔ جن کے سب بیٹے والے ختم ہو گئے۔ بیٹوں کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ ایشور ان کو ڈھارس دے۔ جس وقت راجہ جدھشٹر اپنی دردناک تقریر سے اظہار افسوس کر رہے تھے۔ مہاراجہ دھرتراشٹر کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

# اُدھیائے (۱)

# کرن کے سراپ کی کیفیت

راجہ جدھشٹر نے پھر سلسلہ سخن جاری کیا۔ اور کہا کہ ہائے افسوس سایۂ میر پشت پناہ راجہ کرن جنکا بڑے بڑے سورمیر لوہا مانتے تھے۔ وہ تو منا بہادر جن کے آگے دلاور ان صف شکن اور نوجوانان رو ئیں تن کا زہرہ آب آب ہوتا تھا۔ جن میں دس ہزار ہاتھیوں کی خداداد طاقت تھی۔ وہ بھی اسی میدان کارزار میں اجل کے منہ کا نوالہ ہو گئے افسوس مجھے اگر پہلے سے خبر ہوتی۔ کہ کرن بڑے بھائی ہیں۔ تو اصلاً ان سے جنگ آزمائی کی نوبت نہ آتی۔ آف مادر مہربان نے بھی اس راز کو مخفی رکھا۔ اور اپنی لاعلمی سے میرے بھائی کرن کو زمین کی آغوش میں سلا دیا۔ کرن کی تو سخاوت شجاعت راست گفتاری دیانتداری میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ مرتے دم تک کوروؤں کے محافظ رہے۔ اپنی جان شیریں کی پرواہ نہ کی۔ حیف ایسے سورمیر بزرگ بھائی میری آنکھوں سے اوٹ ہو جائیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ وائے بر حال کرن۔ جنہوں نے اپنا حسب و نسب ظاہر نہ ہونے دیا۔ ماتا کنتی نے بھی راز اخفا میں رکھا۔ ہائے لوگ سوت کا فرزند اور رادھا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اصل میں کنتی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ جو مجھ ایسے حریص طامع حاسد شخص کی وجہ سے نشانہ اجل ہوئے۔ دیکھئے وہ کیسے دھرم کے پابند تھے۔ کہ آغاز جنگ سے پہلے ہماری ماتا کنتی اُن سے ملتجی ہوئیں۔ کہ تو کوروؤں کا ساتھ چھوڑ دے۔ کیونکہ تو میرا فرزند ہے۔ اور تیری ولادت کا سبب سورج نارائن ہیں۔ مگر انہوں نے صاف جواب دے دیا۔ کہ اے مادر۔ ایسا کروں۔ تو ملعون خلائق ہو جاؤں۔ دریودھن سے زبان ہار چکا ہوں۔ ہاتھ پر ہاتھ مار چکا ہوں۔ پھر بھلا کیونکر اس کے ساتھ سے

منہ موڑوں۔ دنیا میں منہ دکھانے کے قابل رہوں۔ اس کا نمک کھا کر اس کے مخالفوں کا ساتھ دیا۔ تو لوگ اس سازش کو ہنسی میں اُڑائیں گے۔ مگر اتنا ہو سکتا ہے۔ کہ بعد مغلوبی سری کرشن جی اور ارجن جی کے راجہ جدھشٹر سے میل ہو سکیگا

**کنتی**۔ تم کو تو ارجن سے پرخاش ہے۔ اسکو اپنی دھرودّیا کے جوہر دکھاؤ۔ مگر چاروں بھائیوں نے تمہارا کیا بگاڑا۔ خبردار ان سے جنگ کی نہ ٹھاننا

**کرن**۔ مجھے اوروں سے کچھ واسطہ نہیں۔ نہ میں لڑوں گا۔ خواہ میں مارا جاؤں خواہ ارجن قتل ہو۔ آپ کے پانچوں فرزندوں پر کوئی آنچ نہ آویگی۔ یہ تو ہونی ہے۔ کہ جنگ دو سرداروں کی ہے۔ کس کی فتح۔ کس کا نیر اقبال تاباں ہو۔ ارجن اور کرن میں سے کوئی نہ کوئی ضرور جانبر رہیگا۔ آپ کے پانچوں فرزند قائم رہیں گے۔

**کنتی**۔ خیر میں تو جاتی ہوں۔ اپنے عہد پر قائم رہنا۔ بھائیوں کی جان کا بیمہ تیرے ہی ہاتھوں پر کرتی ہوں۔ خبردار ان سے جنگ کی نوبت نہ آوے۔

**دھرمراج**۔ (نارد جی سے) یہ بات تو اب کنتی کی زبانی معلوم ہوئی۔ کہ اولاد اکبر کون ہے۔ اس کی موت ارجن کے ہاتھ سے بدی ہوئی تھی۔ اسکا مجھے قلق ہے۔ کہ کاش کرن اور ارجن دونوں سلامت رہتے۔ تو دنیا کیا اندر آسن تک جیت لیتا۔

**جدھشٹر**۔ اے دیورشی۔ اگر مجھ سے اور کرن سے ملاقات ہوتی۔ اور کرن دریودھن کے طرفدار ہو کر مجھے بُرا بھلا کہتے۔ اور مجھے طیش آتا۔ تو ان کے قدم دیکھ کر غصہ فرو ہو جاتا۔ اُس کے قدم بعینہ ماتا کنتی کے مشابہ تھے۔ اس بات کے ادراک میں میری سمجھ کچھ کام نہ کرتی۔ میدانِ رزم میں جب کرن کے رتھ کو پرتھوی نے روک لیا۔ آپ کرپا کر کے اس سرگذشت کو سُنایئے کیونکہ آپ ماضی و حال اور مستقبل کے جاننے والے اور بڑے گیانی مہا منا رشی ہیں یہ کشف آپ ہی کو حاصل ہے۔ مفصل حال سے آگاہ فرمایئے۔

**نارد جی**۔ اس مخفی راز کے حالات دیوتاؤں کے سوا اور کوئی جان نہیں سکتا جب دیوتاؤں کو معلوم ہوا۔ کہ چھتری لوگ روئے زمین پر بڑے شجاع اور

بہادر ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ استروں سے سورگ کو جیت لیں۔ اس خوف سے آپس میں دشمنی کرا دی۔ راجہ اندر نے بھی کہا۔ کہ یہ کرن کنیاں کا فرزند ہو کر سوت کا فرزند کہلائے گا۔ اور در یودھن کا طرفدار ہو کر پانڈوؤں سے لڑے گا۔ کیونکہ اس تمہاری عقل سلیم بھیم سین کی طاقت۔ ارجن کی قدر اندازی۔ نکل اور سہدیو کی خوبصورتی فضیلت اور خاکساری کا رشک تھا۔ اور اسی لئے اس نے ارجن کے ساتھ تمام فنون جنگ سیکھ کر مہارت کامل حاصل کی تھی۔ جب گورو درونا چارج جی پر اسکی مخالفت آشکار ہوئی۔ کہ کرن ارجن سے عداوت رکھتا ہے تو غصے سے فرمایا۔ کہ ایسے کوتہ اندیش جوان کو برہم استر ودیا سکھانا زیبا نہیں البتہ برہمن استر ودیا سیکھ سکتا ہے چھتریوں میں حلم نہیں۔ تحمل نہیں۔ بات بات پر چین بجیں ہوتے ہیں۔ اسلئے راجپوت قوم پر برہم استر رکھنا ممنوع ہے۔ شودر بھی اس کا مجاز نہیں۔ تم کو ریاضت سکھانا واجب ہے۔ یہ سنکر کرن طیش سے بل کھاتا ہوا درونا چارج سے رخصت ہو کر سیدھا مندر گر پہاڑ پر پرسرام جی کے پاس چلا گیا۔

کرن - مہاراج۔ میں بھارگو برہمن ہوں۔ نام نامی کا شہرہ سنکر قدموں کی پرستش کو حاضر ہوا ہوں۔

پرسرام - تمہارا نام اور گوتر پروار انتہا دی کیا ہے۔ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے؟

کرن - میں آپ سے دھنتر ودیا سیکھنے آیا ہوں۔

پرسرام جی نے جی لئے اسے با اقبال نوجوان سمجھ کر اجازت دے دی کہ اچھا یہاں بود و باش اختیار کرو۔ جو کچھ آتا ہے بتاؤں گا۔ کرن کی بود و باش وہاں کے دیوتاؤں۔ گندھربوں اور راچھسوں میں رہی۔ نہایت میل میل ہو گیا اور پرسرام جی سے ودیا سیکھتا رہا۔ کرن نے ایک دن اسی پہاڑ پر ہرن کے دھوکے میں اگنی ہوتری برہمن کی گائے کو تیر سے ہلاک کیا۔ مگر اسے جب یہ معلوم ہوا کہ برہمن کی گائے ہے۔ گائے کے مالک کے پاس جا کر نہایت عاجزی اور لجاجت سے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ اور کہا کہ بڑے چھوٹوں کو معاف کرتے ہیں۔

برہمن۔ تیری چالاکی مجھے معلوم ہوگئی جس کے لئے تو برہم استر سیکھتا ہے۔ جب تم دوسرے کا ہم نبرد ہوگا۔ کسی دیوتا کا مقابلہ پڑے گا۔ تو تیرا رتھ چلتے چلتے رک جائے گا۔ اور تیرا سر حریف کی تلوار کی نوک پر ہوگا۔ تو جانبر نہ ہو سکیگا

کرن یہ دعا سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا۔ بہت سے زر و جواہر گائے کے معاوضے میں دینا چاہا۔ مگر برہمن نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم رشوت نہیں لیتے۔ جو کچھ کہدیا۔ ٹل نہیں سکتا۔ ناچار کرن پشیمان ہو کر اپنے قیامگاہ پر آیا۔ اور یہ بددعا اس کے سینے میں چنگاری کی طرح سلگتی رہی۔

# ادھیائے (۳)

## پرسرام جی کا سراپ

کرن اس نفس بے طمع برہمن کی بد دعا سے ملول ہو کر با دل حزیں اپنی فرودگاہ پر آیا۔ اور پرسرام جی کی خدمت میں دل و جان سے مصروف رہا۔ پرسرام جی نے برہم استر ودیا کرن کو پڑھائی۔ اور کچھ عرصے میں کرن پورا پورا اس علم سے یگانہ ہو گیا۔ پرسرام جی اکثر کرن کو ساتھ لے کر گشت کے واسطے بن میں نکلا کرتے۔ حسب معمول ایک روز پرسرام جی کرن کے زانو پر سر رکھ کر حالت غنودگی میں تھے۔ کہ بھوک نام کیڑے نے کرن کی ران میں اس زور سے کاٹا۔ کہ کرن کی ران سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ مگر کرن اس صدمے کا متحمل ہو گیا۔ اور ذرا بھی درد سے ران کو حرکت نہ دی۔ اور نہ کیڑا ہٹایا۔ اس خیال سے۔ کہ مبادا پرسرام جی بیدار ہو جائیں۔ اور خواب نوشین میں خلل پیدا ہو منہ سے اُف تک نہ نکلی۔ ضبط کئے بیٹھا رہا۔ خون کی تیزی سے پرسرام جی کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھ بیٹھے۔ تو کرن کی ران زخمی پائی۔ اور کیڑے کو ران میں نیش مارتے دیکھا۔ جس کے آٹھ پاؤں تھے۔ اور سوئی کی مانند ڈنک تھا۔ جسم پر سیاہ بال تھے۔ پرسرام جی نے کیڑے کو ہٹانا چاہا۔ کیڑا اپنا موجود قالب

چھوڑ کر اصلی شکل میں معلق کھڑا ہو گیا۔ اسکی صورت راچھس کی طرح تھی۔ لال گردن اور سر پر سینگ تھے۔ اس نے دست بستہ ہو کر عرض کی۔ کہ اے مہاراج۔ آپ کے درشنوں کی وجہ سے میں نے عذاب دوزخ سے رہائی پائی۔

**پرسرام۔** تم کون ہو۔ اور جہنم میں پڑے رہنے کا سبب کیا ہے۔

**بھوک!** میں ست جگ میں ولنش نام مہا استر تھا۔ اور میری عمر بھی بھرگ جی کی طرح دراز تھی۔ جب میں ان کی بیوی کو ہر لے گیا۔ تب آپ کے جد مجد بھرگ جی نے مجھے سراپ دیا۔ کہ تو نرک میں باس کرنے کے رہنے قابل ہے۔ اس بد دعا سے میں کیڑا ہو کر پرتھوی پر گر پڑا۔ جب میری استدعا ہوئی۔ کہ اس عذاب سے چھٹکارا کب ہو گا۔ تو فرمایا۔ کہ جب پرسرام جی بھرگ بنس میں جنم لیں گے۔ اور تجھے ان کے درشن ہوں گے۔ تب اس عذاب سے تیری نجات ہو گی۔ یہ کہکر وہ چلا گیا۔

**پرسرام** (کرن سے) تیری خو بتلائے دیتی ہے۔ کہ تو چھتری ہے۔ یہ تحمل یہ ضبط چھتری کے سوا اور کسی قوم میں ہو نہیں سکتی۔ سچ بتاؤ۔ کہ تو کون ہے

**کرن۔** میں دراصل برہمن نہیں۔ بغرض حصول علم مجھ سے ایسی چالاکی ظہور میں آئی۔ ضرور خطا ہوئی ہر سزا کا سزاوار ہوں۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ کرپا کیجئے

**پرسرام۔** خیر ودیا تو سیکھ ہی چکا۔ مگر بوقت ضرورت تیرے کام نہیں آ سکتی۔ بس یہاں سے چلا جا۔ اسی میں خیریت ہے۔

کرن پرسرام سے رخصت ہو کر ہستناپور آیا۔ اور پدر بزرگوار سوت کے ہمراہ دھرتراشٹ کے دربار میں داخل ہوا۔ دریودھن سے ملاقات پیدا کی۔ اور اپنے علم کے جوہر آشکار کئے۔ کہ مجھے برہم استر اور دھنتر ودیا میں کمال حاصل ہے۔ دریودھن نے نہایت تو قیر و منزلت سے لیا۔ اور اس کو اپنے مصاحبوں میں داخل کیا۔ دریودھن کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ ارجن کا اگر ہم نبرد ہے۔ تو یہی

کرن ہے۔ اور اسی کرن کے ہاتھوں ارجن کی موت ہوگی۔

# ادھیائے (۴)

## راجہ کرن کے بہادرانہ کارناموں کی کیفیت

بیشم پائن راجہ جنمیجے سے فرماتے ہیں۔ کہ ایک زمانے میں کلنک ویش کے راجہ شریمان چترانگد راج پور نگر نے اپنی بیٹی کا سوئمبر رچا۔ جس میں دور دور کے سلاطین نامدار آئے تھے۔ اور جس سوئمبر میں راجہ دریودھن بھی نہایت تزک و احتشام سے گیا تھا۔ ششپال۔ جراسندھ اور رکم ایسے بہادروں سے تمام سوئمبر بھرا ہوا تھا۔ راج کنیاں جے مال لئے ہوئے آئی۔ اور راجوں مہاراجوں کی طرف نگاہ ڈالتی ہوئی دریودھن کے قریب سے نکل گئی۔ اور اس پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اس کی دانست میں تمام خاندان کی حرمت اور عزت پر پانی پھر گیا۔ خود سری سے بچلا نہ بیٹھا گیا۔ بل کھا کر اٹھا۔ اور جھپٹ کر راج کنیاں کو گود میں اٹھا رتھ پر سوار کر لیا۔ کرن بھی دریودھن کی اس دلیری سے خوش ہوا۔ فوراً آلات حرب سنبھالتا ہوا دریودھن کا ہمراہی پار کاٹ ہوا۔ ادھر راجوں مہاراجوں کی نگاہ دریودھن کی یہ دلیری کب وقعت پا سکتی تھی سبھوں نے ملکر یورش کی۔ اور اس کے رتھ کو محصور کر لیا۔ ہنگامۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ طرفین سے نیزہ بازی تیر اندازی ہونے لگی۔ ادھر جوان مرد کرن اکیلا سب شیر افگنوں کے کئے پھیرنے کو کافی تھا۔ اس کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ سبھوں نے نیچا دیکھا۔ پسپا ہوگئے۔ کچھ بھاگے کچھ کٹ مرے۔ غرض دریودھن راج کنیاں کو لئے ہوئے فتح و نصرت کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی راجدھانی میں واپس آیا۔ اور کرن کی شجاعت کا سکہ اس کے دل میں بیٹھ گیا۔ اس روز سے اس کی عزت اور منزلت دوبالا ہوگئی۔ اور اس کی دلاوری کی ہوا چار دانگ عالم میں بندھ گئی

اُدھر مگدھ دیش کے سورما راجہ جراسندھ نے کرن کی جرأت و شجاعت دیکھ کر اسے طلب کیا۔ اور اس سے جنگ کی چاہ ہوئی۔ خود رتھ پر سوار ہوا۔ اور کرن سے دُوند یدھ کیا۔ جب بان۔ پرسا۔ تومر۔ مگدر سے لڑتے لڑتے تھک گئے۔ اور طرفین میں کوئی زخمی نہ ہوا۔ دونو رتھ سے اُتر آئے۔ اور باہم کشتی ہونے لگی۔ آخرکار راجہ جراسندھ مجبور ہوا اور کرن کے زور طاقت کی تاب نہ لا سکا۔ ہار مان کر اسکی توقیر کی۔ اور اور محفوظ ہو کر اسکے تہور اور دلیری کی داد دی۔ بلکہ اپنے راج سے مالنی نگری کا راج حوالہ کیا۔ اُسی وقت سے کرن راجہ کرن کے لقب سے زبان زد خلائق ہوا۔ اور ادھر دریودھن نے بہت کچھ علاقہ اپنے راج سے دے دلا کر اس کے راج کو وسیع کر دیا۔ اور اسطرح کرن اورانگ دیش کا راجہ کہلانے لگا

یہ تو کرن کی شجاعت اور دلیری کا کچھ بیان کیا گیا۔ اے راجہ اسکی موت کے اسباب جو وقوع میں آئے ہیں۔ اُسے سنو۔ چونکہ کرن اور ارجن کے درمیان ہمیشہ مخالفت رہا۔ اور وہ ارجن کو اپنا مخالف سمجھتا تھا۔ اور ارجن راجہ اندر کا فرزند تھا۔ اس وجہ سے اندر کو بھی اس سے مخالفت تھی۔ راجہ اندر نے کوچ اور کنڈل کا دان مانگا۔ جو ولادت کے وقت اس کے زیب جسم تھا کرن نے بلا پس و پیش کوچ اور کنڈل اندر کے حوالے کر دیئے۔ یہی بڑی وجہ اس کی موت کی ہوئی۔ اگر کوچ اور کنڈل اس کے پاس ہوتے۔ تو جاننا کرن سری کرشن اور ارجن کے ہاتھ سے مارا نہ جاتا

## اَدھیائے (۵)

## راجہ جدھشٹر کی راج گدی کے لئے کُنتی۔ ارجن و بھیم کا اصرار

دھرم راج کرن کی وفات سے از حد ملول رہنے پژمردہ خاطر کسی وقت شگفتہ نہ ہوتی۔ کسی کام میں جی نہ لگتا۔ کنتی نے ان کی حالت دیکھ کر وعظ و پند سے جدھشٹر کے افسردہ دل کو بہلانا چاہا۔ اور سلسلہ سخن یوں جاری کیا۔

**کنتی**۔ بیٹیا دھرم راج!! اس قدر افسردہ کیوں رہتے ہو۔ کرن تو تمہارا دشمن تھا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا۔ کہ وُہ تمہاری عداوت سے باز آئے۔ مگر ایک نہ مانی۔ وہ خود جان بچا نہ سکا۔ تمہارا رنج کرنا عبث ہے۔ افسوس فضول دشمنوں پر فتح پاکر تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ملول۔ راجپوتوں کا دھرم نہیں۔ کہ وُہ اپنے دشمنوں سے کے مرنے پر ایسا غم کریں۔ جیساکہ تم کر رہے ہو۔ بیخوف ہو کر اپنا راج کاج دیکھو۔

**جدھشٹر**۔ اے ماتا۔ مجھے آپنے سراسر دھوکا دیا۔ اور یہ نہیں بتلایا۔ کہ کرن تیرا بھائی ہے۔ اس کا سخت افسوس ہے۔ آہ۔ آج میرے دل سے بددعا نکلتی ہے۔ کہ کوئی عورت منتر اور راز سربستہ کو اپنے دل میں مخفی نہ رکھ سکیگی۔

جدھشٹر (ارجن سے) بھائی ارجن۔ کاش جنگل میں تپسیوں کی طرح ریاضت میں مشغول رہتا۔ پرماتما کی عبادت میں مصروف ہوتا۔ تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ اپنے بھائی بندوں کی لاشیں خاک پر لوٹتی دکھائی دیتیں۔ اُف اُس واقعہ جانکاہ سے کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ دُنیا نظر میں تاریک ہے۔ اگر کل برہمانڈ کا راج بھی ہاتھ آجاوے۔ تو بھی ہیچ ہے۔ دھن۔ دولت۔ حکومت۔ ثروت فوج۔ ہاتھی۔ گھوڑے غرض دنیا کے سامان میسر آسکتے ہیں۔ مگر بھائی بند۔ عزیز۔ اقارب۔ احباب دوست جو اس خونخوار لڑائی میں کام آئے وُہ کسی طرح نہیں سکتے۔ پس مناسب ہے۔ کہ دُنیا کو لات مار کر جنگل میں تپسیا کروں۔ راج کرنا زیبا نہیں۔ بن میں رہ کر رشیوں منیوں کی خدمت کرونگا۔ اور بن ہی میں درختوں کے سائے کو تخت سلطنت سمجھوں گا۔ تمام خواہشات اور صعوبات دنیا سے نجات پاکر دائمی آنند حاصل ہوگا۔

**بھیم سین**۔ اے راجہ آپ عاقل۔ فہیم۔ ذکی سمجھدار ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ جو ایک نادان بھی نہ کرے گا۔ اگر پہلے ہی سے یہ خیال تھا۔ تو آج یہ نوبت کیوں ہوتی۔ آپ کا وہی حال ہے۔ جیسے کوئی تشنہ دہان تالاب کے کنارے جاکر بھی پیاسا رہے۔ اے راجہ۔ گرہست آشرم سب سے اعلےٰ ہے۔ سنیّت۔ بان پرست۔ برہمچرج یہ تینوں آشرم بغیر گرہست آشرم کے نہیں بن پڑتے۔ نوکر چاکر خاندان رعایا وغیرہ کی پرورش اور پرداخت سے گرہست آشرم والوں کی بڑی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔

خاندان کی پرداخت گرہست آشرم والوں ہی کے ذمہ ہے۔ جگ دان اور وید پاٹھ کرتے ہیں سنیاسیوں۔ برہمچریوں اور برہمنوں کو دان دیتے ہیں۔ اسی لئے ان کو اندر لوک میں مدت تک رہنے کو جگہ ملتی ہے یہ چھتریوں کا دھرم نہیں۔ کہ گرہست آشرم چھوڑ کر سوبند توڑ کر بیراگی بنیں سنیاس یا برہمچرج قبول کریں۔ کیونکہ دوسرے آشرم والے ہزار تدبیروں سے بھی گرہست آشرم پر شرف نہیں پا سکتے۔

جو گرہست آشرم والے تپسیا۔ تپ۔ شرادھ۔ بلش۔ پوجن کرکے اپنے خاندان کو خوش رکھتے ہیں۔ اور ماتا۔ پتا اور بھائی بندوں کی جوٹھن آپ کھاتے ہیں۔ وہ بیکنٹھ میں باس کرتے ہیں۔ اس لئے بنباس کا خیال چھوڑو۔ فقیری سے منہ موڑو۔ اور پرتھوی کو اپنا جان کر چین سے راج کاج کرو۔ اب کوئی بھی تمہارا مخالف باقی نہیں۔

**ارجن**۔ ایک وہ دن تھا۔ کہ صرف پانچ سات ہی گاؤں کے واسطے دریودھن اور راجہ دھرتراشٹ کی منتیں اور خوشامد کرتے تھے۔ اور اب تمہارا کوئی بھی دشمن باقی نہیں۔ مزے سے راج کرو۔ جو جو لوگ مارے گئے۔ وہ چھتری دھرم کی بدولت سورگ میں پہنچے۔ پھر بنباس کرنا کون مصلحت ہے۔ بارہ تیرہ سال تک بن میں رہے۔ اور سب طرح کی تکلیفیں برداشت کر چکے۔ جب سارے مرحلے طے ہو چکے۔ لڑائی بھڑائی سے نجات پائی۔ سلطنت ہاتھ آئی۔ تو ترک دنیا کا خیال عبث ہے۔ آپ ہی کے حسب

حال ایک روایت بیان کرتا ہوں۔ چند برہمن گرہست آشرم چھوڑ سر منڈوا کر بن میں پہنچا۔ تپ کرنے لگا۔ راجہ اندر ایک خوبصورت پرندے کی شکل بنکر چند برہمن کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم گرہست آشرم کو چھوڑ کر دنیا پر لات مارے بن میں مارے مارے پھر رہے ہو۔ اسکا نتیجہ کیا سمجھتے ہو تمہارا خیال ہے۔ کہ مکت ہو جائے گی۔ یہ بالکل فضول ہے۔ تمہارے ماں باپ اور بال بچے تمہاری جدائی میں تکلیف اٹھا رہے ہوں گے۔ مناسب ہے کہ تم گرہست میں رہ کر نیک کام کرو۔ اسی سے تمہاری مُکت ہو جائے گی۔ گرہست آشرم کے برابر دوسرا کوئی آشرم نہیں۔ برہمن آپ کون ہیں

راجہ اندر نے اصلی رُوپ دکھا کر پھر سمجھایا۔ کہ گرہست آشرم سے بڑھ کر کوئی آشرم نہیں۔ مناسب ہے۔ کہ تم گھر جاؤ۔

برہمن اپنے گھر چلا گیا۔ اسکے ماتا پتا اور بال اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے

اسی طرح نکل اور سہدیو نے راجہ جدھشٹر کو سمجھایا۔ کہ دنیاوی چیزوں کو ترک کرنے سے مکتی نہیں ہوتی۔ بغیر خواہشات نفسانی دفع کئے سدھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے راج کرنا ہی مناسب ہے۔

راجہ جدھشٹر اپنے چاروں بھائیوں کی نصیحت سُن رہے تھے۔ مگر خاموش تھے۔ اتنے میں راج پتری دروپدی جو سب کے بیچ میں بیٹھی یہ گفتگو سُن رہی تھی۔ بول اٹھی

راجن آپ کے پانچوں بھائی افسردہ اور پژمردہ ہو رہے ہیں آخر راج سے آپ کو نفرت کیوں ہے۔ آپ ان کا کہنا کیوں قبول نہیں کرتے کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ اٹھارہ دن تک برابر ان بہادروں نے کیسی خونخوار جنگ کر کے دشمنوں پر فتح پائی۔ اور کیسے کیسے گہرے زخم کھائے ہیں۔ جن کا اندمال ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ نے دویت بن میں بہت سے رشیوں منیوں کے مجمع میں انہیں بھائیوں سے فرمایا تھا۔ کہ خودسر اور مغرور دریودھن نے سری کرشن جی کی فہمائش سے بھی پانچ گاؤں نہ دیئے۔ اس کی باتوں سے کلیجہ فگار ہے۔ سب

کو ہار کر چکرورتی راج کروں گا۔ آپ کا یہی مقولہ رہا ہے۔ کہ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ بہت زحمتیں اُٹھائیں۔ ان سب کا افادہ مہابھارت کی لڑائی کے بعد ہوگا۔ اب وہی وقت آگیا ہے۔ راجہ جنبودیپ کے علاوہ آپنے ہفت اقلیم کو تسخیر کر لیا۔ بر اعظم و بحر اعظم پر آپ کے نام کا خطبہ جاری ہے درینا چارج کرپا چارج استوتھاماں ایسے ایسے بہادروں کو اپنے نیچا دکھا دیا جن کے روبرو ضیغم افگنوں شیر گیروں کے دل پانی پانی ہوتے تھے۔ دنیا میں کون تھا۔ جو ان بہادروں کے سامنے آنکھ اُٹھا سکتا۔ اب آپ کو پس و پیش ہے بنباس کی دل میں کیوں سمائی۔ اب آپ پرجا پالن کیجئے۔ آپ پرتھوی ناتھ ہیں اور رعیت نواز۔ عنان حکومت ہاتھ میں لیجئے۔ اور اپنے محکوم بھائیوں کی تمنائیں پوری کیجئے۔

ارجن۔ اے راجہ۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ریاست بے سیاست نہیں ہو سکتی۔ سیاست کے سبب ملک میں شر و فساد نہیں ہونے پاتا۔ سیاست ہی کے خوف سے کوئی سر نہیں اُٹھاتا ہے۔ سیاست ہی ریاست اور حکومت کی اصلی جزو ہے۔ جو راجہ مخالفوں کو تنبیہ نہ کرے گا۔ اور اپنی رعایا کی حفاظت سے غافل رہیگا تو ضرور نرک میں جاتا ہے۔ برہمنوں کی بددُعا سیاست ہے۔ رشیوں کی سیاست دان اور شود ر سیاست سے مبرا ہے۔ دُنیا میں دولت بغیر حفاظت قائم نہیں رہتی ہے۔ جہاں راجہ سیاست کو جائز جانتا ہے۔ وہاں کی رعایا غافل نہیں رہتی اے راجہ اس جنگ عظیم میں دُنیا کے تاجدار کام آئے۔ اب سیاست دینے والا آپ کے سوا دُوسرا نہیں رہا۔ اگر آپ دُنیا کو چھوڑ کر بنباس کو جائیں گے۔ تو رعایا کو بڑا ہی صدمہ ہوگا۔ ادھر دھرتراشٹ نابینا ہو چکے۔ اُدھر آپ بیڑا کمر بستہ بنباس کرنے کو تیار ہیں۔ تو پھر فرمائیے۔ کہ رعایا پر حکومت کرنیوالا کون ہوگا۔ اسواسطے آپ خوشی سے راج کیجئے۔ برہما جی کا حکم ہے۔ کہ سیاست کے ساتھ حکمرانی کرنا سب سے عمدہ کام ہے۔ اگر دُنیا میں سیاست نہ ہو۔ تو لوگوں کو اچھے اور بُرے کام کی تمیز نہ رہے۔ بہر حال آپ اس رنج و الم کو دُور رعیت کو مسرور کیجئے۔ اور حکومت سے رعایا کی پرورش فرمائیے۔

# ادھیائے (۱)

# مہابھارت کے جنگ کی سرگذشت
# بربریک کی زبانی

راجہ جدھشٹر کو اسکے بھائیوں دروپدی رانی اور کنتی نے بہت ہی فہمایش کی۔ اس فتح عظیم کی مبارکباد دینے کے لئے رشی مہارشی۔ بید بیاس نارد جی اور دور دور کے سیٹھ ساہوکار وغیرہ وغیرہ راجہ جدھشٹر کے پاس آئے۔ راجہ جدھشٹر نے پرنام کر کے بڑے تپاک سے سبکو بٹھلایا۔ کسی نے راجہ کے بھائیوں۔ ارجن بھیم۔ نکل سہدیو کی لڑائی و جنگ آزمائی کی تعریف کی تو کسی نے بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن۔ شل وبھگدنت وغیرہ سے مقابلہ کرنے اور ان پر فتح پانے کی مبارکباد دی۔ مگر راجہ جدھشٹر نے اس مجلس میں پرماتما سری کرشن جی کی ثنا و صفت کے علاوہ۔ اور کسی کی مطلق تعریف نہ کی بلکہ بار بار یہ ہی کہا۔ کہ اگر سری کرشن جی مہاراج کی دیا نہ ہوتی۔ تو یہ فتح کبھی بھی نصیب نہ ہوتی۔ کس کی مجال تھی۔ کہ کرن اور بھیشم پتامہ ایسے صف شکنوں اور دلاوروں پر ظفریاب ہوسکتا۔ گو میرے بھائی شجاعت میں ضرور یکتائے روزگار ہیں۔ مگر کوروؤں کے اس معرکہ عظیم میں بڑے بڑے سورمیروں کو مارنا سوائے کرشن جی مہاراج کے اور کسی کا کام نہ تھا۔ راجہ جدھشٹر کا بار بار یہ کہنا سب بھائیوں کو سخت ناگوار گزرا۔ آپس میں ہی گفتگو ہورہی تھی۔ کہ ہم لوگوں نے تو لڑائی میں چہروں پر زخم کھائے۔ صدموں پر صدمے اٹھائے۔ بڑی بڑی ٹکریں لیں۔ دیوتاؤں سے ہتھیار لائے۔ بھیشم ایسے بہادروں سے جنگ میں دانتوں میں پسینے آئے۔ پھر بھی رن سے منہ نہ موڑا۔ بغیر مارے کسی کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائی راجہ جدھشٹر نے ہمارے ہی

قدر نہ جانی بلکہ ہماری ذلت ہوتی ہے۔ ایک کلمہ خیر بھی ہمارے حق میں زبان سے نہیں نکلا جب دیکھئے۔ سری کرشن جی مہاراج ہی کی تعریف ہوتی ہے۔ انہیں کا دم بھرتے ہیں جب دیکھئے انہیں کی ثنا ہے۔ انہیں کا جش گاتے ہیں۔ انہیں کی مدد سے یہ فتح و نصرت ہاتھ آئی۔ گویا ہم لوگوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ جہاں تو جسم میں جان ہی نہ رہی۔ وہاں کوئی داد نہیں دیتا۔ کیسا غضب ہے۔ بھائی صاحب کا ذہن بالکل مفید ہو گیا جب سری کرشن مہاراج نے راجہ جدھشٹر کے بھائیوں کو یہ باتیں کرتے سنا۔ سرد آہیں بھرتے دیکھا۔ فوراً تاڑ گئے۔ کہ ان کے دل چھپتے ہوتے جاتے ہیں۔ ہم پہ آڑے آتے ہیں۔ سری کرشن جی مہاراج نے راجہ جدھشٹر کو سمجھایا۔ کہ بھائیوں کی دل شکنی زیبا نہیں۔ ان کی محنتوں اور کارگذاریوں کی بھی قدر دانی کیجئے جدھشٹر۔ آپ کا فرمانا درست ہے۔ مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ کس کو سراہوں۔ کس کو داد دوں۔ اپنی اپنی سب بڑائی کرتے ہیں۔ ارجن اپنی بہادری پر نازاں ہیں۔ کہ میں نے بڑے بڑے بہادروں کو مارا ہے۔ ادھر بھیم سین کو گھمنڈ ہے۔ کہ میں نے دریودھن اور اس کے سو بھائیوں اور لاکھوں دلاوروں کو قتل کرکے تخت الٹ کے پہنچایا۔ میرے ہی سبب سے فتح نصیب ہوئی۔ ادھر مجھے ناز ہے۔ کہ میں نے راجہ شل ایسے بہادر کو مارا۔ اور ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ جس سے دبے کا ڈنکا بجگیا۔ پھر یہ فیصلہ کیونکر ہو سکے۔

سری کرشن۔ درحقیقت آپ کے بھائیوں نے وہ مردانگی کے جوہر دکھائے۔ جس کا اعادہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جو جو کام انہوں نے انجام دیئے۔ وہ اوروں سے ہونا ناممکن ہے۔ یہ کہکر راجہ جدھشٹر۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو اور رانی دروپدی سری کرشن جی کو ہمراہ لے کر کورکشیتر کے میدان میں ایک بیری کے درخت کے نیچے چلے گئے۔ اور تین تیروں پر ایک سورہ ویر راجہ کا سر رکھا ہوا دکھایا۔ اور پھر اس سے پوچھا کہ اے راجہ تم نے اس میدان مہابھارت کو اگر دیکھا ہو۔ تو یہ بتا چلو۔ کہ کس کس بہادر نے اس لڑائی میں کیا کیا کام کیئے۔

سر۔ بیشک میں نے اچھے طور سے پوری لڑائی دیکھی۔ اور تو جس جلد

مگر اتنا یاد ہے۔ کہ آپ کا سدرشن ایک ہی چکر میں سب کا سر کاٹتا ہوا جاتا تھا۔ اور اس کا خون رانی دروپدی جوگنی روپ میں اپنے کھپر میں لے کر پیتی جاتی تھی راجہ بھگدنت نے میدان جنگ میں کیا کمال دکھایا۔ ارجن کے تیروں سے راجہ بھگدنت کے ہاتھی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ مگر راجہ بھگدنت نے اپنے زانوؤں سے اس شکستہ فیل کو ایسا دبایا۔ کہ بڑی دیر تک اس ہاتھی پر جنگ آزمائی ہوتی رہی۔ اور ہاتھی زندہ رہا۔ جب ارجن کے تیر سے راجہ بھگدنت مر گیا۔ تو اس کا زخمی ہاتھی بھی گر پڑا۔ اور خون بہنے لگا۔ جس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر دروپدی نے نہ گرنے دیا۔ اور سب چاٹ گئی۔ غرضیکہ زیادہ تر آپ ہی کے سدرشن چکر نے سب کا کام تمام کیا۔ آپ ہی کی تھوڑی ثنا میری زبان سے نکلتی ہے۔ اور اب تک آپ ہی کا تذکرہ زبان پر ہے۔ جب راجہ کے کٹے ہوئے سر نے یہ حال مفصل بیان کیا۔ تو ارجن اور بھیم سین وغیرہ سری کرشن جی مہاراج کے قدموں میں ہو کر پرارتھنا کرنے لگے۔ راجہ یدھشٹر اور تمام رشیوں نے سری کرشن جی مہاراج پر پھول برسائے۔ سری کرشن جی مہاراج نے راجہ کے اس کٹے ہوئے سر کو معہ تینوں تیروں کے درخت پر سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ اور کلپ برکش کی پتی جو اس کے منہ میں رکھی ہوئی تھی۔ نکال لی۔ اور آگ جلا کر اسکو خاک کر دیا۔

## ادھیائے (۳)

## راجہ بربریک کی سرگذشت

راجہ جنمیجے بیشم پاین سے دریافت فرماتے ہیں۔ اے مہاراج یہ کٹا ہوا سر کس راجہ کا تھا۔ اور تین تیروں پر اس سر کو بیری کے درخت پر کس نے رکھ دیا تھا۔

**بیشم پاین**۔ اس راجہ کا نام بربریک تھا۔ جو بنگالہ اور کوچ بہار دیش میں اس جنگ عظیم کی سیر دیکھنے صرف تین تیر اور مختصر سی فوج لے کر یہاں آیا

تھا۔ اس کی عمر چودہ پندرہ سال تھی۔ مگر اس کو بردان تھا۔ کہ وہ صرف اپنے دو تیروں ہی سے لاکھوں اور کروڑوں لشکروں پر فتحیاب ہوگا۔ غرضیکہ اس کے برابر کوئی بہادر اس روئے زمین پر نہیں تھا۔ جب یہ راجہ کورکشیتر میں پہنچا۔ تو سری کرشن جی مہاراج نے اپنی روشنضمیری سے یہ حال دریافت کر لیا۔ اور خیال کیا۔ کہ یہ کوروؤں کا طرفدار ہو جائے گا۔ تو پھر ان کا جیتنا محال ہے۔ اس لئے راجہ جدھشٹر کے طرفدار ہو کر برہمن کی شکل میں راجہ بربریک کے پاس پہنچے

سری کرشن۔ مہاراج۔ آپ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں۔ اور یہاں آنے کا سبب کیا ہے۔

راجہ بربریک۔ (قدمبوس ہو کر) میں بہت دور سے کوروؤں اور پانڈوؤں کی مشہور جنگ دیکھنے آیا ہوں۔ اور بالخصوص سری کرشن مہاراج کی دلاوری کے دیکھنے کی ہوس ہے۔ جن کے کرتب اور تہوری کا شہرہ عالمگیر ہو رہا ہے۔

سری کرشن۔ مہاراج آپ کس طرف ہوں گے۔ کوروؤں کی طرف یا پانڈوؤں کی طرف؟

راجہ بربریک۔ جو کمزور دکھائی دیگا۔

سری کرشن۔ مہاراج۔ آپ کے پاس صرف تین ہی تیر ہیں۔ اور اس تھوڑی سی فوج سے آپ مدد ہی کیا دیں گے۔

راجہ بربریک۔ آپ کا فرمانا بجا ہے۔ مگر میں انہیں تیروں سے لاکھوں اور کروڑوں آدمیوں پر اکیلا بھاری ہو جاؤں گا۔ اور سب پر فتح پاؤں گا۔

میرا ایک تیر چل کر اسجگہ پر نشان کر دیگا۔ جہاں جس کی موت ہو گی۔ دوسرا تیر اسی نشانے پر پہنچیگا۔ جہاں جس کی موت کا نشانہ ہو چکا ہے۔ بس تیر اپنا کام کر دیگا۔ اور اجل اپنے پنجے میں اُسے محبوس کرے گی

غرضیکہ انہیں دو تیروں سے کل لڑائی سر کر لوں گا۔ تیسرا تیر احتیاطاً ساتھ ہے مگر محض فالتو۔

سری کرشن۔ مہاراج! ابھی آپ تو نوخیز جوان ہیں۔ عمر ہی کیا ہے۔ مگر آپ میں

جوہر بڑے بڑے ہیں - اور یہ بات تو دیوتاؤں کو بھی نصیب نہیں ہوتی - بغیر امتحان یہ بات یاد نہیں ہو سکتی

**راجہ بربریک** - اگر آپ تماشہ دیکھنا چاہتے ہو - تو خیر -

راجہ بربریک نے تھوڑا سا سندور منگا کر تیروں کے پیکان پر لگایا - تیر چڑھ کر سب کے جسموں پر موت کا نشان لگا آیا - اور پھر ترکش میں سما گیا

سری کرشن جی مہاراج نے بھی اپنا جسم دیکھا - تو کہیں موت کا نشان نہ پایا - مگر دائیں پاؤں کے تلوے میں سندور کا داغ نظر آیا -

**سری کرشن جی** - واہ واہ - آپ نے بڑا اعجاز دکھایا - راجہ اندر میں بھی یہ کشف یا کرامات نہ تھی - جبکہ آپ میں ایسے جوہر ہیں - تو ضرور ہے کہ آپ سخی بھی ہوں گے - واقعی آپ اپنی آپ ہی نظیر ہیں -

**راجہ بربریک** - ہاں مہاراج مانگنے والا مجھ سے سوال کرے - اس سے انکار نہیں کر سکتا -

**سری کرشن** - مہاراج! آپ مہادانی ہیں - مجھے بھی دان دیجئے - اور جش لوٹ لیجئے

**راجہ بربریک** - جو خواہش ہو - فرمائیے - بجا لاؤں

**سری کرشن** - مہاراج - آپ کے سر لینے کی ہوس ہے -

**راجہ بربریک** - اُف - غضب کا دھوکا دیا - جنگ عظیم دیکھنے کی آرزو بھی - مگر تم سر مانگتے ہو - اب تو قول ہار گیا - خیر آپ اپنا نام تو بتا دیجئے

**سری کرشن** - مہاراج - میرا نام سری کرشن ہے -

**راجہ بربریک** - افسوس ابھی تک میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا - آپ کے قدم چھوتا ہوں - آپ اپنے سدرشن چکر سے میرا سر اتار لیجئے -

**سری کرشن مہاراج** - تمہاری جو آرزو ہے - وہ پوری ہو گی - یہ کہہ کر سدرشن چکر سے سر کاٹ لیا - اور انہی تیروں پر سر رکھ کر رسی سے باندھا - اور باندھ کر بیری کے درخت پر لٹکا دیا - منہ میں کلپ برکش کی پتی رکھ دی -

**سری کرشن** - مہاراج - اس درخت سے آپ بخوبی مہابھارت کی لڑائی دیکھ

سکیں گے۔
راجہ بربریک۔ جی ہاں۔ اچھی طرح۔
سری کرشن۔ مہاراج! یہ لڑائی اٹھارہ دن تک رہیگی۔ بعد اختتام جنگ پوری پوری کیفیت آپ سے پوچھوں گا۔
اُسے جنیجے۔ وہ سر راجہ بربریک کا تھا۔

# اِدھیائے (۸)

## گرہست آشرم کا دھرم۔ بیاس جی کی زبانی

سری کرشن جی راجہ بربریک کے داہ کرم سے فرصت پاکر پانڈووں اور رشیوں کے ساتھ ملتے ہوئے اپنی فرودگاہ پر آئے۔ اتنے میں بیاس جی تشریف فرما ہوئے۔ سری کرشن جی نے بڑی تعظیم سے ان کی پرستش کی۔

بیاس جی۔ اے راجہ جدھشٹر تم اپنے بھائی بندوں اور رشتہ داروں کے مارے جانے کا اسقدر کیوں غم کرتے ہو۔ تم نے بنباس میں اپنے بھائیوں کے ساتھ تیرہ برس رہ کر بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ مگر اب وہ دن ختم ہو گئے۔

راجہ جدھشٹر۔ یہ تو صحیح ہے۔ مگر مہاراج میری طبیعت نہیں چاہتی کہ میں تخت سلطنت پر قدم رکھوں۔ بلکہ یہ خواہش ہے کہ آپ کے مُنہ سے گرہست آشرم کی فضیلت سُنوں۔

بیاس جی۔ تمہارے بھائی بند۔ رشتہ دار لوگ جو میدان جنگ میں کام آئے۔ ان کی زندگی کے ایام پورے ہو چکے تھے۔ انہوں نے قید حیات سے رہائی پائی۔ ارجن بھیم۔ نکل اور سہدیو تمہارے ساتھ رہے۔ جو بڑے سے بڑے بہادر مارے گئے۔ سب کا وقت برابر ہو گیا تھا۔ تمہارے ہاتھ سے مارے جانے کا بہانہ ہو گیا۔ ان کی موت تمہارے ہی ہاتھ سے تھی۔ اس کے علاوہ درجودھن کی نادانی سے تم کو یہ لڑائی کرنا پڑی۔ تمہارا مقصد ہرگز یہ نہ تھا۔ کہ لڑائی ہو۔ تمہاری لڑائی

میں جہاں جہاں کے راجے کام آئے۔ وہاں وہاں کا راج اپنے بھائیوں بھتیجوں اور پوتوں وے دے کر ان کا راج تلک اپنے ہاتھ سے کر دو۔ اور اشومیدھ جگ کر کے چکرورتی راجہ ہو۔

دیکھو جو دنیا میں پیدا ہوا۔ وہ ایک دن فنا ہو جائے گا۔ جس سری رام چندر جی نے مہاپرتاپی پربرہم اوتار لے کر دنیا کو تاباک نہیں کیا۔ ۱۱ ہزار برس چکرورتی راج دنیا میں کیا۔ وہ بھی زندگی کے دن پورے کر کے بیکنٹھ باش ہو گئے۔ اور اجودھیا باسیوں کو لے کر بیکنٹھ سورگ میں چلے گئے۔ جب راجہ جنک جیسے گیانی راجہ سگر راجہ بھرت بھاگیرتھ وغیرہ جنہوں نے دنیا میں آ کر بڑے بڑے کرتوں لئے وہ بھی میعاد مقررہ سے زیادہ دنیا میں نہ ٹھہر سکے۔ تب اور کی کیا ابساط۔ دنیا رفتنی اور گذشتنی ہے۔ یہاں نہ کسی کو قیام ہوا ہے۔ نہ رہیگا۔ اگر تم کو مضطرب حال بیواؤں کی بیقراری اور آہ زاری کا صدمہ ہے۔ تو ان کو سمجھاؤ۔ کہ اب بغیر صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ ان کو بھی ایک دن دنیا چھوڑنی لازمی ہے۔ جو رانیاں بیوہ ہو چکی ہیں۔ اُن کے بال بچوں کی پرورش اور ان کے کنوارے بیٹوں کی شادی کے فرائض ادا کرو۔ اب تمہارے سوائے انکا کوئی مربی۔ اور سرپرست نہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ اے مہاراج! بھلا وہ کون کون افعال ہیں۔ جن کا کفارہ یا پراشچت ضروری ہے

بیاس جی۔ جو شخص اپنے دھرم کا مخالف اور فریبی ہے۔ اور جو سندھیا اور ترپن چھوڑ دیتا ہے۔ اور جو سنیاسی وقت طلوع و غروب آفتاب سوتا ہے جو اپنے بڑے بھائی سے پہلے اپنی شادی کرلے۔ یا جو اپنی بڑی بہن کے آگے چھوٹی بہن کا بیاہ کر دے۔ یا جس کا برت لوٹ گیا ہو یا جو کلین اور مرتاض برہمن کو چھوڑ کر ان پڑھ برہمن کو دان دے۔ یا جو نسر خورانی کرے یا وہ وید خواں جو اجرت لے کر ویدکی تعلیم دے یا جو گورو کی استری یعنی عورت کو بار ڈالے یا جو طیور اور چوپایوں کو بیکار ذبح کرے۔ یا جو آتشزدگی کرے یا گورو کی نندیا کرے یعنی توہین کرنیوالا یا جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ سب دوزخی رو میں ہیں

جو اپنے کرموں کو چھوڑ کر دوسرے کے کرم کرنے لگے یا جو ودھیا ہین برہمن سے
جگ کرائے۔ یا لہسن پیاز کی خورش رکھتا ہو۔ یا جو اپنی پناہ میں آنے والوں کی
پرواہ نہ کرے۔ یا جو اپنے چاکروں کی پرداخت نہ رکھتا ہو۔ یا جو قند سیاہ اور
رس فروخت کرتا ہو۔ جو ہمیشہ گئو گراس وغیرہ نہ دے۔ اور جو ہمیشہ گئو گراس
وغیرہ نہ دے۔ اور جو قاطع نسل ہو۔ یا جو نیت کرکے پھر خیرات نہ دے۔ اور
جو برہمن کی دولت چھین لے یا جو باپ بیٹے میں تفرقہ ڈالے یا جو گورو کی بی
بی سے زناہ کرے۔ یا جو عورت سے ہم صحبت نہ ہو۔ یہ سب بڑے گنہگار
ہیں۔

# ادھیائے (۹)

# بیاس جی کی ہدایت پراسچت کی تجویز اور دھرم اپدیش

بیاس جی فرماتے ہیں۔ کہ آپ وہ کام سنیئے۔ جو خلاف ہیں۔ مگر ان کے
لئے کفارہ یا پراسچت ہیں۔ وید دان برہمن کسی کی جان لینے کے لئے ہتھیار اٹھائے
تو اس کا مار ڈالنا ہی اچھا ہے۔ برہم ہتیا کا خوف یہ خیال ٹھیک نہیں۔ جو برہمن
گورو سیوا سے گریز کرے۔ اسکی خونریزی بھی جائز ہے۔ جھوٹ بولنے سے کسی
کی جان بچتی ہو۔ تو دروغ بیانی داخل ثواب ہے۔ عورتوں کی شادی بیاہ
کے معاملے جھوٹ بولدینا بھی داخل گناہ نہیں۔ بڑا بھائی سنیاس لے۔ چھوٹا
شادی کرے۔ تو جرم سے پاک ہے۔ اگر ایک مرتبہ کچھ پاپ کیا ہے۔ تو وہ
احتیاط آئندہ سے چھوٹ جاتا ہے۔ کسی دیو استھان پر گایتری منتر جپنے کو
گذشتہ عذاب کا خوف نہیں۔ روزانہ دان پن کرنے والا ہر قسم کے عذابوں
سے بری رہتا ہے۔ چھوت چھات کی قید ہر حالت میں مناسب ہے۔ منو جی
نے رشیوں سے ہدایت کی ہے۔ کہ ہمیشہ بشن شیو وغیرہ کے دیو استھانوں

میں بھوجن کریں۔ وید پڑھنے والے پاک نفس ہوتے ہیں۔ لیکن گنگا جی ایسے تیرتھوں کے درشن اور تپ کرنا۔ خونریزی سے دست بردار رہنا۔ سچ بولنا۔ غصہ روکنا۔ یگیہ کرنا وغیرہ وغیرہ دھرم کی علامت ہیں۔ جو لوگ دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ گویا پچھلے گناہوں کا کفارہ کرتے ہیں۔ خواہشات نفسانی غصہ لالچ اور محبت کے مغلوب دیوتاؤں کی پرستش سے پاک و صاف ہو سکتے ہیں جس طرح بیماروں کی دوا علاج ہے۔ اسی طرح پاپیوں کے لئے منتر پراپچت اور تیرتھ یاترا۔ راجہ اتفاقی کرے۔ تو اسے ایک دن برت رکھنا لازم ہے۔ اگر ایک لڑکا یا کوئی قریبی عزیز ہتھیار سے نہ مرے۔ تو باپ کا فرض ہے۔ کہ تین دن برت رکھے۔ جو می دھرم اور خاندانی رواج کو نظر انداز کرنا بھی داخل عذاب ہے۔ مچھلی۔ کوے۔ مینڈک۔ گدھ۔ اُلو۔ گوہ اور باز ایسے شکاری پرندوں کا کھانا۔ اور چار دانت والے چوپایوں یعنی بھیڑ بکری گھوڑی گدھی۔ اونٹنی وغیرہ کا دودھ پینا مناسب نہیں۔ جو کھانا بھوتوں کے لئے یا کسی کی موت میں پکایا جائے وہ ممنوع۔ بچھڑا دس یوم کا نہ ہو جائے۔ تو گائے کا دودھ پینا جائز ہے۔ شودر شناز ہو ربے عصمت عورت کے ہاتھ کی غذا حرام ہے۔ سود خوار کا طعام مثل غلیظ چمار۔ دھوبی۔ بڑھئی۔ بدچلن عورت۔ رنڈی۔ کسبی۔ وید۔ چوکیدار۔ راستے بھاٹ جواری۔ زناکار سب کی غذائیں۔ قابل ترک۔ بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹے بھائی کی شادی کا کھانا ناروا۔ جوٹھن اور باسی کھانے ناجائز۔ جو لڑکے بالوں کے کھلائے کے بغیر خود کھائے۔ وہ پاپی سینے کی ترکاری۔ باسی مٹھا اور دہی ناقص۔ گرہستیوں کا فرض ہے۔ کہ دیوتاؤں کا بھوگ لگائیں۔ رشیوں پتروں اور گھر والوں کو کھلا لیں۔ تب جو بچے۔ آپ کھائیں۔ اپنی عورت کے ہوتے دوسری عورت سے تعلق کرنے والا پاپی ہے۔ جو بشن ارپن نو کرتے ہیں۔ اور دوستوں کی مدد نہیں کرتے۔ ان کی نیت خیر بے نتیجہ ہے۔ دان وہی ہے۔ جو نیک نیتی سے کیا جائے۔ نہ خوف سے۔ نہ نیکنامی کی غرض سے۔ نچنے بازیگر مسخرے۔ نشہ باز۔ چور اور بدگو کے ساتھ سلوک کرنا پاپ۔ غور نا ہے دان لنگڑے اور اپاہج کو دینا درست ہے۔ برہمن بھی وید پاٹھی نہ ہو۔ تو دان دینے کے قابل

نہیں۔ ایسے برہمن کو کاٹھ کا ہاتھی یا ہرن سمجھنا چاہیئے۔ ان کو دان دینے والا خود بھی احمق ہے۔ اور دان لینے والا بھی بیوقوف ان سے ہیجڑا اچھا۔ اور بلے پروبال کا پرند بہتر۔ جاہل برہمن کو اندھا سمجھنا چاہیئے جس کا پیٹ کوڑے کرکٹ سے بھرنا چاہیئے۔

بیاس جی کی نصیحت خیز تقریر سے راجہ جدھشٹر خوش ہوگئے۔ اور درخواست کی۔ کہ وہ چاروں برنوں کا ذکر فرمائیں۔

بیاس جی نے جواب دیا۔ کہ بھیشم پتامہ سے یہ مدعا پورا ہوگا۔ وہ گنگا جی کے جگر بند ہیں۔ اندر وغیرہ تمام دیوتاؤں سے انکی صحبت رہی ہے۔ راج نیت میں برہسپت اور شکر کے نقطہ مقابل ہیں۔ وید ودائی میں چون رشی کے شاگرد۔ برہما جی سے سبق حاصل کر کے مشہور نامزد ہوئے۔ سنیاس دھرم انہوں نے مارکنڈے جی سے اور شستر ودیا اندر سے حاصل کی۔ دیوتا تک ان کے کمالات و فضائل کے قائل ہیں۔ موت قبضے میں ہے۔ اتنے دربار میں برہم رشیوں کا میلا لگا رہا۔ سب اشو میدھ یگیہ کئے۔ گیان کی ایک ایک بات ذہن میں ہے۔ مہاراج بھیشم جی کی کہانتک تعریف کیجائے ہم لوگوں کے سامنے بچے ہیں۔ اس لئے آپ ان سے دریافت کیجئے۔ تو وہ باتیں معلوم ہوں جن کا ہم لوگوں کو خواب و خیال بھی نہیں۔

# ادھیائے (۱۰)

## راجہ جدھشٹر کی راج گدی کی شاہی طیاریاں

بیاس جی یہ بات سُنکر خاموش ہوگئے۔ مگر سری کرشن جی نے کہا کہ اے راجہ۔ اب تم رنج و غم کو چھوڑ کر اس پر عمل کرو۔ بیاس جی مہاراج

کی نصیحت پر کاربند ہو۔ یہ سنکر راجہ جدھشٹر خوشی خوشی اُٹھے۔ اور تمام رنج والام
دل سے دُور کرکے سری کرشن کی ہدایت پر راجدھانی کی سیر کو نکلے۔ جلوس میں
بہت سے راجے مہاراجے تھے۔ دھرتراشٹ مہاراج کو سب سے آگے کرکے
دھرم راج جدھشٹر نے شہر کی گشت کی۔ ہستناپور کے برہمنوں اور باشندوں
کو اپنی داد و دہش سے مالامال کر دیا۔ اور پھر سولہ بیلوں کی رتھ پر سوار ہوکر
بڑے تزک و احتشام سے شہر کا معائنہ کیا۔ بہادر بھیم سین رتھ بان تھے۔ ارجن
نے چھتر لیا۔ نکل اور سہدیو ادھر اُدھر چنور لئے ہوئے تھے۔ اسوقت سواری
کی عجب شان تھی۔ دھرتراشٹ اور مہارانی گاندھاری فینسوں پر سوار۔ پس و پیش
جلوس کی قطار شاہی باجے بجے۔ فوجی باجوں کی آواز زمین و آسمان میں گونجتی تھی
راجدھانی میں ہر طرف مبارک و سلامت کا شور تھا۔ سونے چاندی کی بارش
ہو رہی تھی۔ جو تھا۔ مہاراجہ جدھشٹر کی گدی سے خوش تھا۔ ہر شخص دست بد
دُعا تھا۔ کہ دھرم راج کی جے جے کار ہو۔ اہل لشکر نے آمد آمد سنکر کوچہ بازار
میں آئینہ بندی کی۔ شاہی گزرگاہ آراستگی سے جو بتی کی دُلہن سے سنگار
کو مات کرتی تھی۔ ہر طرف رنگین جھنڈیاں خوشی کے پھریرے اُڑاتی تھیں۔
چندن عطر اور عود کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا۔ کلس تپاکا کی رونق
کچھ اور ہی تھی۔ بڑے بڑے شاندار پھاٹک بنائے گئے۔ نو عمر لڑکیاں زرو
زیور سے آراستہ خوشی کے گیت گاتی تھیں۔ ہر گھر میں بدھائی بجی۔ اور شادیانوں
کی دلنواز نغمہ سرائی دلوں پر موہنی ڈالتی تھی۔ سڑکوں پر تماشائیوں کا ہجوم تھا۔
عورتیں کوٹھوں پر اپنے شہنشاہ فلک جاہ کی سواری پر پھول برسانے کو بیٹھی ہوئی
ایسی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ گویا ایک گلزار کھلا ہوا تھا۔ جدھر سے سواری گزری
معزز خاندان کی مستورات نے پانچوں مہابھیوں پر آرتی اتاری۔ دروپدی کے پاؤں
چھوئے۔ دعائیں دیں۔ مدح سرائی کو ہونٹوں زبان کھولی۔

مہارانی آپکا سا خوش نصیب کون ہے۔ مہارشیوں میں گونتی جی اور
پانڈووں کے رتوں اس میں آپ کا جو اعزاز ہے۔ اسکی نظیر کہاں۔ شہنشاہی
جلوس بڑے تزک و احتشام سے آخرکار راج محل کے قریب پہنچا۔ پہنچتے

راجوں مہاراجوں نے جے جے کار کا نعرہ بلند کر کے یوں مداح خوانی کی۔
تاجداران زمانہ کے سرتاج مہاراج دھرم راج۔ آپ کو اقبال مبارک ہزار شکر کہ آج تخت ہستناپور کی از سر نو رونق ہوئی۔ ہزاروں برس تک چھتر شاہنشاہی زیب سر رہے۔ راجدھانی سے اندر لوگ شرماتے۔ اسی طرح رشیوں مہرشیوں اور چاروں وَرنوں کی دعائیں لیتے ہوئے دھرم راج راج محل میں داخل ہوئے۔

خاندانی دیوتاؤں کی پرستش کی۔ منوں جواہرات لٹ گئے۔ روپیہ اشرفی کا شمار کیا۔ تحفہ تحائف خلعت و اکرام زیور و لباس سے کون مالا مال نہ تھا۔ ویدخوانوں کی شیریں ادب باجوں کی خوش الحانی سے کان دیئے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ آنند ہی آنند تھا۔

## ادھیائے (۱)
## جشن تاجپوشی کی خوشی

راجہ جدھشٹر سب برہمنوں رشیوں اور تینوں کو دان دے کر اپنے بھائیوں کے ساتھ راج محل میں داخل ہوئے۔ اور سری کرشن مہاراج نے راج دھن سے گوہر افشانی شروع کی۔

اے راجہ برہمن لوگ دنیا میں گھومنے والے دیوتا جو بد دعا بھی دیتے ہیں۔ اور دعا بھی۔ ست جگ کے زمانے میں چاروا کسا راچھس نے وِدُر کی طرح ایسی عبادت اور ریاضت کی۔ کہ سری برہما جی نے اس کی منہ مانگی مراد پوری کی۔ کہ برہمن کے سوا تجھ کو اور کسی جاندار سے خوف نہ ہوگا ایسی دعا پا کر یہ دیوتاؤں کو تکلیف دینے لگا۔ اور یہانتک تنگ کیا۔ کہ سب دیوتا برہما کے پاس جا کر فریادی ہوئے۔ اور درخواست کی۔ کہ اے مہاراج۔ یہ راچھس مارا جائے تو نجات ملے۔

برہماجی۔ اب اس راچھس کی موت قریب آئی ہے۔ یہ راجہ دریودھن کی دوستی میں برہمنوں کی ہتک کرکے مارا جاویگا۔ گھبراؤ نہیں۔
غرضیکہ اسی طرح یہ چارواک راچھس مارا گیا۔ یہ سنکر راجہ جدھشٹر بڑے خوش ہوئے
بھائیوں نے راج تلک کا سامان بہم کیا۔ راجہ جدھشٹر تخت جواہر نگار پر مشرق رو پہ جلوہ افروز ہوئے۔ اسی مرصع سنگھاسن پر ایک جانب سری جناردھن جی سری کرشن بھگوان اور ساتکی جی رونق افروز ہوئے بھیم سین۔ ارجن اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھ گئے۔ کنتی نکل اور سہدیو کو ساتھ لئے کر ہاتھی دانت کے سنگھاسن پر۔ ودرجی اور دھوم رشی اور راجہ دھرتراشٹ سونے کے جڑاؤ سنگھاسن پر علیحدہ علیحدہ بیٹھے۔ عالی شان بارہ دری بڑی خوبی میں آراستہ اور خوشگوار پھولوں میں مہک رہی تھی۔ سونے کے کلس گنگا جل سے بھرے ہوئے برہمن لوگ بجے کا رمنا لئے ہار پھول لئے چاروں طرف کھڑے تھے۔ بیدی رچی گئی۔ دھرمراج اور رانی دروپدی سری کرشن بھگوان کی آگیا سے بیدی پر بیٹھ گئے۔ اور وید منتروں سے ساری عمارت گونجنے لگی۔ وید منتروں سے سری کرشن بھگوان نے پنج جنیہ سنکھ پھونک کر راج تلک کیا۔ دھوم رشی اور دوسرے رشیوں نے بھی راجہ کے تلک دیکر بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو کے ماتھے پر تلک لگایا۔ ہر طرف سے جے جے کار اور مبارکباد کا غل ہوا۔ پھولوں کا مینہ برسنے لگا۔ راجہ جدھشٹر نے سری کرشن نے سری کرشن جی اور دھوم رشی کی اجازت پاکر برہمنوں اور رشیوں کو بہت کچھ دیا۔ پھر بیدنس راجہ دھرتراشٹ کے فرزند کو جو اپنے بھائی دریودھن کا ساتھ چھوڑ کر جدھشٹر کا ہمراہ ہو گیا۔ سکھدیو جراسندھ کے بیٹے۔ ودرجی اور سنجے کو طرح طرح کے بیش قیمت تحائف دیئے۔ اسی طرح سری کرشن مہاراج کو ہزار ہاتھی گھوڑے رتھ وغیرہ وغیرہ نذر کئے۔ بھائیوں۔ امیروں۔ سرداروں کو مالا مال کیا۔ نوکروں۔ چاکروں اور مسکین غربا کو بہت کچھ دیا۔ مگر بیاس جی مہاراج نے بغیر اپاسنا کے

اور کچھ نہ لیا۔

غرضیکہ بڑی دھوم دھام سے یدراج تلک کا جلسہ پورا ہوا۔ سب لوگ راجہ کو سراہتے اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔ برہمنوں نے راجہ کو اشیرباد دیا۔ راجدھانی میں گھر گھر جشن ہونے لگے۔ گانے بجانے کی دھوم مچی۔ شب کو سارے شہر میں روشنی ہوئی۔ ناچ ہوا۔ جلسے ہوئے۔ اسی طرح پوربا سیوں نے بڑی خوشی منائی۔ اور بہت کچھ دولت داد و دہش میں اٹھائی۔

# ادھیائے (۱۲)

## بھیم سین کی ولیعہدی

راجہ جدھشٹر نے رشیوں اور برہمنوں سے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ آپ ہی لوگوں کی دعا سے سلطنت پائی۔ حکومت ہاتھ آئی۔ ایشور نے سب کام بنائے۔ ارمان پورے کر دکھائے۔ فرمایا راجہ دھرتراشٹ سے بڑی لجاجت سے کہا۔

آپ ہی کی اجازت سے میں نے راج پایا۔ اور جو حکم بجالاؤں۔ میں آپ کا وہی خادم بے عذر ہوں جس کو آپ نے گود میں کھلایا۔ اور بڑے ناز و نعم سے پالا۔ مجھے آپ کے حکم سے کبھی بھی عدول نہیں۔ اور کون سا ارشاد ہے جو قبول نہیں۔ راجہ دھرتراشٹ کے اس پوتر کلام سے آنسو ٹپک پڑے۔ دل بھر آیا۔ رو کر فرمایا کہ

اے فرزند ارجمند۔ تمہارے سوا میرا کون ہے۔ تم نے بڑی خدمت کی ہے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ تم سلامت رہو۔ ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار۔ راجہ جدھشٹر نے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

مہاراج دھرتراشٹ ہمارے سرتاج اور خاندان میں سب سے بڑھ

کہ قابل تعظیم ہیں۔ غرضیکہ یہ سمجھا کر سب کو رخصت کیا۔ اور اجازت دی۔ کہ آج شہر آراستہ کیا جاوے۔ بھیم سین کو آج ولیعہد کا تلک ہوگا۔ سنجے کو خزانچی اور دانشور۔ بدُورجی کو اپنا وزیر با تدبیر بنایا۔ نکل کو فوج کی بخشی گری۔ اور ارجن کو سپہ سالاری کی خدمت عطا ہوئی۔ غرضیکہ جو کام جس کے لائق تھا۔ اس کو اس پر تعین کر دیا۔ دھوم رِشی جو برہمنوں میں اعلےٰ ترین تھے۔ اور جن کی ذات تمام برہمنوں میں مقدس شمار کی جاتی ہے۔ دیو پوجن کے واسطے تعینات کئے گئے۔ اور اپنا خاص ندیم مقرر کیا۔ سہدیو کو کوتوال بنایا۔ بدُورجی اور یہوتس کو ہدایت کی۔ کہ مہاراج دھرتراشٹ کے خلاف مرضی کوئی امر نہ ہونے پائے۔ اور انہیں کا حکم مانا جائے۔

راجہ جدھشٹر نے چھتریوں کے شرادھ الگ الگ اپنے ہاتھ سے کئے۔ بڑے بڑے گئو دان اُن لوگوں کے نام پر دیئے۔ جو جنگ میں کام آئے تھے کرن۔ دھرشٹ دمن۔ ابھمنیو۔ گھٹوت کچ۔ راجہ براٹ۔ راجہ سائیک۔ راجہ دروپد۔ اور رانی دروپدی کے بزرگوں کے کرم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے کئے۔ جو جو راجے مہاراجے مارے گئے تھے۔ اور جن کے خاندان میں کوئی بھی نہ رہا تھا۔ ان کے نام ہزارہا برہمنوں کو دان اور گئودان دے دے کر تمام مرے ہوئے رشتہ داروں کے نام پر ہزارہا برہمنوں کو دان اور گئودان دے دے کر تمام مرے ہوئے رشتہ داروں کے نام پر دھرم شالیں۔ کنوئیں۔ باولیاں مندر وغیرہ تعمیر کرا دیئے۔

مہاراج۔ دھرتراشٹ نے اپنے پتروں کا شرادھ خود کیا۔ جو لوگ اندھے اور تنگدست مفلس تھے۔ اُن سب کا ماہواری وظیفہ مقرر کرایا۔ غرضیکہ اس طرح راجہ جدھشٹر متسلط ہو کر چکرورتی راجہ ہو گئے۔

# ادھیائے ۱۳۱

# کرشن بھگوان کی استت

راجہ جدھشٹر نے بزرگوں کا شرادھ اور ترپن کر کے سری نارائن کرشن بھگوان کی شان مبارک میں بہت کچھ ثنا و صفت اور نہایت عاجزی اور لجاجت سے عرض کی۔ کہ اے سوامی آپ کے طفیل کرم سے اتنا بڑا راج مجھے نصیب ہوا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے تمام عدو خاک میں گرد برد ہو گئے۔ دشمنوں پر فتح پائی۔ آپ کو پرنام ہے۔ اے جنار دھن۔ آپ ہر ایک چیز میں ویاپک ہیں۔ آپ کا کوئی شریک اور ہمتا نہیں۔ آپ کا بھی بھجن کرنیوالا مُکتی کی پدوی پاتا ہے۔ اس کو کسی کا خوف نہیں۔ مہاتما۔ سادھو۔ رشی۔ مُنی سب کے سب آپ کے ناموں کا سمرن کرتے اور بھجن کے پرتاپ سے دُنیا کے بھرم جنجال سے پار ہو کر بیکنٹھ میں باس کرتے ہیں۔ اے دینا ناتھ پرشوتم۔ اے نارائن۔ اے ہری۔ اے رام چندر۔ اے کرشن۔ اے بھگوان۔ مچھ کچھ بارہ نرسنگھ روپ کے دھارن کرنے والے آپ ہی ہیں۔ اے بشن روپ بھگوان آپ کے مایا کا کوئی پار نہیں پا سکتا۔ آپ کے کنول روپی چرنوں کو نمسکار ہے۔ آپ لکشمی پت ہیں۔ برہما جی آپ سے پیدا ہوئے۔ برہما بشن۔ مہیش سب آپ ہی کے نرگن روپ کا گن گایا کرتے ہیں۔ آپ سگن روپ ہو کر دشمنوں کا ناس کرتے ہیں۔ آپ کا روپ براٹ ہے۔ جو خیال میں بھی نہیں آسکتا تینوں لوک آپ ہی اشارے کے محتاج ہیں۔ بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت۔ اے سوامی۔ آپ کی قدرت سے اہل زمانہ کی مقصد براری ہوتی ہے۔ آپ ہی سورج گرڑ دیوتاؤں کے مالک اور سوام کارتک روپ ہیں۔ برہما روپ سے خالق ہیں۔ بشن روپ سے دُنیا کی پرورش فرماتے ہیں۔ اور شیو روپ سے مخلوقات کو فنا کرتے ہیں۔ اے جدوپت بیکنٹھ ناتھ۔ آپ کو نمسکار ہے۔

## اُدھیائے (۱)

## اُپوانات سکونت کی تقسیم

راجہ جدھشٹر نے سری کرشن بھگوان کو نہایت تعظیم وتکریم سے رخصت کرکے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ

بھائیو! تم نے میدان رزم میں وہ وہ کارنمایاں کئے۔ جن کی تعریف مجھ سے نہیں ہوسکتی۔ بڑے بڑے سورماؤں سے مقابلہ ہنسی کھیل نہ تھا۔ وہ تم ہی تھے۔ جو منہ پر زخم کھاتے رہے۔ مگر پیٹھ نہیں پھیری۔ اس پر کیا منحصر بلکہ بنباس کے زمانے میں بھی جو مصیبتیں برداشت کیں۔ اُن کی انتہا نہیں اب آرام وآسائش کا زمانہ ہے۔ جاؤ۔ اور چین سے بستر استراحت پر میٹھی نیند سوؤ۔ مہاراج دھرتراشٹر کی مرضی۔ سے کر راجہ دریودھن کا خاص زرنگار محل مع تمام ادنا ہی کے بھیم سین کو مرحمت ہوا۔ اور دوشاسن کا جڑاؤ۔ جو بہت آراستہ تھا۔ ارجن کے حوالے ہوا۔ نکل کو وہ محل بخشا۔ جو دوشاسن کے محل سے بھی افضل۔ جس میں دارشن رہتا تھا۔ سندر کا نارابیہ محل جو شیشہ آلات سے آراستہ تھا۔ مع چار چاکروں کے سہدیو کو ملا۔ یہ چاروں بھائی جدھشٹر کے عطیے سے بہت ہی شاد اور اپنے اپنے محلوں میں آباد ہوئے۔ بیوتس۔ ودر۔ سنجے اور دھوم رشی نے دریودھن کے بھائیوں کے عالیشان محل پاکر مسرت ظاہر کی۔

سری کرشن جی مہاراج نے ارجن کے محل میں آرام کیا۔

سندھیا کرنے کے بعد سب لوگ حاضر ہوئے۔ جدھشٹر کو آداب بجالائے۔ راجہ جدھشٹر نے اعلےٰ قدر مراتب ہرایک تعظیم کی۔ سب کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ برہمنوں کو بہت کچھ دیا۔ سخاوت سے مالامال کیا۔

سری کرشن۔ (راجہ جدھشٹر سے) اسے راجہ کرپاچارج تمہارے گورو جو دریودھن کی طرف سے لڑتے تھے۔ تم سے معافی کے خواستگار اور شرمسار ہیں۔ ان کا قصور معاف۔ دل صاف کرو۔

راجہ جدھشٹر۔ استوتھاماں نے میرے لڑکوں اور دوستوں کو شب کے وقت فریب سے۔ میں نے ان کو معاف کیا۔ اب آپ کرپاچارج کو بھی یاد کیجیے۔

گویا مہاراج کے آتے ہی راجہ جدھشٹر نے گورو کی طرح ان کی پرستش کی۔ اس کے بعد ویدر جی اور بیوتس کی بھی
بالآخر مہاراج دھرتراشٹ کو تمام راج کاج سپرد کیا۔ اور خود بھائیوں کو لے کر سری باسدیو جی کے درشنوں کا راستہ لیا۔ جہاں سری کرشن جی مرصع زیور پہنے جواہر نگار پلنگ کی زینت دوبالا کر رہے تھے۔ راجہ جدھشٹر نے حسب معمول بڑے ادب سے ڈنڈوت کی
راجہ جدھشٹر۔ (سری کرشن جی مہاراج سے) اے کرپا سندھو۔ آپ کو بار بار سراہتا ہوں۔ آپ کی خاص مہربانی سے راج پایا۔
مگر سری کرشن جی خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ ہمیشہ سے دستور تھا کہ جب راجہ جدھشٹر جاتے تھے۔ سری کرشن جی مہاراج بڑی تعظیم کو محبت سے بٹھاتے تھے۔ مگر آج خلاف دستور نئی بات دیکھ کر راجہ نے پھر عرض کیا
اسے ترلوکی ناتھ! آج نہ معلوم آپ کس دھیان میں ہیں۔ کہ میری عرض و معروض پر دھیان نہیں دھرتے۔ ادھر نگاہ بھی نہیں کرتے۔ میرا جو قصور ہو بتلائیے۔ کچھ زبان سے ارشاد فرمایئے۔
سری کرشن جی۔ (مسکرا کر) اسوقت بھیشم پتامہ جنہوں نے تئیس دن تک برابر پرسرام جی سے جنگ عظیم کی۔ جنہوں نے ہفت اقلیم کے تاجداروں کو زیر کیا۔ بشٹ جی مہاراج ایسے مہاتما کے چیلے جن کے نہ ہونے سے دنیا تاریک ہو جائے گی۔ تیروں کے بستر پہ لیٹے ہوئے میرا دھیان کر رہے تھے اسوقت میں انہیں کے تصور میں تھا۔ اس سبب سے تمہیں جواب نہ دیا۔ تمہارے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ اے راجہ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہو میرے ساتھ ان کے پاس چلکر دریافت کر لو۔
راجہ جدھشٹر۔ اگر بھیشم پتامہ جی آپ کے تصور میں ہیں۔ تو آپ بھی چلکر اپنے فضیلت مآب بزرگ کو درشن دیجئے۔ اور مجھ کو بھی ہمراہ لیجئے میں ان سے دھرم اور آچرن کا سبق یاد کر لوں گا۔ پھر ان کا درشن محال ہو جائیگا
سری کرشن جی مہاراج نے سارتھی کو حکم دیا۔ کہ رتھ تیار کرا دے۔ یہ حکم

شنکر دارک رتھ لے آیا۔

# ادھیائے (۵۱)

# کرشن بھگوان کی یاد میں بھیشم جی کی اضطرابی

بیشم پاین جی (راجہ جنمیجے جی سے) اے مہاراج ! بھیشم پتامہ نے شستر سجیا پر سری کرشن مہاراج کا کیونکر دھیان کیا۔ وہ تنہا وہاں تھے۔ یا کوئی اور بھی اُن کے پاس تھا۔

بیشم پاین۔ بھیشم پتامہ نے شستر سجیا پر گو پھیا بنا کر اس میں جیو آتما کو الیشور میں لگایا تھا۔ گو پھیا کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اپنی حفاظت کے لئے وید پاٹھی برہمنوں کو مقرر کیا تھا۔ جو اُن کے پاس رہتے تھے۔ تیروں سے مجروح بھیشم پتامہ نے برہمنوں اور ویدبیاس جی۔ نارد۔ سومنت۔ ماندو دیول۔ میتری۔ بشسٹ جی۔ کپل۔ بالمیک۔ پرسرام۔ کشیپ جی۔ گالو۔ دھوم دکش۔ پراسو۔ مریچ۔ انگرس۔ گوتم۔ مارکنڈے۔ ماندو۔ رومک۔ بھاسکر ایسے مہاتماؤں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایسی حالت میں سری کرشن جی مہاراج کا دھیان کیا۔ اور اس طرح سرب ویاپی جگت پت نارائن ہری کی اُستتی اس طرح شروع کی۔ اب میری اس پار برہم پرمیشور جگدیش آدپرکھ بھگوان سے لو لگی ہے۔ جن کی مایا کو دیوتا بھی نہیں جان سکتے۔ وہ نارائن وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کے کاموں میں کسی کا دخل نہیں۔ دیوتا۔ کنہر۔ گندھرب۔ دیت جکھش اس مہاتما سری کرشن نارائن کو نہیں پہچان سکتے۔ کہ کون ہیں۔ اس یا سدیو پرشوتم بیکنٹھ ناتھ کو میرا بار بار نمسکار ہے۔ جس کا جلوہ تمام پرتھوی آکاش میں سمایا ہے۔ جس بھگت بتسل نے پریم کے بشیبھوت ہو کر بھگتوں کی اچھیا پورن کرنے کے لئے اپنی خواہش

سے اوتار لیا - اور پرتھوی کا بھار اُتارا - اسی نارائن ہری کا دھیان کرتا ہوں -
جو اس دواپر جگ میں سری کرشن نام باسدیو نندن کہلائے - اور جنہوں نے
کنس بششپال وغیرہ دیتوں سے زمین کو پاک کیا - اے دین دیال بھگت
ہتکاری - آپ سارے جگت کو پیدا اور پالن اور ناش کرنے والے ہیں - ہر
جگہ ہر روپ میں وہ باسدیو کرشن جلوہ گر ہے - جن کی مہماں کے بیان کرنے
میں چاروں وید بھی بورا ہیں -

جب اس طرح سے بھیشم پتامہ نے یاد کیا - تب سری کرشن بھگوان اس
کے اعتقاد کو دیکھ کر پریم کے بس میں ہو گئے - ایک لمحہ ٹھہر نا دشوار ہو گیا - چل
کھڑے ہوتے - جتنے رشی اور حق شناس تھے - بھیشم جی کی ثنا و صفت سنکر بہت
ہی محفوظ ہوتے - اور بھیشم پتامہ کی صدق اعتقادی کی تعریف کرنے لگے -
غرضیکہ سری کرشن جی بھیشم پتامہ کو اپنا معتقد جان کر رتھ پر سوار ہو کر چلے -
جدھشٹر - ارجن - بھیم سین - نکل - سہدیو - یولس - دروجی - سنجے اور کرپا چارج
بھی اپنے رتھوں پر جلو میں تھے - بہت برہمن بھی سری کرشن جی کی جے
جے کار مناتے ہوتے ہمرکاب ہوئے -

# اُدھیائے (۱۶)

## پانڈوؤں اور بھیشم پتامہ کی گفتگو

سری کرشن مہاراج اور راجہ جدھشٹر مع اپنے بھائیوں کے ہستنا پور
سے کورو کشیتر میں پہنچے - جہاں جنگ عظیم ہونے سے ہزاروں اور لاکھوں بہادروں
کی کھوپریاں پڑی تھیں - ان کو دیکھ سری کرشن نے جدھشٹر سے کہا کہ
کہ اس جگہ پرسرام جی نے پانچ تالاب تعمیر کرائے ہیں - جہاں پرسرام
جی نے چھتریوں کو پرسرام جی نے مار کر نیست و نابود کر دیا - تو پھر کیونکر چھتری
خاندان کی نسل قائم رہی - یہ سنکر جدھشٹر نے اسبا میں بھیشم پاتن جی نے نیچے سے کہا کہ

جب تمام روئے زمین کے چھتری راجے مہاراجے پرسرام جی کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے تھے۔ تو صرف راجہ جہن کا ایک لڑکا باقی رہ گیا تھا۔ اسی خاندان میں اور چھتری راجہ ہوئے غرضیکہ ان اولاد کا پورا حال بیان کر کے کہا پرسرام جی کا جلال راجہ اِندر کی طرح تھا۔ جمدگن پتر پرسرام جی کی تعریف کرتے ہوئے کرشن بھگوان مع دھرم راج اور پانڈوؤں کے بھیشم پتامہ جی کے پاس آئے۔ اور مہارشی بیاس جی وغیرہ کو ڈنڈوت کر کے بھیشم جی کے پاس کھڑے ہو گئے۔ بھیشم جی نے آنکھ کھولی۔ کرشن بھگوان نے کہا۔ کہ برادر اوکاسے دلاور تم نے اِس سجیا پہ ہزاروں تیر کھائے۔ اس سے کچھ تکلیف تو نہیں ہے۔ آپ کے والد بزرگوار نے جیسی دعا آپ کو دی۔ ویسی دعا مجھے بھی نہیں ملی۔ یعنی جب تک چاہیئے۔ اپنے جسم کو برقرار رکھیئے۔ اے بہادر! تمہاری سچی محبت اور صدق اعتقادی نے جو جگہ میرے دل میں کر لی ہے۔ اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور آپ کو اس مقام پہ بیٹھے ہوئے دیکھ کر میرا دل بھر آتا ہے۔ تم بیاضت کی برکت سے اپنا جسم جبوقت چاہو برقرار رکھنے کی قوت رکھتے ہو۔ راجہ جدھشٹر کو اس وقت جو خیال چھتریوں کی نسبت پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھی تم مشرح طور سے بیان کر سکتے ہو۔ اور آپ کے برابر ایسی راز کی باتیں جاننے والا دنیا میں کیا۔ دیوتاؤں میں بھی نہیں۔ سری کرشن جی کی یہ گفتگو سنکر بھیشم پتامہ نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ سری کرشن جی بھگوان نے فرمایا کہ اے بھیشم پتامہ! تمہاری اس سچی محبت نے ایسا مجبور کر لیا۔ کہ میں تمہیں یہاں درشن دینے آیا ہوں۔ اے راجہ جن کو پریم اور اعتقاد نہیں ہے۔ میں اُن کو کبھی درشن نہیں دیتا ہوں۔ تم سب طرح سے لائق ہو تم خود درشنوں کے قابل ہو۔ اور کن برکت گپت روپ لبو دیوتا لوگوں پر چڑھ کر تمہارے اور اوترائن سورج ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تم اس اعلےٰ ترین جگہ پہ جاؤ گے۔ جہاں سے پھر واپس نہ آؤ گے۔ راجہ جدھشٹر اپنا اطمینان حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تم ان کو چھتری بنس کے نیست و نابود ہونے کا حال بتاؤ۔

# اُدھیائے (۱)

# بھیشم پتامہ جی کو سری کرشن جی کا دان

بیشم پاین فرماتے ہیں۔ کہ جب کرشن بھگوان بھیشم جی کی شان میں گوہر افشانی کر چکے۔ بھیشم جی نے ہاتھ جوڑ عرض کی۔ کہ اے پرشوتم۔ اے نارائن اے جگت کرتا۔ اے اننت۔ آپ کی دلپذیر تقریر سنکر میرا دل وجد کرنے لگا۔ میری مجال نہیں۔ کہ آپ کے سامنے منہ کھول سکوں۔ جبکہ تمام عالم میں آپ کا پرکاش ہے۔ آپ کا ظہور سب میں سمایا ہوا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ آپ کی رضا سے ہوتا ہے۔ تو میری کیا بساط ہے۔ کہ آپ کی شان مبارک میں کچھ بول سکوں۔ اے مدھو سودن۔ میرا دل ٹھکانے نہیں۔ تیروں کے زخموں سے تمام جسم چھلنی ہو رہا ہے۔ درد کو کسی طرح سکون نہیں۔ تمام بدن پھوڑا ہو رہا ہے۔ جو تکلیف ہے۔ اس کے اظہار کی تاب نہیں۔ ہوش و حواس بجا نہیں۔ کہ کوئی بات کہہ سکوں۔ جان زار چاہتی ہے۔ کہ قفس جسم سے چھٹکارا ہو۔ ضعف و نقاہت کی وجہ سے منہ سے بات نہیں نکلتی۔ اے سوامی آپ دیالو ہیں۔ میرے اوپر کرم کی نظر ہے۔ آپ کے سامنے کیا عرض کروں۔ رحم کا خواستگار ہوں۔ گناہوں کی معافی درکار ہے۔ اے پربھو۔ آپ کی توجہ سے اسوقت مجھ میں اتنی طاقت عود کر آئی ہے۔ کہ جو کچھ خواہش ہو۔ اس سے آگاہ کیجئے۔ راجہ جدھشٹر کیا چاہتے ہیں۔ جلدی کہئیے۔ آپ کے قول شاستر کے احکام ہیں۔ آپ کے سامنے کون شاستر کہا جائے۔ آپ میں مجھ میں گورو اور شاگرد کا فرق ہے۔ گورو کے سامنے شاگرد کی مجال نہیں۔ کہ زبان کھول سکے۔

کرشن بھگوان۔ بھیشم جی۔ آپ راستگو۔ تجربہ کار اور نشیب فراز کے جاننے والے ہیں۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کی راستی میں سرمو فرق نہیں۔ میری دعا ہے کہ آپ دروغشی اور کسی طرح کی تکلیف سے آپ دردمند نہ ہونگے بھوک پیاس کی شدت آپ کو نہیں ستاویگی۔ جو کچھ گیان آپ میں موجود ہے وہ آفتاب کی طرح دُنیا میں روشن رہیگا۔ جس بات کی تمنا ہوگی یا جس قسم کا خیال ہوگا۔ فوراً حاصل ہو جائےگی۔ جس طرح مچھلی کو پانی میں کوئی چیز دیکھنا مشکل نہیں۔ اُسی طرح آپ کا دھیان سب باتوں کو جان لیگا۔ سری کرشن کے اس بردان سے تمام رشی نارد۔ بیاس وغیرہ خوش ہوئے۔ اور یجر رگ۔ شام وید کی رچاؤں کو پڑھ پڑھ کر مہاراج کرشن بھگوان کی پوجن کی۔ آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ گندھرب کنہر وغیرہ آپسراؤں نے بھجن گائے۔ اتنے میں آفتاب مغربی اُفق کی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا۔ رشیوں اور بھگوان کرشن دیو نے بھیشم پتامہ جی سے اجازت چاہی۔ کہ اب سورج غروب ہوا چاہتا ہے۔ شام کی آمد ہے۔ لو اب ہم سب جاتے ہیں کل پھر آئیں گے۔ اتنا کہہ کر کرشن دیو۔ کرپاچارج و پانڈوؤں نے بھیشم جی کا طواف کیا۔ اور اپنے قیام گاہ پر واپس آگئے۔ ان کے جلوہ میں کوہ پیکر فیل اور باد رفتار گھوڑے اور رتھ ان صف شکن ہیر ہمراہ تھے۔ سب اپنے اپنے فرودگاہ پر اُتر پڑے۔

# اُدھیائے ۵۱
## بھیشم پتامہ جی کی زبانی کرشن بھگوان پرم ایشور کی تعریف

علے الصباح بستر استراحت سے کرشن بھگوان اُٹھے۔ اور پرم برہم

کا سمرن کرنے لگے۔ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی وید اور شاستر کے واقف کار
نارائن مادھو ہری بھجن گاتے ہوئے کرشن بھگوان کے درشنوں کو آئے۔ اور
ڈنڈوت پرنام کرکے بھگوان ہری کی اُستت کرنے لگے۔ ادھر راجہ جدھشٹر
بھی آرام گاہ سے اُٹھ کر بھجن میں مصروف ہوئے۔ محلوں میں تُرہیے باجے بجنے
لگے۔ جن کے لفظ کانوں کو بھلے معلوم ہوتے تھے۔ کرشن بھگوان نے اشنان
پر جاکر کے ہون کیا۔ اور حسب دستور ہزار گائیوں کا سنکلپ کرکے ساتکی جی
کو حکم ہوا۔ کہ وہ رتھ تیار کرے۔ اور راجہ جدھشٹر کو اطلاع دے۔ کہ بھیشم پتامہ
کے پاس چلنے کو کیا دیر ہے۔ بہت جلد تیار ہوں۔ اور ساتھ چلیں۔ راجہ
جدھشٹر نے ارجن وغیرہ سے فرمایا کہ آج ہم اور تم سری کرشن جی کے ہمراہ
بھیشم جی کے درشنوں کو چلیں گے۔ فوج وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ جھٹ
پٹ نت نیم سے فرصت حاصل کرلو۔ بھائیوں نے تعمیل ارشاد کی۔ سب کے
سب کمربستہ ہوگئے۔ دھرم راج اپنے چچا دھرتراشٹر کو آگے کرکے۔ سری
کرشن بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈنڈوت اور پرنام کرکے پہلے
مہاراج کرشن بھگوان کو رتھ پر سوار کیا۔ بعد اس کے خود مع اپنے بھائیوں
کے سوار ہوکر کوروکشیتر کی طرف راہی ہوئے۔ بھیشم پتامہ جی کے پاس پہنچکر
پہلے سب نے تمام رشی منی وغیرہ کو ڈنڈوت کی۔ اور بھیشم جی کی پرکرما
کرکے بیچے بعد دیگرے چاروں طرف مدودھوت میں بیٹھ گئے۔ اور بھیشم
جی کو نقطہ مرکز بنایا۔ پانڈوؤں اور کرشن بھگوان نے تاسف آمیز نظر سے
بھیشم جی کو دیکھا۔ اور افسوس کرکے بولے۔ کہ ایسے سورمیر بہادر تھے اندریوں
کو جیت لیا۔ بانوں کو بستر استراحت فرمایا۔ ان کا بدن زخموں سے چور چور ہے۔
حیف ایسے بہادر سورما ہمارے ہاتھوں سے زخمی ہو۔ اور ہم ان کو اس حالت
میں دیکھیں۔ اب وہ بہت جلد سرگباس ہونے والے ہیں۔

نارد جی۔ (راجہ جدھشٹر سے) دھرم پتر! بیشک بھارت بنس کے
سرتاج بھیشم پتامہ جی کے سرتاج بھیشم پتامہ جی کے سمان ترلوک میں کوئی نہیں
آپ اندریوں پر قابض ہیں۔ آپ گنگا جی کے لڑکے ہیں۔ بڑے تیجسوی ہیں

پرسرام جی آپ کی دلاوری کا لوہا مان گئے۔ کون بشر ہے۔ کہ اسطرح بانوں کی سیجا پر پڑا رہے۔ اور جان نہ نکلنے دے۔ آپ اُترائن سورج کی راہ دیکھتے ہیں۔ جب سورج اترائن ہوں گے۔ آپ دیہہ تیاگ دیں گے۔ اور وہ وقت عنقریب ہے۔ اس لئے راجہ آپ کو جو کچھ پوچھنا ہو دریافت کر لیں

جدھشٹر (کرشن بھگوان سے) مہاراج! پہلے آپ مزاج پرسی کریں۔ اور آپ اپنی امرت بانی سے بھیشم جی کو خوش کریں۔ کرشن بھگوان بھیشم جی سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا۔ کہ اے گنگا جی کے فرزند۔ کہئے۔ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ کوئی تکلیف تو رات کو نہیں ہوئی۔ کسی قسم کی تیکر نے رات کو ستایا تو نہیں درد کی کیا حالت ہے۔

بھیشم پتامہ جی۔ (آنکھیں کھول کر اور کرشن بھگوان کے درشن کر کے) ہے پرشوتم نارائن سوامی۔ الکھ۔ نرنجن۔ اگوچر اناشی۔ آپ کے چرن کنولوں کا دھیان کر کے ڈنڈوت کرتا ہوں۔ آپ کی دیا سے میرے بدن کا درد کافور ہو گیا۔ اب کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ مجھے اس وقت تمام برہمانڈ کی چیزیں دکھائی پڑتی ہیں۔ وید سب میرے سامنے ہیں۔ مجھ میں اسقدر قوت ہے۔ کہ جو کچھ مجھ سے آپ پوچھیں گے بلا کم وکاست عرض کر سکتا ہوں۔ دل پر قابو نہیں ہے۔ آپ دنیا کا گرو ہے۔ مادھو۔ آپ نے پانڈوؤں کو اپنے دیا کھیانوں سے اپدیش کیوں نہیں کیا۔ آپ انترِیامی ہیں۔ عالم الغیب ہیں۔ جگت کے پالن کرنے والے نارائن ہیں۔ ہر یگ کا اوتار لے کر ہمارا ہت کرنے کے لئے پرتھوی پر آتے۔ اور پرتھوی کا بھار آپ نے اُتار دیا۔

کرشن بھگوان۔ آپ ہمیں دنیا کا موکش کرنے والا کہتے ہیں۔ جب تک ہماری مرضی نہیں ہوتی۔ کوئی کام نہیں ہوتا۔ ہم سب کچھ کر سکتے ہیں مگر چاہتے ہیں۔ کہ آپ کا جس دنیا میں پھیلے۔ اس لئے اپنے منہ سے دھرم کرم کا اپدیش دیں۔ دنیا میں آپ کی یادگار ہمیشہ رہیگی۔ لوگ آپ کے نام پر ترپن کریں گے جو وعظ و نصائح آپ کی زبان سے نکلیں گے۔ راجہ جدھشٹر

اس پر کاربند ہوں گے۔ ہے پرتھوی پال بہت سے راجے مہاراجے جن کی جان اس معرکے میں بچ گئی ہے۔ وہ بھی آپ کی پند سُننے کے مشتاق ہیں۔ دُنیا میں آپ کی زندگی ایسی ہے جس کا عکس ہمیشہ قایم رہتا ہے۔ اور اس کا نام ابدلا باد تک مِٹتا نہیں۔ میں نے آپ کی عقل سلیم میں جوت پیدا کر دی۔ کہ آپ پوتر بانی سے لوگوں کا دِل شاد کریں۔ اور دھرم راج کا سندیہہ دُور ہو

بھیشم پتامہ۔ ہے گوبند۔ ہے ہاری۔ آپ کرپا کے سمندر ہیں۔ دَیا کے ساگر ہیں۔ آپ کی دیالتا سے میرا کشٹ دُور ہو گیا۔ تکلیف اب نام کو نہیں صرف آپ کے درشن اور بردان کا فیض ہے۔ کہ مجھ میں ہر طرح کی قوت حاصل ہے۔ سب دھرموں کا حال بیان کر سکتا ہوں۔ جو سوال ہوگا۔ اس کا جواب شافی دوں گا۔

کرشن بھگوان۔ ہے گنگاپتر بھیشم جی۔ راجہ جدھشٹر شرم کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آتے تھے۔ میرے اور رشی بیاس جی کے کہنے سے آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ جو کچھ یہ پوچھیں۔ انہیں سُنائیے

راجہ جدھشٹر نے اُٹھ کر بھیشم جی کے قدم چھوئے۔ اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ بھیشم جی نے محبت بھری نگاہ سے اپنے پاس بُلایا۔ اور پیشانی پر بوسہ دیکر اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور کہا کہ شرم کو بالائے طاق رکھ کر مجھ سے سوال کرو۔ تم دھرم پتر ہو۔ ست بادی تمہارا لقب ہے۔ دروغ گوئی تمہارا شیوہ نہیں۔ سچ بولنے کے عادی ہو۔ وید و شاستر کے احکام سے بخوبی واقف۔ پیارے دھرم راج۔ تمہارا جو جی چاہے پوچھو۔

# ادھیائے (۱۹)

## تذکرہ راج نیت زبانی بھیشم پتامہ

راجہ جدھشٹر (بھیشم پتامہ سے) اَے مہاراج! دنیا میں راجاؤں کا

جو افضل ترین دھرم ہے۔ جس سے مکت بھی ملتی ہے۔ اور رعایا کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کا کچھ حال بیان کیجئے۔

**بھیشم پتامہ**۔ کرشن بھگوان اور موجودہ رشیوں کو ڈنڈوت کر کے اس طرح راج دھرم کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ کہ اے راجہ۔ راجاؤں کا دھرم ہے۔ کہ نور کے تڑکے اٹھ کر سب سے پہلے ایشور کا دھیان کرے۔ جس سے راجہ دھرم کے فرض سے نجات پاتا ہے۔ اس کے بعد اور کاروبار سلطنت کرنا چاہیئے۔ اور اپنے وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ تدبیر اور تقدیر سے راجہ کا ہر کام انجام پاتا ہے۔ تدبیر کا پورا کرنا تو ایشور کے ہاتھ ہے۔ اور تقدیر خواہش کو پورا نہیں ہونے دیتی۔ اسواسطے تدبیر و تقدیر سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ اور راستی کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔

اپنے عیبوں کو چھپانا۔ دشمنوں کا مقابلہ اور اپنے بھید اور اہم راز کو مخفی رکھنا چاہیئے۔ زیادہ نرمی سے حکم میں ضعف آتا ہے۔ اور زیادہ سختی سے بھی رعایا کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس سبب سے نرمی و سختی دونوں سے کام لینا چاہیئے جیسا موقعہ ہو۔ ویسا کام کرنا چاہیئے۔ یوں انتظام سلطنت میں خرابی نہیں پڑتی برہمن لوگ قابل سزا نہیں ہیں۔ کیونکہ سومیو جی نے جو دو اشلوک کہے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ پانی سے اگ۔ برہمن سے چھتری اور پتھر سے لوہا پیدا ہوا ہے۔ جب لوہا پتھر کو اور پانی آگ کو مارتا ہے۔ اور چھتری برہمن سے عداوت کرتا ہے۔ تو تینوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ پس برہمن قابل رحم ہیں۔ کیونکہ برہمن وید جاننے والے اور ایشور روپ ہیں۔ ان کے فیض صحبت میں انسان فیض یاب ہوتا ہے۔ جو برہمن دوسرے کی عورت کے ساتھ مباشرت کرے۔ یا گورو کی استری کو اپنے کام میں لاوے۔ تو ایسے برہمن کو شہر بدر کر دینا روا ہے۔ نہ کہ سزائے جسمانی دینا۔ جو برہمن کو مانتے ہیں۔ وہ راجہ کے برابر ہیں۔

راجہ اپنا قلعہ محفوظ بناوے۔ یا تو قلعے کے ہر طرف چہار جانب ریگستان ہو یا پانی یا جنگل یا چاروں طرف نشیب و فراز ہو۔ یا قلعے کے چاروں طرف پہاڑ ہوں۔ کہ غنیم آسانی سے قلعے پر چڑھائی نہ کر سکے۔ قلعے کی حفاظت

کے واسطے سپاہ بھی چاہیئے۔

تجربہ کار اور دانشور لوگ راجہ کے مصاحب ہوں۔ کسی کے ایلچی کو سزا دینا یا مارنا نا روا ہے۔ اگر شاید کوئی نادان ایلچی ہو۔ اور جو اپنے مالک کی ثنا و صفت کر کے دوسرے راجہ کی مذمت کرتا ہو۔ تو وہ دراصل قابل ستائش ہے۔ کیونکہ اسی کا قصور ہے۔ عالم اور شاستر کے جاننے والے اور مسن دانا لوگ ہمیشہ راجہ کے پاس رہیں۔ دوسروں کے عیب کرنے والے اور خود مطلبی لوگ راجہ کی صحبت کے لائق نہیں۔ کمینے اور بدمزاج اور بدچلن دوستوں کے مخالف بھی اس قابل نہیں۔ جو راجہ کو خراب مشورہ دیں۔ رعایا کو اولاد کے برابر جاننا۔ اور اس کی تکلیف و راحت سے خبر رکھنا چاہیئے۔ راجہ کو اپنی خواہشات پر قابو رکھ کر متانت سے انصاف کرنا چاہیئے۔ قدیم عمارتوں کو درست رکھنا۔ اور ان کی خبرگیری واجب ہے۔ باغات کی پیداوار پھل پھول کی۔ رشیوں منیوں۔ برہم آچاریوں اور سادھوؤں کو دینا فرض ہے۔ کہ ان سب کی یہ غذا ہے۔ جو ان لوگوں کی تقسیم سے بچے۔ وہ اپنے دوستوں عزیزوں وغیرہ کو تقسیم کر دینا۔ اور اپنے کام میں لانا چاہیئے۔ جو لوگ عالی خاندان اور اپنے دھرم کے پکے ہوں۔ ان کو اپنا ملازم کرنا۔ اور جو لوگ عالی خاندان اور اپنے دھرم کے پکے ہوں۔ ان کو اپنا ملازم کرنا۔ اور جو لوگ بیکار یا اپنے خاندان کی پرورش سے مجبور یا جو ملازمت کو کسر شان جانتے ہوں۔ انکی خفیہ امداد اور دستگیری واجب ہے۔ اور بیواؤں کی پرورش بھی ضروری ہے۔ کہ وہ فاقہ مستی اور تنگدستی سے بدچلن نہ ہو جاویں۔

## ادھیائے (۲۰)

## راج دھرم

جو راجہ دھرماتما ہے۔ وہ رعایا کو خوش رکھتا ہے۔ اور جو راجہ سب پر مہربان رہتا ہے۔ اور کسی کو سزا نہیں دیتا۔ اُس کا خوف کوئی بھی نہیں کرتا ہے۔ اس لئے راجہ کو اعتدال میں رہنا لازم ہے۔ شکار۔ قمار بازی اور عیاشی اور زناکاری سے راجہ کو احتراز چاہیئے۔ نشہ بازی۔ ناچ رنگ اور شراب پینا۔ راجہ کا دھرم نہیں ہے۔ کیونکہ سخت کلامی۔ فضول خرچی اور ظلم غصے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور غصہ ان بد عادات سے ایسے راجہ کی عظمت جاتی رہتی ہے۔ پٹ رانی سے انس کرنا اپنے مذاق اور شوق کو ترک کر کے دنیا کی بھلائی کا خیال رکھنا۔ اور صابر ہونا اور تیز راجہ کو فوج اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ رکھنے سے بیخوف رہنا چاہیئے۔ راجہ کو اپنے خادموں سے مذاق نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بیخوف اور مغرور ہو جاتے ہیں۔ اور راز کا افشا کر کے فریب اور دغا سے۔ رعایا کو لوٹتے ہیں

راجہ کے سامنے تھوکنا۔ ناک صاف کرنا۔ ڈکار لینا۔ بیحیائی کی باتیں اور ایک سی پوشاک پہننا اور کمزوروں سے میل جول اور تماشے راز اور اعلانیہ ایسے افعال بد کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے۔

راجہ کو بالکل حلیم مزاج بھی نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب تک راجہ کا خوف نہیں ہوتا۔ کوئی کام اپنے وقت پر پورا نہیں ہوتا۔ اور سب خسارہ کرنے لگتے ہیں۔ اور افعال بد کے عادی اور بیخوف ہو جاتے ہیں۔ مال چراتے اور اپنے نیموں پہ قائم نہیں رہتے۔ اور راجہ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔

راجہ کو بغیر سوچے اور تدبیر کے کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دستور راجہ کا فرض ہے۔

شکر جی کا قول ہے۔ کہ جس طرح سانپ بل کے رہنے والے جانوروں کو نگل جاتا ہے۔ اسی طرح یہ زمین بھی اُن لوگوں کی دشمن ہے۔ جو مجرم کو سزا نہیں دیتے۔ اور وید پڑھنے کی غرض سے لوگوں کو پردیس جانے سے روکتے۔ اور تیرتھ یاترا نہیں کرتے۔ غرضیکہ جو کام کرو۔ اسے سوچ کر اور

غرضکہ جو کام کرو۔ اُسے سوچکر اور تدبیر کے ساتھ کرو۔ اور جو قابل سزا ہیں۔ اُن کو ضرور سزا دو۔ جو لوگ خلاف قانون کام کرنے والے ہوں۔ وہ ضرور مستقابل سزا ہیں۔ خواہ گورو ہو۔ خواہ دوست۔

برہسپت جی کا قول ہے۔ کہ ناجائز کام کرنے والے اور بدچلن گورو کو بھی سزا دینا راجہ کا دھرم ہے۔ جس طرح راجہ سگر نے رعایا کی حفاظت کے واسطے اپنے فرزند کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس نے اپنی رعایا کے بچوں کو دریائے سرجو میں غرق کرا دیا تھا۔ اور اسی طرح اودالک رشی نے اپنے بیٹے ست کیتو کو برہمنوں سے بدعہدی کرنے پر چھوڑ دیا تھا۔ راجہ کو صادق القول اور سب کے ساتھ حسب حیثیت برتاؤ کرنا۔ اور بروقت حاجت امداد کرنا رحیم اور سخی ہونا لازمی ہے۔ غصے کو مارنا انصاف میں بردباری دھرم وغیرہ کے کاموں میں مشغولیت عین فرض ہے۔ صبح کے وقت دھرم کرنا۔ دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرنا اور سہ پہر کو کام اور شب کو عبادت اور نیک و بد سوچنا چاہیئے۔ راجہ کا دھرم ہے۔ کہ چاروں برنوں کی حفاظت کرے۔ اور اچھے لوگوں کو معتبر سمجھے۔ مگر ایسا بھی اعتبار نہ کرے۔ جس میں نقصان اٹھانا پڑے

جو راجہ مخالفوں کی مخالفت پر نظر کرتا ہے۔ اور مخبروں کو خفیہ روپیہ دے کر دشمن کے دوستوں کو بلاتا۔ محتاجوں کی پرورش کرتا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ جو راجہ خادموں سے واجبی خدمت لینے والا اور شگفتہ روئی سے بزرگوں کی خدمت کرتا ہے۔ اور کاہل یا لالچی نہیں۔ مستقل مزاج ہے۔ اچھے اور دراستباز لوگوں سے جرمانہ لینے والا۔ وقت پر خیرات کرنے والا۔ بہادروں بھگتوں اور عالی خاندان لوگوں کی عزت اور منزلت پر نگاہ رکھنے والا ہو۔ عالم انجام بین۔ اور دوریش منش ہو۔ وہ بھی قابل ہزار تحسین ہے

راجہ جو کسی کا اعتبار نہیں کرتا۔ اور بے عقل و طامع ہے۔ وہ اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ جس راجہ کے راج میں رعایا بے خوف و آزاد رہتی ہے۔ جس طرح باپ کے گھر میں اولاد۔ وہ راجہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ جس راجہ فانی کی رعایا دولتمند اور نیک و بد جانتی ہے۔

وہ راجہ بڑا ممتاز ہے۔ جس راجدھانی میں فریب نہ دینے والے مجبر اور صابر لوگ بستے ہیں۔ وہاں کا راجہ بھی افضل ہے۔ جو راجہ مرتاض زاہدوں کی قدر کرنیوالا اور نیک روش پر چلنے والا اور مجبر ہو۔ اس کے راج کو احسنت و مرحبا ہے۔

منوجی کے قول کے موافق یہ چھ باتیں قابل ترک ہیں۔

(۱) اپدیش یعنی نصیحت نہ کرنے والا۔

(۲) بے علم جگ کرنے والا۔

(۳) جو راجہ رعایا کا نگراں نہ ہو۔

(۴) سخت کلام جورو۔

(۵) گاؤں کے چاہنے والا گوالیا بھی۔

(۶) بن کے چاہنے والا حجام۔

اے راجہ۔ جو میں نے تم سے کہا ہے۔ وہی قول برہسپت جی شکرجی بھاردواج رشی اور دیوراج اندر کا بھی ہے۔ جو شاستر کے جاری کرنیوالے وید برہمنوں کے ماننے اور دنیا کے پالنے والے ہیں۔ مکر و فریب سے دشمنوں اور اس کے ساتھیوں کو توڑنا قدیم اور شکستہ مکانوں کی مرمت کرنا۔ حسب ضرورت سدابرتوں کا جاری کرنا۔ سادھوؤں سے گریز نہ کرنا۔ اچھے لوگوں کی قدر نہ کرنا۔ اور غلہ فراہم کرنا۔ مرتاضوں کو ماننا۔ اپنی فوج کو خوش رکھنا۔ رعایا کے رنج و راحت میں شریک ہونا۔ دنیاوی باتوں سے ملول نہ ہونا۔ دوست بڑھانا۔ اور دشمنوں سے بچانا۔ باشندگان سے بیوپار۔ فریب دے کر جس نے اوروں کو بے بس کیا ہو۔ اس پر قابو کرنا۔ دشمنوں نے جن خادموں کو ورغلایا ہو۔ ان کی نگہداشت ملازمین پر پورا بھروسہ نہ کرنا۔ اپنے راج کو اچھی طرح دیکھنا سب سے بڑھ کر دھرم ہے۔

برہسپت جی کا قول ہے۔ دیوتاؤں نے تدبیر ہی سے امرت پایا۔ اور راچھسوں کو مارا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں مشہور رہے۔ جو لوگ صاحب تدبیر ہیں۔ وہ عالموں سے بھی افضل ہیں۔ جو راجہ غافل ہے۔ وہ دشمنوں سے شکست پاتا ہے

تھوڑی آگ بھی جلا دیتی ہے۔ اور تھوڑا سا زہر بھی قاتل ہے۔ راج کرنا بھی
بڑی حکمت ہے۔ دشمنوں کی دلی عداوت اور ان پر فتح پانے کی تدبیر اپنے
راج کو ہمیش بنانے کے واسطے دھرم کا کام کرنا ضروری ہے۔ حلیم مزاجی سے
راج کرنا مشکل ہے۔ اسواسطے نرمی اور سختی دونوں اعتدال پر ہونا چاہیئے۔

بھیشم جی کی باتیں سنکر سری کرشن جی۔ دیورشی نارد جی۔ بیاس جی۔ دیو
استھان رشی سنجے۔ کرپاچارج۔ ساتکی اور پانڈو بہت خوش ہوئے۔

بھیشم جی (راجہ جدھشٹر سے) میں پوری پوری راج نیت تم سے بیان
کی۔ اور جو کچھ پوچھنا ہو۔ دریافت کرو۔

راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی کے قدم چھوکر عرض کی۔ کہ اب دن نہیں
رہا۔ آفتاب غروب ہوتا ہے۔ کل پھر حاضر ہوں گا۔ راجہ اپنے بھائیوں کو اور
سری کرشن ساتکی کو اپنے رتھوں پر سوار ہوکر شہر میں واپس آئے۔

# اُدھیائے (۲)

# راجہ کے معنی اور راج نیت کے اصول

حسب معمول نور کے تڑکے آنند کند سری کرشن بھگوان اور پانڈو آرام گاہ
سے اٹھ کر سندھیا ترپن وغیرہ سے فارغ ہوئے۔ اور رتھوں پر سوار ہوکر سری
بھیشم پتامہ کے پاس گئے۔ جہاں دیورشی نارد جی اور مہارشی بیاس جی وغیرہ جپ
تپ کرنے کے لئے بھیشم جی کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ جاتے ہی سب
کو پرنام اور ڈنڈوت کی۔ بھیشم جی طواف کیا۔ اور قدم چھوکر اپنی اپنی
جگہوں پر بیٹھ گئے۔

بھیشم جی نے دعا دے کر فرمایا کہ اے راجہ جدھشٹر! اب کس دھرم
کا پرتانت سننا چاہتے ہو؟

دھرم راج۔ لفظ راجہ کے معنی کیا ہے۔ راجہ اور پرجا میں کچھ فرق

تو دکھائی نہیں دیتا۔ جو آنکھ - کان - سر پیٹ - پاؤں جسم وغیرہ رعیت کے ہوتے ہیں۔ وہی راجہ کو ملے ہیں۔ زندگی موت بھی یکساں ہیں۔ کھانا - پینا - لباس کپڑا۔ الغرض جملہ چیزیں جو پرجا کو نصیب ہیں۔ وہی راجہ بھی استعمال کرتا ہے پھر وجہ کیا۔ کہ اکیلا راجہ پرتھوی پر حکمرانی کرے۔ اور لوگ اس کا حکم بجا لاویں راجہ کی ناخوشی سے پرجا بھی ناخوش - راجہ کی خوشی سے پرجا بھی خوش - راجہ کے بے چین ہونے سے تمام رعیت کو دکھ ہوتا ہے۔ راجہ کی شانتی سے تمام رعیت پر شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔

**بھیشم جی**۔ قبل اس دور دواپر اور ترتیا کے ست جگ میں کوئی راجہ نہ تھا اور نہ راجہ ہونے کی کوئی ضرورت تھی۔ نہ حاکم تھا نہ کوئی محکوم - سب لوگ دھرم کے پابند تھے۔ دھرم ہی سے ان کا بیڑا پار ہو جایا کرتا تھا۔ ست جگ گزر گیا ترتیا میں کچھ اگیانتا پھیلی - لوگوں میں جھگڑا فساد ہونے لگا۔ راجہ تو تھا نہیں۔ کہ لوگوں کو سزا دیتا۔ عقل میں کمی آگئی - اس وجہ سے دھرم کو بھی زوال ہونے لگا۔ جگ کے اور ہون کے نہ ہونے سے دیوتاؤں میں کھلبلی مچی - کیونکہ جپ اور ہون ہی کے ذریعے سے دیوتاؤں کی بھوک پیاس بجھائی جاتی تھی۔ وید پاٹھ یک قلم موقوف ہو گیا۔ دھرم کی باتیں مفقود ہو گئیں۔ برہماجی کے پاس دیوتاؤں کی جماعت پہنچی۔ اور عرض کیا۔ کہ دنیا میں دھرم ہوا جاتا ہے۔ لوگ تنگدرن ہوتے جاتے ہیں۔ نہ کوئی کسی کو ڈراتا ہے۔ نہ کسی کو کسی کا ڈر ہے۔ نہ جگ ہوتا ہے نہ ہون۔ اسی وجہ سے ہم لوگ بھوکے رہے جاتے ہیں۔ مہاراج ہماری بھلائی اور ہماری اُپکار کی باتیں سوچئے۔ جس میں ہمارا کلیان ہو۔

برہماجی نے جواب میں فرمایا۔ کہ بہت اچھا۔ ایسی باتیں سوچی جائیں گے جن میں تمہارا بھلا ہو۔ پھر ارتھ کام پر ایک لاکھ ادھیائے سنائے۔ برہماجی نے نہایت وضاحت سے تینوں گنوں کو بیان فرمایا۔ پھر موکش دھرم پر کچھ اشلوک کہے۔ موکش خواہشات نفسانی سے مبرا ہے۔ اور انہی چاروں گنوں کے اختلاف کا سبب ستوگن رجوگن۔ تموگن میں زاہد مرتاضوں کی ترقی بد اعمالوں کی سزا۔ خراب بستی سے اچھی آبادی میں سکونت۔ راج نیت سے رعیت پروری کی تشریح کی۔ ان لاکھ

ادھیاسے میں کرم کانڈ۔ گیان کانڈ۔ کاشتکاری۔ سوداگری۔ قانون تعزیرات یعنی
بہبودی رعایا کے وسایل کا بھی ذکر ہے۔ دوستوں کی حفاظت اور رازدار لوگوں
کی تقرری۔ مُدبر سے مُدبر دُور اندیش سے اندیش مصاحبوں کی مشورت مختلف
وضع اور قطع لباس و پوشاک کے مخبروں کی ناموری۔ کبھی تو برہمچاری کی حیثیت
سے لوگوں کے دلوں کا بھید لیتا ہے۔ کبھی بان پرست سنیاسی بنکر لوگوں کے
حال سے آگاہ ہو۔ ہر ایک محکمہ کے واسطے جُدا جُدا وردیاں تعین کی جائیں۔
راجکماروں کی شناخت بھی ان اشلوکوں میں ضبط کی گئی ہے۔ سام یعنی
دوستی سے کام نکالنا۔ وآم جبرِ زر سے مطلب برآری۔ ڈنڈ۔ رعب دکھا کر
اپنا کام نکالنا۔

(۴) بھید۔ حریف کی نقل و حرکت سے خبردار رہنا۔

(۵) اُداسین۔ یعنی صُلح پسندی اختیار کرنا۔ نیک و بد مشورہ کی تمیز سندھیا
یعنی صبح و شام ایشور کی یاد۔ اہلِ قلم کی راؤں اور ملکی امراؤں کی صداؤں کا امتیاز
جس معرکہ جنگ میں خراج لے کر صلح ہو۔ وہ بڑی بھاری فتح ہے۔ اور جس
اتحاد باہمی سے کامیابی حاصل ہو۔ وہ دوسرے درجہ کی فتح ہے۔ اور جو دب
کر صُلح کیجائے۔ وہ ناقص ہے۔ سفر کرنے کے طریقے بھی بیان کئے۔ یعنی کس
وقت کے سفر سے فایدہ ہوتا ہے۔ اور کس وقت کے سفر سے نقصان۔ دھرم
کے اصول سے یا کسی تدبیر کسی حکمت عملی سے مخالف پر فتحیابی بھی دِل نشین کی ترتیب
افواج کا بھی ذکر فرمایا یعنی ایک تو فوج مقابل سے دست بدست جنگ آزمائی
دوسرے اِدھر اُدھر کی پوشیدہ فوج سے حملہ آوری۔ ظاہری فوج کے آٹھ حصے
مقرر ہیں۔ رتھ۔ ہاتھی گھوڑے۔ پیدل جانوران بھار برداری۔ توپ و تفنگ
جاسوس۔ مخبر بکرٹ کیت۔ صلاح کار جنگ۔ زہر سے بجھے ہوئے ہتھیاروں کا استعمال
دشمن کو زہر خورانی سے ہلاکت کی تدبیر۔ شجاعت و بہادری سے عدو کی پامالی افضل
ہے۔ زہر خورانی یا پوشیدہ فوج سے حملہ آوری یا دھوکہ دے کر دشمن پر غالب
آنا ممنوع ہے۔ دوست دشمن اور صالح آدمیوں کی تعریف کی۔ تاثیر کواکب
منتر جنتر انسان و حیوان کا علاج۔ قلعے کی تعمیر۔ جنگ و جدل۔ ستاروں کی

نجومت ترکیب استعمال۔ آلات۔ حرب۔ وقت مشکل ہوش و حواس کی درستی باجوں کی آواز پر ہمہ تن گوشی۔ چور اور جنگلی باشندوں کی فوج سے رعایا کی حق رسائی۔ جانبازوں کی قدردانی۔ خواہش نفسانی۔ غصہ۔ حرص مغلوبوں کو سزا دہی۔ فراہمی حفاظت زر۔ سنکھ وغیرہ جنگی باجوں کی ترکیب۔ ہون کے قاعدوں کا بھی تذکرہ کیا۔ خوشی کے سامان۔ سنگار۔ کھانے کے وقت ایشور کی یاد۔ راست گفتاری۔ شیریں بیانی۔ قومی رواج کی پابندی کا سارا ذکر فرمایا۔ یہ حرف بحرف نیت شاستر اور اور شاستروں میں مندرج ہے۔

سری برہما جی کا بشن بھگوان سے ارشاد ہوئی۔ کہ بغیر راجہ کے کام نہیں چلتا۔ تب نارائن جی نے مانسی نام ایک راجہ پیدا کیا۔ مگر اس نے راج لینا قبول نہ کیا۔ بلکہ سنیاسی ہو گیا۔ کیرت مان نامی اس کے لڑکے سے راج کے واسطے کہا گیا۔ مگر وہ بھی مثل پدر انکار کر گیا۔ اور تپ کرنے لگا۔ کیرت مان سے کردم پیدا ہوئے۔ وہ مہارشی ہوئے۔ جب یہ بھی راج کاج سے منہ موڑ گئے۔ اور تپسیا ہی کو مقدم سمجھا۔ تب انگ نام نہایت ہی تیز اور رفق کی لڑکے سے نارائن جی نے فرمایا۔ کہ تم راج نیت کو دیکھو۔ یہ بڑا بھاری آتم دھرم ہے۔ اس نے نارائن جی کا فرمانا نہ ٹالا۔ اور انہی اجازت سے راج قبول کیا۔ مگر کچھ دنوں راج کر کر اندریوں کے بس ہو گیا۔ اور رعیت پر زور و ظلم کرنے لگا۔ آخرکار راج سے ہٹایا گیا۔ اور عنان حکومت اس کے لڑکے بین کے ہاتھ آئی۔ اس نے خدائی دعوے کیا۔ اور اپنی پرستش کرانی چاہی۔ مگر رشیوں نے اس کو کشا سے مار ڈالا۔ دنیا میں انقلاب ہو گیا۔ چور ڈاکو لٹیرے دنیا کو لوٹنے لگے۔ رشیوں کے مشورے سے بین کی داہنی ران سے ایک نہایت ہی بد شکل پست قامت لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی رنگت کوئلے کی رنگت سے بھی بدتر تھی۔ خونخوار آنکھیں لال انگارے کی طرح چمکتی تھیں۔ اس کی نسل سے ملاح بھیلیا اور ملیچھ پیدا ہوئے۔ اس کو نا قابل دیکھ کر رشیوں نے دوبارہ منتر پڑھے۔ اور دوسری ران سے پرتھو نام لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا جلال اندر سے کم نہ تھا۔ نہایت جری اور بہادر خوبصورت شائستہ دیوتاؤں کے مانند

تھوڑے ہی دنوں میں چاروں وید اور شاستروں سے آگاہی ہو گئی۔ رشیوں نے اُسے راج سنگھاسن پر بٹھایا۔ اور فرمایا۔ کہ دھرم کے کام کرو۔ اور جو خلاف دھرم کام کرے۔ اُسے سزا دو۔ غرض اس راجہ کی حکومت تمام دُنیا میں تھی اس کا منتری (وزیر) سارست برہمن تھا۔ راجہ پرتھو نے ساری زمین کو اپنے تیر کی طاقت سے ہموار کر دیا۔ کوبیر جی نے اُسے بہت کچھ دولت عطا فرمائی۔ اور ہماچل پہاڑ اور سمندر نے لال اور رتن وغیرہ نذر کئے۔ اس کا راج پر اُمن تھا۔ چور اور ڈاکو کا نام و نشان نہ رہا۔ یہ پہلا راجہ ہؤا کہ جس کے نام پر پرتھو پرتھوی مشہور ہوئی۔ راجہ بین کے وقت بہت بڑا قحط پڑ گیا تھا۔ اسوجہ سے خلقت بہت دُکھی رہتی تھی۔ مگر پرتھو کے وقت میں ۱۷ قسم کا غلہ زمین سے نکلا۔ شہر گاؤں قسم قسم کے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ راجہ پرتھو کے وقت سے ایجاد ہوئے۔ اسلحہ خانے سجائے گئے۔ اور لوگ دھنش ودیا سیکھنے لگے۔ اس مہا پرتاپی راجہ کے جسم پر پرماتما بشن جی نے پرویش کیا۔ اسی سے انسان دیوتاؤں کے برابر کہلاتا ہے۔ اور راجہ کے سامنے لوگ ڈنڈوت اور پرنام کرتے ہیں۔ سوائے دیوتاؤں کے تمام دنیا راجہ کے محکوم ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ کسی زمانے میں بشن جی کی پیشانی میں طلائی کنول کا نشان ظاہر ہؤا۔ اور اس سے لکشمی پیدا ہوئیں۔ لکشمی سے ارتھ پیدا ہؤا۔ اور ارتھ سے دھرم آئین ہؤا۔ اسی طرح سب سے پہلے راجہ پرتھو کی مستک میں کنول کا نشان نمودار ہؤا۔ اسی راجہ کو بشن جی کے برابر سمجھنا چاہئیے۔ کیونکہ جیسی عقل اور سمجھ راجہ کی ہوتی ہے۔ ویسی کسی کی نہیں ہوتی۔ اور نہ ایسا اقبال اور جلال کسی میں ہوتا ہے؟ اور نہ اس کے جلال دیکھنے کی کسی شخص میں تاب ہو سکتی ہے۔ اس کے حکام کی تعمیل ہر شخص پر واجب ہوتی ہے۔ اور لوگ دست بستہ اس کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ رشی۔ منی عابد اور پرہیزگار جن کا تپ کرتے کرتے جنگ گزر جاتے ہیں۔ انہیں چولا چھوڑنے پر سورگ نصیب ہوتا ہے۔ اور جتنی مدت جس کو تپ کرتے گزرتی ہے۔ اُتنے ہی دن وہ سورگ

میں آنند کرتا ہے۔ پھر وہاں سے بَرت لوگ یعنی دُنیا میں راجاؤں کے گھر پیدا ہو کر راج کرتے ہیں۔ اس لئے اَے دھرم راج! راجاؤں کی عزت کسی طرح دیوتا سے کم نہیں۔ جو شخص راجہ کے درشن کرے۔ وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے۔ اور جو اس سے دُشمنی کرے۔ اس پر قہرِ الٰہی نازل ہو۔ جو راجہ سے منحرف ہو گیا۔ وہ ایشور سے منحرف ہے۔

# اَدھیائے (۲۲)

## راج دھرم کے ضوابط

بھیشم پتامہ (راجہ جدھشٹر سے) راجاؤں کے اوصاف تو میں بیان کر چکا۔ اب تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔

راجہ جدھشٹر۔ ملک کی بہتری اور رعایا کی فلاح کی تدبیریں کیا ہیں۔ سزا کس طریقے سے دینا اور کن کن لوگوں کو مشیرِ کار بنانا چاہیئے۔

بھیشم پتامہ۔ راجہ کو غصہ نہ کرنا اور بخصوص راستگو ہونا واجب ہے۔ جو کھانا تیار ہو۔ وہ آپنے خاندان کو اور نوکروں کو کھلاوے۔ اور سب پر شفقت کی نظر رکھے۔ دُوسرے کی عورت کو بد نظر سے نہ دیکھے۔ خاصکر رعایا کو جو کچھ خطا کسی سے سہواً ہو گئی ہو۔ اُسکو معاف کر دے۔ خادمگان اور ہمراہی کے لوگ دلاور اور بہادر ہوں۔ راج کے کاموں کو سب کاموں سے مقدم جانے اور رعایا کے رنج و راحت کو محسوس کرے۔ کاشتکاروں سے پیداوار کا چھٹا حصہ مالگزاری میں لے۔ زیادہ وصول کرنے سے زراعت کے کاموں کو نقصان ہو جائے گا۔ اشیائے خوردنی و پوشیدنی پر محصول نہ باندھے۔ جس سے رعایا برایا فارغ البال ہو۔ اگر ضرورت ہو۔ تو بہت کم محصول وصول کرے۔ پیداوار کی افزونی راجہ کے خزانہ کی افزونی کا باعث ہے۔ اگر راجہ رعایا کو اولاد کی طرح عزیز جانے۔ تو رعایا بھی راجہ پر جان

دینے کو تیار رہیگی - اور آرام دیکھ کر دوسرے راجہ کی رعایا بھی چلی آئیگی
راجہ کو صرف اپنے ہی راج پر قناعت نہ کرنا چاہیئے - بلکہ ملک گیری کی ہوس
کرنا لازم ہے۔ چور ڈاکو کو اور بدمعاش لوگوں کو سزا دینا اور شہر بدر کر دینا
جہاں ؟ ایسے لوگ ہوں - ان نگرانی دانستہ غیر واجب آمدنی و دخل خود ۔۔۔
کرنا - جرمانے کی آمدنی کو خزانے سے علیحدہ رکھنا - اور اس کو دھرم کاج
میں صرف کرنا چاہیئے - تاکہ خزانے میں برکت ہو - جرمانہ بھی اتنا زیادہ
نہ لے - کہ دینے والا محتاج اور برباد ہو جاوے - اور اپنے بال بچوں کی پرورش
نہ کر سکے - راج کو مستحکم اور مضبوط قلعہ بنانا اور کھانے پینے کی چیزوں سے
معمور رکھنا چاہیئے -

وزیر اور اہلکار معتبر ہوں - جن کی دیانت کا امتحان ہو چکا ہو - عدول
حکمی کی سزا دینا چاہیئے جس میں رعب داب رہے - جو بددیانتی یا چوری سے خیانت
کرے - اس کی تحقیقات کرکے خائن کو سزا دے - اور آئندہ سے اس کو
مالی کاموں میں دخل نہ دے - خادموں سے زیادہ گفتگو نہ کرے - اور مختصر
جواب دے - عہدہ داروں کی عزت بڑھائے - کسی کے بھروسے پر غافل
نہ ہو - کیونکہ قابل اعتبار لوگ دنیا میں بہت کم ہیں - جن پر بھروسہ کیا
جائے - ہرجائی اور کج خلق بےحیا اور فتنہ باز کو زیادہ منہ نہ لگائے
کیونکہ یہ لوگ اچھے نہیں سمجھے جاتے ہیں -

# اَدّھیائے (۲۸)

# چاروں برن کے آئین

راجہ جدھشٹر (بھیشم پتامہ سے) راجہ اپنے پاس کیسا برہمن
رکھے؟

بھیشم پتامہ - جو اپنی خواہشات پر قابو رکھتا ہو - اور برہم کو پہچانتا ہو

رشیوں کی بنایا ہوئی جوتیا۔ یعنی وید شاستر کے پڑھنے والا ہو۔
برہمن کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ وید پڑھ کر اس پر عمل کرے۔ وید اور اس کے انگوں کو پڑھے۔ اور دوسروں کو پڑھائے۔ بعد اس کے نجوم یعنی جوتش وغیرہ جو چاہے پڑھے۔ راست گو ہو۔ کیونکہ راست گوئی سے برہمن کو بیکنٹھ ملتا ہے۔ دھرم کے کام ضرور ہی کرتا ہو۔ اور دوسروں کو اس کی تلقین کرے برہمن اپنے کرم چھوڑ کر چھتری ویش شودر کے کرم نہ کرے۔ جس سے دوزخی نہ ہو۔ اور دنیا میں انگشت نما ہو کر ذلت اور رسوائی سے یاد نہ کیا جاوے۔ برہمن دولت پا کر شادی کرے۔ اور اس سے اولاد پیدا کرے۔ برہمن جو دان پائے۔ اس کے چھ حصے اس طرح پر کرے۔ کہ ایک حصہ دیوتاؤں کا۔ دوسرا دان کے واسطے۔ تیسرا ماں باپ کے لئے۔ چوتھا سائل کے دینے کے واسطے۔ پانچواں اپنے لئے۔ اور چھٹا حصہ اپنی بی بی بال بچوں اور نوکروں کے لئے۔
برہمن کسی سے دشمنی نہ رکھے۔ بلکہ دوستی اور شیریں زبانی سے گفتگو کرے گداگری کا عادی نہ ہو۔ پہنا ہوا کپڑا دان میں مقبول نہ کرے۔ شب روز صدق اعتقادی سے ایشور کا دھیان کرتا ہوں۔ اولاد پیدا ہو جانے پر گرہست آشرم چھوڑ کر جنگل میں ریاضت کرے۔ اور امور خانگی اولاد کے سپرد کر دینا چاہیئے بن میں رہ کر کسی سے سوال نہ کرے۔ نقولات کھا کر بسر کرے۔ دریا کے کنارے یا ہرے بھرے جنگل میں نارائن کا دھیان اور سمرن کرے۔ برہمن دن بھر میں ایک بار جو کچھ ہاتھ آوے۔ اسے کھا کر بسر کرے۔ جو کوئی اس سے سوال کرے۔ حتے الامکان اس کا سوال رد نہ کرے۔ برہمن کو یہ چھ کرم کرنا غیر واجب ہیں مسلح ہونا۔ دشمن کو مارنا۔ بلکہ اپنی حفاظت نہ کرنا۔ دستکاری۔ روزگار۔ نوکری کرنا۔ بجانا۔ ناچنا۔ لڑائی جھگڑا۔ بد زبانی یا گالی دینا۔
چھتری برہمن کو مانے۔ فیاض اور مجبر ہو۔ خود کسی سے کچھ طلب نہ کرے رعایا پروری اور دشمن کشی کرے۔ جنگ میں کام آئے۔ میدان جنگ میں مرا ہوا چھتری سیدھا بیکنٹھ جاتا ہے۔ کوئی عذاب نہیں رہتا۔ اپنے راج کے علاوہ دوسروں کے راج فتح کرنے کی ہوس بڑھتی رہے۔ مخبروں اور جاسوسوں کو

اطراف وجوانب میں بھیجکر دشمنوں کا پتہ لگاوے۔ اوران کو فتح کرے۔ جہاں فوج بھیجنے کی ضرورت ہو۔ فوج روانہ کرے۔ جہاں جانے کی ضرورت پیش آوے۔ خود چلا جاوے۔ فتح کیا ہؤا ملک رعایا کی پرورش کے واسطے محفوظ رکھے اپنی فوج کو جان ودل سے بڑھکر چاہے۔ کہ ضرورت پر جان دینے میں بھی دریغ نہ کرے۔

جب راجہ کا فرزند راج کاج کرنے کے لائق ہو جائے۔ اپنا ولیعہد بناکر آپ جنگل میں باس کرے۔ پھل پھول کھاکر بسر کرے۔ یا مکان سے منگالے۔ مگر کسی سے سوال نہ کرے۔ اگر یہ کچھ ممکن نہ ہو۔ تو کسی مرتاض برہمن سے صاف بقدر ضرورت پھل پھول مانگ کر شکم پُری میں قباحت نہیں۔ منصف راجہ کو انصاف کرنے سے وہی نغم البدل ملتا ہے۔ جو مرتاض کو ریاضت کا۔ رشیوں کا قول ہے۔ کہ جو نتیجہ جوگیوں کا سالہا سال کے تپ جپ سے ملتا ہے۔ وہی راجہ کو واجبی انصاف کرنے سے ایک دن میں ملتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ اسی سبب سے راج نیت کے مطابق راج کرنا افضل ترین ہے۔ چھتری خود جگ کرے۔ مگر دوسروں کو جگ نہ کراوے۔ دان خود دے۔ مگر دوسرے سے نہ لیوے۔ وید خود پڑھے۔ مگر دوسروں کو نہ پڑھاوے۔ کیونکہ یہ برہمن کا کام ہے۔

چھتری ہوکر جو رن سے منہ موڑے۔ وہ قابل تعریف نہیں ہے۔

ویش وید پڑھے۔ نیک کمائی سے دولت جمع کرے۔ گائے وغیرہ چوپاؤں کو دل سے عزیز رکھے۔ اگر ویش کے پاس چھ گائیں ہوں۔ تو سال بھر کے بعد ایک راجہ کی نذر کرے۔ ایک برہمن کو دے۔ ایک گائے دودھ کے واسطے بطور خیرات اور لوگوں کو دے۔ باقی اپنے لئے رکھے۔ بیوپار کے منافع سے ساتواں حصّہ خود لے۔ اوراسی طرح زراعت کی پیداوار کا حصّہ جب ضعیف ہو۔ بن میں جاکر ریاضت کرے

شودر مذکورہ بالا لوگوں کی خدمت کرے۔ کیونکہ اُن تینوں کا غلام ہے۔ آفت کے وقت بھی اپنے مالک کی خدمت ترک نہ کرے۔ شودر کو

زیادہ دولت جمع کرنا غیر واجب ہے۔ کیونکہ وہ دولت مند ہو کر اعلےٰ قوموں کو زیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ شودر کو اگر گیانی ہو۔ تو ضعیفی میں بنباس کر کے عبادت کرنا چاہیئے۔ تاکہ دنیاوی آرام کے بعد آخرت میں بھی اچھا نتیجہ پاوے۔

اعلےٰ قوموں کو چاہیئے۔ کہ وہ شودروں کی پرورش و پرداخت کریں شودر جس کا چاکر ہو۔ وہ اس کو اپنے پرانے کپڑے دیا کرے۔ بد چلن شودر کو کوئی نوکر نہ رکھے۔ نہ کوئی خدمت اس سے لے۔ بانسی جگ سب قوموں کے لئے جائز اور اعلےٰ ترین ہے۔ اس جگ کے دیوتا بھی خواہشمند ہیں۔ جیسے اور جگوں میں جو وید کے رو سے ہوتے ہیں۔ دیوتا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ اسی طرح اس جگ میں بھی راجاؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ ضرور جگ کریں +

# اُدھیائے (۴)

# اُصول راج نیت کی پابندی

**بھیشم پتامہ۔** (راجہ جدھشٹر سے) اے راجہ کال پراچین رشی ایک کوا پنجرے میں بند کر کے راجہ کوشل کے دربار میں گئے۔ بڑی تعظیم سے ڈنڈوت کی۔ اور بٹھلایا۔ لیکن درباری لوگ سخت متعجب ہوئے۔ کہ مہارشی کوا دربار میں کیوں لائے۔ مزاج پرسی کے بعد رشی نے راجہ سے کہا۔ کہ یہ کوا ہر بات کا معقول جواب دیتا ہے۔ اس لئے آپ کے پاس لایا ہوں

**راجہ۔** رشی مہاراج! اس سے کوئی سوال میرے سامنے کیجئے۔

**کال پراچین۔** اے کاگ! راج دربار میں کچھ تو بھی کہہ۔

**کوا۔** جو کوئی راج دربار میں آتا ہے۔ بے مطلب نہیں آتا۔ کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے۔

راجہ کوّے کی اس تقریر پر مُسکرا اُٹھے۔ مگر اور سادھو جو اپنے کو نارایَن کا بھگت کہہ چکے تھے۔ اور راجہ سے کہا تھا۔ کہ مہاراج ہم لوگ بے عرض ہیں کوئی مطلب نہیں۔ صرف آپ کے درشنوں کے واسطے آئے ہیں۔ وہ کوّے کی کرخت بولی سُنکر بہت ناراض ہوئے۔ اور بالآخر راجہ نے ملازموں سے میل کرکے شب کے وقت کوّے کو مار ڈالا۔ اور رِشی سے اسکے مرجانے کا افسوس ظاہر کیا۔ رِشی بولے۔ کہ اے راجہ آخر کو جانور ہی تھا۔ اس نے بلا سوچے سمجھے ایک بات کہی۔ جس کے سبب وہ مارا گیا۔ اگر وہی بات چپکے سے آپ کے کان میں کہہ دیتا۔ تو کبھی بھی مارا نہ جاتا۔ اور آپ بھی خوش ہوتے۔

دانشمندوں کا قول ہے۔ کہ راجہ کا غصّہ بھی بڑا بے ڈھب ہوتا ہے۔ مصاحبوں وغیرہ کو راجہ سے بڑی اُمیدیں ہوتی ہیں۔ لیکن جان کا خوف بھی ہر وقت رہتا ہے۔ گاہے بسلامے برنجیدہ۔ گاہے بدشنامے خلعت وہد۔

مست ہاتھی سے سو قدم۔ شیر سے ایک سو کوس اور راجہ سے سو کوس دُور رہنے کو عاقلوں نے کہا ہے۔ راجہ کو اپنا برتاؤ ایسا ہی رکھنا چاہیئے جس میں سب خائف رہیں۔ اور ایسے قانون جاری کرنا چاہیئے۔ کہ راجہ اور سوداگروں کو آرام اور فائدہ ہو۔ جہاں انصاف کے واسطے عملہ مقرر ہو ان کی نگرانی بھی کرتا رہے۔ جس میں کسی پر ظلم یا سختی نہ ہونے پاوے۔ اور جبر ستانی نہ ہو۔ جو راجہ ایسا نہیں کرتا۔ وہاں سب پر ظلم اور سختی ہوتی ہے۔ اور فریادی کی رسائی راجہ تک نہیں ہونے پاتی۔

کال کبرا چین رِشی۔ (راجہ سے) خیر کوّا تو اپنی جان سے گزر گیا۔ آپ اپنے نوکروں پر ناراض نہ ہوجیے۔ مبادا کہ اور کوئی فساد اُٹھ کھڑا ہو۔ کیونکہ آپ کے دربار میں سب قسم کے آدمی نوکر ہیں۔ بد اپنی بدی سے ہیں چوکیں گے۔ اور نیک اپنی نیکی نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن کوّا مارنے والے کو کچھ نہ کچھ سزا ضرور دینی چاہیئے۔ ہم لوگ مرتاض اور گوشہ نشین نہ کسی سے دوستی ہی رکھتے ہیں۔ نہ دشمنی۔ لیکن تم راجہ ہو۔ تمہیں انصاف کرنا چاہیئے۔ اتنا کہہ کر رِشی رخصت ہوئے۔

بھیشم پتامہ نے اس کا یہ نتیجہ نکالا۔ کہ راج دربار میں کوئی بات بغیر سوچے سمجھے زبان سے نہ نکالنا چاہیئے۔ نہیں تو جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ پھر کہا کہ جب کوئی مقدمہ پیش ہو۔ تو اس کی خوب تحقیقات کرو۔ سچ جھوٹ اسی وقت کھل جاتا ہے۔ کمینے اور ہرجائی لوگوں کی شہادت کافی نہ سمجھو۔ بلکہ اپنے جاسوس بھیجکر اصل کیفیت دریافت کرو۔ سزا دینے میں بڑا غور اور تامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عجلت میں انصاف کا خون ہو جاتا ہے۔ راجہ استری ہے سب کی فریاد برابر سُننا چاہیئے۔ تھانہ۔ تحصیل۔ خزانہ اور فوج کا حال راجہ کو اچھی طرح دیکھنا اور جاننا چاہیئے۔ فوج کے سپاہی اور افسر قومی ہیکل خوبصورت اور چھبیلے نوجوان چُن کر ملازم رکھنا چاہیئے۔ جو لوگ دیگر شہروں میں مقرر ہوں۔ اُن کو بھی تمام صیغہ جات کی ہدایت رہے۔ اگر ایک افسر غلطی کرے۔ تو اس کی جگہ دوسرا افسر بھیجنا مناسب ہے۔ چور ڈاکو رعایا کو ایذا پہنچانے نہ پاویں۔ اور جو روپیہ وصول ہو۔ اُسے خورد بُرد نہ کریں۔ کیونکہ حرام خور اور خائن لوگ سیاہ قلب ہوتے ہیں۔ سڑکوں شاہراہوں اور گذرگاہوں پر دورویہ سایہ دار میوے کے درخت لگانے سے مسافروں اور راہ گیروں کو سب طرح سے آرام ملتا ہے۔ اور راجہ کو بھی میوہ دار درختوں کی طرح فیض پہنچانا چاہیئے۔ پیشہ وروں اور دوکانداروں کے مال کی حفاظت کرنا راجہ کا دھرم ہے۔ اس کی ضبطی کے واسطے بدنیتی نہ چاہیئے کیونکہ یہ سب مال اور دولت راجہ ہی کا ہے۔ کاشتکاروں کی مدد تقاوی سے کرنا چاہیئے۔ جس میں زراعت کی بیشی اور راج کی سرسبزی رہے۔

اُسے راجہ! تم نے راجہ بل کا بھی حال سُنا۔ جو پاتال میں کھینچا گیا ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ کرپا کر کے آپ راجہ بل کا حال بیان بھی کر دیجئے

# اَدھیائے ۲۷

## راج دھرم کا تذکرہ اور راجہ بل کی داستان

راجہ بل ایسا شہ زور اور توانا تھا۔ کہ بڑے بڑے پہاڑوں کو گیند کی
طرح کف دست پر اٹھا کر اڑا جاتا تھا۔ اور برہمنوں سے عداوت کرکے ان
کی توقیری کرتا تھا۔ بالآخر برہمنوں کی بددعا سے تحت الثریٰ میں پہنچا۔ اے
راجہ جدھشٹر۔ راجاؤں کو عورتوں کی صحبت میں زیادہ رہنا نہ چاہیئے۔ اور
نہ جنگل اور پہاڑوں میں شکار کے پیچھے پھرنا لازم ہے۔ جہاں جائے۔ وہاں
واپسی کی پہلے فکر کرے۔ اور بغیر ایشور کے اور کسی سے دل نہ لگائے۔ کہ سب
زن و فرزند اور دنیاوی دولت کے رہتے ایک نہ ایک دن ضروری ہے
اور وہ تمام چیزیں نیست و نابود۔ جو کوئی محبت کرکے زیادہ گرویدہ ہو۔
اسے معتبر نہ جانو۔ جیوا اور ہیجڑے وغیرہ کی صحبت قابل اعتبار نہیں۔ جو عورت
زیادہ باتیں کرنیوالی اور بیشرم ہو۔ اس کے ساتھ شادی کرنا زیبا نہیں۔
کیونکہ ایسی عورت کی اولاد بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔ ماں اور دوائی کے دودھ
میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو راجہ رعایا کو تکلیف رکھتا ہے۔ اس کے راج میں
بارش نہیں ہوتی۔ بدنیتی کے اثر سے بجلی گرتی ہے۔ ژالہ باری کے علاوہ زلزلے
آتے ہیں۔ اور ہمیشہ قحط پڑا کرتا ہے۔ گالی دینا بھلے آدمی کا کام نہیں۔ اپنے
قول کا پابند ہو کر کی ہوئی بات سے نہ پھرنا اعلےٰ صفت ہے۔ پناہ گیروں کی
حفاظت اور دشمنوں کے مکروفریب سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ مفتوح راجہ کو
تاج بخشی کرکے اپنا مطیع کر لینا یا راج سے نکال دینا مصلحت ہے۔ لائق
اور مستحق لوگوں کو جاگیر اور معافی دے کر مفتوحہ ملک کا بقیہ حصہ اپنے راج
میں شامل کرلے۔ برہمن اور رشی لوگ جو راج میں بستے ہوں۔ وہ بھوکے
نہ رہنے پاویں۔ فقیروں اور محتاجوں کی دستگیری اور اعانت کرنا راجہ
کا فرض ہے۔ جو لوگ راستی پسند اور ایشور کو پہچانتے۔ نیک و بد جاننے
والے ہیں۔ ان کی نصیحت پر عمل اور ان کی فضیلت اور عزت کی تعظیم
کرنا چاہیئے۔ اپنی داد و دہش سے ان کو خوشحال رکھے۔ کیونکہ سخی کی بلائیں
سب دور رہتی ہیں۔ باغ تالاب چاہ اور اپنے بزرگوں کی یادگاروں
میں عمارات کا بنوانا دنیا میں نیک نامی اور ثواب کا وسیلہ ہے۔ جو

راجہ اپنی رعایا کو عزیز جانتا ہے۔ اس کے راج کی آبادی بڑھ جاتی ہے۔ اور ایسا راجہ قابل پرستش ہے۔ جو راجہ مندروں۔ دھرم شالاؤں میں سادھوؤں کو بھوجن پہنچانا اور جس کی راج دھانی میں دھرم کارج ہوتے ہوں۔ اس راجہ کو دین اور دنیا میں بیکنٹھ کے سکھ ہوتے ہیں۔ یوں تو عالم ضعیفی میں فرزند کو راج دے کر بنباس اور ریاضت کرنا واجب ہے۔ مگر جو آئین سلطنت کے ساتھ حکمرانی اور انصاف کرتا ہے۔ اس کو ایک دن میں مرتاضوں کی ایک سال کی عبادت کا پھل ملتا ہے۔ یہ فرض نہیں۔ کہ دنیا چھوڑے بغیر نار این کا بھجن اور اندریاں بس میں نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ گرہست آشرم میں یہ سب باتیں اچھی طرح سے بن پڑتی ہیں۔ بشرطیکہ آدمی سمجھدار اور صحبت نیک اور مرشد کامل راہبری کرنے والا ہو۔ استقلال اور اعتقاد شرط ہے۔ اور یہی صفت اعلےٰ ترین ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت کے واسطے یہ اوصاف ضروری ہیں لیکن اپنے میں یہ اوصاف پیدا کرے دوسروں کو انگشت نما نہ کرے۔

# ادھیائے (۲۶)

## چاروں ورنوں کی رہائش کے طریقے

بھیشم پتامہ۔ برہم چریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس یہی چاروں راستے انق پرستی کے ہیں۔ نفس کشی کر کے تنہا یا زوجہ کو بھی لے کر دونو طرح سے بان پرست ہو سکتا ہے۔ اور پھر بان پرست سے اوصاف حاصل کر کے سنیاسی ہو کر تناسخ سے چھوٹ جاتا ہے۔ برہمن اپنی مکتی کی فکر اور اس کی جستجو میں رہے۔ بھیک مانگ کر اپنی شکم پُری کرے۔

جو برہمچاری اپنے ہی مقام پر قانع اور صابر ہے۔ نفس کش اور لاطمع ہو کر ایشور کے دھیان میں لگاتا ہے۔ وہ اصل مکتی پا جاتا ہے۔

جو گرہست آشرم والا۔ راست گفتار۔ بردبار۔ ملائم مزاج اور ہشیار

گرو۔ اور شاستر کا پابند۔ حق شناس اور حق پسند۔ نیک وبد پہچاننے والا اور دھرم کو ماننے والا۔ جو اپنی زوجہ کے سوا دوسری عورت کا خواہاں نہ ہو۔ نفس کش اور رحیم بھی ہو۔ اس کا انجام بخیر اور بیکنٹھ دھام میں مقام ہوتا ہے۔ برہمچاری کا فرض ہے۔ کہ دیوتوں کا پوجن کرے۔ ایک ہی مرشد یعنی گورو کا معتقد رہے۔ روزانہ برت رکھے۔ وید اور شاستر کا پابند رہے۔ اندریوں کو قابو رکھے۔ اور پورانا یام وغیرہ عادی رہے۔ جو اپنا دھرم چھوڑ کر ویش اور شودروں کا کرے وہ قابل نفرین اور دوزخی ہے۔ جہنم کی آگ اُسے ضرور پہونچا دے گی۔ اور دنیا میں بھی سگ دربان یعنی چوکی پہرہ دینے والا یا غلام بنکر ہمیشہ ذلیل اور خوار رہیگا۔ جو برہمن جنگل میں اپنی سکونت کرتا ہے۔ اور وید کا عامل ہے وہ سب سے بالاتر اور مقدّس ہے۔ مروّت۔ وفا خلق۔ رحم۔ نفس کشی اور صبر وقناعت برہمن کے اصلی جوہر ہیں۔ شکار۔ تیر اندازی۔ جنگ وغیرہ برہمن کا کام نہیں۔ ملازم۔ کاشتکاری۔ سود خوری کرنے والا اور جو بد چلن آدمی کا نوکر ہو۔ وہ برہمن قابل نفرین ہے۔ اور دیو کارج میں شریک کرنے اور دان دینے کے قابل نہیں۔ چاہے وید بھی پڑھا ہو۔ شودر کے برابر ہے۔ راجہ کو واجب ہے۔ کہ وہ ہر ایک دھرم سے واقف ہو۔ کیونکہ جس دھرم کو قبول کرنے اس کی معلومات اور تحقیقات میں اسے بغلیں نہ جھانکنا پڑے۔ اس واسطے شاستر کو پڑھے۔ سُنے۔ اور سمجھے۔

# ادھیائے (۲۷)

## راجہ ماندھاتا کا تذکرہ

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ راجہ ماندھاتا کی ولادت کے بعد اندر بھگوان نے راجہ ماندھاتا سے پوچھا۔ کہ اپنی تمنّا کا اظہار کرو۔ تمہاری خواہش پوری ہوگی دُنیا میں راج کرو۔ سُورج نارائن کا جپ کرو۔ ماندھاتا نے عرض کی۔ میری

آرزو ہے۔ کہ سری بھگوان پرم برہم پرمیشور کے درشن کروں۔ اور دنیا کی خواہشات چھوڑ کر جنگل میں تپ کر کے اس برہم پرمیشور کے درشن سے اپنا جنم سپھل کروں اندر سے بولے۔ جو چھتری راجہ نہیں ہیں۔ اور دھرم کے پابند ہیں۔ وہ دھرم کی بدولت مکتی نہیں حاصل کر سکتے۔ کیونکہ چھتری دھرم دیوتاؤں نے جاری کیا ہے۔ اور بہت سے دھرم سنیاس کے ساتھ چھتری دھرم سے علیحدہ پھل دینے والے پیدا ہوئے ہیں۔ جن کا پھل کرنے والے پاتے ہیں۔ یہ سب دھرم راج دھرم کے ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے راج دھرم سب سے اعلےٰ ہے۔ زمانہ سلف میں بشن جی (جن کا دھرم چھتری تھا) دشمنوں کو زیر کر کے اپنے کرم سے مہارشیوں اور دیوتاؤں کے محافظ بنے تھے۔ انہیں کی بدولت برہمنوں کا دھرم اور راج دھرم قائم رہا۔ اگر سری نارائن راچھسوں کو زیر نہ فرماتے تو برہمنوں کا بیج ہی دنیا سے نیست و نابود ہو جاتا۔ اور نہ کوئی برہمن ہوتا نہ آشرم۔ ہر ایک جُگ کے آغاز میں دھرم جاری ہوا۔ جنگ میں جان دینا سب جیوں کو اپنے جیو کے برابر سمجھنا۔ اپنے سے چھوٹے کمزور اور دکھی آدمیوں پر عنایت کی نظر رکھنا۔ یہ باتیں چھتری دھرم کی ہیں۔ راجہ کے ہراس اور خوف سے لوگ بُرے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ راج نیت سے ان کو سزائیں ملتی ہیں۔ پس انہیں وجوہ سے چھتری دھرم سب دھرموں کا مورث اعلےٰ ہوا۔ ست جُگ ایسے دھرم کے اختتام پر سنیاس، برہمچاری اور وید خواں برہمن بھیک مانگ کر اپنا شکم پُری کریں گے۔ اور ادھرم کا دِچار بالکل نہ رہیگا۔ اس لئے پُرانوں کو نہ سُننے والے۔ کتھا بارتا پردھیان نہ دینے والے آدمی دوزخی ہو کر نرک میں باس کریں گے۔ جو آدمی راجہ کی مذمت اور اہانت کا عادی ہے۔ نہ تو اُس کو دان کا پھل ملتا ہے۔ نہ شرادھ اور ہون کا۔ اسی واسطے دیوتا کبھی راجہ کو توہین اور حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ جب ستجُگ شروع ہوا۔ تو دھرم کی ترقی کے لئے چھتریوں کو برہما جی نے پیدا کیا۔ دھرم کے پابند لوگ قابل عزت اور توقیر سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چھتری جان نثار اور راج دھرم کے بانی

خیال کئے گئے ہیں۔ الغرض اِندر بھگوان اپنی خوش آئند تقریر سے راجہ
ماندھاتا کو خوش کرکے اِندرلوک چلتے ہوئے۔ اے دھرم راج میں آپ
کو کیا سمجھاؤں۔ تم سب طرح قابل ہو۔ کسی بات کی تم میں کمی نہیں۔ برہمنوں
اور رشیوں کو ہمیشہ عزت سے ملتے رہئے۔ اور ان کی پوجا اور سیوا میں
کبھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ٭

# اَدھیائے (۲۸)

## راج دھرم کی حقیقت

راجہ جدھشٹر (بھیشم پتامہ سے) اے مہاراج! دنیا میں سب
سے افضل کون دھرم ہے؟ جس کی فضیلت ماننا چاہیئے؟

بھیشم پتامہ جی۔ اے راجہ سب سے بالاتر اور افضل راج دھرم
ہے۔ کیونکہ بغیر راجہ یا سرتاج کے ملک میں امن نہیں رہتا۔ شہ زور کمزوروں
کو دباتے۔ ملک میں فساد مچاتے۔ چور اُچکے بدمعاش مال چُراتے۔ اور
سب کو ستاتے ہیں۔ بغیر راجہ کے ملک برباد اور ہر ایک ناشاد رہتا ہے۔
بڑے چھوٹوں پر ظلم کرتے کسی سے نہیں ڈرتے۔ بغیر راج کے دھرم کی
جڑھ جاتی رہتی ہے۔ رعایا تکلیف سہتی ہے۔ جس طرح ہاتھی آنکس سے قابو
میں رہتا ہے۔ اسی طرح راجہ اپنے قانون اور احکام سے سب کو زیر رکھتا
ہے۔ جس ملک میں راجہ یا بادشاہ نہیں۔ وہ اندھیر نگر اور چوپٹ راج ہو
جاتا ہے۔ راجہ کی بُرائی کرنا جائز نہیں۔ دیوتا بھی راجہ کو بُرا نہیں کہتے۔
کیونکہ راجہ کا مرتبہ اِندر کے برابر ہوتا ہے۔ دُنیا کے آغاز ہی میں رشیوں
مُنیوں اور رعایا نے سری برہما جی سے ایک راجہ کی درخواست کی تھی
کیونکہ بغیر راجہ کے دُنیا کا انتظام ناممکن تھا۔ چنانچہ برہما جی سری منو جی مہاراج
کو دنیا کا راج دے کر راجہ بنایا۔ جنہوں نے یہ سمجھ کر کہ رعایا کی بداعمالیوں

سے راجہ بھی گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور انتظام ملک نہیں ہو سکتا۔ دھرم شاستر یعنی قانون تعزیرات ملک جاری کیا۔ اور بڑے بڑے عدل و انصاف کے ساتھ مدت تک دنیا کا راج کیا۔

# اَدّھیائے (۲۹)

# راج دھرم کیھ ورنن

بھیشم پتامہ۔ (راجہ جدھشٹر سے) جو راجہ اپنے دل پر قابو نہیں رکھتا۔ میدانِ جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرکے کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ خواہشات نفسانی دور کرنے سے وہ پورا اختیار ہو جاتا ہے۔ راجہ اپنی فوج کو راضی رکھے۔ جہاں ضرورت ہو۔ اسے جابجا تعینات کرے جہاں کی حفاظت منظور ہو۔ فوج کا پہرہ مقرر کر دے۔ دشمنوں کے جاسوسوں اور ملک کی خبر دریافت کرنے کے لئے گوئندے اور مخبر متعین کرے کہ ہر بات کا انتظام کرے۔ اپنے سے شہ زور راجہ سے صلح کر لے اور کمزور پر حملہ کرے مرکب لؤاں تاحق کے مسئلے پر عمل کرے۔

شریروں کو سزا اور نیکوں کو جزا دے خیر دے۔ ریاست بے سیاست ہو نہیں سکتی۔ چوروں اور بدکاروں کو در گذر کرنے سے راج میں بھنگ ہو جاتا ہے۔ کوئی انتظام ہونے نہیں پاتا۔ سادھوؤں اور رشیوں کے مخالف (بودھی) کو سزا دے کر راج سے نکال دینا چاہئے۔

جو راجہ اپنے سے عداوت کرتا ہو۔ اس کو لشکر کشی کر کے دھوکہ مکر فریب دے کر غرضیکہ جس طرح ہو زیر کرے۔ اس کے راج پر چڑھائی کرے پھونک دے۔ راج کو تباہ کر ڈالے۔ دشمن پر رحم کرنا سانپ کو دودھ پلانے کے برابر اور دانشمندی کے بعید ہے۔ البتہ پناہ گیر دشمن قابل ترحم ہے۔ راجہ رعایا کے ساتھ شفقت پدری کا برتاؤ کرے۔ اور

ہر مقدمے کا انصاف خود کرے۔ سمجھدار راجہ اپنی کاشتکار رعایا سے پیداوار کے چھٹے حصے سے زیادہ محصول نہیں لیتا ہے۔ اور مبصر اور عقلمند لوگوں کے مشورے سے کارخانے اور عمارتیں وغیرہ بنواتا اور اپنے جمع خرچ کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔

# اَدّھیائے (۶۹)

## قلعے کی محافظت اور معموری خزانہ کی تدبیریں

**بھیشم پتا۔** (راجہ جدھشٹر سے) اگر آپ سے زبردست راجہ کا خوف ہو۔ تو اپنے قلعہ کی حفاظت کرے۔ فوج ہر وقت مسلح رہے تاکہ دشمن خوف سے چڑھائی نہ کر سکے۔ قلعے کے گرد عمیق کھائی ہو۔ اور خندقوں کو پانی سے لبریز رکھے۔ بلکہ اس میں گھڑیال وغیرہ خونخوار دریائی جانوروں کو چھوڑ دے۔ جنگل اور جھاڑی سے قلعے کی محافظت رکھے۔ جہاں تک ہو سکے۔ اپنے دشمن کے نوکروں اور دوستوں سے میل کر کے راز کی باتیں سمجھے۔ اور اس کا زور توڑ دے۔ اپنی فوج کے کھانے پینے کے سامان قلعے کے اندر جمع کرے۔ سپاہیوں کے مکان سب سے علیحدہ اور پوشیدہ ہوں۔ دانایان فنون جنگ میں بھرتی ہوں۔ وید۔ حکیم۔ بازیگر اور ساحر وغیرہ یعنی ہر فن کے اُستادوں کو راج دربار میں رکھنا مصلحت سے شریف اور معزز لوگوں کے ساتھ ہمیشہ مراعات رہے۔ موسم گرما میں آتشزدگی کا انتظام رکھے جس میں رعایا برباد نہ ہو۔ سب مال و متاع جلنے سے محفوظ رہے۔ آوارہ بدمعاش اوباش لوگوں پر نگرانی رکھنا راجہ کا عین فرض ہے۔ راجہ پر سات چیزوں کی حفاظت ضروری ہے۔

(۱) اپنے جسم کی
دوم۔ وزیروں اور ندیموں کی۔
(سوم) خزانہ۔
(چہارم) وفادار دوست۔
(پنجم) بات کا پابند
(ششم) تحفظ ملکی۔
(ہفتم) دار الحکومت کی حفاظت
یہ ضروری باتیں ہیں۔ جن کا نباہنا فرضِ منصبی سمجھا جاتا ہے۔
دھرم سے راج کرنے کے لئے راجہ میں چھ باتوں کا ہونا لابدی ہے۔
(۱) صلح کرنا۔
(۲) فوج کشی۔
(۳) دشمن ہو کر ظاہر ہونا۔
(۴) مخالف پر فوج کشی کر کے قابض لشکر میں قیام رکھنا۔
(۵) طرفین کی رضا سے صلح ہونا۔
(۶) قلعے میں فراہمی غلہ و رسد کا انتظام
دھرم سے راج کرنے میں ہمیشہ راج میں تسلّط اور امن رہیگا۔ فوجداری اور مال کے قانون سے رعیت ہمیشہ خوش و خرم ہوتی ہے۔ دھرم کے بگڑنے سے ملک پر زوال آجائے گا۔ جہاں دھرم ہوتا ہے۔ اور راج نیتی کا زیادہ ترخیال ہے۔ وہاں کسی طرح کی بیماری نہیں ہوتی۔ غلہ بہتات سے پیدا ہوتا ہے۔ جڑی بوٹی پھل پھول کثرت سے نکلتے ہیں۔ جو دواؤں میں کام آتے ہیں جب راج میں دھرم اور ادھرم دونوں مساوی ہوتے ہیں۔ تب دواپر جگ آجاتا ہے۔ کھیتی کا شتکاری بھی آدھی رہ جاتی ہے۔ اور جب دھرم بالکل نہیں ہوتا۔ اور ادھرم ہی سب کا پیشوا ہو جاتا ہے۔ تب کلجگ کا دور ہوتا ہے۔ کیونکہ ادھرمیوں کی وجہ سے دھرم نہیں ہوتا۔ شودر بھیک مانگ کر پیٹ پالتے ہیں۔ برہمن خدمتی ہو جاتے ہیں۔ وید کا پڑھنا

پڑھنا مطلق مفقود ہو جاتا ہے۔ ویش سود خواری اختیار کرتے ہیں۔ کوئی موسم ایسا نہیں ہوتا۔ جس میں بیماری نہ ہو۔ دل مضمحل اور بدن ضعیف اور لاغر رہتا ہے۔ عمر کم اور اکال موت زیادہ ہوتی ہے۔ عورتیں حرام کاری اختیار کرتی ہیں۔ اُسے جن قحط اور طاعون ستایا کرتے ہیں کاشتکاری کی حالت بہت ہی نازک ہوتی ہے۔ پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ غرض راجہ کو دھرم اور ادھرم کا لحاظ رہے۔ اچھا کرم کرے گا۔ تو ملک میں بہبودی رہیگی۔ بُرا کام کریگا۔ ملک تباہ اور برباد ہو جائے گا۔ اُسے راجہ جدھشٹر تم رعیت نواز ہو۔ رعایا خوش رہتی ہے۔ اس لئے تمہیں سورگ نصیب ہوگا۔

# اُدھیائے (۷۱)

# اصنامالگذاری کی حالت

راجہ جدھشٹر۔ (بھیشم پتامہ مہاراج سے) راجہ کس کس برتاؤ سے آرام پاتا ہے۔ فرمائیے

بھیشم پتامہ جی۔ جو راجہ دھرم کے ساتھ واجبی محصول رعایا سے لیتا ہے۔ اور جو نیت کی راہ سے رعایا کی پرورش کرتا ہے۔ اس راج کی ترقی ہوتی ہے۔ اور راجہ آرام سے رہتا ہے۔ اگر محصول زیادہ ہو۔ اور اس سے رعایا کو تکلیف۔ اور زیر باری ہوتی ہو۔ تو تخفیف محصول کر دے اور جو لوگ محصول کی ادائیگی کے لائق نہ ہوں۔ اُن کو معاف کر دینا۔ اور سب کے رنج والم کا حال دریافت کرنا واجب ہے۔ ٹیکس وصول کرنے میں لالچ سے سختی نہ کرے۔ جو راجہ دھرماتما ہے۔ اس کے راج میں کھیتی سرسبز اور زراعت خوب پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح پانی سے درخت خوب پرورش پاتا ہے۔ اسی طرح راجہ کو اپنی رعایا کی پرورش کرنا چاہیئے۔ برہمنوں کو اپنی سخاوت

سے خوش رکھنا راجہ کو لازم ہے۔ تاکہ دُنیا و دین میں بھلائی ہو۔ جو راجہ رعایا پرور ہے۔ اگر وہ ایک دن بھی ریاضت اور خیرات کرے۔ تو بیکنٹھ میں اس کو ہزار برس تک اچھا پھل ملتا ہے۔ اور رعایا کے ثواب کا چوتھا حصّہ راجہ اور راج پروہت کو ملتا ہے۔ جو برہمن دھرم نیتی سے واقف ہو۔ راجہ اپنا پروہت اسی کو بنائے۔ جو اچھی نصیحت دے۔

# ادھیائے (۱۳)

## وزیر

بھیشم جی۔ (راجہ یدھشٹر سے) اب برہمن چھتری ویش اور شودر کی ولادت کا حال بیان کرتے ہیں۔ برہما جی کے منہ سے برہمن بھجاؤں سے چھتری۔ شکم سے ویش رانوں سے پاؤں سے شودر کا جنم ہوا۔ برہمنوں کا شیوہ ودیا پڑھنا۔ اچھے کام کرنا۔ لوگوں کو دھرم کا اپدیش دینا۔ ایسی باتیں بتانا۔ جس سے اُن کی نجات ہو۔ راج نیت اور طرز۔ حکومت کی قواعد دانی۔ رعیت نوازی اور شرفا پروری چھتریوں کا دھرم سمجھا گیا۔ ویش کا طریقہ بیوپار تجارت رہا۔ شودر کے ذمّے۔ برہمن چھتری ویش کی خدمت سپرد کی گئی۔ برہمن اور چھتری دونوں افضل تو ہیں پرتھوی کا راج بھوگنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر پرتھوی دراصل ویدپاٹھی برہمن کی ہے۔ کیونکہ برہمن سب قوموں کا مُرشد خیال کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ سب سے اعلےٰ تصوّر کیا گیا۔ جو راجہ برہمنوں کی نصیحت کے موافق عمل کرتا ہے۔ دُنیا میں اس کی ہمسری کوئی نہیں کرسکتا۔ وہ عادل۔ سخی پرہیزگار کے لقب سے نامزد ہوا کرتا ہے۔ جتنا راجہ دھرم کرم کرتا ہے۔ اس کا نصف ثواب راجہ کے پروہت کو ملتا ہے۔ جس راجہ سے ادھرم اور رعیت کو تکلیف اور رنج پہنچتا ہے۔ وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور اس تکلیف اور رنج دہی کا حصّہ دار راج پروہت بھی

ہے، برہمنوں کی بُرائی کرنے والا راجہ ملیچھ ہو جاتا ہے۔ اس کی دولت اور ثروت کی ترقی نہیں ہوتی۔ اور نہ اچھی لایق اولاد ہوتی ہے۔ جس سے راس کا راج قایم رہے۔ برہمن راجہ کو بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔ اور راجہ برہمنوں کی حفاظت رکھے۔ اور ہدایت کرتا رہے۔ کہ وہ وید کی تعلیم سے ضرور بہرہ ور ہوں۔ غرض راجہ اور برہمن کی نااتفاقی سے شنکر ورن پھیلنا جاتا ہے۔ اور دھرم کے کاموں پر پانی پھرتا جاتا ہے۔ جس حکومت میں رشی اور عالم برہمنوں کی تربیت اور پرداخت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ وہاں قحط اور کال ہمیشہ پڑتے رہیں گے۔ اور رعیت دُکھی اور مفلس رہے گی۔ نئی نئی بیماریاں پھیلتی جائیں گی۔ دبا اور ہیضے سے ہزاروں جانیں برباد ہونگی

# ادھیائے (۷۴)

## کوبیرجی سے راجہ مچکند کی گفتگو

بھیشم جی نے دھرم راج کو راجہ مچکند کی داستان اس طرح سُنائی کہ زمانہ سلف میں راجہ مچکند نہایت زبردست اور چکرورتی راجہ ہوا۔ تسخیر ممالک کے بعد اُس نے کوبیرجی پر چڑھائی کی۔ کوبیرجی کے اِشارے سے راچھسوں نے راجہ مچکند کی تمام فوج مار ڈالی۔ تب راجہ کو بڑی فکر ہوئی۔ اور اپنے مشیر (یعنی پروہت) بشسٹ جی کی لعن طعن سے مذمت کرنے لگا۔ بشسٹ جی وید پاٹھی عالم اور مہاتپسوی پروہت تھے۔ اپنی مذمت سُنکر اُنہیں شرم آئی۔ اور تپ کے زور سے راچھسوں کو قتل کر ڈالا راچھسوں کی بربادی دیکھ کر کوبیرجی راجہ مچکند کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ پروہتوں ہی کی وجہ سے دُنیا میں راجوں کا اقبال اور جلال قایم ہے۔ نارائن جی نے خزانہ کا مالک کرکے خوشی اور غم دینے کی خدمت میرے ہی سپرد کی۔ اس لئے سب راجہ میری ثنا و صفت کیا کرتے ہیں۔ بیں

تیری طاقت اور قوت دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میں برہمنوں سے زیادہ کمال ہے

راجہ مچکند۔ (غصے سے) کوبیرجی مہاراج! برہما جی نے ایک ہی جگہ برہمن اور چھتریوں کو پیدا کیا۔ برہمن منتر تپ اور ریاضت کے وسیلے سے برنوں میں افضل گنا جاتا ہے۔ اور چھتریوں کو اپنے زور بازو اور ہتھیاروں کا گھمنڈ ہے۔ اور میری اہانت اور ندامت کیوں کرتے ہیں

کوبیرجی۔ (بشسٹ جی سے) مجھے راج حکومت سلطنت دینے کی طاقت ہے۔ مگر بغیر مرضی نارائن کسی کو راج نہیں دیتا۔ اور نہ بغیر ایشور کی آگیا سے کسی کا راج چھینتا ہوں

راجہ مچکند۔ میں آپ کے دیئے ہوئے راج میں حکومت کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ آپ کا راج آپ ہی کو مبارک ہے۔ ہاں اگر چھتری ہوں۔ تو میں اپنے زور بازو سے فتح کئے ہوئے راج میں سلطنت کروں گا

راجہ مچکند کی اس تعجب خیز گفتگو سے کوبیرجی کو حیرت ہوئی۔ غرضیکہ راجہ مچکند وہاں سے واپس آکر اپنے مفتوحہ ملک میں راج کرنے لگا۔

بھیشم پتامہ۔ (راجہ جدھشٹر سے) ہے دھرم وان راجہ! برہمنوں کا بڑا مرتبہ ہے۔ جو راجہ برہمنوں کی توقیر و منزلت کرتا ہے۔ اس کا راج ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ برہم مخفی اسرار سے واقف ہو کر پوشیدہ مشکلات سے راجہ کو نجات دلاتا ہے۔ اور راجہ مشکلات پیش نظر سے بچنے کے لئے انواع اقسام کی تدبیر سوچتا ہے۔ اور بازوؤں کی طاقت سے انہیں دور کرتا ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ مہاراج پتامہ جی! بڑی تمنا تھی۔ کہ راج اور حکومت سے قطع تعلق کر کے بن میں ریاضت کروں۔ اور ایشور کا بھجن کر کے اپنی زندگی سپھل کروں۔ میرے تمام اعزا اور اقربا اس خونخوار لڑائی میں مارے گئے مگر اب مجبور ہوں۔ بھائیوں نے زبردستی گدی پر بٹھال دیا ہے

بھیشم پتامہ جی۔ مجھے سب معلوم ہے۔ تم گیانی اور ویدوں

کے رموز سے واقف ہو۔ تم مروّت اور راستی کے بنارے ہو۔ تمہارے پتا راجہ پانڈو تمہاری شجاعت اور راست گفتاری کے ہمیشہ مدح سرا رہے ایشور نے تمہارا جنم اسی لئے کیا ہے۔ کہ تم پرجا کا پالن کرو۔ یہ سمجھ لو۔ کہ جو کام جس کے سر پر آپڑتا ہے۔ اس کا انجام دینا ضروری ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہمت نہ ہارے۔ ایشور اس کی مدد کریگا۔ اب تم راج کاج میں جی لگاؤ۔ منصف مزاجی سے رعایا کی فریاد سنتے رہو۔ اور اس کو اس کی فریاد کی داد دو۔

# اَدِھیائے (۳۴)

## راجہ کیکے کی داستان

**راجہ یُدھشٹر** (بھیشم پتامہ سے) اے مہاراج! راجہ کس کس کا مال ضبط کر سکتا ہے۔ اور راجہ کو کس طرح برتاؤ کرنا روا ہے؟

**بھیشم پتامہ جی۔** علاوہ برہمن کے مال کے اور سب کا مال راجہ ضبط کر سکتا ہے۔ بدچلن برہمن کو راجہ سزا بھی دے سکتا ہے۔ اور اس کا مال بھی ضبط کر سکتا ہے۔ جس راج میں برہمن چور ہوتا ہے۔ اسکے عیب اور صواب کو لوگ راجہ ہی سے منسوب کرتے ہیں۔ بر سبیل تمثیل راجہ کیکے کا حال کہتا ہوں۔

راجہ کیکے ایک بڑا دولت مند راجہ تھا۔ جس کو ایک راچھس نے زیر کر لیا۔ راجہ نے کہا۔ کہ میرے راج میں برہمن لوگ بڑے دھرماتما۔ اور نیک چلن ہیں۔ اور اسی طرح ہر قوم کے لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلتے ہیں۔ اسی سبب سے مجھے تجھ سے ڈر نہیں۔ البتہ جس راجدھانی میں ایسا نہ ہو۔ وہاں کے راجہ کو البتہ تجھ سے ڈر ہوگا۔ یہ سُنکر راچھس نے راجہ کو چھوڑ دیا۔

**راجہ جدھشٹر۔** بھلا برہمن مصیبت زدہ ہو کر اپنی بسر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے لوگ کس طرح؟

**بھیشم پتامہ۔** برہمن مصیبت میں بھی چھتری کا دھرم نہیں کر سکتا البتہ ویش کا پیشہ کر لے۔ کاشتکاری وغیرہ سے اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی پرورش کرے۔ نمک۔ روغن۔ سیاہ تل۔ گھوڑے۔ گائے۔ بھینسا۔ شراب شہد گوشت فروخت کرنے کا پیشہ نہ کرے۔ گائے۔ بکرا۔ آگ۔ گھوڑا اور زمین کا بیچنا کس طرح جائز نہیں۔ اور ایسا کرنے والا دنیا میں تکلیف پاتا ہے۔ اور مر کر نرک میں جاتا ہے۔ شیریں کلامی کرنا اعلےٰ ترین صفت ہے۔ جو شیریں سخن ہے۔ وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔

# ادھیائے (۵۳)

# اچھے یا برے کرموں کی شناخت۔ اور اُن سے گریز

**بھیشم پتامہ۔** انسان کو واجب ہے۔ کہ قبل از طلوع آفتاب بستر سے اُٹھ کر پہلے ضروریات سے فارغ ہو۔ پھر ندی تالاب یا کنوئیں پر اشنان اور دیوتوں اور پتروں کا ترپن کرے۔ اور سورج طلوع ہونے پر سندھیا کرے۔ پورب کی منہ کرکے کھانا کھائے۔ مگر کھاتے وقت بات چیت نہ کرے۔ اور کسی غذا میں عیب نہ لگا لے۔ گرہستی کو چاہیئے۔ کہ متحاجین کو کھانا کھلانے کے بعد آپ کھائے۔ یا سب کے ساتھ۔ پردیس میں یا گھر میں۔ مگر کھاتے وقت جو سادھو سنت آجاوے۔ تو اسکو کچھ نہ کچھ ضرور دے۔ اپاہج اور محتاج کو اپنے گھر سے بھوکا نہ جانے دے۔ یہ برکت اور نیکنامی کا باعث ہے۔ سر شام کھانا جائز نہیں۔ ہون کرکے پہلے برہمن

کو کھلانا زیبا ہے۔ اس کے بعد جو آپ کھائے۔ وہ شیر مادر کے برابر ہے۔ گوشت نہ آپ کھائے نہ دوسروں کو کھلائے۔ کیونکہ کسی کی جان لینا گناہ عظیم ہے رات کو ہاتھ پاؤں دھو کر سوئے صبح اٹھ کر ماں باپ اور گورو کو نمسکار یا سلام کرے۔ کیونکہ ان کی دعا سے برکت ہوتی ہے۔ طلوع آفتاب یا دن کو عورت سے مباشرت نہ کرے۔ وید منتر پڑھنے اور پوجا اور کھانے کے وقت جنیؤ (زنار) بائیں کندھے پر رکھنا چاہیے۔ حجامت بنوانے اور چینکنی بنانے اور کھاتے وقت برہمن کو نمسکار اور ڈنڈوت کرنا آزار کا باعث ہے۔ سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب یا پاخانہ پھرنا گناہ ہے غلاظت کا دیکھنا خلاف بعد فراغت ضروریات نہانا لازم ہے۔ بزرگوں قابل التعظیم لوگوں کا آداب واجب اور ان کا نام لینا مناسب ہے۔ بزرگوں سے ظاہری عیبوں کا چھپانا گناہ ہے کہ اسکو ایشور دیکھتا ہے۔ گنہگار کا چھپایا ہوا گناہ نہیں چھپتا جو دولت بے انتہا فکروں سے فراہم ہوتی ہے۔ اس میں تکالیف بھی بہت ہوتی ہے۔ اور قضا جلد آجاتی ہے۔ اسواسطے دانشوروں نے ایسی باتوں کو اچھا نہیں سمجھا۔ دھرم وہی ہے۔ جو دل سے کیا جاوے۔ جب تک دل قابو میں نہ ہو۔ بیقراری رفع نہیں ہوتی۔ اور دل نہیں لگتا۔ جہانتک اختیار ہو۔ نفس پہ قابو رکھے۔ جو کچھ میسر آوے۔ اسی پر قانع رہے۔ تدبیر سے غافل نہ رہے۔ اور جو تدبیر راست آوے۔ اسی میں ایشور کی مدد سمجھے نہ کہ اپنی دانشمندی پہ فخر کرے

## ادھیائے (۲۹۳)

## گرہست آشرم کی منزلت

بھیشم پتامہ جی۔ گرہست آشرم سے افضل کوئی آشرم نہیں مگر محبت کے جال میں پھنسکر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اسی سبب سے گرہست آواگون سے نجات نہیں پاتا۔ دل کا مارنا اور اندریوں

بس کرنا بھی گرہست کی ریاضت ہے۔ جو لوگ متعلقین کی محبت میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑی صعوبتیں پاتے ہیں۔ دانا لوگ اسی سے دُنیا کو ہیچ اور بجز خیر و ثواب کے سب کو زوال پذیر جانتے ہیں۔ مرنے کے بعد بھائی بند اولاد اور رشتہ دار کوئی کسی کا نہیں ہوتا۔ ہر ایک اپنی اپنی راحت کو روتا ہے۔ اپنا دھرم اور خیر و ثواب کے سوائے کوئی کام نہیں آتا یہی ساتھ جاتا ہے۔ اس لئے دُنیا کو چھوڑ۔ اور سب کی محبت سے مُنہ موڑ کر اچھے کام کرنے سے دنیا میں دائمی مسرت ملتی ہے۔ اور دین میں سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا اُس کا دین و دنیا میں کہیں بھلا نہیں ہوتا۔ راحت و تکلیف اور قضا و رضا کو پہچانتا اور دُنیا کو ہیچ جانتا ہے۔ وہی ایشور کو پہچان سکتا ہے۔ نہیں تو دُنیا کے بھرم میں بھٹکتا ہے۔ اے راجہ! تم بھی دُنیاوی اُنس چھوڑ کر غم سے دُور ہو مرے ہوئے لوگوں کے واسطے بے فائدہ رنجور نہ ہوئیے۔ بچھڑے ہوئے لوگوں کا ملنا دشوار ہے۔ اور ساری فکر بے کار ہے۔ یہ لوگ تمہارے کام نہیں آئیں گے بلکہ ان کے غم میں آلودہ ہونے سے دنیا کے سب کام بھی بگڑ جائیں گے۔ آنچہ رضائے مولےٰ از ہمہ اولےٰ۔ اس قادر مطلق کی جستجو کرو۔ چہ ہمہ اوست اور ہمہ دردست ہے۔ یا جو کچھ ہے ہمہ از دست ہے۔ دُنیا ہیچ است و کار دُنیا ہمہ ہیچ جو کچھ ہے۔ وہ خواب و خیال ہے۔ ایک دن سب کو زوال ہے۔ جو انسان اس کتھا کو سُنے یا سُناوے۔ اُسے ثواب دارین اور نیکی نصیب ہوگی ❊

# شانتی پرب حصّہ اوّل ختم شد

# مہابھارت

# شانتی پرب

## حصّہ دوم

## ادھیائے (۱)

## مُصیبت کے وقت راجاؤں کو نجات کی تدبیریں

بھیشم پائن جی۔ راجہ جنمیجے سے اس طرح گوہر افشانی کر رہے ہیں۔ کہ راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی سے استفسار کیا۔ جب کسی راجہ کا خزانہ صرف ہو گیا ہو۔ رسد۔ اور سامان جنگ کی کمی ہو۔ چاروں طرف سے حریف گھیرے ہوئے ہوں۔ کچھ ممالک بھی اس کے قبض و تصرف سے نکل گئے ہوں۔ اسوقت اُسے کون تدابیر کرنا واجب ہے۔

بھیشم جی۔ دھرم پتر۔ ایسی حالت میں راجہ کو مناسب ہے کہ غنیم سے جس طرح ممکن ہو۔ صلح کرلے۔ دشمن صلح پر راضی نہ ہو۔ تو روپیہ یا

جتنا سلطنت دے دلا کر سر سے بلا ٹالے۔ مگر حالت میں دھرم کا خیال رکھے
دھرم کے خلاف کوئی فعل نہ ہو۔ فراہمی فوج اور ترقی خزانہ میں مصروف رہے
اگر یہ باتیں اس کے اختیار سے باہر ہوں۔ تو مردانہ وار میدان رزم میں کٹ
مرے۔ ایسے ایسے بہادروں کو ضرور سورگ نصیب ہوتا ہے۔ عقلمند وہی
ہے جو زبردست عدو کو کچھ گاؤں یا روپیہ دیکر آئی ہوئی بلا کو سر سے ٹالے
یا قلعے سے نکلکر بہ تبدیل ہیئت حریف سے روپوش ہوکر اجتماع فوج
میں ساعی رہے۔ رعیت نوازی اور ملک گیری کا خیال کبھی دم محو نہ ہونے
پاوے۔ جو شخص اپنے زور بازو اور محنت و مشقت کی روزی بہم پہنچاتے ہیں
وہ خوش اطوار ہوتے ہیں۔ حرام خوری اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ دھرم کے
خلاف چلنے والوں جاہل لوگوں کی صحبت سے اجتناب ضروری ہے۔ ایسے
اشخاص شہر بدر کر دیے جاویں۔ ان کے نکالنے کی تدبیریں یہی ہیں۔ اور
ان کو سزا جرمانہ یا قید ہو۔ گھر بار ضبط کر لیا جاوے۔ برہمن جو قابل سزا
سمجھے جاویں۔ انکو جان سے مارنا ممنوع ہے۔ مگر شہر بدر کر دینا بہت مناسب
ہے۔ دیکھو راجن غیبت کرنا سب عیبوں سے بڑھ کر ہے۔ دانا عاقل کبھی
کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ بلکہ غیبت کرنے والے کو سزا دیتے ہیں۔
گورو سے بڑھ کر کوئی بزرگ نہیں ہوتا۔ اگر وہ بھی غیبت کرنے کا عادی
ہے۔ تو اسکو سزا دینا راجاؤں اور چھتریوں کا دھرم ہے۔ دشمنوں کے پنجے
سے نجات حاصل کرنا۔ وزیروں مصاحبوں سے مشورہ لینا آئین سلطنت کے
اصول ہیں۔ شیریں گفتاری ہوش و حواس کی درستی مجبوری و لاچاری کے
وقت بہت مدد دیتی ہے۔ بہادر اور شجاع سپاہی وہی ہے۔ جو مصیبت
پڑنے پر بھی راجہ کا ساتھ دیتا ہے۔ بلکہ جان دینے میں دریغ نہ کرے۔
راجہ پر فرض ہے۔ کہ فوج کا دل ہاتھ میں لئے رہے۔ میدان رزم میں
ہر ایک بہادر کے کرتبوں پر دیکھ بھال کرے۔ اس کی شان احسنت
اور مرحبا کے الفاظ کہتا رہے۔ فوج کا دل بڑھ جائے۔ حالت مغلوبی
میں جان توڑ کر لڑائی کرنے سے دشمن پر حملہ ہو سکتا ہے۔ خزانہ کی حفاظت

راجہ کا دھرم ہے۔ خزانے کا منہ کھلا رکھے۔ جو روپیہ اپنے بلاد دیگر ممالک سے فراہم ہوا ہو۔ فوج میں تقسیم کرے۔ کیونکہ روپے سے فوج اور فوج سے ملک گیری ہوتی ہے۔ بے رحمی اور نا انصافی سے جو روپیہ فراہم کیا جاتے۔ اُس میں برکت نہیں ہوتی۔ راج نیت سے روپیہ وصول ہو۔ تو وزیروں اور اراکین سلطنت کی ترقی کرکے ان کے مشورے سے بہبودی ملک و نتیجہ عدو سے رہائی کے وسائل سوچنا راجہ کا فرض منصبی ہے۔ جو راجہ خزانے کی کمی سے مجبور ہے۔ وہ ہمیشہ خوار اور دشمنوں کی یورش سے متفکر رہیگا۔ قلیل تنخواہ والے ملازمین کے سپرد ملکی کام نہ کرنا چاہیئے۔ چھوٹی تنخواہ والے نوکر خوشی سے کام نہیں کرتے۔ دولت سے راج کی سرسبزی رہتی ہے۔ دولت ہی سے عیب چھپے رہتے ہیں۔ جو راجہ رعیت کو دُکھی رکھتا ہے۔ رعیت اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ اس کی بہبودی اور اعزاز رعایا کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے لوگ اس کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے قتل اور بے عزت کرنے کی گھاتیں سوچتے ہیں۔ ایسے راجہ کو سُکھ نہیں ملسکتا۔ مدبر ذکی اور فہیم اشخاص کے مشورے سے سلطنت کا کام کرے۔ کسی کام سے غفلت نہ ہو۔ تدبیر ہی سے راج اور دھرم قایم رہتا ہے۔ اگر دشمن سے جانبری نہ ہوسکے۔ تو مصلحتاً بھاگ کھڑا ہو۔ جنگل میں جاکر ہرن وغیرہ جانوروں کے ساتھ گشت کرے۔ بداعمال لوگوں کی صحبت سے بچے۔ بد اخلاق کی صحبت سے سوا ذلت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ شیریں بیانی سے انسان کا دل مسخر ہوتا ہے۔ نیکنامی سے دُنیا اور آخرت دونوں دُرست ہوتی ہیں۔ منکر اشخاص جو ایشور کے بھی معتقد نہیں۔ ان کا قول ہے۔ کہ نہ عقبےٰ ہے نہ دنیا ہے۔ نہ خیر ہے نہ ثواب ہے۔ ناستک لوگوں سے زبردستی مال چھیننا جنگ سے بھاگنے والوں کا قتل کرنا۔ کسی کی توقیر و منزلت پر حسد ہونا۔ احسان کا بھولنا۔ برہمن کے اثاثہ پر اپنا قبضہ کرنا۔ یا گورو دختر کا بھگا لے جانا۔ غیر عورت سے مباشرت کرنا یہ فعل گناہان کبیرا میں گنے جاتے ہیں۔ بداعمال نامنزا لوگوں کی محبت سے سراسر زیاں اور مال و متاع کا نقصان ہے۔ اِسلئے

اے راجہ! بدکردار کو سزا دینے اور شہر بدر کرنے ہی سے دھرم کی فضیلت قائم رہتی ہے۔ چور رہزن ڈاکو اگر قبضے میں آجائیں۔ اُنکو چھوڑنا نہایت زبون بلکہ رعایا کو تباہ اور برباد کرنا ہے۔

# ادھیائے (۳)

# نیک کرداری کے اوصاف اور کائیر پہ ترسیار کا تذکرہ

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ اے بھارت بنس کے سرتاج راجہ جدھشٹر یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ دھرم ہی دُنیا میں سب سے اعلےٰ ہے۔ لہذا ہر حالت میں دھرم مدِنظر رہے۔ دُنیا کوشش اور سعی کی تابع ہے۔ ہمیشہ پراکرمی راجے اپنی طاقت اور دلیری سے فوج کی ترتیب اور اسلحوں کی درستی میں روپے کا مُنہ نہیں دیکھتے۔ بداعمالوں اور ناسزاؤں پر راجہ کی ہیبت ایسی طاری ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خلاف حکم کسی فعل بد کے مرتکب نہیں ہوتے دھرم فضیلت شجاعت اور بہادری سے قائم رہتی ہے۔ دھرم کی شجاعت اور دلیری کا مطیع ہے۔ خوش اقبال راجے دھرم کی بدولت چین کرتے ہیں۔ جس راجہ کا راج غنیم نے چھین لیا ہو۔ یعنی ریاست معزول ہو گیا ہو اُسے ہر طرح کی تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ جو شخص بدمعاشی بدچلنی کی بدولت معزول ہوتا ہے۔ وہ لعن طعن کے تیروں سے زخمی کیا جاتا ہے اسواسطے وید پڑھے۔ برہمن اور مسن بزرگوں کی خدمت کرنے سے یہ بات دور ہو جاتی ہے۔ فیاضی۔ سخی بزرگوں کی تعظیم شیریں بیانی یہ خاص جوہر ہیں۔ جن سے انسان ہردلعزیز ہو جاتا ہے۔ اپنے نفع کا خیال نہ کرکے دوسرے کے فائدے پر نظر رکھنے والے راجہ رعیت کی نگاہ میں باوقعت

خیال کیے جاتے ہیں۔ کاپت نامی چرمیار کا لڑکا اپنا آبائی پیشہ چھوڑ کر عابدوں مرتاضوں کی خدمت سے مستفیض ہوا۔ تو بداعمال انسان اُنکی صحبت سے استفادہ کرنے لگا۔ بہت سے چوروں نے ان کی شاگردی قبول کی۔ شاگردوں اور چیلوں نے اس کی نصیحت مانی۔ کہ وہ چوری یا زبردستی کسی کا مال غصب نہ کریں۔ برہمنوں اور عورتوں پر ہاتھ چلانا۔ یا ان کا مارنا نہایت زبون فعل ہیں۔ جس طرح طلوع آفتاب ہوتے ہی ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح برہمن کی دولت یا روپیہ غصب کرنے والے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ بس ایسے بدچلن۔ بدخلق بدکردار اشخاص کو شہر بدر کرنا اور انہیں کافی سزا دینا ست دھرم کہا جاتا ہے۔ کاپت نے اپنی نصیحت سے چیلوں کو بُرے کام کرنے سے روکا۔ اور وہ سب ہی عابد پرہیزگار ہو کر بڑے عامل بن گئے۔ اے جدھشٹر! جو شخص اس کاپت کی کتھا سنیگا۔ وہ کبھی جرائم قبیحہ کا مرتکب نہ ہوگا۔

# ادھیائے (۱۳۳)

## خزانے کی دیکھ بھال اور روپیہ فراہم کرنے کے طریقے

بھیشم جی۔ راجہ جدھشٹر! جو لوگ اہل دول ہیں۔ اور جگ ہون وغیرہ نہیں کرتے۔ جو شخص ڈرا دھمکا کر لوگوں کو اذیت پہنچاتے یا زبردستی ان کا مال غصب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر ٹیکس یا ڈھنڈ جریمانہ مقرر کرنا راجہ کا عین فرض ہے۔ اسی طرح روپیہ فراہم کرکے اپنے خزانے کو معمور کرے کہ وقت پر فوج کی تنخواہ یا ٹیکس وغیرہ میں صرف ہو۔ ایسا روپیہ یگ کے کاموں اور کھانے پینے میں خرچ کرنا مناسب نہیں۔ جو بداعمال لوگوں

کی کمائی کا محاصل ہو۔ وہ سادھوؤں کو دے ڈالنا چاہیئے۔ یہی آتم ونترم ہے جسکے دم کی طاقت اور زور بازو کی وساطت سے دنیا قبضہ میں آسکتی ہے۔ جس طرح حشرات الارض یعنی چیونٹی۔ ڈانس۔ مچھر۔ مکھی سے جو خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دفعئے کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں۔ اجتناب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جنگ نہ کرنیوالے آدمیوں سے بھی احتراز لازم ہے۔ جو جنگ کرتے ہیں۔ وہ مرنے پر پھر انسان ہوتے ہیں۔ جنگ کرنے والے راجہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ اُن کو کوئی دُکھ نہیں ستاتا۔ اسی موقعہ پر ایک روایت یاد آتی ہے۔

تین مگرمچھ ایک تالاب میں رہا کرتے تھے۔ ایک تو دُور اندیش تھا دوسرا دیرفہم۔ تیسرا وقت پر عقل لڑانے والا۔ ایک روز ماہی گیروں نے مچھلیوں کے شکار کی صلاح کر کے تالاب کے پاس ایک عمیق خندق کھودا۔ اور تالاب کا پانی خندق میں جمع ہونے لگا۔ دُور اندیش مگرمچھ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ خبردار رہنا۔ کسی مشکل سے سامنا ہوا چاہتا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جان خطرے میں پڑے۔ اس لئے یہاں سے بھاگ چلو۔ دیرفہم مگرمچھ نے جواب دیا۔ کہ تمہارا کہنا صحیح ہے۔ مگر جلدی کیا ہے۔ اطمینان سے چلیں گے کچھ بھگدڑ تو ہے نہیں۔ تیسرا جو وقت پر عقل لڑاتا تھا۔ کہ بھائی گھبراتے کیوں ہو۔ وقت پر کوئی ایسی تدبیر نکالوں گا۔ کہ تمہاری اور اپنی جان بچ جاتی۔ دور اندیش مگرمچھ کو ان کی باتوں پر بھروسہ نہ ہوا۔ نالیوں کی راہ سے دوسرے تالاب میں جا کر دم لیا۔ اُدھر ماہی گیروں نے تالاب میں جال ڈالا۔ مچھلیوں کے ساتھ وہ دونوں مگرمچھ بھی پھنس گئے۔ ماہی گیروں نے جال کھینچنا شروع کیا۔ وقت پر عقل لڑانے والے مگرمچھ کو کچھ ایسی سوجھی۔ کہ جال سے نکل بھاگا۔ اور دوسرے عمیق تالاب میں جا کر پناہ لی۔ دیرفہم مگرمچھ مچھلیوں کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور جان سے مار ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح اے راجن! ہر انسان کو دُور اندیشی سے کام لینا چاہیئے۔ یہ خیال بیجا ہے۔ کہ وقت پر دیکھا جائیگا۔ دیکھو۔ ایشور نے گھڑی پل۔ دن رات۔ مہینہ۔ برس۔ چھ موسموں کی تقسیم اس واسطے کی ہے۔ کہ انسان ایک ایک پل کو نگاہ میں رکھے۔ اور وقت

کا پابند رہے جب وقت نکل جاتا ہے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ احمق اور بیوقوف وقت کبھی قادر نہیں کرتے۔

# اَدھیائے (۴)

# حفاظت ملک اور دشمنوں سے بچاؤ کی تدبیر

راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی سے سوال کیا۔ جب راجہ محصور ہو۔ اراکین اور وزرا مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ دیں۔ نہ اس کا کوئی یار نہ غمگسار ہو۔ تو اس آفت میں کس طرح دشمنوں کے پنجے سے رہائی پا سکتا ہے۔ اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ کہ اس بلا سے نجات پائے

بھیشم جی۔ راست گو راجہ یہ جانتے ہو۔ کہ مصیبت میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں۔ کہ دشمن سے نجات کی تدبیر صلح ہے۔ اگر اس کا کوئی دوست ایسا ہو۔ کہ وہ نادان اور احمق نہ ہو۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔ کہ دانا دشمن بہ از ناداں دوست۔ تو اس دوست کے ذریعے سے صلح کا پیغام بھیجے۔ اگر وہ عقلمند اور ذہین ہے۔ تو جو دت طبع سے دشمن پر قابو پالے گا۔ اور اس آئی ہوئی بلا سے راجہ کو بچالے گا۔ ایک گربہ اور موش کا قصہ تمثیلاً بیان کرتا ہوں ؂

کسی صحرا میں برگد کا درخت مناسب لمبا چوڑا تھا۔ پرندوں نے اس پر اپنا نشیمن بنایا۔ سانپ بچھو وغیرہ زہریلے جانور اس کی جڑھ میں رہا کرتے۔ درخت کے کچھ فاصلے پر ایک سوراخ تھا۔ جس میں آٹھ منہ تھے۔ اس میں پلت نامی ایک چوہا رہتا تھا۔ برگد کے جوف میں ایک لومس نامی بلاؤ

رہا کرتا تھا۔ وہاں ایک چڑیمار رات کو آتا۔ اور جال بچھا کر اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا۔ صبح کو جال میں جو پرندے پھنس جاتے۔ اُنہیں بیچکر چڑیمار اپنا پیٹ پالتا تھا۔ اتفاق سے کسی دن لومس بلاؤ جال میں پھنس گیا۔ وہ چوہا آیا اور بے خوف وخطر جال کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اسے میں ایک نیولا اور ایک الو بھی وہاں آئے۔ اور چوہے پر تاک لگاکر کسی مقام پر بیٹھ گئے۔ کہ جب چوہا نڈر ہو۔ پکڑ لیں۔ چوہا حیران ہوا۔ کہ کیا کرے۔ اگر بھاگتا ہے۔ تو اُلو جان نہیں چھوڑتا۔ ٹھہرتا ہے۔ تو نیولے سے بچنا مشکل ہے۔ غرض اس سے کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ ناچار لومس بلاؤ کے پاس گیا۔ اور لجاجت سے بولا۔ کہ اے متر۔ اسوقت آپ بھی مصیبت میں ہیں۔ اور مجھ پر بھی آفت ہے۔ ایسی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کی اور میری دونوں کی جان بچے۔ ایک بات ذہن میں آئی ہے۔ کہیئے تو عرض کروں۔

**بلاؤ**۔ ہاں متر! جلدی کہو۔ میری تو جان پر بنی ہے۔ صبح ہوتے ہی چڑیمار پکڑ لے گا۔ اور نہ جانے میرا کیا کرے

**چوہا**۔ اگر آپ میری جان کے گاہک نہ ہوں۔ تو میں آپ کا جال کتر دوں۔ اور آپ رہائی جاویں۔

**بلاؤ**۔ وفادار دوست اپنے وقت کے مسیحا ہو۔ باتوں سے امرت ٹپکتا ہے۔ جو میرا آپکا چاہنے ہو۔ اُپکاری جیو نارائن کا پیارا ہوتا ہے۔ اس آفت سے میری جان اگر بچگئی۔ تو عمر بھر بندہ احسان رہیگا۔

**چوہا**۔ آپ کا چھٹکارا تو جال سے ہو ہی جائے گا۔ مگر مجھے اسبات کا قول دیجئے۔ کہ بعد رہائی کے تم کو اس آفت سے بچاؤں گا۔ کیونکہ نیولا اور اُلو دونو میری تاک میں ہیں۔ کہیں آپ بھی جال سے نکلکر مجھے اپنے منہ کا نوالا نہ بنائیں۔ ہمارا اور آپ کا مسکن ایک ہی جگہ ہے۔ اسوجہ سے ہم اور تم پکے دوست ہو سکتے ہیں۔ پڑوسیوں کا ناطہ کچھ کم ہوتا ہے۔

**بلاؤ**۔ اگر جال کاٹکر میری جان بچا دو۔ تو میری اور تمہاری دوستی ہمیشہ نبھے گی

چوہا۔ اپنے کام میں مصروف ہوا۔ اور آہستہ آہستہ دانتوں سے جال کترنا شروع کیا۔

بلاؤ۔ وفادار دوست! کام میں جلدی کرنا چاہیئے۔ اگر صبح ہو گئی۔ تو غضب ہو جائے گا۔

چوہا۔ گھبراتے کیوں ہیں۔ اس ملعون چڑیمار کے آنے سے پیشتر ہی جال کتر ڈالوں گا۔ مگر مجھے ابھی آپ سے خوف ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں آپ کے نیچے جال کترنے آؤں۔ اور آپ مجھے چٹ کر جائیں۔

بلاؤ۔ جان نثار دوست کام کئے جاؤ۔ ڈرتے کیوں ہو۔ قول جان کے ساتھ ہے۔

چوہا۔ بیخوف ہو کر بلاؤ کے شکم کے نیچے گیا۔ اور دب کر آہستہ آہستہ قطع برید شروع کی۔ ادھر بلاؤ اور چوہے میں گہری دوستی دیکھ کر نیولا اور اُلو سخت متحیر ہوئے۔ کہ بلی کا کھاجا اور اس طرح کی رفاقت۔ غرض مایوس ہو کر ان دونوں نے بھی اپنی اپنی راہ پکڑی۔ اور آفتاب نے تاریکی شب کے دامن سے منہ نکالا۔ اُجالا ہوا۔ اور بہیلیا چار شکاری کتوں کے ہمراہ دور سے دکھائی دیا۔ بلاؤ کی تو گویا جان ہی نکل گئی۔ چوہے سے خوشامد کرکے بولا۔ کہ میری جان! جزیں اب کچھ ہی دیر کی مہمان ہے۔ اجل سامنے چلی آتی ہے آپ نے ابھی اب تک پورا کام نہیں کیا۔ اگر جال کٹا ہوتا۔ تو بھاگ کر جان بچا لیتا۔

چوہا۔ اس کی بیتابی دیکھ جلدی جلدی مقراض دندان سے جال کترتا رہا۔ چند منٹ میں اسقدر جال کتر ڈالا۔ کہ بلاؤ اس سے نکل سکے۔ بلاؤ نے جال سے سر نکالا۔ اور جی چھوڑ کر بھاگا۔ چوہا بھی اچھلتا کودتا اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ بہیلیا صورت چڑیمار جال اٹھا کر اپنی قسمت کو کوستا جنگل کی طرف راہی ہوا۔

بعد میں بلاؤ چوہے کے اس احسان کا نہایت ممنون ہوا۔ سوراخ کے پاس گیا۔ آواز دی۔ کہ اے وفادار! اے غمگسار دوست! ذرا باہر

آؤ۔ میری جان تم پر صدقے ہے۔ ڈر اور ہراس چھوڑ دو۔ مجھ سے کبھی ذرا نہ ہوگی۔ کہ بار احسان نے میری گردن نیچی کردی۔ اے محسن جفاکش دوست میرے تمام عزیز اور اہل خاندان تمہارے ممنون احسان ہو رہے ہیں تم نے جان بچائی۔ اس کا صلہ ایشور دے گا۔

**پلت چوہا** بولا۔ آپ طاقتور اور میں کمزور۔ آپ کا میرا ساتھ نہیں ہو سکتا زمانہ میں بھروسہ کرنا عقلمندوں کا دستور نہیں۔ دم بھر میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ گو آپ محبت سے پیش آئیں۔ مگر مجھے بھروسہ نہیں۔ دنیا کا عجب دستور ہے۔ جب تک کسی سے کسی کا کام اٹکا ہے۔ وہ اس کا بندہ ہے۔ جہاں کام نکل گیا۔ پھر گویا شناسا ہی نہ تھے۔ آپ اپنے گھر خوش ہیں اپنے گھر خوش زبردست اور زیردست کی دوستی ہی کیا۔ آپ کیوں بلاتے ہیں۔ مطلب ہی کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ تمام رات فاقہ سے گزر گئی۔ بھوک کا وقت ہے تو کیا مجھے کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے۔ عقلمندوں کا قول ہے۔ دہن انگشت در سوراخ کژدم ؒ اس میں سراسر دھوکا ہے۔ زبردست کو دور ہی سے سلام ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ لاکھوں روپے سے بھی زیادہ جان پیاری ہے۔ اگر جان گئی۔ اور دولت وافر ہاتھ آئی۔ تو کس کام کی۔ اس لئے جان سے پیاری دنیا میں کوئی چیز نہیں۔

**لومس**۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ آپ دانا دوست ہیں۔ نادان نہیں۔ مگر مجھے بھی دانا دشمن سمجھئے۔ دانا دشمن سے کبھی برائی نہیں ہوتی۔ پس خوف کیوں کھاتے ہوں۔ یہ کہیں ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے سے بھلائی کرنے والے ساتھ دغا کی جائے۔ تمہیں تو اپنا گورو سمجھتا ہوں۔ نصیحت آمیز کلام زندگی سنبھل ہو جائیگی۔ تم تو کسی کا ڈر نہ کرنا چاہیئے۔ جتنے تمہارے دشمن ہیں۔ کسی کی مجال نہیں۔ کہ ترچھی نگاہ دیکھ سکیں۔

**پلت چوہا**۔ آپ لاکھ باتیں بنائیں۔ آپ کا جادو چلنا دشوار ہے کیونکہ میں شاستر کے احکام سے واقف ہوں۔ آپ کے کہنے سے میں پھنس نہیں سکتا۔ شکر جی کا قول ہے۔ کہ دشمن اگرچہ ضعیف بھی ہو۔ مگر اس کے

ساتھ دوستی کرنے میں سراسر نقصان ہے۔ کیونکہ دشمن کا معتقد ہو جانا عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ بلکہ دوسروں پر اپنی شیریں بیانی سے قابو پائے۔ نہ کہ دوسروں کا معتقد ہو جائے۔ جیسی رکھشا دھن اور پتر کی اُتپن یہ باتیں کچھ اپنے ہی بن پڑتی ہیں۔ دوسروں کی مدد کچھ کام نہیں دیتی۔ لیس میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اگر میری بھلائی چاہتے ہیں۔ تو دور ہی سے مزاج پرسی ہو جایا کرے گی۔ چوہے کی اس دلپذیر تقریر سے لومس بلاؤ بہت خوش ہوا۔ اور اس کی عقل کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے درخت پر چڑھ گیا۔

بھیشم جی۔ اس تذکرے کو بیان کرکے بولے۔ جس طرح چوہے نے اپنے دشمن کی جان بچائی۔ اور اپنی جان کا بھی محافظ رہا اسیطرح مجبور و مغرور راجہ زبردست سے زبردست دشمن پر قابو پا سکتا ہے۔ وقت پر حریف سے صلح کرنے۔ نادان دوستوں کی باتوں میں آجانا عقلمندوں کو پسند نہیں۔ جو لوگ ذکاوت اور ذہانت سے بہرہ ور۔ وہ آفت کے آنے سے پہلے ہی بچنے کی تدبیر سوچ لیتے ہیں۔ جتنا کھوج کیجئے۔ اتنی ہی باریکیاں سوجھتی ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت فکر اور عقل سے کام لے کر آفت کو ٹال دیتے ہیں۔ اور ان پر دشمن قابو نہیں پا سکتا۔ لہٰذا تم بھی جو کام کرو۔ سوچ سمجھ کر کرو۔ جن پر بھروسہ کرنا لازم ہے۔ ان پر اتنا بھروسہ کرو۔ جن میں نقصان کی منحوس صورت نہ دکھائی دے۔

## ادھیائے (۵)

## دانا دشمن بہ از نادان دوست

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ جی سے ملتمس ہیں۔ آپ کی باتوں سے

ظاہر ہوا۔ کہ دوستوں پر بھروسہ کرنا لازم نہیں۔ اور کاروبار سلطنت بغیر بھروسے کے چل نہیں سکتے۔ پھر کیونکر انتظام سلطنت ہو بڑا تردد ہے۔ اسے دور کیجئے۔

بھیشم پتامہ جی۔ راجہ برہمہ دت والی کاتپل نگر اور پوجنی (مادہ پرند) کا قصہ کیا تم نے سنا نہیں۔ راج محل میں پوجنی (مادہ پرند) چھت کی کڑیوں میں گھونسلا بنا کر رہا کرتی۔ اور اپنے بچوں کو پالتی تھی اتفاق سے اُسی پوجنی اور برہمہ دت کے ایک ہی دن لڑکے پیدا ہوئے ایک روز پوجنی سمندر کے کنارے گئی۔ اور دو امرت پھل وہاں سے لائی ایک اپنے بچے کو دیا۔ اور دوسرا راجکمار کو کھلایا۔ ایک روز راجکمار اپنی دایہ کی گود میں کھیل رہا تھا۔ اور پوجنی کا بچہ فرش پر ادھر اُدھر پھرنے لگا۔ راجکمار کے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ وہ اُسے مار بیٹھا۔ بچہ پر کچھ ایسی ضرب پڑی۔ کہ جانبر نہ ہو سکا۔ اتنے میں بچے کی ماں پوجنی آئی۔ اپنا مردہ بچہ دیکھ کر بہت غمگین ہوئی۔ ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ سوچا کہ چھتریوں پر بھروسہ کرنا فضول تھا۔ باوجودیکہ چھتری کا خطاب محافظ جان و مال ہے۔ تاہم پھر چھتری ہی چھتری ہیں۔ بات بات پر غصہ آجاتا ہے۔ نہایت حمق بات تھی۔ کہ ان پر بھروسہ کیا۔ خیر عوض ضرور لونگی۔ اور راجکمار کو قتل کرونگی۔ یہ خیال کر کے تڑپ کر اڑی۔ جھپٹ کر پنجوں سے راجکمار کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ اور پرواز کناں اُوپر جا کر بولی۔ کردنی خویش آمدنی پیش مثل ہست کہ مے آید پیش۔ جیسا کریگا ویسا پھل پائے گا۔ راجہ برہمدت راجکمار کی کیفیت سنکر محل میں آئے۔ راجکمار کی حالت دیکھکر نہایت مغض ہوئے۔ استفسار حال کیا معلوم ہوا۔ کہ راجکمار کی ضرب سے پوجنی کا بچہ ہلاک ہوا۔ اور پوجنی نے راجکمار کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

راجہ برہمدت (پوجنی سے) بیشک راجکمار تیرا گنہگار ہے۔ اور تو نے اس کا عوض بھی لے لیا۔ قابل معافی سمجھ کر درگذر کیا۔ خبردار محل سے بھاگنا نہیں

پوجنی (دیوار پر بیٹھ کر) میں تیری گنہگار ہو چکی۔ اور پھر مشت پر ہوں

جب چاہے۔ مار ڈال۔ اِس لئے تیری باتوں پر بھروسہ کرنا بیوقوفوں کا کام ہے۔ تیرے یہاں رہنا تو جان جوکھم ہے۔ جو شخص دشمنوں کی چکنی چپڑی باتوں پر آجاتے ہیں۔ وہ جلد آجاتے ہیں۔ وہ جلد خوار ہوتے ہیں۔ کیونکہ بغض و حسد چنگاری اندر ہی اندر سلگتی ہے۔ دشمنوں کے ہاتھ سے بیٹوں پوتوں کی آخرت بھی خراب ہوتی ہے۔ دشمنوں کی باتوں پر کبھی بھروسہ نہ کرے۔ بلکہ دشمنوں پر میٹھی باتوں کا جادو چلا وے۔ یہ خردمندوں کا قول ہے۔ میں اپنے بچوں کی اور اپنی جان کی حفاظت سمجھ کر راج محل میں رہتی تھی۔ وہ بات کھو سوں گئی۔

راجہ برہمدت۔ تو میری گنہگار نہیں ہو سکتی۔ راجکمار نے اپنے کئے کا پھل پایا۔ خوف بیکار کرتی ہے۔ حاشا معترض نہ ہونگا۔ اور نہ تیرے بچوں سے تعرض ہوگا۔ تو خوشی سے میرے یہاں رہ

پوجنی۔ ایسی باتوں پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ جب راجکمار جی سامنے آئیں گئے۔ تیرے دل پر رنج کی گھٹائیں چھا جائیں گی۔ میرے مارنے کی تدبیریں سوچی جائیں گے۔ میں تشت پر اور تو زبردست راجہ مورخیف کی طرح جب چاہے۔ مل ڈالے۔ شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ پانچ چیزوں سے عداوت بڑھتی جاتی ہے۔

(۱) زن۔

(۲) زمین۔

(۳) تلخ بیانی۔

(۴) بد طینتی

(۵) قصور۔

جو کمزور ہوں۔ شہ زوروں سے دور بھاگیں۔ دشمن پر بھروسہ کرنا احکام شاستر کے خلاف ہے۔ اس لئے یہاں سے چلا جانا ہی بہتر ہے۔ یہاں کی بود و باش سے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کا خطرہ ہے۔

راجہ برہملدت۔ تو گیانی ہو کر ایسی باتیں کرتی ہے۔ ایک نہ ایک

دن موت سب کو کھا جائے گی۔ کوئی کسی کا نقصان نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی کسی کی جان لیتا ہے۔ زندگی موت ایشور کے اختیار ہے بہت ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جان سے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور بہت اپنی جان بچا لیتے ہیں جس طرح آگ کا کام جلانا ہے۔ جو چیز آگ میں گرے گی۔ جلکر خاک ہو جائیگی اسی طرح اجل سب کے ساتھ ہے۔ ایک دن موت کی آگ میں سب کو جلنا ہے۔ ہمارا اور تمہارا کچھ اختیار نہیں۔

**یدھشٹر**۔ اس خیال سے موت سب پر حاوی ہوئی۔ جب موت ہی مقدم ہے۔ تو ایک کو ایک سے دشمنی کیوں ہوتی۔ بھائی کا بھائی دشمن ہوتا ہے۔ جب یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ تو دنیا کے کاروبار کیوں کر چلیں۔ دیوتا اور راچھسوں میں جنگ کیوں ہوئی۔ بیماروں کی تیمارداری فضول۔ حکیم وید کے علاج سے کیا فائدہ۔ کسی کے غم سے رنج کرنا عبث۔ انسان۔ جانوروں اور پرندوں کی گوشت خوری کرتا ہے۔ مگر جو اشخاص شاستر کے احکام سے واقف ہیں۔ وہ کبھی ایسا نہیں کرتے۔ اپنی جان اور جانور کی جان برابر سمجھتے ہیں۔ جان سب کو پیاری ہے۔ اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ دکھ سے سب بھاگتے ہیں سکھ سب کو پیارا ہے۔ آئی ہوئی دولت کا نکل جانا اور جدائی سے پیری میں قدم رکھنا۔ ان باتوں سے طبیعت مضمحل اور افسردہ رہتی ہے خراب اور بد طینت انسان سے دل نہ لگانا چاہیئے۔ عورت کی محبت پھنسنا عاقبت کا کام نہیں۔ کون ایسا بشر ہے۔ جو ان باتوں واقف نہ ہوگا۔ ان باتوں پر کوئی کاربند نہیں ہوتا۔ سب لوگ اپنے دکھ کو دکھ سمجھتے ہیں۔ پرائے رنج کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ حاشا یہ خیال مقدم نہیں سمجھا جاتا۔ ہے کہ موت پر قانع ہو کر دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھا لے۔ ایشور نہ کرے۔ کہ کسی کا دل کسی سے پھٹ جائے۔ لاکھ کوشش کرے۔ کہ شکستہ دلوں کی طبیعت میل نہیں کھاتی۔ کہ من موتی اور دودھ رس انکو یہی سبھاؤ پھاٹے سے بھرتا نہیں۔ کو ٹوں کرو اپاؤ۔ مٹی کا برتن ٹوٹا ہوا جڑتا نہیں

سکتا۔ اسی طرح دل بھی جب پھٹ جاتا ہے۔ اس کا جڑنا محال ہوتا ہے۔ راجپوں کے گورو گھنشال۔ شکر جی قول ہے۔ کہ جو دشمنوں کی راست گوئی یا دروغ بیانی پر عمل کرتے ہیں۔ وہ ضرور ہی مارے جاتے ہیں بدگو اور رعیت کرنے والے کی ظاہری باتوں پر کبھی اعتماد نہ کرے۔ ورنہ نقصان دیکھنا پڑے گا۔ راجہ جدھشٹر! تقدیر کے ساتھ تدبیر بھی ہے۔ تقدیر پر صابر رہنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ تدبیر بھی لازمی ہے۔ بغیر تدبیر کے منہ تک نوالہ نہیں پہنچ سکتا۔ محنتی اور بامشقت لوگ ہمیشہ خوشحال رہتے ہیں۔ اور تقدیر پر قناعت کرنے والے اپاہج اور الکسی دیکھے جاتے ہیں تدبیر سے انسان غافل رہے۔ چاہے مشکل کام ہو یا آسان۔ تقدیر کے بندوں کی زندگی روتے کٹتی ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ ودیا یعنی علم۔ جوانمردی و بہادری نیز لیاقت سیکھے۔ تاکہ دنیا میں نیکنامی سے یاد کیا جائے۔ وقت پہ سہایتا کرنے والے سونا۔ دولت جواہرات۔ عورت۔ زمین اور وفادار دوست ہی ہوتے ہیں سو انسان ہر وقت خوش و خرم رہ کر کبھی فکر کو پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ شیریں بیانی ایسا جوہر ہے۔ کہ لوگ خود بخود معترف ہو جاتے ہیں۔ لچھمی عقلمندوں کے گھر باس کیا کرتی ہے۔ اور بے عقل احمقوں کی دولت روز بروز گھٹتی جاتی ہے۔ بدکار عورت کمینہ پسر۔ نامنصف آقا۔ ظاہر پرست دوست اور خراب ملک سے پرہیز لازمی ہے۔ پتی برتا استری سعادتمند لڑکا۔ رعیت نواز راجہ وفادار دوست سے لطف زندگی ہے۔ وہ راج قابل نفریں ہے۔ جہاں علاوہ مالگزاری کے چنگی۔ ٹیکس۔ محصول پارچہ ونمک وغیرہ لئے جاتے ہیں۔ چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ رعایا تنگدست لائق و خاندانی لوگ دربدر مارے پھر رہے ہیں ظالم اور رشوت خوروں کو اعلےٰ منصب ہوئے جا رہے ہیں۔ ایسے راج کو دور ہی سے سلام ہے۔ دھرم پتر راجہ! رعیت نوازی تمہارا دھرم ہے۔ رعیت میں باہمی تنازعہ پھیلانا۔ حاکم وقت کا طرفدار ہو کر دوسروں پر ظلم کرے۔ یہ فعل قبیح ہیں۔ راجہ ان کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ جو جی کہتی

ہے۔ کہ برہمدت ایسی باتیں کرو۔ جن میں رعیت کو آنند ہو۔ دیش میں خرابی پھیلانی اچھی نہیں۔ ظالموں کو مظلوموں پر ظلم کرنے سے روکو۔ رعیت کی تکلیف کا دھیان رکھو۔ اس کا دکھ سنو۔ اور اس کے مٹانے کی کوشش کرو۔ ورنہ تمہارا راج برباد ہو جائے گا۔ اور تم کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ جلا کر خاک کر دے گی۔ جو راجہ رعایا کے دکھ سکھ کی خبر نہیں لیتے راج نیت کا خیال نہیں کرتے۔ انہیں کی فوج لڑائی میں ضائع ہو جاتی اور خلقت تباہ ہوتی ہے۔ ایسے راجہ ادھرمی کہلا کر بدنام ہو جاتے ہیں اور نارائن جی کا قہران پر نازل ہوتا ہے۔ منو جی کا قول ہے۔ کہ راجہ ماتا پتا۔ گورو۔ محافظ رعایا۔ آتش یعنی اگنی۔ کوبیر بھوکوں کو رزق پہنچانے رعیت کی پرورش کرنے سے ماتا پتا بہبودی خلائق کے وسائل اپدیش کرنے سے گورو۔ رعیت نوازی رکشک۔ دشمنوں کو مارنے یا قتل کرنے سے جابر۔ سخی ہونے سے کوبیر جی۔ اور سزا و جزا کا لحاظ رکھنے سے جمراج کی برابری کر سکتا ہے۔

پوجنی ایسی پرمعنی گفتگو سے راجہ برہمدت کو سمجھاتی رہی۔ راجہ نے لاکھ چاہا۔ کہ وہ اس کے محل میں رہے۔ مگر اس نے مانا۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ پس اسے راجہ جدھشٹر! جو اپنا دشمن ہو۔ اس کے دم میں آجانا سراسر بیوقوفی ہے۔ جب راجہ دشمنوں کے پنجے میں گرفتار ہو گیا ہو۔ منت و خوشامد سے مطلب بر آری کرے۔ گردن جھکا کر لجاجت سے بولے۔ اور رحم کا خواستگار ہو۔ ان میٹھی باتوں سے اگر اس کا پتھر کا بھی دل ہو گا۔ تو غالباً نرم ہو جائے گا۔ اور وہ تیری جان کا گاہک نہ بنیگا۔ عقلمندوں کا مقولہ ہے۔ کہ دھوکا دہی اور مکر و فریب غرض جس طرح ممکن ہو۔ دشمن سے اپنی نجات حاصل کرے۔ کیسا ہی جوہی توانا قوی ہیکل پہلتن بہادر کیوں نہ ہو۔ مگر مصیبت اور آفت کے وقت نہایت نحیف الجثہ لاغر اندام اور کمزور ہونا پڑتا ہے۔ بہرا گونگا ہو کر اپنا کام نکالے۔ مطیع و فرمانبردار ہو کر حریف کے سامنے گردن جھکائے۔ مزاج پرسی کرے۔

شیریں باتوں سے عدو کا دل ہاتھ میں لئے رہے۔ باہر سے میٹھا ہو۔ اور اندر سے چھریاں بھری ہوں۔ وقت کا خیال رکھے چُوکے نہیں۔ جب موقعہ ہو۔ دشمن پر حربہ کرکے اُسے قتل کر ڈالے۔ بگلے کی طرح تاک لگائے۔ وقت کا منتظر رہے۔ جب موقعہ ہو۔ مچھلی کی طرح عدو کو نگل جائے۔ صبح سے تانا بہادروں کا شیوہ نہیں۔ اُمید سے دُنیا کے کام نکلتے ہیں۔ یہ پہلے سوچ لے۔ کہ مارا یا مرے۔ اگر حریف پر تلوار چل گئی۔ اُسکو قتل کیا۔ تو وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ خرگوش کی طرح رفو ہو جائے۔ کہ مبادا کبھی آفت میں پھر مبتلا ہونا پڑے۔ مے نوشی۔ قمار بازی۔ غیر عورت سے ہمبستری۔ عیش وعشرت میں پڑکر راج کا خو بکھنار اجاؤں کے واسطے فعل شنیع ہے۔ کاش راجاؤں کو ان باتوں کا شوق ہے۔ تو نشیب و فراز سوچ لیں۔ کہ ان کا حشر کیا ہوگا۔ مخبر جاسوس مخفی طور پر حریف کے ملک میں بھیجے۔ اور وہاں کی خبر سے غافل نہ ہو۔ حریف کے مخبروں اور جاسوسوں کی نگرانی رکھنا نیت کے احکام ہیں۔ مطلب برآری میں مخل ہونیوالے اشخاص خواہ بیٹا یا بھائی یا پتا ہی کیوں نہ ہو۔ قابل سزا ہیں۔ ملک بدر کرنا یا جان سے مارنے میں کچھ پاپ نہیں ہوتا۔ مغرور اور بدباطن گورو کو بھی سزا دینا نیتی میں داخل ہے۔ مختصر یہ کہ ان مقتولین کا افسوس نہ ہونا چاہیئے۔ جو اپنے مخالف ہیں۔ دشمن سے کبھی غافل نہ رہے۔ کیونکہ دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد۔

## اُدھیائے (۱۰۰)

## غنیم سے نجات کی کوشش

بھیشم جی نکتہ سنج ہیں۔ کہ حریف کی زبردست طاقت کمزور راجہ کو بہت جلد محصور کر لیتی ہے۔ اس قیامت خیز وقت پر جو راجہ ہوش وحواس بجا رکھتا ہے اور اس سے اپنی حفاظت کی تدبیریں سوچتا ہے

دو نہایت فہیم اور ذی حوصلہ تھے بیچ رہتے کا ذکر ہے ۔کہ نارد جی کوہ ہمالہ پر تفریحی کناں جا رہے تھے ۔کہ ایک شالمل درخت دکھائی دیا ۔انواع و اقسام کے جانور بیٹھے ہوئے آزادی سے درخت پر سر بسر رہے تھے ۔پرندوں کی بولیاں نہایت خوش آیند تھیں ۔اور سایہ دار درخت کے نیچے جنگل کے آزاد جانور چوپائے وغیرہ تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے ٹھنڈی ہوا کھا رہے تھے نارد جی شالمل درخت سے اس طرح گویا ہوئے ۔کہ تم کو آندھیوں کی جھنگار ہوا ضرر نہیں پہنچا سکتی ۔اور تم ہمیشہ اسی طرح سرسبز رہتے ہو ۔اس کا سبب کیا ہے ۔

**شالمل درخت** (انسانی بولی میں) آندھیوں کا خوف نہیں ۔نہ مجھے وایو دیوتا کے تیز جھونکے ستا سکتے ہیں ۔

**نارد جی** ۔دنیا میں کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہیں ۔جو وایو دیوتا سے ڈرتا نہ ہو ۔تم ان کی مذمت کرتے ہو ۔یہ حال اُن سے جا کر کہتا ہوں ۔
اتنا کہکر نارد جی پون دیوتا کے پاس گئے ۔اور مغرور شالمل درخت کے حالات مفصل بیان کئے ۔وایو دیوتا کو غصہ آیا ۔اور زعم میں اُٹھ کھڑا ہوا ۔کہ ابھی جاتا ہوں ۔شالمل درخت کی شامت آگئی ۔جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دوں گا ۔یہ کہکر اُٹھا اور شالمل کے قریب آکر نہایت تندی اور تلخی سے بولا تو نے میری نندا کی ۔لہذا تیری سرکوبی مناسب معلوم ہوئی ۔اب تو خبردار رہ ۔اور اپنا زور طاقت دکھا ۔

**شالمل درخت** ۔میں آپ کی ہمسری تو کرتا نہیں ۔کیونکہ آپ دیوتا ہیں مگر آپ کی طاقت مجھ پر بخوبی عیاں ہے ۔میرا کچھ بنا بگاڑ نہیں سکتے ۔

**وایو دیوتا** ۔تجھے جس بات کا گھمنڈ ہے ۔مجھ سے چھپی نہیں ۔برہما جی نے تیرے سایہ کے نیچے دم لیا تھا ۔اور تو نے انہیں آرام پہنچایا ۔اس وجہ سے طرح دیتا رہا ۔لیکن اپنا زور بازو دکھا ۔کہ تیرا گھمنڈ نکل جائے حوصلہ باقی نہ رہے ۔میں ابھی آتا ہوں ۔ہوشیار رہنا
وایو دیوتا اپنی طراری اور تیز گفتاری دکھا کر کسی طرف راہی ہوا ۔

شالمل درخت وایو دیوتا کے غصّے سے کانپ اُٹھا۔ اور پشیمان ہوکر پھل پھول اور چھوٹی چھوٹی شاخوں کی کانٹ چھانٹ یہ سوچکر شروع۔ جب وایُو دیوتا تشریف لاویں گے۔ تو معافی مانگ لونگا۔ بیشک خطا ہوئی۔ اتنی بڑی بات وایو دیوتا کی شان میں منہ سے نکل گئی۔ دوسرے روز وایُو دیوتا بادھر اور آندھیوں کے تیز جھونکوں سے درختوں کی بیخ کُنی کرتے یعنی جڑ سے اکھاڑتے ہوئے شالمل کے قریب آئے۔ تو وہ بے برگ وبار خزاں رسیدہ دکھائی دیا۔ نہ پتیاں ہیں نہ پھول ہیں۔ صرف ٹھونٹھ سا کھڑا ہے۔ بے اختیار ہنسی آگئی۔

وایُو۔ واہ بچہ اپنی جان بچالی۔ یہی نوبت ہونے والی تھی۔ جو صورت تم نے خود بنائی ہے۔

شالمل۔ (ہاتھ جوڑکر) مہاراج! آپ کی طاقت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔ راجہ اندر۔ جمراج۔ اگن۔ برن وغیرہ دیوتاؤں میں تاب نہیں۔ کہ آپ کے سامنے سر اُٹھا سکیں۔ پھر میری کیا بساط۔ مہاراج! معافی کا خواستگار ہوں آپ کے سامنے زورآزمائی چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ ہے۔ شالمل کی عاجزانہ گفتگو سُنکر بے اختیار ہنسی آگئی۔ اور وایُو دیوتا کا غصّہ فرو ہوگیا۔ اسی طرح اے دھرمراج! راجہ اپنے میں قوت اِسقدر نہ دیکھے۔ تو حریف سے کبھی منحرف نہ ہو۔ حریف کے سامنے غرور کا کلمہ اصلاً زبان سے نہ نکلے۔ پالیسی ملائم استعمال کرے۔ دشمنی کی نہ ٹھانے۔ حریف اس سے کبھی مزاحم نہ ہوگا۔

# اَدّھیائے (۷)

# حرص طمع سے بدیت کی تحریک

راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ جی سے سوال کیا۔ کہ بدکاری اور گنہگاری کی اصلیت کیا ہے۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہے؟

**بھیشم پتامہ** ۔ جتنے گناہ ہیں طمع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر طمع نہ ہوتی ۔ تو غصہ نہ ہوتا ۔ نفسانی خواہشات نہ بڑھتیں ۔ بیشرمی بھیک مانگنا چوری کرنا ۔ دوسروں کا دست نگر رہنا ۔ اور طرح طرح کے فکر و تردد میں پڑنا ان سب کی جڑ طمع ہی ہے ۔ علمی غرور خودستائی ۔ غیر عورت کی مباشرت اپنی خوبصورتی پر ناز کرنا ۔ دوسروں کو حقارت سے دیکھنا ۔ پرائی دولت پر فریفتہ کرنا ۔ برا کہنا ۔ نفس امارہ کی پیروی ۔ بغیر سوچے ہوئے کام کرنا ۔ یہ باتیں طمع ہی سے پیدا ہوتی ہیں ۔ لڑکپن سے لے کر جوانی تک طمع میں پھنسا ہوتا ہے ۔ مگر عالم پیری میں بالکل طمع کا مطیع ہو جانا پڑتا ہے ۔ جو حرص طمع بغض سے اپنا دامن پاک کرتے ہیں ۔ وہی اندری جیت ہیں ۔ عالم اور ودیاوان ہیں ۔ احکام شاستر سے واقفیت رکھنے والے انسان طمع اور حرص کے پھندے میں کبھی نہیں پھنستے ۔ اُن سے گناہ بھی نہیں ہوتی ۔ طمع سے دھرم بگڑتا ہے ۔ اے راجہ ! سب سے پہلے طمع سے نفرت کرنا چاہئے ۔ جس راجہ کی نیت میں طمع نے گھر کر لیا ہو ۔ اس کی سلطنت کا زوال ہوتا ہے ۔ راجہ کے پاس حرص اور طمع پھٹکنے نہ پاوے ۔ اگیانی جاہل اور احمق طمع کے بندے ہو کر دولت پر ناز کرتے ہیں ۔ مگر عقلمندوں کا دامن اس ناپاک خواہش سے کبھی آلودہ نہیں ہوتا ۔ وہ دھرم اور ادھرم کا خیال کرکے سادھووں اور بزرگوں کی خدمت کرتے ہیں ۔

**جدھشٹر** ۔ جہالت کی ترقی اور کال (موت) کا سبب کیا ہے ۔

**بھیشم جی** ۔ دوستی ۔ دشمنی ۔ غرور ۔ بغض ۔ حسد ۔ سستی ۔ کاہلی یہ سب اگیان کی صورتیں ہیں ۔ ہنسا یعنی جانوروں کا مارنا ۔ جاہل اور نفس پرور انسان کا خاصہ ہوتا ہے ۔ جاہلوں پر غفلت کا پردہ ایسا پڑا ہوتا ہے ۔ کہ نیک و بد کی تمیز نہیں ہوتی ۔ وہ جانور ذبح کرکے کھا جاتے ہیں ۔ ایسے ہی آدمی دوزخی ہوتے ہیں ۔ حرص اور طمع کی زیادتی اور جہالت اور ضلالت کی ترقی سے مغفرت نہیں ہوتی ۔ جو انسان وقت کی قدر نہیں کرتے ۔ اُن کے کام بھی بگڑ جاتے ہیں ۔ اس لئے وقت کا مناسب

کرنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔ موت سب پر غالب ہے۔ اور اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ جو رگیشر متیشور موت کو زبردست سمجھتے ہیں۔ مگر حرص اور طمع سے بچنے والے انسان کو کال کا خوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کو تناسخ یعنی دیہہ تیاگ کرکام کی تکلیف مطلق نہیں ہوتی۔ راجہ جنک یوناسر وغیرہ بڑے بڑے راجہ حرص و طمع سے دستکش ہوکر عالم جاودانی یعنی بیکنٹھ میں پہنچ گئے۔

# اُدھیائے (۸)

## تپ کی مہمان

راجہ جدھشٹر نے پوچھا۔ کہ پتامہ جی! دنیا میں وید پاٹھ کرنے اور جپ تپ کرنے سے کیا پھل ملتا ہے

**بھیشم جی**۔ چھتری اور برہمن کا دھرم ہی وید پاٹھ کرنا ہے۔ منی اور رشیوں کا مقولہ ہے۔ کہ برہمن ہمیشہ شانت چت رہے۔ جو ہوا و ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔ رنج و آلام سے نجات نہیں پاتے۔ انسان جو شانت چت ہے۔ دنیا میں نیکنام ہوتا ہے۔ دل بشاش رہتا ہے۔ غم والم اور تفکرات دنیا۔ ہی پاس پھٹکنے نہیں پاتے۔ زندگی میں بشاش رہتا ہے۔ اور مرنے پر اس کی موکش ہو جاتی ہے۔ شانت چت والے انسان موکش پاتے ہیں۔ موکش اُسے کہتے ہیں۔ جو آواگون سے چھوٹکر برہم یعنی پرماتما میں ملجائے۔ موکش کے معنی کیا ہیں۔ موکش کے معنی صرف برہم روپ نارائن کا آسرا کرکے اس کی شرناگت میں لیپت ہونا ہے۔ جو دنیا کی جھگڑوں اور بکھیڑوں میں مبتلا ہیں۔ اور جن کا دل ڈانواں ڈول ہے۔ اُنہیں آنند نصیب نہیں ہوسکتا۔ زاہدوں اور مرتاضوں نے شانت چت آنند کہا ہے۔ نفس کشی اور راست گفتاری۔ عقلمندی ملائمت۔ تحمل شرم فیاضی۔ صبر۔ شیریں زبانی۔ عیب پوشی۔ گورو یعنی مرشد کی باتوں پر

دھیان دینا۔ بداخلاق لوگوں سے مباحثہ نہ کرنا۔ مذمت سے تنفر انسان کے خاص جوہر ہیں۔ جن لوگوں میں یہ باتیں ہیں۔ وہی جوگی تنیشر ہو جاتے ہیں خواہشات نفسانی۔ غصہ حسد۔ حرص اور طمع سے جنکا دل پاک ہے۔ جو دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر نارائن سوامی سے لو لگا کر سری بھگوان ہی کو کرتا ہرتا دھرتا سمجھتے ہیں۔ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور نہ انہیں نیک وبد دھرم ادھرم ثواب وعصیاں کا حس ہوتا ہے۔ جو یکسوئی دل سے نارائن جی کا سمرن کرتا ہے۔ وہی پرماتما میں مل جاتا ہے۔ شانت چیت آدمیوں کے لئے آبادی اور جنگل یکساں ہے۔ ویراگ جنگل میں ہوتا ہے۔ مگر جن میں شانتی ہے۔ انہیں جنگل میں رہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی

**جدھشٹر**۔ تو مہاراج تپ کرنا بے سود ٹھہرا۔

**بھیشم جی**۔ نہیں تپ سے مراد جوگ ابھیاس ہے۔ ریاضت کرنے والے عابد بڑی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ یعنی ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر نارائن کا جپ کرتے ہیں۔ پنچ اگن تاپتے۔ جاڑے گرمی برسات کے موسموں میں جل کے اندر باس کر کے ہری کا نام لیتے ہیں۔ ایسی تکلیف اٹھانے سے تو شانتی ہی بہتر ہے۔ مگر تپ کی فضیلت بہت ہی بڑھی ہے۔ عالموں کا قول ہے۔ کہ اگیانی علم سے بے بہرہ بھی تپ کرنے سے اعلےٰ مدارج پر قدم رکھ سکتا ہے۔ برہما جی نے تمام مخلوقات تپ ہی کے زور سے پیدا کی۔ رشیوں نے تپ ہی کی قوت سے ویدوں کو ظاہر کیا۔ تپ ہی کی وجہ سے برہم پہچانا گیا۔ بڑی بڑی مہلک بیماریوں کا علاج اور ان کی دعائیں تپ ہی کی طاقت سے نمودار ہوئیں۔ عصیاں کی معافی اور گناہوں سے رہائی تپ ہی کی بدولت ہے۔ آب حیات (امرت) تپ کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ دان یعنی خیرات سے بڑھکر کوئی کرم نہیں۔ ویدوں سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ سنیاس سے افضل کوئی تپ نہیں۔ تپ ہی کی وجہ سے دیوتا قابل پرستش ہیں۔ تپ ہی کے زور سے راجہ اندر نے اندر آسن پایا۔ خلاصہ یہ کہ تپ کرنیوالا شدھ ہو جاتا ہے۔ جو چاہے۔ کرے۔

# اَدھیائے (۹)

# ستّ دھرم کی فضیلت

راجہ جدھشٹر مستفسر ہیں۔ ست دھرم کس کہتے ہیں۔ یہ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اس کی فضیلت کیا ہے؟

بھیشم پتامہ جی۔ کل دھرموں میں ست دھرم سب سے اعلےٰ ہے۔ ست ہی سناتن دھرم ہے۔ تپ اور جوگ ست سے ہی ہوتے ہیں۔ ست دھرم سے مخلوقات ست دھرم ہے۔ راست گوئی سب جیووں کو یکساں سمجھنا۔ خواہشات نفسانی پر قابو پانا۔ حسد بغض وکینہ سے دل کو پاک رکھنا۔ معافی۔ شرم۔ جان کشی یعنی (کسی کو نہ ستانا نہ مارنا) افعال قبیحہ سے مجتنب رہنا۔ ایشور کی یاد میں مگن رہنا۔ پاک طینتی۔ تحمل حلم یعنی بُردباری کسی کی طرفداری کرنا یہ تیرہ ست دھرم کے اوصاف ہیں۔ غرور سے باتیں جاتی رہتی ہیں۔ شانت چت ہو کر دان کرنا چاہیئے۔ سنسکرت میں غرور کو متسر بولتے ہیں۔ سادھوؤں میں متسر نام کو نہیں ہوتا۔ دولیش یعنی دشمنی راگ یعنی (محبت) راگ دولیش کے چھوڑنے والے کو سنسکرت میں تلکشا بولتے ہیں۔ ویدوں کی شرتیاں ست ہی ست اُچارتی۔ ہزار جگ اشومیدھ کا پھل بھی ست کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ دشمن اور قرض اور آگ کو کم نہ سمجھنا چاہیئے۔ دن رات اس کی افراط ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا دور کرنا ہی مناسب ہے۔ ورنہ سوائے رنج اور تکلیف سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ بیماری کا بھی بجنسہ یہی حال ہے۔ رسم کے خلاف کرنا زیبا نہیں۔ انسان کی جان لینا۔ رعایا کو ستانا مکانات اور عالیشان عمارات کا گرانا ملک گیری کے خیال سے درگزر ہونا راجاؤں کا دھرم نہیں۔ گدھ کی سی نگاہ رکھنا۔ دشمن کی تاک میں بگلے کی طرح رہنا۔ کتے کی طرح ہوشیار رہنا۔ شیر کے برابر

بے خوف ہونا۔ سانپ کی طرح قلعے میں گھسنا۔ قیافہ شناس ہوکر چوروں اور بداعمالوں کو پہچاننا۔ بہادر اور شوبیر آدمیوں سے محبت رکھنا راجہ کے خاص اوصاف ہیں۔ تیزی کی جگہ تیزی۔ اور ملائمت کی جگہ نرم الفاظ بولنے والے عقلمند خیال کئے جاتے ہیں۔ اپنی شرن آئے ہوؤں کی رکھشا کرے۔ جس درخت کی پرداخت کی ہو۔ اس کی بیخ کنی مہاپاپ ہے۔

# ادھیائے (۱۰)

# قحط اور وبا کے وقت دھرم کی پابندی

راجہ جدھشٹر پوچھتے ہیں۔ کہ بھارت بنش کے بھوشن بھیشم پتامہ جی امساک باراں اور قحط کی خطرناک صورت دیکھ کر کسطرح برہمن اپنی عزت و حرمت بچا سکتا ہے۔ اور کونسے طریقے اختیار کرنے سے وہ ان مہلک آفتوں سے نجات پا سکتا ہے۔ اور راجہ بھی اپنی رعیت کے ساتھ کیا برتاؤ رکھے۔ کہ رعیت آسودہ حال رہے۔

**بھیشم پتامہ جی** - جب راج میں خطرہ ہی خطرہ نمودار ہو۔ ملک طوائف الملوکی سے بدامن ہو رہا ہو۔ تو دانشمندی سے روسا اور امراء کو جمع کرکے ان کے مشورے سے ایسی بات نکالے۔ جس سے رعایا کا بھلا ہو۔ بشوامتر رشی اور ایک چنڈال کا اتہاس، مثالاً کہتا ہوں۔ غور سے سنیئے۔ ترتیا جگ کے خاتمے اور دواپر جگ کے آغاز پر بہت بڑا قحط بارہ برس رہا۔ غضب کی خشک سالی تھی۔ بارہ برس بالکل پانی نہیں برسا۔ کنوئیں خشک۔ تالاب اور ندی سوکھ گئے۔ بڑے بڑے دریا بالکل پایاب ہوگئے۔ غلہ پیدا نہ ہوا رعیت نہایت پریشان و خستہ حال ہوگئی۔ شہر کے شہر گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ یہاں تک کہ آدمی کو کھا کر پیٹ بھرنے لگا۔ رشی منی بھی اپنے استھان چھوڑ کر بھوک سے مارے مارے پھرنے لگے۔ اس خطرناک دور میں مہامنی

بشوامتر جی نے استری پتر کو کسی بستی میں چھوڑ کر بھیک مانگنے کے لئے آبادیوں میں گشت لگانا شروع کی۔ جب کئی دن فاقہ سے گذر گئے اور چٹکی بھر اناج نہ ملا۔ دم لبوں پر آ گیا۔ ایک چنڈال کے مکان پر گذر ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چنڈال نے کتا ذبح کیا ہے۔ کھال علیحدہ کر کے گوشت جدا۔ اور اس کی بوٹیاں بنا کر پتوں پر جمع کر رہا ہے۔ بشوامتر بھوک سے ایسے بیتاب تھے۔ کہ کتے کے گوشت پر نیت ڈالی۔ چنڈال سے کہا۔ تھوڑا گوشت مجھے دیدے۔ بھوک سے جان بلب ہوں۔ اس نے سوکھا جواب دیا۔ کہیں اور دیکھو۔ میں آپ فاقے سے مر رہا ہوں۔ ناچار وہاں سے پلٹے۔ تمام بستی میں بھیک مانگتے رہے۔ مگر ایک دانہ نہ ملا۔ پھر چنڈال کے گھر آئے۔ گھر کے چاروں طرف ہڈیاں اور کوڑا جمع تھا۔ بسوامتر جی کو کئی دن بے آب و دانہ گزر چکے تھے۔ پھل پھول بھی میسر نہ آتے تھے۔ فاقے سے جان پر بنی تھی۔ نیت ڈالی۔ کہ کتے کا گوشت سامنے دکھائی دیا۔ ہزار تدبیریں اور جگت لڑا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح اس کی ران لیتا جاؤں۔ بھوک سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ران مل جائی۔ تو جان بچی۔ اتنے میں دن غروب ہوا۔ شام ہوئی۔ دو گھڑی جب رات گزر گئی تو بسوامتر چوروں کی طرح آہستہ آہستہ چنڈال کے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر ران اٹھائیں۔ چنڈال کی نیند اچٹ گئی۔ ڈانٹ کر بولا۔ کون ہے۔

بسوامتر۔ (لجاجت سے) اُف بھوک سے جان نکلتی جاتی ہے تھوڑا گوشت دیدے۔ مجھے نہیں جانتا۔ بسوامتر ہوں۔ دن کو بھی تیرے دروازے پر آئے تھا۔ مگر تو نے ٹال دیا۔ اب تو کچھ دے۔

چنڈال۔ بسوامتر کا نام سنتے ہی اٹھ بیٹھ کر بولا۔ آپ رشی ہو کر چوری کرنے آئے۔ برہمن ہو کر کتے کی ران پر نیت ڈالواں ڈول ہوتی۔

بسوامتر۔ بھوک بُری بلا ہے۔ دم فنا ہو رہا ہے۔ کیا کروں جان نکلتی جاتی ہے۔ چوری کرنے پر آمادہ ہوا۔ جب جان ہی جاتی ہوں۔ تو انسان کیا نہیں کرتا۔ شاستر میں بھی پرانوں کی رکشا لکھی ہے۔ اگر جان بچی تو پراسچت

کرکے اُدھار ہو جاؤں گا۔

**چنڈال**۔ آپ مہامُنی ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ ارے کتے کا گوشت کھانا کہاں لکھا ہے۔ ران کا گوشت اور پھر چنڈال کے یہاں کا نہایت ممنوع ہے۔ آپ گیانی پُرش ہو کر ایسی بات کیوں منہ سے نکالتے ہیں

**بسوامتر**۔ خواہ کوئی چیز ہو۔ جب اگن میں ڈالدی۔ پوتر ہو گئی برہمن کا مُنہ بھی اگن کے برابر ہے۔ جب فاقے سے جان بچ گئی۔ تو ویدوں کا پاٹھ اور جگ ہون کر کے اس دوش کو دُور کرونگا۔ بھوک سے مجبور ہو کر چوری کی سُوجھی۔ اس وقت میری جان بچالے

**چنڈال**۔ اس ناپاک گوشت کے کھانے سے اتنے دنوں کا ریاضت میں مل جاویگا۔ جتنا تپ کیا ہے۔ سب جاتا رہیگا۔ عقلمند اور دانا وہی ہیں جو مصیبت کے وقت بھی اپنا دھرم قایم رکھیں۔ آپ دھروان ہیں۔ پھر برہمن آپ کو ایسے گوشت سے متنفر ہونا چاہیئے

**بسوامتر**۔ جب بھوک سے بالکل نڈھال ہو گیا۔ چلنے کی طاقت نہ رہی۔ تمام دن بھیک مانگتے گزرا۔ کہیں کچھ نہیں ملا۔ ناچار ہو کر تیرے گھر آیا۔ اب ایک ران مانگتا ہوں۔ اگر دیدے تو میری جان بچ جائے گی نہیں تو پرلوک سدھاروں گا۔ دیکھ چھتری دھرم راجہ اندر کے برابر ہوتا ہے۔ برہمنوں کا دھرم اگن دیوتا سے ہمسری کر سکتا ہے۔ میں برہمن ہوں اور میرا دھرم اگنی کے برابر ہے۔ لہذا اگر تو نے ران دیدی تو آگ پر رکھکر کباب لگاؤں گا۔ کچھ تو پتروں اور دیوتاؤں کے بھوگ میں صرف ہوگا اور کچھ اگن دیوتا کے اہوت میں خرچ کروں گا۔ باقی سے اپنا پیٹ بھرونگا اس کے بعد جب تپ کر اس دوش کو دُور کروں گا۔

**چنڈال**۔ گوشت خواروں کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ خصوص اس کتے کا گوشت ناپاک گوشت اس سے تو آپ کی زندگی حرام ہو جائے گی گوشت وہ کھانا مناسب ہے جس سے کچھ نفع ہو۔ آپ ایسا نہ کیجئے۔

بسوامتر۔ اَے متر چنڈال۔ بھوک سے جی نڈھال ہو رہا ہے۔ اس وقت سوائے کتے کے گوشت کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ تمام بستی بھر چھان ڈالی۔ کہیں ہرنا یا بھیڑ بکری وغیرہ کے گوشت کا ایک پارچہ بھی نہ دکھائی دیا۔ پھل پھول کا کیا ذکر۔ تیرے گھر میں کتے کا گوشت دیکھا۔ نیت بھٹکا لے نہ رہی۔ مجبور ہوں۔ اب تو دیدے۔

چنڈال۔ منی جی! شاستر میں پانچ ناخن والے جانوروں کا گوشت برہمن چھتری۔ ویش کو منع لکھا ہے۔ چونکہ آپ احکام شاستر کے پابند ہیں اس لئے ایسے گوشت سے اجتناب کیجئے

بسوامتر۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ اگست رشی فاقے سے بیتاب ہو کر باتاپی اسُر کو چٹ کر گئے۔ انہیں کی طرح بھوک سے بیتاب ہوں۔ گوشت کھا کر جان بچاؤں گا۔ پھر پراسچت بھی کروں گا۔ بسوؤں کی قوم سے ہوں۔ اور کتے بکری سب برابر ہیں۔ میرے جسم کی دُنیا میں پرستش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مجھے بھی پیارا ہے۔ اور اس کی پرداخت کے لئے کتے کا گوشت ہی اس وقت غنیمت ہے۔

چنڈال۔ جتنے رشی منی ہیں۔ سب دھرم کو نہیں چھوڑتے۔ نفس کشی کرتے ہیں۔ اور اپنی جان دے دیتے ہیں۔ مگر ممنوعات شرعی سے ہمیشہ پرہیز رہتا ہے۔

بسوامتر۔ ارے متر۔ کیا شاستر کے احکام سے تجھے خبر نہیں۔ جان کی حفاظت اور اس کو بچاؤ سب باتوں پر مقدم سمجھا گیا ہے۔ مجھ میں بات کرنے کی تاب نہیں۔ دم لبوں پر ہے۔ بکواس مت کرو۔ اور تھوڑا سا گوشت دیدو۔

چنڈال۔ ارے رشی۔ کاش میری نیند نہ چاٹتی۔ غافل پڑا سویا کرتا۔ اور آپ ران اُٹھا لے جاتے یہ دیکھا نہ جائے گا۔ کہ آپ میرے رو برو کتے کا گوشت کھائیں۔ سمجھاتا ہوں۔ مگر آپ نہیں مانتے۔ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں سراپ یعنی بد دعا نہ دیں۔ ایک تو چنڈال ہی ہوں

اب کی دفعہ نہ جانے۔ کیا گت ہو۔ آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ دھرم کی بات بُری معلوم ہوتی ہے۔

**بسوامتر**۔ دریا جل بھرا ہوتا ہے۔ مینڈک وغیرہ چلایا کرتے ہیں۔ مگر گئو پانی پی ہی جاتا ہے۔ اپنی تعریف آپ مت کرو۔

**چنڈال**۔ جتنی عقل تھی۔ سمجھایا۔ اور پھر سمجھاتا ہوں۔ کہ بھوک پر اپنا قابو رکھیئے۔ طمع یعنی لوبھ کو دخل نہ دیجئے۔ تو آپ کا دھرم خراب ہو جائیگا۔ میری باتوں پر دھیان دیں گے۔ تو آپ کا دھرم ناش نہ ہوگا

**بسوامتر**۔ اگرچہ تیرا جنم نیچ قوم میں ہوا۔ مگر بات پکی کہتا ہے۔ دھرما بھی معلوم ہوتا ہے۔ خیر اگر گوشت نہیں۔ تو کچھ اور ہی چیز دیدے۔ کہ اسوقت تو بھوک سے چھٹکارا ملے۔

**چنڈال**۔ اور کوئی شے موجود نہیں۔ جو آپ کی نذر کروں۔ یہ گوشت ہی ہے۔ اسے نہ دوں گا۔ کیونکہ ہم اور آپ دونوں مصیبت میں گرفتار ہونگے دوزخ یعنی نرک دونوں کو ملیگا۔

**بسوامتر**۔ مگر اسوقت فاقے جان بچ گئی۔ تو دھرم کا قائم رہنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ مترہنسا یعنی جان سے مارنا سب سے بدتر فعل ہے۔ ہنسا کر کے گوشت جائز نہیں۔ اس گوشت میں کوئی برائی نہیں۔ کیونکہ اس کی ہنسا میں نے نہیں کی۔

**چنڈال**۔ کیا اِس ناپاک گوشت کے کھانے سے دھرم قائم رہ سکتا ہے۔ اگر ہے تو اس لحاظ سے متروک اور غیر متروک چیزوں میں کسی طرح کا عیب نہیں۔ دونوں جائز ہیں۔ یہ کیا ایک چیز کھائے۔ اور ایک چیز سے نفرت کرے۔

**بسوامتر**۔ یہ بات نہیں۔ ہنسا یا کر کے جو گوشت کھایا جاتا ہے۔ وہ متروک ہے۔ جو گوشت بنا ہوا تیار ہے۔ اس کے کھانے سے ویسا پاپ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہنسا یا کر کے گوشت کھایا جاتا ہے۔ جیسے شراب نوشی غیر عورت سے مباشرت ان سے گناہ تو ضرور ہوتا ہے۔ مگر گناہ

کبیرہ میں ان کا شمار نہیں۔ اس واسطے اگر تھوڑا گناہ اتفاق سے ہوگا۔ اس سے کار خیر میں نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح اسی گوشت سے دھرم جا نہیں سکتا۔ اور پراسچت بھی کر لوں گا۔

چنڈال۔ اگر میری مرضی بغیر ران اٹھالے گئے۔ تو میں عذاب سے بری ہوں

بسوامتر۔ بیشک۔ یہ کہکر بسوامتر نے ران اٹھالی۔ اور قیام گاہ پر جاکر جاکر عورت کے سامنے رکھدی۔ اور کہا۔ ہم تم اس کا بھوجن کریں۔ یہ کہکر آگ جلائی۔ اور اس گوشت کی بوٹیاں ڈالکر پتروں اور دیوتاؤں کا اداہن کرنا شروع کیا۔ راجہ اندر کو بسوامتر کی حالت زار دیکھ کر نہایت افسوس ہوا۔ اور اسی وقت ابر رحمت آسمان پر چھایا۔ اور پانی برسا کر خلق خدا اس قحط سے نجات دلوائی۔ غلہ وغیرہ خوب پیدا ہوا۔ تمام مخلوق پھر چین ہو گئی۔ بسوامتر جی نے اس گوشت کو خود زبان پر نہ رکھا اور نہ اپنی بیوی کو کھانے دیا۔ پھر تپ کرکے گوشت چرانے کی نیت کا جو پاپ ہوا تھا۔ اسے بھسم کر دیا۔ دیوتا اور پتر سب ترپت ہو گئے۔ اسی طرح جدھشٹر جی قحط مری وغیرہ آفتوں کے وقت جو انسان اپنا ست قائم رکھتا ہے۔ اس کے دھرم میں کبھی زوال نہیں آسکتا۔ اور آخیر کو سورگ دھام ملتا ہے ؎

# ادھیائے (۱۱)

# پناہ گیروں کی امداد اور ایک چڑیمار کی کہانی

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ صرف ملک بن تسلط اور رعیت نوازی

سے حکومت نہیں ہو سکتی۔ جبتک راج نیت کے امور اور آداب سلطنت سے واقفیت نہ ہو۔ راج نہیں ہو سکتا۔ سلطنت کی لیاقت اور نیک و بد میں تمیز نہ ہوئی۔ تو وہ راج ہی کیا۔ اُس میں بہت جلد ضعف آ جائے گا۔ قول کی پابندی اور پناہ میں آئے ہوؤں کی امداد کرنا راجہ کا پرم دھرم ہے۔ راجہ شوی کے حال سے تمہیں پوری پوری واقفیت ہو جائے گی۔

ایک کبوتر راجہ شوی کی شرن میں آیا۔ اور کہا کہ میری جان بچا لیجئے۔ اور باز کے پنجے سے نجات دلوائیے۔ اتنے میں باز جھپٹتا ہوا آیا۔ اور راجہ کے قریب بیٹھ گیا۔ بولا۔ میری خوراک تمہارے پاس ہے۔ مجھے دے دو۔ کئی دن سے شکار نہیں ملا۔ آج شکار ہاتھ آیا تھا۔ تم غائب کرنا چاہتے ہو۔ راجہ شوی نے اپنے جسم سے گوشت کا لوتھڑا کبوتر کے برابر کاٹا۔ ترازو میں تولا۔ پھر وزن کیا۔ تو کم پایا۔ اور گوشت کاٹا۔ ترازو میں تولا۔ پھر بھی کم ہوا۔ یہاں تک کہ تمام بدن کے ٹکڑے کاٹ کر تولے۔ مگر کبوتر کے وزن کے برابر نہ ہو سکے۔ ناچار اپنا سر کاٹنا چاہا۔ راجہ شوی کے دھرم میں اتنی پریت دیکھ کر باز اور کبوتر بولے۔ کہ بس بس ہم تمہارا امتحان لینا چاہتے تھے۔ تم دھرم میں قائل ہو۔ اے راجہ! ہم کبوتر اور باز نہیں۔ راجہ اندر اور اگن دیوتا ہیں۔ یہ کہکر وہ دونوں چلے گئے۔ اسی طرح بھارگو جی نے راجہ مچکند کو پیل اور کبوتر کا تذکرہ سنایا تھا۔ اس کے سننے سے دھرم ظاہر ہوتا ہے۔

بھارگو جی۔ رشی رکھیشر کے پتر) حمدگن ایک لق و دق صحرا میں ایک ہوشیار رہا کرتا تھا۔ جس کی ہیئت دیکھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ عجیب کریہ منظر تھا۔ سیاہ فام سرخ سرخ دیدے ہولناک چہرہ۔ بڑے بڑے تیز ناخن۔ موٹے موٹے بال جس کے دیکھنے سے روح خوف کھاتی ہے۔ ہمیشہ جنگل میں جانوروں کو پکڑنا اور ذبح کر اپنا پیٹ پالتا تھا۔ چونکہ یہ فعل بد کا مرتکب تھا اس وجہ سے اس کے خاندان والوں نے اس سے کنارہ کر لیا ہوا تھا۔ کیونکہ عالم میں جہاں بدہ لوگ بدکار لوگوں

کی صحبت سے ہمیشہ دور رہتے ہیں۔ کہ ایسے لوگوں سے بھلائی کی صورت کبھی نہیں ہوتی۔ جن کا پیشہ یہی ہو۔ کہ جانوروں اور جانوروں کی جان مار کر اپنا پیٹ پالیں۔ اس لئے جو بے رحم ہیں۔ وہ قابل ترک ہیں۔ ایک اور کا ذکر ہے۔ کہ چڑیمار جانوروں کے پکڑنے میں مشغول تھا۔ کہ بہت زور کی آندھی آئی۔ اور اس قدر تاریکی ہوئی۔ ہاتھ کو ہاتھ سوجھنا محال ہو گیا۔ پانی نے بھی زور باندھا۔ جل تھل بھر گئے۔ ژالہ باری سے ہزاروں درخت زمین پر آرہے۔ کڑاکے کی سردی پھٹ پڑی۔ غریب چڑیمار کے ہاتھ پاؤں ٹھٹھرنے لگے۔ بدن پر ایک لتہ بھی نہ تھا۔ چاروں طرف پھرا مگر امن کی صورت دکھلائی نہ دی۔ جہاں ٹھہر کر جاڑے سے نجات پاتا ذرا دم لیتا۔ پانی کے سیلاب سے راستہ بھی بند تھا۔ کہ جنگل سے نکلکر جا نہری ہوتی۔ یونہی کو اسقدر اندھیرا تھا۔ اب رات ہو گئی۔ کرے تو کرے۔ چڑیمار ادھر ادھر لاپتہ پھر رہا تھا۔ کہ ایک کبوتری پانی سے تر بتر سکڑی سکڑائی ہوئی درخت کے نیچے جس کی جڑ زمین سے کسی قدر اونچی تھی۔ بیٹھ گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا۔ اے بن کے سوامی! جن کا اس درخت پر نشیمن ہے۔ میرا نمسکار لیجیے۔ تمہاری شرن ہوں۔ دیا کی نظر کیجئے گا۔

## ادھیائے (۱۴۴)

## چڑیمار کا بقیہ قصہ

بھیشم جی بولے اس کالی رات میں درخت کے نیچے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ کہ ذرا سی آگ ملجاتی تو سردی سے رہائی ہوتی۔ بیٹھے بیٹھے رہا نہ گیا۔ اٹھا اور چاروں طرف آگ کی تلاش میں گھوما۔ لیکن وہاں آگ کہاں۔ پھر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ رہا۔ پھر اٹھا۔

اور درخت کی جڑ ٹٹولنے لگا۔ اس میں ایک خول معلوم ہوا۔ خول کے اندر گھس گیا۔ کہ ہوا سے نجات ہو۔ اس درخت پر ایک کبوتر رہا کرتا تھا۔ جب رات زیادہ گذر گئی۔ اور اس کی کبوتری نہ آئی۔ اس کے غم میں بین کرنے لگا۔ اے پیاری۔ تم کہاں ہو۔ اتنی رات گزری۔ اور ابھی تک نہیں آئیں۔ بغیر تمہارے گھر کاٹے کھاتا ہے۔ بھائی بیٹے نانی۔ پوتے سب ہی ہیں۔ ایک تیرے نہ ہونے سے تمام گھر سنسان پڑا ہے۔ ہائے آج وہ تیری محبت وہ پریم کہاں گیا۔ اف آج تجھے ذرا بھی خیال نہیں۔ کہ میں نے ابھی تک بھوجن بھی نہیں کیا۔ جب تک میں کچھ کھا نہ لیتا تھا۔ تو بھی بھوکی رہتی تھی۔ پہلے سو جاتا تھا۔ تب سوتی تھی۔ جب کبھی کسی فکر میں مجھے دیکھتی۔ تو اپنی شیریں تقریر سے مجھے خوش کر دیتی۔ ہائے اب میری جان نہیں بچتی۔ ایسی پتی برتا استری کی مفارقت کیونکر سہی جائے گی۔ اس سے مرجانا ہی بہتر ہے۔ دنیا میں عفت مآب عورت سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ سوائے عورت کے مصیبت میں ساتھ دینے والا کوئی دکھلائی نہیں دیتا۔ بھائی بہن عزیز اقارب سب سکھ کے شریک ہیں۔ مگر یہ جوہر استری کو ہی پرمیشر نے عطا کیا ہے۔ کہ خاوند کے دکھ سے دکھ اور سکھ سے سکھ سمجھتی ہے۔ خوبرو۔ خوش افعال عورتیں اپنے خاوند کو ایشور کا روپ جانتی ہیں۔ پارسا عورت لچھمی سروپ ہوتی ہے۔ جب تک عورت نہ ہو۔ مرد ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اے میری پیاری! تم کہاں ہو۔ تیرے غم میں پریشان اور خستہ حال ہو رہا ہوں۔ کبوتر اس طرح کے بین کر کے رو رہا تھا۔ اور آہ سرد بھر کر جان کھو رہا تھا۔ کبوتری جو پنجرے میں بند تھی۔ کبوتر کی زار نالی دیکھ کر تاب نہ لا سکی۔ بول اٹھی۔ اے پیارے! اتنی بیتابی اور بے صبری کیوں ہے۔ اپنے کرم سے بندھن میں پھنس گئی۔ اس کا سوچ نہ کرو۔ ایک بات کہتی ہوں۔ اگر ممکن ہو۔ تو آگ لا دو۔ دھرم سے ہمارا تمہارا بیڑا پار ہوگا۔ یہ چڑیمار سردی سے کانپ رہا ہے۔ اسے سردی سے بچاؤ۔ یہی تمہارا دھرم ہے۔ کبوتر کبوتری کی دل پسند تقریر سنکر چڑیمار

کے پاس آیا۔ اور نہایت عاجزی سے بولا۔ دوست! تم کیا چاہتے ہو۔ مجھ سے
کچھ اگر امکان میں ہے۔ تو مدد کروں گا۔ اس مکان کو اپنا ہی گھر سمجھو۔ میری
پناہ میں آئے ہو۔ حتی المقدور تمہیں اس بلا سے نجات دلاؤں گا۔ ہمارا فرض
ہے۔ کہ جو تھکا ماندہ آ جاوے۔ اس کی خدمت کریں۔ کھانا پینا کپڑے لتے
وغیرہ سے آرام دیں۔ اندیشہ مت کرو۔ اب مجھ سے اپنا حال بیان کرو
چڑیمار۔ سردی بہت ستا رہی ہے۔ پانی سے تربتر ہو رہا ہوں۔ رات ہو گئی
مکان پر جا سکا۔ پانی نے راستہ بند کر دیا۔ تالاب ندیاں بھری ہیں۔ اگر تھوڑی
آگ مل جاتی۔ تو سوکھی ساکھی لکڑیاں جو جمع کیں۔ جلا کر ہاتھ پاؤں سینکتا
کبوتر وہاں سے اڑا۔ اور کسی جگہ سے جلتے ہوئے تنکے اٹھا لایا۔ اور چڑیمار
نے لکڑی سلگائی۔ اور ہاتھ پاؤں سینکنا شروع کئے۔
چڑیمار۔ تم نے بہت تکلیف کی۔ سردی سے جان بچائی۔ بھوک سے
دم بوں رہے۔ دن بھر ہو چکا کہ ایک دانہ منہ میں نہ گیا۔
کبوتر۔ اسوقت اور تو کچھ نہیں مل سکتا۔ دن بھر پرواز کناں ادھر
ادھر پھرتے ہیں۔ جو کچھ مل جاتا ہے۔ اسی پر قناعت کرتے ہیں۔ فقیروں
کی طرح ہمارے پاس بھی کچھ موجود نہیں رہتا۔ ایک ترکیب ذہن میں آئی
ہے۔ تمہارے واسطے مجھے عذر بھی نہیں۔ یہ کہکر کبوتر نے سوچا۔ کہ یہ جسم
اگر مسافر کے کام آ جاوے۔ تو میری گت بنجاوے۔ اور مہمان نوازی کا پھل
بھی کھانے میں ملے۔ کیونکہ بھوک سے جب اس کا پیٹ بھرے گا۔ تو اس
کی اندریاں خواہ مخواہ اشیر باد دیں گی۔ یہ سوچکر تین مرتبہ آگ کے گرد گھوما
اور آگ میں پھاند کر بھسم ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر چڑیمار کو گیان ہو گیا۔
کہ اس پرندے نے میری وجہ سے جان دے دی۔ ز وفسنے۔ ایسی زندگی
پر مجھے رات دن جانوروں کی تلاش رہتی ہے۔ بے زبان جانوروں کی تلاش
رہتی ہے۔ بے زبان جانوروں کو پکڑنا کسی مذہب میں روا نہیں۔ اور میں
پکڑتا ہوں۔ اور حلال کر کے اور لوگوں کو کھلاتا ہوں۔ ایسے ہی ناجائز حرکتوں
فعلوں سے تو بھائی بندوں نے چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ بھی چڑیمار ہیں۔

لیکن محنت مزدوری کر کے اپنے بچے پالتے ہو۔ افسوس ناحق کبوتر سے کھانے کو مانگا۔ اس نے جانور ہو کر میرے لئے اپنی جان دیدی۔ میں جہنم کی آگ سے کس طرح بچ سکتا ہوں۔ ان خیالوں کے آلجھیڑے میں پھنسکر چڑیمار نے اس کبوتری کو نکال دیا۔ جال پھینکی۔ لاٹھی پنجرہ سب پھینک دیا۔ وہاں سے چلدیا۔ اور گیان ہونے سے کسی پہاڑ میں سنیاسی ہو کر تپ کرنے لگا کبوتری اپنے خاوند کو جلتا ہوا دیکھ کر بہت سراہی۔ واہ واہ تم بڑے سجن ہو۔ جو کام تم نے کیا۔ جوگیوں اور سنیاسیوں سے بھی ہونا محال تھا۔ پیارے میں بھی جاتی ہوں۔ یہ کہکر آگ میں کود پڑی۔ اور جل کر راکھ ہوگئی جلتے وقت عجب کرشمہ دکھائی پڑا۔ یعنی ایک بوان رتنوں سے جڑا آسمان سے اترا۔ کبوترا اس میں سوار ہوا۔ کبوتری بھی اس کے ہمراہ بوان میں ایٹھ میں بیٹھ گئی۔ اور اپنے خاوند کے ساتھ سورگ کو روانہ ہوئی

چڑیمار نے کبوترا اور کبوتری کو بوان پر سوار سرگ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ گیان ہو جانے سے ایسی عبادت کی۔ کہ ہوا پھانک پھانک کر نارائن جی کا سمرن کرنے لگا۔ ناگاہ اس صحرا میں خود بخود آگ لگ گئی جانور اور صحرائی درندے پرندے چرندے وغیرہ جل کر خاکستر ہو گئے چڑیمار بھی ایشور کے دھیان میں آگ میں جل گیا۔ اور سیدھا سورگ میں پہنچ گیا۔

اس لئے اے دھرم راج! پناہ میں آئے ہوئے شخص کو جو ستاتے یا مارتے ہیں۔ ان کا گناہ اشہت بھی کرنے سے دور نہیں ہوتا اور جو شرن آئے ہوئے کی مدد کرتے اور محافظ رہتے ہیں۔ وہ اس کبوتر کبوتری کی طرح سرگ میں آنند بھوگتے ہیں۔

## ادھیائے (۱۴۳)

## گناہوں کا کفارہ

**راجہ جدھشٹر**۔ پتاجی نادانستگی میں جو گناہ ہو جائے۔ اس کا کفارہ کیا ہے

**بھیشم جی**۔ پرانوں اور دھرم شاستروں میں بہت سی تدبیریں لکھی ہیں۔ ایک اتہاس سناتا ہوں۔ راجہ پریکھیت کے صاحبزادے راجہ جنمیجے جی سے برہم ہتیا ہو گئی تھی۔ اس لئے لوگوں نے کنارہ کشی اختیار کی۔ مصیبت زدہ راجہ جنگل کی خاک چھاننے لگا۔ ایک دن سونک رشی کے استھان پر گزر ہوا۔ سونک رشی کے استھان پر گذر ہوا۔ سونک رشی کے پتر اندروت رشی جی باہر ٹہل رہے تھے۔ جنمیجے ان کے قدموں پر گر پڑے

**اندروت رشی**۔ تم پر برہم ہتیا ہوا ہے۔ میرے پاس کیوں آئے صورت پر ہتیا برس رہی ہے۔

**راجہ** (ہاتھ جوڑ کر) برہمن اور عابد ہمیشہ میری مدد کیا کرتے ہیں۔ اس وقت بھی انہیں کی امداد درکار ہے۔ جیسے باپ اپنے نالایق بیٹے سے محبت ہی کرتا ہے۔ اگرچہ وہ نالائق ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے ہی آپ پتا کی طرح مجھ پر مہر کی نگاہ رکھیئے۔ آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔

**اندروت رشی**۔ راجن تمہارے منہ سے اس قدر بدبو آتی ہے۔ کہ ناک نہیں دی جاتی ہے۔ چہرہ مہیب ہو گیا۔ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اے راجہ یہاں سے چلے جاؤ۔

**راجہ**۔ نہیں مہاراج! آپ کے قدموں کے سایہ سے الگ نہیں ہو سکتا۔ جو ہونا ہو گا۔ سو ہو گا۔ مصیبت سے جان بچایئے۔ سوائے آپ کے اور کوئی دنیا میں اس مصیبت سے نجات دلانے والا نہیں۔

**اندروت رشی**۔ اچھا راجہ تم قسم کھاؤ۔ کہ اب کبھی ایسا نہ ہو گا۔ برہمن کو کبھی نہیں ماروں گا۔ بلکہ مقدور بھر برہمنوں کی پوجا کرتا رہوں گا۔

**راجہ**۔ (قدم چوم کر) قسم ہے۔ اپنے دھرم اور ایمان کی اب کبھی ایسا نہ ہو گا۔ ہمیشہ کے لئے برہمنوں کی پوجا اور عیت نوازی کا وطیرہ اختیار کروں گا

## اندوت رشی - جا کر تپ کرو. جگ - دان - وید خوانی - راست

گوئی والے انسان مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتے - تیرتھ اشنان کرنے والوں کو برہم ہتیا نہیں لگتی - دریائے سرستی کرکشیتر میں بہ رہا ہے - اس میں اشنان کرنے برہم ہتیا چھوٹ جاتی ہے - کیونکہ یہ تیرتھوں سے افضل شمار کیا گیا ہے - سرستی اور دکھ ونی دریاؤں کا جہاں سنگم ہو وہاں جا کر اشنان کر - ان تیرتھوں کا اشنان کرنے ویدوں کا پاٹھ کرنے سے عذاب سے چھوٹ جاتا - دل میں اس بات کا عہد کرلو - کہ ایسے گناہوں کا مرتکب نہ ہوگا - ہمیشہ دھرم کے کام کروں گا - اس سے بھی عذاب جاتا رہتا ہے - تپ کرنے والے کو کبھی پاپ نہیں ستاتا - اے راجہ! ایک سال اگن دیوتا کی اُپاسنا کرو - عصیاں سے مغفرت ہو گی جان مارنا کل گناہوں سے بڑھا ہوا ہے - اس لئے جس قدر جانیں اس کے ہاتھ سے ضائع ہوئی ہوں - اسی قدر جانیں موذی کے نیچے سے بچائے - تو ہی عذاب سے نجات مل سکتی ہے - اگھ مرشن نام وید کی رچا کا تین مرتبہ پاٹھ کر کے دریا میں غوطہ لگانے سے اشومیدھ جگ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا - منو جی مہاراج کا قول ہے - برہسپت جی نے دیوتاؤں سے فرمایا - کہ نادانستگی میں جو گناہ سرزد ہو جاتے - اس کا کفارہ توبہ ہے - توبہ کرنے سے تمام عذابوں سے نجات ہو جاتی ہے - تیرتھ اشنان کرنے سے پاپ نزدیک نہیں آتا - جس طرح کثیف پوشاک اُتار کر سفید اور سنہری پوشاک پہننے سے طبیعت فرحناک ہو جاتی ہے - اسی طرح تیرتھ برت جگ کرنے سے انسان گناہوں سے چھوٹ جاتا ہے -

اندوت رشی سے پرمعنی نصائح سُن کر راجہ جنمیجے نے اسی بن میں تپ کرنا شروع کیا - وید رچاؤں کو پڑھ کر پشکراج اور تیرتھوں میں اشنان کیا - کچھ دنوں کے بعد راجہ کے چہرے پر جلال آگیا - منہ پر نور برسنے لگا - غرضیکہ خوش خوش باجے بجاتا اپنے دار الحکومت میں آیا اور رعیت نوازی رعایا پروری میں مشغول ہوا - راجن دھرم پُتر!

ایسے عذابوں کا کفارہ تو یہی ہے۔ سچے دل سے پرمیشور کو یاد کر کے توبہ کرلے۔ تو نادانستگی میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ پرمیشور معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ انتریامی گھٹ گھٹ باسی ہے۔

# ادھیائے (۱۵۱)

## ایک مُردہ کی زندگی

**یدھشٹر** بھیشم پتامہ جی سے عرض کرتے ہیں۔ آپ جہاندیدہ اور گیانی مہاتما ہیں۔ آپ نے کبھی مُردہ کو زندہ ہوتے دیکھا ہے۔

**بھیشم پتامہ جی۔** نیمی شارکھ میں ایک برہمن کا لڑکا نہایت خوبصورت اپنے والدین کا چشم و چراغ تھا۔ یکایک ایک بیماری میں مبتلا ہو کر مرگیا۔ عزیز اقارب باپ چچا آہ و بکا کرتے ہوئے با دل حزیں لاش اٹھا کر مرگھٹ پر لے گئے۔ دل کی مامتا مانتی نہیں۔ چیخ چیخ کر رونے لگے۔ ایک گدھ ان کی حالت زار دیکھ پاس آیا۔ اور یوں گویا ہوا کہ کیسے اگیانی ہو۔ تم نہیں جانتے کہ بقا کسی کو نہیں۔ ایک دن سب کو مرنا ہے۔ رونے دھونے سے کوئی مُردہ زندہ ہو جائیگا۔ پھر کیوں مضطرب ہو کر جان کھوتے ہو۔ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ ناچار سب نے گھر کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک سیاہ فام گیدڑ سامنے آیا اور کہنے لگا۔ کہ تم کیسے بھولے بھالے نادان ہو۔ ارے اس گدھ کے کہنے سے اپنے لڑکے کو مرگھٹ میں تنہا چھوڑ کر گھر کا ارادہ کیا۔ بیٹے کی محبت دل سے دھو بہائی۔ ایسی کوئی تدبیر سوچو۔ کہ یہ زندہ ہو جائے۔ ورنہ یہاں کے تمام گدھ۔ کوّے چیل وغیرہ کھا جائیں گے پھر کچھ نہ ہوگا۔ گیدڑ کی باتوں سے انہوں نے جانا ملتوی رکھا۔ اور لاش کے پاس بیٹھ گئے۔ گدھ بولا۔ کیا یہ تمہارے کہنے سے زندہ ہو جائے گا۔ عقلمندوں کا دستور

نہیں۔ کہ مردے کے واسطے اِس قدر جان کھپی کریں۔ مُردے کے ساتھ تضیع اوقات کرنا ہی بے سود ہے۔ اپنے اپنے گھر کیوں نہیں جاتے۔ وہ سب پھر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اس طرف دیکھنے رہے۔ گیدڑ دوڑتا ہوا آیا۔ پاس آکر بولا۔ بڑے بے رحم ہو۔ جن کو بچے کی ذرا بھی محبت نہیں۔ ایسی گھڑی پھر ہاتھ نہ آئے گی۔ اس وقت جو کام کرو گے۔ سدھ ہو گا۔ کِسی رشی منی سے التجا کرو۔ انہیں سب طرح کی طاقت ہے۔ مُردے کو زندہ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ آبِ حیات پلا دیں گے۔ گیدڑ کی دلیلیں۔ تقریر سُنکر سبھوں نے مشورہ کیا۔ کہ رشی مُنی کی تلاش کرو شاید کام بنجاوے۔

گِدھ۔ بالکل سادے اور احمق ہو۔ احمقوں کی باتوں پر آجاتے ہو۔ ارے کہیں مُردہ بھی زندہ ہوتا ہے۔ جاؤ کہیں تپ کرو۔ جس سے تمہارے گناہ دُور ہوں۔ ایک نہ ایک دن تمہاری بھی یہی نوبت ہونے والی ہے۔ اپنے اپنے کرم سب کے ساتھ ہیں

گیدڑ۔ تم اس لالچی گدھ کے کہنے پر آجاتے ہو۔ تم کو ذرا بھی اولاد کا غم نہیں۔ تمہاری بھلائی کی تدبیر بتاتا ہوں۔ اس پر کاربند نہیں ہوتے اپنی اولاد کی الفت چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ اس بے وقوف اور مُردہ خور جانور کے کہنے میں آگئے۔ جاؤ تدبیر کرو۔ تدبیر سے انسان کو غافل نہ ہونا چاہیئے تدبیر کرنے والے کی ایشور مدد کرتا ہے۔

گِدھ۔ میری عمر ایک ہزار برس کی ہو چکی۔ آج تک دُنیا میں ایسا کوئی نہیں دکھائی دیا۔ جو مُردہ ہو کر زندہ ہو گیا ہو۔ جو پیدا ہوا۔ وہ مرا ضرور۔ اس گیدڑ کے کہنے کا تمہیں کیونکر اعتماد ہوا۔ پھر جیو مرتا نہیں۔ وہ تو اس جسم سے پرواز کر کے کسی دوسرے جسم میں پرویش کر گیا۔ اسکی زندگی کیونکر ممکن ہے۔ شام قریب ہے۔ مرگھٹ میں ٹھہرنا باعث نقصان ہے۔ پھر لوگوں کے دل اُچاٹ ہوئے۔ چاہا گھر پلٹ چلیں۔ گیدڑ نے دامن پکڑا۔ افسوس ایسی بے رحمی اور سنگدلی پر تدبیر بھی بتاتا ہوں۔ اور

تم کان نہیں دھرتے۔ اچھا میرے ساتھ چلو۔ لاش دیکھیں۔ اور تدبیریں سوچیں۔ شاید زندہ ہو جائے۔

یہ کہکر گیدڑ آگے ہو لیا۔ لاش کے پاس آیا۔ مُردے کا منہ کھول کر دیکھا۔ اور افسوس کرکے بولا۔ ہائے ہائے کیسے آدمی ہو۔ جن کو ذرا بھی محبت نہیں۔ تمہارے خاندان کا نام لیوا یہی بالک تھا۔ وہ اس طرح زمین پر پڑا ہو۔ اور تم کو ذرا درد نہ ہو۔ گھر میں چراغ روشن کون کریگا۔ پتروں کو پنڈ کون دیگا۔ تم نہیں جانتے۔ کہ رام چندر جی نے سمبک شودر کے لڑکے کو زندہ کر دیا تھا۔ اسی طرح مہارشی سویت جی نے اپنا بالک کو زندہ کیا۔ پس تعجب نہیں۔ کہ اگر کبھی رشی یا منی کو تمہاری حالت پر رحم آجاوے۔ تو تمہارا لڑکا جی اٹھے۔ یہ سنکر سب کے دل بھر آئے۔ اور لڑکے کا سر گود میں رکھکر رونے لگے۔ گدھ یہ آہ و بکا سنکر بولا۔ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ارے کہیں مُردے بھی جی اٹھتے ہیں۔ جب دم نکل گیا تو لاش مٹی کے برابر ہے۔ ایک انجان نابالغ لڑکا بھی ایسی باتیں کریگا۔ جیسی تم کر رہے ہو۔ اس کی عمر اتنی ہی تھی۔ صبر کرو۔ رونے دھونے سے کوئی نتیجہ نکلنے کا نہیں۔ تم کو بھی ایک دن یہی پیش آنا ہے۔

گدھ کی باتیں سنکر سب اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور گھر کی طرف منہ کیا۔ گیدڑ بولا۔ تم پر میرا کہنا کارگر نہیں ہوتا۔ لاکھ سمجھاتا ہوں۔ سمجھتے ہی نہیں۔ تھوڑی عقل ہے۔ طبیعت میں یکسوئی نام کو نہیں۔ گدھ کی باتوں پہ جاتے ہو۔

القصہ وہ لوگ عجیب کشمکش میں تھے۔ گدھ اور گیدڑ کے مباحثے نے ناک میں دم کر دیا تھا۔ گوشش در میں کھینچے تھے۔ حیران و ششدر ہو کر دونوں کی باتیں چپ چاپ سن رہے تھے۔ اتنے میں سری شیو جی نے سب کو درشن دیئے۔ سنبھول نے زمین چومی۔ اور مؤدب ہو کر دست بستہ عرض رساں ہوئے۔ مہاراج ہمارے خاندان کا نام لیوا صرف یہی بالک ہے۔ اس کے مرنے سے چراغ گل ہو گیا گھر پر

تباہی آگئی۔ پتر ناش ہوگئے۔ اب کوئی شہزادہ ترپن کرنے والا باقی نہیں جو تمہارے بعد پتر دان کریگے

**شیوجی**۔ تمہاری اضطراری اور بیقراری نے بے چین کردیا۔ اسی لئے آیا ہوں۔ کہ تمہارے بچے کو زندہ کردوں۔ جاؤ تمہارا لڑکا تم کو بخشا۔ سو برس کی عمر ہوگی۔

شیوجی مہاراج بردان دے کر نظروں سے غائب ہوگئے۔ اور وہ مرا ہوا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ باپ چچا کے قدم چومے۔ ہنسی خوشی گھر آئے اور بہت بڑا اتساہ کیا۔ اس کتھا کو جو کوئی سُنیگا۔ کسی قسم کا رنج پاس نہ پھٹکنے پا دیگا۔

# ادھیائے (۱۵)

## راجہ جھکندا اور جمدگن کا مکالمہ

جدھشٹر جی مستفسر ہیں۔ جگ پر انچت کے سُننے کی تمنا ہے۔ مہربانی فرماکر خلاصہ کیفیت بیان فرمایئے

بھیشم جی نے فرمایا۔ کہ جگ اور دان کرنا راجاؤں کا عین فرض ہے۔ اور برہمنوں کے لئے تعلیم کے وسائل قائم کرنا بھی امر ضروری خیال کیا جاتا ہے جس کے پاس کفاف عیال و اطفال تین سال یا اس سے زائد بھی موجود ہوں۔ اُس جگ میں دکشنا لینا آبحیات کی مثال حال ہے۔

اگر برہمن کے پاس مال دھن ہو۔ تو بشرط ضرورت راجہ اس سے لے کر صرف کرسکتا ہے۔ چھتری ویش کی کمائی بھی جگ میں لگا سکتا ہے شودر کا دھن ممنوع ہے۔ اگر برہمن ویدخواں مفلس ہو۔ تو راجہ پر اس پر اس کی امداد واجب ہے۔ اگر برہمن وید کا عالم ہو کر بھوکا رہے۔ تو راجہ کو عذاب ہوگا۔ برہمن کے سامنے دل دُکھانے والے کلمات نہ کہے

بلکہ دل خوش کن باتیں کرے۔ کیونکہ عارف برہمن مجازی دیوتا تصور کیا گیا ہے۔ وید منتروں سے نابلد برہمن سنسکار رنہ کی ہوئی اگنی میں ہوتی دینے والا آتش دوزخ کا مستحق ہے۔ لہذا باقاعدہ وید منتروں سے آگ کو روشن کرے۔ اور علم وید کے عالم سے جگ کرانا چاہئیے۔ جگ بغیر خیرات نتیجہ خیز نہیں۔ جو برہمن ایک رات ادنیٰ درجے کے آدمیوں کے ساتھ مکان میں رہے۔ وہ ایسا گنہگار ہوتا ہے۔ کہ تین برس تک برت رکھنے سے اس کا کفارہ نہیں ہوتا۔ مستورات اکثر شادی بیاہ میں بڑے بڑے بزرگوں اور مرشدوں کی شان میں مضحکہ آمیز کلمات بولتی ہیں۔ ان سے عذاب نہیں ملتا۔ بدکردار لوگوں سے لینا اور بدنام خاندان سے اچھی عورت کا لینا بھی اصلاً جائز ہے۔ سونا اور برہمن کا مال چرانا عذاب عظیم ہے۔ مے نوشی اور برہمن سے ہم آغوشی بہت جلد دھرم سے گرا دیتی ہے۔

مے نوشی کا کفارہ یہ ہے۔ کہ شراب کو گرم کرکے پئے۔ اگر اس کے پینے سے مر جائے۔ تو جہنم کی آگ سے چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ برہم ہتیا کا کفارہ ایسا لکھا ہے۔ کہ اظہار گناہ کرکے بارہ برس تک ریاضت اور عبادت کرے۔ تو اس گناہ سے بری ہو جائے۔ بدکار عورت کا قاتل دو برس تک عبادت کرے۔ تو اس گناہ سے بری ہو جاتا ہے۔ ایک بیل اور ہزار گوئیں خیرات کرنے سے برہم ہتیا سے چھوٹ جاتا ہے اور بیوہ کے مارنے کا عذاب ایک بیل اور سو گھوڑے دان کرنے سے زائل ہو جاتا ہے۔ جو لڑکا اپنے ماں باپ اور گورو وغیرہ بزرگوں سے رنج بحث کرے۔ وہ مردود خلائق ہوتا ہے۔ اگر عورت بدچلنی کرے۔ تو اسکو قید کرکے صرف کھانا کپڑا دینا چاہئیے۔ جو برہمنی اپنے برہمن خاوند کو چھوڑ کر نیچ قوم سے مباشرت کرے۔ اس کو راجہ میدان میں کتوں سے نچوا کر قتل کرے۔ اور اس یار کو گرم لوہے کے بستر پر سلا کر ہلاک کرے۔ اور چاروں طرف سے لکڑیاں جمع کرکے جلا دے۔ تو بھی غلط

نہیں ہوتا۔ اگر چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی سے پہلے اپنی شادی کرے اور جس کا عقد وید کے قاعدے کے خلاف ہو۔ وہ زوجہ سمیت پتت ہو جائے۔ ایسے اشخاص ایک ماہ تک چاندرائن برت کرنے سے پاک ہوتے ہیں۔ اور چھوٹا بھائی اپنی زوجہ منکوحہ کو اپنے بڑے بھائی کے سپرد کر دے۔ اور بڑا بھائی پھر اپنے چھوٹے بھائی کو اس کی زوجہ واپس کر دے۔ اس طرح دونوں بھائی پاپ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ کتا مرغا۔ سؤر اور آدمی جو غلیظ اور گوشت کھانے والے کہلاتے ہیں یہ سب ممنوع شمار کئے جاتے ہیں۔ جو برہمن شراب خور کی بو سونگھے وہ تین یوم تک گرم پانی اور تین یوم گرم دودھ اور تین یوم صرف ہوا کھا کر بسر کرے۔ تو پاک ہو جائے۔ لیکن پرائشچت اس بُرے کام کا ہوتا ہے۔ جو نادانستگی سے سرزد ہو۔

# اُدھیائے (۱۶)

## تلوار کی پیدائش

بھیشم پاتن جی نے راجہ جنمیجے سے فرمایا۔ کہ جب بھیشم جی کفارہ کا خلاصہ بیان فرما چکے۔ تب نکل نے بھیشم پتامہ سے سوال کیا۔ کہ مہاراج کُل آلات حرب میں تلوار کی بزرگی مسلم خیال کی گئی۔ چنانچہ میری تلوار نہایت تیز دم ہے۔ اور تیر و کمان کی توقیر اس وجہ سے ہے۔ کہ دشمن کی دور ہی سے خبر لیتی ہے۔ معرکہ جدال میں چاروں طرف سے دشمنوں سے بچانے کی تلوار میں طاقت ہے۔ گرز شکتی۔ ترسول وغیرہ استعمال کرنے والوں پر تیغ زن کیونکر فتحیاب ہے۔ بھیشم جی نے خوش ہو کر فرمایا کہ مادری پتر نکل۔ تم نے اچھا سوال کیا۔ بہادران معرکہ رزم کو اس کا علم ضرور ہونا چاہیے۔ کہ کون ہتھیار کس کام آتا ہے۔ اور کس نے

اسے پیدا کیا۔ تیغ ہندی مشہور ہے۔ اس کی کیفیت تم کو سناتا ہوں۔ ابتدائے ایجاد عالم کے وقت جبکہ صرف عالم آب تھا۔ خلائق عالم نے پہلے برہما جی کو پیدا کیا۔ اور برہما جی نے سپت رشی یعنی مرتیچ۔ اترے۔ انگرا۔ پلست پلہہ۔ کرتو۔ بشسٹ کو پیدا کیا۔ اور بھگوان شیو جی اور پرا چیتس۔ دکش اور سب دیوتا دانو جیو اور چار قسم کے جاندار یعنی انڈج (جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں) اور اُدبھج (یعنی نباتات سے پیدا ہونے والے) جرائج (شکم سے مثل انسان وغیرہ کے مخلوق) سویدج (پسینے سے پیدا ہونے والے) استھاور جنگم ۱۲ سورج۔ آٹھ بسو۔ گیارہ ردر۔ سادھو گن۔ مرد گن۔ اسونی کمار۔ بھرگو۔ کشیپ۔ بشسٹ۔ گوتم۔ کوزے رشی۔ نارد۔ پربت۔ بال کھلی رشی۔ پربھاس۔ سکت وغیرہ رشی پیدا کئے۔ دیوتاؤں اور راچھسوں میں باہم دشمنی پیدا ہو گئی۔ اور برہما جی کی عدول حکمی کرنے لگے۔ ہرن کشیپ۔ ہرناکس۔ بروچن سنبر۔ ربت پرہلاد۔ نمچ بل وغیرہ راچھسوں نے دھرم کے جادے کو چھوڑ دیا۔ اور گمراہی پر کمر باندھی۔ تب برہما جی معہ رشیوں کے سمیر پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے۔ لہلہاتے ہوئے سبزہ زار سے آنکھوں کو طراوت دل کو فرحت پہنچتی تھی۔ رنگا رنگ پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا تھا۔ آبشاروں کا خوشگوار اور لطیف پانی آبحیات سے کم نہ تھا۔ برہما جی ایسے بہار افزا مقام کو پسند کر کے وہاں جگ اور تپ کرنے لگے۔

رشی منی بھی عبادت میں مشغول تھے۔ ایک روز رشیوں نے برہما جی سے راچھسوں کی شکایت کی۔ کہ وہ جگ میں ہم کو ستاتے ہیں۔ برہما جی کو رحم آیا۔ اپنا روپ ایسا دھارن کیا۔ کہ جس کے دیکھنے کی دیوتوں کو تو کیا۔ دیوتاؤں کو تاب نہ تھی۔ جسم کیا تھا۔ سلسلہ کوہ تھا۔ بڑے بڑے تیز دانت ایسے کہ اجل بھی دیکھ کر ڈر جاتی۔ لمبے لمبے ہاتھ پاؤں درختوں کی ٹہنیوں کو شرماتے تھے۔ چہرے پر ایسا نور تھا۔ گویا ہزاروں آفتاب یک جا ہو گئے۔ فرشتوں کو بھی اس نظارے کی تاب نہ تھی۔

برہما جی کے پُر نور جلال سے تمام کو مسمار سوز ہو گیا۔ درختوں کی ٹہنیاں اور پتے جل کر خاک ہو گئے۔ زمین کو زلزلہ اور سمندروں کو تلاطم ہو گیا۔ آندھی کے جھگڑوں سے طوفان برپا تھا۔ شہاب ثاقب سے کرۂ آسمان پر ہو گیا۔ رشیوں اور منیوں پر سکتے کا عالم تھا۔ یہ حالت دیکھ کر برہما جی نے ان سب کو ڈھارس دینا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سروپ مہادیو جی کی آگیا سے دھارن کیا گیا ہے۔ کہ دیوتاؤں پر ہیبت طاری ہو۔ پھر وہ نور مشتعل ہو کر تیز دھار والی تلوار بن گیا۔ رشیوں کے سامنے وہ تلوار سری برہما جی نے شیو جی کی نذر کی۔ شیو جی تلوار لیکر نمودار ہوئے۔ قد و قامت نہایت بہیم و شحیم نیلگوں چہرہ دونوں آنکھیں کنول کی طرح کھلی ہوئی۔ پیشانی پر ایک آنکھ مثل آفتاب کے منور تھی۔ جبین پاک پُر جلال۔ جٹا ہیں گنگا جی پشت پر زم مرگ چھالا پڑا ہوا وہی تیغ آبدار شعلہ جوالہ کی طرح گھماتے دوسرے ہاتھ سے ترسول چمکاتے نمودار ہوئے۔ اس مہا کال روپ کے دیکھنے سے دیتوں کا زہرہ آب ہوتا تھا۔ ان کے ہیبت ناک نعرے سے جلاد فلک الاماں پکارا۔ بہادر راچھس اور دیت اپنی سینا لئے ہوئے مقابلے پر آئے۔ ایسی ہیبت شکل دیکھتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے شیو جی نے ہزاروں کو گھائل لاکھوں لقمۂ اجل بنایا۔ کچھ بھاگ گئے۔ کچھ خوف سے سمندر اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ شیو جی مظفر و منصور ہو کر بشن بھگوان کے پاس گئے۔ اور اپنی تلوار ان کی نذر کی۔ دیوتاؤں نے دید منتروں سے بشن جی اور شیو جی کی استتی کی۔ وہی تلوار بشن جی نے مرتیچ کو دنیا کی حفاظت کے واسطے عنایت فرمائی۔ مرتیچ نے مہرشیوں کو بخشی۔ انہوں نے دیوتاؤں کے راجہ اندر جی کے سپرد کی۔ اندر نے لوکپالوں کو انہوں نے سورج کے لڑکے منو جی کو اور منو جی نے بغرض سزا دہی بدکرداروں کے راجہ کشب کو دیدی۔ راجہ کشب سے راجہ اکشواک نے پائی۔ ان سے راجہ پرورواسکے ہاتھ آئی

پرودرواسے ایوان سے نہک۔ ان سے جماتت۔ ان سے پرد۔ ان سے اموریت رئیس۔ ان سے ایھوم جشن۔ ان سے بھرتا۔ ان سے ایل بل ان سے دھنوردھرداس سے کامبوج۔ ان سے مچکند۔ ان سے مرت ان سے یونا۔ ان سے ریوت۔ ان سے راجہ رگھو۔ ان سے ہری ناسو ان سے شونک۔ ان سے اوشی نر۔ ان سے بھادوکبھوج جابر وبیتی راجہ کے یکے بعد دیگرے ہاتھ آئی۔ راجہ بھوج سے راجہ شوسی۔ ان سے برتن بیر۔ ان سے آشناک۔ ان سے پھرسنادسو۔ ان سے بھردواج رشی۔ ان کے درونا چارج۔ ان سے کرپا چارج کو ملی۔ اور کرپاچارج نے تم پانڈوؤں کو مرحمت کی۔ اسے نکل۔ اسی طرح یہ تلوار تم کو دستیاب ہوئی۔ اس تلوار کا نکشتر کرتکاہی دیوتا اگنی روہنی گوتر جگت رودرجی اس کے استاد گرامی ہیں۔ اب میں کے آٹھ نام جن کا اظہار ابھی تک نہیں ہوا۔ سناتا ہوں۔ ورالدو دشمن کش، تیکش دھار۔ کھرگ۔ بشن سن اسے۔ دھرم پال۔ نجے۔ سری گربھ۔ اے مادری کے فرزند یہ تلوار اسلحوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شیوجی مہاراج نے اسکو پیدا کیا۔ راجہ پرتھو نے کمان بنائی۔ اسے راجہ نے زمین سے جڑی بوٹیاں۔ اناج۔ ترکاری اور ہزارہا قسم کے درخت پیدا کئے۔ راجہ پرتھو نے زمین کو ہموار کیا۔ تلوار کی پیدائش کا حال سن چکے۔ اس کی پرستش جنگی بہادروں پر واجب کی گئی۔ تم بھی اس کی پرستش کیا کرو۔ اس عالم میں تمہارا نیک نام انجام بخیر ہوگا۔ اور مرنے پر سورگ دھام ہاتھ آئیگا۔

# ادھیائے (۱۶۷)

## پانڈوؤں کا مکالمہ ارتھ و دھرم و کام و موکش کا مباحثہ

بھیشم پائن جی فرماتے ہیں۔ کہ جب راجہ جدھشٹر بھیشم جی کی پر مغز تقریر سنکر اپنے قیام گاہ پر واپس آئے۔ تو کھانے پینے سے فارغ ہوکر اپنے بزرگ چچا وِدُر جی سے ملتمس ہوئے۔ کہ اسے سراپا خیر بھیشم جی کی نصائح سے دِل سیر نہیں ہوتا۔ دنیاداروں میں کوئی ایسا عالم ہمہ دان نہیں۔ جو ویدوں اور شاستروں کے رموز میں کمال رکھتا ہو۔ وِدُر جی نے بھی بھیشم جی کی بہت تعریف کی۔ راجہ جدھشٹر۔ وِدُر جی اور اپنے چاروں بھائیوں سے مخاطب ہیں۔ کہ کام کرودھ۔ لوبھ سے بچنے کے لئے کن طریقوں پر عمل درآمد رکھے۔ کہ ان سے نجات ہو۔

**وِدُر جی**۔ (۱) شاستر پڑھنا۔
(۲) تپ کرنا
(۳) دان یعنی خیرات کرنا
(۴) جگ کرنا۔
(۵) حلیم ہونا۔
(۶) بدخلقی سے پرحذر رہونا
(۷) سچ بولنا
(۸) خواہشات نفسانی سے گریز رکھنا۔
(۹) گناہوں کی مغفرت کرنا۔
(۱۰) رحمدل ہونا۔

یہ دس اوصاف ایسے ہیں۔ کہ جن سے انسان بہرہ ور ہوکر صاحب کمال ہو جاتا ہے۔ اپنے نفس پر قابو پانے سے اس قدر طاقت ہو جاتی ہے کہ اس سے سوائے کار خیر کے بدکام سرزد نہیں ہوتے۔ یہی باتیں جوگیوں اور منیشوروں میں ہوتی ہیں۔ دیوتاؤں کی فضیلت بھی انہیں امور سے ہوئی ہے۔ میں اپنی سمجھ کے موافق کہتا ہوں۔ کہ دھرم کے فضائل سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ارتھ کا رتبہ اس سے کم ہے۔ کام یعنی نفس امارہ کا مطیع ہو جانا نہایت ربوں خیال کیا گیا ہے۔

ودرجی کی دلپسند تقریر سنکر ارجن نے سلسلہ تقریر کو یوں چھیڑا
ارجن - میرے خیال میں ارتھ سب سے بڑھ کر ہے۔ وید میں لکھا ہے
کہ بغیر ارتھ کے دھرم اور کام نہیں ہوتے - ارتھ ہی کی وجہ اچھے اچھے جگ
اور تپ ہوتے ہیں - اور جگ پورے ہو جانے پر کام یعنی دنیاوی خواہشات
کا لطف نصیب ہوتا ہے - برہم چاری اور سنیاسی بغیر ارتھ کے اپنا ریاضت پورا نہیں
کر سکتے - کیونکہ کسی کو دھوکا یا لالچ ہے - کوئی بہشت کی تمنا میں سر دھنتا ہے
جو ارتھ سے نابلد ہے - اُس کا کوئی ارتھ مطلب حل نہیں ہوتا -
نکل وسہدیو - مہاراج دنیا میں لوگ دولت کی تمنا میں خاک چھانتے
پھرتے ہیں - ریاضت کرتے ہیں - پوجا پاٹ میں دل لگاتے ہیں - تب کہیں
دولت ہاتھ آتی ہے - ظاہر ہوا - کہ ارتھ دھرم سے ملا ہوا ہے - اور دھرم ارتھ
سے پہلے دھرم کرے - پھر ارتھ کا پابند ہو - اس کے بعد کام یعنی خواہشات
نفسانی پر قابو ہو -
بھیم سین - میری دانست میں کام یعنی خواہشات نفسانی سب پر
فوق لے گئی ہیں - کام کے ڈر سے رشی پھل پھول آہار کر کے شانت چت رہتے
ہیں - برہمن - چھتری - ویش کوئی ایسا نہیں جنہیں کام یعنی راحت و آرام کی
تمنا نہ ہو - کام ہی کی بدولت ویش لوگ زراعت کرتے ہیں - تجارت اور روزگار
سے خاندان کی پرورش کرتے ہیں - کام ہی کی وجہ سے لوگ سمندر کے اندر
سے موتی نکالتے ہیں - میری سمجھ میں کام کا رتبہ سب سے اعلےٰ ہے - جس
دہی سے مکھن اور پھولوں سے شہد اور تلوں سے تیل نکلتا ہے - اسی طرح
دھرم ارتھ سے کام کی پیدائش ہے - آپ بھی کام کے بس میں ہیں - کیونکہ
اچھی اچھی پوشاک اور زیور پہنکر خوبصورت عورتوں سے مباشرت کرتے ہیں
راجہ اور برہمن کی نظروں میں سب سے افضل گنا جاتا ہے -
راجہ جدھشٹر - جو انسان ارتھ دھرم کام میں دل نہیں لگاتا - وہ
سکھ دکھ کو یکساں سمجھتا ہے - اور رنج اور راحت کا پابند ہے - اسے مکتی نہیں
ہوتی - وید کے عالم مکتی کے سوا اور کچھ بھی نہیں چاہتے - میری سمجھ میں -

پن پاپ دونوں ہیچ ہیں جن کا دل سکھ اور دُکھ کی طرف مائل نہیں ہوتا
وہ پرماتما مل جائیں گے
راجہ جدھشٹر کی گہر بار تقریر سنکر ودُر جی بھیم - ارجن - نکل اور سہدیو بہت معترف ہوئے - اور ان کی شان میں احسنت و مرحبا کی آواز بلند ہوئی - راجہ جدھشٹر نے بھی چاروں بھائیوں کی بڑائی کی - اور بھیشم پتامہ جی کے پاس گئے - اور دھرم کی باتیں ہونے لگیں ❖

# اَدھیائے (۱۸)
# گوتم برہمن اور راج دھرماں بگلے کی داستان

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ جی سے پوچھتے ہیں کہ کون لوگ قابل دوستی ہیں - اور کن لوگوں کی صحبت سے عزت میں بٹہ لگتا ہے -
بھیشم جی - دھرم راج ! حسد ی - بد افعال نفس امارہ کا پیرو دروغگوئی - غیبت کرنے والے - باپ ماں کا حکم نہ ماننے والے - گرو کی عورتوں کو نگاہ بد سے دیکھنے والا بے شرم عیاش - شاستر کے احکام کا مخالف - دیوتاؤں سے منحرف - سخت دل - بدمزاج - کوربا طن - سنجی - خیاط لوگوں سے ناراض رہنے والا - یہ لوگ مطعون خلائق ہوتے ہیں - ان سے بہبودی کی امید نہ رکھنی چاہیئے - جو انسان اپنے دوست کا دشمن ہے یا اپنے فائدے کے لئے دوست کو نقصان پہنچائے - ایسے آدمیوں کو دور ہی سے سلام کریں - اور جو عالی خاندان شیریں زبان عقلمند فہیم خوبصورت عالم جفاکش - نشیب و فراز سے واقف راستگو - مدبر - شاستر کے احکام کا پابند ہو - ایسے لوگوں کی مدد کرنا راجاؤں پر لازمی ہے - ان

کی خبر گیری کرنا۔ اور ان کو گئت دان دینا۔ ثواب عظیم خیال کیا جاتا ہے۔ قابل عزت ایسے ہی لوگ ہیں۔ جو تندرستی اور مصیبت میں دوست کے کام آتے ہیں۔ (دوست آں باشد کہ گیر دوست دوست در پریشان حالی و درماندگی) آفریں ہے۔ ایسے دوست پر جو دوست کے کام کو اپنی جان سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ راجن! کنول پر دوسرا رنگ نہیں چڑھتا۔ اسی طرح جو وفادار دوست ہے۔ اس کی نبت نہیں چھوٹتی۔ اگرچہ وہ غریب بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر دوستوں اور عورتوں پر غصہ۔ حسد۔ ڈاہ کبھی نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی جگہ دل میں رکھنی چاہیئے۔ ایک وفادار دوست کا قصہ بیان کرتا ہوں۔ سنو:۔

بھرت کھنڈ میں مگادھ دیش نام شہر بارونق اور نہایت وسیع تھا۔ وہاں ایک برہمن رہتا تھا۔ جس کا نام گوتم تھا۔ بھیک مانگ مانگ کر بسر اوقات کیا کرتا تھا۔ ایک روز شہر میں اسے کچھ نہ ملا۔ کسی گاؤں میں گیا۔ ایک شکاری دسپسو کے مکان پر پہنچا۔ اور بھیک مانگنا شروع کی۔ دسپسو دولتمند شخص تھا۔ برہمنوں کی عزت اور تواضع کرنا اس کا دستور تھا۔ چنانچہ عادت کے موافق گوتم برہمن کا ہاتھ پکڑے نہایت عزت کے ساتھ مکان میں لے گیا۔ اور دعوت و ضیافت کرکے اس سے کہا۔ کہ آپ اپنا استھان میرے ہی مکان پر بنائیے۔ یہ کہکر ایک بہت اچھا کمرہ خالی کر دیا۔ اور گوتم برہمن اس میں رہنے لگا۔ ایک نوجوان کنیز خدمت کے لئے مقرر کر دی۔ دسپسو شکاری کا نمک کھاکر گوتم برہمن بھی شکاری ہو گیا۔ روز مرہ شکار کو جاتا۔ اور ہنس۔ کبوتر۔ مرغابی وغیرہ جانوروں کو مار کر لاتا۔ کباب لگاکر مزے ذائقے سے چکھتا۔ اور اس نوجوان کنیز سے مباشرت کرتا۔ ایک روز جانوروں کا شکار کئے ہوئے جنگل سے آتا تھا۔ کہ گوتم برہمن کی تلاش میں اس کے گاؤں کا ایک برہمن بھی راستے سے نکلا۔ جدھر سے گوتم جاتا تھا۔ گوتم برہمن سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اسے پہچانا۔ اور گوتم سے بولا۔ برہمن ہوکر بدمعاش کی صورت اختیار کی۔ جان مارنا کب سے سیکھا ہے۔ ایسے کام کرنے شروع

کر دیئے۔ جو ملیچھ کرتے ہیں۔ گوتم برہمن نہایت پشیمان ہؤا۔ جواب تو کچھ نہ دیا۔ لیکن اپنے ہمراہ بستر پر لایا۔ گوتم برہمن نے بہت اصرار کیا۔ کہ کچھ بھوجن کرے۔ مگر اس نے اس کے یہاں کھانا گوارا نہ کیا۔ اور رات تو جوں توں کاٹی۔ صبح ہوتے ہی گوتم کے گھر سے چلدیا۔ حسب دستور گوتم بھی صبح اُٹھ کر شکار کے لئے جنگل کی طرف چلا۔ ایک برگد کے درخت پر بہت سے جانور بیٹھے ہوئے میٹھی بولی بول رہے تھے۔ گوتم برہمن درخت کے نیچے بیٹھ گیا جانوروں پر نظر دوڑائی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ یکشٹی جس کا چہرہ انسان سے مشابہ ہے۔ جو دریاؤں اور پہاڑوں میں اکثر ملتا ہے۔ دکھائی دیا۔ وہ جانور اسے پسند آیا۔ اسکو پکڑنے کی تدبیریں سوچیں۔ مگر کوئی گرفت ایسی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ وہ جانور اس کے ہاتھ آجاتا۔ اسی اُدھیڑ بن میں تھا۔ کہ ٹھنڈے ہوا کے جھونکوں سے اس پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور میٹھی نیند سو گیا۔ اتنے میں شام ہوگئی۔ گوتم کی آنکھ کھلی۔ کیا دیکھتا ہے کہ کشپ جی کا پُتر برہما جی کا پیارا جسکا نام بگلا جس کو راج دھرماں بھی کہتے ہیں۔ زیور پہنے ہوئے گوتم کے پاس کھڑا ہے۔ گوتم سے مخاطب ہوکر عرض کی کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ ہم آپ کی پوجا کریں گے۔ یہ کہکر اس بگلے نے خوشبودار پھولوں کی مالا گوتم برہمن کے گلے میں پہنائی۔ اور اس کی پوجن کی بھوجن کرایا۔ گوتم اس جانور کی آؤ بھگت دیکھ کر سخت متحیر ہؤا۔ بگلے نے گوتم کا نام اور اس کا گوتر دریافت کیا۔ گوتم نے نام بتا دیا۔ مگر گوتر کے بتانے میں چالاکی کی۔ یعنی دوسری باتوں میں اس کو لگا دیا۔ جانور نے جہانتک ہوسکا۔ اس کی خاطرداری اور مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ بازم گدگدے فرش پر گوتم کو سلایا۔ سویرا ہؤا۔ برہمن کی آنکھ کھلی بگلا سرہانے کھڑا تھا۔ بولا۔ کہ برہمن دیوتا۔ تمہاری کثیف حالت ہے۔ زر سے تنگدست ہو۔ میں تمہیں تدبیر بتاتا ہوں۔ راجہ بروپاکش سے ملاقات کرو۔ اس زمانے میں اس کا دم غنیمت ہے۔ جو کچھ دے۔ وہ کم ہے۔ برہمن اٹھکر سیدھا بروپاکش کے گھر گیا۔

راجہ اپنے نام کا تھا۔ واقعی فیاضی اور سخاوت میں لیگانہ تھا۔ گوتم برہمن کی خوب آؤبھگت کی۔ اتفاق سے دوسرے دن تک پورنماشی برہم بھوج تھا۔ ایک ہزار برہمن کو نیوتے گئے تھے۔ اس کے ساتھ گوتم نے بھی لذیذ کھانے کھائے۔ اور برہمنوں کو راجہ نے دکشنا دے کر رخصت کر دیا۔ مگر گوتم برہمن کا وقار راجہ کی نگاہوں میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ ان کے ایک دوست کا بھیجا ہوا تھا۔ پانچ دن اپنے یہاں رکھا۔ خوب ضیافت کی۔ چھٹے دن بہت سا سونا۔ طرح طرح کے مرصع زیور اور ملبوس زرتار برہمن کو نذر کر کے رخصت کیا۔ جب برہمن اپنے بستر پر آیا۔ راج دھرماں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ برہمن نے کل کیفیت مو بمو بیان کی۔ اور کہا کہ آپ کے طفیل سے اتنی دولت ہاتھ آئی۔ مگر آپ سے اور اس سے دوستی نہ ہوتی۔ تو وہ کاہے کو ہمیں پوچھتا۔ مگر اس بدطینت برہمن کا دل راج دھرماں کی طرف سے صاف نہ تھا۔ بلکہ موقعہ کا منتظر تھا کہ کسی طرح راج دھرماں ہاتھ چڑھ جاتا۔ تو آگ میں جلا کر اس کے کباب کھاتا۔ راج دھرماں باستور اس کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ اور اپنے پروں سے ہوا دیتا رہا۔ رات کو زمین پر گدے سے قالین پر سلا رہا۔ مگر گوتم تاک میں تھا۔ کہ ذرا چونکے اور میں اسے اپنے وَش میں لاؤں۔ اس میں گوشت بہت ہے۔ اس کے کباب سے راستہ کٹ جائے گا۔ غرض راج دھرماں اس کے ہاتھ چڑھ گیا۔ جھٹ پٹ اس کے پر نوچ ڈالے۔ اور آگ میں بھون کر کباب لگائے۔ صبح ہوتے ہی گھر کا راستہ لیا۔ ادھر راجہ برو پاکش کے پاس راج دھرماں کی بلاناغہ آمد و رفت رہا کرتی تھی۔ جب راج دھرماں نہیں گیا۔ تب اس نے راجکمار کو بھیجا۔ کہ جا کر بلا لائے۔ راجکمار چاروں طرف تلاشی ہوا۔ مگر راج دھرماں کا کہیں سراغ نہ پایا۔ بے نیل مرام واپس آیا۔ راجہ بروپاکش نہایت غمگین ہوا۔ اور حال زار پر تاسف کر کے بولا۔ کہ وہ برہمن بڑا شقی القلب بدطینت آدمی تھا۔ غالباً اس نے میرے دوست راج دھرماں کو مار ڈالا ہوگا۔ تم جاؤ

اور اس کا سراغ لگاؤ۔ اگر اس ظالم برہمن نے اُسے قتل کیا ہو۔ تو فوراً اسے گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ۔ چنانچہ راجکمار کچھ فوج جرار لے کر چل نکلا جن میں قوی ہیکل پہلتن مہیب صورت ہیبت ناک راچھس تھے۔ اور راجہ بروپاکش راچھسوں کا راجہ بھی تھا۔ غرضیکہ راجکمار راج دھرماں کا سراغ لگاتا ہوا۔ اس کا مکان پر وارد ہوا۔ جہاں اس کے پر نوچے ہوئے پڑے تھے۔ غضبناک ہو کر گوتم کا تعاقب کیا۔ کچھ دور جاکر اسے گرفتار کیا۔ تلاشی لی۔ تو اس کے پاس راج دھرماں کے کباب نکلے۔ راجکمار زدوکوب کرتا ہوا گوتم برہمن کو لے کر بروپاکش کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور مفصل کیفیت بیان کی۔ بروپاکش اپنے دوست کے کباب بنے ہوئے دیکھ کر نہایت ملول ہوا۔ حاضرین دربار نے آنسو بہائے۔ راجہ بروپاکش مارے غصے کے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں راجکمار کو اجازت دی۔ کہ ابھی اس ملعون کا سر کاٹ لو۔ راجکمار نے حکم کی تعمیل کی۔ اور لالچی برہمن کی تکا بوٹی کر کے راچھسوں کو حکم دیا۔ کہ اس کے گوشت کو کچا کھا لو۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ کہ اگرچہ ہم مردم خور ہیں۔ مگر ایسے بدکار بنو اس کھاتی کا گوشت ہمارے مذہب میں کھانا ممنوع ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کی بوٹیاں چیل کوؤں کو کھلا دی جاویں۔ اتنی کتھا کہکر بھیشم جی بولے۔ کہ اے راجن ایسے لوگ محسن کش کہلاتے ہیں۔ اور اپنے خاندان کو بٹہ لگاتے ہیں۔ ایسے بد طینت ناسزا انسان سے جو اپنے محسنوں اور دوستوں کی جان کے گاہک ہیں۔ ہمیشہ دور ہی رہنا چاہیئے۔

## ادھیائے (۱۹)

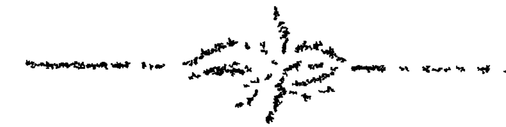
## گوتم برہمن اور راج دھرماں کی دوبارہ زندگی

اتنا کہکر پھر بھیشم جی نے گوتم برہمن کا قصہ چھیڑا۔ راجہ بروپاکش نے راج دھرماں کے گوشت کے ٹکڑوں کو ایک جا کر کے ایک چتا پر رکھا۔ اور عطر اور خوشبوؤں سے معطر کر کے واکشایتی دیوی سربھی آواہن کرایا۔ اور منتروں کا جاپ ہونے لگا۔ سربھی کام دھین گؤ کے تھن سے جو دودھ نکلا۔ اس کو چتا پر چھڑک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بگلوں کا راجہ راج دھرماں زندہ ہو گیا حاضرین نے خوشیاں منائیں۔ راج دھرماں راجہ اندر کو نمسکار کر کے بولا۔ مجھے برہما جی نے سراپ دیا تھا۔ کہ تو میری سبھا میں حاضر نہیں ہوتا۔ اس لئے تو مارا جائے گا۔ اور پھر اپنے دوست کے ذریعے سے زندہ بھی ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گوتم برہمن میرا قاتل ٹھیرا۔ اور بروپاکش راجہ میری زندگی کا باعث ہوا۔ اب ایک التجا یہ ہے۔ کہ اس گوتم کو زندہ کر دیجئے۔ راجہ اندر نے راج دھرماں پکشی کے اصرار سے گوتم برہمن پر بھی امرت چھڑکا۔ تو گوتم برہمن بھی جی اٹھا۔ راجہ بروپاکش نے کل جائداد حوالے کر کے اس کو مگدھ دیش میں پہنچا دیا۔ مگر گوتم برہمن کا وہی وطیرہ رہا۔ وہی کنیز اس کے پاس تھی۔ کئی لڑکے اس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس کے ناجائز وطیرے دیکھ کر دیوتاؤں نے سراپ دیا۔ کہ تو برہمن ہو کر شبھ کرم نہیں کرتا۔ لہذا انہیں کتے کا جامہ ملیگا۔ اور اسی جون میں اپنے پاپ بھوگ۔ گوتم برہمن سراپ پاکر مر گیا۔ اور کتے کے قالب میں جنم پایا۔ اس چھلنی کنیز بھی کتیا ہو گئی۔

راج دھرماں پکشی برہما کی سبھا میں حاضر ہوا۔ اور سب ماجرا برہما جی کے روبرو بیان کر کے عرض پیرا ہوا۔ کہ مہاراج آپ کے سراپ سے میری یہ حالت ہوئی۔ گوتم برہمن نے مجھے مار ڈالا۔ آپ کی کرپا سے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ اب ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ آپ کے پاس حاضر نہ ہوں۔ اور دھرم میں جی نہ لگاؤں

اے راجہ جدھشٹر! احسان کش آدمیوں کی وہی گت ہوتی ہے۔ جو گوتم برہمن کی ہوئی۔ اور دوسروں کی بھلائی چاہنے والے انسان ہمیشہ راج دھرماں بگلے کی طرح برہم لوک میں رہیں گے۔

بھیشم پتامہ جی نے جو نصیحت بتلائے ہیں اگر انسان شانتی سے اس پرب کو سنیگا تو اس کا موکش ضرور ہی ہو گی۔



## شانتی پرب دوم ختم شد



# شانتی پرب

## تیسرا حصّہ

## اُدّھیائے (۱)

### موکش دھرم کا بیان اور راجہ سین جیت کی کہانی

راجہ جدھشٹر۔ پتامہ جی! آپ نے راج دھرم اور اپد دھرم نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ موکش دھرم کے حالات بھی بیان فرمایئے

بھیشم جی۔ کل دھرموں میں موکش دھرم کی جو فضیلت ہے۔ زبان میں یارا نہیں کہ اس کے اوصاف میں منہ کھول سکے۔ تمہارے استفسار پر کچھ حالات بیان ہوتے ہیں۔ دھرم کے راستے بہت سے ہیں۔ جس طریقے سے دھرم کیا جائے۔ نتیجہ بہتر ہی نکلے گا۔ دُنیا میں اکثر دھرم سے کوئی ظاہری نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن دوسرے جنم میں اس کا نفع ضرور دکھلائی پڑتا ہے۔ جس منشا سے دہرم کیا جاتے۔ اس کا پھل دُنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اگر یہاں کوئی نتیجہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ تو پرلوک میں اس کا پھل ضرور ہی ملیگا۔ یہ خیال کرنا عبث ہے۔ کہ دھرم بغیر گیان کے نہیں ہوتا۔ اس لئے دھرم کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ گیان ہی مقدم ہے۔ دھرم گیان کے حصول کی پہلی منزل ہے

دُنیا میں لابھ کے واسطے دھرم کیا جاتا ہے۔ اس سے دُنیا میں ان کو نفع حاصل ہو جاتا ہے۔ رشی منی کا قول ہے۔ کہ ریاض کبھی مٹی نہیں ہوتا۔ کوئی اولاد کی خاطر دھرم کرتا ہے۔ کوئی موکش کے لئے کسی کو ویدانت حاصل کرنے کی تمنا ہوتی ہے۔ غرضیکہ جیسی جسکی آرزو ہے۔ ویسا ہی اسکو پھل ملتا ہے۔ دھرم کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ دُنیا بالکل فانی ہے۔ سب جیو ایک نہ ایک روز اس سنسار کو چھوڑ دیں گے۔ جب یہ بات دل نشین ہو گئی۔ تو خود بخود گیان اور بیراگ کا جلوہ پیش نظر ہوگا۔ اور جب گیان ہوا۔ تو موکش ہو جانا مشکل نہیں۔

**یدھشٹر۔** باپ بھائی عورت اور لڑکا دُنیا میں کسی کو قرار نہیں یہ جانتے ہیں۔ پھر بھی ان کے مرنے سے دل پر غم کی گھٹا چھا جاتی ہے۔ کلیجہ سوختہ سا ہے۔ تو اس فکر اور تردد سے نجات کیونکر ہو۔

**بھیشم جی۔** ماتا۔ پتا۔ بھائی عورت کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ سب کو ایک دن مرنا ہے۔ جب یہ معلوم ہے۔ تو غم کرنا فضول۔ عقلمند کبھی مرنے کا غم نہیں کرتے۔ اسلئے تردد اور افکار کے دور کرنے میں ساعی رہنا چاہیئے۔ راجہ سین جت کا قصہ سناتا ہوں۔ اسے سنو۔ اور اسی طرح کسی کے مرجانے پر غم نہ کرو۔ راجہ سین اپنے نوجوان لڑکے کی موت سے نہایت مضمحل رہتا تھا۔ ایک برہمن اس کے پاس یہ کیفیت سن کر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ بے عقلوں کی طرح روتے ہو۔ افسردگی چہرے پر چھائی ہے۔ سلطنت کے کام ابتر ہو رہے ہیں۔ تمہاری وجہ سے ملازمین خاص اور ارکین سلطنت بھی مغموم ہیں۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ موت لابدی ہے۔ کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ یہ ایسا شی ہے۔ جسم یہیں پڑا رہ جاتا ہے۔ جان نکل کر نہ جانے کہاں چلی جاتی ہے۔ دل کو قرار دو۔ صبر اختیار کرو۔ رنج و الم سے کچھ فائدہ نہیں۔

**سین جت۔** ہاں مہاراج۔ آپ کا کہنا صحیح ہے۔ مگر دل نہیں مانتا۔ کون طریقے اختیار کیے جاویں بتائیے کہ اس غم سے رہائی ہو۔ اور آنند میں رہے۔

برہمن۔ جتنے جیو دُنیا میں دکھائی پڑتے ہیں۔ کوئی بھی دُکھ سے خالی نہیں۔ امیر سے لے کر فقیر تک۔ انسان سے لے کر جانوروں تک کبھی نہ کبھی دُکھ میں مبتلا ہیں۔ مگر گیانی مہاتما کبھی سُکھ دُکھ کا خیال نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک سب برابر ہیں۔ نہ ان کو سُکھ سے اور نہ رنج سے غم۔ کیونکہ جیو آتما ابناشی ہے۔ جیون مرن سے رہت ہے۔ جیسے برہم ویسے جیو۔ نہ برہم ہی پر قبضہ۔ نہ جیو ہی پر قابو۔ جب جیو ہی اپنا نہیں۔ تو ماتا پتا استری بھائی بند کب ساتھ دے سکتے ہیں۔ پھر ہم سے اور ان سے ناطہ ہی کیا۔ محبت کرنا فضول ہے۔ جب یہ باتیں دل میں گھر کر گئیں۔ تب گیان ہو گا۔ اسی سے ہمیں خوشی اور رنج نہیں ہوتی۔ جیسے سمندر میں دو کشتیاں بہ رہی ہیں۔ کبھی ایک جا ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی الگ۔ اسی طرح ماتا پتا۔ عورت لڑکے زر اور زمین یہ کوئی بھی ساتھ نہیں جاتے۔ ایک نہ ایک دن اس سے علیحدگی ضرور ہے۔ دُنیا سراسر فانی ہے۔ بیٹا۔ پوتا کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ اور یہی باعث تکلیف ہیں۔ دُنیا کا نام دارالمحن ہے۔ جو گیا پلٹ کر نہ آیا۔ تمہارا بیٹا یہاں سے آیا۔ نہ وہ تم کو جانتا ہے۔ نہ تم اس کو پہچانتے ہو۔ بے فائدہ رنج کرتے ہو۔ تم کس کی تلاش کرتے ہو۔ آیا جیو کی یا جسم کی۔ اگر اس کے جسم کی تلاش ہے۔ تو وہ خاک ہو گیا۔ یعنی تم خود اُسے اگنی میں جلا چکے اگر جیو کے متلاشی ہو۔ تو اس کا بھی ملنا محال۔ کیونکہ پرماتما کا سایہ تمام دنیا میں محسوس ہو رہا ہے۔ اور جیو بھی اس کا سایہ ہے۔ پس موہ اور ترشنا ہی باعث تکلیف ہیں۔ جب یہ ناش ہو جائیں پھر سوائے سُکھ اور دُکھ کہاں مایا موہ کا جال انسانوں کے گرد حلقہ باندھے ہے۔ اے راجا! دُکھ کے بعد سُکھ ہوتا ہے۔ اور سُکھ کے بعد دُکھ۔ سُکھ دُکھ دونوں کسی کو قیام نہیں کرم جیو کے ساتھ جاتا ہے۔ جو جیسا کرے گا۔ ویسا پھل پھر یگا۔ دنیا دار لوگ عورت اور بیٹے کے واسطے دولت فراہم کرتے ہیں۔ جاہ بیجا کا خیال نہیں ہوتا۔ پاپ کرنے کے بھی عادی ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی طرح سے روپیہ جمع ہو۔ جب گناہ کیا۔ تو سزا پائی۔ رہزن۔ ڈاکو۔ چور نا جائز طور

سے روپیہ لاتے ہیں۔ اور بال بچے عورت سبھی اس سے پرورش پاتے ہیں۔ مگر گرفتاری کے وقت کوئی بھی مددگار نہیں ہوتا۔ اے راجن! ممتا۔ موہ سے دُکھ ہوتا ہے۔ اس کو دُور کرنا چاہیئے۔ پنگلا نامی رنڈی اپنے آشنا سے بہت مانوس تھی۔ اور آشنا بھی جان سے بڑھ کر عزیز سمجھتا تھا۔ ایک دن کسی وجہ سے رنڈی کے گھر جانا نہ ہوا۔ رنڈی آشنا کی مفارقت سے رات بھر جاگی۔ تمام شب بستر پر کروٹیں بدلا کی۔ صبح ہوتے ہی نارائن کی کرپا سے خود بخود دگیان ہو گیا۔ سوچی کہ ممتا موہ سے اس قدر دُکھ ہوا۔ گھٹ گھٹ نارائن سب میں رم رہا ہے۔ اُسی کا دھیان کرتی۔ تو یہ دُکھ نہ ہوتا۔ آج سے اپنی آتما کا دھیان کروں گی۔ دنیا کی فروعات سے سوائے دُکھ کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ رنڈی پرماتما میں ایسی لیپت ہوئی۔ کہ موکش ہو گئی۔ راجہ سین جت کا دُکھ اس کتھا سے جلتا رہا۔ اسی طرح اے جدھشٹر تم بھی بھائی بندوں کا غم نہ کرو۔ دُنیا گذشتنی و گذشتنی ہے۔

## ادھیائے (۲)

## نیک باتوں کا احساس

راجہ جدھشٹر نے سوال کیا۔ کہ جبانی عضو عالم پیری میں ضعیف ہو جاتے ہیں۔ انواع اقسام کی بیماریوں سے نقاہت بڑھتی رہتی ہے۔ اہل دنیا دگر بیاں ہو کر جان نکالنے کی فکریں سوچا کرتی ہے۔ جان کنی کے وقت انسان کیا کرے۔ کہ حالت نزع کی دردناک تکلیفیں محسوس نہ ہوں۔

بھیشم جی۔ سید ھادی نامی برہمن نے بھی ایسا ہی سوال اپنے پتا سے کیا تھا۔ پتا نے جواب دیا۔ کہ حالت برہمچریہ میں وید خوانی کرے ہون کر کے پتروں کی روح کو بلاوے۔ پھر جگ کرے۔ بعد ازاں بنباس اختیار کر لے۔ پھر اس کو جان کنی کی تکلیفیں نہ اٹھانی پڑیں گی۔ سید ھادی

نے کہا۔ اتنے کرموں کے واسطے عمر چاہیئے۔ بنباس کرنے کے وقت تک بڑھاپا آ جائیگا۔ انسانی طاقت سے بعید ہے۔ کہ وہ بنباس کے مصائب جھیل سکے۔ پتا۔ یہ بات تو سچ ہے۔ کہ جو دم گذرتا ہے۔ عمر کم ہوتی ہے۔ اس لیئے جو کام کرنا ہو۔ آج ہی کر لے۔ میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ آج کا کام کل پر نہیں چھوڑتا۔ یہی خیال ہر وقت بنا رہتا ہے۔ کہ خدا جانے۔ کل مروں یا زندہ رہوں۔ ناداں لوگوں کا وطیرہ ہے۔ کہ آج کا کام کل پر اُٹھا رکھتے ہیں۔ ان کا قول ہے۔ کہ اگر آج نہ ہوا۔ تو کل خواہ پرسوں پورا ہو جاویگا۔ بیٹا! جو کام کرنا ہو۔ اسی وقت انصرام کو پہنچاؤ۔ کیونکہ موت ہر وقت سامنے ہے۔ جس طرح بھیڑ یا بکری کی تلاش میں پھرا کرتے۔ اور موقع پا کر اٹھا لے جاتا ہے اسی طرح موت تاک میں لگی ہے۔ ایک نہ ایک دن سب اس کے منہ میں ہونگے۔ دنیا میں راستبازی۔ دیانتداری۔ وید خوانی۔ اپکار کرنا بھی ان کے ساتھ ہے۔ خلیق خوش اطوار انسان سیدھا بیکنٹھ کو جاتا ہے۔ دنیا سے گراہی جاتی رہتی ہے۔ راستبازی سے وقعت ہوتی ہے۔ ممتا موہ سے اضحلال بڑھتا ہے۔ وہ کبھی سکھ اُٹھاتا۔ اسے راجن! جسم تو وہ خاک ہے۔ اس کا ٹھکانا آج ہے۔ کل نہیں۔ دنیا سے دل اٹکانا سراسر بے ہودگی۔ ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا سے دل اُچاٹ رہے۔ عالم فانی ہے۔ اس پر اعتقاد ہی کیا۔ جب دنیا ہیچ سمجھ لی۔ تو مکتی ہو جانا دشوار نہیں۔ دیکھو انسان دولت کی ہوا و ہوس میں کس قدر تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ طرح طرح کے افکار دنیوی محیط رہتے ہیں۔ تادم مرگ نجات نہیں ملتی۔ انہیں بیہودہ خیالوں سے دل میں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ پرماتما کو بھول جاتا ہے۔ اُسی کے عزیز دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور دُعا مانگتے ہیں۔ کہ کسی طرح یہ بڈھا مرے۔ اور ہم سب کو نجات ہو۔ خدا خدا کر کے وہ مرا بھی۔ تو اس کا مال و دولت عزیزوں کے ہاتھ آیا۔ شراب خوری۔ عیاشی۔ قماربازی وغیرہ بیجا اصراف میں خرچ ہوا کسی کار خیر میں صرف ہوتا۔ تو کچھ متوفی کو بھی ثواب ملتا۔ مگر وہ تو ایسے فعلوں میں صرف کیا گیا۔ جس کا عذاب متوفی پر پڑا۔ گاڑھے پسینے کی کمائی

البتہ سوارتھ ہوتی ہے۔ اور جو روپیہ چھل وفریب چوری۔ دغابازی سے فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کو ذرا بھی قیام نہیں۔ کافور کی طرح اڑ جاتا ہے۔ عالم وہی ہے۔ کہ محنت سے روپیہ جمع کرکے اچھے کاموں۔ جگ تیرتھ وغیرہ میں خرچ کرے۔ ایسے لوگ البتہ آخرت کا توشہ ساتھ لے جاتے ہیں۔

**جدھشٹر**۔ کیا غریب آدمی جس کے پاس روپیہ نہ ہو۔ وہ جگ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جگ کرنا بغیر روپیہ کے محال ہے۔

**بھیشم جی**۔ سمپاکٹ رشی کا مقولہ ہے۔ کہ اہل دول کو جگ کرنا آسان ہے۔ مگر مفلس بیچارے۔ ست دھرم کے زور سے جگ کر سکتے ہیں۔ انہیں دولت کی ضرورت ہی نہیں۔ رشیوں منیوں کے پاس تو ٹکا نہیں ہوتا آخر یہ بھی تو جگ کرتے ہیں۔ جنگل سے لکڑیاں فراہم کرکے ہون کرتے ہیں کند مول پھل پھول وغیرہ سے دکشنا دیتے ہیں۔ وید پاٹھی برہمنوں کا بھوجن کند مول پھل سے کراتے ہیں۔ یہی ان کا جگ ہے۔ اے راجن! دولتمندوں کو یہ خیال نہیں رہتا۔ کہ ہمارا پیسہ اچھے کاموں میں صرف ہو۔ وہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کبھی اچھے کاموں کی طرف نیت نہیں ڈالتے۔ اس لئے غریب مفلس ہی نارائن کو پیارے ہیں۔ جن کی نیت ہمیشہ نیک کاموں کی طرف رہتی ہے۔ وہ سچ بولتے ہیں۔ پر اُپکاری ہیں۔ بال بچوں اور عورت سے دل نہیں اٹکاتے۔ ایسے انسان ہمیشہ موکش پد پاتے ہیں۔

## ادھیائے (۱۶۴)

## انسانی جامہ کا اعزاز اور دنیا کی پیدائش کے حالات

راجہ جدھشٹر۔ مہاراج! وید خواں۔ عالم کن طریقوں کے پابند ہیں

بیان فرمایئے۔

**بھیشم جی**۔ اس سوال پر مجھے پرہلاد جی کا قصہ یاد آیا۔ کہتا ہوں سُنو۔ ذکر ہے۔ کہ پرہلاد جی نے ایک برہمن سے جو وید کا عالم تھا۔ استفسار کیا۔ مہاراج۔ آپ ہر وقت آنند ہی میں رہتے ہیں۔ نہ کسی طرح کا غم ہے۔ ورنہ کسی فکر میں آپ کو مبتلا پاتا ہوں۔ راستبازی آپ کا پیشہ ہے۔ جھوٹ کبھی نہیں بولتے۔ یہ اوصاف حمیدہ آپ میں کیونکر ہوئے۔

**برہمن**۔ مخلوقات عالم میں ایشر ہی کا جلوہ دیکھنا۔ اچھائی برائی ایشور ہی کے آدھین سمجھنا۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات وغیرہ کل چیزوں کا فانی ہونا یہی باتیں ہیں۔ کہ جن سے انسان آمدیوں پر قابو پاتا ہے۔ جب ان باتوں کا احساس تم پر ہوگا۔ گیانی ہو جاؤ گے۔ اور پرماتما کے جلوے سے بےخود ہو کر آخرکار برہم میں لپٹ جاؤ گے۔ تمام چیزوں کو فانی سمجھنے سے تمہارا دل دُنیا سے اُچاٹ ہو جائے گا۔ اس لئے جامہ انسانی غنیمت ہے اس کو عقل دی گئی ہے۔ کہ وہ معبود حقیقی سے دِل لگائے۔ گیانی لوگ اس جسم کو پاکر اچھے کرم کرتے ہیں۔ چار طرح کے جسم انسان کو عطا ہوئے ہیں برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر۔ برہمن سب سے افضل گردانا گیا ہے۔ کہ وہ وید پڑھتا ہے۔ اور وید پڑھنے سے گیانی ہو کر مکت پاتا ہے۔ اگر انسانی جامے میں پرماتما کو بھولا رہا۔ اس کی زندگی پر نفرین ہے کیونکہ اسی جسم سے موکش مل سکتی ہے۔ اور کسی جون یہ بات نصیب نہیں۔

**یدھشٹر**۔ حیوانات۔ نباتات کی پیدایش کیونکر ہوئی۔ پرلے کے وقت ان کی حالت کیا ہوگی۔ برنوں کی تقسیم کس نے کی۔ دھرم اور ادھرم کے طریقے کیا ہیں؟

**بھیشم جی**۔ کسی وقت میں کیلاش کے پہاڑ پر بھرگ رشی جی تپ کر رہے تھے۔ اور بھاردواج رشی کا گزر بھی وہاں ہوا۔ بھاردواج رشی نے یہی سوال بھرگ رشی سے کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ابتدائے آفرینش سے پہلے پرمیشر نے مہاتت پیدا کیا۔ مہاتت سے اہنکار

اور اہنکار سے آکاش۔ آکاش سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی
پانی سے زمین پیدا ہوئی۔ یہی پانچ عناصر ہیں جن سے دنیا خلق کی گئی۔ ان
ہی عنصروں سے برہما۔ شیو۔ اندر۔ گندھرب۔ کنہر۔ درندے۔ چرندے۔ گزندے
پرندے۔ انسان وغیرہ غرضیکہ کل مخلوق پیدا ہوئی۔ جہاں تک نظر جاتی
ہے۔ آکاش ہی آکاش دکھائی پڑتا ہے۔ اس کا اول ہے نہ آخر۔ جہاں
پہ سورج کی کرنیں نہیں پہنچ سکتیں۔ اور نہ جہاں آفتاب و مہتاب کا
پرتو پڑ سکتا ہے۔ دیوتاؤں کا مسکن وہی ہے۔ زمین کے چاروں طرف
سمندر اور سمندر کے نیچے اندھیرا اور اندھیرے کی تہ میں آگ ہے۔ رساتل
کے انت میں جل اور جل کے نیچے شیش ناگ جی ان کے نیچے پھر آکاش
اور آکاش کے نیچے پھر جل ہے۔ جب تک قیامت ہوتی ہے۔ تو بسو
روپ بھگوان جوگ ندرا سے تمام چیزوں کو فانی کر دیتے ہیں۔ اور
وہ سب ان میں مل جاتی ہیں۔ کسی کا ظہور نہیں رہتا۔ اور جب جاگتے
ہیں۔ تو پھر دنیا کا ظہور ہو جاتا ہے۔ سب چیزیں خلق ہو جاتی ہیں۔ وہ پرم
برہم ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ہمتا نہیں۔ شیش ناگ جی پر
سین کرتے ہیں۔ ناف سے کنول پیدا ہوتا ہے اور کنول سے برہما جی
اور برہما جی سے سرستی اُتپن ہوتی ہے۔ برہما جی آگیا پاکر سمیر پربت
پر ۱۰۰ برس تک تپ کرتے ہیں۔ تپ ہی کرنے کی حالت میں برہما جی کے
ہردے سے سرسوتی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور پھر برہما کے منہ سے وید نکلتے ہیں
خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش یہ پانچ عناصر ہیں۔ ان سے دنیا پیدا
کی گئی۔ یہ جسم پانچ عناصروں کا مرکب ہے۔ درخت۔ پتھر۔ جانور وغیرہ
کی پیدائش بھی انہیں عناصروں سے ہوئی

بھاردواج۔ درخت تو اندر سے ٹھوس ہیں۔ ان کا آکاش تو
ہوگا نہیں۔ اور نہ انہیں قوت سامعہ۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔ شامہ وغیرہ
ہے۔ کہ جن سے وہ کسی چیز کا احساس کرسکیں۔

بھرگ جی۔ درختوں میں بھی آکاش ہے۔ اور آکاش ہی کی وجہ

سے رس پھل پھول پیداوار ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمازت آفتاب یعنی گرمی سے
ان کے پتے پھل پھول وغیرہ مرجھا جاتے ہیں۔ اور یہی ان میں قوت لامسہ
ہے۔ ہوا بجلی کی کڑک سے اکثر وہ گر بھی جاتے ہیں۔ اور یہی ان کے
قوت سامعہ ہے۔ اکثر درختوں کی ٹہنیاں دوسرے درختوں میں چمٹ جاتی
ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا۔ کہ ان میں قوت باصرہ موجود ہے۔ اسی طرح خوشبو
اور بدبو سے اکثر درخت سرسبز اور شاداب رہتے پھولتے پھلتے ہیں۔ اس
سے قوت شامہ بھی پائی گئی جڑ کے ذریعے سے پانی پینا۔ درخت کو دیکھ
کے رنگ حاصل کرنا۔ مثلاً (خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے) یہی
قوت ذائقہ ہے۔ چونکہ وہ سوکھتے اور مرجھا جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں
جان بھی ہے۔ درخت جڑ نہیں ہیں۔ کیونکہ پانی بھی پیتے ہیں۔ ہوا سے غذا
بھی حاصل کرتے ہیں۔ کھاد ان کی غذا ہے۔ غذا سے ان میں سختی اور
نرمی ہوئی۔ کل حیوانات پانچ عناصر خاک۔ باد آب۔ آتش اور آکاش
سے مرکب کئے گئے۔ پہلا عنصر آگ ہے۔ آگ سے غصہ۔ تیج گرمی۔ آنکھ
کا نور وغیرہ پیدا ہوئے۔ کان۔ ناک۔ دہن یعنی منہ۔ شکم یعنی پیٹ میں
اگن کا دخل ہے۔ دوسرا عنصر آب ہے۔ آب سے پسینہ۔ پیپ۔ خون
کی پیدائش ہوئی۔ تیسرا عنصر باد ہے۔ جس سے قوت رفتاری۔ سانس
بات چیت کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ چوتھے عنصر آکاش سے روپ۔
رس۔ خوشبو۔ اسپرس یعنی چھونا۔ شبد کی تمیز ہوتی ہے۔ پانچواں عنصر خاک
ہے۔ خاک سے جسم بنایا گیا۔ بھرگ جی کا قول ہے۔ کہ جیو اور کرم غیر فانی ہیں
یہ کبھی نہیں مرتے۔ اور نہ ضائع ہوتے ہیں۔ مگر جسم کو فنا ہے۔ مٹی میں
مل جاتا ہے۔ جس طرح لکڑی جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ اگر آگ نہیں دکھائی
نہیں پڑتی۔ اسی طرح جیو بھی قالب خاکی چھوڑ کر نظر نہیں آتا۔ لکڑی کے
اندر آگ ہے۔ اور وہ دستیاب نہیں ہوتی۔ اسی طرح قالب کے اندر
جان ہے۔ جان کی گرفت نہیں ہو سکتی

---

# اَدّھیائے (۱۸)
# گرہستیوں کا دھرم اور بزرگوں کی فضیلت

بھرگ جی بھاردواج سے گویا ہیں۔ سرب ویاپک نارائن جی کی اچھیا سے برہما جی پیدا ہوئے۔ پھر سنکارک مریچ بعد اُن کے سرگ۔ بیکنٹھ وید شوچ (یعنی صفائی قلب) دیوتا دانو گندھرب۔ دیت۔ راچھس ناگ پشاچ کی آفرینش ہوئی۔ اس کے بعد برہمن چھتری ویش شودر کی اُتپن ہوئی۔ برہمن کا برن سفید ستوگن سے ملا ہوا۔ جو اس خمسہ کی درستی۔ فرائض دھرم اور کرم کی پابندی برہمن برن پر مقدم کی گئی چھتری کا برن لال رنگ (راجوگن ہوا۔) بداخلاقی اور خود غرضی اس برن کا خلقی شیوہ ہے۔ شودر کا رنگ سیاہ فام ہے۔ خدمتگار اور رہنا اس برن کا خاصہ ہے جب جڑ چیتن۔ پشو پکشی وغیرہ کی آفرینش ہو چکی تب رشیوں نے حسب ہدایت وید بھگوان برن اور آشرم کی تقسیم کر دی۔ اور یہ بتلایا۔ کہ ہون سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ وید خوانی اور جپ کرنے سے دل میں یکسوئی آ جاتی ہے اور پرماتما کے دھیان سے دل میں آنند سماتا ہے۔ دان کرنے سے آرام ملتا ہے اور تپ کرنے سے مکت حاصل ہوتی ہے۔ جو دان عالم اور وید خواں برہمن کو دیا جاتا ہے۔ اس کا پرلوک میں نصیب ہوتا ہے۔ اور جو دان نیچ قوم کو ملتا ہے اس کا پھل اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ جیسا دان ہوگا۔ ویسا پھل ملیگا۔ مہمان نوازی۔ مسافر پروری انسان پر لازم ہے۔ بدخلقی۔ غرور کور باطنی۔ بدزبانی جانوروں کا مارنا یہ فعل عبث ہیں۔ ان سے سوائے برائی کے کوئی اچھا نتیجہ نہیں ہاتھ آتا۔ لہٰذا ان سے احتراز لازمی ہے۔ علے الصباح اُٹھ کر ضروریات

سے فارغ ہو جانا چاہیئے۔ دریا یا کوئیں پر جا مسواک کرکے اشنان کرے۔ پھر دیوتاؤں اور پتروں کا ترپن کرے۔ سورج نارائن کو جل دے کر سری پرم برہم پرمیشور کا دھیان کرے۔ اگر ممکن ہو۔ تو سندھیا ؤں کے وقت بھی اشنان کرے۔ ورنہ صرف ہاتھ پاؤں دھوکر آچمن کرے۔ آسن پر بیٹھ جائے۔ اور نارائن کا دھیان کرکے ویدمنتروں کا جپ کرے۔ دل کو خواہشات نفسانی سے پاک کرکے سری بھگوت یا سدیو بھگوان میں لگا دے۔ گایتری کا جاپ کرے۔ بھوجن کے وقت سری نارائن جی کا دھیان کرکے بھوگ لگاوے بعد اس کے خود کھانا کھاوے۔ اور اپنے بال بچوں کو کھلاوے۔ جتنی چیزیں کھانے میں ہوں۔ اگر کوئی بدذائقہ بھی ہو۔ اس کی برائی نہ کرے۔ صبح وشام کھانا واجب ہے۔ جو انسان مذکورہ بالا طریقوں کا پابند ہوکر بھوجن کرتا ہے۔ اسے ایک طرح کے برت کا پھل حاصل ہوتا ہے دونوں وقت ملنے پر بھوجن کرنا ممنوع ہے۔ اپنی عورت سے محبت رکھنے والا۔ اور ایک ہی عورت پر قناعت کرنے والا گرہست آدمی نفس کش یا برہم چاری کے برابر ہوتا ہے۔ برہمنوں کا بچا ہوا بھوجن امرت کے برابر ہوتا ہے۔ ایسے بھوجن کی بڑائی رشیوں نے کی ہے۔ برہمنوں کی آپاسنا رشی منی سادھو لوگ کرتے آتے ہیں۔ گوشت کی خورش بجز وید میں قطعی منع کی گئی۔ ہنسا کرنا۔ جگ سے بچا ہوا گوشت بھی کھانا ممانعت ہے۔ بزرگوں یعنی ماتا پتا گرو سیوا کرنا۔ اور ان سے بچا ہوا بھوجن کرنا۔ گرہستیوں کا اعلےٰ دھرم خیال کیا گیا ہے۔ بزرگوں کی سیوا سے دولت کی افزائش اور اولاد کی ترقی ہوتی ہے۔ صبح کے وقت اپنے سے بڑوں کو ڈنڈوت کرنا واجب ہے۔ مندروں اور اشنان کے وقت گئووں اور برہمنوں کی جماعت میں ویدخوانی کرنا۔ اور حسب حیثیت ان کو بھوجن کرانا نہایت اعلےٰ ہے۔ بھوجن کراتے وقت پائیں کنڈسے پر جنیؤ رکھنے کو سب بولتے ہیں۔ حجامت۔ چھینک اور پوجا کے وقت برہمنوں کو ڈنڈوت اور پرنام کرنا واجب نہیں۔ آفتاب کے سامنے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ممنوع ہے۔ اکثر لوگ اپنے فائدہ

کو چھپاتے ہیں۔ اس کا اظہار باعث شرم اور ندامت سمجھتے ہیں تضحیک کے خیال سے وہ کسی پر ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ ایسے لوگ قابل نفریں سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ پاپ کرنے والے کا حال پرمیشور سے چھپا نہیں۔ وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اور سب کا مالک ہے۔ جب اس نے دیکھ لیا تو آدمیوں سے چھپانا غلطی ہے۔ سزا اور جزا دینے والا وہی پرماتما ہے اس خیال سے پاپ چھپانا زیبا نہیں۔ ارتکاب جرم سے متنفر ہونا ہر صورت میں واجب۔ اسی طرح جو لوگ گپت دان کرتے ہیں۔ دھرم دان یعنی سخاوت پیشہ لوگوں پر ایسے دان چھپے نہیں رہتے۔ پاپ سرچڑھ کر بولتا ہے۔ جو دولت ناجائز طور سے فراہم کی جاتی ہے۔ پاپی لوگ اس سے فیض نہیں پاتے۔ داناؤں کا قول ہے۔ کہ جو دھرم کیا جاتا ہے۔ وہ مانتی ہے۔ یعنی جو دھرم دل سے کیا جاتا ہے۔ اس کا پھل ضرور ملتا ہے۔ ذی روح قابل رحم ہیں۔ اسے راجن۔ سری کرشن جی بھگوان کل کائنات کے مالک نے اوتار اسی لئے دھارن کیا ہے۔ کہ سب جیوؤں کا آدھار ہو جائے۔ انہیں کے دھیان سے آنند نصیب ہوا۔ انہیں کی ادنےٰ توجہ سے مجھ میں اتنی طاقت عود کر آئی۔ کہ میں گیان اور وگیان کی حالت اس بستر دل کے بستر پر بھی بیان کر سکتا ہوں۔ تمام مخلوق کے پیدا کرنے والے جن کی زبان دیار ہے۔ بھگوان کے چرنوں کا سہارا ہے۔ وہی موکش پاتے ہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ پتا جی! سری کرشن بھگوان کے اوصاف سننے کا مشتاق ہوں۔ انہوں نے پورب جنم میں جو باتیں کی ہیں۔ بیان کیجئے۔

## ادھیائے (۵)

## کرشن بھگوان کی تعریف بارہ اوتار کیا

**بھیشم جی۔** کرشن بھگوان کی تعریف میں شیش اور شاردا کی زبان لال ہے۔ مجھ میں اتنی یا وری کہاں۔ کہ ان کے اوصاف میں زبان کھول سکوں۔ جو کچھ مہرشیوں سے سُنا ہے۔ بیان کرتا ہوں۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میں صید افگنی کرتا ہوا مارکنڈے جی کے استھان پر پہنچا دیکھا۔ تو رشیوں منیوں کی جماعت اکٹھی ہے۔ مجھے دیکھتے ہی سبھوں نے استقبال کیا۔ اور تعظیم و تکریم کے ساتھ مجھے آسن پر بٹھلایا۔ میں ملتجی ہوا۔ کہ جو کتھا اسوقت ہو رہی تھی۔ بیان کیجئے۔ میرا دل میں مشتاق ہو کشپ جی میرے اس سوال پر گویا ہوئے۔ اس وقت بارہ اوتار کی کتھا ہو رہی تھی۔ تمہارے اصرار سے پھر از سر نو کہتا ہوں۔ سنو۔

**کشپ جی۔** کیا تم نہیں جانتے۔ کہ جب پرتھوی پر ادھرم ہوتا ہے پاپ کی زیادتی ہونے سے تمام مخلوق دُکھی ہو جاتی ہے۔ اسوقت دریائے رحمت جوش میں آتا ہے پرماتما خود اوتار لے کر لوگوں کو مصیبت سے نجات دلاتے ہیں۔ اور پرتھوی کا بھار اُتار کر گناہوں سے پاک کرتے ہیں وہی بھگوان جنہوں نے بارہ اوتار دھارن کرکے دیتوں کو مارا۔ آج گوکل نند بابا کے یہاں بال چرتروں سے رانی جسودھاں کو آنند دے رہے ہیں۔ راکھشوں کے نیست و نابود کرنے اور پرتھوی کے بھار اُتارنے کی خاطر کرشن اوتار ہوا ہے۔ زمانہ سلف میں جب نرکاسُر بہت کے ساتھ اور بھی کور باطن۔ بدطینت۔ طمعی۔ حسدی دانو پیدا ہوتے تھے۔ دیوتاؤں کو گزند پہنچانا۔ رشیوں کو ستانا۔ اور ان کو مار کر اپنا پیٹ جگ کا ناش کرنا ہی ان کے وطیرے تھے۔ دُنیا میں پاپ ہی پاپ تھا۔ دھرم اور کرم بالکل مفقود۔ ناچار رشی منی برہما جی پاس گئے۔ اور ان سے سارا کچا چٹھا کہہ سنایا۔ اپنے درد کی دوا چاہی۔ برہما جی نے جواب دیا کہ درحقیقت یہ ایسے ہی بدکردار ہیں۔ تمام دُنیا عاجز ہو رہی ہے۔ دولت اور غرور کے نشے میں متوالے ہو رہے ہیں۔ دیوتاؤں میں اتنی قوت نہیں۔ کہ ان پر قابو پا سکیں۔ نارائن جی کا بھروسہ ہے۔ وہی بارہ اوتار

لے کر ان دشٹوں کو ہلاک کریں گے۔ گھبراؤ نہیں۔ تمہارا دکھ پرمیشور جلد دور کرینگے۔ برہما جی باتیں سنکر کچھ ڈھارس ہوئی۔ چلے آئے۔ اور وقت کے منتظر رہے۔ دیکھیں کب نارائن جی کی کرپا ہوتی ہے۔ اور ہم کو اس دکھ سے نجات ملتی ہے۔ آخرکار پرم برہم پرمیشور نے باراہ اوتار دھارن کیا۔ اور پرتھوی کے نیچے جاکر جہاں دیتوں کی بودوباش تھی ہیبت ناک آواز سے گرجے۔ دیتوں کے ہوش اڑ گئے۔ ایسا آواز سے ان کا جلال اور اقبال جاتا رہا۔ دیوتاؤں کے دل بھی اس کرخت آواز سے ہل گئے۔ دیتوں نے چاروں طرف سے باراہ بھگوان کو گھیر لیا۔ اور ان کی گرفتاری کی فکر کرنے لگے۔ تب باراہ جی نے راکھشوں اور اسروں کو مار کر پرتھوی کو دانت پر اٹھا لیا۔ ادھر دیوتا مخوف ہوکر برہما جی کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ برہما جی دیوتاؤں کو سمجھاتے رہے تم کس واسطے خوف کرتے ہو۔ تمہارے ہی لئے نارائن جی نے اوتار لیا ہے۔ اور یہ مہیب صدا انہیں کی تھی۔ جس کے ڈر سے تم بھاگ کر ہمارے پاس آئے ہو۔ وہ دیکھو باراہ جی راکھشوں کو مار کر غصے سے کانپتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ جاؤ استت کرکے ان کو شانت کرو۔ دیوتاؤں نے وید منتروں سے باراہ جی کی پوجا کی۔ اور نارائن جی خوش ہوکر بیکنٹھ کو چلتے ہوئے۔ اور باراہ روپ کرشن بھگوان ہی نے دھارن کیا تھا۔

## ادھیائے (۱۳)

## وقت کا شمار

راجہ جدھشٹر پوچھتے ہیں۔ کہ گنگا پتر پتامہ جی! انسان کن اصولوں کا پابند رہے۔ کہ ہر دلعزیز ہو جائے۔ اور کون سے فرائض ادا کرے۔ اور برہم لوک میں جگہ پائے۔

بھیشم جی۔ بیٹا! جو انسان غریب اور برہمنوں کی عزت کرتا ہے اور اپنے بڑوں اور گوروکی سیوا کرتا ہے۔ دروغ گوئی سے خوف زدہ ہوکر راستبازی کا پیشہ اختیار کرتا ہے۔ بیگانوں بیگانوں کی خبر لیتا ہے۔ محتاج۔ فقیر۔ بیوہ اور یتیم بچوں کی پرواخت میں ساعی رہتا ہے۔ شیریں بیانی سے ہر شخص کا عزیز بنکر دیوتا، رشیوں۔ مٹھا کردواروں میں جاکر پوجا کرتا ہے۔ بغیر اپنی عورت کے دوسروں سے لگاؤ نہیں رکھتا نفس کش ہوکر وید کی ہدایت کے بموجب جگ کرتا ہے۔ ایسا آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔ برہم لوک اسی کا مسکن ہوتا ہے۔ جو سچ بولے۔ اور جان نثار ہے۔ جو لوگ ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ کسی سے دشمنی نہیں کرتے دھرم کرتے ہیں۔ مگر اس کے پھل کی چاہ نہیں کرتے۔ نارائن جی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو کچھ محنت مشقت سے بہم پہنچے۔ اس پر صابر رہتے ہیں۔ کسی کی غیبت نہیں کرتے۔ ایسے انسان ہمیشہ بیکنٹھ نواس کرتے ہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ مہاراج! دن اور رات کا شمار رشیوں نے کیونکر کیا؟

بھیشم جی۔ یہی سوال سکھدیو جی نے اپنے پتا بیاس جی سے کیا تھا۔ بیاس جی فرماتے ہیں۔ کہ پندرہ پل کی ایک کاشٹا اور ۳۰ کاشٹا کی ایک کلا کی مہورت۔ ۳۰ مہورت کا ایک دن رات ہوتا ہے۔ ۳۰ دن رات کا ایک مہینہ اور بارہ مہینے کا ایک رکھا گیا ہے۔ جس میں چھ ماہ دکشنائن اور چھ ماہ اُترائن سورج رہتا ہے۔ آفتاب کی گردش سے دن اور رات ہوتا ہے۔ دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے رات ہوتی اور دن کام کاج کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے آدمیوں کا ایک مہینہ پتروں کا ایک دن ہوتا ہے۔ یعنی سوکل پکش دن اور کرشن پکش رات ہے۔ آدمیوں کا ایک سال دیوتاؤں کے ایک دن رات کے برابر ہے۔ یعنی اترائن دن اور دکشائن رات۔ ست جگ کا دور ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس کا ہے۔ چار سو برس کی سندھیا ہوتی ہے۔ ست جگ

ہیں دھرم کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ ست دھرم کی ترقی اور سخاوت اور خیرات کی افزونی رہتی ہے۔ دوسرا جگ تریتا ہے۔ اس میں دھرم کا ایک پاؤں جاتا رہتا ہے۔ چوری۔ غیبت۔ دروغ گوئی کی ترقی ہے۔ ست جگ میں کوئی انسان دکھی نہیں ہوتا تھا۔ سب خوشحال اور چین سے رہتے تھے۔ کوئی بیماری کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ جو خواہش یا جو مطلب ہوتا تھا۔ اسی وقت پورا ہو جاتا تھا۔ تریتا میں ایک پاؤں دھرم کا جاتا رہتا ہے۔ اسی دور میں علم سمجھا گیا ست جگ میں تپ مقدم تھا۔ دواپر اور کل جگ میں دان دینا۔ خیرات کرنا ہی افضل خیال کیا گیا ہے۔ عالم دِویا دان پنڈتوں نے چاروں جگوں کے انتہا پر برہما جی کا ایک دن خیال کیا ہے۔ دن کے آغاز ہی میں بسو بھگوان دنیا کی رچنا کرتے ہیں۔ اور رات شروع ہوتے ہی پرلے ہو جاتی ہے۔

# ادھیائے (۱)

# سخاوت یعنی خیرات کے مدارج

بھیشم جی۔ اے راجن! دان کرنے والے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ دنیا سے ان کا نام کبھی مٹتا نہیں۔ وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو اچی شردا گھوڑا بھی دے دینے میں عذر نہیں ہوتا۔ (اچی شردا گھوڑے کا نام ہے۔ جو انسان کو میسر نہیں) ودیا پاٹھ کرنے والوں اور دان دینے والوں کا منورتھ سپھل ہو جاتا ہے۔ ست سندھو راجہ نے برہمنوں کی رکشا کے لئے اپنی جان دینا گوارا کی۔ انت دیو اور سانکرتی نے بششٹ جی کو دان دے کر نام پیدا کیا۔ اندر دومن مہادانی ہوئے۔ پرتو ان کاشی کے راجہ نے طلائی مکان برہمنوں کی نذر کر دیا۔ اب وہ اپنی رعایا سمیت بیکنٹھ میں نواس کرتا ہے۔ راجہ امیر یگ گئو دان کیا کرتے تھے۔ اس سے ان کو سورگ میں جگہ ملی۔ ساوتری نے اپنی کنڈل اور راجہ جنمیجے نے اپنا

بدن برہمنوں پر وقف کر دیا۔ مرنے پر سورگ دھام نصیب ہؤا۔ راجہ یوناشو نے اپنی رانی معزیورا اور ملبوس شاہانہ کے برہمنوں کو دان میں دے دی اور بہشت بریں میں جگہ پائی۔ نم دیش کے راجہ بدیہہ نے اپنی ساری مملکت خیرات کر دی۔ اور پرسرام جی نے تمام روئے زمین تسخیر کر کے برہمنوں کو ارپن کر دی۔ راجہ سسرجت نے برہمنوں پر اپنی جان تصدق کر دی۔ راجہ لوم پاد نے اپنی کنیا سرنگی رشی کی بھینٹ کی۔ اسی متعدد راجاؤں نے دان دے کر دنیا میں اپنا نام اور جس قائم رکھا۔ اور بعد رحلت کے فردوس معلے میں بودوباش اختیار کی۔ اعلےٰ دھرم کیا ہے۔ دان ہے۔ کلجگ کے دور میں دان یعنی خیرات سب سے افضل شمار کی گئی

جدھشٹر۔ گرہست آشرم کے اوصاف کیا ہیں؟

بھیشم جی۔ گرہست آشرم دنیاداروں کے لئے اعلےٰ منزل ہے۔ گرہستیوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی عورت کے ساتھ آگ روشن کر کے روزانہ ہون کرے۔ کیونکہ جگ کرنا۔ برہم بھوج کرنا۔ غریب سادھوؤں کو کھانا کھلانا۔ حسب مقدور خیرات کرنا۔ یہ باتیں ایسی ہیں۔ کہ ان باتوں سے انسان گناہوں کا ملوث نہیں ہوتا۔ چار باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے

(۱) تین برس کے واسطے غلہ کی فراہمی۔ یہ سول دھان کہلاتی ہے۔

(۲) کنبھ کے دن غلہ کا دان کرنا۔ اس کو کنبھ دان کہتے ہیں۔

(۳) اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو ایک ہی روز کے واسطے غلہ موجود رکھنا

(۴) محنت مشقت سے روزی بہم پہنچانا۔ صرف اپنے ہی نفس کے واسطے کھانا بنانا منع ہے۔ بلکہ اتنا ہو۔ کہ ایک اور آدمی کھا لے۔ پتر۔ شرادھ۔ دیوتا اور جگ کے واسطے جانوروں کا ذبح کرنا جائز سمجھے۔ بلکہ بھیڑ۔ بکری۔ پھل پھول کو یجروید کے منتروں سے سودھ لے۔ دن میں سونا منع لکھا ہے۔ سر شام یا پچھلی رات کو سونا نہ چاہیئے۔ دو وقت کے سوائے تیسرے وقت کھانا بھی زیبا نہیں۔ زیادہ کھانے یا خلاف وقت تناول کرنے سے بیماریاں دوڑتی ہیں۔ مباشرت رات ہی کو لکھی ہے۔ دن میں مناسب نہیں۔ گھر میں

برہمن کا رات کے وقت سونا منع ہے۔ مگر پوجا اور کھانا کھانے کے لئے اگر رات رہے۔ تو ہرج بھی نہیں۔ وید دھرم کے ماہریں اور برت دھاری اور نفس کش انسان اگر برہمن نہیں ہیں۔ تو بھی ان کی پوجا جائز ہے۔ جٹا دھاری پاکھنڈی لوگوں کو دھوکہ دینے والے گرو سے منحرف۔ اگنی ہوتر نہ کرنے والے گرو سے منحرف۔ اگنی ہوتر نہ کرنے والے انسانوں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیئے برہمچاری سنیاسی۔ سادھوؤں کی خدمت گرہستیوں پر فرض ہے۔ برہم بھوج اور جگ سے بچا ہوا پرشاد کہلاتا ہے۔ پرشاد کھانے میں تساہل واجب نہیں البتہ بھائی بہن کے گھر کی جوٹھن کھانا غیر واجب ہے۔ نفس کش وہی ہے۔ کہ سوائے اپنی عورت کے دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔ پروہت ماموں مسافروں۔ بڈھا۔ بھوکا۔ وید پاٹھی۔ بھائی ماتا۔ پتا۔ عورت۔ بیٹیا۔ لڑکے کی دلہن۔ نوکر۔ داسی۔ سادھوان کے کھانے میں توقف رہنا نہیں کیونکہ گرہستیوں کا فرض ہے۔ کہ بغیر ان کے کھلائے خود بھوجن نہ کرے ایسے انسان برہم لوک ہیں ان کی خدمت اپسرائیں کرتی ہیں۔ بڑے بھائی کا رتبہ باپ سے کم نہیں۔ عورت اور لڑکے اپنا خاص جسم ہیں۔ داس داسی سایہ ہیں۔ شادی بیاہ میں خوشدل رہنا چاہیئے۔ احکام شاستر سے منحرف نہ ہو۔ ایسے انسان کی دس پشتیں بہشت میں جاتی ہیں۔ جگ شرادھ کرنے والے آدمیوں کو سُرگ لکھا ہے۔ خاندانی لوگوں کی پرداخت گرہستیوں پر لازم ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ انہیں تپ جوگ کا پھل ملتا ہے

## ادھیائے (۸)

## گرہست اور سنیاس کی دیکھ بھال

بیاس جی سکھدیو جی سے بیان کرتے ہیں۔ کہ صاحب مروّت اور جود وسخا کے بانیا دھرم کرم سے واقفیت رکھنے والے انسان گناہوں سے پاک رہتے

ہیں۔ دُنیا اور عقبےٰ دونوں جگہ عزّت سے دیکھے جاتے ہیں۔ دان دھرم کرنے سے دولت بڑھتی ہے۔ ایسے لوگوں پر کام کرودھ۔ موہ کا اثر نہیں ہوتا۔ بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کے گھر میں چین ہی چین ہے۔ کسی طرح کا دُکھ نہیں۔ لڑکے بالے فراغت سے گزر کرتے ہیں۔ کسی بات کی پرواہ نہیں مگر عالم پیری ہے۔ ایسی حالت میں وہ دُنیا چھوڑ کر سنیاس دھارن کرکے جنگل میں تپ اور پرماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ جیتنے بان پرست استری کے ساتھ بن میں نواس کرتے ہیں۔ پھل پھول ان کا اہار ہوتا ہے۔ دن رات نارائن بھجن کے سوا دوسرا کام نہیں کرتے۔ سنیاسی وُہی ہے۔ جو قیمت اور چغل خوری کا عادی نہ ہو۔ گیروا لبستر پہنے پھل پھول کا آہار رکھے۔ یا گاؤں میں جاکر بھیک سے اپنا پیٹ بھرے۔ درختوں کے نیچے سو رہے۔ دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ ہو۔ لذیذ اور خوش ذائقہ کھانوں سے نفرت ہو۔ عورت سے دامن پاک رکھے۔ دُنیا داروں سے مثل زہریلے سانپ کے ڈرتا ہے۔ اگر کوئی اس کی توہین بھی کرے۔ تو بھی غصّہ نہ آئے۔ رحم دِل ہونا لازمی امر ہے۔ اپنے سے اگر کسی کا کام نکلتا ہو۔ تو کوتاہی نہ کرے۔ موت ہر وقت پیش نظر ہے۔ اس لئے کسی سے ڈرنا بھی نہ چاہیئے نہ کسی سے محبت بڑھاوے۔ ایسوں کی عزّت دیوتا بھی کرتے ہیں۔

ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ہے۔ اسی طرح جوگیوں سنیاسیوں کی وجہ سے دنیا والوں کی زندگی سپھل ہوتی ہے۔ راستگو۔ حلیم۔ خلیق لوگ سنیاس دھارن کرسکتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی تپ نہیں۔ ایسے انسان دیوتاؤں کے بھی چہیتے ہوتے ہیں۔

# اَدھیائے (۹)

## اِندرا اور راجہ بَل کی کتھا

بیاس جی سکھدیو جی سے برنن کرتے ہیں۔ کہ ایک وقت راجہ اندر ایراوت ہاتھی پر سوار ہو کر گشت کو نکلے۔ ایک دھوبی کے گھر میں راجہ بل کو گدھے کے جسم میں دیکھا۔ راجہ اندر کو حیرت ہوئی۔ کہ اتنے بڑے پرتاپی اور دانی راجہ کو گدھے کی جون کیونکر ملی۔ پوچھا۔ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر سخت تحیر ہے۔ آیا آپ کو کچھ دکھ تو نہیں ہے۔ آپ کیسے گھاس پر گزارہ کرتے ہیں۔ جو خوش ذائقہ لذیذ کھانے کھاتے ہوں کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ گھاس پر گزارہ کریں۔ آپ بل وہی تم ہو سوار ہوتا تھا تو پہلے تو آپ دیوتاؤں کو بھی کچھ نہ سمجھتے تھے۔ اور راجہ مہاراجہ کو نگاہ میں نہ لاتے تھے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل پہلوان جلو میں رہتے تھے آج کیا ہو گیا۔ اس گدھے کی جون میں پڑے ہوئے مصیبتیں اٹھاتے ہو آپ کے سامنے دیوتاؤں کی استریاں۔ رمبھا۔ میکا وغیرہ ناچتی اور گاتی بجاتی تھیں۔ آپ کا وہ جواہرات سے مرصع تخت کہاں گیا۔ راجہ بل جواب دیا۔ اے راجیشور اندر۔ جب دھرم اپنا زور دکھلائے گا۔ پھر وہی ساز و سامان ہوگا۔ پورب جنم کے سنسکار سے میرا راج جاتا رہا۔ شرمندہ مت کرو۔ دانا وہی ہیں۔ جو دکھ سکھ یکساں سمجھیں۔ راجہ اندر نے ٹھنڈی سانس بھر کر پوچھا۔ کہ آپ کی سواری کو ہاتھی گھوڑے اور پیادہ ہزار گھوڑ دوڑ پر ہوا کرتی تھی آخر یہ ٹھاٹھ باٹ کہاں گیا

راجہ بل۔ لکشمی کا کہیں قیام نہیں۔ اس کا نام چنچلا ہے۔ بیکار شرم دلاتے ہو۔ اور جو پوچھتے ہو۔ کہ اس جسم میں کوئی تکلیف تو نہیں۔ تکلیف کاہے کی۔ عقلمندوں کو مصیبت اور آرام یکساں ہے۔ نہ دکھ میں دکھی۔ اور نہ دولت پا کر خوشی ہی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا افسوس کرنا فضول۔ اپنا سا حال مت سمجھو۔ جب تک اندر آسن ہاتھ نہیں آیا تھا۔ تمہارا مزاج ہی اور تھا۔ اب اس پدوی پر پہنچتے ہی مزاج بدل گیا۔ میں ایسی باتوں کو خیال میں نہیں لاتا۔ کہ پہلے کیا سکھ اٹھاتے تھے اور اب کیا دکھ ہے۔ دنیا فانی ہے۔ زمانہ انقلاب پسند ہے۔ کبھی کچھ

اور کبھی کچھ نظرِ غائر سے دیکھا جائے۔ تو سکھ اور دُکھ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اندرانی پت لچھمی کسی کے پاس نہیں رہتی۔ اور موت سے کوئی بچتا نہیں۔ جسکو اس بات کا گھمنڈ ہے۔ کہ لکشمی ہمارے ہی ساتھ ہے۔ وہ جاہل اور نادان ہے۔

اتنا کہتے ہی لکشمی استری روپ ہوکر راجہ بل کے جسم سے نکل کر سامنے کھڑی ہو گئی۔ راجہ اندر کو اور بھی استعجاب ہوا۔ پوچھا کہ یہ حسین عورت جو آپ کے بدن سے نکلی کون ہے؟

راجہ بل۔ اس دیوی کو تو میں بھی نہیں پہچانتا۔ تم خود اس سے پوچھ لو۔

راجہ اندر (حسین عورت سے) تم کون ہو؟

لکشمی۔ مجھ کو تو اس کا باپ پروجن بھی نہیں پہچانتا۔ اور نہ راجہ بل ہی مجھ سے واقف ہے۔ نہ مجھے تم جان سکتے ہو۔ نہ کوئی دیوتا۔ میرا نام لکشمی ہے۔

راجہ اندر۔ اچھا لکشمی تمہارا نام ہے۔ راجہ کے پاس بہت مدت تک رہیں۔ آخر قطع تعلق کرنے کی وجہ ہی کیا ہے۔

لکشمی۔ میرا ان لوگوں کے پاس گذارہ ہے۔ جو دان۔ برت۔ تپ پراکرم اور دھرم کے پابند ہیں۔

یہ باتیں سُنکر راجہ بل نے منہ پھیر لیا

لکشمی۔ گو راجہ بل کو برہمن بھگتی۔ راستگوئی نفس کشی میں عبور حاصل تھا۔ مگر آخرکار ایسا مغرور ہوا۔ کہ برہمنوں کی نندا کرنے لگا۔ بلکہ لوگوں سے اپنی پرستش کرانا چاہی۔ کنارہ کشی کی یہ وجہ ہوئی۔ میرا گذارہ اس کے پاس نہیں ہو سکتا۔ تمہارے پاس آئی ہوں۔

راجہ اندر۔ اے پدمالی (لکشمی کا نام ہے) کسی انسان میں اتنی بھی طاقت ہے۔ کہ تم کو اکیلا اپنے بس میں کرلے۔ اور تم اس کے یہاں پشتہا پشت رہو

لکشمی۔ کسی دیوتا اور گندھرب میں بھی طاقت نہیں۔ جو مجھے روک سکے
اندر۔ تمہیں کوئی ترکیب بتاؤ۔ جس سے علیحدگی نہ ہو سکے
لکشمی۔ جس طرح تیرے پاس رہ سکتی ہوں۔ سنو۔ میرے چار حصے کرو۔ چار پاؤں ہیں۔ ان کے رکھنے کی جگہ بتاؤ۔
اندر۔ حتی الامکان اپنے یہاں سے جانے نہ دوں گا۔ ایک چرن کا بھار پرتھوی اٹھا سکتی ہے۔ کیونکہ تمام جیووں کی پرورش کرنیوالی پرتھوی ہے۔
لکشمی۔ پہلے چرن رکھنے کی جگہ تو بتائی۔ پرتھی ہی میرا بوجھ اٹھا سکتی ہے۔ یعنی جو دھرماتما پرش ہیں۔ ان کے یہاں میرا باس ہوا کرتا ہے دوسرا چرن کہاں رکھوں۔
اندر۔ اطراف دنیا میں پانی ہی پانی ہے۔ یعنی تین حصہ جل اور ایک حصہ خشکی۔ یہی جل تیرے چرن کا بھار اٹھائے گا۔ جل سے بھی جیووں کی پرداخت ہوتی ہے۔
لکشمی۔ اچھا دوسرے قدم رکھنے کی بھی جگہ ملی۔ اب تیسرا چرن کون سہیگا؟
اندر۔ اگنی یعنی آگ۔ وہ تیسرے چرن کا بوجھ اٹھائے گی۔ کیونکہ جگ ہون وغیرہ بغیر آگ کے ہو نہیں سکتے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھرم ہے
لکشمی۔ تیسرا چرن اگنی والا بھی میں نے رکھا۔ اب چوتھے چرن کی فکر کرو۔
اندر۔ جو ودیا ور براہمن۔ سادھوؤں کے بھگت ہیں۔ اور جو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ وہی چوتھے چرن کا بھار اٹھا سکیں گے۔
لکشمی کے چاروں چرن دولت۔ تیرتھ میں خیرات۔ جگت۔ دھرم ودیا ہیں۔ اور ان کا مقام پرتھوی۔ جل۔ اگن۔ سنت۔ سادھوؤں کے یہاں ہے۔
اندر۔ اب مجھے ڈھارس ہوئی۔ کہ تو میرے یہاں سے کبھی نہ

جائے گی۔ اس لوک میں جس کے یہاں تیرا باس ہوگا۔ اور اچھے کام نہ کرے گا۔ناش کر دوں گا

راجہ بل۔ سُرگ میں سمیر نام پربت ہے۔ اس کے پیچھے برہم لوک ہے۔ اور پورب کی طرف اندر۔ برن ۔ کوبیر۔ جم چاروں دیوتاؤں کی پری ہیں۔ اور وہ چاروں پری سمیر پربت کے چاروں طرف گھوما کرتی ہیں۔ آفتاب کی روشنی سے ہمیشہ منور رہتی ہیں۔ جس پری کا ناش ہوتا ہے۔ وہاں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ اسی طرح چاروں پری پر تاریکی چھا جائے گی۔ سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اسوقت لکشمی تیرے پاس نواس کرے گا۔ اسے اندر۔ آگے آنے والے منوتر میں تیرے بجائے میری ہی حکومت ہو گی۔ تینوں اور دیوتاؤں میں جنگ ہوگی۔ اسوقت اے اندر! میں تجھ پر فتحیاب ہوں گا۔ اور تمہارا اندر آسن چھینکر زیر کروں گا۔

اندر۔ اے بل! برہما جی کی اجازت نہیں۔ کہ میں تم پر ہاتھ اٹھاؤں۔ نہیں تو ابھی بجر سے خاتمہ کر دیتا۔ خیر جاؤ۔ چھوڑے دیتا ہوں۔ یہ خیال تمام ہے۔ چاروں پری ناش ہو جائیں۔ برہما جی نے سورج کا چکر استھاپت کر دیا تھا۔ اسی نے چھ مہینے اترائن اور چھ مہینے دکشائن سورج رہتے ہیں۔ اس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم اپنا دل خوش کر لو۔

ان باتوں کے بعد راجہ بل جنوب رویہ اور راجہ اندر شمال رویہ چلتے ہوئے۔

# ادھیائے (۱۰)

# صفائی قلب کی اہمیت

بیاس جی سکھدیو جی سے مخاطب ہیں۔ کہ گرہست بان پرست اور سنیاس آشرم کا بیان ہو چکا۔ اب صفائی قلب کے اصول سنو۔

قدرت نے جو جسم اور حواس دِل و دماغ وغیرہ بنائے ہیں۔ ان کا آتما
سے تعلق ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ ہاتھ یعنی حواس خمسہ کو خود ہی حقیقت
معلوم نہیں۔ لیکن آتما انکو اپنا ظہور سمجھتی ہے۔ دنیا میں اندریوں سے آتما اس
طرح کام لیتی ہے۔ جس طرح چابک سوار گھوڑے سے۔ اندریوں سے ارتھ
ارتھ سے من۔ من سے بدھی۔ یعنی عقل بدھی سے مہاتتو یعنی (۵ عناصر سے
افضل طاقت) مہاتتو سے ابیکت یعنی قدرت کاملہ اور اس سے زیادہ کوئی
ہے۔ تو آتما۔ جس نے آتما کو پہچانا۔ وہ نجات دائمی پا گیا۔ عام ذی روحوں
کو آتما نظر نہیں آتی۔ ان کی روشنی ان لوگوں کی چشم دِل کو نظر آتی ہے
جو برہم گیانی ہیں۔ جو دھیان یوگ اور تپ کی طاقت سے اندریوں پر
غالب یعنی خواہشات نفسانی پر قابو ہو کر مہاتتو کے فضائل سے آگاہ ہو جاتا
ہے۔ جس کو پرم برہم کا گیان ہو گیا۔ یعنی سمجھ لیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ یا یہ
یقین ہو گیا۔ کہ برہم مجھ ہی میں ہے۔ وہ اور جھنجھٹوں سے چھوٹ کر موکش
کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ اور بھی نہیں۔ جو لوگ نفس کے
قابو میں ہیں۔ جن کو آتما کا گیان نہیں۔ جنہیں خواہشات نے مغلوب کر رکھا
ہے۔ وہ زندگی موت کے جھگڑوں میں پھنسے رہتے ہیں۔ آفریں ہے۔ ان
اشخاص پر۔ جو کہ تعلقات نفسانی سے علیحدہ ہو کر برہم سے دِل لگاتے ہیں
اور قلب کی ضلالت کو گیان کے پاک اور لطیف پانی سے دھو کر بہا دیتے
ہیں۔ نہ پُن ہی سے غرض نہ پاپ ہی سے منسوب ہے۔ وہ پہاڑ کی طرح اٹل
ہو کر نارائن کے دھیان میں مگن ہو جاتے ہیں۔ ان کو ہر وقت آتما سمجھے
اے بیٹا سکھدیو جی! جن باتوں کا اظہار کیا گیا۔ ان کو ہر ایک شخص نہیں
جان سکتا ہے۔ نہ شاستر پڑھنے والے ہی ان بھیدوں سے واقف ہیں
ایسی باتیں قدرت کی طرف سے دِل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی حال بھگتی
اور پریم کا ہے۔ پریم کا دِل خاص جوہر ہے۔ وہ خود ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس
کا سکھانے پڑھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ پریم یعنی سچی محبت وِدیا پڑھنے سے
نہیں آتا۔ معبود حقیقی میں جب دِل لگ گیا۔ تو پریم پیدا ہو گیا۔ اور جب

پریم ہتوا۔ تو پرماتما کے درشن ہونا دُرلبھ نہیں۔ ان اپدیشوں کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ گیان دس ہزار ویدوں کی رچاؤں سے متھ کر آبحیات کی طرح نکالا گیا ہے۔ جیسے دہی سے مکھن اور کاٹھ سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ آدمیوں کو لازم ہے۔ کہ اپنے بیٹے پوتے۔ نانی۔ نواسی کو اس گیان کی تلقین کریں یا جو بھگت پریم کے بس ہو۔ اُسے ایسا گیان سکھانا لازمی ہے۔ ایسے لوگوں کو سکھانا واجب نہیں۔ جو حواس خمسہ کے مطیع اور بندے ہیں۔ یا کبر و نخوت کے پابند لوگوں پر یہ گیان اپنا اثر نہیں دکھلاتا

# اَدّھیائے (۱)
# ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کی شناخت

سکھدیو جی اپنے پتا بیاس جی سے پوچھتے ہیں۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کے اوصاف کیا ہیں۔ بیان کیجئے

بیاس جی۔ پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش سے کل کائنات پیدا ہوئی ہیں۔ انڈج۔ اودبج۔ جراٰیج۔ سوئدج۔ یعنی انڈے سے بچے۔ پسینے۔ مٹی سے پیدا ہونے والے جانوروں کے جسم بھی کرم کے آدھین ہیں۔ جس طرح سمندروں کی لہر تھپیڑے پر اپنا زور نہیں دکھا سکتی۔ اسی طرح جیو ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پرویش کر جاتے ہیں پرلے ہونے پر تمام جیو۔ جڑ چیتن کا ناش ہو جاتا ہے۔ سب جیووں کی پیدائش پانچ عنصروں سے کی گئی۔ مگر ان میں کچھ فرق رکھا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ جیو یعنی روح جیسا کرم کرتی ہے۔ اور جس جسم کا دھیان رکھتے وقت یاد آتا ہے۔ وہ دیہہ نصیب ہوتی ہے۔

سکھدیو جی۔ عقل اور اندریوں میں جو فرق رکھا گیا ہے۔ اس سے کس طرح واقفیت ہو۔ اندریوں کے خواص کیا ہیں۔ اور کیونکر ان پر قابو ہو سکتا ہے۔

بیاس جی۔ یہ جانتے ہو کہ آواز کان اور مسامات جسم۔ ان کا تعلق آکاش سے ہے۔ سانس لینا۔ مس کرنا یعنی چھونا یہ ہوا سے متعلق ہے۔ صورت شکل آنکھ۔ اگن سے تعلق رکھتے ہیں۔ رس۔ ذائقہ خون ان میں جل کا خواص ہے۔ خوشبو۔ بدبو۔ ناک اور جسم پرتھوی سے مخلوط کئے گئے۔ ہوا سے احساس جل سے رس۔ اگن سے صورت۔ آکاش سے آواز۔ پرتھوی سے سونگھنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ خواص برابر نہیں ہوتے۔ کمی بیشی رہا کرتی ہے۔ ستوگن سے اندریاں قابو میں رہا کرتی ہیں۔ جس طرح چھوا عضو بڑھا کر کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح جو اندریوں پر قابض ہے۔ رجوگن۔ تموگن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ رجوگن۔ تموگن والے عقل سے بے بہرہ رہتے ہیں ان پر اندریوں کا تسلط ہے۔ جسم میں پانچ اندریاں۔ چھٹا من۔ اور ساتواں ادراک یعنی سمجھ ہے۔ آٹھواں آل آتما ہے۔ جس سے دنیا کے حوادثات پر نظر پڑتی ہے۔ اور نیک و بد میں تمیز ہو سکتی ہے۔ ستوگن میں ادراک یعنی سمجھ کا پلہ بھاری ہے۔ ستوگن والے کبھی بدکام کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کے اوصاف جداگانہ ہیں ان کے گنوں کا لحاظ رکھے۔ جو شانت چت اور روشن ضمیر ہے۔ وہ ستوگن ہے۔ جنہیں افکار دنیوی سے نجات نہیں۔ سمجھ لو۔ کہ رجوگن کا بندہ ہے۔ جو لالچی و دغاباز کور نفس ہو۔ اس پر تموگن سوار ہے۔ ہر دلعزیز ہونا۔ ہر وقت خوش رہنا۔ بغیر سوچے ہوئے کام میں ہاتھ ڈالنا۔ نارائن کے بھجن میں محو ہونا بھی ستوگن ہے۔ غرور۔ دروغگوئی۔ لالچ حرص حسد وغیرہ جو رجوگن کے لکشن ہیں۔ اسی طرح پریشان خاطری آلکسی سستی۔ تموگن کی باتیں ہیں۔ ستوگن والے برہم پرماتما میں لپٹ ہو جاتے ہیں۔ رجوگن اور تموگن والے انسان نرک بھوگتے ہیں۔

# ادھیائے (۱۲)

## برہم یعنی پرماتما سے یکجائی

شکھدیو جی۔ پتا جی! برہم گیان کے سننے کی ہوس ہے۔ برنن کیجیے

بیاس جی! جس طرح لڑکا باپ کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اس طرح عقل کی محکوم اندریاں ہیں۔ اندریوں پر قبضہ کرنے کا لڑکا تپ اور دھرم ہے۔ عقل کے ذریعے سے اندریوں کو محکوم کر کے جیت پر قبضہ کرے۔ تب اندریاں ہر طرف سے دل اُچاٹ کر برہم کے حاصل کرنے میں مددگار ہونگی۔ اور فہم و ادراک کے وسیلے سے پرم پرماتما کا جلوہ دکھائی دیگا۔ جو مہاتما گیانی ہیں۔ سب کی آتما پرماتما سمجھتے ہیں۔ جس طرح پھول اپنی خوشبوؤں سے ہوا میں پھیل کر دماغ میں تازگی بخشتے ہیں اور اپنی خوشبو واقف نہیں۔ کہ اس میں کیا اثر ہے۔ اسی طرح عقل پنچ تتوں نہیں پہنچا نتی۔ کہ وہ کیونکر پیدا ہوئی۔ اور کہاں سے آئی۔ کہاں جائیگی۔ انتر آتما۔ جسم کے اندر گیان کی روشنی سے آتما کو دیکھ رہا ہے۔ ہے پتر سکھدیو جی! تم بھی اندریوں کو قابو کر کے گیان کا چراغ جلا کر ہر دسے میں پرماتما کو دیکھو۔ دنیا میں برہم گیان حاصل کر کے پاپ سے نجات پا سکتے ہو۔ دیکھو سانپ آسانی سے کنچلی چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح تپ کر کے پاپ کو چھوڑ دوگے۔ جسم ایک قسم کا دریا ہے۔ جس میں لوبھ موہ۔ ترشنا کام۔ کرودھ۔ جھوٹ بولنا چوری۔ دغا بازی۔ کینہ حسد ایسے جانوروں کا نواس ہے۔ مگر اور گھڑیال کی طرح شکار کی گھات میں تاک لگاتے ہوئے ہیں۔ ان سے بچو۔ اور گیان اور تپ کی کشتی پر سوار ہو کر بھوساگر سے پار اُترنے کی کوشش کرو۔ برہم گیان کی پہاڑی پر چڑھ کر کام۔ کرودھ لوبھ سے گھبرے ہوئے لوگوں کی

حالت پر افسوس کر کے ایسا اپدیش کرو۔ کہ وہ بھی اس سنسار سے پار اُترنے کی کوشش کریں۔ عورت ہو۔ خواہ مرد۔ جو اس برہم گیان کو جان لیگا۔ وہ آواگون سے چھوٹ جائیگا۔ یہی ویراگیوں اور سنیاسیوں کا مت ہے۔

# ادھیائے (۱۲)

# جسم میں عقل۔ دل اور اندریوں کی حکومت

بیاس جی۔ سکھدیو جی سے فرماتے ہیں۔ کہ دل میں نفس امارہ کا درخت ایسا خوشگوار ہے۔ کہ جو مرتے دم تک کملاتا نہیں۔ وہ موہ کے تخم سے پیدا کیا گیا۔ اگیان اس کی جڑھ ہے۔ اور مایا کپٹ کے جل سے اسکی آبپاشی کی گئی۔ اس میں غیبت اور عیب جوئی کی کونپلیں پھوٹیں رنج افکار اسکی ٹہنیاں ہیں۔ حسد اور لالچ کے پتوں سے ہرا ہو رہا ہے۔ اس چھتنارے درخت کے نیچے کور باطنوں کا مجمع رہتا ہے۔ اور اس کے زہریلے پھل کی تمنا میں اپنا عزیز وقت کھوتے ہیں۔ دانا عاقل لوگ گیان کے تیر سے اسکی بیخ کنی کرتے ہیں۔ اور اس کی زہریلی ہوا سے نجات پاتے ہیں۔ جاہلوں کے لئے وہ درخت حنظل سے کم نہیں۔ جو اس کے سائے کے نیچے آیا۔ دین و دنیا دونوں خراب کیں۔ قالب عنصری بھی ایک آباد شہر ہے۔ عقل کا سکہ بیٹھا ہوا یعنی عقل ہی کی حکومت ہے۔ دل اس کا وزیر۔ اندریاں شہر کی رعایا ہیں۔ ان کی پرورش جگ۔ تپ اور نیک کاموں کے وسیلے سے کی جاتی ہیں۔ رجوگن تموگن۔ یعنی راجس تامس اہلکار۔ کرم پھل۔ سکھ دکھ ملازمان خاص کا

ڈنکہ بج رہا ہے۔ اہنکار ان سب کا سردار ہے۔ راجسی۔ تامسی لوگ پرابستری گمن کرتے ہیں۔ اس پاپ سے دِل اور عقل دونوں گناہوں میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اِندریوں کے سریلے نغمے سُن سُن کر راجہ یعنی عقل کا چِت بھی ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے۔ دھن دولت یعنی سُکھ کا ناش ہو جاتا ہے۔ عقل اور دِل سے باہمی جھگڑے ہوا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے شہروں میں کھلبلی پڑ جاتی ہے۔ اور وہ راجسی سُکھ فنا ہو کر دُکھ پراپت ہوتا ہے۔ رجوگن کی فوج چاروں طرف محصور کر لیتی ہے۔ شہر کی رعایا یعنی اندریاں راجہ کی دُشمن ہو جاتی ہیں۔ اور راجہ کو گرفتار کر کے رجوگن کے سامنے مشکیں باندھ کر کھڑا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح شریر کا ناش ہو جاتا ہے۔ اور جیو اپنا کرم دوسرے جسم میں بھوگتا ہے۔

## اَدّھیائے (۱م)
## موت کی پیدائش

راجہ جدھشٹر۔ جب روح اس جسم کو چھوڑ دیتی ہے۔ دوسرے جسم میں پرویش کرتی ہے۔ تو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جاتا ہوتا ہے مہابھارت میں بڑے سوبیر کام آئے۔ لوگ کہتے ہیں۔ مر گئے۔ اس لفظ سے یہ نہیں ظاہر ہوتا۔ کہ کون مرا۔ آیا جسم مرا یا جیو کا ناش ہوا۔ یہ بھی فرمایئے کہ آخر موت کب سے ہوئی۔ اور کون ہے؟

بھیشم جی۔ کسی زمانے میں انو کمپک نامی ایک راجہ ہوا۔ غنیم نے اس کے اُوپر چڑھائی کی۔ اتفاق سے گرفتار ہو گیا۔ ہری اس کا بیٹا لڑائی میں کام آیا۔ انو کمپک راجہ اپنے پسر کے غم میں ایسا مبہوت ہوا کہ بُت بنا بیٹھا رہتا تھا۔ ایک دِن مہارشی نارد جی کا گزر راجہ کے یہاں ہوا۔ راجہ نے رو رو کر ساری داستان سنائی۔

نارد جی۔ جب برہما جی نے سرشٹی رچی۔ تو اتنے انسان پیدا ہوئے کہ زمین پر آدمی اور جیو ہی جیو نظر آنے لگے۔ برہما جی فکر مند ہوئے۔ کہ اس قدر انسان اور جیو پیدا ہوئے۔ جب تک ان کا ناش نہ ہوگا۔ پرتھوی پر رہنے کو جگہ نہ ملے گی۔ اُسی وقت برہما جی کے چہرے پر ایسا جلال پیدا ہوا۔ جس کی آنچ سے ہزاروں لاکھوں جیو جل کر خاک ہو گئے۔ مہادیو جی یہ کیفیت دیکھ کر برہما جی سے بولے۔ آپ کے تیج کی اگن سے بیچارے جیو بھسم ہوئے جاتے ہیں۔ آپ دیا کیجئے۔ برہما جی نے تیج کو سمیٹ لیا۔ تب ان میں ایک سیاہ فام عورت جس کی خونخوار لال لال آنکھیں۔ اور جبہ سرخ اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے تھی۔ سامنے آئی۔ برہما جی اس عورت سے مخاطب ہوئے۔ تیرا نام اجل ہے۔ روح قبض کرنے کی خدمت تیرے سپرد کی جاتی ہے۔ سیاہ فام عورت نے جواب دیا۔ کہ مہاراج۔ یہ بڑا بھاری ادھرم مجھ سے کیونکر ہوگا۔ بچے جوان بڈھے غرض کسی کی جان لینا گناہ کبیرہ ہے۔ اتنے بڑے گناہ کی معافی بھی ناممکن ہے۔ البتہ اگر اجازت ہو۔ تو تپ کروں۔ برہما جی نے کہا۔ بہتر ہے پہلے تپ کرو۔ پھر میری ہدایت پر کام کرنا۔ میرا بردان ہے۔ کہ تجھے جان مارنے کا عذاب نہ ہوگا۔ سیاہ فام عورت نے بہت بڑا تپ کیا۔ برہما جی اس کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ تپ ہو چکا۔ اب اجازت ہے۔ کہ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ عورت نے وہی جواب دیا۔ کہ ایسا ادھرم مجھ سے کیونکر ہو سکیگا۔ برہما جی بولے۔ کہ تجھے جان مارنے کا دوش نہ ہوگا۔ تب اس عورت نے برہما جی کو ڈنڈوت کر کے عرض کی۔ کہ جو حکم ہوگا۔ بجا لاؤں گی۔ اس وقت سے موت تمام جیووں کا ناش کرنے لگی۔ جتنی جس کی عمر ہوتی ہے۔ اپنی عمر پہ پہنچکر آخر مر جاتا ہے۔ ہے راجن! تمہارے لڑکے اتنی ہی اوستھا تھی۔ موت اس کو پکڑ لے گئی۔ بیکار رنج کرتے ہو۔ اور جو تم غم کے پھندے میں پھنسے ہو۔ سری نارائن جی کا دھیان کرو۔ جلدی چھٹکارا ہو جائیگا۔

نارد جی۔ انو کمپا راجہ کو سمجھا بجھا کر غائب ہو گئے۔ اسے جلد ختم

زندگی اور موت خواب کی سی حالت ہے۔ کرموں سے جنم مرن ہوتا ہے۔ تمہارا سوال یہ تھا۔ کہ موت کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ قالب عنصری میں جو ہوا کی طرح سانس چلتی ہے۔ جب یہ بند ہو جاتی ہے۔ تو سب اندریوں کا راجہ جیو جسم سے پرواز کر جاتا ہے۔ جیو کے نکل جانے پر مٹی پڑی رہ جاتی ہے۔ اور اسی مٹی کی موت ہوتی ہے۔ جیو آتما کی موت نہیں ہوتی۔ دیوتا بھی اپنے کرموں کی وجہ سے زمین پر جنم لیتے ہیں۔ اور جو لوگ اچھے کرم کرتے ہیں۔ وہ دیوتا ہو جاتے ہیں۔ اے راجن! دھرم دان منش کبھی ہتیا نہیں کرتے۔ جیسے اپنی جان پیاری ہے۔ وہ دوسروں کی جان کا درد بھی سمجھ سکتا ہے۔ غریب مفلسوں کو اپنے گرہ سے روپیہ دینا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا یہ اُتم مارگ ہے۔ جب دولت ثروت بہو وی ہے۔ تو دھرم فرائش ہونا چاہیئے۔ ایسا ہی مصیبت کے وقت ست پہ قائم رہنا۔ جیووں کو نہ ستانا دھرم کہا گیا ہے

# اُدھیائے (۱۵)

## تلادھاری بنیے کا سمباد۔ اور جاجلی برہمن کا قصہ

بھیشم جی۔ راجہ جدھشٹر سے فرماتے ہیں۔ کہ جاجلی نام برہمن نے سمندر کے کنارے تپ کیا۔ تب سے اس میں طاقت ہو گئی۔ کہ آسمان سے زمین تک جس مکان میں جی چاہتا۔ اڑ کر چلا جاتا۔ برہمن کو اپنے تپ پر بڑا ناز تھا۔ وہ کسی کو کچھ مال نہ سمجھتا۔ ہر وقت اپنی ہی بڑائی کیا کرتا۔ ایک روز بڑائی کیا کرتا۔ ایک روز برہمن کے پاس کوئی لسناچر آیا۔ برہمن اپنے فضائل کا منصف ہوا۔ لسناچر نے جواب دیا۔ کہ خود ستائی بڑا عیب ہے

تپیشری ہو کر ایسی بات منہ سے نکالتے ہو۔ اتنا بڑا ادھر یاتما تلا دھاری بنیا کاشی پوری میں رہنے والا بھی ایسے بول نہیں بولتا۔ تم اس کے پاسنگ برابر بھی نہیں ہو۔ جاجلی برہمن کو اس کی ملاقات کی تمنا ہوئی۔

**جدھشٹر**۔ پتامہ جی! جاجلی کو اتنی طاقت کیونکر ہوئی۔ کہ بحر و بر کی گشت لگا سکے

**بھیشم پتامہ**۔ جاجلی کو تپ بڑے زوروں کا ہوا۔ کچھ دنوں بزا مار گنگا کے کنارے صرف گنگا جل ہی پی کر ریاضت کرتا رہا۔ کچھ برس سوکھے پتے کھائے۔ بعد اسکے سمندر کے کنارے کسی مقام پر بیٹھ کر سماوھی لگالی۔ لمبی لمبی جٹاؤں میں اکثر چڑیوں نے گھونسلے بنا کر انڈے بچے دیئے۔ جاجلی نے سماوھی سے آنکھ کھولی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی جٹاؤں میں چڑیوں نے نشیمن بنایا ہے۔ اور گھونسلوں میں انڈے بچے ہیں۔ جاجلی بیٹھا رہا۔ ہلا تک نہیں۔ جب انڈوں سے بچے نکلے۔ اور چڑیوں نے ان کی پرورش خاطر خواہ کرلی۔ وہ بڑے ہو کر بن میں چگنے کے واسطے نکل جاتے بسیرے کے وقت پھر اپنے گھونسلوں میں واپس آتے۔ کچھ سال یونہیں گزر جانے پر وہ بچے بڑے ہو کر جنگل کو چلے گئے۔ جاجلی بھی فرصت پاکر جہاں تہاں پھرنے اور تپ کا بکھان کرنے لگا۔ دیوتاؤں نے آکر سمجھایا۔ کہ تپ پر گھمنڈ کرنا مناسب نہیں۔ تلا دھاری ویش نے گرہست آشرم میں رہ کر ایسا تپ کیا۔ کہ اس کے سولہویں حصے کے برابر بھی تمہارا تپ نہیں۔ جاجلی برہمن تلا دھاری کی ملاقات کا شایق ہوا۔ اور کاشی پہنچکر تلا دھار کے پاس گیا۔ تلا دھار نے خوب آؤ بھگت کی۔ اور مستفسر حال ہوا۔ کہ مہاراج آپ کیوں آئے۔ جو ضرورت ہو فرمایئے۔ بجا لاؤں۔

**جاجلی**۔ تمہارے درشنوں کی تمنا تھی۔ پوری ہوئی۔ البتہ ایک حیرت ہے۔ کہ ترازو و بٹہ لیئے جنس تول رہے ہو۔ تپ کرنے کا موقعہ کیونکر ہاتھ آیا۔ تمہارے تپ کا بکھان دیوتا تک کرتے ہیں۔

**تلا دھار**۔ میں کیا اور میرا تپ ہی کیا۔ آپ نے البتہ تپ کیا ہے

کہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر ایسی سمادھی لگائی۔ کہ پرندوں نے جٹاؤں میں گھونسلے بنائے۔ انڈے بچے دیئے۔ جب وہ جوان ہو کر ماں باپ کے ساتھ دوسرے بن کو چلے گئے۔ تب آپ وہاں سے اُٹھے۔ اور دنیا کی سیر کرنے لگے آپ کو اپنے تپ کا گھمنڈ ہؤا۔ مگر میرا ابھمان کرنا کسی طرح زیبا نہیں۔ غرور سب پاپوں کی جڑھ ہے۔ غروری سے تپ کی فضیلت جاتی رہتی ہے۔

جاجلی۔ تم کو حال کیونکر معلوم ہؤا؟

تُلا دھار۔ آپ کی طرح میں نے سمادھی نہیں لگائی۔ صرف سچ بولنا اپنا طریقہ رہا۔ روزگار سے بال بچوں کی پرورش مدنظر رکھی۔ ماں باپ کی سیوا کرنا میرا دھرم ہے۔ شرابخوری اور گوشت خوری سے قطعی نفرت رہتی ہے۔ شیریں بیانی سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کئے ہوں۔ سب مجھے عزیز سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ کوئی میرا شاکی نہیں۔ امکان بھر اُپکار بھی کرتا ہوں جو سادھو شریف بھوکے پیاسے آجاتے ہیں۔ حسب مقدور ان کی خاطر مدارات میں کوتاہی نہیں ہوتی۔ سب جیووں پر دیا کرنا اور ہنسا وغیرہ کرموں سے مجتنب رہنا بھی میرا دھرم ہے۔ پرماتما کا ظہور سب جیووں میں دیکھنا۔ سچ بولنا۔ ہنسا نہ کرنا۔ یہ باتیں کچھ ایسی ہیں۔ کہ ان کی ہمسری تپ کرنے سے بھی نہیں ہوتی۔ دیکھو دنیادار لوگ بیلوں کو بدھیا کرکے ناک میں رسّی ڈالکر ان پر بوجھ لادتے ہیں۔ بکری۔ بھیڑ۔ پشو پکشی وغیرہ مار کر کھا جاتے ہیں اپنی ناموری کے لئے دوسروں کو قید کراتے۔ چوری کرکے مال غصب کر لیتے داس داسیوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو دوزخ کی آگ جلادیگی اے جاجلی! ہر جیو میں دیوتاؤں کا نواس ہے۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ برہما جن مہیش۔ جمراج وغیرہ بدن میں باس کرتے ہیں۔ اس لئے جیووں کی جان لینا دیوتاؤں کو مارنا ہے۔ بکرا اگن روپ مینڈھا۔ برن روپ۔ گھوڑا۔ سورج روپ۔ گئو اور بھیڑ اچار رساں روپ۔ پرتھوی پراٹ روپ۔ اس کو بیچنے سے خوشحالی نہیں ہو سکتی۔ ان پشو پکشیوں کو کیچڑ مٹی پانی میں باندھ ڈالتے۔ مکھی مچھر ان کو ستاتے ہیں۔ وہ بیچارے بالکل بیزبان ہیں۔ کوئی

آفت ہو۔ منہ سے کہہ نہیں سکتے۔ اس پرطرہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بوجھ لاد کر مارتے پیٹتے لے جاتے ہیں۔ زخم پر زخم پڑتے ہیں۔ مگر اُف تک منہ سے نہیں نکلتی۔ کندھے چھل جاتے ہیں۔ چوتڑوں پر گہرے زخم پڑ جانے سے خون بہتا ہے۔ ایسی ایسی تکلیفیں سہہ کر آخر کار وہ مر جاتے ہیں۔ ان باتوں کا خیال کرکے مجھے بھی پسند آیا۔ کہ گھی۔ گڑ تیل غلہ وغیرہ بیچکر بال بچوں کی پرورش کرونگا۔ گائے بیل کا مارنا وید میں مہا پاپ لکھا ہے۔ گائے ابدھ ہے۔ یعنی بدھ کے لائق نہیں۔ اس کے دودھ کا مقابلہ آبحیات بھی نہیں کرسکتا۔ دہی گھی۔ مکھن اور لطف مٹھائیاں دودھ ہی سے بنتی ہیں۔ اگر گائے نہ ہو۔ تو انسان کی زندگی دشوار ہو جائے۔ اس کے بچے ہل سے کھیت جوتتے ہیں۔ اگر کھیت جوتا نہ جائے۔ غلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو جیووں کی پرداخت مشکل۔ گئو کے برابر اور کوئی جانور نہیں۔ گئو سے زندگی ہے۔ راجہ نہک سے رشیوں منیوں نے فریاد کی۔ کہ آپ نے گئو اور بیلوں کو مارا ہے۔ ہم آپ کے دیش میں رہتے ہیں۔ یہ ہتیا ہم کو بھی ہوئی۔ دیوتاؤں نے ایک سو ایک روگ یعنی بیماریاں پیدا کیں۔ اور رعیت کو ہتیا کی وجہ سے بیماریوں نے گھیر لیا۔ راجہ نہک نے جگ کروانا چاہا۔ لیکن دیوتاؤں اور رشیوں نے کہا۔ کہ تو پاپی آدمی ہے۔ تیرا سب ہم کسی طرح قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے اسے جاجلی! جیو ہتیا کرنا بڑا پاپ ہے۔ انسانوں کو جان سے مارنا نہیں۔ بلکہ بے زبانوں پر رحم کرنا جائز ہے۔ یہی میرا مذہب ہے ✤

# ادھیائے (۱۶۱)

## وہ جگ ناجائز ہے جس میں بلیدان ہو

جاجلی۔ اس سے تو معلوم ہوا۔ کہ جگ کرنے سے بھی ہتیا نہیں جاتی۔ ناستک لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہو۔

تلادھار۔ جگ کی نندا نہیں کرتا ہوں۔ نہ میں ناستک ہوں۔ دید منوں یا

نے وید پڑھنا چھوڑ دیا۔ خود جگ نہیں کرتے۔ بلکہ چھتریوں سے جگ کراتے ہیں۔ جگ میں پشوؤں کی قربانی ہوتی ہے۔ یہ جگ سناتن نہیں ہے۔ برہمنوں کا جاری کیا ہوا ہے۔ کرموں ہی سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ اور جب دل مکروہات دُنیا سے پاک ہو گیا۔ گیان کی روشنی سے منور ہو گیا۔ اے جاجلی! حرص اور طمع سے ناجائز فعل سرزد ہوتے ہیں۔ ہنسا آتمک جگ کرانے سے عذاب جگ کرنے والے پر ہوتا ہے۔ اُتم جگ کے تین طریقے ہیں۔ اس سے دیوتاؤں کے درشن بھی ہو جاتے ہیں۔ اوّل نمسکار۔ دوسرا جپ تیسرے دیوتاؤں کا بھاگ نکالنا یعنی ہب ہون۔ جگ وید کی ہدایت کے موافق کئے جاویں۔ تو دیوتا بہت جلد خوش ہو جاتے ہیں۔ ہنسا آتمک جگ وید میں کہیں لکھا۔ آہوتی جو اگن میں دی جاتی ہے۔ وہ سورج کے پاس پہنچتی ہے۔ سورج سے بارش اور بارش سے غلہ۔ غلے سے جو پیدا ہوتے ہیں۔ جو طمع کے بس میں ہو کر وید کے خلاف جگ کرتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی لوبھی ہوتی ہے۔ اُن کے قلب تیرہ ہوتے ہیں۔ موکش کا پدارتھ نصیب نہیں ہوتا۔ جگ میں پشوؤں کا مارنا جائز نہیں۔ بناسپتی پھل پھول ہی سے جگ کرنا زیبا ہے۔ ایسے جگ میں لالچی آدمی اپنا نفع نہیں دیکھتے

**جاجلی۔** تلادھار مہتر! کسی رشی منی سے آج تک ایسا جگ سننے میں نہیں آیا۔ برہمنوں نے اشومیدھ۔ گئو میدھ جگوں کو چھتریوں سے کروایا۔ ایسے جگوں میں جیوؤں کی ہتیا ہوتی ہے۔ لعض کہتے ہیں۔ کہ جگ بغیر بلیدان کے ہوئے پورا نہیں ہوتا۔ تمہاری باتوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہنسا تمک بھی ہے۔ اور اس جگ کی ویدوں میں بڑی دھوم لکھی ہے۔ مہربانی کر کے وضاحت کے ساتھ اس جگ کی کیفیت برنن کیجئے۔ اور یہ بھی بتائیے۔ کہ برہمنوں نے ایسا اُتم جگ کیوں چھپایا؟

**تلادھار۔** لالچی اور لوبھی برہمنوں نے اپنا مطلب گانٹھنے کی خاطر ایسا جگ کرنا بند کر دیا۔ جگ میں گئو کا گھی۔ دودھ دہی ہونا چاہیئے۔ جن سے آہوتیاں دی جاتی ہیں۔ بید وکت جگ میں غلے کے سوا سے پھل پھول بناپتی

تل - شکر - پھول - سپاری - ناریل - روئی - تیر تھوں کا جل ہونا ضروری ہے - گئو کی پونچھ پر پتر ترپن کرے - اور جل سے سینگ دھو کر اشنان کرے - چرنوں کی رج ماتھے پر لگاوے - ان باتوں سے پاپ دور ہو جاتے ہیں - سورگ مل جاتا ہے - بغیر عورت کے کوئی جگ نہیں ہوتا - اتفاق سے اگر عورت نہ ہو تو مذکورہ بالا چیزیں مہیا کر کے شردھا روپ استری کو اپنے پاس بٹھا کر جگ کرے - اور سرب ویاپک بشن بھگوان کا پوجن کر کے ہون کرے پشوؤں کا بدھ کرنا منع ہے - اپنا جیو جو پشو کی طرح چنچل ہے - اسی کا بدھ کرنا اُتم خیال کیا گیا ہے - یعنی نفس پر قابو پانا - ست روپ ندی میں اشنان کرنا - آتما روپ تیرتھ پر ایسے جگ کرنے سے سورگ پراپت ہوتا ہے - مقدور بھر جو جگ کیا جگ کرے - وہی پھل کا داتا ہے - جگ کرنے سے پھل کی تمنا کرنا بے سود سمجھے - کیونکہ جگ سے پھل خواہ مخواہ مل ہی جائیگا - جو کامنا یا خواہش کی وجہ سے جگ کئے جاتے ہیں - وہ نشٹ پھل یعنی اُن سے کوئی اچھا نتیجہ حاصل نہیں ہوتا - غرضیکہ تلادھاری کے اپدیش سے جاجلی برہمن کا دل پاک ہو گیا - وہ تو کچھ دنوں دنیا میں رہ کر سورگ میں چلے گئے -

## ادھیائے (۱۷)

## اہنسا جگ کی فضیلت

**بھیشم جی** - اسی طرح راجہ بچکھن نے گئو میدھ جگ میں کیا ایک طرف لاغر اندام نحیف الجثہ بیل دکھائی دیا - دوسری طرف کئی گائیں منہ لٹکائے اداس کھڑی ہیں - بے رحم برہمن جگ کے آغاز میں مصروف ہیں - راجہ بچکھن کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے - افسوس کر کے بولے - انہیں گئوؤں کی بدولت تمام جیووں کی پرورش ہوتی ہے - انہیں گئوؤں کی گردن پر تیز دھار والی تلوار چلا چاہتی ہے - ہائے انہیں گئوؤں کی گردن کاٹ کر جگ

ہیں چڑھائی جائے گی۔ میں چھتری دھرم ہوں۔ میرا فرض ہے۔ کہ گئو رکھشا کروں۔ کوڑھ مغز۔ بدباطن برہمنوں نے ہنسا تمک جگ تو چھتریوں کے لئے بنایا۔ اور اپنے لئے دوسرا جگ مقرر کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہنسا پر جان دینے والے لوگوں کی چاہ سے ایسے جگ بنائے گئے۔ ان پر افسوس ہے۔ جو شکار کرکے پشوؤں کی جان لیتے ہیں۔ اور ان کے گوشت سے مزہ چکھتے ہیں ویدوں میں ہرگز یہ احکام نہیں۔ کہ پشوؤں کو مار کر بھکشن کرے۔ جو لوگ وید کے خلاف جانوروں کو حلال کرکے اچھے پدارتھوں کی چاہ کرتے ہیں۔ انہیں گیان تو ہے نہیں۔ عقل کے اندھے وید مارگ کو جھوٹا بتلاتے ہیں۔ اپنے سُول کی خاطر ہنسا تمک جگ پیدا کرکے موکش کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔ وید میں جان مارنے کی سراسر ممانعت ہے۔ اور یہی دھرم سب میں برتر خیال کیا گیا ہے۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ گرہست آشرم والا ہنسا سے بچ نہیں سکتا۔ عیال دار انسان اہنسک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انہیں تو صبح ہوتے ہی پیٹ کی سوجھتی ہے۔ چولہا چوکا دیتے ہیں۔ اکثر چھوٹے چھوٹے کیڑے جو نظر نہیں آتے۔ مر جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نادانستگی میں جو پاپ ہوتا ہے۔ اس کا کفارہ صرف یہی ہے۔ کہ بھوجن تیار ہونے کے بعد کل جیوں کو بشو ارپن کرکے بھوجن لے کر چولھے میں ڈال دے۔ اگن دیوتا سب دیوتاؤں میں پرسدھ ہے۔ ان کے منہ میں پڑنے سے جس دیوتا کا بھوگ لگانا منظور ہوتا ہے۔ جو انسان ماس کی لذت کے واسطے جگ کو بدنام کرتے ہیں۔ ان کی موکش نہیں ہوتی۔ گوشت شراب غرضیکہ کل نشیلی چیزوں کی وید ممانعت ہے۔ ودیا وان مرتاض اور عابدوں نے ایسی چیزیں قطعی چھوڑ دی ہیں برہمن سب جگوں میں بشن بھگوان کا بھوجن کرتے ہیں۔ بشن کی فضیلت تمام دیوتاؤں میں مقدم خیال کی گئی۔ ان کی پوجن پھول پھل وغیرہ سے کی جاتی۔ ان کی پوجا میں ہتیا کرنا منع ہے۔ پھل۔ میوہ پکوان بنا کر پوجا کرنا مناسب ہے۔ نہ کہ جیو مار کر چڑھانے سے دیوتا خوش ہوتے ہیں

---

# ادھیائے (۱۸)

## راجہ اندر اور اہلیا کا سمباد

**راجہ جدھشٹر**۔ بغیر تجربہ کئے کام میں ہاتھ ڈالنا عقلمندوں کا دستور نہیں۔ مگر بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں توقف کرنا باعث نقصان ہے۔ ایسی حالت میں کن اصولوں کی پابندی ہو؟

**بھیشم جی**۔ انگرا رشی کے خاندان میں چرکاری برہمن تھے۔ ہر ایک کام سوچ سمجھ کر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام چرکاری رکھا گیا۔ (چرکاری یعنی دیر میں کام کرنیوالا) گوتم رشی کا بیٹا چرکاری نہایت ذہی فہم نشیب و فراز سمجھنے والا گزرا ہے۔ جو اپنی ماتا کی جان بچا کر باپ کا نیکنام بنا۔ جب تک انجام سوچ نہ لیتا۔ کوئی کام نہ کرتا۔ چنانچہ لوگ اسے آلکسی اور سست کہا کرتے تھے۔ اور بے عقل و بدتمیز جانتے تھے۔ ایک روز راجہ اندر گوتم رشی کے مکان پر گئے۔ گوتم رشی کی استری اہلیا نہایت حسین اور طرحدار تھی۔ اس کا حسن و جمال دیکھتے ہی راجہ اندر آپے سے باہر ہو گئے۔ خواہشات نفسانی نے رنگ جمایا۔ مباشرت کے طالب ہوئے۔ چونکہ اہلیا عصمت مآب عورت تھی۔ اس کے آگے پیش جانا محال سمجھا۔ ناچار گوتم رشی کا روپ بھرا۔ اور پاکدامن اہلیا سے ہم آغوش ہو کر دلی مقصد پورا کیا۔ گوتم رشی اندر کے جعل سے واقف ہو گئے۔ چرکاری نامی بیٹے سے اہلیا کو قتل کرنے کی فہمائش کی۔ یہ کہکر گوتم رشی غصے میں بھرے ہوئے جنگل کی طرف چل دیئے چرکاری عجیب الجھن میں پڑا۔ نہ باپ کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہے۔ اور نہ ماں پر ہاتھ چلانا منظور ہے۔ کیونکہ وہ بے خطا ہے۔ اگر باپ کا حکم نہیں مانتا۔ تو حکم عدولی ہوئی جاتی ہے۔ اگر ماں کو قتل کرتا ہے۔ تو عورت اور پھر ماں۔ ایسی پاکباز عورت پر ہاتھ چلانا احکام شاستر کے خلاف۔ پتا کی

فرمانبرداری کرنا لڑکے پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ جسم پتا ہی کا ہے۔ پتا کا جو حکم ہو اس سے انکار کرنا بھی ادھرم ہے۔ باپ کی خوشی اپنی خوشی۔ پتا کی خدمت کرنے سے سورگ ملتا ہے۔ مگر ماتا کا بھی بڑا حق ہے۔ اس نے دس مہینے حمل میں رکھا۔ حمل کی تکلیفیں اُٹھائیں۔ پیدا کیا۔ اور مصیبتیں جھیل جھیل کر پالا۔ اگر ماں سلامت ہے۔ تو بچہ سو برس کا بھی ہو جائے۔ مگر ماں کی نظروں میں بچہ ہی رہیگا۔ بیٹا ہی کہہ کر پکاریگی۔ ماں کے مرجانے سے بچے کی طبیعت بجھ جاتی ہے۔ دل کا کنول کملا جاتا ہے۔ ماں کی سلامتی سے اگر لڑکا معمر یعنی رسیدہ بھی ہو جاوے۔ مگر اُس کو بڑھاپے کی تکلیف نہیں ہونے پاتی ماں سے بڑھ کر بچے کا سدھار کوئی نہیں کر سکتا۔ بدکار عورت کا مار ڈالنا اصولاً جائز ہے۔ مگر میری ماں بدکردار نہیں۔ وُہ پاکباز ہے۔ بے قصور ہے۔ راجہ اِندر نے چھل کر کے اس کی عصمت بگاڑی۔ وُہ کیا جانتی تھی۔ کہ گوتم نہیں۔ راجہ اِندر ہے۔ ہاں وہ عورت جس پر شہوت غالب ہے۔ کسی غیر مرد سے ہم بستر ہو۔ تو مارنے کے لائق ہے۔ میری ماں پتی برتا ہے۔ میرا باپ اس کا سوامی ہے۔ میری ماں خاوند کو دیوتا سروپ جانتی ہے۔ وُہ نہیں جانتی۔ کہ گوتم بنکر اندر نے اُسکی آبرو مٹائی۔ ایسی حالت میں میری ماتا گنہگار نہیں۔ ہاں راجہ اِندر کو جو سزا دیجاوے۔ وُہ کم ہے۔ کیونکہ خطاوار راجہ اِندر ہے۔ اِندر نے قصور کیا۔ اور ماتا بے قصور۔ میری صلاح میں تو ماتا کو مارنا ناجائز ہے۔

ادھر چرکاری برہنہ شمشیر لئے اپنی الجھنوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اتنے میں گوتم رشی بھی پچھتا رہا تھا۔ کہ ناحق اپنی پتی برتا استری کے مارنے کی اجازت لڑکے کو دے آیا۔ بیشک وُہ بے قصور ہے۔ پاپ کا بھاگی راجہ اندر ہے جس نے چھل کر کے میرا روپ دھارن کیا۔ اور اہلیا کے پاس میرے بستر پر سویا۔ تین لوک کا راجہ اِندر ہو کر مجھ غریب کے گھر آیا۔ میں نے حسب لیاقت اس کی دعوت کی۔ آؤ بھگت میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اس نے میرے ساتھ چھل کیا۔ کاش اہلیا اس کی صورت پر مفتون ہو جاتی۔ اور اس سے طالب وصل ہوتی۔

تو البتہ اہلیا کا قصور تھا۔ یہ سوچتے ہوئے لمبے لمبے قدم دھرتے گوتم رشی گھر آئے۔ دیکھا۔ کہ چرکاری ننگی تلوار لئے ماتا کے سر پر کھڑا سوچ رہا ہے۔ چرکاری گوتم کو دیکھتے ہی دوڑا۔ اور تلوار پھینک کر قدموں پر گر پڑا۔ گوتم رشی بولے۔ اے چرکاری۔ تساہلی اور سستی اس وقت کام آگئی۔ تو نے اپنی ماں کی جان بچائی۔ یہ کہکر چرکاری کو چھاتی سے لگا لیا۔ اہلیا کی طرف دیکھا۔ تو بیچاری سر نیچا کئے رو رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ اور بادل خزین موت کی خواستگار تھی۔ گوتم نے اہلیا کے آنسو پونچھے۔ چرکاری کی بہت تعریف کی۔ اس نے اپنے سبھاؤ سے ماں کی جان بچائی۔ اور میرے حکم بھی عدولی نہیں کی۔ لڑکے کو دعائے خیر دے کر کہا۔ کہ تیرا جسم ہمیشہ بیماری سے پاک رہے۔ تم سمجھ دار آدمی ہو۔ جو کام کریں گے کبھی پٹ نہ ہوگا۔ اے نیک بخت پسر تیرے سبھاؤ سے مجھے دکھ نہیں اٹھانا پڑا۔ نہیں تو آج وہ دن ہوتا۔ کہ دنیا آنکھوں میں تاریک ہوتی۔ گھر پھاڑ کھاتا۔ بغیر عورت کے زندگی دشوار ہو جاتی۔

# ادھیائے (۱۹)

## ہر کام میں تجربہ درکار ہے

**بھیشم جی**۔ دھرم وان جدھشٹر! انسان کے لئے تجربہ ایسی چیز ہے کہ کسی کام میں نیچا نہیں دیکھ سکتا۔ کوئی کام خراب نہیں جاتا۔ ہر کام میں عقل کی مدد درکار ہے۔ جو کام کرنا ہو۔ غور و فکر سے کرے۔ جلدی کرنے میں سوائے نقصان کے نفع نہیں ہو سکتا۔ کلام کرے۔ تو سوچ سمجھ کر کرے۔ اکثر انسان نہایت متانت سے گفتگو کرتے ہیں۔ کہ سامع کو اگرچہ وہ دشمن بھی ہے۔ برا نہیں معلوم دیتا۔ بہت سے کام ایسے ہیں۔ کہ بغیر دماغی طاقت کے چل نہیں سکتے۔ تجربہ

درکار ہوتا ہے۔ اور بہت سے ایسے ہیں۔ کہ ذرا سی دیر میں نقصان ہو جاتا ہے جہاں وقت گذر گیا۔ ہاتھ مل کر رہ جانا پڑتا ہے۔ جلدی کا موقعہ ہو۔ تو خبرداری سے کام کرے۔ مگر فکر ضرور کرے۔ جلدی بات کرنا بھی عقلمندوں کا کام نہیں مگر یہ نہیں۔ کہ اس پر چوک جائے۔ خاموشی کے وقت زبان درازی بیکار ہے عابدوں۔ مرتاضوں کا قول ہے۔ کہ اپنے سے بڑے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیئے۔ عالم ودیادان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ذی شعور شخصوں کا کام ہے ان کی صحبت سے فیض اٹھانا عقلمندوں کا دستور ہے۔ دیر تک پوجا کرنا اسی واسطے روا رکھا گیا۔ کہ نارائن کے نام سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں بھگتی نصیب ہوتی ہے۔ دیر تک کتھا پُران سننا مناسب ہے۔ سادھوؤں کی صحبت میں وقت کو ضائع کرنا فضول نہیں۔ کسب علم میں اگر وقت صرف ہو جائے۔ تو نہایت مفید ہے۔ دھرم ادھرم میں خوب ادراک حاصل ہو یعنی سمجھ بوجھ کر دھرم کے کام کرنا جائز تصور کیا جاتا ہے۔ اپنے آقا کی خدمت گزاری میں جلدی نہ ہونا چاہیئے۔

# اَدِھیائے ۳۵۱

# کپل دیوا اور لوم رشی کے سوال وجواب

بھیشم جی۔ گویا ہیں۔ ایشرج۔ گیان۔ بخش۔ لکشمی۔ ویراگ ویراگ۔ دھرم یہ چھ باتیں سوامی میں ہونا چاہیئے۔ بھگوان وہی ہے۔ جو جیوؤں کی پالن کرتا اور ناش کرتا ہو۔ گرہست اور یوگ دھرم دو مشکل ہیں۔ اب گرہست اور ادھرم یوگ کا بیان کیا جاتا ہے۔ زمانہ سلف میں راجہ نہگ گزرا ہے۔ ایک گائے اس نے جگ میں بلدان کرنا چاہا

جب کپل دیو اس رمز سے واقف ہوئے۔ کہ گئو بدھ ہوگا۔ لوم رسمی رشی سے جا کر یہ حال کہا۔ رشی جی گئو میں پرویش کر گئے۔ اور کپل جی سے بولے۔ کہ اب ویدکے خلاف باتیں ہونے لگیں۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ جن باتوں کی ممانعت ہے۔ وہی ہوتی ہیں۔ عابدوں مرتاضوں کے سامنے گئو بدھ ہو۔ اور وہ دیکھا کریں۔ حیف ہے۔ وید کی تحریر بھگوان کی بانی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر کوئی کاربند نہیں ہوتا۔ لوگ نارائن کے بھجن سے منکر ہوئے جاتے ہیں۔

**کپل جی**۔ ویدوں کی نندا کرنا درست نہیں۔ اور نہ میں نندا کرتا ہوں دھرم کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کہوں گا۔ سنیاسی۔ بان پرست۔ برہم چاری گرہستی سبھی دھرم ہیں۔ سنیاسی موکش کو بان پرست۔ برہم لوک کو برہمچاری رشی لوک کو۔ گرہستی سورگ کو پاتے ہیں۔ ویدوں کا حکم ہے۔ کہ اپنے اپنے دھرم کے خلاف کوئی نہ چلے۔

**لوم رسمی رشی**۔ سورگ کی چاہ کرنے والے جگ کرتے ہیں۔ یہ جگ کرنے میں پھل یعنی نتیجے کی خواہش کرنا مناسب نہیں۔ بکرا۔ مینڈھا۔ گائے۔ بیل گھوڑا پرند وغیرہ جانوروں کی خوراک جنگل ہوتی ہے۔ بغیر پشو بکشی کے جگ پورا نہیں ہوتا۔ یہ وید کی شرتی ہے۔ جگ سے دیوتاؤں کی پوجا ہوتی ہے۔ گائے بکرا۔ مینڈھا۔ انسان گھوڑا۔ گدھا۔ خچر۔ یہ سات جیو گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ شیر۔ چیتا۔ سور۔ بھینسا۔ ہاتھی۔ ریچھ ہرن وغیرہ کی جنگل میں بود و باش ہوتی ہے۔ برہما جی نے جب جگ کا اپدیش دیا۔ بکرا۔ گھوڑا جگ میں چڑھانا جائز بتایا۔ اس وجہ سے جگ میں پشوؤں کا چڑھانا لوگ روا رکھتے ہیں اور یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ جو پشو بلیدان کیا جاتا ہے۔ وہ سیدھا سورگ میں جاتا ہے۔ جگ کرنے والے کو بھی سورگ کی چاہ ہوتی ہے۔ اور سورگ کا ملنا بغیر جگ کے ممکن نہیں۔ گائے اپنے دودھ دہی۔ گھی۔ گوبر۔ اور مٹھائی سے جگ پورن کر دیتی ہے۔ بیل کے دم سینگ اور چرن سے جگ پیدا کیا جاتا ہے۔ یہی طریقے جگ کے ہیں۔ جو انسان بغیر مہورت کے جگ کرتا ہے۔۔

جگ میں ہنسا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جگ کرنے والا کسی سے دشمنی نہیں رکھتا۔ تمام مخلوق کا ہمدرد ہوتا ہے۔ جو برہمن امرت پینے کی غرض سے جگ یا کسی کے جگ کرنے کی تحریک کرے۔ وہ ضرور سورگ میں جائیگا جگ کے نہ کرنے والوں کو نہ دنیا میں آرام ہے نہ سورگ ہی نصیب میں ہوتا ہے

# ادھیائے (۲)

## کپل دیو اور لوم رسمی رشی کا سمباد

کپل دیو نے جواب دیا کہ وید کے عالم گائے سے دودھ۔ دہی۔ گھی وغیرہ لے کر جگ کرتے ہیں۔ کیا وہ عقلمند نہیں ہوتے۔ وہ وید کے عالم ہیں۔ ہنسا کرنا ان کے مذہب میں نہیں۔ پشوؤں کے شمار میں تو گئو بھی آگئی۔ گئو کا مارنا کسی رشی منی نے جائز قرار نہیں دیا۔ یہ ضرور ہے۔ کہ جو پشو جگ میں بلی دیئے جاتے ہیں۔ وہ سیدھے سورگ میں جاتے ہیں۔ اور جگ کرنے والا بھی پشوؤں کے ساتھ سورگ میں آنند بھوگتا ہے۔ دنیا میں جگ ہی مقدم ہے۔ جگ کی وجہ سے دنیا قائم ہے۔ اس بیان سے مترشح ہے۔ کہ جگ میں پشوؤں کا چڑھانا ضروری ہے۔ لوم رسمی رشی گرہست لوگوں سے جیوؤں کی پرورش ہوتی ہے۔ گرہست والے جگ کرتے اور تپ بھی کرتے ہیں۔ دنیا میں گرہستی لوگ زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ دوسرے آشرم میں سنسار کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ غلہ گھاس جڑی بوٹیوں کی (جڑی بوٹی سے دوائیں بنتی ہیں) صرف گرہست آشرم میں ترقی ہوتی ہے۔ گرہست آشرم والا برہمن پیدائش سے مرنے تک منتروں سے کام میں شدھی حاصل کرتا ہے۔ ولادت کے وقت بھی منتروں سے مطلب براری ہوتی ہے۔ پوجا پاٹھ میں منتر ہی کام آتا ہے۔ مرتک کرم اور شرادھ ترپن میں منتر ہی پڑھے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وید منتر پر دنیا کا دارومدار ہے۔ جو برہمن

وید منتروں سے جگ کرتا ہے۔ اس سے کبھی پاپ نہیں ہو سکتا۔ گئو کی وجہ
سے انسان کی زندگی ہے۔ دودھ دہی گھی زندگی کیا۔ بلکہ موت میں بھی
کام دیتے ہیں۔ سنساری جیووں کی ماتا گائے ہے۔ اسی وجہ سے گیانی
لوگ گئو بدھ نہیں رکھتے۔ گھی۔ دودھ، مکھن وغیرہ سے جگ کو پورا کرتے
ہیں۔ آپ گیانی مہاتما ہیں۔ جو باتیں وید کے خلاف ہوں۔ اُسے برتن
نہ کیجئے۔ کرم کانڈ کی حیثیت سے ہم نے اتنی باتیں کہیں۔ لیکن اس بات
کا ذکر ہے۔ کہ جگ میں پشوؤں کا چڑھانا ضرور جائز رکھا گیا۔ آپ مجھے
ناستک سمجھیں گے۔ ناستک نہیں ہوں۔ جگ کرنا سناتن سے چلا آتا
ویدوں میں بھی اس کا ثواب عظیم تصور کیا گیا۔ یہاں تک تو لکھا ہے۔
کہ تمام کائنات جگ ہی کی وجہ سے قائم ہے۔ اگر جگ نہ ہوتے۔ تو اب تک
گناہوں کی وجہ سے پرلے ہو جاتی۔ جگ سے موکش کی گت حاصل ہوتی ہے

## ادھیائے (۲۲)

## لوم رسمی رشی کے سوال پر کپل دیو کا جواب

بھیشم پتامہ جی۔ اُسے دھرم پتر! کپل دیو جی لوم رسمی رشی
سے فرماتے ہیں۔ سنیاس ہی سے موکش ملتی ہے۔ جب سنیاس میں عبور
ہوا۔ گیان پیدا ہوا۔ اور گیان سے موکش ملنا دشوار نہیں۔ سنیاسی
لوگ نہ کسی سے دشمنی کرتے۔ اور کسی سے دوستی۔ دنیا جال اور کپٹ کا
گھر ہے۔ اس میں دل لگانا سنیاسیوں کا دھرم نہیں۔ ہر جگ کے دھرم
علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن جان مارنا کسی جگ میں جائز نہیں رکھا گیا۔
پشوؤں کی قربانی کرنے والے لوگوں کی موکش نہیں ہوتی۔ اچھے کرم

کرنے والے آدمی دُور اندیشی سے کام لیتے ہیں۔ اُنکی عقل رسا ہوتی ہے۔ وہ کبھی ہنسا کے مرتکب نہیں ہوتے۔ شاستر پڑھنے اور اس کے احکام کے پابند رہتے ہیں۔ شاستر پڑھنے سے گیان ہو جاتا ہے۔ اور گیان سے موکش ملتی ہے۔ نفس کشی کرنا۔ راست گفتار رہنا۔ جان نہ مارنا۔ غرور اور رقابت سے پاک رہنا یہ راستے برہم مارگ کے ہیں۔ عالم لوگوں کے دل آئینہ ہیں۔ اُن سے نیک و بد چھپے نہیں۔ ان سے ویراگ ہو جاتا ہے۔ سرب دیاپک نارائن ابناشی ہے۔ آتما اُسے جلد پہچان لیتی ہے۔ قلب کی صفائی سے برہم کا پہچاننا مشکل نہیں۔ وہ پورن کلا سرب روپ سب کا سوامی ہے۔ سب جیووں میں دیاپک ہے۔ اس لئے اسے منی ہنسا کرنا درست نہیں سمجھا جاتا۔ یہی میرا مذہب ہے۔

# ادھیائے (۲۲)

# اہنسا جگ کا بیان

راجہ جدھشٹر نے سوال کیا۔ پتامہ جی! ایشور کی بندگی کے متعدد راستے ہیں لیکن خالص دھرم کے واسطے بھی کوئی جگ ہے؟

بھیشم جی۔ دھرمراج! بدربہ دیش میں ایک برہمن جگ کیا چاہتا تھا۔ جنگل میں اس کا مسکن تھا۔ بن میں سوائے ساگ کے کچھ دستیاب نہ ہوا۔ شیاماگ۔ سورج پرنی۔ سورچلا کے سوائے اور کوئی پھل پھول نہیں ملا۔ کہ ساگ بالکل کڑوے۔ اور بد ذائقہ تھے۔ مگر برہمن کے تپ کے زور سے یہ تینوں ساگ خوشبودار اور خوش ذائقہ ہو گئے۔ برہمن نے اُنہیں غنیمت سمجھا۔ پشوؤں کا چڑھانا روا نہیں رکھا۔ ہر چند اس کی نیت طینت بیوی جس کا نام پشپا دھارنی تھا۔ پر بضد ہوئی۔ کہ جگ میں پشو کی بلی پر دان ہو۔ لیکن برہمن اس کی باتوں پر نہ آیا۔ پشو کی بلی دینا مناسب نہ سمجھا۔ بیوی بھی مجبور ہو گئی۔

اور اپنے خاوند کی مرضی پر قانع ہو کر خاموشی اختیار کی۔ اتفاق سے شنکر جی جو کسی سراپ سے ہرن ہو گئے تھے۔ جگ میں موجود تھے۔ دھرم راج بھی آئے اور برہمن سے فرمایا۔ کہ یہ تم کیا کرتے ہو۔ کہیں ساگ پات کا پشو بنا کر جگ میں چڑھایا جاتا ہے۔ جگ کرنا تمہارا بے سود ہے۔ اتنے میں ساوتری دیوی جو سورگ لوک میں رہتی تھی برہمن کے یہاں آئی۔ وہ دھرم راج کے کلام کی تائید کرتی ہی۔ مگر برہمن نے ان کے اعتراض کا جواب دیا۔ کہ جو ہرن جنگل سے بھاگ کر میری شرن میں آیا۔ اس کی بلی نہ دوں گا۔ حاشا یہ دیکھا نہ جائیگا کہ ہرن بیچارگی کے ساتھ مذبوح ہو۔ دیوی بولی۔ تو جگ تمہارا کسی طرح مقبول نہ ہو گا۔ یہ کہکر ساوتری تو چلی گئی۔ مگر شنکر جی جو ہرن کے لباس میں تھے۔ بولے کہ اے برہمن! تم مجھے اپنے جگ میں بلی دیدو۔ میرا اپکار ہو گا۔ جگ میں بلی دیئے جانے سے سورگ ملتا ہے۔ اس لئے اے دیوتا! تمہاری وجہ سے سیدھا سورگ کو چلا جاؤں گا۔ اور تم بھی ہوان پر بیٹھ کر سورگ میں باس کرو گے لیکن برہمن ہنسا کرنے پر راضی نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے دھرم کے خلاف تھا۔ ساگ پات ہی سے جگ پورن کیا۔ اے جدھشٹر! ہنسا جگ سے دھرم وان لوگ فیضیاب نہیں ہوتے۔

**جدھشٹر**۔ ساوتری دیوی اور دھرم راج ہنسا جگ کرنے پر کیوں پسند ہوئے۔

**بھیشم**۔ دونوں نے اس کے دھرم کی جانچ کی تھی۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے دھرم پر قائم ہے۔ تو دونوں اشیرباد دے کر چلے گئے۔ وہ برہمن بھی اپنی عورت کے ساتھ سورگ میں گیا۔ اے راجہ! ہنسا آتمک جگ کی فضیلت دھرم وان لوگوں کے نزدیک بالکل نہیں ہوتی۔ برہم کے چاہنے والے کبھی جان نہیں مارتے۔ یہی ان کا دھرم۔ اور ایسے جگ سے دھرم قائم رہتا ہے۔

---

# شانتی پرب

## حصّہ چہارم

## اَدّھیائے ۱

### برہم سے روح کا اتصال

**جدھشٹر** - پتامہ جی! روح کا اتصال برہم سے کیونکر ہو سکتا ہے۔
**بھیشم جی** - جو لوگ برہم کی عظمت کے قائل ہیں۔ یا جن کے عناصر میں برہم کی فضیلت کا اپنا رنگ جما بیٹھے۔ وہی موکش پدارتھ حاصل کر سکتے ہیں جن کے دِل میں دُنیا کی ثباتی دھرم کرم کے خیالات ارتھ۔ دھرم کام موکش کے حصول کی تدبیریں۔ واحدانیت کے شیدے تصوف کی راہیں تصوف کے مسئلے جاگزین ہیں۔ وہی اس بحر ناپائیدار کنارے عبور کر سکتے ہیں۔ یا جن کے بے لوث دامن عیب جوئی کور باطنی۔ غیبت۔ بغض وحسد جان کشی کے بدنما دھبوں سے پاک ہوں۔ وہی اس نازک اور بسیط راستے میں گذر سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گورو ماں باپ کی خدمت گزاری کرتے شانت چت رہ کر جو اس حمسہ پر مسلط ہوتے ہیں۔ کفایت شعاری ان کا خاص شیوہ ہے۔ آمدنی اخراجات پر کفایت نہیں کرتی۔ تو بھی کمی معاش پر شاکر و صابر رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ برہم سے ادھار ہو جاتے ہیں

**جدھشٹر**۔ آپ کی ذہانت اور علمیت کی داد کون ایسا شخص ہوگا جو نہ دیگا۔ مگر میری جو کیفیت ہے۔ اس سے میں واقف یا میرا آتما۔ افسوس تمام کنبہ گرد برد ہو گیا۔ جوانان صف شکن و بہادران روئے زمین کے کارنامے آنکھوں کے سامنے پھرتے ہیں۔ ان کی لاشیں زمین پر لوٹتی دکھائی دے رہی ہیں۔ لعنت ہے۔ اس جسم پر کہ جس کے باعث سے گرو۔ سالے۔ ماموں بیٹا۔ بھنوئی سب خاک میں مل گئے۔ اور ناپاک جسم ابھی تک بیحیائی لادے آپ کے سامنے منہ دکھا رہا ہے۔ کرپا کر کے حصول نجات کی تدبیریں بتائیے۔ جس سے دنیا کے بھرم جال سے نجات پاکر پرماتما میں واصل ہو جاؤں۔

**بھیشم جی**۔ اے پانڈو نندن راجہ جدھشٹر! دکھ اور سکھ کسی کو قرار نہیں۔ سکھ سے دکھ ہوتا ہے۔ اور دکھ کے بعد موکش ہو جاتی ہے۔ یہ وید کا مسئلہ ہے۔ جتنی اشیا پیش نظر ہیں سب فانی ہیں۔ اے راجہ تم ساپرتاپی راجہ اس سنسار میں اب نہ ہوگا۔ دھرم پر ہوکر دھرم ہوتے گیانیوں اور رشیوں کی صحبت سے فیضیاب ہوکر دل بھی منور ہو گیا۔ تمہیں موکش ملنے میں کوئی تردد نہیں رہا۔ یہ امر کہ جو کبیدگی معرکہ جدال و قتال سے ہوئی ہے۔ اس کے دفعیے کی تدبیریں چاہتے ہو۔ تم خود عقلمند ہو۔ عقلمندوں کو اشارہ کافی۔ جو پیدا ہوا مرا۔ کوئی ابد تک نہ زندہ رہا۔ اور نہ رہیگا۔ پیدا کرنے والا اور مارنے والا کوئی دوسرا ہے۔ پھر تمہارا کیا قصور تم نے کچھ نہیں کیا۔ شدنی بھی کوئی چیز ہے۔ دکھ اور سکھ سے مجبور ہوکر کبیدہ ہونا عقل پسند نہیں کرتی۔ دنیاوی افکار برہم کے سد راہ ہیں۔ کبھی برہم تک پہنچنے نہیں دیتے۔ جس طرح ہوا کا کوئی اصل رنگ نہیں۔ خاک دھوں سے ملکر کالی۔ لال اور زرد ہوکر آسمان پر محیط ہو جاتی ہے۔ اسی روح عذاب و ثواب سے ملبوس ہوکر الانواع الانواع کے اجسام میں گھومتی پھرتی ہے۔ جب آتما گیان کی روشنی سے منور ہوکر دل کی تاریکی زائل کر دیتا ہے تب سناتن برہم کا جلوہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اسی برہم کو رشی منی اپنی زبان میں آیا سنا کہتے ہیں۔ اے راجہ! برہم ہر وقت سامنے ہے۔ دیدہ تحقیق سے

سے دیکھو۔ تو ضرور اس کا نور دکھائی دیگا۔ جس طرح کوئی شخص گردن میں لعل بے بہا مرصع طوق زیب گلو کئے ہو۔ مگر دھیان سے اتر گیا ہو۔ جب خیال آجائے گا۔ نیچی نظروں سے گردن میں دیکھ لیگا۔ وہ طوق نظر آجائے گا۔ اسی طرح پرماتما گھٹ گھٹ باسی ہے۔ کہیں دور نہیں۔ اس کی وصال کی تدبیریں کروگے۔ تو اس سے دوچار ہوجاؤگے۔ جب گیان ہوگا۔ تو خود بخود برہم کا پرتو نظر آجائے گا۔ بغیر گیان کے برہم نہیں مل سکتا اور گیان ریاضت کش منیوں کی صحبت سے آجاتا ہے۔

# ادھیائے (۲)

## شکرجی اور برترآسر کا اتہاس

بھیشم جی۔ تمہاری باتوں پر برترآسر کا قصہ یاد آیا۔ ایک روز شکر جی برترآسر سے اس طرح گویا ہوئے۔ اے دیتوں کے راجہ! جتنا ٹھاٹھ باٹ ہے۔ سب یہیں رہ جائیگا۔ کوئی ساتھ نہ دیگا۔ سلطنت دروزہ پر غبث ناز ہے۔ اگر تم نے اندر پوری جیت لی تو کیا ہے۔ اس کو بھی قرار نہیں۔ ای غم سے مغموم ہو کر افسردہ دل ہو رہے ہو۔ چہرے پر بشاشت نہیں برستی۔ کچھ کبیدگی سی ظاہر ہوتی ہے۔ آخر سبب کیا ہے۔ سکھ پر ناز کرنا۔ دکھ سے غمگین ہونا۔ دونوں فضول۔

برترآسر۔ مہاراج تپ اور ست کے زور سے مجھ پر تمام کیفیت روشن ہے۔ کوئی بات چھپی نہیں۔ زندگی موت ساتھ ہیں۔ دنیا بے ثبات ہے۔ کسی میں استقرار و استقلال نہیں۔ اس امور کی پیچیدگیوں پہونچ گیا ہوں۔ اسی وجہ سے نہ خوشی ہے نہ رنج نہ افسردگی ہے نہ غم عذاب ہول کا مسکن سقر ہے۔ اور صوابیوں کا وطن بہشت بریں سمجھا جاتا ہے۔ بہت سے جو جادۂ اعتدال سے باہر ہو کر داگون میں پھنسے ہوتے ہیں

کوئی جیو پشو پکشی. حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے غلیظ یعنی وِشٹا کے کیڑے ہو کر میعاد معینہ پورا کر رہے ہیں. ایشور سرب ویاپک ہے. اسی کا خادم ہوں. اسی کا نور دنیا پر تو افگن ہے. اسی کی مرضی سے آج مجھ میں اتنی قدرت حاصل ہے. کہ دیوتاؤں کے راجہ اندر پر فتحیاب ہو کر اندر پوری میں با امن و عافیت راج کر رہا ہوں. انسان حیوان پرندے پشو وغیرہ جتنی روحیں ہیں. سب دکھ اور سکھ سے متصل ہیں. اور سب نرگ اور سورگ حاصل کرتے ہیں. دھرم راج سے سزا پاتے ہیں. البتہ برہم گیانی اس عذاب سے دور رہ کر پرماتما سے مل جاتے ہیں. برتراسر کی ان باتوں سے شکر جی متحیر ہو گئے. اور پرکیشا کی غرض سے پوچھا. اے راجہ! تمہاری عقل رسا کی تعریف نہیں ہو سکتی. بڑے عالم اور ودیا وان ہو. لیکن حیرت اس بات کی ہے. کہ تمہارا جسم تامسی ہے. یعنی راکچھس ہو کر ایسی باتیں کرنا دیتوں کی قوم سے بعید معلوم ہوتا ہے.

**برتراسر۔** مہاراج. کسی وقت میں نے استدر ریاضت کیا تھا. کہ میرے تپ کے سامنے. دیوتاؤں. رشیوں. منیوں کا تپ پیش نہ جا سکا. تین لوک میں میرے تپ کا بکھان ہونے لگا. تپ کے زور سے دیوتا گندھرب رشی منی تابع میں آ گئے. غرضیکہ کل کائنات پر میری حکومت کا سکّہ بیٹھ گیا رفتہ رفتہ تپ کا زور گھٹنے لگا. اقبال و اجلال بھی بگڑنے لگی. ناچار تسلی دے کر دل کو سمجھاتا رہا. کہ دولت پر گھمنڈ کرنا زیبا نہیں. سورگ کی چاہ ہوئی جنگ و جدل کی تمناؤں نے گدگدانا شروع کیا. کہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے سورگ ہاتھ آ سکتا ہے. آج اس کارزار کی نیت ہی کی وجہ ہے. کہ بشن بھگوان اور راندر وغیرہ دیوتاؤں کی زیارت ہوئی. اب میرا سوال ہے. کہ حصول برہم کے کون طریقے ہیں. گیان یا گیان. کیونکہ اگیانی ہو کر میں نے بشن بھگوان کا درشن کیا. اگر گیانی ہوتا. تو اتنی جلدی نارائن جی کے درشن ہونا محال تھا. یہ سمجھائیے.

---

# ادھیائے (۳)

# وشن بھگوان کا مہاتم

**شنکر جی**۔ سرب ویاپک۔ نرنکار۔ جوتی سروپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ جن کے اشارے سے کل کائنات پیدا ہوئی۔ جن کی زبردست کمائیں۔ آسمان و زمین پیمانہ قابو کئے ہوئے ہیں جن کی جبین نور آگین موکش پدارتھ کا مخزن ہے اس براٹ انتر جامی کو بارم بار ڈنڈوت ہے۔ جن کی رحمت سے تمام جیووں کا پالن ہوتا ہے۔

شنکر جی اور برترا سر میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں سنت کمار جی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ دونوں نے مودب ہو کر پرنام کیا۔ اور پر تکلف آسن پر بٹھا کر پوجا کر کے دست بستہ ہو کر عرض پیرا ہوئے۔ کہ زبان مبارک سے پرماتما وشن بھگوان کا مہاتم سننا چاہتے ہیں۔ آپ ہماری خواہش کو پورا کیجئے۔

**سنت کمار جی** اے داونیدر۔ (یعنی داتوؤں کے راجہ) جو سرب ویاپی نارائن سب جیووں کا پالن کرتا ہے۔ گھٹ گھٹ باسی ہے۔ حیوانات نباتات۔ جمادات کی پیدائش اسی سے ہوتی۔ انہیں کی قہر آلودہ نگاہوں سے تمام دنیا خاک ہو جائے گی۔ یہی پرلے ہے۔ جب دریائے رحمت جوش مارتا ہے تو کائنات کی از سر نو آفرینش ہو جاتی ہے۔ ان کے اوصاف بیان کرنا انسانی طاقت سے بعید ہے۔ دیوتے اور فرشتے بھی اوصاف بیان نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ جب تپ نہ کیا جاوے۔ اس کے رموز اور اسرار سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔ البتہ جوگ دھارنے۔ اس سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ گیانی لوگ ریاضت کر کے پرماتما میں مل جاتے ہیں۔ ان کا دل آئینہ ہوتا ہے۔ ضلالت اور گمراہی کی زنگ آلود سیاہی قلب پر نہیں دوڑتی۔ زرگر نقرئی طلائی زیوروں کو آگ دکھا کر کثافت دور کر دیتا ہے۔ اسی طرح جگ اور تپ سے گناہ دور ہو کر جسم پاک ہو جاتا ہے

جس طرح خوشبودار پھولوں کے ذخیرے میں سرسوں کی خوشبو محسوس نہیں ہو سکتی اسی طرح جپ تپ کے پھلوں سے گناہ کی غلاظت نہیں رہتی۔ رجوگن۔ تموگن ستوگن نارائن جی کے روپ ہیں۔ پرتھوی چرن ہے۔ سورگ مستک۔ شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب یہ چار بھجاں ہیں۔ آسمان ان کے کان ہیں۔ آفتاب ماہتاب دیدہ نور عقل رسا اس مجسم نور کی گیان ہے۔ ایسے نارائن سے اتصال ہونا گیانی پرشوں ہی کا کام ہے۔ جب اس سراپا نور سے وصال ہو گیا۔ موکش ہو گیا۔ ویدوں کے منتر نارائن جی کے جسمانی روئیں ہیں۔ خالق ہو کر برہما کہلایا۔ رازق ہو کر بشن کے نام سے نامزد ہوا۔ جابر ہو کر مہیش نام سے سنگھار کیا۔ وہی برہما۔ وہی بشن۔ وہی مہادیو۔ وہی اشونی کمار۔ وہی اندر برن کبیر ہے۔ یہ سب دیوتا نارائن جی سے پیدا ہوئے۔ اس کا پرتو تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ چاندراین برت رکھے اور رسول رنج جگ کرنے والوں کے ہر وقت ساتھ ہو۔ پہلی تتھ کو ایک ودوج کو دو نیج کو تین لقمہ اس طرح پورنماشی تک بڑھاتا جاوے۔ پھر ایک کم کرتا جاوے۔ اور اس چودس۔ اماوس پروا کو نراہار برت رکھے۔ اس کو چاندراین برت کہتے ہیں۔ امانت پیوہ رکھنے والا دب۔ ساکی۔ سم دم وغیرہ برتوں کے دھارن کرنے والا پہلے لال۔ برن بھاگ پاتا ہے۔ پھر زرد رنگ دیو بھاگ سے مستفیض ہوتا ہے۔ پھر بجوں کی طرح سفید برن ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جیو انہیں مارگوں کی تمنا نہیں کرتے۔ جوگ بل سے مہر لوک۔ جن لوک۔ تپ لوک۔ ست لوک حاصل ہوتے ہیں۔ شکل برن رکھنے والے جوگیوں کو مکتی حاصل نہیں ہوتی۔ جو جوگی جوگ کو اچھی طرح سادھن نہیں کرتا۔ وہ کلپ تک چونوں میں بھرما کرتا ہے۔ آخر میں نرک لوک ملتا ہے۔ پھر انسان ہو کر پچھلے شبھ کرموں کے ثواب سے اچھے خاندان میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ریاض ہو گیا۔ عبادت کرتا رہا۔ تو ہم لوک ملنا دشوار نہیں۔ برہم لوک سے شیو لوک اور شیو لوک سے برہم پرماتما میں لیت ہو جاتا ہے۔ الغرض شبھ کرموں سے برہم پراپت ہوتا ہے۔ اسی کو موکش کہتے ہیں۔ تمہارا سوال تھا۔ کہ اگیانی ہو کر نارائن کا درشن پایا۔ اس میں بھی پورب جنم کا سنسکار ہے۔ تپ اور جگ کے ثواب سے تمہیں وہ دن نصیب ہوا۔

کہ بھگوان کے درشن مل گئے۔ مگر مکتی اس وقت ہوگی۔ جب گیان ہوگا۔ برترا سُر کا سندیہ سنت کمار کی باتوں سے جاتا رہا۔

**پتامہ جی**۔ راجن! وہ جوتی سروپ پرمیشور بھی کرشن بھگوان ہیں جن کا روپ ست جگ میں گورہ رنگ۔ اور ترتیا دوآپر میں نیل برن۔ نیلم کی طرح جھلکنے والا ہے۔ پرتھوی پر بھگتوں کی رکھشا کے لئے اوتار دھارن کیا۔ اس پرماتما کو کوئی نہیں جان سکتا

# ادھیائے (۴)

## اندرا اور برترا سُر کی لڑائی

**جدھشٹر**۔ ایسا بھگت پرماتما بشن بھگوان کی اُپاسنا کرنے والا کس طرح راجہ اندر کے بجر سے مارا گیا۔

**بھیشم جی**۔ پورب جنم میں راجہ اندر رتھ میں سوار دیوتاؤں کے ساتھ گشت کر رہے تھے۔ ایک مقام پر برترا سُر کو کھڑا پایا۔ جو نہایت طویل القامت اور مہیب صورت تھا۔ ترلوک میں کوئی ایسا نہ تھا۔ کہ جو اس پہ فتح پا سکتا۔ دیوتا اور دانو اس کی ہیبت ناک شکل دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ برترا سُر پہ ہتھیاروں کی بوچھاڑ کرنے لگے۔ وہ بھی تیغ آبدار کھینچکر دیوتاؤں کو خاک میں ملانے لگا۔ غرضیکہ بازار جدال و قتال گرم ہوا۔ دیوتا اس کی تیغ کی آنچ نہ سہہ سکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ مارے گئے۔ راجہ اندر مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگا۔ اتنے میں بششٹ جی نمودار ہوئے۔ فرمایا کہ ڈرو نہیں۔ تمہاری مدد بشن بھگوان اور شیو جی کریں گے۔ وہ دیکھو آ رہے ہیں۔ بشن بھگوان اور شیو جی کے آتے ہی راجہ اندر کو کچھ ڈھارس ہوئی۔ بشن جی نے اندر کے بجر میں پرویش کیا۔ برہسپت جی دیوتاؤں کے گورو راجہ اندر کے ساتھ تھے۔ انہوں نے راجہ اندر کی بڑی تعریف کی۔ تم شیو جی مدد اور بشن

بھگوان کی اعانت سے اس برتر اسر پر فتح پاؤ گے۔ استقلال کو ہاتھ سے جانے دو اپنے بجر سے اس پر حملہ کرو۔ ادھر دیوتاؤں نے متفق ہو کر اس زور سے نعرہ مارا کہ برتر اسر کے دل پر وحشت سوار ہو گئی۔ لڑائی شروع ہوئی۔ طرفین سے تیروں کی بارش ہتھیاروں کا مینہ برسنے لگا۔ اتفاقاً برتر اسر نے جمائی لی۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر راجہ اندر نے اس زور سے اس کے منہ پر بجر مارا۔ کہ وہ تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑا۔ اور گرتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ دیوتاؤں اور رشیوں نے دیویندر کی استت کی۔

# ادھیائے (۵)

## اندر کے تعاقب میں برہم ہتیا کی آگ

بھیشم جی گوہر ریز ہیں۔ کہ برتر اسر کے گرتے ہی اس کے منہ سے ایک اگن نکلی۔ جو ہم شکل عورت تھی۔ (اس کا نام برہم ہتیا ہے) بڑے بڑے ناخن۔ تیز دانت۔ کھلے ہوئے لمبے بال۔ خونخوار آنکھیں۔ گردن میں کھوپڑیوں کی مالا پڑی ہوئی اندر کے تعاقب میں دوڑی۔ دیویندر یعنی راجہ اندر ہیبت زدہ ہو کر بھاگے۔ اور سورگ میں جا کر پناہ گزینی اختیار کی۔ برہم ہتیا بھی تعاقب کناں ساتھ یعنی سورگ گھیر لیا۔ اندر اس نئی مصیبت سے مغموم ہو کر اپنی محافظت کے لئے کمل نال میں گھس گئے۔ برہم ہتیا وہاں بھی پہنچی۔ اور اندر کے پاؤں کو باندھ دیئے۔ اندر نے اپنے چھٹکارے کی بہت سی تدبیریں سوچیں۔ ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ ناچار کشاں کشاں برہماجی کے شرن آیا۔ برہماجی لجاجت کے ساتھ برہم ہتیا سے مخاطب ہوئے۔ اے بھوانی! اندر کو چھوڑ دو۔ میری معروض قابل پذیرائی ہے۔ رد نہ کرنا چاہیئے ماسوا اس کے جو تمہاری غرض ہو۔ مو بمو کہو۔ حتی الامکان تمہاری خواہش پوری کی جائے گی

برہم ہتیا۔ (برہما جی سے) آپ تینوں لوک کے مالک ہیں۔ آپ
کی دلپذیر تقریر سے غصہ فرو ہو گیا۔ صرف اپنے رہنے کا استھان چاہتی ہوں
آپ کے حکم سے سرتابی تو نہیں ہو سکتی۔ لہذا اندر کو چھوڑ دیا۔
برہما جی کچھ دیر غوطہ لگا کے سوچتے رہے۔ آخر کو اگن سے فرمایا۔ کہ
برہم ہتیا کا چار حصوں میں منقسم کرنا مقصود ہے۔ چوتھا حصہ تم کو دیا جاتے
اگنی ہاتھ جوڑ کر بولی۔ خالق! پھر میری موکش نہیں ہو سکتی
برہما جی۔ اے اگن! تم کیوں گھبراتی ہو۔ سہل سے ترکیب ہے۔ جو
لوگ کھانا پکا کر تیری آہوتی نہ دیں گے۔ یعنی تیرا بھوگ نہ لگا ئیں گے۔ ان
پر برہم ہتیا سوار ہو گی۔ پھر برہما جی نے جڑی بوٹیوں کو یاد فرمایا۔ ایسی
باتیں ان سے بھی کہیں۔ جڑی بوٹیاں بھی برہما کے کہنے کو ٹال نہ سکیں
لیکن اتنا ضرور کہا۔ کہ ہماری موکش اس ہتیا سے نہ ہو سکیگی۔ سردی گرمی
برسات اپنے سر پر لیتے ہیں۔ یہی ہمارا تپ ہے۔ اس کا خیال حضور پر
واجب ہے ✣
برہما جی۔ جو شخص پھلے پھولے درخت پر تبر چلاوے گا۔ وہ برہم ہتیا
کا ماخوذ ہو گا۔ تمہاری موکش ہو جاوے گی۔
اس کے بعد اپسرائیں یاد کی گئیں۔ انہوں نے حسب موقعہ برہم ہتیا
سے گریز چاہا۔ برہما جی نے فرمایا۔ کہ جو انسان حیض کے وقت عورت سے
مباشرت کریگا۔ اس پر برہم ہتیا سوار ہو جاویگی۔ پھر جل یعنی پانی کی طلبی
ہوئی۔ اس سے بھی ایسی گفتگو پیش آئی۔ برہما جی بولے۔ کہ جو آدمی دریا
تالاب یا کنوئیں میں تھوک غلیظ یا پیشاب کرے گا۔ وہ برہم ہتیا سے دو
چار ہو گا۔ اسی طرح اگنی۔ درخت (یعنی جڑی بوٹیاں) اپسرا۔ جل وغیرہ
برہما جی کا حکم مان کر اپنے استھانوں پر گئے۔ وہ برہم ہتیا بھی انہیں
چاروں کے ہمراہ ہوئی۔ اور اندر آسن میں آ کر راج کرنے لگا۔ اشومیدھ
جگ کر کے برہم ہتیا سے رہت ہو جاؤ گے۔ اور جو آدمی برترا اسرا اور اندر
کا سمباد سنیگا۔ وہ بھی برہم ہتیا سے پار ہو گا۔

# اُدھیائے (۷)

# جُر یعنی لرزہ کی پیدائش

راجہ جدھشٹر ملتمس ہیں۔ پتامہ جی اس سمباد کے سُننے سے بہت اعتراض دِل میں پیدا ہوئے ہیں۔ یعنی برتراسُر کے جمائی لیتے ہی اندر نے بجر سے ہلاک کیا۔ جمائی سے جُر پیدا ہوتا ہے۔ یہ جُر کیسے پیدا ہؤا۔

**بھیشم جی**۔ شیو جی سمیرو پہاڑ کی چوٹی پر اُماں جی کے ساتھ ایشور کے گن گا رہے تھے۔ کہ واشِشٹ بسو۔ اشونی کمار۔ جلش کوبیر جی شکر جی اترانگرا آدنک رشی اپسراؤں کے غول کے غول شیو جی کے درشنوں کے واسطے وہاں آئے۔ مند۔ سوگندھ۔ سیتل ہوائیں چلنے لگیں۔ سب تیرتھ گنگا جمنا وغیرہ بھی شیو جی کی اُپاسنا کے لیئے موجود تھے۔ اودھر دکش پرجاپت نے کنکھل مقام پر جگ شروع کیا۔ اندر وغیرہ دیوتا معہ اپنی استریوں کے بمانوں پر سوار ہو کر دکش کے جگ میں جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ستی جی نے پوچھا کہ اے کلاش ناتھ سوامی۔ دیوتاؤں کے پرے کے پرے استریوں کے ساتھ بمانوں پر چڑھے کدھر جا رہے ہیں۔

**شیو جی**۔ دکش پرجاپت نے جگ کیا ہے۔ دیوتا مدعو ہوئے ہیں۔ اُدھر ہی جا رہے ہیں

**ستی جی**۔ کیا آپ مدعو نہیں رکھے گئے ؟

**شیو جی**۔ نہیں مجھے نہیں بُلایا ہے۔ اس کے قبل بھی ہمارا بھاگ اُس نے نہیں نکالا تھا۔ جب ہی سے ہمارا بھاگ جگ میں نہیں رکھا جاتا ہے۔

ستی جی غصے سے کانپنے لگیں۔ شیو جی تاڑ گئے۔ کہ ستی کو ہمارا نہ جانا بُرا معلوم ہؤا۔ گنوں کو بھیجکر جگ کا ناش کر دیا۔ کسی گن نے جگ کی چیزیں پھینک

دیں۔ کسی نے آگن اٹھا دی۔ کوئی ظروفوں کو توڑتا ہے۔ کسی نے کلس اٹھا کر توڑ ڈالا۔ جتنے دیوتا اور رشی وہاں موجود تھے۔ سب زخمی ہوئے مہادیوجی کی پیشانی سے پسینے کی بوند گرتے ہی ایک قوی ہیکل تیرہ دوش کا آدمی نکلا۔ جس کی لال لال آنکھیں۔ لمبی لمبی بھجائیں تھیں۔ لال رنگ کی پوشاک زیب تن تھی۔ اس مہیب صورت پر نظر پڑتے ہی لوگوں کا پیشاب خطا ہوتا تھا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی رہا سہا جگ بدحنش ہو گیا۔ تمام رشی ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شیوجی کا غصہ بڑھتا جاتا تھا ناچار برہما جی ہاتھ جوڑ کر بولے۔ ہے پربھو۔ آپ کا بھاگ جگ میں لگایا جائیگا۔ کسی دیوتا میں مجال نہیں۔ کہ آپ کے بھاگ سے منہ موڑے۔ لیکن دیوتا۔ رشی کانپ رہے ہیں۔ ہوش و حواس بجا نہیں۔ یہ انسان جو آپ کے جلال کا اونٹا اعجاز ہے۔ جو آپ کی پیشانی سے پیدا ہوا۔ اس کا نام جُر ہے۔ تمام دنیا اس کے بس ہوگی۔ کسی میں اتنی طاقت نہیں۔ کہ اس کے سامنے ٹھہر سکے۔ اسلئے اے سوامی! اسے کئی حصوں میں تقسیم کر دیجئے نہیں تو دنیا اس کی آتش غضب سے جلکر راکھ ہو جائے گی۔

شیوجی۔ برہما جی کے کلاموں سے خوش ہو کر بولے۔ خیر جیسا کہا ویسا ہوگا۔

شیوجی نے اس جر کی تقسیم اس طرح کی۔ ہاتھیوں نے سر کا درد۔ سلاجیت پانی کی کائی۔ سانپوں کی کینچلی۔ زمین کا اسر۔ پشوؤں کا اندھاپن۔ بیلوں کے کے پاؤں میں کھراک ہو جانا (کھراک مرض کا نام ہے) گھوڑوں کے گلوں میں ناسور۔ موروں میں سکھا روگ۔ پرندوں میں بصارت کی بیماری یہ جر کے حصے ہیں۔ انسانوں میں لرزہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ خیر مرن ادہ پرندوں کو بھی بخار آتا ہے۔ انسان پر جب لرزہ کی بیماری ہوتی ہے تو جمائی آنا شروع ہوتا ہے۔ جمائی لرزہ علامت ہے۔

---

# ادھیائے (۷)
# دکش جگ کے حالات

راجہ جنمیجے بیشم پائن سے مستفسر ہیں۔ دکش پرجاپت کے جگ میں بدھنن کرنے کی خاص کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی۔

**بیشم پائن جی**۔ ہمالیہ کے نیچے گنگا کے کنارے رشیوں منیوں کے مجمع میں کنکھل مقام پر دکش پرجاپت نے جگ شروع کیا تھا۔ اس جگ میں دیوتا سے لے کر رشی منی۔ دانو۔ گندھرب۔ پتر۔ نارد۔ بسو۔ رد۔ بسو اسپن کی بھیڑ اکٹھی تھی۔ بارہ سورج۔ آٹھ بسو۔ گیارہ رودر۔ اندر۔ برن۔ کوبیر وغیرہ دیوتا بھی اپنے بمانوں پر چڑھ کنکھل میں فروکش ہو گئے تھے۔ غرضیکہ دیوتا ؤں اور منیوں میں کوئی ایسا نہ تھا۔ جو مدعو نہ ہوا ہو۔ البتہ شیو جی مہاراج کے نام کا پتہ نہ تھا۔ ددھیچ رشی شیو جی کے نہ ہونے سے کبیدہ ہو گئے۔ دکش کو بلا کر پوچھا۔ شیو جی کے نہ آنے کا سبب کیا ہے۔ انہیں نیوتا کیوں نہیں دیا۔ وہ جگ ہی نہیں۔ جہاں شیو جی کی پوجا نہ ہو۔ کچھ آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے تمہاری شامت آیا چاہتی ہے۔ شیو جی کے گن باندھے جائیں گے۔ پھر دست حسرت ملنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اے دکش اپنے جگ میں شیو جی کو نہ بلا کر اسے غرور کام نہیں دیگا۔ جو دیوؤں کے مہادیو کی پوجن کا لعدم کر دی۔ دکش نے جواب دیا۔ کہ اس جگ میں گیارہ رودر تو موجود ہیں۔ اگر ایک مہادیو نہیں تو نہ سہی۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ جگ شروع کر دو۔ ڈر کس بات کا۔

**ددھیچ رشی**۔ اہاہا۔ اپنے زور بازو کا گھمنڈ کرتے ہیں۔ سب گھمنڈ شیو جی نکال دیں گے۔

اے دکش! میری نگاہ مہادیو سے بڑھ کر کوئی دیوتا نہیں۔ میرے خیال میں نہ تو تمہارا جگ پورا ہوگا۔ اور نہ تمہاری جان ہی کی خیر ہے

دکش ۔ کیوں! جگ پورا نہ ہونے کی ایک ہی کہی بھگوان کے نام کا ہب ارپن کر دوں گا ۔ بشن جی سب دیوتاؤں میں اعلٰے گنے جاتے ہیں ۔ ان کا پایہ اقتدار سب سے بڑھ کر ہے ۔

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ۔ وہاں اماں یعنی ستی جی نے سوچا ۔ کوئی ایسی تدبیر ہو ۔ جس سے پتا جی کے جگ میں شیو جی کا بھاگ بھی نکلے ۔ اور جگ بھی پورا ہو

انتر جامی مہادیو جی ستی کی بات تاڑ گئے ۔ فرمایا ۔ ہے پریہ ۔ کچھ سوچ نہ کرو ۔ مجھے جانتی ہو ۔ جاہل اور نادان لوگ جو میری پوجا نہیں کرتے ۔ ان کا کبھی کلیان نہیں ہوتا ۔ عالم ۔ وید خواں ۔ برہمن ہمارا بھاگ جگ میں ضرور نکالتے ہیں ۔ شام ویدی تیرو ویدی جگ میں ہماری استتی ہوتی ہے ۔

یہ کہکر شیو جی نے اپنا دہن فراخ کیا ۔ منہ سے مہیب صورت کا ایک پتلا برآمد ہوا ۔ پتلے سے فرمایا ۔ کہ جا اور دکش کا جگ بدھنش کر دے ۔ پتلے کو حکم تعمیل میں کیا عذر تھا ۔ جھپٹا ہوا گیا ۔ اور جگ تحس نحس کرنے لگا ۔ ستی جی کو جو غصہ چڑھا ۔ ایک سیاہ فام دیوی بھیجی ۔ جو ہاتھ میں کھپر شمشیر برہنہ لئے اس پتلے کے ساتھ ہی ساتھ رواں ہوئی ۔ اور جگ خراب کرنے لگے ۔ اور لوگوں کے مارنے میں پتلے کا ہاتھ بٹانے لگی ۔ ادھر شیو جی کے تیج سے بیر بھدر نامی ایک پرش شیو جی کی اجازت لے کر جگ میں آیا ۔ ہزاروں بھوتوں کا مجمع ہمراہی میں تھا ۔ جگ میں مار دھاڑ ہونے لگی ۔ خون کا دریا بہہ نکلا ۔ گنوں نے جسے پایا ۔ چیر کر پھینک دیا ۔ کسی میں اتنی طاقت نہ تھی ۔ کہ وہ دو ہاتھ منہ جوڑ کر لڑائی کرتا ۔ جگ کی تمام چیزیں پھینک دی گئیں ۔ کچھ دریا برد ہوئیں کچھ گنوں یعنی بھوتوں کے شکم میں گئیں ۔ رشی منی دیوتا بھاگ کھڑے ہوئے دودھ دہی شکر ۔ پکوان مٹھائی کی خوب چکھوتیاں ہوئیں ۔ خوبصورت گل اندام اپسرائیں پچھاڑ پکڑ کر لٹائے تھے ۔ اور دونوں کی سر کی ٹکڑوں سے بھیجے نکالے تھے ۔ دکش پرجاپت ڈرتا ہوا بیر بھدر کے پاس آیا ۔ اور ہاتھ جوڑ کر پوچھا آپ کون ہیں ۔ اور کیوں میرا جگ خراب کرتے ہو ۔ مجھ سے آپ

کو کیا گزند پہنچایا تھا۔ جو اس قدر غصہ نازل ہونے کی نوبت آ گئی۔
بیر بھدر۔ تو مجھے نہیں جانتا۔ میرا نام بیر بھدر ہے۔ شیو جی مہاراج کا مرسلہ ہوں۔ تاکہ جگ پورا نہ ہو سکے۔ یہ دیوی جس کا نام بھدر کالی ہے۔ میرے ساتھ ہے۔ یہ سری ستی جی کی ذرا سی تیوری پر بل پڑنے کا نمونہ ہے۔ کس میں تاب ہے۔ جو سامنے کر سکے۔ خون کی پیاسی دیوی کی پیاس جب ہی بجھیگی جب تک تمہارا اور تمہارے حامیوں کا لہو چاٹ نہ لیگی۔ غصہ فرو ہونیکا نہیں۔ اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو۔ تو شیو جی سے پناہ مانگو۔ وہ بچا سکتے ہیں۔ تینوں لوک کے کسی دیوتا میں اتنی جرأت نہیں۔ کہ شیو جی کے عدو کو پناہ دے سکے۔ تم نے شیو جی سے دشمنی ٹھانی یہاں تک کہ ان کی دختر نیک اختر ستی جی کو بھی نہیں بلایا۔ خیر یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ جو بھگت رہے ہو۔
آخرکار دکش پرجاپت سے کچھ بن نہ پڑا۔ شیو جی کے دھیان میں مگن ہو کر استتی کرنے لگا۔

نوٹ۔ دکش پرجاپتی کی استتی کرنے کے بعد پھر کیا ہوا۔ اس کا ذکر مہابھارت میں نہیں ہے۔ شیو پران اور رامائن میں البتہ جگ کا مفصل حال درج ہے۔ لہذا یہ ادھیائے ختم کیا گیا ہے

## ادھیائے (۸)
## سکھ دکھ موت بھیشم جی کا بیان

راجہ جدھشٹر بھیشم جی سے پوچھتے ہیں۔ جو انسان سکھ دکھ موت سے خائف رہتے۔ ایسی کوئی تدبیر ہے۔ جس سے ان کو موت کی تکلیف اور سکھ دکھ کا غم نہ ہو سکے۔

بھیشم جی۔ نارد جی سمنگ رشی سے فرماتے ہیں۔ دنیا کی نعمتوں پر نیت ڈالنا بے ثبات پر گھمنڈ کرنا دو روزہ زندگی پر اس قدر مغرور ہو جانا کہ دائرہ عبودیت سے خارج ہو کر ایشور کی یاد یک لخت بھلا دی جاوے۔ ایسی ایسی بہت سی باتیں ہیں جن سے دکھ اور سُکھ ہوتا ہے۔ دُکھ سُکھ چند روزہ ہے۔ اُسے ذرا بھی قرار نہیں۔ موت کشادہ دہن ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ اے راجن! موت مقدم ہے۔ اس سے ڈرنا ہی کیا۔ ایک روز ضرور مرنا ہے۔ سُکھ دُکھ کی حالت خواب کی سی ہے۔ عیش و آرام پر فخر کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ کوئی ساگ پات سے زندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی طلائی تھال میں لذیذ اور خوشبو دار کھانے تناول کرتا ہے۔ یہ پورب جنم کے پھل ہیں۔ جو جیسا کریگا۔ ویسا پاوے گا۔ پرمیشور کی جو مرضی ہے۔ وہی ہونی ہے۔ شاید ہی کوئی ٹال نہیں سکتا۔ تدبیر کرنا فرض ہے۔ حتے المقدور راہ راست کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا راسخ الخیال عقیدتمند شخص کا شیوہ ہے۔ نہ تو دُکھ میں دُکھی ہو۔ اور نہ سکھ میں سُکھی۔ دُکھ میں سُکھ کی چاہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ اپنا مطلب حاصل ہو جانے پر خوش نہ ہو جانا چاہیئے۔ رشد فی فرود ہوتی ہے۔ دیکھو بڑے بڑے قادر توانا لوگ جنہوں نے تپ سے دُنیا جیت لی وہ بھی موت کے پنجے میں پھنس ہی گئے۔ جانبر نہ ہو سکے۔ وہ لوگ موت کے خوف کریں۔ جنہوں نے دُنیا بھی خراب کی۔ اور آخرت کا توشہ بھی ساتھ نہ لیا۔ دُنیا میں روسیاہ ہوئے۔ اور عقبےٰ میں جرائم قبیحہ سے عذاب کے سزاوار ٹھہرائے گئے۔ دان۔ دھرم۔ ہوم جگ ایشور کے بھجن سے جن کو اجتناب رہا۔ شراب خوری۔ عیاشی۔ چوری۔ دغابازی سے رغبت رہی خیر و ثواب سے نفرت کرنے والے گرسنہ اور تشنہ وہاں لوگوں کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آنے والے اگر موت کا ڈر کریں تو بجا ہے کیونکہ دارالجزاء میں عمل بد کی سزائیں ضرور ہی ہوں گی۔ احکام وید شاستر کے پابند پرتوع کی تکلیفیں اپنا زور نہیں باندھ سکتیں۔ اے راجن وہ وہ لیش ترک کرنے کے لائق ہے۔ یہاں وید شاستر کے خلاف مراسم

جاری ہوں۔ ہری بھگتوں کی نندا ہوتی ہو۔ جہاں دھرم کا بل توڑ دیا گیا ہو ایسے دیشوں کو دور ہی سے سلام ہے۔ جو لالچی اور حرص کے بندے ہیں جہاں دولت کمانے کے لئے دھرم کرنے کا نام رکھا گیا ہو۔ یعنی سماجیں قائم کی گئیں ہوں۔ جن کی آڑ میں روپیہ جمع ہوتا ہو۔ ایسے لوگ پاکھنڈی خیال کئے جاتے ہیں۔ جس گھر میں پاپ سے روپیہ کمایا جاتا ہو۔ جس استھان میں مغرور لوگوں کا جمگھٹا ہو۔ یا جہاں دھرم اور شبھ کرم کرنے والوں کی ہجو اور برائی ہوتی ہے۔ ایسے مقاموں سے گریز لازمی ہے۔

# ادھیائے (۹)

# گرہستیوں کی بہتری کے لئے نئے نئے طریقے

**بھیشم جی**۔ اکثر انسان بال بچوں کی فکر ہی میں عمر دوروزہ غارت کر دیتے ہیں۔ ایشور کی یاد مطلق نہیں کرتے۔ البتہ یہ خیال ساتھ دیتا ہے۔ کہ ہمارے بعد ہمارے بچوں کی کیا حالت ہو گی۔ کون ان کی دلجوئی کرے گا۔ جب موت سامنے آ گئی۔ اور چلتا پھرتا گیا۔ تو حقیقت کھلی۔ کہ ادھر زن و فرزند پر فریفتگی ہے۔ اور ادھر مال و متاع پر دلدوگی موت کا سامنے آنا تھا۔ کہ دنیا کی تمام چیزوں پر اداسی سی چھا گئی۔ اب جس چیز پر نگاہ جاتی ہے ہیچ اور بے وقعت نظر آتی ہے۔ نہ یار نہ غمگسار کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ جمراج کے ساتھی مشکیں باندھ کھینچے لئے جاتے ہیں ہولناک مقام پر پہنچتے ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ نظر بند ہے۔ جیسے مجرم ہے۔ اس کے مناسب حالات اسکو حوالات میں سختی یا سہولیت کے ساتھ رکھا ہے۔ اعمال نامہ کی فرد ہاتھ میں دیجاتی

ہے۔ جس کے دیکھتے ہی کانپ جاتا ہے۔ نافرمانی ناشکری بغاوت۔ بے ایمانی
کبر ونخوت۔ دروغ۔ غیبت۔ طمع وحسد۔ مردم آزاری۔ نفاق دریا غرض
کوئی بات ایسی نہیں۔ جو اس میں درج نہ ہو۔ اسوقت سوائے شرمندگی
کے کوئی چارہ نہیں۔ مرتا کیا کرتا۔ مجبوری۔ معذوری۔ موکش۔ پدارتھ
حاصل کرنے والے ان فروعات کی طرف نظر نہ اٹھاتے۔ بال بچوں کی
مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔ نہ یہ خیال جاگزین ہوتا ہے۔ کہ میرے بعد کون
ان کی تربیت کرے گا۔ جو آتما خود پیدا ہوتا ہے۔ خود ہی بڑا ہوتا ہے۔
پورب کرموں کے مطابق سکھ یا دکھ بھوگتا ہے۔ صریحی بات ہے۔ کہ بدن
میں جب کوئی تکلیف یا درد محسوس ہوتا ہے۔ درد کا بٹانے والا کوئی
ساتھ نہیں ہوتا۔ وہی تڑپتا ہے۔ آہ وشیون سے عزیز آقارب کو دکھ دیتا
ہے۔ مگر عزیز وآقارب اس کی تکلیف بانٹ نہیں سکتے۔ زندگی میں تو یہ بات
ہے۔ مرنے پر کون کس کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اسی طرح بال بچوں کے
لئے بھی سمجھنا چاہیئے۔ تم ان کی سہایتا نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ تمہارے حامی
بن سکتے ہیں۔ اے راجن! ان باتوں کا دھیان دھرو۔ ایشور ہی کا سہارا
مقدم ہے۔ جو غصہ۔ حسد۔ کبر ونخوت پر غالب آیا۔ وُہی سنتوگنی روپ پھیرا
قمار بازی بازاری عورت سے ہمبستری۔ جان مارنا یہ باتیں موکش کے مخالف
ہیں۔ جن کو دولت۔ ثروت۔ عمارت۔ ہاتھی۔ گھوڑے رتھ۔ پالکی حاصل
ہیں۔ ان کی بیوی بھی عفت وعصمت کی دیوی ہے۔ آل وعیال بھی فرمانبردار
اطاعت گزار ہیں۔ نارائن کی بھگتی بھی دنیا کی کل چیزیں نظر میں
فانی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ دنیا میں سورگ بھوگتا ہے۔ اور مرنے میں بھی
سورگ نصیب ہوتا ہے۔ جس انسان کی نظر میں نرم اور ملائم گدگدے
بستر کی وقعت زمین کے فرش کے برابر ہے۔ وہ مکتا روپ ہے۔ جن
کو جسم کی مطلق پرواہ نہیں۔ یعنی بول وبراز سے بھرے ہوئے جسم کو
فانی سمجھ کر اس کی بھال نہیں کرتے۔ نہ اس کو نفیس وقیمتی پوشاک
سے مزین کرتے ہیں۔ وہ بھی مکت روپ ہیں۔

# ادھیائے ۱

# شنکر جی کی دیتوں سے محبت اور دیوتاؤں سے مخالفت کی وجوہ

**راجہ جدھشٹر** - شنکر جی دیتوں سے کیوں مانوس ہوئے - اور دیوتاؤں سے مخالفت کیوں کرتے رہے۔

**بھیشم جی** - راکھشس لوگ دیوتاؤں کو گزند پہنچا کر مہارشی بھرگ جی کی استری کے مکان میں چھپ جایا کرتے تھے۔ دیوتا وہاں سراپ کی وجہ سے جا نہیں سکتے تھے۔ ناچار بشن بھگوان کی پناہ لی۔ بشن جی نے بھرگ جی کی استری کا سر چکر سے کاٹ ڈالا۔ راکھشس ڈر کر بھرگ رشی کے پاس آ گئے۔ شنکر جی بھرگ جی کے بیٹے تھے۔ ماں کے لیے مونا مرنے سے نہایت محزون ہوئے۔ یہی کینہ تھا۔ شنکر جی کے دل میں آگ کی طرح سلگتا رہا۔ دیوتاؤں کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اسروں سے مل گئے۔ کوبیر جی کے بدن میں پرویش کر کے تمام خزانہ برباد کر دیا۔ جوگ کی طاقت اور پرانا یام کی قوت سے کوبیر جی پر افشا ہو گیا۔ کہ شنکر جی ان کے بدن میں پرویش کر چکے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے نیت میں خامی ہوئی۔ آخر خزانہ برباد ہوتا رہا۔ کبیر جی سے کچھ نہ پڑا۔ آخرکار شیو جی کے پاس جا کر تمام سرگذشت بیان کی۔ شیو جی کے پاس جا کر تمام سرگذشت بیان کی۔ شیو جی کوبیر جی کی باتوں پر دلدادہ ہو گئے۔ اور ترشول اٹھا کر شنکر جی کے ہلاک کرنے کی ٹھانی۔ شنکر جی ترشول کی نوک پر بیٹھ گئے۔ شیو جی چاہتے تھے۔ کہ شنکر جی کسی طرح گرفتار ہو جائیں۔ تو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ترشول کی نوک پر ہاتھ ڈالا ہی تھا۔ کہ شنکر جی شیو جی کی انگلیوں پر رینگنے لگے۔ شیو جی انہیں نگل گئے۔ چونکہ ریاضت

اور تپ کے عادی تھے۔ لہذا شنکر جی کو کوئی تکلیف پیٹ میں محسوس نہ ہوئی۔ ادھر اُدھر بے غل وغش پھرنے لگے۔

راجہ جدھشٹر۔ شنکر جی نے ایسا کون تپ کیا۔ جس کی وجہ سے غذا کی طرح ہضم نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ وسلامت رہے۔

بھیشم جی۔ ہزاروں سال شنکر جی نے بے آب ودانہ دریا میں کھڑے ہوکر تپ کیا ہے۔ ایسی سمادھی لگائی۔ کہ ہزاروں برس آنکھ نہ کھلی ان کے تپ کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ برمہاجی ان کے اس ریاضت سے بہت خوش ہوئے۔ اور اشیرباد دے کر چلے گئے۔ یہی وجہ گزند نہ پہنچنے کی ہوئی۔ شیوجی کے شکم میں کچھ دنوں رہ کر شنکر جی نے سوچا۔ کہ کب تک اس قفس میں پڑا رہنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ شیوجی سمادھی لگالیں۔ تو پھر نکلنا ہی دشوار ہوجائے۔ اور جو مصائب اور تکالیف اٹھانا پڑیں کم ہیں۔ یہ خیال کرکے پیٹ کے اندر ہی شیوجی مہاراج کی استتی پڑھی۔ شیوجی دیاندھان ہیں۔ نرم دل۔ شنکر جی کی حالت پر افسوس ہوا۔ سب مسامات جسم بند کرکے فرمایا۔ کہ لنگ سے نکل جا۔ شنکر جی نے تعمیل ارشاد کی۔ اور لنگ سے باہر نکل آئے۔ اسوقت سے ان کا نام شنکر پڑا (سنسکرت میں شنکر بمعنی نطفہ ہے) باہر نکلنے پر شیوجی کو پھر غصہ آیا۔ ترشول سے مرکا منا چاہا۔ مگر سری بھگوانی جگت جننی اماں دیوی کی سفارش سے بچ گئے۔ انہوں نے شیوجی کی استتی کرکے عرض کی۔ کہ یہ میرا پتر ہے۔ مارنے کے قابل نہیں۔ اس پر رحم مناسب ہے۔ شیوجی نے درگزر کی۔ اور پاربتی جی کی باتوں سے غصہ بھی جاتا رہا۔

## ادھیائے ۱۱

## یہودی خلائق کے لیے

راجہ جدھشٹر بھیشم جی سے عرض پیرا ہے ہیں۔ کہ آپ کی باتوں سے کسی طرح میری تسلی نہیں ہوتی۔ جی چاہتا ہے۔ کہ ہر وقت ایسی باتیں سنا کروں۔ بہبودی خلائق کے کون کون ذرائع ہیں۔ فرمائیے۔

**بھیشم جی**۔ مہا منی پراشر رشی نے راجہ جنک سے فرمایا۔ دنیا میں جو کچھ ہے۔ دھرم ہی دھرم ہے۔ دھرم کی وجہ سے انسان کو سرگ ملتا ہے۔ دھرم ہی ساتھ جاتا ہے۔ دھرم ہی سے نارائن کا پریم بڑھتا ہے۔ بھگوت بھگتی ایسی چیز ہے۔ جس سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ نارائن کو بھگتی بہت پیاری ہے۔ ایشور کسی کا تابع نہیں۔ مگر بھگت اور پریم کے بس میں ہے۔ کسی وقت کا ذکر ہے۔ کہ برہما جی نے ہنس کا روپ بھرا۔ اور سنت سادھوؤں کی جماعت میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ سادھوؤں نے ہنس کو دیکھ کر نہایت پریم سے اُن کی پوجا کی اور عرض کیا۔ کہ آپ اپنے منہ سے موکش پدارتھ کی تعریف کیجئے۔ ہنس روپ برہما جی نے موکش کی تعریف میں دریا بہا دیئے۔ فرمایا موکش کا سادھن تپ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ اور گیان پرکاش ہوتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہری و باطنی پر قابو ہو جاتا ہے۔ راست بیانی نفس کشی سے گیان ہوتا ہے۔ نافرمانی ناشکری بغاوت بے ایمانی کبر و نخوت۔ غیبت کرنے والے اشخاص کو استقلال نہیں ہوتا۔ جب استقلال نہیں۔ تپ کہاں۔ اے دھرم پترا! جنک متھلا نگری کا راجہ زبردست جوگی ہوا ہے۔ جس نے لاتعداد روپیہ برہمنوں میں خیرات کر دیا کروڑہا گئو دان دیدیں۔ جدھشٹر جی! تم بھی پرماتما میں دل لگا کر دنیا کے بے ثبات کو فانی سمجھو۔ جو کچھ دیا جاتا ہے۔ جو پاتا ہے۔ یا جو لیتا ہے۔ یا دیتا ہے۔ وہ سب آتما ہی ہے۔ جو فعل کرتا ہے۔ اور کراتا ہے۔ آتما ہی اس کا فاعل ہے۔ آتما سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اے پانڈو نندن! ویدوں کا پاٹھ اور تیرتھ یاترا کرنے والے انسان کا دل دنیا کے حظ و لذات سے ملول نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک سنسار جھوٹا ہے۔ جو کچھ برہم ہے۔ راجہ جنک نے یاگوولک رشی کی سینکڑوں برس خدمت کی۔ جس کا پھل راجہ جنک کو یہ ملا۔ کہ وہ گیانی ہو کر ایسے بڑے کرید یہ کہلانے لگے۔ یعنی ایشور کے دھیان میں اس قدر وجد حاصل ہوا۔ کہ اُن

کو تن و بدن کی خبر نہ تھی۔ اے راجہ! برہم گیان سے افضل کوئی پدارتھ نہیں برہم گیان کے معنی یہی ہیں۔ کہ جو چراچر جڑ چیتن۔ انسان و حیوان کل چیزوں میں برہم کا پرکاش سمجھے۔ ظاہری و باطنی حواس خمسہ پر قبضہ کر کے پرماتما کا جلوہ اپنے نورانی دل میں دیکھے۔ سکھدیو جی برہم گیانی ہوئے۔ بیاس جی کے پتر ہو کر برہم گیان میں کمال حاصل کیا۔ جنم لیتے ہی بیاس جی سے وید شاستر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جپ تپ کرنے لگے۔ پھر بموجب ارشاد والد بزرگوار راجہ جنک سے برہم گیان اور موکش دھرم سیکھنے کے واسطے متھلا نگر پہنچے۔ برہم گیان میں عبور ہو گیا۔ پھر بیاس جی کے پاس آئے۔ بیاس جی نے بھی گیان اور موکش پر بہت سی داستانیں سنائیں اور فرمایا دنیا میں گیانی پرش وہی ہیں۔ جو شردھا سے کرم دھرم کرتے ہیں۔ جب برنوں میں شردھا جگ ہی اعلیٰ تصور کیا گیا ہے۔ وید کا مقولہ ہے۔ جو کچھ شردھا سے ہو سکے۔ کرے۔ دوسروں پر حرف زن ہونا ممانعت ہے۔ عیب جوئی مکروہ فعل ہیں۔ سکھدیو جی میں اس قدر شردھا تھی۔ کہ جنم لیتے ہی جوگ لے لیا۔

# ادھیائے (۱۲)

# سکھدیو جی کی ولادت کے اسباب

راجہ جدھشٹر۔ سکھدیو جی بیاس جی کے پتر کی ولادت اور ان کے اوصاف سننے کی آرزو ہے۔ اور اس بات کی حیرت ہے۔ کہ پیدا ہوتے ہی کیونکر تپ کرا گیا۔ کہاں سے آیا۔

**کھیشم جی** سومیر پربت کی چوٹی پر مہادیو جی اماں جی کے ساتھ تفریح میں معروف تھے۔ بیاس جی شیو جی کے پاس گئے۔ شیو جی کے درشن پانے سے دل میں تمنا ہوئی۔ کہ ایسا تپ کرنا چاہئے۔ جس سے اولاد نرینہ پیدا ہو۔ چنانچہ تپ کرنا شروع کیا۔ ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر سوا سے ہو گئے

کچھ کھایا بھی نہیں۔ کچھ دن یونہی گذر گئے۔ ایک روز سپت رشی۔ راج رشی۔ اگن۔ جم۔ برن۔ کوبیر۔ سورج۔ اندر۔ چندرماں۔ انچاس۔ پون۔ اسونی کمار۔ بید کنہر۔ گندھرب۔ رُدر۔ برہسپت وغیرہ مہادیو جی کے درشنوں کو آئے۔ بیاس جی کے تپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ تحسین و مرحبا کے نعروں سے پہاڑی گونج اُٹھی۔ لمبی لمبی جٹاؤں کا جوڑا جبین مبارک پر زیب دے رہا تھا۔ نورانی چہرہ آفتاب کی مانند چمک رہا تھا۔ شیوجی مہاراج بیاس جی کا مقصد تاڑ گئے۔ پاس آکر فرمایا۔ تم نے بڑا بھاری تپ کیا۔ جس آرزو کی ہوس ہے۔ بر آوے گی۔ تمہاری مرضی کے موافق پتر پیدا ہوگا۔ نارائن کا بھگت ہوگا۔ پرم ہنس دیوتاؤں اور رشیوں کا سرتاج خیال کیا جائے گا۔ برہسپت کی طرح عقلمند اور جوگی ہو کر تمہارا نام دنیا میں روشن کرے گا۔ یہ بردان پاکر بیاس جی شیو جی کی اُستت کر کے وہاں سے چلے آئے

# ادھیائے (۱۴)
# سکھدیو جی کے پیدائش کے حالات

بیاس جی کا روزانہ وردتھا۔ کہ ارنی لکڑی سے اگن نکال کر ہون کیا کرتے تھے۔ ایک دن گرتاجی نام اپسرا جو نہایت شکیل اور حسین تھی۔ اسی مقام پر آئی اس موہنی مورت کے دیکھتے ہی بیاس جی اپنے قابو میں نہ رہے۔ اپسرا بھی طوطی کی شکل بنکر بیاس جی کے پاس جا بیٹھی۔ نفس امارہ میں اِستعدر طاقت ہے کہ بیاس جی سا رشی بھی اس ماہ جبین کی صورت پر لٹو ہو گیا۔ ایسا و لولہ اور ہوا۔ کہ نطفہ بہ نکلا۔ اور ارنی لکڑی پر گر گیا۔ لکڑی سے شعلہ جو الا بھڑک اٹھا۔ شعلے سے سکھدیو جی پیدا ہوئے۔ سکھدیو جی کے پیدا ہوتے ہی گنگا جی پرگھٹ ہوئیں۔ بیاس جی سے اشنان کرایا۔ اتنے میں آسمان سے برگ چھال اور ڈنڈ اتر آیا۔ اپسرا۔ کنہر۔ گندھرب نے خوشی سے شادیانے

بجائے۔ پھولوں کی بارش ہوئی۔ سکھدیو جی اُٹھ کھڑے ہوتے۔ مرگ چھالا اوڑھ لی۔ اور ڈنڈا ہاتھ میں لے کر پُورن برہم پرماتما کے دھیان میں جنگل کی طرف چلنے لگے۔ چاروں لوکپال اِندر۔ برن۔ جم۔ کوبیر۔ نارد۔ سنندن۔ گن۔ دیورشی اور دیوتاؤں نے سکھدیو جی کو درشن دے کر گل افشانی کی۔ وہ ایسا لطیف وقت تھا۔ کہ حیوانات نباتات۔ پشو پنچھی وغیرہ سب محظوظ تھے۔ بشوناتھ شیو جی مہاراج بھی تشریف لائے۔ جنم کا اُتساہ کر کے سکھدیو جی کا جگیوپویت کیا۔ راجہ اِندر نے لباس فاخرہ ایسا عطا کیا۔ کہ جو کبھی میلا اور پُورانا نہ ہوتا تھا۔ کوبیر جی نے ایک جام جواہرات سے مرصع دیا۔ جس کی خاصیت تھی۔ کہ یہ جس کسی کے پاس وہ جام ہو۔ دُنیا کی دولت کی پرواہ نہ رہے۔ الغرض سکھدیو جی جنگل کی طرف چل دیئے۔ شیو جی کی ایسی کرپا ہوئی کہ سکھدیو جی بلا تعلیم و تربیت علم سے یگانہ ہو گئے۔ چاروں وید چھ شاستروں کی ماہیت سے بخوبی آگاہی رکھتے تھے۔ اس لیاقت پر بھی برہسپت جی کو اپنا مُرشد بنا کر تحصیل علم کی کیونکہ بغیر گورو کے وِدّیا پھل نہیں دیتی۔ ورنہ کوئی ضرورت تعلیم کی نہ تھی۔ سب پوران ازبر یاد تھے۔ جو تش میں عبور حاصل تھا راج نیت سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ گورو دکشنا لیں۔ برہسپت جی کو بہت سے نار و تحائف نذر کئے۔ سکھدیو جی یگانہ آفاق ہو کر رشیوں منیوں کی جماعت کے سرتاج گنے جانے لگے۔ امور ملکی اور مذہبی میں ایسا کمال تھا۔ کہ نازک اور پیچیدہ مسئلوں میں راجے مہاراجے۔ رشی منی صلاح لیتے سکھدیو کے مشورے بغیر کوئی کام نہ کرتے۔ ایک دن اپنے پتا بیاس جی کے پاس آئے۔ قدم بوس ہو کر بیٹھ گئے۔ اور دست بستہ ہو کر عرض پیرا ہوئے۔ پتا جی۔ موکش دھرم کے اسباب کیا ہیں۔ کون سے طریقوں پر کاربند ہوں۔ کہ مکت مل جائے۔ آپ کے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ جس سے استفسار حالات موکش دھرم ہو سکیں

بیاس جی۔ بہت اچھا۔ پہلے جوگ شاستر۔ سانکھ شاستر۔ برہم وِدّیا کی مفصّل کیفیت کہتا ہوں۔ اسے سماعت کرو۔ بعد ازاں کرم دھرم

کی بابت ذکر اذکار رہوں گے۔ ان پر عملدرآمد کرنا۔

# اُدھیائے (۳۱۳)

## استفسار حالات موکش دھرم از راجہ جنک

**بیاس جی۔** موکش دھرم کی حقیقت راجہ جنک بدیہی خوب بیان فرماویں گے۔ بہتر ہے۔ کہ اُنہیں کی خدمت میں جاؤ۔

**سکھدیو جی۔** برہم اور ودّیا میں جو اختلاف ہے۔ برہما جی سے بخوبی سن چکا ہوں۔ اب آپ کی آگیا ہے۔ راجہ جنک کے پاس بھی جاتا ہوں۔ کیونکہ دل میں موکش دھرم سُننے کی چاہ ہے۔ یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور قدمبوس ہو کر راجہ جنک کے پاس پہنچے۔ اگرچہ سکھدیو جی پرندوں کی طرح پرواز کر سکتے تھے۔ لیکن پتا کی اجازت سے پیادہ پا جنگل اور پہاڑ دریا عبور کرکے شہر شہر گاؤں گاؤں گھومتے ترہت دارالحکومت راجہ جنک میں پہنچے۔ درِ دولت پر حاضر ہوکر اطلاع کرائی۔ ہرچند دربانوں نے ڈکا۔ مگر یہ بالکل لاپرواہ رہے۔ ہوتے ہوتے شام ہو گئی۔ پیغام وسلام نارد۔ ادھر راجہ جنک جگ اور ہون میں مصروف تھے۔ جب اس نے فراغت پائی۔ تو سُنا کہ دروازے پر کوئی فقیر سادھو آئے ہیں سُنتے ہی جنک جی نے ہم خاص سے فرمایا۔ کہ تعظیم کے ساتھ ان کے پُر فضا باغ میں اتارو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی۔ سکھدیو جی توقیر و منزلت کے ساتھ باغ میں فروکش کیا۔ لذیذ اور خوش ذائقہ پکوان بنکر آئے۔ سکھدیو جی نے بھوجن کیا۔ زرنگار مسہری پر آرام فرمایا۔ تھوڑی ہی دیر آرام کرکے آسن پر بیٹھ کر نارائن کے بھجن میں مصروف ہوئے۔ قبل طلوع آفتاب اشنان کرکے نارائن کے دھیان میں بیٹھ گئے شب بھر پری چہرہ غنچہ دہن گل اندام عورتوں کا جمگھٹا رہا۔ مگر سکھدیو جی کی پاکباز نظر کسی عورت کی طرف نہیں اٹھی۔ علی الصباح راجہ جنک نے اس

اور پروہت کی ہمراہی میں جواہر نگار سنگھاسن پر سوار ہو کر سکھدیو جی کے پاس گئے تعظیم کے ساتھ پوجن کی۔ سنگھاسن پر بٹھا کر اپنے ہمراہ راج محل میں لائے۔ راستہ بھر مزاج پرسی رہی۔ گھر پر آتے ہی پھر سکھدیو جی کی پوجا ہوئی۔ کپلا گئو نذر کر کے عزت کے ساتھ ان کی علمیت کے مدح سرا رہے سکھدیو جی نے اشارہ سے راجہ جنک کو بٹھالا۔ اور اپنے آنے کا سبب مو بمو بیان کر کے دھرم کے فرائض اور حصول نجات کے طریقوں پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر برہمن دھرم کی بابت پوچھا۔

راجہ جنک۔ برہمن کا دھرم یہ ہے۔ جگیوپویت دھارن کئے رہنے کے وقت مرشد یعنی گورو کی سیوا کر کے ودیا حاصل کرے گورو کی اجازت سے شادی یعنی بیاہ کرے۔ بیاہی ہوئی کے سوا دوسری عورت پر نگاہ نہ اٹھاوے۔ ہون کرے۔ جب اولاد پیدا ہو۔ اس کی تعلیم و تربیت کے بعد جنگل میں جا کر تپ کرے۔ پھل پھول سے سروکار رکھے۔ غلہ مطلق نہ کھائے پھر سنیاس دھارن کرے۔ (یعنی خواہشات نفسانی سے مبرا ہو کر خالق بحروبر میں دھیان لگاوے۔ یہی سنیاس ہے)

سکھدیو جی۔ جو برہمن گیانی ہو۔ وہ بھی ان اصولوں کا محتاج ہے

راجہ جنک۔ بغیر گیان کے موکش نہیں ہوتی۔ وہ گیان ایسا ہے جس کے نور سے دل کی تاریکی جاتی رہتی ہے۔ نارائن کا نورتی نور پیش نظر رہتا ہے۔ ایسا گیان بغیر گورو کی تعلیم کے حاصل نہیں ہوتا۔ خیال خام ہے کہ چاروں آشرموں کو سنیاس کرنا ضروری نہیں۔ برہمچریہ۔ بان پرست۔ گرہست اور سنیاس یہ چاروں آشرم اس لئے بنائے گئے ہیں۔ کہ انسان ان پر کاربند ہو جب گیان کا نور جھلکنے لگے۔ تب ان سے قطع تعلق کرے جو شخص دنیا کے کاروبار میں آشرم کے طریقوں کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ آواگون سے چھوٹ جاتا ہے۔ جو شخص نیکی بدی۔ حرص طمع سے کنارہ کش ہوتا ہے۔ اور دنیا کے کاروبار پرمیشور کے آدھین سمجھتا ہے۔ وہی موکش پد پاتا ہے۔ یہی گیان ہے۔ جو شخص حواس خمسہ پر قابو پا کر راجس۔ تامس یعنی

کام۔ کرودھ۔ موہ لوبھ کو چھوڑ دے۔ اُسے گرہست آشرم میں موکش حاصل ہو جاتی ہے۔ برہمچریہ بان پرست یا سنیاس دھارن کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جو پار برہم پرمیشور کا پرکاش ساری دنیا میں دیکھتا ہے وہ پرماتما میں پست ہو جاتا ہے۔ اس کو بھی کسی آشرم کے دھارن کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پرماتما حیوانات۔ نباتات۔ جمادات میں رم رہا ہے۔ سب میں اس کا ظہور ہے۔ ایسے خیال والے موکش پد پاتے ہیں۔ اور دنیا کے کاروبار ہی میں مصروف کیوں نہ رہیں۔ مگر ان کے دل پر تاریکی نہیں دوڑتی جس طرح مرغابی پانی میں آٹھ پہر رہتی ہے۔ لیکن اُس کے پر پانی سے تر نہیں ہوتے۔ اس کی قوت پرواز زائل نہیں ہوتی۔ وہ بخوبی اڑ سکتی ہے۔ کنول کی نال بھی پانی ہی میں رہتی ہے۔ لیکن جب اٹھا کر دیکھا۔ تو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ پانی کا درخت ہے۔ اسی طرح ہری بھگت گرہستی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ وہ مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ کیسا رنج اور کیسی خوشی۔ دونوں برابر ہیں۔ آزاد منش لوگوں کا کیا کہنا۔ ان کے نزدیک سکھ دُکھ برابر ہیں۔ نہ کسی سے دشمنی رکھتے ہیں۔ نہ کسی سے دوستی یعنی تمام دنیا ایک ہی نظر سے دکھائی پڑتی ہے۔ سکھدیو جی! جن لوگوں کو حواسِ ظاہری و باطنی پر استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ان کی مستقل نیت ڈانواں ڈول نہیں ہو سکتی۔ راجہ جنک میں ایسے ہی اوصاف تھے۔ ان اوصاف سے موکش مل گئی اسی طرح تم بھی پرماتما میں مل جاؤ گے۔ مجھ میں جس قدر گیان ہے۔ وہ آپ کے پتا بیاس جی کے ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ میری دانست میں تم موکش دھرم خوب جانتے ہو۔ تم سے دنیا اوروں کو فائدہ حاصل ہو گا۔ اسی منشا سے ہمارے پاس آئے۔ ورنہ مجھ کو کوئی ضرورت نہ تھی۔ راجہ جنک کی تقریر سُن کر سکھدیو جی مہاراج محظوظ ہو کر راجہ جنک کی بڑھائی کرتے ہوئے پھر اپنے استھان مایہ کا آشرم میں گئے

---

# ادھیائے (۱۵)

# سکھدیو جی کا تپ اور سوامی کارتک جی کا پراکرم

سکھدیو جی کوہ ہمالیہ پر گئے۔ دیورشی نارد برفستانی پہاڑوں کی سیر کر رہے ہیں۔ گل اندام گل پیرہن اپسراؤں کے سریلے نغموں سے پہاڑ پر وجد کا عالم طاری۔ کنہر گندھرپوں کے خوش آیند باجوں سے دل لپسا جاتا ہے۔ مور سارس ہنس۔ چکور جھیل۔ تالابوں کے کنارے سرگشت کر رہے ہیں۔ کھلے کنول پر بھنورے گونج رہے ہیں۔ بشن بھگوان نے اسی پہاڑ ہی پر تپ کیا تھا۔ کھٹ بدن کمار اور سوامی کارتک جی کا یہیں مسکن ہے۔ شیو جی مہاراج کے پتر نے ترشول اپنے ہاتھ سے گاڑ کر یہ تڑ گیا تھی۔ کہ سوائے برہما جی کے اور کسی میں اتنی طاقت نہیں۔ کہ اُسے جنبش دے سکے۔ دیوتاؤں کو رنج ہوا۔ نارائن جی نے ترشول اُلٹے ہاتھ سے ہلا دیا۔ ترشول کی حرکت سے تمام پہاڑ ہل گیا۔ زلزلہ سا آگیا۔ بشن جی اکھاڑ کر پھینکنا چاہتے تھے۔ لیکن مہادیو جی کے خیال سے نہیں اکھاڑا۔ بشن جی اپنے بھگت پرہلاد جی سے بولے۔ اس ترشول کو دیکھا۔ ذرا ہاتھ تو لگاؤ۔ پرہلاد جی نے لاکھ زور مارا۔ مگر اُسے جنبش نہ ہوئی۔ تھک کر بیٹھ گئے سکھدیو جی اُسی پہاڑ پر گئے ہیں۔ مہادیو جی پورن برہم کی یاد میں مگن ہو رہے ہیں۔ چاروں طرف آگ روشن ہے۔ اس لئے کہ کوئی دیوتا یا دیت دھیان میں خلل انداز نہ ہو۔ سکھدیو جی مشرق رویہ جہاں وید بیاس جی تپ کرتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ پتا جی کے درشنوں سے حظ حاصل ہوا۔ بیاس جی کا نورانی چہرہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔ بیاس جی نے چھاتی سے لگا لیا۔ اور مزاج پرسی کی۔ سکھدیو جی نے ساری سرگذشت راجہ جنک کے یہاں کی سنائی۔

بیاس جی کے پاس چار چیلے وِدیا سیکھنے آئے تھے۔ وِدیارتھیوں میں ان کا بیٹا بھی شامل ہُوا۔ دیول۔ جمن ویشم پائن۔ اسمت رشی۔ سکھدیو جی یہ پانچوں چیلے وِدّیا سیکھتے اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بیاس جی کی طرح دُنیا میں کوئی عالم اور وید جاننے والا نہ تھا۔ اُن کا علم سمندر تھا۔ پانچوں چیلوں نے پرارتھنا کی کہ مہاراج سوائے ہم لوگوں کے اب اور کسی کو چیلہ نہ بناویں۔ بیاس جی نے فرمایا۔ عالموں کو ایسا کرنا مناسب نہیں۔ جو شخص تحصیل علم کے واسطے آوے۔ اس سے منہ موڑنا بڑا دوش ہے۔ برہما جی کے خلاف ہے۔ عدول حکمی ہوتی ہے۔ لیکن کوئی اور آبھی تو نہیں سکتا۔ نہ مجھ کو اتنی فرصت ہے۔ کہ مغز خراشی کروں۔ تمہارے چیلے بہت ہیں۔ اور آئیندہ ہوں گے۔ ان کو میری ہدایت کے بموجب تعلیم دینا۔ اوّل جو برہمچاری ہو۔ تمہاری کے موافق مرضی کے کام کرتا ہو۔ وہ تم امتحان کے وقت پورا نکلے۔ دھرم کرم کا پابند ہو۔ تیز فہم ہو۔ عقل رسا رکھتا ہو ایسے آدمیوں کو چیلہ کرنا اور وِدیا دینا۔ اگر چھتری یا ویش علم ہُنر سیکھنے آوے تو برہمن کے لڑکے کو سامنے بٹھلا کر تعلیم دینا۔ اور چھتری اور ویش کو ہدایت دو۔ کہ اسی طرح تم بھی کام کرو۔ البتہ جو اعتراض یا کسی بات میں تردّد ہو۔ دریافت کر لو۔ وید وِدیا کی تعلیم زیادہ نہ ہونی چاہیئے جسے وید پڑھنے کی تمنّا ہو ضرور پڑھاؤ۔ کیونکہ برہما جی کی اس میں خوشی ہے۔ پانچوں چیلوں نے بیاس جی کی نصیحت پر گرہ باندھی۔ کچھ روز تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد پہاڑ سے اترے۔ اور پرتھوی پر برہمنوں۔ چھتریوں ویشوں کو علم و ہنر سکھانے لگے مگر سکھدیو جی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ پھر اسی پہاڑ پر بیاس جی کے پاس تپ کرنے لگے۔

## اُدھیائے (۱۲۱)

## ناردجی کو بیاس جی کی زبانی وید منتر سننے کی خواہش

ایک دن نارد جی گشت کرتے ہری بھجن گاتے ہوئے بیاس جی کے پاس وید دُھن سُننے کی غرض سے آئے۔ بیاس جی سے ڈنڈوت پرنام ہونے کے بعد نارد جی گویا ہوئے۔ آج خواہش پیدا ہوئی۔ کہ مل کر وید دھن سنوں اگرچہ یہاں دیوتا۔ کنھر۔ گندھرب سبھی موجود ہیں۔ لیکن بغیر وید بانی کے یہ پہاڑ سنسان معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح برہمن کا دِجس نے وید نہ پڑھا ہو۔ وقار نہیں ہوتا۔ بیاس جی بولے اکیلا ہوں۔ کوئی چیلا بھی نہیں۔ تنہائی کی وجہ سے وید منتروں کا اُچارن نہیں ہو سکتا۔ خیر کیا مضائقہ۔ آپ کی خواہش پُوری کی جائے گی۔

بیاس جی اور سکھدیو جی پرمیشور کے دھیان میں مگن ہو کر وید منتر پڑھنے لگے۔ اوم کے نکلتے ہی سارا پہاڑ گونج اُٹھا۔ ایسی سخت ہوا چلی۔ کہ منتروں کا پڑھنا دشوار ہو گیا۔

سکھدیو جی۔ ہوا کیا ہے؟

بیاس جی۔ آسمان پر دو راستے ہیں۔ ایک پگ ڈنڈی بیکنٹھ تک گئی ہے۔ دوسری نرک کو لگی ہے۔ بیکنٹھ کے رستے کا نام راجن ہے۔ اور نرک راہ تامس کہلاتی ہے۔ انہیں دونوں راستوں سے ہوا کی آمد و شد ہے یہ ہوا دیوتاؤں اور رشیوں کی آمد و رفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں ہواؤں کے ملنے سے سمان نام ہوا پیدا ہوئی۔ سمان سے اودان۔ اودان سے بیان۔ بیان سے اپان۔ اس سے پران پیدا ہوئے۔ انہیں پانچوں ہواؤں پر انسان اور حیوانوں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ یہ ان بہترین ہوا ہیں۔ جو جسم میں رہ کر جیو کو پالتی ہے۔ اور وہ برہم ہے۔ اِسی سے سورج اگنی میں شعلہ اور برسات کے موسم میں بجلی بن کر چمکتی اور دمکتی ہے۔ دوسری ہوا رعد کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اس کی گرج مشہور ہے۔ وہ کڑکتی ہے۔ اور ابر کو یکجا کر کے پانی برساتی ہے۔ یہ ہوا گرمی کے موسم میں پیدا ہو کر برسات میں ابخروں کو جمع کر کے بادل بناتی ہے۔ اور ان ہوا سے ستارے۔ اور ماہتاب طلوع ہوتے ہیں۔ خشکی کے چاروں طرف دریا محیط

ہے۔ سمندر سے ابخرے اڑتے ہیں۔ یہی ابخرے بادل ہوکر پانی برسلتے ہیں اور ان ہوا چاروں سمندروں سے ابخرے اٹھا کر آسمان میں لے جاتی ہے اور جیموت ہوا کے سپرد کر کے اپنے کام پر واپس آ جاتی ہے۔ جیموت ہوا پانی برساتی ہے۔ اپان ہوا ہمیشہ بہو کی رہتی ہے۔ اس میں اسقدر طاقت ہے۔ کہ بادلوں کو منتشر کر کے پراگندہ کر دیتی ہے۔ وہ پہاڑ بھی توڑ سکتی ہے۔ پانچوں ہوا کا نام پران ہے۔ عوام میں اس کا نام پروا کہا جاتا ہے۔ گنگا جی اسی ہوا کے ذریعے سے آکاش میں چلتی اور رہتی ہیں۔ چندرماں اور سورج اسی وجہ سے روشن ہیں۔ سکھدیو جی۔ جب تم پروا ہوا پہچان لوگے۔ سیر ہو جاؤ گے۔ جوگیشور اور منیشور اسی ہوا پر سوار ہوکر یہاں سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ اسوقت جو ہوا چلی ہے۔ اس ہوا سے پہاڑ بھی تھرتھراتے ہیں۔ یہ پشن بھگوان کی سانس سے نکلتی ہے۔ اس کے چلنے پر وید پڑھنے مناسب نہیں جب ہوا تھم گئی۔ بیاس جی نے فرمایا۔ اب وید منتر پڑھو۔ اور خود آکاش گنگا کو چلے گئے۔ اور سکھدیو جی نے وید منتر پڑھنا شروع کیا۔ ان کی مدھر اور سریلی بانی سے نارد جی بہت مسرور ہوئے۔ فرمایا کہ اپنی مرضی کے موافق مجھ سے بردان مانگو۔ سکھدیو جی نے کہا۔ کہ جس چیز سے جیوں کا اپکا ہو۔ وہ بتائیے ؂

# ادھیائے (۱۷)

# نارد جی کی زبانی موکش دھرم کی حقیقت

**نارد جی** (سکھدیو جی سے) یہی سوال تو سپت رشیوں نے کمار جی سے کیا تھا۔ سنت کمار جی نے جواب دیا۔ کہ عقل کی صیقل گیان ہے۔ گیان سے ستیہ کی کدورتیں جاتی رہتی ہیں ضلالت گمراہی کافور ہو جاتی ہے حواس ظاہری و باطنی پر اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ جب دل منور ہو گیا۔ تو پرماتما کا جلوہ دیکھنا محال نہیں۔ گیان کی برابری کوئی شے نہیں کر سکتی۔

ست سے بڑھ کر تپ نہیں۔ طمع و حرص سے افکار دنیوی بڑھتے جاتے ہیں
دُنیا رنج کا مخزن ہے۔ جو رشیوں کی صحبت سے فیض پاکر دھرم کرم کے پابند
رہتے ہیں۔ اُن کی برابری دیوتا بھی نہیں کر سکتے۔ جو کام کرودھ موہ
لوبھ میں مُبتلا ہوا۔ وہ دونوں جہان سے گیا۔ جو برہم کا شناسا ہے۔ وہی عقلمند
ہے۔ ستیاس سے برہم پہچانا جاتا ہے۔ ست کی پابندی سے ریاکاری۔ کورنفسی
پاس کھٹکنے نہیں پاتی۔ اس لئے اُسے سکھدیو جی! مستقل مزاجی سے ایشور کا
دھیان کرو۔ کوئی گھڑی کوئی پل ایسا نہ ہو۔ جس میں نارائن جی کی یاد دِل
سے جاتی رہے۔ گرہستی لوگ اکثر مایا موہ کے جال میں پھنس کر زندگی اکارتھ
کر دیتے ہیں۔ سوچ اور فکر کے سوا کوئی گھڑی چین سے نہیں گزرتی۔ جو
نارائن سے لو لگاتے ہیں۔ کرتا۔ دھرتا۔ پرمیشر ہی کو جانتے ہیں۔ وہی اس
بھوساگر سے پار ہو جاتے ہیں۔ سارا جسم تودہ خاک ہے۔ خاک عمارت بنا
کر جیو آتما حکمرانی کرتا ہے۔ ہڈیاں مثل ستون کے ہیں۔ اور رگیں طناب
ہیں۔ خون اور گوشت آب و گل پوست جسم کی پوشش ہے۔ جسم پیپ
اور غلاظت سے بھرا ہوا ہے۔ پانچ عناصر خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش
اور پانچوں حواس۔ رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن۔ تین گن۔ روپ۔ رس۔ گندھ
اسپرش اور شبد۔ وغیرہ چیزوں کی آمیزش سے جسم کی ساخت ہوئی۔ جس میں
جیو آتما پرویش کرتا ہے۔ جو جو اس ظاہری و باطنی کو مغلوب کر چکا۔ وہی گیانی
ہوا۔ دُنیا سراب ہے۔ دھوکے کی جڑ ہے۔ اس کے پھندے میں گیانی
پرش نہیں پھنستے۔ مرد عورت کے ست سنگ سے ماں کے پیٹ میں نطفہ قائم
ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر ایک نلی ناف میں بنائی گئی ہے۔ اُسی نلی سے بچے کی
ساخت ہوتی ہے۔ یعنی اس نلی میں ماں کا خون جمع ہوتا ہے۔ اور بچہ بنتا جاتا
ہے۔ سر گردن۔ ہاتھ۔ پیر جب بنکر طیار ہو جاتے ہیں۔ تب جان پڑ جاتی ہے
یہی حمل ہے بچہ سر کے بل پیدا ہوتا ہے۔ ماں۔ باپ۔ بھائی بہن کو اس
کی ولادت سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کوئی پیدا ہوتے ہی فوت ہو جاتا۔
کوئی نوجوان ہو کر مرتا ہے۔ کوئی پوری عمر پہنچکر یعنی بڈھا ہو کر دنیا چھوڑتا

ہے۔ ویدیہ طبیب علاج کرتے۔ مگر دوا سرایت نہیں کرتی۔ آخر موت اُسے نگل لیتی ہے۔ رشی منی بھی تو بیمار ہوتے ہیں۔ وہ کوئی علاج نہیں کرتے مگر چنگے ہو جاتے ہیں۔ کوئی امیر ہیں۔ کوئی فقیر۔ کوئی فیل نشین ہیں۔ کسی کو گدھا بھی میسر نہیں۔ کوئی فیل پہ سوار ہے۔ کوئی پالکی اٹھاتا ہے۔ لیکن موت نہ امیر کا خیال کرتی ہے۔ نہ فقیر کا۔ سب کو کھا جاتی ہے۔ اس لئے اس تودہ خاک پر بھروسہ کرنا عبث ہے۔ اس کو نہ آرام دینا چاہیئے۔ نہ دُکھ ہی اُٹھانا چاہیئے۔ کہ جسم میں بیماریاں دوڑیں۔ ہاضمہ میں فتور ہو۔ مقدار معینہ پر قائم رہے۔ تاکہ جسم کی حفاظت بھی ہو سکے۔ اور ایشور کے دھیان میں خلل نہ واقع ہو۔ کل دنیاوی چیزیں فانی ہیں۔ کسی کو قیام نہیں۔ اس لئے دولت و ثروت کا خیال فضول ہے۔ تقدیر پہ شاکر رہنا چاہیئے۔ جتنا بدا ہے۔ خود ہی مل جائیگا۔ دولت ساتھ تو جاتی نہیں۔ پھیر اس پر بھروسا کیا کرنا۔ البتّہ پاپ پُن ساتھ نہیں چھوڑتے۔ یہی ساتھ جاتے ہیں۔ جیسا کیا ہے۔ ویسا پھل ملیگا۔ وِدّیا حاصل کرو۔ ایشور کو پہچانو۔ وِدّیا سے گیان ہوتا ہے۔ اور گیان سے مکتی ملجاتی ہے۔ وید کا مسئلہ ہے۔

# ادھیائے (۱۸)

# آکاش میں سکھدیوجی کی روشنی

سکھدیوجی خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک عورت لڑکے عیالداری و افکار و تردّد کا جامہ ہیں۔ ان سے بچنا ہی چاہیئے۔ ایک وقت تک اسی سوچ بچار میں پڑے سوچتے رہے۔ آخر یہ بات ذہن نشین ہو گئی۔ رشیوں سے فیض صحبت حاصل کرکے نجات کا طالب ہوں گا۔ نارد جی سے اجازت لے کر بیاس جی کے پاس آئے۔ اور ڈنڈوت کرکے سامنے بیٹھ گئے۔ بیاس جی سکھدیوجی سے مخاطب ہوئے۔ تم نے آنکھوں کی روشنی

بڑھتی ہے۔ تمہاری منوہر صورت دیکھتے ہی دل مسرور ہو جاتا ہے۔ پاس آؤ۔ گلے لگا لوں۔

**سکھدیوجی**۔ میرا دل دنیاوی بیوہاروں سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس لئے اجازت کا طالب ہوں۔ دم بھر ٹھیرنا شاق ہے۔ ویراگ سر پہ سوار ہے۔ جاتا ہوں۔

یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کیلاش کی اونچی چوٹی پر پہنچ کچھ مدت تپ کرتے رہے۔ پھر نارد جی سے ملکر کیلاش پربت سے گرڑ جی طرف اُڑے۔ اور بیکنٹھ کی طرف ارادہ کیا۔ سکھدیو جی کے پرواز کرتے ہی اس چوٹی کے دو ٹکڑے ہو گئے آسمان میں پرواز کناں چلے جا رہے ہیں۔ سب سے پیشتر رشی۔ گندھرب۔ جکش۔ راچھسوں سے ملاقات ہوں۔ انہوں نے نہایت عظمت اور منتر لت سے سکھدیو جی کو لیا۔ اور طواف کرکے ان کی پوجا کی۔ وہاں سے اوپر کو چلے گئے۔ بڑھکر منداکنی گنگا جی دکھائی پڑیں۔ جن کے کنارے خوشبودار پھول کھل رہے تھے۔ گنگا جی میں گندھرب اور اپسرائیں نہا رہی تھیں۔ لیکن بالکل برہنہ بدن پر لتہ بھی نہ تھا۔ سکھدیو جی سے پردہ کرنا فضول سمجھا۔ کہ وہ برہم پرمہنس ہیں۔ سکھدیو جی کی صورت دیکھکر آپس میں اسطرح گویا ہوئیں۔

دیکھو بہن یہ مہایوگی۔ برہم روپا بیاس جی کے پتر پرم ہنس ہیں۔ سکھدیو جی آپ ہی کا نام ہے۔ ایسے پتر کو تپیا نے کیوں کر یہاں آنے دیا۔ پیچھے پیچھے بیاس جی بھی پتر کے شوق میں اڑے جا رہے تھے۔ چوٹی کے دو ٹکڑے دیکھ کر بیاس جی نے خیال کیا۔ کہ بے شک یہ پتر پرم ہنس ہو گیا۔ تب مہرشی بیاس جی دوسرے طریقے سے پل بھر میں سکھدیو جی کے پاس پہنچے اور بڑے زور سے آواز دی۔ کہ بیٹا سکھدیو! ٹھیرو ہم بھی آتے ہیں سکھدیو جی نے سرب ویاپی۔ سرب آتما۔ سرب مکھ ہو کر جواب دیا ہے پتا! اس تیز آواز کے ساتھ ہی چاروں اطراف جنگل اور پہاڑ۔ جل تھل جڑ چیتن سے بھی آواز بازگشت نکلی۔ جبھی سے دریا پہاڑوں پر آواز

لگانے سے دوسری آواز سنائی دیتی ہے۔ سکھدیو جی پتا کیکر انتردھیان ہوگئے
جب بیاس جی نظروں سے سکھدیو جی غائب ہوگئے۔ بڑا افسوس ہوا۔ بادل
حزیں وہیں ٹھیر گئے۔ منداکنی نام آکاش گنگا جی سے جل میں جو اپسرائیں ننگی ہو
کر بہار کر رہی تھیں۔ بیاس جی کو دیکھ کر جھجکیں۔ اور شرم وحیا سے بدن چرانے
لگیں۔ کسی نے جل سے بدن ڈھانپا۔ کوئی دیدہ دلیل تھی۔ تڑپ کر نکلی۔ اور
درختوں کی آڑ میں چھپ گئی۔ کسی نے جھپٹ کر کنارے سے پوشاک اٹھا
لی۔ اور پہن کر کنارے کھڑی ہوگئی۔ بیاس جی پہلے تو اس بات سے خوش ہوئے
کہ سکھدیو جی ایسے پرم ہنس تھے۔ جن کی پرواہ ان عورتوں نے بھی نہیں
کی۔ بدستور جل میں ننگی ہوکر نہاتی رہیں۔ مگر میرے ضعیفی کے عالم میں بھی پرواہ کی
گئی۔ حالانکہ مجھے دین و دنیا سے کچھ تعلق نہیں۔ افسوس ہے۔ میری عبادت پر
بیاس جی پر ایسی ندامت چھائی۔ کہ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو نکل پڑے
اس وقت شیو جی گندھربوں لے ساتھ بیاس جی کے پاس آئے۔ اور تسلی
و دلاسا دے کر بولے۔ بیاس جی! گیانی ہوکر موہ چھا گیا۔ کیا تم نہیں جانتے
کہ کسی زمانے تپ کیا تھا۔ تپ کے پربھاؤ سے میں نے ایسا پتر تم کو عطا کیا
تھا۔ جس کا کوئی دین و دنیا میں ہمسر نہیں۔ رشی جی! اس نے وہ گت پائی۔
جو دیوتاؤں کو بھی میسر نہیں۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ تمہارے پتر
کا نام سورج کی طرح روشن رہیگا۔ سائے کی طرح اس کا پرکاش دیکھا کروگے
اے جدھشٹر! بیاس جی کو شیو جی کی باتوں سے کچھ آنند ہوا۔ اور اپنے لڑکے
کا سایہ دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ دھرم وان جدھشٹر جی! بیاس جی نے
ساری سرگذشت مجھ سے بیان کی تھی۔ سر مو فرق نہیں۔ نارد جی کی زبانی بھی
سکھدیو جی کے تذکرے سننے میں آئے ہیں۔ ایسے ہی ذکر اذکار سے انسان
موکش تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص سکھدیو جی کی کتھا سنیگا۔ وہ تلسی پاوے
گا۔

***

# ادھیائے (۱۹)

## نارد جی بشن بھگوان کا مکالمہ

جدھشٹر پتامہ جی! گرہست آشرم۔ برہمچریہ۔ بان پرست۔ سنیاس دھارن کرنے والے کس دیوتا کا پوجن کریں۔ کہ تناسخ یعنی آواگون سے چھوڑ کر مکتی حاصل ہو۔

**بھیشم جی**۔ اس برہم سروپ نارائن جی کی چار مورتی ہیں۔ دھرم راج کے پتر باسدیو سن کرشن نام سے پیدا ہوئے۔ اس جیو سے پردمن جیت ہوا۔ جیت سے انرودھ نام اہنکار آپن ہو۔ سوایمبو منونتر کے دھرست جگ میں نر۔ نارائن۔ ہری۔ کرشن چاروں نام سے ظاہر ہوئے۔ اور بدرکا آشرم میں جاکر تپ کیا۔ نارد جی نارائن جی کے درشنوں کی خاطر بدرکا آشرم پہنچے باغبان قدرت کا تماشہ نظر آیا۔ گنگا جی کے دونوں جانب سرسبز۔ شاداب درختوں کی باڑ لگی ہوئی ہے۔ ہوا صاف اور پاک ہے۔ پھولوں کی خوشبوؤں سے دماغ طبلۂ عطار بن رہا ہے۔ نسیم سحری عروسان چمن کے ساتھ اٹکھیلیاں کر رہی ہے۔ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے۔ نارد جی اس پُر فضا مقام پر کچھ دیر گلگشت کرتے رہے۔ شام ہوتے ہوتے بدرکا آشرم پہنچے۔ مگر نر نارائن کے درشن نہ ہونے سے اداس ہو گئے۔ چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ خود بخود باتیں کرنے لگے۔ ایسے مقام پر آفرین ہے۔ جہاں دیوتا۔ گندھرب نر نارائن کے درشنوں کے لئے گھوم رہے ہیں۔ اور نر نارائن جی کے درشنوں سے اپنا جسم سپھل کر رہے ہیں۔ سندھیا کا وقت آ گیا تھا۔ سندھیا کرتے کرتے نارائن جی کے درشن ہو گئے۔ نارد جی نے ہاتھ جوڑ کر وندنا کی ہے۔ پربھو چاروں وید آپ کو پورن ابناشی خیال کر کے آپ کی استتی کرتے ہیں۔ تمام کائنات آپ ہی میں لپیٹ ہے۔ چاروں برن آشرم والے تمہاری پوجن کرتے ہیں

دیتی دیوتوں کے ماتا پتا گرو آپ ہی ہیں۔ جگت سوامی آپ یہاں کس کا تپ کرتے ہیں۔ اور کس کی پوجا کرتے ہیں۔ سری بھگوان نے فرمایا۔ جو ابناشی پورن برہم پرماتما تینوں گنوں سے رہت ہے۔ جس کے درشن نہیں ہوسکتے جو نرانکار جوتی سروپ خیال کیا گیا ہے۔ جہاں وہم و ادراک بھی کام نہیں دے سکتے۔ وہی سب جیووں کا آتمن اور پیدا کرنے والا ہے۔ ویدا اس کی مانی ہے۔ شاستر اس کی اصول پر ہما۔ مہیش۔ منو۔ دکش۔ بھرگو۔ دھرم۔ جم۔ مرتیچ۔ انگرا۔ اتری۔ پولست۔ پلہ۔ کرتو۔ بششٹ۔ پرمیتی سورج۔ چندرماں۔ کردم۔ کرودھ۔ بکریت وغیرہ بھی اسی ابناشی کا پوجن کرتے ہیں۔ جو دھیان میں نہیں آتا۔ اے نارد! ہم اسی کی اپاسنا میں مگن رہتے ہیں۔ بھگتی اور پریم سے ہم نے یہ اپدیش تم سے کہا۔ اور تم نے بھی بڑی بھگتی سے دھیان دے کر سنا۔

# ادھیائے (۲۰)

## سویت اور راجہ سوویت کا بیانت

بھیشم جی نارد جی نے پھر یہ سوال کیا کہ ہے پربھو! آپ نے دھرم دیوتا کے گھر میں چار روپ سے اوتار لیا۔ اس کا کارن کیا ہے اور آپ کے درشنوں کے واسطے سویت دیپ جاؤنگا۔ جہاں آپ کی مورتی براجمان ہے۔ اس مورتی کے درشن ہر ایک پا نہیں سکتا۔ اتنے اوصاف اس میں ہوں۔ تب درشن ہو سکتے ہیں۔ نارائن! میں اتنی باتوں کا پابند رہا۔ ایک تو گورو پوجن کی کسی کے راز کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ وید بھی پڑھے۔ تپ بھی کیا۔ دوست دشمن میرے نزدیک برابر ہیں۔ اور ہمیشہ نارائن کا بھجن گا کر مگن رہتا ہوں۔

نارائن رشی نے جواب دیا۔ کہ اے مہا رشی برہمن! تمہارا جانا

واجب ہے۔ جاؤ۔ تمہیں درشن ہوں گے۔ ناردجی نرنارائن کا پوجن کرکے بدرکا آشرم سے اُڑے۔ اور میرو پربت پر جو دکھن میں واقع ہے۔ جا پہنچے۔ میرو پربت کی چوٹی پر کچھ دیر دم لیا۔ پھر اُتر پچھم گوشے کی طرف منہ کرکے اُڑے۔ اور سویت دیپ میں داخل ہوئے۔ سویت دیپ سمندر سے اُتر کو ہے۔ عالموں کا قول ہے۔ کہ یہ شہر میرو پہاڑ سے ۳۲ ہزار جوجن اونچا ہے۔ وہاں کی مخلوق پرماتما کے دھیان میں مگن رہنے والی حواس خمسہ پر قابو رکھنے والی ستوگن روپ خلیق وفادار ہے۔ گناہ کسے کہتے ہیں۔ ادھرم کیا ہے۔ اس سے واقف ہے۔ وہ ہرم۔ کرم ایشور اُپاسنا کے سوا دوسرا کام نہیں ہوتا۔ پاپی اور گنہگاروں سے ان کا نورانی چہرہ چھپا رہتا ہے۔ وہ نظر نہیں آتے۔ نہایت قوی اور چست چالاک ہوتے ہیں۔ روئیں تن جفاکش۔ محنتی۔ جسارت و شجاعت میں یگانۂ روزگار ہیں۔ جن کی چار بھجائیں اور چھتری کی مثال سر ہے۔ موت بھی ان سے ڈرتی ہے۔ وہ امر اور اجر ہیں۔ صرف ذات باری تعالےٰ کا ان کو بھروسا ہے۔ اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ نہ ان کا کوئی دیوتا ہے۔ نہ دیوی۔ پورن برہم پرماتما کے عبادت گزار کہلاتے ہیں۔

جدھشٹر۔ پتامہ جی!! ایسے ہمہ صفت موصوف انسان کیونکر پیدا ہوئے

بھیشم جی۔ ان کی کتھا اپنے پتا راجہ شانتنو سے اکثر سُنی ہے۔ فرماتے ہیں۔ راجہ اُپر چرچکرورتی راجہ ہوا ہے۔ تمام دُنیا جس نے زیر حکومت تھی ہری بھگت اور پرماتما کے سجنوں سے پریم رکھنے والے نہایت بہادر اور سورما گزرا ہے۔ راجہ اندر اس کے دوست تھے۔ وہ روزمرہ برہمنوں کی بھوجن اور پتر شرادھ ہون وغیرہ کیا کرتا تھا۔ برہمنوں کا پسماندہ کھانا آپ کھاتا منصف مزاجی سے تمام رعیت خوشحال تھی۔ ہنسا سے کمال نفرت رہتی۔ ایسے باوقار صاحب تاج کو راجہ اندر نے ایک سنگھاسن مرحمت کیا تھا۔ سنگھاسن پہ سو۔ ہوکر تمام لوگوں کی سیر کرنا روزانہ وردر کھا تھا۔

مریچ۔ اتری۔ انگرا۔ پولستا۔ پلہہ۔ کیرت۔ بششٹ جی یہ سپت رشی ہیں۔ یہی پرکرتی گنے جاتے ہیں۔ سوائمبھو من آٹھویں پرکرتی ہے

انہیں پرکرتی سے یہ لوک بنایا گیا ہے۔ انہیں سپت رشیوں سے میرو پربت پرست دھرم کی فضیلت ظاہر کی۔ منو جی نے دھرم شاستر تصنیف کیا۔ چار چار آشرم قائم کئے۔ ان رشیوں نے ہری بھگوان کی تپسیا کی۔ نارائن کی قدرت سے سری شرو مہا جی سپت رشیوں کی زبان پر بیٹھ گئیں ابتدا میں بشن بھگوان کے سامنے شاستر پڑھا گیا۔ سری بھگوان بولے۔ ایک لاکھ اُتم اشلوک بنائے ہیں۔ ان سے سنسار دھرم سنسار میں جاری ہوگا چاروں ویدوں کی رچاؤں سے یہ اشلوک سنجگت ہیں۔ ہے سوامبھو منو جی آپ نے اس شاستر سے دھرموں کی تقسیم کی ہے۔ شکر اور برہسپت جی بھی تمہارے شاستر کے دھرموں پر پابند رہیں گے۔ اور راجہ بسو تمہاری کتب شاستر سے بودھ حاصل کرے گا۔ برہسپت جی اس کے گورو ہوں گے۔ اور وہی شاستر پڑھاویں گے۔ راجہ بسو بڑا بھگت ہوگا۔ شاستر کے پڑھنے سے گیان حاصل ہوگا۔ اور گیان سے مکت پانا امر دشوار نہیں۔ سری نارائن جی یہ کہکر انتر دھیان ہو گئے۔ رشیوں نے نارائن جی کی ہدایت کے بموجب شاستروں کو دنیا میں ظاہر کیا۔

## ادھیائے (۱۳)

## راجہ بسو کے جگ کے حالات

**بھیشم جی۔** دھروان راجہ! مہا کلپ کے اختتام پر دیوتاؤں کے گورو برہسپت جی کی ولادت ہوئی۔ دیوتاؤں نے خوشیاں منائیں۔ سب سے پہلے برہسپت جی کا چیلہ راجہ اوپریچر بسو ہوا۔ اس نے منتر سکھنڈی شاستر کو برہسپت جی سے مطالعہ کیا۔ راجہ اوپریچر بسو بڑا پرتاپی راجہ ہوا۔ اس کے راج میں رعیت خوشحال تھی۔ وہ اندر کی طرح راج کرتا تھا۔ پہلے پہل راجہ اوپریچر بسو نے اشومیدھ جگ کیا۔ جس کے بانی برہسپت جی

ہیں۔ پرجاپت کے تینوں لڑکے۔ ایکت۔ دویت۔ ترت مہرشی بھی جگت میں رونق افروز تھے۔ دھنو شاربھ۔ رتیبھ۔ وارد۔ لبھو۔ پرالبھو۔ میدھا تتھی تاپنیتر۔ شانتی۔ بیاد آسرا۔ کپل جی۔ ادیہ کٹھ تے تربیشم پاٹھن۔ کنو ریشی دیوہوتریہ۔ سولہ مہارشی بھی جگ میں موجود تھے۔ جملہ چیزیں مہیا تھیں۔ مگر پشو نہ تھا۔ بلا بلدان جگ کیا گیا۔ نارائن جی اس جگ سے ایسے خوش ہوئے کہ خود آکر درشن دیئے۔ اور اپنا بھاگ سونگھ کر آپ نے لیا۔ مگر اور کسی کو نارائن جی کے درشن نہ ہوئے۔ برہسپت جی کو غصہ آیا۔ کہ میرے ہوتے اور بغیر میری آگیا کے بھاگ کس نے اُٹھا لیا۔

جارمشٹر۔ اشومیدھ جگ کا بھاگ دیوتاؤں نے بھی تو قبول کیا تھا پھر نارائن جی کے درشن سب کو کیوں نہ ہوئے

بھیشم جی۔ برہسپت جی کو حاضرین جگ نے سمجھایا۔ کہ یہ وقت غصہ کرنے کا نہیں ہے۔ ست جگ کا دور ہے۔ غصہ کرنا زیبا نہیں۔

برہسپت جی نارائن جی خود جگ میں پدھارے ہیں۔ ہمارے منتروں کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے۔ ایسے دیوتا پر غصہ کرنا سراسر نقصان ہے۔ فائدہ نہ ہوگا۔ ایکت۔ دویت۔ ترت نے بھی اس کلام کی تائید کی اور کہا۔ کہ ہم تینوں برہما جی کے پتر ہیں۔ ہم نے ایک دفعہ درشنوں کی غرض سے میرو پربت پر تپ کیا تھا۔ جب ہمارے تپ کی روشنی ملکوں میں پہنچی۔ اس وقت آکاش بانی ہوئی۔ برہمنو! تم نے سچے دل سے بڑا تپ کیا ہے۔ تم میرے بھگت ہو۔ سویت دیپ چلے جاؤ۔ وہیں۔ نارائن جی کے درشن ہونگے غرضکہ ہم لوگ سویت دیپ پہنچے۔ اور نارائن کے درشنوں کی تمنا ہوئی۔ تب اُس پرشوتم اِبناشی کا جلوہ تھوڑی دیر ہماری آنکھوں کے سامنے رہ کر غائب ہوگیا۔ آنکھیں اس کے جلال دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں۔ ہم نے دل میں مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ بغیر تپ کے درشن نہیں ہوسکتے۔ لہذا تپ کرنا شروع کردیا۔ یہ دیکھا۔ کہ وہ پرشوتم چندرماں کی طرح سفید رنگت گایتری منتر جپتا ہوا اُتر کی طرف منہ کئے ہوئے اونکار اونکار رٹ رہا ہے۔ برہسپت

جی! یہ سویت دیپ نارائن جی کا مقام ہے یہاں کے رہنے والوں کے
چہرے سورج کی طرح منور ہیں۔ سب ایک ہی صورت اور ایک ہی
قد کے انسان ہیں، بال بھر کا فرق نہیں ہے۔ برہسپت جی ایک دفعہ
اور بھی درشن ہوئے تھے۔ سویت دیپ کے لوگ بھی ہمارے ساتھ
تھے۔ ہم سبھوں نے ہاتھ جوڑ کر استتی کی۔ کہ ہے پنڈریکاکش (جن کی
کنول کی طرح آنکھیں ہیں) آپ نے سب کو جیت لیا۔ آپ کو نمسکار
ہے۔ ہے اندریوں کے سوامی! بارم بار آپ کو نمسکار ہے۔ برہسپت
جی! ان ہری بھگتوں نے نارائن جی کا پوجن کیا۔ اور انہیں پھر درشن
ہوئے۔ لیکن ہم لوگ درشنوں سے محروم رہے۔ جس وقت سویت
دیپ کے لوگ ہری پوجن کرتے ہیں۔ ایک ہوا ایسی چلتی ہے۔ جس
سے اطراف میں خوشبویات کی لپٹیں پھیل جاتی ہیں۔ جب وہ لوگ پوجا
سے فارغ ہو گئے۔ پھل پھولوں کا بھوگ لگا چکے۔ تو ہم کو رنج پیدا ہوا
کہ اتنی بھگتی ہم میں کہاں۔ ایسے پرش دھن ہیں۔ وہاں کے آدمیوں میں
سے کسی نے بھی ہماری پوجن نہیں کی۔ بلکہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی
نہ دیکھا۔ اور نہ کچھ بات چیت ہوئی۔ پریم بس ہو کر نارائن کا دھیان کیا
آکاش بانی ہوئی۔ ہے منیشر! جیسے یہاں آئے۔ ویسے واپس بھی
جاؤ۔ یہاں کے لوگوں کی طرح ابھی تم میں بھگتی نہیں۔ یہ لوگ اندریوں
کو مغلوب کر چکے ہیں۔ جوتی سروپ پرشوتم دیوتا کے اپاسنا میں ہر وقت
مگن رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو درشن ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو درشن
نہیں۔ جن میں بھگتی نہیں۔ اور جنہیں سچا پریم چھو نہیں گیا۔ اب سے
لے کر بے وسوت منونتر میں جب ست جگ کا انت ہوگا۔ اور ترتیا
دور شروع ہو جائے گا۔ اس وقت دیوتاؤں کے ساتھ تم بھی میری پوجا
کرو گے۔ جب تمہیں درشن ہوں گے۔ یہ بچن سن کر ہم سب وہاں سے اپنے دیش
واپس آئے۔ برہسپت جی خیال تو کرو۔ کہ کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھا
کر ہم سویت دیپ پہنچے۔ پھر بھی اچھی طرح پیار بر ہم پرمیشور کے درشن

نہ ہو سکے۔ تم کیونکر اس انیاشی کے درشن پاسکتے ہو
برہسپت جی نے جگ پورا کیا۔ راجہ بسو اپنی راجدھانی میں حکومت
کرتا رہا۔ لیکن برہمنوں کے سراپ سے راجہ بسو پرتھی پر گرایا گیا۔ چونکہ
نارائن کا بھگت اور دھرم پر قائم تھا۔ لہذا وہ چند روز پرتھی پر راج کرکے
سنسار کے سکھ بھوگ کر سرگ چلا گیا۔ اور موکش پدوی حاصل کی۔

# ادھیائے ۲۲

## راجہ بسو اپرچر کا تذکرہ

راجہ جدھشٹر۔ پتامہ جی۔ کن عذابوں سے راجہ بسو بشن
بھگت ہو کر پرتھی پر گرایا گیا۔

بھیشم جی دیوتا رشیوں سے کہتے تھے۔ کہ جگ میں بکرے کا
بلیدان کیا جاوے۔ دوسرا پشو بنا کر جگ کرنا بے سود ہوگا۔ رشیوں نے
جواب دیا۔ کہ جگ میں تل۔ جو وغیرہ بیجوں سے ہونا چاہیئے۔ پشو کو ہون
کرنا زیبا نہیں۔ یہ ویدوں کی شرتی کہتی ہیں۔ کیونکہ بیجوں کا نام رچ ہے۔
پشو کا ذبح کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔ جگ میں ہنسا کرنا نہیں
لکھا۔ دیوتاؤں اور رشیوں میں مباحثہ ہوتا رہا۔ کہ سامنے سے راجہ بسو انتر
کش گامی جن کا نام اپرچر تھا۔ آتا ہوا دکھائی دیا۔ دیوتاؤں اور رشیوں نے
اُسے پنچ مقرر کیا۔ کہ جو کچھ کہہ دے۔ اُسی پر کاربند ہوں۔ کیونکہ خیرات کرنے
والوں میں اس سے بڑھ کر اور کوئی فی زمانہ نہیں ہے۔ راجہ بسو بوان پر
سوار تھا۔ اس نے دیوتاؤں کی طرفداری کی اور کہا۔ جیسا دیوتا کہتے ہیں
وہی کرنا چاہیئے۔ رشیوں نے راجہ بسو کو سراپ دیا۔ تم نے دیوتاؤں کا جو کیا
اس وجہ سے سورگ سے گرائے جاؤ گے۔ اور آکاش پر جو چڑھے ہوئے گھوم
رہے ہو۔ تمہارے بوان میں اب اتنی قدرت نہ رہے گی۔ کہ وہ آسمان پر اُڑ

سکے۔ رشیوں کے سراپ سے راجہ اپر چراوندھا منہ زمین پر گرا۔ اور زمین کی تہ میں گھس گیا۔ لیکن پورب جنم کے کرم کی بدولت اُس کے اقبال میں کچھ زوال نہیں ہونے پایا۔ دیوتا اس کی یہ حالت دیکھ کر غمگین ہوئے۔ پاس آکر کہا۔ تم نے ہماری وجہ سے سراپ پایا۔ اور تکلیف اٹھائی۔ تم دیوتا اور دانوؤں کے گورو ہو۔ بشن بھگوان کے بھگت ٹھہرے۔ سراپ سے نجات کی تدبیر ہم بتاتے ہیں۔ کہ برہمنوں اور رشیوں کی پوجا کرو۔ اُن کو خوش رکھو ان کی دُعا سے یقین ہے۔ کہ سراپ سے نجات پا جاؤ۔ ہمارا تم کو یہ بردان ہے کہ آج سے جگوں میں تمہارا ابھی بھاگ ہماری لیا جائے گا۔ جب جگ کروگے۔ تم کو بھوک اور پیاس کی تکلیف نہ ہوگی۔ دولت واقبال کو روز افزوں ترقی رہے گی چہرے پر جلال بدستور قائم رہیگا۔ ہماری دُعا ہے۔ کہ نارائن جی تمہیں سُرگ دیں گے۔ یہ بردان دے کر دیوتا چلے گئے۔ اور رشی منی اپنے اپنے استھان پر واپس آگئے۔ دھرم پترا راجہ بسو نے بشن بھگوان کا پوجن کیا اور وید منتروں کا جپ کیا۔ نارائن جی اس کی بھگتی دیکھ کر خوش ہوگئے اور گرڑ جی سے فرمایا۔ تم جا کر راجہ بسو کو پرتھوی سے لے آؤ۔ گرڑ جی نارائن جی کی آگیا سے ہوا کی طرح اڑتے ہوئے پرتھوی پر آئے۔ اور اپنے بازوؤں پر سوار کر کے لے اُڑے۔ نارائن کی مرضی راجہ بسو پھر آکاش میں پھرنے والا اپر چر ہوگیا۔ کچھ مدت بعد راجہ بسو مجسم برہم لوک میں راج کرنے لگا۔

جدھشٹر۔ بشن بھگتی ایسی ہی پھل دائک ہے۔ جس نے نارائن سے ہت کیا پرم گت پاگیا۔ اب الیشور ج مان منوجی کے پتر کی پیدا کی پیدائش اور سویت دیپ کو جس طرح نارد جی کا جانا ہوا۔ وہ کتھا سنائے گا۔

# ادھیائے (۲۴)

# نارد جی کو بشن بھگوان کے درشن

بھیشم جی گویا ہیں۔ جب نارد رشی سویت دیپ میں پہنچے۔ اور چندرماں کی طرح جگمگ کرنے والے انسان نظر آئے۔ نارد جی نے بڑی بھگتی سے پوجا کی۔ اور اُن لوگوں نے بھی نارد جی کی اُستتی کی۔ اس کے بعد بسو روپ بسو روپ والے ایشور نے نارد جی کو درشن دیا۔

اُستت شنکر آکاش بانی ہوئی۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تاکہ ان سویت باسیوں کو جو میری بھگتی میں بدیہہ ہو رہے ہیں۔ (یعنی جن اپنے تن بدن کا ہوش نہیں) میرے بھجن میں خرابی نہ پیدا ہو۔ جن کو میری چاہ ہے۔ وہ اندریوں کے بس نہ ہو کر گناہوں سے آلودہ نہیں ہوتے۔ میرا جلوہ ہر چیز میں دیکھتے ہیں جو مجھ میں اتصال چاہتے ہیں۔ وہ ایناشی زگن کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ مایا موہ سے رہت ہیں۔ ظاہری و باطنی آنکھوں میں بینائی ہے۔ وہ ایک ہی روپ مجھے دیکھتے جیو آتما اور برمھ میں کچھ فرق نہیں سمجھتے۔ میرا نام باسدیو ہے۔ پرماتما ازل سے ہے۔ اور ابد تک قائم رہے گا۔ سب کا ناش ہے۔ اس کا ناش نہیں۔ وہ سب جگہ موجود۔ لامکان میں اس کا جلوہ۔ زمین و آسمان میں اس کی روشنی وہ ذات لایزال ہے۔ اس کا شریک اور ہمتا نہیں۔ وہی باسدیو سب جیووں کی آتما ہے۔ پانچوں عناصر کے اجتماع سے جسم بنتا ہے۔ تب برہم اس میں پرویش کرتا ہے۔ وہ نظر نہیں آتا۔ مگر ہر جگہ موجود ہے۔ بنا تتوں کے دیہہ نہیں اور بغیر جیو کے سانس نہیں۔ وہ پربھو! سبو کا دھارن کرنے والا سیش شنکرسن ناموں اور اپنے دھیان پوجن کرموں سے سنت کمار کی طرح پانچ برس کی عمر والا بالک روپ بنکر جیون مکت ہو جاتا ہے۔ اس طرح مہا پرلے میں سب جیو جس میں لیت ہو جاتے ہیں۔ اس کا نام پرودمن ہے۔ جس میں جیووں کی پیدائش ہوتی ہے۔ اُسے شنکر مُنی کہتے ہیں۔ جو پیدا ہے وہ کرتا اور کریا اور کارن خیال کیا جاتا ہے۔ اسی سے جڑ چیتن کل مخلوقات کی آفرینش ہے۔ وہی پرودمن اہنکار ہو کر انرودھ کہاتا ہے۔ وہ سب کا مالک سب کرموں میں پرگٹ ہے اسے راجن جیوزگن روپ باسدیو ہے۔ وہی پرشوتم روپ شنکرسن نام جیو ہے۔ شنکرسن سے

پیدا ہونے والا پردومن وُہی باسدیو ہے۔ اور پھر پردومن سے انرودھ نام اہنکار اُتپن ہوا۔ وہ بھی وہی اناشی ہے۔ یہ سب چراچر۔ جگت مجھ سے ہی پیدا ہوتے۔ اور مجھ ہی میں رل جاویں گے۔ جو بھگت ہیں۔ وہ اپنے کو مجھ میں پرویش کر کے مکت پدوی پاتے ہیں۔ یہ تمہاری خواہش عبث ہے۔ کہ میں سہل طریقہ سے درشن دے سکوں۔ میرا نہ کوئی روپ ہے۔ نہ رنگ پریم کا بھوکا ہوں۔ میں اپنی مرضی مختار ہے۔ نارد جی! میری مایا ہے۔ جو تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ میں نرگن نراکار ہوں۔ میں جیو کی طرح کبھی پایا جاتا ہوں اور سب جیو مجھ میں ہیں۔ مجھے حاضر ناظر جانو۔ سب کچھ دیکھتا ہوں۔ کچھ چھپا نہیں سب جیوں میں آتما روپ ہوں۔ جیوؤں کے ناش ہونے پر ناش نہیں ہوتا ہوں۔ سویت باسی جتنے جیو ہیں۔ اندریوں پر قابو ہے۔ گیان کی نظر رکھتے ہیں۔ پریم ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ستوگن روپ ہیں۔ رجوگن تموگن سے علاقہ نہیں رکھتے۔ اس لئے میرے پیارے ہیں۔ اے نارد۔ دُنیا کی پیدائش کے قبل برہما پیدا ہوا۔ وُہ میرے اوصاف کو جانتا ہے اور پیشانی سے رودر داہنی جانب سے گیارہ رودر اور بائیں جانب بارہ سورج اور آگے کے حصے سے آٹھ بسو اور پیچھے کے بھاگ سے اسونی کمار دیوتا اور وید خلق ہوتے ہیں۔ سری لکشمی۔ کیرتی۔ پرتھوی۔ ککدبتی۔ وید ماتا۔ سرستی وغیرہ میری ایک قسم کی طاقت ہے۔ بال۔ سمندر۔ ندی۔ سرودر پتر اور تینوں گن۔ رجوگن تموگن۔ ستوگن وغیرہ میرے ہی جلال کا حصہ ہیں۔ ہے نارد! کرم سے بہتر کرم کے فضائل زیادہ ہیں۔ میں اکیلا دیو۔ پتر دونوں کا پتا ہوں۔ میں ہی آگ کا سمندر ہو کر تمام جیوؤں کو بھسم کر دیتا ہوں اور اپنی مرضی سے سب کچھ سرجن کرتا ہوں۔ سب سے پہلے برہما نے میرا پوجن کیا تھا۔ یعنی جگ کیا تھا۔ میں نے برہما کی بھگتی سے خوش ہو کر بردان دیئے۔ یعنی مہا تیجسوی برہما ہو کر سب دیوتا۔ پتر دل آدی رشی۔ گنا دھرب کے پوجیہ ہو کر کہتا ہوں۔ کہ تمہاری عزت سب دیوتاؤں میں زیادہ کی جاوے گی۔ نارد جی! طرح طرح کے اوتار دھارن کر کے

تمہیں اپدیش دیں گے۔ اُدھار کے لئے بارہ روپ دھارن کروں گا
جب پاپیوں کا بھار زمین نہ اُٹھا سکیگی۔ تب میرا اوتار ہوا کریگا۔ ہرناکش
پرتھوی اٹھا کر غائب ہو جائے گا۔ تب میرا بارہ روپ ہوگا۔ ہرناکس
کی موت میرے ہی ہاتھوں ہے۔ اُسے مار کر پاتال سے پرتھوی لاکر سمندر پر
پھر قایم کروں گا۔ پھر نرسنگھ روپ سے ہرن کشپ دیت کو ناخنوں سے
ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہلاک کرونگا۔ پھر بروچن کے بیٹے راجہ بل کو باون اوتار
سے چھل کر ناہر آسن بچاؤں گا۔ تریتا یگ میں بھرگ بنش کا محافظ بن کر پرسرام
اوتار دھارن کروں گا۔ اور اکیلے سوربیر راجاؤں سے لڑکر پرتھوی کا بھار
اُتار دوں گا۔ اور اکیلے سوربیر راجاؤں سے لڑکر پرتھوی کا بھار اُتار دوں گا
تریتا کے اختتام اور دواپر کے آغاز پر سورج ونش کے راجہ دسرتھ کے یہاں
سری رام اوتار ہوگا۔ اور پرجاپت کے بیٹے ایکت دویت رشی اپنے بھائی ترت
کے سراپ سے بندر ہو جائے گے۔ انہیں کے بنش میں جلنے باز ہوں گے۔ وہ
سری رام چندر جی کی فوج میں جمع ہو کر لنکا کے پرتاپی راجہ راون سے یدھ کریں گے
اور سری رام تمام راچھسوں راون کنبھ کرن وغیرہ کو ہلاک کرکے گیارہ ہزار
برس راج کریں گے۔ دواپر کے ختم ہوتے ہی سری کرشن اوتار دھارن کرونگا
کنس ششپال وغیرہ راچھسوں کو مار کر دوارکا پوری بساؤں گا۔ نرکاسر
بھوماسر۔ دیتوں کو قتل کرکے انواع انواع اور اقسام اقسام کے جواہرات
سے دوارکا پوری کی رونق بڑھاؤں گا۔ پھر باناسر کے طرفدار سری شیو جی مہاراج
سے یدھ ہوگا۔ ان کو بھی وجے کرکے باناسر ہزار بھجا دھاری کو قتل کرونگا
کال یمن اور جراسندھ وغیرہ پنج دھاری راجوں کو مار کر پرتھوی کا بوجھ اتارونگا
پھر کوروؤں پانڈوؤں کا سنگرام ہوگا۔ ارجن میرا سہایک بنیگا۔ جدھشٹر کو گدی
دے کر تمام کوروؤں کا ناش کرونگا۔ اس لڑائی میں بڑے بڑے سورمیرا
طرفین میں اکٹھے ہوں گے۔ ان کا ناش بھی میرے اشارے سے ہوگا۔ اس
کے بعد کل جدوبنسی آپس میں لڑ کر انتردھیان ہو جاؤں گا۔ اس طرح کل پرتھی
پراکرمی راجاؤں اور ادھرمی راچھسوں سے پاک ہو کر آتاریگی۔

ہے نارد! میرے اوتار (۱) ہنس۔
(۲) کورم۔
(۳) مچھ۔
(۴) باراہ۔
(۵) نرسنگھ۔
(۶) باہمن۔
(۷) پرسرام۔
(۸) سری رام چندر۔
(۹) بسدیو نندن۔
(۱۰) سری کرشن چندر۔
(۱۱) کلنکی۔

ہونگے۔ تم نے بھی پورانوں میں پڑھا ہو گا۔ کہ میرے بہت سے اوتار ہو چکے ہیں۔ دنیا کا کام کرکے پھر برہم میں پرویش ہو جاتا ہوں ہے نارد! جس طرح میرے درشن تم کو ہوئے۔ برہما جی کو ایسے درشن نصیب نہیں ہوتے۔ تم کو پریم بس جان کر اپنے اوتاروں کا حال سنا دیا۔

# ادھیائے (۳۴۲)

# نارائن جی کے اتہاس کی کتھا

بھیشم جی نے راجہ جدھشٹر سے۔ نارد جی بشن بھگوان کے اوتاروں کی کتھا سنکر نہایت محظوظ ہوئے۔ وہاں سے بدری آشرم میں آکر چاروں سنجگت پنچ راتر نام مہا اپنشد تصنیف کیا۔ پھر نارائن جی سے جو کچھ حالات سنے تھے اور شاستروں میں جیسا لکھا تھا۔ اس کے مطابق دنیا میں گشت کرکے اطراف عالم میں ودیا کھیان دیتے رہے۔ اور لوگوں کو اپنے اپدیش سے گرفتار کیا

**راجہ جدھشٹر** ۔ ہے پتامہ جی! کیا یہ مہاتم نارائن جی نے برہما جی کو نہیں سنایا تھا۔

**بھیشم جی** ۔ ہزاروں کلپ گزر گئے۔ اور کئی دفعہ آفرینش اور پرلے بھی ہوئی۔ نارد جی سے برہما جی کو سرشٹی کی بابت واقفیت ہے۔ لیکن دیوتوں کی جماعت میں نارد ہی نے نارائن جی سے سنتے ہوئے چرتر کا اپدیش دیا۔ پھر سورج دیوتا نے اسے رشیوں کو سنایا جو سورج نارائن کے آگے پیچھے چلتے رہتے ہیں جن کی تعداد ۶۶۰۰۰ کہی جاتی ہے۔ پھر سمیر پہاڑ پر جمع ہونے والے دیوتاؤں نے ان رشیوں سے وہ اتم شاستر سنا۔ اور پراشر رشی نے اپنے لڑکوں کو سنایا۔ پاراشر رشی کے لڑکوں سے سنکر میرے پتا شانتنو جی نے مجھے سنایا۔ آج وہی برتانت تمہیں سنا رہا ہوں۔ میری نصیحت ہے۔ کہ جو شخص بھگوان سے بھگتی نہ رکھتا ہو۔ اس کے سامنے یہ شاستر مت کہنا۔ جنھیں نارائن جی سے پریم نہیں۔ نہ وہ نرگن۔ سرگن کی ماہیت سے واقف ہیں۔ ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا حق ہے۔ بہت سی کتھائیں اور اتہاس میں نے تم سے کہے لیکن یہ برتانت سب کا سار ہے۔ کل کتھاؤں کو منتھ کر یہ اتم شاستر نکلا ہے جو شخص یکسو ہوکر یہ کتھائیں گے۔ وہ سویت میں جنم پاکر نارائن بھگت ہونگے اور انت میں موکش پدارتھ حاصل ہوگا۔ جدھشٹر جی! تم اس پرشوتم پربھو کی پوجن کرو۔ دنیا میں خُش حاصل ہوگا۔ لکشمی تابع حکم اور دیوتا فرمانبردار ہونگے اور دیوتا فرمانبردار ہوں گے۔ اور مرنے پر سورگ ملیگا۔

بیشم پاین (راجہ جنمیجے سے) راجن یہ کتھا تمہارے پتامہ دھرم راج جدھشٹر اور نروپ ارجن نے معہ اپنے بھائیوں کے نہایت وثوق کے ساتھ سماعت فرمائی۔ وہ سب ہری نارائن کے پرم بھگت ہوئے

سویت جی رشیوں سے فرماتے ہیں۔ بیشم پاین جی کا کہا ہوا اتہاس میں نے تمہیں سنایا۔ راجہ جنمیجے کو اس کتھا سے جو سرور حاصل ہوا۔ قابل بیان نہیں۔ وہ نارائن جی کا جپ تپ دل و جان سے کرتا رہا۔ تم سب رشی منی بھی بے شمار اس اتم اتہاس کے بموجب سری نارائن جی کا پوجن کرو۔

# ادھیائے (۲۵)

## جگ بھاگ کے نیم

سونک جی سری نارائن ہری نے کس ریت سے پہلے اپنا بھاگ لے لیا۔ اور دیگر دیوتا کس طرح جگ سے بھاگ لیتے ہیں۔ اور دیوتا اپنے جگ میں کس دیوتا کا بھاگ لگاتے ہیں

**سوت جی۔** (سمنت رشی۔ جیمنی۔ پیل۔ بیشم پائن۔ سکھدیو جی) انہیں پانچ چیلوں کو بیاس جی نے وید پڑھائے۔ چاروں ویدوں میں مہابھارت پانچوں چیلوں نے یہی سوال بیاس جی سے کیا تھا۔ بیاس جی نے فرمایا۔ میں نے بہت بڑا تپ بھوت بھوشت کی واقفیت کے لئے کیا تھا۔ سری نارائن جی نے میری آرزو پوری کی۔ نارائن اپنے کرموں سے مہاپرش کہلاتا ہے۔ مہاپرش سے ابیکت ہوا۔ ابیکت سے اتودھ کہا گیا۔ جس نے برہما پیدا کیا۔ یہی اہنکار ہے۔ اہنکار سب تتوں کا روپ ہے۔ پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاش پانچ طور سے پیدا ہوتے۔ انہیں پانچ عنصروں سے جسم بنایا گیا۔ مریچ۔ انگرا۔ اتری۔ پلست۔ پلہ۔ کرتو۔ بششٹ۔ سوئمبھو من یہ آٹھ پرکرتیاں ہیں۔ جن پر کل کائنات کا دارومدار ہے۔ برہما جی کے ساتھ ہی لوک پیدا ہوتے۔ اور لوگوں کی ہدایت کے لئے رشی منی خلق کئے گئے۔ پھر کرودھ یعنی غصے کے خمیر سے رودر کی آفرینش ہوئی۔ رودر سے گیارہ رودر ظہور میں آئے۔ بہتری خلائق کے لئے دیوتا اور رشی پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے انسانی روحوں کا کلیان ہوتا ہے۔ دیوتا رشی رودر اور آٹھوں پرکرتیاں برہما جی کے پاس جا کر عرض گزار ہوتے کہ ہے بھگوان۔ آپ نے ہم کو پیدا کیا۔ ہم کیا کام کریں۔ برہما جی نے جواب دیا۔ ہم بھی اس پس و پیش میں ہیں۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بہتر ہے۔ کہ سری نارائن کے پاس

چل کر ملتمس ہوں۔ جیسی اجازت ہوگی عمل کریں گے۔ غرضکہ دیوتا رشی وغیرہ برہما جی کے ہمراہ چھیر ساگر کے کنارے پہنچے۔ اور سری نارائن جی کے دھیان میں مستغرق ہوئے۔ ایک ہزار برس تک ایک پاؤں سے کھڑے ہوکر تپ کیا۔ بشن بھگوان نے درشن دے کر فرمایا۔ ہے دیوتو! تمہاری خواہش ہم پر عیاں ہے۔ تمہارا تپ اور ریاضت بیکار نہ جائیگا۔ تیجہ اچھا ہی ملیگا۔ برہما جی تمہارے پتا ہیں۔ تم سب میری پوجن کرو۔ اور میرا بھاگ نکالو۔ تمہاری بھلائی ہوگی۔ رشیوں اور دیوتوں نے حسب ہدایت نارائن جی بشنو جگ ارمبھ کیا۔ برہما جی نے دیوتاؤں رشیوں نے نارائن جی کا علیحدہ علیحدہ بھاگ نکالا۔ نارائن جی بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اسی طرح دنیا میں تمہارے نام کے بھاگ نکالے جائیں گے۔ دیوتاؤں اور رشیوں سے تمہاری پوجن ہوا کریگی۔ تمام لوگوں میں بھجن پرش میرے اور تمہارے نام کے علیحدہ علیحدہ بھاگ نکالیں گے۔ اور پوجا کریں گے۔ ہے راجن! ایسے ہی لوگوں کے جگ کرنے سے نارائن جی خوش ہوکر پرم کھگت عطا فرماتے ہیں۔ مرتیچ انگرا۔ اترمی۔ پولست۔ پلہہ۔ کرتو۔ بششٹ۔ سپت رشی ہیں۔ جنہیں ویدوں میں عبور حاصل ہے۔ سنت۔ سجات۔ سنگ۔ سنت ول۔ سنت کمار۔ کپل۔ سناتن۔ یہ سب بیٹے برہما جی کے ہیں۔ انہیں سے موکش دھرم قائم ہے۔ بڑے گیانی اور مہاتما دھرم شاستر کے ادھاری کہلاتے ہیں روحوں کے لئے کرم پردھان ہے۔ جو جیسا کرتا ہے۔ ویسا پھل پاتا ہے برہما جی خالق کائنات ہیں۔ سجگت گرو پتامہ کے لقب سے ملقب ہیں سب جیووں میں گشت لگاتے ہیں۔ برہما جی کے لڑکوں کی پیدائش پیشانی سے ہوئی۔ دھرور تمام لوگوں میں گشت لگاتے ہیں۔ اور نیک وبد عذاب و ثواب کے مبصر ہیں۔ ہے دیوتو! تم بھی اپنے اپنے گیان سے دھرم کرم کرو۔ ست جگ میں پشوؤں کا بلی دینا اچھا نہیں۔ اس میں دھرم کے چاروں چرن قائم ہیں۔ ست جگ کے بعد ترپتا دور شروع ہوگا۔ دھرم کا ایک پاؤں جاتا رہیگا۔ اس میں بھی پشوؤں کی

قربانی زیبا نہیں تریتا کے بعد دواپر ہوگا۔ دھرم کے دو چرن رہ جائیں گے
عذاب و ثواب کا برابر رہے گا۔ اس کے بعد کلجگ شروع ہوگا۔
اس جگ میں دھرم کا ہی ایک چرن ہوگا۔ کہیں کہیں شاذونادر دھرم ہوگا
چاروں طرف پاپ ہی پاپ نظر آئے گا۔ نارائن جی کے بچن سُن کر رشیوں اور
دیوں نے عرض کیا کہ ہے پرمیشور! ایسے نالائق جگ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے
سری نارائن جی بولے۔ جس استھان یا جس مقام پر جگ تپ۔ ست۔ شانتی
اور اہنسا وغیرہ دھرموں کے اُپدیشوں ہوا کریں۔ وہی تمہارا استھان ہے
وہیں رہا کرو۔ ادھرم سے ہمیشہ تمہارے دامن پاک رہیں گے۔ سری بھگوان
دیوتوں رشیوں کو اُپدیش دے کر انتردھیان ہو گئے۔ دیوتا رشی سب
اپنے اپنے لوگوں میں واپس آئے۔ برہما جی پرمیشر کے دھیان اور
درشنوں کی اچھیا سے وہیں ٹھہر گئے۔ سری بھگوان ہیگر روپ (گھوڑے
کی صورت) کوچ۔ کنڈل دھارن کئے۔ چکر۔ سنکھ۔ گدا لئے چاروں
بھجاؤں سے برہما جی کو درشن دے کر وید کے انگ برنن کرتے رہے
برہما جی نے نمسکار کر کے ہاتھ جوڑے اور سَاشٹانگ ڈنڈوت کی۔ ہیگریو
بھگوان برہما جی سے خوش ہو کر بولے۔ تم سب جیووں کو پالنے والے
اس پرتھوی کے گرو سوامی ہو۔ دھرم کا بچار رکھو۔ ادھرم سے گریز
رہے۔ دیوتاؤں کے کاموں میں مدد دو۔ جب کوئی اہم مشکل آ پڑے گی
تب اوتار دھارن کر کے دیوتاؤں کی مشکلات حل کروں گے۔ یہ کہکر
ہیگریو بھگوان نظروں سے غائب ہو گئے۔ برہما بھی اپنے لوک چلے
آئے تھے۔ ہے راجن! جدھشٹر جی! اس طرح نارائن اور دیوتاؤں
کا بھاگ قائم ہوا۔ دیوتا بھی بموجب ہدایت نارائن جی کے جگ کرتے رہے
وہی پورن برہما نارائن سرشٹی رچتا ہے۔ اور پھر اپنے میں ضبط کر لیتا
ہے۔ سب دیوتاؤں۔ گندھربوں۔ دانووں۔ رشیوں آدیوں کے
پالنے اور مارنے والا ہے۔ اسی نرگن دیوتا کا پوجن کر۔ وہ پرم برہم
پرمیشور جب تک گیان درشٹی نہ ہو۔ نظر نہیں آتا میں نے پورب جنم

میں اسی طرح گیان درشٹی سے اس جگت آتمانارائن کا درشن کیا تھا۔ جدھشٹر اور جتنے حاضرین یہاں موجود ہیں۔ سب سے نویدن ہے۔ کہ میری گفتگو پر بشواس کریں۔ اور اس سرب ویاپک نارائن انتر جامی کی پوجن وید منتر اور گائتری منتر سے کر کے اپنی آخرت سنبھالیں۔ اس اتہاس کا جو شروَن کرے گا۔ مقصد دلی پاوے گا

# ادھیائے ۲۶

## کرشن بھگوان کا مہاتم

راجہ جنمیجے بیشم پائن سے عرض پرداز ہیں۔ کہ کرشن بھگوان نے ارجن جی سے نارائن کے ناموں کا مہاتم پوچھا تھا۔ اور کرشن بھگوان نے جس طرح گوہر فشانی کی تھی۔ وہی مہاتم سنائیے۔

بیشم پائن فرماتے ہیں۔ مہاباہو جنمیجے (یعنی ارجن) کے استفسار پر پرشوتم کرشن بھگوان نے ورج بیان سے اسی طرح گوہر نکالے۔ نارائن جی کے لاتعداد نام ہیں۔ ہے ارجن۔ میرے ناموں کی انتہا نہیں۔ رگ یجر شام۔ اتھرون چاروں وید پوران۔ اپ نشد جوتش سانکھ۔ جوگ شاستر ویدک شاستر بھی میرے ناموں کا شمار نہیں لگا سکتا۔ میرے نام کوئی گنوں کے لحاظ سے۔ کوئی کرم کے خیال سے لئے جاتے ہیں۔ ہے مہاباہو! پورب جنم میں تم ہمارے اردھنگ تھے۔ اس میں پرماتما نرگن سگن روپ نارائن کو نمسکار ہے۔ جس کی پرسنتا سے برہما کے غصہ سے رودر پیدا ہوئے۔ جو سب چراچر جیووں کا خالق ہے۔ ستوگن روپ نارائن کا جلوہ جل تھل پرتھوی آکاش میں پرگٹ ہو رہا ہے۔ وہ کرم کی برائیوں سے علیحدہ ہے اننا شی ہے۔ اجنما ہے۔ آتما روپ پرکرتی ہے۔ اتپت اور ناش ہوتا ہے۔ براٹ روپ نارائن کا نام انرودھ بھی کہا جاتا ہے۔ ہے دھنجے!

برہماجی کی رات اختتام اس ازودھ کی مرضی سے کمل پیدا ہوا۔ کمل سے برہما پیدا ہوئے
برہما کی پیشانی سے رودر جی جن کی جٹاؤں سے گنگا جی نکلی ہے۔ آنزکار ہوئے
رودر جی نے بھگت دیوتا کی آنکھ نکالی تھی۔ ہردوار میں نارائن سروپ ہوکر پوجنے
کے لایق ہیں۔ ان کی پوجا سے نارائن جی کی پوجا ہوتی ہے۔ میں بھی انہیں ایشر
جی کا پوجن کرتا ہوں۔ جو شیو جی کا پوجن کرتا ہے۔ وہ میری پوجن کرتا ہے۔ سہے
ارجن! پرشوتم نارائن کو پرنام کرو۔ ہے پانڈو ونندن! تم اور ہم نرنارائن ہیں۔
ہم اور تم پرتھوی کا بھار اتارنے کے لئے دنیا میں آئے ہیں۔ سچلنے لوک
میرے تسلم میں ہیں۔ اس لئے میرا نام دامودر بھی ہے۔ ان۔ وید۔ جل امرت
وغیرہ پرشنی کہلاتے ہیں یہ گربھ میں رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے میرا نام پرشنی
گربھ ہوا۔ آفتاب ومہتاب کے شعلہ جوالہ سے جو کرن پھوٹتی ہے۔ میرے
بال ہیں۔ اس لئے میرا نام کیشو رکھا گیا۔ سورج چاند۔ میری دونوں آنکھیں اور
ان کی کرنیں میرے بال ہیں۔ اس وجہ سے میرا نام رشی کیش ہے۔ ہری نام
اس لئے ہے۔ کہ میرا شریر سبز رنگ ہے۔ اور جگ میں میرا بھاگ پہلے نکالا
جاتا ہے۔ جیوؤں کی پالن پوشن کرتا ہوں۔ اس لئے امرت نام سے بھی پکارا
جاتا ہوں۔ پورب سے پرتھوی پال سے نکال کر رساتل میں لایا۔ تب سے گوبند
نام ہوا۔ برہمانڈوں کو میں نے ہی بنایا۔ اس لئے میرا نام شیپی وشٹ ہوا۔ اس
نام کا جپ باسک رشی نے کیا تھا۔ اس نام کے فیض سے باسک رشی علوم وید
کے ماہر ہوئے۔ اسے ارجن جنم مرن سے رہت ہوں۔ اس لئے میرا نام اجنما بھی کہا
جاتا ہے۔ وید ست اہناشی میرا نام لیتے ہیں۔ ستوگن برت ہونے برہم گیانی مجھے
دیکھ لیتے ہیں۔ اس کارن میرا نام ساتوت کہا جاتا ہے۔ اب میں کرشن روپ
سے پرتھوی پر آیا ہوں۔ اس لئے کرشن نام ہوا۔ جل۔ ہوا۔ آگ۔ آکاش
سے دنیا بنائی گئی ہے۔ اسی سے میرا نام بیکنٹھ ہے۔ نرگن نراکار ہوں۔ اس
لئے سب مجھے پرم برہم بھی بولتے ہیں۔ ہمیشہ دھرم میں پریت رکھتا ہوں۔ اس لئے
اچیت نام ہوا۔ پرتھوی اور آکاش دونوں میرا منہ ہیں۔ اس لئے ببھو توکھر نام
ہے۔ جیوؤں کی پیدائش۔ کف۔ بات۔ پت سے کی گئی۔ اس لئے میرا تردھاتو کہ

ہے۔ لکشمی اور دیگر پدارتھوں کا مالک ہوں۔ اس لئے بھگوان نام ہے۔ خالق کو نین ہو کر میرا آغاز اور انجام نہیں۔ اس لئے بھو نام خیال کیا جاتا ہے۔ پوتر اور میٹھی بانی سننے والا دھرم کرم دیکھنے والا گناہوں سے نفرت کرنے والا ہو کر میرا نام سچی شردھا پڑا۔ بارہ روپ رکھنے سے میرے تین کندھے ہوئے۔ اس لئے میرا نام ترک گدھ ہو گیا۔ سب عناصر مجھ میں مل جاتے ہیں۔ اور پھر سب کو علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیتا ہوں۔ اس لحاظ سے میرا نام برنج رکھا ہے۔ کپل میرا نام سانکھ شاستر جاننے والوں نے رکھ کیا ہے۔ وہی کپل وِدیا سمیت زرد رنگ آفتاب میں نمودار رہا ہے۔ ویدوں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ وید پاٹھی لوگ مجھ کو ۲۱ ہزار سنگھاسیا جگت یگ وید اور شام وید برنن کرتے ہیں۔ ارنک آپ نشد بھی مجھے کہتے ہیں۔ ایک سو ایک شاک والا یجر وید میں ہی ہوں۔ اس طرح اتھر وید جاننے جاننے والے مجھے اتھرون وید بولتے ہیں۔ چاروں وید میری ہی تصنیف ہیں۔ سب پار تھرا سیگریو روپ سے ہم نے برہما کو درشن دیا۔ پورب میں میرا جنم دھرم راج کے یہاں ہوا تھا۔ اس لئے لوگ دھرمگیہ بھی کہتے ہیں۔ گندھ مادن پربت پر نارائن جی نے تپ کیا تھا۔ اسی زمانہ میں دکش کا جگ بھی ہوا۔ جگ میں مہادیو جی کا بھاگ نہیں لگا گیا۔ ددھیچ نے دکش کو بہت سمجھایا۔ تو بھی دکش نے بھاگ لگانا منظور نہیں کیا۔ لہٰذا ردودر جی نے جگ بدھنس کر دیا۔ غصے سے جو ترشول بدرکا آشرم میں ہماری طرف آیا۔ اور ہماری چھاتی پر لگا۔ اس کی چوٹ سے ہماری چھاتی کے بال موبخ برن ہو گئے تبھی سے موبخ کیشی نام پڑا۔ جب وہ ترشول نارائن جی سے زخمی ہو کر شیو جی کے پاس آیا۔ شیو جی نے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور نارائن جی طرف دوڑے۔ اور چاہا کہ کرشن برن نارائن جی کا کنٹھ پکڑ کر حملہ کریں۔ کنٹھ پر ہاتھ پڑتے ہی شیو جی کی گردن نیلی ہو گئی۔ نیل کنٹھ شیو جی کا نام اسی سے ہے۔ نارائن جی نے سینک اُٹھالی۔ اور منتر پھونک کر شیو جی پر چلا دی۔ وہ سینک سابحر کے مثال بھاری ہو گئی۔ اور شیو جی اس بحر سے شکست کھا کر پلٹ آئے۔ شیو جی کا نام

کنٹھ پرس پڑ گیا۔ کیونکہ میں اور شیو ایک ہی روپ ہیں۔ اس لئے میرا نام نیلکنٹھ پرس ہوا۔

**ارجن** - ہے بھگونت! شیوجی اور نرنارائن کے معرکے میں کون جیتا

**کرشن بھگوان** - دونوں کے غصے سے تینوں لوکوں میں زلزلہ آگیا آفتاب کی روشنی ماند پڑ گئی۔ آگ کی حدت جاتی رہی۔ رشی وید بھول گئے۔ زمین و آسمان میں ہنگامہ دار وگیر برپا ہو گیا۔ برہما جی تپ کرنے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دیوتاؤں کی بھیڑ لئے ہوئے شیوجی کے پاس آئے سمجھایا۔ کہ ہے وشوناتھ! ہتھیار رکھدیجئے۔ غصہ تھوک دیجئے۔ سرب ویاپی نارائن ترلوکی ناتھ ہیں۔ اپنا نشی ہو کر سرگن روپ دھارن کیا ہے۔ نرنارائن کے روپ سے بدر کا آشرم میں تپ کر رہے ہیں۔ ایسا جتن کیجئے۔ جس میں وہ انترجامی پرماتما خوش ہو جائیں۔ برہما جی کی باتیں سنکر شیوجی کا غصہ جاتا رہا۔ اور برہما جی نے نرنارائن کا پوجن رشیوں کے ساتھ کیا۔ نرنارائن جی شیوجی سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا ہم تم دونوں ایک روپ ہیں۔ جو مجھ کو جانتا ہے۔ وہ تم کو جانتا ہے۔ جو تمہارا بھگت وہ میرا بھگت۔ اس طرح نرنارائن جی کی فتح ہوئی۔ نرنارائن تپ کرنے لگے۔ اور برہما اور رشی دیوتوں کے ساتھ اپنے لوک پدھارے۔ اے پارتھ! میں نے اپنے نام تم کو سنا دیئے۔ اس لوک اور گئو لوک۔ برہم لوک غرضکہ کل کائنات میں طرح طرح کے روپوں سے پرکاش کرتا ہوں میرے بہت سے نام ہیں۔ میرے بہت سے نام ہیں۔ کہاں تک گناؤں۔ مہابھارت کی لڑائی میں تیرے رتھ کے آگے میں ہی بیٹھا ہوا رتھ ہانکتا تھا۔ اور تیرے سامنے جو شخص رتھ کے آگے چلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ وہ میرا کرودھ (غصہ) رودر روپ تھا۔ اس نے سب کا ناش کیا۔ ہزاروں لاکھوں دشمن تیرے سامنے طعمۂ اجل ہو گئے۔ ان کو انہیں رودر روپ نے کھا لیا۔ تیرا نام ہوا۔ اے ارجن! تونے میرے رودر روپی کرودھ کو میدان کارزار میں۔ تجلی دیکھا ہے۔ اور اوروں کی زبانی بھی

سنا ہے۔ وہ یہی شیو جی مہاراج آماں بیٹی ہیں۔ ان کو نمسکار کرو۔

# ادھیائے (۲۷)

## نر نارائن اور نارد جی کی گفتگو

سوت جی منظر ہیں۔ راجہ جنمیجے آغاز جگ کے وقت بیاس جی سے پوچھتے ہیں۔ سویت دیپ سے پلٹ کر اور بھگوت سروپ کا دھیان کرکے نارد جی نے پھر کیا کام کیا۔ اور بدرکا آشرم میں پہنچکر انہوں نے کونسا تپ کیا کر پاکرکے سنا یئے؟

بیاس جی۔ نارد جی۔ اس پرماتما ابناشی درشنوں سے چھکت ہوکر میرو پربت کی گندھمادن پہاڑی پر پہنچے۔ اور نر نارائن جی کے درشنوں سے اپنا جنم سپھل کیا۔ نر نارائن جی رشیوں کا بھیس کیے ہوئے تھے۔ نارد جی دل میں سوچ رہے ہیں۔ کہ یہ منوہر صورت انہیں کے مشابہ ہے جس مورت کے درشن سویت دیپ میں ہو چکے ہیں۔ یہ سوچ کر نارد جی نے نارائن جی کا طواف کیا۔ اور آسن بچھاکر سامنے بیٹھ گئے۔ پھر آرتی کی۔ نر نارائن جی بولے۔ ہے نارد! تم دھن ہو جو سویت دیپ جاکر پرماتما کے درشن کرائے۔ نارد جی نے جواب میں عرض کیا۔ درحقیقت وہ بشنو روپ دھاری ابناشی ہے۔ اسی کے درشن مل گئے۔ اب میں آپ کے درشنوں سے زندگی سپھل کرکے بشنو روپ دھاری ابناشی ہے۔ اسی کے درشن مل گئے۔ اب میں آپ کے درشنوں سے زندگی سپھل کرکے بشنو روپ پرماتما کا دھیان کرتا ہوں۔ جو باتیں اس برہم روپ میں دیکھ پڑی ہیں۔ وہی اوصاف آپ میں موجود ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ آپ کی مثال کا تینوں لوک میں کوئی دیوتا نہیں۔ بشنو روپ بھگوان نے اپنے اوتاروں کا تذکرہ بھی کیا۔ سویت دیپ کی کیا تعریف کی جائے۔

ایسا منوہر استھان ہے۔ جہاں نہ تو سورج ہی طلوع ہوتا ہے۔ یہ چندرماں ہی نکلتے ہیں۔ وہاں کے انسانوں کا کیا برنن کروں۔ ان کا تپ ایسا ہے جس کی وجہ ہوا بھی تھکت ہے۔ وہ بھی چلتی ہوئی نہیں دکھائی پڑتی۔ وُہ جگت کا سوامی اُٹھ آنگل اونچی ویدی بنا کر پورب کی جانب ٹکٹکی لگائے ہوئے ایک چرن سے کھڑا ہوا انفرپڑا۔ میگھو جی۔ برہما جی۔ اندر۔ برن۔ کوبیر کنھر۔ گندھرب۔ راچھس۔ اپسرا غرضیکہ جملہ دیوتا اور رشی اس کے پاس ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔ اور جہ یار شان مبارک میں توحید کے راگ گا رہا تھا۔ اسی کی اجازت سے آج میرا آنا بدرکا میں ہوا ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر تپ کروں گا۔ اور اُسی کے دھیان میں آنند کروں گا۔

# ادھیائے (۲۸)

## بدرکا آشرم میں نارد جی کا تپ

نرنارائن جی نارد کی باتوں سے محفوظ ہوکر بولے۔ ہے مہاتمن! تم پوجن کرنے کے لائق ہو۔ تمہیں اس سروپ کا درشن ہوا۔ جس کے درشن برہما جی کو نہیں ہو سکتے۔ اس پربرہم پرمیشور پرماتما ابناشی کے سوائے کوئی نہیں ہلسکتا۔ اس سراپا نور کی تجلی کے سامنے ہزار آفتابوں کی روشنی بھی ماند ہے۔ وہ ہر جگہ ویاپک ہے۔ یہاں بھی موجود ہے۔ اسی سے جل پرتھوی ہوا وغیرہ عناصر پیدا ہوئے۔ اسی کے شبد سے آکاش کائنات میں سایہ فگن ہے۔ تمام ذرے۔ جو آفتاب کی تپش سے سوکھ کر منتشر پھرا کرتے ہیں۔ وہ سب اس نرنکار۔ نرگن روپ میں ضبط ہو جائیں گے۔ اور پھر اُس سے نکلکر انرودھ شریر میں پرویش کر کے پردومن نام جیت میں اتصال کرینگے۔ اور پردومن شریر سے نکلکر سری کرشن جی سے ظاہر ہوں گے۔ بعد وُہ اس نرگن برہم میں پھر مل جاویں گے۔ جس کا نام باسدیو ہے۔ وہ اچھے ساوادھان بھگت ہیں

جو پورن ابناشی یا سدیو جی میں لیت ہو جاتے ہیں۔ ہے دیورشی! ہم دونوں نر اور نارائن دھرم دیوتا کے گھر جنم لے کر بدرکا آشرم پر تپ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تم بھی اس مقام کو غنیمت جانو۔ اور برہم پرماتما کی اُپاسنا کر کے اس کے دھیان میں مگن رہا۔ نارد جی نے نر نارائن جی کی باتیں سنکر اسی استھان میں تپ کرنا شروع کیا۔ اور دس ہزار برس تک بدرکا آشرم میں بڑا بھاری تپ کیا۔ اور نر نارائن جی کی پوجا کرتے رہے۔

# ادھیائے (۲۹)

## شرادھ اور ترپن کے اصول

بھیشم پتامہ راجہ جنیجے سے رطب اللسان ہیں۔ ایک دن دیورشی نارد دیوتوں کی پوجا کر کے پتروں کا سیون کر رہے تھے۔ کرشن نارائن جی مستفسر ہوئے۔ اے مہا منی! پتر کرم اور دیو کرم کرنے کے بعد پھر آپ کیا کرتے ہیں

نارد جی۔ دیو کرم کو سب میں مول سمجھتا ہوں۔ میں اُسی دیوتاؤں کے دیوتا کا پوجن کرتا ہوں۔ جو سب میں رم رہا ہے۔ ہمارے پتا برہما جی اُسی سے پیدا ہوئے ہیں۔ وید منتروں سے پتر پوجا بھی کرتا ہوں۔ اور پتر پوجا کے بعد پھر اُسی نرگن روپ کے دھیان میں مگن ہو جاتا ہوں۔ جو سب کا سوامی ہے۔ بھگوان سب کا پتا اور ماتا ہے۔ تمام جگوں میں اسی کی پرستش ہوتی ہے۔ اور دوسری دیوی سرستی بھی ہے۔ جس کے پتروں نے پتروں کو پوجا۔ جب وید کی شرتیاں جاتی رہیں۔ تب لڑکوں نے باپ کو پڑھایا خوش نصیب لڑکا وہی ہے۔ جو باپ دادوں کے نام پتر کارج کر کے برہمنوں کو بھوجن کرائے۔ دیوتاؤں سے تم کو معلوم ہوگا۔ کہ پتروں نے پتا کے نام پنڈ چڑھائے۔ پہلے زمین پر کشا بچھائی۔ اس پر منتروں سے پتروں

کا اواہن کرکے پنڈ رکھے۔ اور پتا۔ پتامہ۔ پرپتامہ نام کا سمرن کرکے پنڈ دان کیا۔ پورب میں ان پتروں نے پنڈوں کا بھوجن کیا۔ نرائن جی کہنے لگا۔ کہ جب باراہ اوتار ہوا تھا۔ رساتل سے پرتھی نکال کر اوپر لائے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ کہ باراہ جی نے اپنی ڈاڑھ سے تین پنڈ نکالے۔ کشا کا آسن بچھایا۔ اس پر پنڈوں کو رکھا۔ اور اپنے روح کا اواہن کرکے پنڈوں کا سنکلپ کیا۔ اپنے بدن سے گھی اور تل نکالے۔ پنڈوں پر چھڑک دکشن منہ بیٹھ کر پنڈ دان کیا۔ اور فرمایا۔ کہ دنیا کے ہت کے واسطے میرا اوتار ہوا ہے۔ میرے دھیان سے پتر کارج سادھ ہونگے۔ پنڈ داڑھ سے نکالے ہیں۔ دکشن طرف کش آسن پر رکھے ہیں۔ اس لئے اب یہ پتر ہیں۔ کوئی شکل صورت نہیں۔ لیکن ان کی روحیں مجھ میں لی چکی ہیں۔ یہ تینوں پنڈ۔ پتا۔ پتامہ۔ پرپتامہ نام سے موسوم ہو چکے ہیں۔ لہذا یہ پنڈ پتروں کو پہنچ گئے پتروں کی پوجا میری ہی پوجا ہے۔ میری پرستش سب پر مقدم ہے۔ مجھ سے بڑھ کر اور کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔ تینوں لوک میں میرا پتا کوئی نہیں۔ میں ہی سب کا پتا اور برہما کا بھی پتا ہوں۔ کرتا دھرتا میں ہی ہوں۔ جگ روپ بھی میرا ہی ہے۔ اتنا کہکر وہ باراہ روپ بھی میرا ہی ہے۔ اتنا کہکر وہ باراہ روپ بھگوان پنڈوں کا دان یعنی اپنی کا دان کرکے انتر دھیان ہو گئے۔ ہے رشی نارد! اسی کی دی ہوئی ایک قسم کی دولت ہے۔ جو پنڈ نام سے موسوم ہے۔ پنڈ دان سے پتر سورگ کو جاتے ہیں۔ یہی باراہ جی کا بچن ہے۔ جو انسان باپ ماں گورو دیوتاؤں کی پوجن کرتا ہے۔ وہ ادھ پورکھ اناشی پرماتما کو پوجتا ہے۔ جو سب کا مالک ہے۔ کیونکہ اس کا جلوہ سب جسموں میں ہے۔

# ادھیائے (۳۵۰)
# جنمیجے کا اشومیدھ جگ

بیشم پائن جی فرماتے ہیں۔ کہ نارائین جی کی آگیا پاکر نارد جی بدرکا آشرم پر ہزار برس تک تپ کرتے ہیں۔ ہزار سال گزرنے پر ہما لیہ پہاڑ پر اپنے آشرم کو پدھارے

بھیشم جی۔ (راجہ جدھشٹر سے) پانڈو پتر! وہ کیسے انسان ہیں جو پرماتما سے بمکھ رہ کر اپنا کلیان چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے پتر ہزاروں برس نرک میں باس کیا کرتے ہیں۔ ہے راجن! معرکہ آرائی کے وقت پرماتما کرشن بھگوان ارجن کو گیان اپدیش کر چکے ہیں۔ ان کا کرشمہ میں نے بھی تم کو سنایا۔ ہے راجہ! کرشن ودی پائن بیاس جی مہاراج بشن بھگوان کا اوتار ہیں۔ اُن کے سوا اور کس میں اتنی طاقت تھی۔ ویدوں کا بھاگ انگو سمیت کرتا اور اٹھارہ پوران سمرتیاں اور مہابھارت سی پوتر پستک بنا کر انسانوں کا اپکار ہی ہوتا۔

بیشم پائن (جنمیجے سے) تمہارا منورتھ اشومیدھ جگ کرنے کا پھل ہو۔

راجہ جنمیجے۔ بیشم پائن جی سے یہ اتہاس سُن کر اپنے بھاگ کی بڑائی کرنے لگے۔ اور اشومیدھ جگ ودیدیتی سے پورن کیا۔

سوت جی سونک آدک رشیوں سے مخاطب ہیں۔ ہم نے جو اتہاس نارائین جی کا تم لوگوں کو سنایا۔ یہی اتہاس کسی زمانے نیمکھارنیہ پر رہنے والے سونک آدک رشیوں پر بیٹھے ہوئے برہسپت جی سے نارد جی نے برنن کیا تھا۔ وہاں پر سب رشی پانڈو بھیشم اور کرشن بھگوان بھی موجود تھے۔

# ادھیائے (۱۳)

# نارائن کے ہنس روپ دھارن کرنے کی وجہ

سونک جی استفسار کرتے ہیں۔ اے مہاتما سوت جی! ایک بات کا سنا یہ ہے۔ کہ بشن بھگوان نے ہیگر یو روپ (گھوڑے کا منہ) کیوں دھارن کیا؟

سوت جی۔ جواب دیتے ہیں۔ اے رشیو! کائنات میں جس قدر روحیں ہیں۔ سب پرماتما کی ادھین ہیں۔ جن کے جسم پانچ عنصروں سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ بھگوان سب جیوؤں کا آتما ہے۔ اپنی مرضی سے مچھ کچھوے۔ مچھلی۔ سنگھ یاراہ روپ دھارن کیا۔ رشی جی! اسوقت دنیا کی پیدائیش ہو رہی تھی۔ سب جیو اپنی اپنی مرضی سے ظاہر ہو رہے تھے۔ دو قطرہ پانی کے مدھر آم کی طرح آکاش سے ٹپکا۔ ایک بوند سے تو مدھو اور دوسرے بوند سے کیٹب دانو پیدا ہوا۔ یہ دونوں راچھس رجوگن تموگن روپ تھے۔ برہما جی تپ کر رہے تھے۔ یہ دونوں منہ کھول کر برہما جی طرف دوڑے۔ برہما جی چاروں منہ سے وید منتر پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے ویدوں کو پکڑ لیا۔ اور سمندر میں گھس گئے۔ وید کے نہ ہونے سے برہما جی پر مورچھا آگئی۔ جب ہوش ہوا۔ نارائن جی استتی کرنے لگے۔ ہے ایشور! کیا جتن کروں۔ جو وید وستیاب ہوں۔ وید نہ ہونے سے میری طاقت زائل ہو گئی۔ اب مجھ میں سرشٹی رچنے کی ہمت نہیں۔ اور نہ مجھے کوئی طریقہ یاد ہے۔ اے نارائن! آپ ہی میری سہایتا کیجئے۔ مشکلات میں پھنس گیا ہوں۔ کوئی جتن ایسا بتائیے۔ جس سے وید ملجائیں۔ ہے پرماتما ہری! ہے جگت کے ایشور! آپ کو نمسکار ہے۔ ہے بسو روپ سب جیوؤں کے آتما نارائن! لوگوں کو قدرت کاملہ سے ظاہر کرنے والے بار بار آپ کو پرنام ہے۔ آپ ہی کے کرشمۂ قدرت سے میرا جنم ہوا۔ سرد تج۔ یا جک۔ چکتسک۔ بادج۔ ایسے نام آپ کی توجہ کا نتیجہ ہیں آپ تینوں گنوں (ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن) سے علیحدہ ہیں۔ تمام مخلوقات آپ ہی طفیل سے پرورش پاتی ہے۔ اور آپ ہی کے غصے کی آنچ سے سب سب جیوں بھسم ہو جاتے ہیں۔ دیوتاؤں اور رشیوں کو آپ کی ذات

بابرکات کا بھروسہ ہے۔ اے کنول سی آنکھیں رکھنے والے مہاتما پربھو! کون مکان کے مالک پہلا بیٹا ستوگن روپ میں ہی ہوں۔ وید تو ہونے سے آنکھیں جاتی رہیں۔ بصارت مطلق نہیں۔ سب سنسار تاریک نظر آ رہا ہے۔ آپ میرے مخدوم ہیں۔ اور میں خادم۔ برہما جی کی اُستتی سنکر بھگوان نے ایک روپ دھارن کیا۔ آپ کا تمام جسم مثل چاند کے روشن تھا۔ دہن مبارک گھوڑے کی طرح تھا۔ آپ بجلی کی طرح چمکے۔ اور روپ دیکھنے دیکھنے ہمارے پردیش کر گئے۔ اے رشیو! وہ روپ کیا تھا۔ دوسے مبارک دیاروں کا مسکن لمبے لمبے بال آفتاب کی کرنوں کی طرح چمکیلے دونوں کان آکاش پاتال تھے۔ جبین مبارک پر چو پیچ تھا۔ گویا گنگا اور سرستی موج زن تھیں۔ چاند سورج چشم منور تھیں۔ ناک سیدھی تھی۔ زبان صاعقہ دار لپ لپ کر رہی تھی۔ دہان مبارک سب تام تیر تھے۔ گویا لوک برہم لوک لب لعلین تھے۔ گردن کال راتری ہو رہی تھی اس ہیگریو سروپ سے آپ سمندر میں داخل ہوئے۔ قدرت کاملہ سے اوگیت دیوتا پیدا ہوا۔ جس کے خوش آیند راگوں سے شیو جی سے مہاتما کا دھیان اچیت جاتا۔ وہ دونوں مدھو کیٹب اسرار گیت کے خوش آیند نغموں سے ایسے مست ہوئے۔ کہ ان کو اپنے تن و بدن کا ہوش نہیں رہا۔ اور گیت لے پیچھے پیچھے پھرتے رہے۔ وید چھوٹ گئے تھے۔ کچھ خیال بھی نہ تھا۔ تب ہیگریو نارائن جی نے رساتل سے وید اٹھا لیا۔ اور برہما جی کو لا کر دے دیئے۔ اور اوگیت دیوتا بھی غائب ہو چکے تھے۔ جب دونوں دیوتوں کو ہوش آیا۔ وید نہ پائے۔ جل سے نکل کر وید کی تلاش میں چھیر ساگر تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ نارائن جی غنودگی کی حالت میں ہیں۔ جن کا شریر شیش ناگ کی سیج پر براجمان ہے۔ وہ دونوں خوب قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور کہا۔ کہ یہی نیند میں بھرا ہوا پرش وید اٹھا لایا ہے۔ یہ کون ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ جو ناگ سیج پر سو رہا ہے۔ یہ کہکر انہوں نے جگانا چاہا۔ نارائن انترجامی تاڑ گئے۔ کہ یہ دونوں لڑائی کے لئے آتے ہیں۔ نارائن

جی پر کیا اثر ہوتا۔ جن کی ذرا سی غضبناک تیوری پر اگر بل پڑتا۔ فوراً بھسم ہوکر خاک ہو جاتے جس طرح بلی چوہے کو کھلاتی ہے۔ اسی طرح نارائن ان دونوں اسروں سے کھیلتے رہے۔ آخر کار وہ دونوں واصل جہنم ہوئے تب برہما جی کا ترددرفع ہوا۔ اور نارائن جی کی مرضی سے پھر چرچین روپ لوگوں کو پیدا کیا۔ اور ہسگریو روپ برہما جی کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ سے سونک جی! یہ اتہاس ویدوں کی طرح پھل دایک ہے۔ وہ ترلوکی ناتھ اپنی اچھیا سے اوتار دھارن کرتا ہے۔ جل میں رس روپ اور پرتھوی میں گندھ روپ ہوا میں اسپرش، آگ میں شعلہ اور حدت یہ پرکاش نارائن ہی کا ہے۔ تمام جیووں کی آتما بھی نارائن ہے۔

# ادھیائے (۱۳)

# ویدبیاس جی میں بشن بھگوان کا انش

بیشم پاین راجہ جنمیجے سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ پاراشر رشی اور ست وتی کے ست سنگ سے بیاس جی کا ظہور ہوا۔ آپ جامع کمالات اور دانندہ وید ہیں۔ بشن بھگوان کے انش سے آپ کی ولادت ہے۔ یعنی چھٹا اوتار آپ ہی کا ہوا ہے۔

راجہ جنمیجے قطع کلام کر کے پوچھتے ہیں۔ مہاتما جی پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ بسشٹ جی سے شکت اور شکت سے پاراشر رشی پیدا ہوئے۔ پراشر رشی کے بیٹے وید بیاس جی مہاراج ہیں۔ جن کا نام کرشن ودی پاین جی بھی مشہور ہے۔ اب ظاہر ہوا۔ کہ بیاس جی میں بشن بھگوان کا انش ہے۔ یعنی بشن بھگوان کی اولاد ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تردد رفع کیجئے۔

**بلشتم پاَن جی** - اے راجن! بیاس جی - علوم ویدسے واقفیت رکھنے والے ہمالیہ پہاڑ پر تپ کرتے تھے - اُن کی تصنیف سے مہابھارت سی پوتر پوتھی - اور دیگر پوران اور سمرتیاں دُنیا میں مشہور ہیں - جن کے پڑھنے سے انسان موکش پدارتھ حاصل کرسکتا ہے - اے راجہ! میں نے بہت دنوں اپنے گورو بیاس جی کی خدمت کی - سنت - جیمن - پیل - اور بیاس کے بیٹے سکھدیو جی مہاراج اور میں نے ایک ساتھ تعلیم حاصل کی - مہابھارت پڑھ کر ویدوں کو انگ سمیت یاد کیا - ان پانچوں چیلوں میں بیاس جی ایسے معلوم ہوتے تھے - گویا بھوتوں میں شیو جی مہاراج براجمان ہیں - تحصیل علم کے وقت ایک روز ہم سبھوں نے بیاس جی سے پوچھا - مہاراج اپنے جنم کے حالات سنائیے - بیاس جی پہلے تو ویدوں کے ارتھ اور مہابھارت کے معنی سمجھاتے رہے - اس کے بعد اپنی جنم کتھا سنائی - پیارے چیلو - میں اپنے تپ کے زور سے کہہ سکتا ہوں - کہ جب کنول سے برہما پیدا ہوئے - اور نارائن جی نے سرشٹی پیدا کرنے کی آگیا دے کر فرمایا - کہ دیوتوں راچھسوں - سرپ - جڑ - چیتن وغیرہ جیووں کو جوگ بل سے خلق کرو - راچھس پیدا ہوکر ہری بھگت سادھوؤں کو آزار پہنچائیں گے - تب میرا اوتار باراہ - نرسنگھ - باون - پرسرام وغیرہ ناموں سے ہوگا - ان روپوں سے بدنفس راچھسوں کو ہلاک کروں گا - اس کے بعد برہما جی سرشٹی کی رچنا میں مشغول ہوئے - وہاں اتمانام پتر پیدا ہوا - اور جگت کے سوامی کو ڈنڈوت کرکے سر جھکایا - نارائن جی نے اس سے فرمایا اے بدھیمان! دنیا میں وید کا پرکاش کرکے اس کے ارتھ بھگت کے جنوں کو سمجھاؤ - تب سوائمبھو منونتر میں اسی طرح ویدوں کو جاری کرنا - کلجگ کے شروع ہوتے ہی بھرت بنسی راجہ آپس میں مخالفت کرکے سنگرام کرینگے اس جگ میں کرشن برن ہوکر دھرم استھاپت کرنے کے لئے راجوں کو جیت کر سراگ سے جیون مکت ہوں گا - اور بہتر سے بھی ایک بالک جو مہادیو جی کی کرپا سے پرم سنس ہوکر پرم گتی پائے گا - بششٹ جی کی

بنش میں پراشر رشی ہوں گے۔ وُہی تمہارے پتا ہوں گے۔ اپنے تپ کے زور اور میری مرضی سے سب جگوں کا حال تمہاری ذات پر روشن ہوگا۔ ماضی حال۔ مستقبل سے باخبر ہوگے۔ سب برن اور آشرموں کے دھرم میں عبور حاصل رہیگا۔ میرے جو کام ہیں۔ میری مرضی کے متعلق ہیں اسوقت منو۔ سورج نارائن کے لڑکے سنیچر ہوں گے۔ اور سارست رشی اپانتر آتما نام سے مشہور ہوں گے۔ اور سارست رشی اپانتر آتما نام سے مشہور ہوں گے۔ میرا نام بشسٹ کل نندن ہوگا۔ میرے انش سے تمہارا جنم ہوگا۔ بیاس جی پانچوں چیلوں سے مخاطب ہیں۔ میں نے اپنی جنم کتھا سنائی۔ میرا جنم نارائن انش سے ہوا ہے۔ پورب کال میں بڑا بھاری تپ کیا تھا۔ اسی وجہ سے کل جنموں کی یاد بخوبی ہے۔

بھیشم پتامہ (راجہ جنمیجے سے) بیاس جی کی جنم کتھا تمہیں سنائی۔ تمہارا سندیہ دُور ہوا۔ کپل مُنی پرم رشی سانکھ شاستر کے گیاتا ہیں۔ سانکھ جوگ اور پنچ راتر وید پاشُپت گیان ہیں۔ کپل مُنی ان گیانوں کے ارادھن کرنے والے اور ہرن گربھ جوگ کے جاننے والے ہیں۔ ان کے برابر دُوسرا کوئی نہیں۔ وہ اپانتر آتما رشی ویدوں کے اچارج ہیں۔ برہما جی کے لڑکوں اماں پت۔ بھوت پت سے شیو جی مہاراج نے پاشُپت گیان بیان کیا ہے۔ پاشُپت اور پنچ راتر ہی کے گیان کے سمجھنے والے نارائن ہیں۔ یعنی پنچ راتر ویدوں کو سوائے نارائن جی کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ یہی حال پاشُپت گیان کا بھی ہے۔ شاستر تصنیف کرنے والے مہا گیانی نارائن جی کو نیشٹھا سے موسوم کرتے ہیں۔ نارائن جی کے سوائے دوسری نیشٹھا نہیں ہے۔ سب روحوں میں نارائن جی نواس کرتے ہیں ریاکار۔ بدنفس والے انسانوں سے نارائن جی دُور بھاگتے ہیں۔ اے راجہ! جو پنچ راتر ہی سے واقفیت رکھتے۔ اور بھگت کے بس ہیں۔ وہ بھگت کے بس ہیں۔ وہ نارائن جی میں مِل جاویں گے۔ سانکھ اور جوگ دو شاستر ہیں۔ پرتھوی۔ جل۔ آکاش یعنی کل برہمانڈ کے پیدا کرنے والے

سری نارائن جی ہیں

# ادھیائے (۳۴)

# اُتم مارگ کی بابت برہما اور شیو جی کا مکالمہ

راجہ جنمیجے (بیشم سے) مہاتما رشی جی! دنیا میں بہت سے مارگ ایسے ہیں، جن سے پار برہم پرماتما سے وصل ہو سکتا ہے۔ ان میں سب سے بڑھ کر جس مارگ کی فضیلت ہو۔ بیان فرمائیے۔

**بیشم پائن**۔ بیاس جی اپنے گورو سے جو اتہاس سنا ہے۔ بیان کرتا ہوں۔ چھیر ساگر میں سونے کی طرح جھلکنے والا بے حینت نام ایک ایک پہاڑ دنیا میں مشہور ہے۔ برہما جی اس پربت پر براٹ روپ بھگوان کے دھیان میں تپ کرتے اور وید منتر پڑھا کرتے ہیں۔ شیو جی مہاراج برہما جی کے درشنوں کے لئے اس پہاڑ پر گئے۔ ساشٹانگ ڈنڈوت کی برہما جی شیو جی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ چھاتی سے لگا کر پوچھا سے پترا مزاج آنند ہے۔ ویدوں کا پاٹھ اور تپ کرنے میں آلکسی تو نہیں ہوتی شیو جی بولے۔ آپ کی بزرگانہ شفقت سے وید پاٹھ اور تپ تپ میں دن دونی افزونی رہتی ہے۔ درشنوں کی خواہش سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ بہت دنوں سے دیکھا نہیں تھا۔

**برہما جی**۔ یہ پہاڑ پسند آگیا۔ بہت دنوں سے بیٹھا یہیں تپ کرتا ہوں

**شیو جی**۔ آپ کس سروپ کا دھیان کرتے ہیں۔

**برہما جی**۔ میں اس پرشوتم اپنا منی کا دھیان کرتا ہوں۔ جس کا ظہور کائنات پر سورج کی طرح پرتو فگن ہے۔ وہ جو اس جمسہ کا مملوع

نہیں - عذاب و ثواب دونوں سے بے بہرہ ہیں۔ نرگن ہو کر سگن روپ دھارن کرتا ہے۔ بھگت اور پریم کے بس میں ہے۔ من - بدھ بانی سے علیحدہ ہو کر پرماتما سوکشم بھیانک روپ سے۔ انرودھ پردیومن سنکرشن - باسدیو نام دنیا میں جانا جاتا ہے۔ براٹ روپ بھگوان انترجامی اور دیا برہم پرمیشور کہلاتا ہے۔ اسی اویناشی پرش سے میرا جنم ہوا۔ اور مجھ سے تم پیدا ہوئے۔ اسی کی قدرت کاملہ سے دنیا کی آفرینش ہوتی ہے اور سرشٹی رچنے کی قوت مجھ میں حاصل ہے۔ وہ میرا سوامی دنیا میں اوتار لے کر بھگت جنوں کا سکھدائک ہے۔ گیانیوں سے چھپا نہیں اس کا جلوہ ہر وقت پیش نظر ہے۔ گیان سے وہ پرماتما ملتا ہے۔ اسی کا اپاسک ہوں

بھیشم پتامہ نے کہا اے راجہ سنیئے! وہ پرماتما ہی قابل پرستش ہے۔ اسی کا دھیان کرو۔ تمہارے سب کام بن جائیں گے۔ اور انت میں موکش پدارتھ سے دوچار ہو جاؤ گے۔ جوگی اور رشی مہاتما اسی معبود حقیقی کی پرستش کرتے ہیں۔ دنیا کے فروعات سے دل نہیں لگاتے

# اَدھیائے (۳۴۲)

## راجہ اِندر اور نارد کا اِتہاس

**بھیشم جی** (راجہ جدھشٹر سے) ایک دن نارد جی اِندر کے پاس پہنچے۔ نارد جی بڑی آؤ بھگت سے لئے گئے۔ اور پُر تکلف آسن پر بٹھائے۔ اِندر نے ان کی پوجن کی۔ اور پوچھا آپ مہاتما اور جہان گشت ہیں کل کائنات آپ کے پاؤں تلے ہیں۔ کوئی لوک باقی نہیں۔ جہاں آپ نہ گئے ہوں۔ جو تعجب سے بھری ہوئی باتیں دیکھنے میں آئی ہوں بیان کیجئے ٭

نارد جی۔ ہے دیویندر (یعنی دیوتاؤں کے راجہ) مرت لوک میں اکثر باتیں ایسی نظر آتی ہیں جن کے دیکھنے سے پر حیرت چھا جاتی ہے۔ ایک تپسوی برہمن مہاپدم نامی نگر (جو گنگا جی کے دکھن کی طرف واقع ہے) کا رہنے والا اتری رشی کے خاندان کا نام لیوا دنیا کے عجائبات دیکھنے کی ہوس میں نیمشارین میں ایک سادھو (جہاں دنیا کی پیدائش کے وقت دھرم چکر گومتی ندی کے تیر ظاہر ہوئے تھے) سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا۔ اگر تم کو مہاناگ پدم ناتھ کا رہنے والا مل جانا۔ تو تمہاری خواہش پوری ہو جاتی۔ وہ برہمن مہاناگ کے مکان پر گیا۔ ناگ کی استری یعنی ناگن نے برہمن کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔ میرا خاوند سورج لوک میں گیا ہوا ہے۔ دس دن بعد آئے گا۔ جب تک گومتی ندی کے کنارے مقیم ہوا۔ اور تپ کرنے لگا۔ پدم ناتھ کی عورت اور لڑکوں نے لاکھ چاہا۔ کہ برہمن ہمارے یہاں۔ جو ہے اور جو کچھ میسر ہے۔ بھوجن کرے کیونکہ مسافر نوازی بھی ایک قسم کا دھرم ہے۔ گرہستیوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دھرم نہیں۔ لیکن برہمن انکار کرتا رہا۔ ان کی معروض کی شنوائی نہ کی۔ اسی طرح تپ میں مشغول رہا۔ پدم ناتھ ناگ گھر میں آیا۔ اپنی استری اور بچوں سے برہمنوں کا حال سنکر برہمن کے پاس دوڑا گیا۔ اور دست بستہ ہو کر التجا کی۔ آپ نے بہت اٹھائی۔ جو ارشاد ہو۔ بجا لاؤں۔ برہمن بولا۔ ناگ جی! تمہارے درشنوں کی آرزو تھی۔ آج پوری ہوئی۔ آپ سورج لوک تشریف لے گئے۔ انتظار میں برسیں گزر گئیں۔ خیر مضائقہ نہیں۔ جو کچھ دیکھا ہو بیان فرمائیے۔ سننے میں آیا ہے۔ کہ سورج نارائن کا رتھ آپ ہی چلاتے ہیں۔

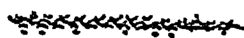
پدم ناتھ ناگ۔ ہے برہمن! سورج دیوتا کی کرنوں میں بڑے بڑے رشیوں منیوں کا آشرم دیکھا۔ جس طرح جہاں درختوں کی شاخوں پر پرندوں کا نشیمن ہے۔ اسی طرح کی کرنیں رشیوں اور منیوں کا استھان ہے۔ سورج کے لازوال جلال سے بادصر کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ تیز وتند ہوا آفتاب سے نکل کر پھر اس میں وصل ہو جاتی ہے۔ سورج کی بدولت برسات ہوتی ہے۔

پانی برستا ہے۔ تمام مخلوق کی پرورش آفتاب ہی پر منحصر ہے۔ اگنی جلتے ہوئے آتشکدہ میں پارہ برہم پرمیشور کا نواس ہے۔ یعنی پرماتما کے دیدۂ روشن آفتاب و ماہتاب ہیں۔ تمام کائنات کی دیکھ بھال انہیں دونو آنکھوں سے ہوتی ہے۔ سورج سا پرتاپی دیوتا اور کون ہو سکتا ہے۔ جو آٹھ مہینے پرتھی کی گرانقدر رس کو کھینچ کر کرنوں سے زمین کی گندگی ضائع کر دیتے ہیں۔ اور موسم برسات میں غلہ۔ اناج وغیرہ پیدا کر کے خلقت کو خوشحال بنا دیتے ہیں۔ اے برہمن! اگر سورج نہ ہو۔ تو دنیا والے زندہ نہ رہ سکیں۔ سورج نارائن پرماتما کا روپ ہیں۔ انہیں کی مہر پانی سے چرند پرند۔ جڑی بوٹیاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ رعیت کا اپکار ہوتا ہے۔ ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی۔ ایک روز دوپہر کے وقت آفتاب سے ایک ایسی تجلی دکھائی پڑی۔ جس سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں جس طرح ہون کرتے وقت اگنی سے شعلہ نکلتا ہے۔ اور بجلی کی طرح اٹھ کر جگمگا اٹھتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ تجلی اس قدر بڑھی۔ گویا دوسرا سورج طلوع ہوا۔ سورج نارائن اس تجلی سے ملاقی ہوئے۔ یعنی کرنوں سے تجلی کو اپنی طرف کھینچ لایا۔ وہ تجلی کرنوں میں پرویش کر کے سورج دیوتا میں وصل ہو گئی۔ دیکھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اصلی سورج یہی تھا۔ ہم سے ضبط نہ ہو سکا۔ سورج دیوتا سے پوچھا۔ سورج نے کہا۔ کہ یہ تجلی اونچھ برتی شدھ منی کی روح تھی آج اس کا تپ ختم ہوا۔ اس کی روح مجھ میں پرویش کر کے سُرگ گئی۔ شدھ منی رشی شیوجی کا بھگت بڑا اپکاری تھا۔

پدم نابھ نے سورج نارائن کو ڈنڈوت کی۔ اور رخصت ہو کر چلا آیا۔ اے برہمن! اس سے بڑھ کر اور کیا تعجب بھری بات دکھائی دیگی۔ تمہیں جو کچھ پوچھنا ہو۔ کہو۔ نارائن جی کا پرکاش تمام جگت میں پھیلا ہے۔ ایسی ایسی ہزار باتیں روز ہوا کرتی ہیں۔ اسطرح کی بات نہیں۔

**برہمن۔** تمہارے درشنوں سے بڑا لابھ ہوا۔ دیوتاؤں کی طرح تمہاری بدھی پاک اور صاف ہے۔ اس پر طرہ ہے۔ کہ سورج نارائن کے مصاحب ہو۔ تمہاری باتوں سے خود جانتے رہیے۔ سرب دیا پک نارائن

جی ہم ہیں بھرم رہے ہیں۔ جو انسان اس معبود حقیقی سے لو لگائے ہیں۔ وہ
آتم پدوی حاصل کر کے مکت پدارتھ حاصل کرتے ہیں۔
**بھیشم جی۔** ہے راجن! وہ برہمن پدم ناتھ ناگ سے وداع
ہو کر چیون رشی سے ملاقی ہوا۔ چیون رشی کے فیض صحبت سے گیانی ہو کر
انت میں سرگ حاصل کیا۔ دھرم پتر راجہ یہی کتھا نارد جی نے راجہ اندر سے
دیو سماج میں کہی تھی۔ اور جب پرسرام جی سے میرا جدھ ہوا تھا۔ اور وہ
میرے استقلال اور جرأت کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ تب انہوں نے یہ اتہاس
مجھے سنایا۔ اور میں نے تم سے بیان کیا
**ویشم پائن۔** راجہ جنمیجے! جو انسان نارائن کے بھگت ہیں
وہ دنیا کے افکار اور رنج و محن سے تکلیف نہیں اٹھاتے مرنے پر مکتی ملتی
جاتی ہے۔ یعنی پرماتما میں لے ہو جاتے ہیں ؀



# مہابھارت

## حصّہ سیزدہم

## انوشاسن پرب

### اَدّھیائے (۱)

### راجہ یدھشٹر کے اظہار غم پر بھیشم پتامہ کی نصیحت

راجہ یدھشٹر۔ آپ کی پرمعنی گفتگو اور دلاویز تقریر سے گو رنج و محن اور آہ و شیون کے دلخراش صدموں سے کسی قدر نجات ہوئی۔ مگر پھر بھی جس وقت دل سوز واقعات اور جانگداز سوانح یاد آ جاتے ہیں کلیجہ جلنے لگتا ہے۔ اُف اس جانگزا سین کی یاد سے تپ چڑھتی۔ صبر و سکون کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے۔ آپ سا مہا گیانی جو عبادت اور شجاعت میں عدیم النظیر ہو۔ تیروں کا بستر دائمی راحت سمجھے۔ آہ۔ آپ بھی کچھ

میں کنارہ کش ہو کر سورگ میں قرار لیں گے۔ اُترائن سورج ہونے کا انتظار ہے۔ وہ بھی کچھ دور نہیں۔ صرف تیس دن باقی رہ گئے۔ دروناچارج سے بہادر گورو جی نے بھی اپنا سایہ سر سے اُٹھا لیا۔ کرن ایسے دلاور بھائی اور ابھمنیو اور گھٹوت کچ ایسے ہونہار نوجوان لڑکے اُٹھ جائیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ دل غربال ہو رہا ہے۔ چھاتی پھٹی جاتی ہے۔ کسی طرح قرار نہیں ہوتا ہے۔

بھیشم جی۔ ہونہار صاحبزادے! تمہارے خیالات خام ہیں۔ بچوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ ارے دنیا بھی کوئی چیز ہے۔ فنا برابر ہے۔ آسمان و زمین کے پیچھے نہ جانے کیسے مہاتما اور سورما پیدا ہو کر مادر گیتی کے آغوش میں جا سوئے۔ جملہ ہو ایشور کے آدھین ہیں۔ کسی کو بقا نہیں تن خاکی پر افسوس کرنا داناؤں کا کام نہیں۔ گوتمی اور کال کا اتہاس سُناتا ہوں۔ طبیعت سادھان ہو جائے گی۔ ایک خونخوار سانپ نے گوتمی کے لڑکے کو ڈس لیا۔ لڑکا مر گیا۔ ارجن نامی شکاری نے اس سانپ کو پکڑا۔ اور گوتمی کے پاس لا کر بولا۔ شکاری کیا تم کو خبر نہیں سانپ نے تمہارے پتر کو ڈسا ہے۔ اگر کہو تو اسے مار ڈالوں

گوتمی۔ کیا سانپ کے مرنے سے میرا پتر زندہ ہو جائے گا

شکاری۔ نہیں زندہ تو نہیں ہو گا۔ مگر عوض لینا تو مناسب ہے۔

گوتمی۔ پھر عبث ہے۔ اس کی جان گئی۔ اور لڑکا بھی زندہ نہ ہوا۔ مفت بنیا پاپ

شکاری۔ دشمن کو مار ڈالنا ہی مناسب ہے۔ اتنے میں سانپ انسانی بولی میں بول اُٹھا۔ تم ناحق میری جان کے گاہک ہوئے ہو۔ میں پاپی نہیں۔ نہ اپنی نیت سے ڈسا۔ وقت آ گیا۔ ملک الموت کے ارشاد کی تعمیل ہوئی۔ میرا کیا قصور!

شکاری۔ بیکار مغز خراشی کرتا ہے۔ ملک الموت کا نام لیتا ہے۔ بتا وہ کہاں ہے۔ خوئے بد را بہانہ بسیار۔ تیرے ہی زہریلے دانتوں سے اس کی موت ہوئی۔

سانپ۔ لاکھ کہئے۔ مگر بے خطا ہوں۔ ملک الموت کی اجازت ہوئی۔ میں نے کاٹا۔ تعمیل ارشاد مجھ پر فرض تھا۔ اتنے میں موت کھڑی ہو گئی۔ سانپ کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ نہ تمہارا نہ میرا۔ اس کی موت آ گئی تھی۔ ملک الموت کی اجازت سے اس کی

کی روح قبض کی گئی۔ ملک الموت کے حکم سے تم بے اختیار ہو گئے۔ اور اس بالک کو کاٹ کھایا۔ اے سرپ۔ میرا حاکم ملک الموت ہے۔ جیسی اس کی آگیا ہوتی ہے۔ وہی کرتی ہوں۔

**سانپ**۔ (شکاری سے) یقین ہے۔ کہ موت کی باتوں سے غصہ فرو ہو گیا ہو گا مجھے چھوڑ دیجئے۔

**شکاری**۔ جاہل نادان نہیں ہوں۔ جو تمہاری باتوں میں آ جاؤں۔ تم اشنا ہنیں چھوڑنے کا ضرور پھانسی پاؤ گے۔ اس بات کا افسوس موت پر بھی ہے۔ کہ اس نے ایک بیگناہ بچے کی جان لی۔

**موت**۔ مجھ پر الزام ناحق لگایا جاتا ہے۔ ہم دونوں ملک الموت کے محکوم ہیں جو حکم ہوتا ہے۔ تعمیل کرتے ہیں۔ اور ملک الموت کا بھی قصور نہیں۔ اس کے اعمالوں کا دوش ہے۔ جو جیسا کرتا ہے۔ پھل بھوگتا ہے۔

**بھیشم جی**۔ اے راجن! سب راجاؤں کا کال آ گیا تھا۔ موت کھینچ لائی کوئی تمہاری طرف ہوا۔ کوئی درپودھن کی طرف۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طرفین میں کوئی بچ نہ سکا۔ سب کے سب مارے گئے۔ رنج کرنا بے سود ہے۔ نہ کوئی کسی کا قاتل ہے۔ اور نہ مقتول۔ خود بخود کال کے منہ میں جانا ہوتا ہے۔ اپنے اپنے اعمالوں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے۔

# ادھیائے (۲)

## مسافر نوازی دھرم کا زینہ ہے

**بھیشم جی**۔ ملک ماہو میں درپودھن نامی راجہ کی حکومت تھی۔ اس نے جگ کی ٹھانی۔ دور دیش سے بڑے بڑے راجے بارعو ہو کر ماہو دیش میں جمع ہوئے تمام اشیا جگ کی مہیا کی گئیں۔ جگ شروع ہوا۔ لیکن ہون کرتے وقت آگ نے شعلہ نہ دیا۔ برہمنوں نے اگن کی پرارتھنا کی۔ اگن دیوتا ظاہر ہوئے۔ فرمایا۔ کسی وقت ہم نے برہمن کے بھیس میں درپودھن راجہ سے کنیاں مانگی تھی۔ اس نے انکار کر دیا

اس لئے یہ جگ پورا نہیں ہو سکتا۔
**درجودھن** - (ہاتھ جوڑ کر) معافی چاہتا ہوں۔ کنیاں موجود ہے۔ ابھی حاضر ہوتی ہے۔ درجودھن نے کنیاں بلا کر شادی کر دی۔ اگن دیوتا خوش ہو گئے۔ اور آشیرباد دے کر کہا۔ کہ تمہارے جتنے عدو ہوں گے۔ جو ٹیڑھی نظر سے دیکھیگا جلا کر خاک کر دونگا۔ چنانچہ اے راجہ! تمہیں یاد ہوگا۔ جب سہادیو کی فوج میں پامال آگ لگی۔ تب وہ ارجن سے مدد کا طالب ہوا تھا۔ اور ارجن اس کا حامی ہوا۔ فوج بچ گئی۔ غرضیکہ جگ پورا ہو گیا۔ ہون سے شوداس نامی لڑکا پیدا ہوا۔ بڑی دھوم سے اس کا بیاہ کیا۔ شوداس خوش قسمت تھا۔ عصمت مآب بیوی ملی۔ زن و مرد میں اسقدر الفت تھی۔ کہ بے دیکھے چین نہ پڑتا۔ دونوں کا مسافر نوازی وطیرہ تھا۔ جو کوئی پردیسی آجاتا۔ خوب آؤ بھگت کرتے۔ ایک دن شوداس عورت کو سمجھا کر کسی کام کو باہر گیا۔ کہ جو کوئی پردیسی سادھو یا مسافر آجائے۔ اس کی خدمت میں کسی طرح کوتاہی نہ ہونے پائے۔ جو کچھ کہے فرمان بجا لائے۔ شوداس کے جاتے ہی ایک برہمن آیا۔ عفت مآب عورت سے جو کچھ بن پڑا۔ خاطر تواضع کی۔ خوش ذائقہ اور لذیذ کھانے کھلوائے۔ کیونکہ وہ حسین اور طرحدار تھی۔ برہمن صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ مباشرت کا طالب ہوا۔ اور ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر بٹھا لیا۔ عورت عجیب کشمکش و پیچ میں تھی۔ انکار کرتی ہے تو خاوند کے حکم سے سرتابی ہوئی جاتی ہے۔ اور اگر راضی ہوتی ہے۔ تو پتی برت دھرم ضائع ہوتا ہے۔ کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا۔ بالاتفاق سے اُس کا شوداس بھی آگیا۔ دونوں کو پلنگ پر بیٹھا دیکھ کر باہر چلا گیا۔ وہ برہمن نہ تھا۔ بلکہ دھرم راج پر یکشا لینے کے لئے برہمن کا بھیس رکھ کر آئے تھے۔ زن و شوہر کی مسافر نوازی دیکھی۔ تو خوش ہو کر اصلی روپ سے درشن دیا۔ اور کہا۔ کہ میں برہمن نہیں دھرم راج ہوں۔ دیکھنا تھا کہ تم میں کہاں تک پریم ہے۔ بلاشک تم دونوں بڑے دھرماتما ہو۔ شوداس کو بھی بلایا۔ اور دعا دی۔ کہ تم دونوں سُرگ میں جاؤ گے۔ جب تک تمہاری مرضی ہو۔ دُنیا میں آرام سے زندگی بسر کرو۔ مرنے پر سُرگ نصیب ہوگا۔ اے دھرم پتر! وہ دونو زن و شوہر کچھ دن دنیا میں رہ کر مسافر نوازی میں مشہور خلایق ہوئے۔ جب رحلت کا وقت آیا۔ سُورگ پہنچ گئے۔ جو انسان دھرم وان ہو کر مسافر پوجن کرتا ہے

سورگ پاتا ہے۔

# اَدّھیائے (۱۴۳)

# بداعمال کی ندامت

بھیشم جی۔ (راجہ جدھشٹر سے) دھرم وان راجہ اسی طرح ایک اور کا ذکر یاد آگیا۔ بشوامتر سپت رشی بششٹ جی اور بھی بہت سے رشی جنگل بیابان میں تگ چاپی کرتے چلے جا رہے تھے۔ پھول پھل توڑ توڑ کر جھولیوں میں بھر لئے تھے۔ راستے میں پسکرنی نامی ندی ملی۔ سبھوں نے پھل پھول تو کنارے رکھ دیئے۔ اور دریا میں اشنان کیا۔ اشنان سے فارغ ہو کر باہر آئے۔ جو پھل پھول رکھے تھے۔ غائب تھا۔ غلہ پتہ نہیں۔ کون لے گیا۔ عجیب پیچ و تاب ہوا۔ اِدھر اُدھر ڈھونڈا۔ مگر پھل پھولوں کا نشان تک نہ پایا۔ بھوک سے مجبور تھے۔ انہیں پھلوں پر دار و مدار تھا۔ وقت بے وقت تھا بھوجن کا ٹھکانا نہیں۔ پھول ہی کھا کر پیٹ کو دھوکا دیتے پانی پی کر پیاس بجھا لیتے گمان بدول میں جاگزیں ہوا۔ ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا۔ مروت سے کچھ نہ کہہ سکتا مگر خیال یہی تھا۔ کوئی ہم میں سے بھوک سے بیتاب ہو کر پھول کھا گیا۔ آتر رشی سے نہ رہا گیا۔ بولے۔ جس کسی نے پھول چرائے۔ گویا گئو بدھ کیا۔ بششٹ جی نے کہا جس نے یہ کام کیا۔ اس نے گویا وید نہیں پڑھا سنیاسی ہو کر ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہے۔ اس کی زندگی پر۔ اگر ہم پھول چرائے ہوں۔ تو ہمیں شرن آئے ہوؤں کے ساتھ بے اعتنائی کرنے کا پاپ لگے۔ ٹھگ اور رہزنوں سے حصہ لینے۔ اپنا کھانا اوروں سے چرا کر کھانے کا دوش ہو۔ کشیپ جی نے اس طرح قسم کھائی۔ جس نے یہ پھل پھول لئے ہوں۔ گویا اس نے اپنی لڑکی بیچ کر پیٹ پالن کیا۔ یا جو کسی کی دھرم تھم لے کر مکر جاوے۔ جھوٹی شہادت دے کر کسی کو نقصان پہنچا دے۔ یا اپنے بھوجن کے لئے جانوروں کا مارنا مقدم سمجھے۔ جن میں عورت سے ہمبستر ہو۔ ایسے ناجائز فعلوں سے جو گناہ ہوتے ہیں۔ ان کا پاپی میں ہی ہوں۔ بھاردواج نے کہا۔ جس نے چرا

کر پھول کھاتے ہوں جو ان جرائم کا مرتکب ہو۔ یعنی اس لئے اپنی عورت بچوں اور گنوں کا حصہ کھایا ہو۔ برہمن سے ناجائز مباحثہ کرکے اس پر فتح پائی ہو۔ ہون نہ کیا ہو۔ جمدگن رشی کہنے لگے۔ جس نے یہ پھول چرائے۔ گویا جل میں غلیظ اور پیشاب کیا اپنی حاملہ عورت سے منہ کالا کیا۔ اور یا اپنی اولاد کا مانس بھوجن کیا ہو۔ یا اپنے بھائی بہنوں کے قصور کا افشا کرکے سرخرو بنا ہو۔ ناخواندہ مہمان ہو۔ گوتم جی بولے۔ جو کوئی وید پڑھ کر بھول جاتے۔ اگن ہوتر سے جی چراوے۔ برہمن ہو کر گاؤں کے کنوئیں میں پیشاب کرے یا لونڈی رکھے۔ ان فعلوں سے جو پاپ ہوتا ہے۔ اگر ہم نے پھول چرائے ہوں۔ تو ان پاپوں کا ادھکاری میں ہوں۔ بسو امتر نے اس طرح قسم کھائی۔ کہ پرائی دولت اور اولاد کی ترقی دیکھ کر جو شخص کڑھتا ہو۔ یا جس خواہ ان میں ایسا کوئی نہ ہو۔ جو موت کے وقت اس کا مرتکب کرم کرے۔ ایسے اشخاص کی جو گت ہوتی ہے وہی میری ہو۔ اندراوتی نے کہا۔ جو عورت خاوند کی شاکی رہ کر گالیاں دیتی اور کوستی ہے۔ اپنے پتی کو دکھی رکھتی ہو۔ یا بھوجن بنا کر بغیر خاوند کے کھلائے خود کھاتے۔ صاحب دولت ہو کر کسی سادھو یا بھاگت کو بھوجن نہ کرایا ہو۔ اپنے خاوند سے متنفر ہو کر دوسرے مرد سے حاملہ ہو جاتے۔ ان باتوں سے جو دوش عورتوں پر ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے پھول کھائے ہوں۔ تو وہ دوش ہم کو لگیں۔ ارگ رشی کہتے ہیں۔ کہ جو انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔ عورت بھائی بھتیجوں سے لڑتا ہو۔ ان کو رنج پہنچاتا یا زر کی طمع سے لڑکی کو اناڑی لولے بہرے گونگے کے ساتھ شادی کرے۔ یا داماد سے دھن لے کر لڑکی کا بیاہ کرے۔ بزرگوں کی عزت سے درگزر ہو کر باپ ماں۔ ماموں وغیرہ سے بے ادبی کرے۔ سورج کی طرف منہ کرکے پیشاب کرتا ہو۔ ایسے اعمالوں سے جو دوش ہوتا ہے۔ وہ مجھے ہووے۔ جو میں نے پھول کھائے ہوں۔ انت رشی نے کہا۔ جو شخص جگ کرنے کا ادھکار نہ رکھتا ہو۔ اس سے جگ کرائے۔ یا گدھے پر سوار ہو کر آوارہ و سرگرداں در بدر مارا مارا پھرتا ہو۔ کتے پال کر فروخت کرتا ہو۔ برہمن ہو کر نمک اور تیل کا روزگار کرے۔ سندھیا گائتری ترپن وغیرہ سے بیگانہ ہو۔ جیسا حال ایسے برہمنوں کا ہوتا ہے۔ وہی حال میرا ہو۔ اگر میں نے پھول لئے ہوں۔ اسی طرح جتنے ناجائز فعل بد کے خلاف ہیں۔ سبھوں نے کہہ کر قسم کھائی۔ اور رشیوں میں ایک

سنیاسی تھا۔ اس کے پاس کتا بھی تھا۔ جب ایسی قسمیں کھائی گئیں۔ وہ نادم و پشیمان ہوا۔ غیرت کے مارے چُپ نہ رہ سکا۔ بول اُٹھا۔ کہ اے رشیوں! تمہارے دھرم کرم کی آزمائش منظور تھی۔ وہ پھول تمہارے پاس موجود ہیں۔ میرا نام دھرم ہے۔ تم سب سورگ کو جاؤ۔ اور مجھے معاف کرو۔ راجہ جدھشٹر! یہ رشیوں کا تذکرہ اس لئے سنایا گیا۔ کہ چوری ناجائز فعل ہیں۔ ان سے ہر دم گریز رکھیئے۔ تم خود گیانی ہو۔ تمہارے ہت کے واسطے ایسے اتہاسوں کا ذکر کیا جاتا ہے

# ادھیائے (۴)

## کرشن بھگوان کی زبانی شیوجی کی مہما

بھیشم جی کرشن بھگوان سے عرض پیرا ہوئے۔ کہ راجہ جدھشٹر کو شیوجی کی مہما اپنی زبان مبارک سے سنا دیجئے۔ آپ کی زبانی سُنکر میرا جنم بھی سُپھل ہو جائے گا۔

کرشن بھگوان۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہ تینوں روپ بشن کے ہیں۔ جو ان میں فرق سمجھتا ہے۔ وہ اگیانی ہے۔ شیو سہنسر نام کے جپنے سے انسان موکش پدارتھ حاصل کرتا ہے۔ رکمنی جی کے ۸ بالک تھے۔ جاموتی آٹھ پٹ رانیوں سے ایک میری پٹ رانی ہے۔ اس کو بھی اولاد کی خواہش ہوئی۔ اسوقت میں نے شیو سہنسر نام کا جپ کیا۔ شیوجی مہاراج نے پاربتی کے ساتھ درشن دیئے۔ شیو سہنسر نام کے پھل اور میری بھگتی سے خوش ہو کر مہادیوجی نے یہ بردان دیا۔ تیری منو کامنا پوری ہو گی۔ شیوجی کی کرپا سے آخرکار جاموتی رانی کے جین لڑکا پیدا ہوا

# ادھیائے (۵)

## تیرتھ اشنان کے پھل اور ان کے نام

راجہ جدھشٹر۔ تیرتھ اشنان کے پھل اور ان کے نام سننا چاہتا ہوں
ہستناز کرنے سے ہتیا کیونکر لگتی ہے۔

بھیشم جی۔ جو لوگ برہمن بلا کر بھیک نہیں دیتے۔ ایسے لوگ برہم گھاتی ہوتے ہیں جو شخص وید پاٹھی کی عزت نہ کرکے اس کی روزی کے مخل ہو جاتے ہیں۔ یا گایوں کے پانی پینے میں خلل انداز ہو کر یا جو گاؤں یا شہر میں آگ لگادے۔ یا رشیوں کے شاستر کا معتقد نہ ہو کر نکتہ چینی کرے۔ خوبصورت اور حسین لڑکی کی شادی نالائق اور بدکار لولے لنگڑے کے ساتھ روپے کے لالچ سے کروے۔ ایسے ہی لوگوں کا شمار برہم گھاتیوں میں ہوتا ہے۔ صاحب ثروت و اہل دل اشخاص خیرات کرکے دنیا میں جش لوٹتے ہیں۔ آفریں ہے۔ ان لوگوں پر جو غریب کنگال ہو کر تیرتھ برت کرکے گناہوں کو دور کرتے ہیں انگرا لیشی تیرتھوں کے نام اور ان کی مہمان اس طرح سننے میں آتی ہے۔ جو لوگ چندر بھاگا اور تپستا ندی میں اشنان کرتے ہیں۔ ان کی ملیشروں کی گت ہوتی ہے۔ کاشمیر منڈل میں جو ندیاں بہتی ہیں۔ ان میں نہانے سے سورگ ملتا ہے۔ لپشکار۔ پربھاس۔ تیرتھ۔ نمیش۔ ساگر و دکس۔ دلوکا اندر مارگ۔ سورن بندو میں اشنان کرنے والے بوانوں پر چڑھ کر سورگ کو راہی ہوتے ہیں۔ کیشش۔ اندر توئے جو گندھ مادن پربت پر ہیں۔ ان میں اشنان کرنے سے سورگ ملتا ہے۔ کرتوئے کرنگ پرسب باش ہونے سے اشومیدھ جگ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ گنگا دوار کشاورت بلوکے نیل پربت۔ کنکھل تیرتھ پر اشنان کرنے والے پاپ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اپام ہرد راجسوی جگ کا پھل ملتا ہے۔ گنگوتری میں اشنان کرنے سے دیوتاؤں کے درشن ہوتے ہیں۔ سپت گنگا۔ ترگنگا میں ترپن کرنے سے پتر مکتی ہو جاتے ہیں۔ مہا آشرم۔ مہاہرد۔ بھرگ تنگ پر تین رات رہنے

سے پرہم مہانیا سے نجات پاتا ہے۔ بلاکا اور کنہاں کوپ تیرتھ پر اشنان کرنے سے دیوتاؤں کی جون میسر ہوتی ہے۔ دیوتا تیرتھ۔ سندرکا ہرد۔ اشونی تیرتھ۔ مہاگنگا۔ کرتکا تک کارک۔ بیے ہانک۔ کنکنیند کاشرم۔ کالکاشرم۔ بیاشا تیرتھ پر اشنان۔ سندھیا تر پن کرنے سے اواگون سے نجات ہوتی ہے۔ شیوجی خوش ہوتے ہیں۔ مہاپور اور دیوار بن تیرتھوں پر اشنان کرنے والا مکت ہو جاتا ہے۔ سر ستمب۔ کوشتمب۔ درون آشرم پر نہانے والے دیوتا روپ ہوتے ہیں۔ چترکوٹ میں منداگنی۔ گنگا موکش دینے والی شیاما آشرم میں نواس کرنے کوشکی ناری میں اشنان کرنے تنگ باورڑمی انا لمب اندھاک نیمش۔ سرگ گنگا ہرد۔ پتلادن۔ کالنجر ششٹی ہرد۔ گنگا جمنا سنگم تیرتھوں پر اشنان کرنے اور اُن دان کرنے سے جگوں کا پھل ملتا ہے۔ مردگن بیوست پر اشنان کرنے والے تیرتھ روپ ہو جاتے ہیں۔ برہم ستھرو۔ انپاتک اشٹاکر۔ گیاجی۔ پربت۔ شلا۔ نربدا پربت۔ کرونچ پدی کے درشنوں سے برہم ہتیا دور ہوتی اور پتروں کی مکتی ہو جاتی ہے۔ کلونک۔ اگن پور۔ کریر پور بشالہ تیرتھ دیوہرد پر اشنان کرنے والے دیوتا روپ ہو جاتے ہیں۔ بن آورت رنندا۔ مہانندا تیرتھوں پر نواس کرنے والے نندن باغ اندر پوری میں جاتے ہیں۔ اور بسی یوشیت پر اشنان کرنے سے جگ کے پھل ملتے ہیں۔ رام ہرد بیاشا تیرتھ پر نراہار بارہ روز برت کرنے والے پاپ سے نجات پا جاتے ہیں۔ بنارھیاچل پربت کرنے والے ایک مہینے میں شدھ ہو جاتے ہیں۔ نربدا سودپارکوڈک میں اشنان کرنے والے راجاؤں کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ جمبومارگ تیرتھ۔ سوکا مکھ۔ انگلکا آشرم کنیاں ہرد۔ پربھاس اجانک۔ ارشٹ سین۔ پنگایا۔ کلپا تیرتھ پر اگھرشن نام منتر کا جپ کرنے والے اشو میدھ جگ کے پھل پاتے ہیں۔ پنڈارک میناک پربت۔ کالودک۔ نندی کنڈ اتر مانس پر نواس کرنے والے برہم لوک کو جاتے ہیں۔ تند لیشر سورگ مارگ پر اشنان کرنے سے برہم سے اتصال ہو جاتا ہے۔ ہمالیہ پہاڑ (شنکرجی کا استھان ہے۔) پر شیو جی کے درشن مل جاتے ہیں۔

(نوٹ) ان تیرتھوں میں بہت سے تیرتھ فروگذاشت ہو چکے ہیں اور بہت ایسے مقام پر ہیں۔ جہاں کا راستہ دشوار گذار اور نشیب و فراز میں پر چلنا

دشوار ہو جاتا ہے۔

راجہ جدھشٹر ان تیرتھوں کے نام اور پھل سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور بھیشم جی کے گیان کی تعریف کرنے لگے۔

# ادھیائے (۱ف)

## گنگا مہاتم

بھیشم جی تیرتھوں کے نام اور ان کے خواص بیان کر رہے تھے۔ کہ اتری۔ بسشٹ بھرگ۔ کرتو۔ انگرا۔ گیوتم۔ اگست۔ پولست۔ سومت۔ سوامتر۔ ستھول۔ گرا۔ پلا۔ پراسپت شنک۔ بیاس۔ چیون۔ کاشپ۔ دُربھاشا۔ جمدگن۔ سارکنڈے۔ گالو۔ بھاردواج۔ نارد۔ پربت۔ سمبھو۔ بھون۔ ستانند۔ کریترن۔ رچ۔ پرسرام جی وغیرہ رشی منی بھیشم جی کے درشنوں کے واسطے اس خیال سے آئے۔ کہ بھیشم جی دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں ایسے گیانی مہاتما کے درشنوں سے نجات ملتی ہے۔ راجہ جدھشٹر معہ اپنے بھائیوں اور کرشن بھگوان کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نہایت تعظیم و عظمت کے ساتھ ڈنڈوت پرنام کرکے آسنوں پر بٹھایا۔ پھول چندن سے پوجا کرکے مہارشیوں کو خوش کیا۔ سب رشیوں نے بھیشم جی سے مزاج پرسی کرکے رخصت چاہی۔ اور معانقہ کرکے دعائیں دیتے ہوئے چل دیئے۔ بھیشم جی گنگا مہاتم کرنے لگے۔ دنیا میں گنگا جی سے بڑھ کر کوئی تیرتھ نہیں اگر ایک ہزار برس تک تپ کیا جاوے۔ تو گنگا کے اشنان کرنے والے کی برابری نہیں ہو سکتی۔ تمام عمر گناہ کرتے کرتے گزر جائے۔ اور ایک دفعہ بھی نیم سے گنگا جی میں اشنان ہو جائے۔ تو اس کے سارے پاپ گنگا جی دھو دیتی ہیں۔ جن لوگوں کے پھول ہڈیاں مرنے پر گنگا جی میں ڈالی جاتی ہیں۔ ان کی روحیں سورگ پہنچتی ہیں۔ غرضیکہ مرت لوک میں گنگا جی کی جو پدوی ہے۔ وہ اور تیرتھ کی نہیں۔ اشنان کرنے اور جل پینے سے پرم گت حاصل ہوتی ہے۔ گنگا جل بشن بھگوان کا چرنودک ہے۔ اسی سے اشنان کرنے والے عذاب عصیاں سے چھوٹ جاتے ہیں۔

# ادھیائے (۸)

## شادی بیاہ کے طریقے

راجہ جدھشٹر: گرہست آشرم سننے کی تمنا ہے۔ بیان کیجئے۔

بھیشم جی: سب سے بڑھ کر دھرم گرہستیوں کا یہ ہے۔ کہ لڑکیوں کو اچھے خاندان اچھے پرش کے ساتھ سمبندھ کرے۔ آٹھ طریقے بیاہ کے شاستروں میں درج ہیں

(۱) براہم۔ کنیاں کو زیور پوشاک سے آراستہ کرکے سنکلپ کر دینا۔

(۲) دیو۔ جگ میں کنیاں کا رتوج دان دینا۔ رتوج کے معنی جگ کرنے والا یعنی جس شخص کے ساتھ بیاہ کرنا منظور ہو۔ اس سے جگ کرا کر کنیاں کا سمبندھ کر دے

(۳) دو گئیں لے کر اس کے معاوضے میں کنیاں دینا ارش کہلاتا ہے۔ یہ تینوں طریقے برہمنوں کے لئے جائز ہیں

(۴) پرجاپتی وچھار (تعلیم یافتہ اور ہونہار لڑکے کے ساتھ شادی کرنا اور جہیز وغیرہ دے کر ستکار کرنا۔

(۵) گندھرب۔ لڑکی اور لڑکے دونوں کی مرضی سے شادی ہونا۔

(۶) اسر۔ لڑکی کے وارث کو روپیہ دے کر کنیاں خرید کرکے بیاہ کرنا۔

(۷) راچھس۔ آدمیوں کو مار کر روتی کنیاں اٹھا لے جانا۔

(۸) پشاچ۔ نشے میں مدہوش کرکے یا سوتی ہوئی کنیاں کو اٹھا لے جانا۔ اسر اور پشاچ بواہ پاپ روپ کہاتے ہیں۔ پشاچ بواہ بہت خراب۔ راچھس بیاہ چھتریوں کے لئے ہے۔ براہم چھاتر۔ گندھرب یہ دھرم بواہ کہلاتے ہیں۔ دنیتی کا بیاہ براہم اور چھاترا اور رکمنی جی کا بیاہ راچھس اور گندھرب سبھدرا کی شادی میں چھاتر اور راچھس شامل تھے۔ برہمن کو تین عورتیں براہمنی۔ چھترانی یا ویش کی لڑکیاں لکھی ہیں چھتری کو دو چھترانی اور ایک ویش کی۔ ویش کو اپنی ذات کی لڑکی لینی جائز ہے۔

اور ایک ہی عورت سے شادی کرنا مناسب ہے کی استری برہمنی اور چھتری کی چھترانی اور ویش کی ویشیا ہوں گی۔ ان سے جو اولاد ہو گی نیک اور سلیم ہو گی۔ چاروں برن کے لئے شودر استری کے بطن سے جو اولاد ہو گی۔ اس کے اطوار ٹھیک نہ ہوں گے۔ نہ وہ صحیح النسب ہو سکتی ہے۔ تیس برس کا مرد اور دس برس کی عورت یا اکیس برس کا مرد اور سات برس کی استری ہو۔ ایسے شادی کرنا شاستراً جائز ہے جسکا باپ یا بھائی نہ ہو۔ ایسی لڑکی کے ساتھ بیاہ ہونا ناجائز ہے۔ جس آدمی کے اولاد یعنی بیٹا نہ ہو۔ وہ بیٹی کو بجائے لڑکے کے قائم کر سکتا ہے۔ اور اس لڑکی سے جو اولاد ہو گی۔ نانا کا بیٹا یعنی اس کا وارث قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو کنیاں تین برس حیض سے ہو چکی ہو۔ وہ خود اپنی شادی کر سکتی ہے۔ اپنے خاندان یعنی گوت میں شادی کرنا ممنوع ہے۔ منکوحہ عورت (یعنی جس کے ساتھ بھانوبھیری ہوں) کی اولاد باپ کی جائداد متروکہ کی وارث گردانی جاتی ہے۔ مگر غیر نکاحی عورت کی اولاد محجوب الارث ہے۔ گرہستیوں پر فرض ہے۔ کہ اچھے لڑکے کو داماد بنائیں۔ کچھ لے کر شادی کرنا اچھا نہیں۔ اسے دھرم پتر راجہ جدھشٹرا! میں نے بچترہیرج کے لئے مگدھ اور کاشی کے راجاؤں کو مغلوب کر کے دو کنیاں لایا تھا۔ ایک کے ساتھ بچترہیرج کی شادی کر دی۔ دوسری کنیاں اس بات پر بضد ہوئی۔ کہ اس کی شادی کسی دوسرے کے ساتھ قرار پا چکی ہے۔ لہذا اسی کے ساتھ بیاہ ہونا چاہیئے۔ میں نے دوسری کنیاں اس کے باپ کے پاس بھیجدی۔ پس شاستراً مناسب یہی ہے۔ کہ جہاں کہیں نسبت قرار پا گئی۔ وہیں شادی ہو۔ جیسے خیال کرتے ہیں۔ کہ شادی لذت جسمانی اور دنیادی عیش و عشرت کی غرض سے کی جاتی ہے۔ ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ شادی سے مراد اولاد کی افزونی اور خاندان کی ترقی مقصود ہے۔ جس شخص کے بیٹا نہ ہو۔ تو اس کے مال و متاع کی مالک بیٹی ہے۔ بیٹا نہ ہونے سے نواسہ نانا کی جائداد کا وارث ہوتا ہے۔ دھرم شاستر میں بیٹا اور نواسہ دونوں برابر ہیں۔ دونوں پنڈ اور شرادھ کر سکتے ہیں۔ جس کے صلبی پسر نہیں۔ منکوحہ عورت سے اولاد نہیں صرف ایک بیٹی یا بیٹیاں ہیں۔ اور آنکھ لگی عورت سے لڑکا موجود ہے۔ اس صورت میں جائداد کی مالک بیٹی ہو گی۔ لڑکے کو حق نہیں پہنچ سکتا۔ لڑکی بیچ کر روپیہ لینے والوں کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ ایسا روپیہ بول

ویران کے برابر ہے۔ جو انسان متعرض ہو کر زبردستی بیاہ کر لیتے ہیں۔ وہ اندھ تمس نرک میں ڈالے جاتے ہیں۔ بردہ فروشی بھی بُرا امر ہے۔ پھر اولاد بیچنے سے کروڑوں جنم غارت ہو جاتے ہیں۔ اور رہائی نہیں ہو سکتی۔ عورت لکشمی روپ ہے۔ عزت کے ساتھ رکھنے سے بہبودی ہوتی ہے۔ دولت کی ترقی اور اولاد کی افزائش استری ہی کی ذات پر منحصر ہے۔ جہاں عورتیں مردوں سے عاجز رہتی ہیں۔ یا ان کو مردوں کی ذات سے دکھ اور مصیبت رہتی ہے۔ وہاں لچھمی باس نہیں کرتی۔ ویاس کا پرکاش رہتا ہے منو جی فرماتے ہیں۔ اگر عورت بدخو تند مزاج اور نادان بھی ہو۔ تو بھی عزت اور توقیر سے رکھنا چاہیئے۔ اسے ہونہار لڑکا ایشور نے عورت ایک نعمت عظمے عطا کی ہے۔ اولاد کی پرورش پرداخت عورت ہی پر منحصر ہے۔ شوہر پرستی استریوں کا اعلیٰ فرض ہے۔ شوہر کے سوائے اس کے لئے کوئی دیوتا نہیں۔ جگ کرنا۔ شرادھ یا برت رکھنا عورتوں پر فرض ہے۔ اپنے شوہر کی خدمت کرنے ہی سے انہیں سورگ ملتا ہے۔ اور دنیا میں عیش و آرام سے گزرتی ہے۔ بچپن میں پتا جوانی میں شوہر بڑھاپے میں بیٹے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ عورت کو کسی عمر پر آزادی خود مختاری نہیں ہونی چاہیئے جسکو اپنی بہتری اور ترقی منظور ہو۔ وہ عورتوں کو عزت اور حرمت سے رکھے۔ بُری طرح پیش آنا انسانی دھرم سے بعید ہے۔ اولاد کی حفاظت رکھنا مردوں کا حق ہے عورتوں سے پردہ کرانا واجب ہے۔ پردہ دور کرنے سے ہزاروں خرابیاں ہوتی ہیں۔

# ادھیائے (۸)

## استریوں کا دھرم اور نیم

راجہ جدھشٹر پتامہ جی! تقسیم وراثت کس طرح ہونا چاہیئے۔ بھیشم جی برہمن کو چار استری یعنی چاروں برن کی کرنا گناہ نہیں۔ برہمن چھتری۔ ویش یہ دوج دھرم ہیں۔ یہ جنیئو پہن سکتے ہیں۔ ان برنوں کی استریوں سے جو اولاد ہوتی ہے۔ اس میں چھتری

استری کا لڑکا برہمن ہی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ویشیوں یا گرہستیوں میں برہمنی سے جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی برہمن ہوگا۔ چھترانی سے چھتری۔ ویش کی لڑکی سے ویش ہوگا۔ شودر عورت کے بطن سے جو اولاد ہوتی ہے۔ وہ شودر ہی کہلاتی ہے۔ اِس لئے اس کا پراچت واجب ہے۔ میں شودر استری رکھنے والا برہمن شودر برابر ہے۔ شودر استری سے مباشرت کرنا گناہ ہے۔ جو اعلےٰ چیزیں ہیں۔ یعنی گائے بیل۔ گھوڑا۔ شال۔ دوشالہ۔ سونا وغیرہ نہ کل اشیا برہمن کے حصّے میں آنی چاہئیں بقیہ حساب کے دس حصّے کرنے چاہئیں۔ چھترانی کا بیٹا بھی برہمن ہے۔ وہ تین حصّہ پاوے گا۔ ویش عورت کا لڑکا دو حصّہ۔ شودر استری سے جو اولاد ہوگی۔ وہ ایک حصّے سے زیادہ نہیں پا سکتی۔ اگرچہ قانوناً محجوب الارث ہے۔ تاہم بسر اوقات کے لئے جائداد کا دسواں حصّہ دینا چاہئے۔ البتہ جو اولاد اپنے ہی برن کی ہے۔ وہ برابر حصے کی مستحق ہے۔ برہمنی کی اولاد برہمن ہی ہوگی۔ اور برنوں کے لڑکے اپنے برن میں اختیار کئے جاویں گے۔ غیر برن کی اولاد کو جو باپ اعطا کر دیدے۔ وہی لے سکتا ہے۔ ترکے میں حصّہ لینے کا مستحق نہیں۔ جس برہمن کے پاس تین سال کے بسر اوقات کے لئے کافی سرمایہ موجود ہے۔ وہ جگ ضرور کرے۔ تین ہزار روپے سے زیادہ عورت کے پاس دہر دہرنہ ہونی چاہئے۔ یہ روپیہ عورت گرہستی کے اخراجات میں صرف کر سکتی ہے۔ جو مال یا روپیہ عورت کے نام سے جمع کر دیا گیا۔ اس میں لڑکا تصرف نہیں کر سکتا۔ باپ کی دی ہوئی دولت میں برہمن کی استری سے جو کنیاں یعنی بہن پیدا ہوئی ہے۔ وہ برابر حصّہ تقسیم کرا سکتی ہے۔ کیونکہ برہمن کے بطن سے کنیاں اور اپنے برن کی استری سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے آپس میں برابر ہے۔ گرہستی عورتوں کا دھرم ہے۔ کہ اچھے پت کی سیوا کریں (دانتوں مسواک) اشنان کرانا۔ بال صاف کرنا۔ عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کر کے پت کو کھلانا۔ پتی برت عورت کا یہی دھرم ہے۔ گرہستی کے جتنے کام ہیں۔ عورتوں کو کرنے چاہئیں۔ جس کے گھر میں ایسی عورت ہے۔ عصمت ونعمت کی دیوی موجود ہے۔ اسکو دوسری عورت پر نگاہ ڈالنا یا دوسری سے نفس امارہ کے بس ہوکر شادی احکام شاستر کے خلاف ہے۔ چھتری کے لئے چھترانی

یا ویشیا دو عورتیں تجویز کی ہیں۔ تیسری شودر کی بیٹی سے شادی کرنا چھتری جن کے لئے قطعی ممانعت ہے۔ چھتری ورثہ آٹھ حصّوں میں منقسم ہے۔ چھترانی لڑکے کو چار حصّہ اور جنگ و غ۔ل کا سامان ملنا چاہیئے۔ رتھ سواری بھی اسی کا حق ہے۔ ویشیا کا بیٹا تین حصّہ اور شودر کا بیٹا ایک حصّہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ وہ بھی اگر پتا ہنسی خوشی دیدے ویش کی شادی ایک ہی شاستر میں لکھی ہے۔ شودر کی لڑکی سے شادی کرنا جائز نہیں۔ ویش کے اسباب کے پانچ حصّے ہونے چاہئیں۔ اسی طرح شودر کے ورثہ کی تقسیم ہے۔ اگر کثیر العیال ہو۔ تو بھی برابر حصّہ ہو سکتے ہیں۔ اولاد نرینہ کو اپنے حصّے سے کچھ زیادہ مل سکتا ہے۔ یا بڑا حصّہ۔ بڑا بیٹا۔ اس سے چھوٹا منجھلا بیٹا۔ اور سب سے چھوٹا حصّہ چھوٹا بیٹا لے سکتا ہے۔ سب ذاتوں میں اپنے برن کی عورت سے جو اولاد ہو۔ وہی افضل ہے۔ رشیوں نے یہی دھرم لکھا ہے۔

## ورن سنکر اور اسکی شناخت

ماں باپ کی اطاعت سے گریز کرنے اُن کی عزت اور حرمت کے خواہاں ہونیوالے لوگوں سے جو اولاد ہوتی ہے۔ سنکر ورن ہوتی ہے۔ یا کمسن عورتوں شباب کے ولولے میں اندھی ہو کر شریر مردوں سے ہمبستر ہو جاتی ہیں۔ اور ان سے جو اولاد ہوتی ہے۔ وہ سنکر برن کہلاتی ہے۔ نفس امارہ سے مغلوب ہو کر جو عورتیں یا مرد عزت و حرمت کا پاس نہیں کرتے۔ اور جوانی کے نشے میں متوالے ہو کر در در پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا منہ دیکھنا دانا اور پنڈت لوگ پسند نہیں کرتے نہ ان کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔

**جدھشٹر**۔ جو سنکر ورن کے اشخاص نفیس پوشاک ڈانٹے ہوئے۔ شریف صورت بنکر ہمارے سامنے آویں۔ ہم انہیں کیونکر پہچانیں۔ بھیشم جی۔ نیچ ذات اور کمینہ لوگ چھپے نہیں رہتے۔ جو بات شریفوں سے ہوتی ہے۔ وہ کمینوں سے سرزد نہیں ہو سکتی۔ صورت ہی سے کمینہ پن برستا ہے۔ گو کیسی ہی نفیس اور خوشنما پوشاک سے آراستہ ہوں۔ ایسے لوگ نہ گورو اور نہ کسی گرجن کو مانتے ہیں۔ بے رحمی مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ وہ مطلق اپنے مطلب کے سامنے رحم نہیں کرتے۔ انہیں خواہ مخواہ باپ یا ماں کا اثر ایسا ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ جس سے ان

ان کی قومیت کا راز چھپا نہیں رہتا۔ جس خاندان میں حال تخم و پیدائش پوشیدہ ہے۔ اس میں جو برن شنکر اولاد ہوئی۔ اسمیں ایسی عادتیں ہوتی ہیں۔ جس سے خاندان پر حرف آجاتا ہے۔ تحقیقات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ اسکا حسب و نسب درست نہیں۔ جو برن شنکر ہیں۔ ان سے وہ امور سرزد ہوتے ہیں۔ جو شاستر کے مخالف ہے بد چلنی جو ان کا ذاتی جوہر ہے۔ سر چڑھ کر پکارتا۔ خواہ وہ کیسے ہی زیور اور پوشاک سے ملبوس ہو۔ ویسی برن شنکر استری یا پُرش سے اولاد پیدا کرنا نہیں چاہیئے۔ عقلمند لوگ ایسا نہیں کرتے

# ادھیائے (۹)

## گئو دان اور گائے کی مہماں

بھیشم جی بولے کہ سنو ہیں۔ جانوراں چرندمیں گائے کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے۔ گھر میں رہنے سے لچھمی پرکاش کرتی ہے۔ دودھ کا مقابلہ امرت بھی نہیں کرسکتا ہے۔ کپلا گئو دان دینے سے پشتیں سورگ کو جاتی ہیں۔ دھن گرہستیوں پر واجب ہے۔ کہ کپلا گئو کے سینگ سونے سے مڑھ کر زرکار جھول سے مزین کرکے طلائی دودھ دوہنے کا برتن اور حسب شکت وکشنا برہم گیانی بید پاٹھی برہمن کی نذر کرے۔ دنیا میں نام ہوگا۔ اور عقبےٰ میں موکش اور سورگ ملیگا۔ گئو سے بڑھ کر کوئی جانور نہیں۔ دودھ اور گھی سے پرورش ہوتی ہے۔ بدن میں چستی۔ چہرے پر بشاشت برسنے لگتی ہے۔ زراعت کے کام بغیر اس جانور کے ہو نہیں سکتے۔ اگر گائے نہ ہو۔ تو زندگی دشوار ہو جائے مزید براں اور زراعت پیشہ لوگوں میں مویشی یعنی گائے بیل بڑی دولت ہے۔ شیوجی مہاراج نے گئوں کے ساتھ تپ کیا تھا۔ رشی منی بھی گئو کی پالنا کرتے ہیں۔ گائے سے مرت لوک اور سورگ لوک دونوں بنتے ہیں۔ جگ بغیر دودھ اور دہی کے ہو نہیں سکتا درشنوں سے جو عذاب سے چھوٹ کر بیکنٹھ کو جاتا ہے۔ بید پاٹھی برہمن کو پرتھی دان اپنی دان دینے سے اندر لوک رہنے کو ملتا ہے۔ ان دان کے برابر کوئی دان نہیں

اگرچہ سونے کے دان کے فضائل زیادہ ہیں۔ اگر ان دان اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ جوتا۔ کپڑے۔ چندن۔ خوشبویات۔ عطر۔ پھلیل اور طرح طرح کی شیرینی دان کرنے والے بھوساگر سے پار اُتر جاتے ہیں۔ اور عقبےٰ میں بشن دھام حاصل ہوتا ہے چاندی کا پلنگ یا چندن کے پاؤں کا پلنگ توشک۔ لحاف تکیہ۔ چادر۔ چھتری وغیرہ کا دان سیجا دان کہلاتا ہے۔ سیجا دان دینے والے بیکنٹھ میں نواس کرتے اور حوران جنت یعنی اپسرائیں خدمت پر متعین ہوتی ہیں۔ دیوتاؤں کی طرح چین نصیب ہوتی ہے۔ حوض تالاب پل دھانسرا۔ کنوئیں۔ باولیاں۔ جانوروں کے پانی پینے کے لئے بڑے تال بنوانے والے انسان گویا اشومیدھ جگ کرتے ہیں۔ جس حوض تالاب میں موتی سا پانی بھرا ہو۔ اور آدمی جانور خوش ہو کر پیاس بجھائیں۔ ان کی روحیں دعائیں دیتیں ہیں۔ جس سے اس کی نارائن ہو جاتی ہے۔ حوض اور تالاب میں زینہ بنوانے۔ ستھرے اور لطیف گھاٹ تعمیر کرانے سے پرلوک میں دیوتاؤں کی پدوی ملتی ہے۔ مکان بنوانے سے پتروں کی روحیں خوش ہوتی ہیں۔ انگور انار۔ کیلا۔ نارنگی۔ لیموں وغیرہ کے باغ لگانے والے دنیا میں نیک نام اور پرلوک میں دیوتاؤں کے جسم میں پراپت ہوتے ہیں۔ جو پھول اس باغ میں ہوں۔ دیوتاؤں اور رشیوں پر چڑھانے چاہیں۔ گرہستیوں کا یہی دھرم ہے۔ حسب حیثیت سوال کرنے والے۔ اور محتاجوں کو دنیا میں بہت اچھا غیا اُکیا گیا ہے۔ خاندان کی پرورش اور کنبے کی پرداخت گرہستیوں کا اعلےٰ عمل ہے۔ دولت و ثروت پر ناز کرنا مناسب نہیں۔ دان سے گناہ موکش ہو جاتے ہیں۔ جو دھرم اور دان کا اپدیش کرتے ہیں۔ ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنا گرہستی کا دھرم ہے۔ ان راجاؤں کا دان نہ لینا چاہیئے۔ جو رعیت پر جبر کر کے پیسہ وصول کرتے ہیں۔ یا جو راجہ جگ نہ کرتا ہو۔ اس کا بھی دان لینا ممنوع ہے۔ گرہستی لوگ اس بات کا بھی خیال رکھیں۔ کہ دان ایسے برہمن کو دیا جاوے۔ جو عیالدار ہو۔ آمدنی کم رکھتا ہو۔ مگر وید پاٹھی ہو۔ ایسے برہمنوں کو ان دان۔ بستر دان دینا مناسب ہے۔

---

# ادھیائے (۱۰)

## دان کی فضیلت اور راجہ نرگ کی کتھا

راجہ جدھشٹر۔ بھارت بنس کے سرتاج بھیشم جی ممالک غیر سے جو بلیے مہاراجے ہماری اور دریودھن کی مدد پر آئے تھے۔ وہ سب مارے گئے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں پیوند خاک ہو گئے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان کی بیوہ عورتیں کیا کہتی ہونگی۔ مجھ پر نفرین بھیجتی ہوں گی۔ میری ذات سے ان کے عیش و آرام پر پانی پھرا۔ اس ادھرم سے جو کچھ سزا ملے۔ کتھوڑی ہے نرک میں سر نیچے اور پاؤں اوپر ہونگے۔ الٹا لٹکایا جاؤں گا۔ یہ کہکر جدھشٹر جی رونے لگے۔

بھیشم جی۔ دھرم وان راجہ جدھشٹر! بار بار اسی کا سوچ ہے گیانی ہوکر ناسمجھی کی باتیں کرتے ہو۔ تمہاری تو یہ مرضی نہ تھی۔ کہ دریودھن سے لڑائی ہو جب اس کینہ پرور سنگدل نے بڑے بڑے راجاؤں اور کرشن بھگوان کا کہنا نہ مانا اور تمہاری آبرو اور عزت کے درپے ہو کر بغض و حسد کی آگ میں جلکر کباب ہو گیا تو اور راجاؤں پر افسوس کرنا عقلمند پسند نہیں کرتے۔ جنگ میں جو لڑ کر جان دینا ہر ایک میسر نہیں۔ ان کی روحیں فردوس بریں میں آنند بھوگتی ہوں گی۔ تم نے کسی کو نہیں مارا۔ ایشور کی مرضی یہی تھی۔ کرشن بھگوان کا چکّر چل رہا تھا۔ اسی کی آگ میں جل کر سب راکھ ہو گئے۔ ارجن تو نام ہوا کرتا دھرتا تو کرشن ہیں۔ جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں تمہارا جسم سپھل کر رہے ہیں۔ تم دھرماتما ہو۔ راجدھی جگ کے لئے راج پاکر آنند بھوگا۔ اشومیدہ جگ کرو۔ سڑکیں۔ تالاب باغ۔ باولیاں بنوا کر دنیا میں نیک نامی حاصل کرو۔ پیاسوں کو پانی پہنچانا بھوکوں کو ان دینا دھرم دان پرشوں کا کام ہے۔

جدھشٹر۔ دو برہمنوں سے کس کو دان دینا چاہئے جو ... میں ایک تو کھا

ہے۔ دوسرا طالب نہیں۔

بھیشم جی۔ دان اُسی کو دینا چاہیئے۔ جو سوال نہیں کرتا ہے۔ جو دیا دان برہمن دان کے محتاج نہیں۔ الا صابر و شاکر لوگ قانع ہوتے ہیں۔ ان کی نیت نہیں ڈلتی۔ سائل برہمن کا خواص چوروں کی طرح ہوتا ہے۔ سخی کی موت نہیں ہوتی۔ اور نہ کبھی وہ مرتا ہے۔ اس کا نام زندہ جاوید ہے۔ سائل یعنی بھکاری برہمن مدعو نہ ہونا چاہیئے۔ ریاضت کش اور مرتاض برہمن جن کا جسم پاک و صاف ہو۔ جو بھسم لگاتے ہوں۔ نارائن کے بھجن میں مگن رہتے ہوں ایسے برہمنوں کو بھوجن کرانے سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ وہ دیوتاؤں کے سروپ ہیں۔

جدھشٹر۔ دان بڑھ کر ہے یا جگ؟

بھیشم جی۔ دان کی فضیلت بڑھی ہوئی ہے۔ بغیر دان کے جگ پورا نہیں ہوتا۔ چھتری دان ہی سے دشمن دولت کا مالک ہوتا ہے۔ ان سے اندر پوری ملتی ہے۔ جو برہمن گرہست ہو۔ عیالدار ہو۔ مگر نہ ہی بھکاری نہ ہو ایسے برہمنوں کو بھوجن کرانا گپت دان دھرما شاستر میں لکھا ہے۔ جگ بھی اسی لئے کیا جاتا ہے۔ کہ برہمنوں سادھوؤں رشیوں کا مجمع ہو۔ ان کو گھوڑے ہاتھی۔ گئو۔ شال دوشالے قیمتی پوشاک پلنگ بچھونے دینے سے پرلوک سنبھلتا ہے۔ جس جگ میں دان نہ ہو۔ وہ جگ۔ نہیں کہلاتا ہے۔ جو راجہ رعیت پر خلاف قانون ٹیکس باندھ کر خزانہ پُر کرتا ہے۔ اس کی حکومت کا زوال عنقریب ہے۔ ایسے راجاؤں کا دان لینا برہمنوں کو مناسب نہیں۔ جس راجہ کی سلطنت میں رعیت دُکھی۔ کھانے پینے کی محتاج ہو۔ عہدہ کے ظالم ہاتھوں سے تنگ ہو کر فاقوں سے گزران ہوتی ہو۔ وہ راجہ پاپ کا بھاگی ہوتا ہے جس راج میں چور اچکے رعیت کا مال ٹھگتے ہوں۔ اور راجہ ان کی حفاظت نہ کرتا ہو۔ وہ مردے کے سمان ہے۔ ایسے راجہ دار پر کھینچنے کے لائق ہیں۔ غریب محتاجوں کی خبر نہ لینے والے رعایا کی چوروں سے حفاظت نہ کرنے والے راجوں کو باہم اتفاق کر کے مار ڈالنا چاہیئے۔ ان دان سے پرتھی دان عمدہ کہا گیا ہے۔ جو راجہ پرتھی کا دان برہمنوں

کو دیتا ہے۔ اس کا دائمی مسکن سورگ ہے۔ جو برہمن کی معاش سے تنگ رہتا ہو ایسے برہمنوں کو پرتھی دان واجب نہیں۔ کیونکہ وہ زراعت نہیں کر سکتا۔ دان کی زمین اس کے کارآمد نہیں ہو سکتی۔ ان دان یا پرتھوی دان ایسے برہمنوں کو دینا چاہیئے جو عیالدار ہوں۔ بھکاری نہ ہوں۔ کھیتی سے غلہ پیدا کر کے اپنے خاندان کی پرورش کریں۔ زمانے کے انقلاب سے جس راجہ کا راج نکل گیا ہو۔ اس کی مدد کر کے پھر راج دلانے والے راجہ سورگ میں جاتے ہیں۔ ایک دفعہ نارد جی سے میں نے پوچھا تھا۔ کہ سب دانوں میں کون دان بڑھ کر ہے۔ نارد جی بولے۔ سب دانوں میں اَن دان اُتم ہے۔ کیونکہ بغیر اَن کے جیوکی جیو کی جانبری نہیں ہوتی۔ عیالدار سادھو سنیاسی کوئی ہو۔ بغیر کھانے تپ نہیں کر سکتا۔ تمام کاروبار اَن پر محول ہیں۔ فاقہ کشی اور بھوکے رہنے سے کوئی نہیں جیتا۔ جو لوگ سادھو برہمن سنیاسی کی روحیں ان سے تریپت کرتے ہیں۔ ان کے یہاں سے لکشمی نہیں جاتی۔ وہ گھر دھن دولت آل عیال سے بھرا پڑا رہتا ہے۔ اَن دان دینے سے لوک پرلوک دونوں بنتے ہیں۔ ستے کی اتنی طاقت ہے۔ کہ پانچ عناصر جن سے جسم کی ساخت ہوتی ہے۔ قائم رہتے ہیں۔ ان سے اولاد ہوتی ہے۔ اسی طرح جل دان کا حال ہے۔ جو شخص پیاس سے دکھی ہو۔ ٹھنڈا میٹھا پانی پلانے سے اس کی روح خوش ہو کر دعائیں دیتی ہے۔ جل سے اَن اور جیو کی پیدائش ہے۔ پوسالہ بٹھانا جانوروں کے لئے گھاٹ بنوانا۔ کھیتوں کے لئے نہر کھودنا۔ تالاب تعمیر کرنا۔ رشیوں کا بیان ہے۔ پانی کے بغیر کوئی پوجا جگ اور پتر دان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جل دان کرنا سب دانوں سے بہتر ہے۔ اے راجن! اپنے راج میں برہمنوں سادھوؤں کو اَن دان اور جل دان دینے کی ہدایت کرو۔ دودھاری گائیں دان دینے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ دودھ سے دان دینے والے برہمنوں کی اولاد اور استری خوش ہو کر دعائے خیر سے یاد کریں۔ کہ گائے کے سنہری سینگ مڑھ کر اور اچھی جھول ڈالکر مٹھائی سمیت وید پاٹھی برہمنوں کی نذر کرنے سے لوک اور پرلوک سنبھلتے ہیں۔ ایسا ہی بیل کا دان بھی ہے۔ بیل سے زراعت ہوتی ہے۔ پرتھی دان ذریعہ معاش ہے۔ جتنی چیزیں ہیں۔ سب زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ برہمنوں پر ٹیکس باندھنا کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اسوقت راجہ نرگ کا اتہاس یاد آیا۔ یہ راجہ

تجیر اور سخی تھا۔ راجہ نرگ نے ہزار جگ کئے۔ لاکھوں گئو رو زانہ دان کرتا۔ بیچاد ان وینا
کنوئیں باولیاں باغ لگاتے۔ ایک روز راجہ نرگ حسب معمول گئو دان کر رہا تھا۔ ایک
گائے جس کا سنکلپ پہلے ہو چکا تھا۔ کھل کر راجہ نرگ کی گئو ان میں شامل ہو گئی
راجہ نے وہ گائے دوبارہ سنکلپ برہمن کی نذر کی۔ جب وہ برہمن گائے لیکر چلا۔ تو
پہلے برہمن نے گئو روک لی۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ راجہ نرگ کے پاس آئے۔ اور
انصاف کے خواستگار ہوئے۔ راجہ پر حیرت چھائی۔ کچھ کرتے بن نہ پڑا۔ پہلے برہمن
کو سمجھایا۔ کہ ایک گائے کے عوض ہزار گائے لیلے۔ اسے چھوڑ دے۔ مگر اس نے نہ مانا
اپنی ہٹ پر قائم رہا۔ پھر دوسرے برہمن پر مخاطب ہو کر اسی طرح گویا ہوا۔ اس نے بھی
انکار کیا۔ غرض یہ جھگڑا نہ طے ہو سکا۔ اور راجہ نرگ مر گیا۔ دھرم راج نے سوال کیا
تم نے تمام عمر گئو دان بیچا دان کئے۔ مگر بھول سے ایک گائے دوبارہ سنکلپ کر کے
دان دی۔ اس وجہ تم کو کچھ دن نرک بھوگنا پڑے گا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ آیا پہلے نرک
بھوگو گے یا سورگ جانا پسند کرلیے ہو۔

راجہ نرگ۔ پہلے نرک بھوگ لینا اچھا ہے۔

دھرم راج۔ بہت اچھا۔ اگر گٹ ہو کر بھگتنا پڑے گا۔

راجہ نرگ۔ دھرم راج کے حکم کے بموجب گرگٹ ہو کر دوارکا پوری میں ایک کنوئیں
کے اندر پڑ رہے۔ کچھ مدت گزرنے پر یکایک دوارکا میں قحط پڑ گیا۔ ہر تالاب خشک
ہو گئے۔ وہ کنواں صاف کرنے کی غرض سے کھولا گیا۔ ایک بہت بڑا گرگٹ دکھائی
دیا۔ کرشن بھگوان سے جا کر عرض کیا۔ کنوئیں میں ایک گرگٹ بہت بڑا پڑا ہے۔ وہ
کسی طرح نہیں نکلتا۔ کرشن بھگوان جو تکلیف کر کے اس گرگٹ کو کنوئیں سے نکالا
مہاراج کے درشن ہوتے ہی گرگٹ نے چولا چھوڑ دیا۔ اور دیو روپ ہو کر کرشن بھگوان
کی استتی کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ اتنے بڑے دانی راجہ ہو کر گرگٹ روپ کیوں
ملا۔ اس نے سب حال موبمو عرض کیا۔ اور کرشن بھگوان کے چرن چھو کر بوان پر سوار
ہو کر بیکنٹھ کو چلا گیا۔

# اَدّھیائے (۱۱)

## چترکیت اور اوّدالک رشی کا اتہاس

اوّدالک رشی پیاس سے بیتاب ہو کر چترکیت لڑکے سے بولے۔ اے پتر دریا سے پانی لے آؤ۔ پیاسا ہوں۔ دریا کے کنارے مٹی کے برتن بہت جمع ہیں۔ کسی آب خورے یا پیالے میں جل لاؤ۔ تو ہیوں چترکیت دریا پر گیا۔ دیکھا کہ تمام برتن ٹوٹے ہوئے ہیں کوئی پیالہ یا آب خورہ باقی نہیں۔ واپس آ کر پتا سے بولا۔ پانی کے لئے کوئی برتن ہم نہ پہنچا۔ مجبور ہوں۔ اوّدالک رشی تشنگی سے بے قرار تھے چترکیت کو جاہل نادان سمجھ کر کہہ بیٹھے۔ جمراج تیری خبر لیں گے۔ چترکیت سراپ سے متوہم ہوا۔ دریا پہ گیا درختوں کے پتوں کا دونا بنا کر جل کیلا۔ اور پتا کی پیاس بجھائی۔ اور ہاتھ جوڑ کر نالاں ہوا۔ کوئی تدابیر ایسی کیجئے۔ جو سراپ سے نجات مل سکے۔ اب اوّدالک رشی کو ہوش آیا۔ اپنی دعا کے بد پر خود ہی متعجب ہوئے۔ سراپ تو دے دیا۔ پچھتاوے سے کیا ہوتا ہے۔ رشی جی نے ایشور سے پرارتھنا کی۔ آسے نارائن۔ اس حالت میں میرے پتر کو تم ہی دیا کر سکتے ہو۔ کنور سے یہ جیل کر سراپ مکش کر دو۔ دعا مقبول ہوئی۔ چترکیت کو جمراج کے دوت اٹھا لے گئے۔ دھرم راج کا سنگھاسن لگا ہوا ہے۔ دھرم راج بیٹھے ہوئے نیک و بد اعمال کی تفتیش کر رہے ہیں۔ مجمع عام ہے۔ گنہگار دست بستہ منہ لٹکائے کھڑے ہیں۔ وہاں کی سنہری زمین تھی۔ جس پر آسمان سے باتیں کرتے اونچے اونچے سونے چاندی کے محل بنے ہوئے تھے۔ شیشہ آلات سے مزین روشنی بقعہ نور ہو رہے تھے۔ گانے ہر محل میں موجود تھی۔ چترکیت نے دریافت کیا۔ ان عجیب نگار محلوں کا کون خوش قسمت مالک ہے۔ جواب ملا۔ تو نہیں جانتا۔ ارے یہ محل انہیں لوگوں کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں خیرات کی۔ بھوکوں کو کھلایا۔ گئو دان کئے۔ بیل۔ ہاتھی۔ گھوڑے اور پرتھوی کے دانوں سے برہمنوں کو مسرور کیا۔ ان کی پاک روحیں یہاں آتی ہیں۔ اور اپنے نیک اعمالوں کا نتیجہ بھوگتی ہیں

دیس کا راجہ ترکھاوت تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر راجہ تک پہنچی۔ اس نے آدمیوں کو بھیج کر رشی کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ ایسا نہ کریں۔ ایک گئو دوں گا۔ اس کے دودھ سے آپ کا پالن ہوگا۔ رشی نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور اُٹھ کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ گولر کے پھل کے اندر سونا بھر کر رشی جی کو دے آؤ۔ غرض حکم کے مطابق تعمیل کی گئی۔ گولر میں سونا بھر کر رشی جی کے پاس لے گئے۔ مگر دوسری بار بغیر سونے کے گولر بھینٹ دیئے۔ رشی نے دونوں گولر اُٹھائے اور وزن کر کے فرمایا۔ ان پھلوں میں سونا معلوم ہوتا ہے۔ راجہ سے کہہ دو۔ کہ ہم پرتھوی لوگ سونا لیں۔ تو دوزخ کی آگ پھونک دے۔ اس لئے یہ پھل واپس دیتے ہیں جب کال پڑتا ہے۔ عقل زائل ہو جاتی ہے۔ قحط کے عالم میں راجہ پر رعیت کی خبرداری لابدی ہے۔ دیوتا جگ سے خوش ہوتے ہیں۔ رشی وید پڑھنے اور پتر شرادھ کرنے اور آدمی بھوجن سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لئے برہم بھوج سے بڑھ کر اور دان نہیں۔

راجہ جدھشٹر۔ دیوتا اگر اور پھول وغیرہ کی خوشبو سے کیوں مسرور ہوتے ہیں۔ بھیشم جی شنکر جی نے راجہ بل سے کہا۔ پھول کی خوشبو سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ وہ پھول جن میں خوشبو و رنگ بہت پیارے ہیں۔ خاردار پھل (گلاب وغیرہ) دیوتاؤں پر چڑھانے سے عدو پامال ہو جاتے ہیں۔ پھول ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے رنگ اور خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ایسے پھولوں سے دیوتا خوش ہو جاتے ہیں۔ جو پھول مرگھٹ یا قبرستان میں پیدا ہوں۔ دیوتاؤں پر چڑھانا مناسب نہیں۔ جو شخص خوشنما اور خوشبودار پھول روزانہ دیوتا پہ چڑھاتا ہے۔ دیوتا اس کے ممد و معاون رہتے ہیں۔ دھوپ (دھوپا) کی کئی قسمیں ہیں۔ اگر چندن گوگل کی دھوپ دیوتاؤں کو مرغوب ہے۔ دھوپ میں بعض درختوں کا گوند بھی شامل کیا جاتا ہے۔ شال کے درخت کا گوند دیت راچھس اور ناگوں کو چڑھایا جاتا ہے۔ گھی اور شکر دیوتاؤں کو پسند ہے۔ پوجا میں گھی کا چراغ جلانا بہت عمدہ خیال کیا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ چراغ میں لو ہوتی ہے۔ اور لو کا منہ آکاش کی طرف ہوتا ہے۔ لو سے روشنی بھی ہوتی ہے۔ اسی

جگت میں گئو کا پیدا ان کیا تھا۔ گئو کی چمڑی یا چنچل ندی ہو اور ہوئی۔ بتیا سے گئو میدھ جگ کی ممانعت ہے۔ گئو دان سے حالت نزع کی تکلیفیں نہیں ہوتیں جو تکلیف یا مصیبت کے وقت گئو دان کرتا ہے رنج سے نجات پاتا ہے۔ رشی ل کا مقولہ ہے۔ کہ گائے بتر نی ندی پار اتار دیتی ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے۔ کہ گائے ایسے برہمن کو دی جائے۔ جو اچھی طرح رکھ کر خدمت میں کوتاہی نہ کرسکے۔ ایسے شخص کو ہرگز نہ دینا چاہیئے۔ جو اسے مار ڈالے یا بدھک قصائی کے ہاتھوں بیچکر روپیہ وصول کرے۔ اس حالت میں دان دینے والا اور لینے والا دونوں نرک میں جاتے ہیں۔ جس گئو کا بچہ دبلا یا کم طاقت ہو۔ ایسے گائے بھی دان کرنا جائز نہیں۔ کپلا گائے خیرات کرنے سے اندر پوری ملتی ہے۔ گئو دان کا مہاتم بہت بڑا ہے۔ کہاں تک بیان کیا جائے۔

# ادھیائے (۱۲)

## پوجا کرنا اور بھوگ لگانے کے قواعد

رشی اور منی کا قول ہے۔ کہ اور دانوں سے سورگ ملجاتا ہے۔ لیکن بھوجن دان برہمن سے دو چار کر دیتا ہے۔ گرہستی کا فرض ہے۔ کہ جو کھانا اپنے اور اپنے کنبے کے واسطے تیار کراوے۔ تو سب سے پہلے اگنی پر پانچ لقمے سب چیزوں کے رکھے اور بشن بھگوان کا دان کرکے جل سے آچمن کراوے۔ بعدہ خود تناول کرے اگر ہوسکے۔ تو کسی بھوکے سادھو یا مسافر کو کھلا کر آپ کھاوے۔ جو گرہستی ایسا کرتے ہیں۔ دُکھ درد سے نجات پاتے ہیں۔ جو انسان اپنی آل اولاد کی افزونی اور دولت کی ترقی چاہتے ہیں۔ وہ بھوکوں محتاجوں اور غریب مفلس شریفوں کو کھلا کر آپ کھاتے ہیں۔ اس سے دنیا میں نیک نام ہوتے اور عقبےٰ میں برہم پرماتما سے واصل ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ایسا عالمگیر قحط پڑا۔ دنیا میں دانہ کا نام نہ رہا۔ ایک رشی نے انسان کا بچہ ذبح کرکے پکایا اور کھانا چاہا۔ اس

دیس کا راجہ ترگھاوت تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر راجہ تک پہنچی۔ اس نے آدمیوں کو بھیج کر رشی کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ ایسا نہ کریں۔ ایک گئو دوں گا۔ اس کے دودھ سے آپ کا پالن ہوگا۔ رشی نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور اٹھ کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ گولر کے پھل کے اندر سونا بھر کر رشی جی کو دے آؤ۔ غرض حکم کے مطابق تعمیل کی گئی۔ گولر میں سونا بھر کر رشی جی کے پاس لے گئے۔ مگر دوسری بار بغیر سونے کے گولر بھینٹ دیئے۔ رشی نے دونوں گولر اٹھائے اور وزن کر کے فرمایا۔ ان پھلوں میں سونا معلوم ہوتا ہے۔ راجہ سے کہدو۔ کہ ہم پتھوی لوگ سونا لیں۔ تو دوزخ کی آگ پھونک دے۔ اس لئے یہ پھل واپس دیتے ہیں جب کال پڑتا ہے۔ عقل زائل ہو جاتی ہے۔ قحط کے عالم میں راجہ پر رعیت کی خبرداری لابدی ہے۔ دیوتا جگ سے خوش ہوتے ہیں۔ رشی وید پڑھنے اور پتر شرادھ کرنے اور آدمی بھوجن سے رغبت رکھتے ہیں۔ اس لئے برہم بھوج سے بڑھ کر اور دان نہیں۔

راجہ چندر سین۔ دیوتا اگر اور پھول وغیرہ کی خوشبو سے کیوں مسرور ہوتے ہیں۔ بھیشم جی شنکر جی نے راجہ بل سے کہا۔ پھول کی خوشبو سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ وہ پھول جن میں خوشبو و رنگ بہت پیارے ہیں۔ خار دار پھول (گلاب وغیرہ) دیوتاؤں پر چڑھانے سے عدو پامال ہو جاتے ہیں۔ پھول ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے رنگ اور خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ایسے پھولوں سے دیوتا خوش ہو جاتے ہیں۔ جو پھول مرگھٹ یا قبرستان میں پیدا ہوں۔ دیوتاؤں پر چڑھانا مناسب نہیں۔ جو شخص خوشنما اور خوشبودار پھول روزانہ دیوتا پر چڑھاتا ہے۔ دیوتا اس کے ممد و معاون رہتے ہیں۔ دھونی (دھوپ) کی کئی قسمیں ہیں۔ اگر چندن گوگل کی دھوپ دیوتاؤں کو مرغوب ہے۔ دھوپ میں بعض درختوں کا گوند بھی شامل کیا جاتا ہے۔ شال کے درخت کا گوند دیت راچھس اور ناگوں کو چڑھایا جاتا ہے۔ گھی اور شکر دیوتاؤں کو پسند ہے۔ پوجا میں گھی کا چراغ جلانا بہت عمدہ خیال کیا گیا ہے۔ وجہ یہ کہ چراغ میں لو ہوتی ہے۔ اور لو کا منہ آکاش کی طرف ہوتا ہے۔ لو سے روشنی بھی ہوتی ہے۔ اسی

خیال سے چراغ جلانا فرض سمجھا گیا۔ کہ دیپک سے معرفت کا شعلہ دل میں پیدا ہو جانا چاہئے۔ اگر گھی کا چراغ نہ میسر ہو۔ تو تِل کا تیل کافی ہے۔ مگر چربی کا چراغ ہرگز جلانا نہ چاہئے۔ وجہ یہ کہ گھی اگر اگر کا ؤ۔ چندن کی خوشبو سے دیوتا اور پتر خوش ہوتے ہیں۔ اور چربی کی بدبو سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ٹھاکر دوارہ شوالہ پہاڑ جنگل۔ چوراہ میں روزانہ چراغ جلانا چاہئے۔ جو لوگ مندار وں وغیرہ میں روشنی کرتے ہیں۔ دُنیا و عقبےٰ میں نام روشن کرتے ہیں۔ بشن بھگوان اور دیوتاؤں کے آگے شیریں اور خوش پکوان کا پرشاد چڑھانا لازم ہے۔ جو بھوجن بشن بھگوان کے ارپن کیا جائے۔ نہایت پاکیزگی اور لطافت سے بنا کر بھوگ لگانا چاہئے۔ جس دیوتا کے لئے پرشاد لگایا جاوے۔ اُس کا نام اور اس کے سروپ کا دھیان کر کے تھوڑی اگنی علیحدہ نکال کر اس پر گھی شکر چڑھا کر بھوگ کی چیزوں سے تھوڑا تھوڑا آگ پر رکھے۔ اس آہوتی سے دیوتاؤں کی روحیں خوش ہو جاتی ہیں۔ بھوگ لگا کر آچمن کرا وے۔ بعدہ تقسیم کر کے کچھ خود بھی پرشاد لے جو انسان ایسا کرتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ برکت کا پھل حاصل ہوتا ہے۔

# ادھیائے (۱۳)
## دھرم کرم کے اوصاف

راجہ جدھشٹر۔ بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو عمر طبعی پر پہنچنے بھی نہیں پاتے۔ کوئی بچپن کوئی جوانی ہی میں مرجاتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ پوری عمر پر کون لوگ پہنچتے ہیں۔

بھیشم جی۔ جن کے اعمال اچھے اور کردار نیک ہوتے ہیں دل پاک و صاف ہے۔ ایسے لوگ پوری عمر پر پہنچتے ہیں۔ جن کے مزاج میں صفائی نہیں۔ میلے کچیلے بستر پر بیٹھے ہیں۔ روزانہ نہاتے نہیں۔ دھرم کرم کے پابند نہیں ہوتے ہیں۔ وہ نرک گامی ہوتے ہیں۔ ان کی عمر کم ہوتی ہے۔ اس

اس لئے انسان پوتر رہے۔ پوترتا ہی سے دولت اور عمر کی افزونی ہوتی ہے
اور نیک نامی کا باعث بھی یہی پوترتا ہے۔ جو صاف رہیگا۔ [illegible]
کا عادی ہوئیگا۔ گندگی سے نیک خیال پاس نہیں آتے۔ منشیوں کا
قول ہے۔ جو انسان بزرگوں کی نیک چلنی اور خوش رفتاری کے قدم بقدم
نہیں چلتے۔ وہ کبھی نیک چلن نہیں ہو سکتے۔ ان کی عمر بھی کم ہوتی ہے۔ اور
مرنے پر دوزخ ان کا مسکن ہوتا ہے۔ جو کبر و نخوت سے گریز کرتے ہیں۔
راست بیانی شیریں گفتاری جن کا شیوہ ہے۔ ان کی عمر دس برس کی ہوتی
ہے۔ جو آدمی ہاتھوں کے ناخن دانتوں سے کاٹتے یا سستی سے رات دن
پڑے رہتے ہیں۔ یا کچھ کھا کر منہ ہاتھ نہیں دھوتے یا نیک کاموں میں تحقیت
تکرار کرتے ہیں۔ ان کی عمر بھی پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ علی
الصباح اٹھ کر پرمیشور کا نام اور سمرن کرکے ضروریات سے فارغ ہو۔ اشنان
منہ دھویا۔ پوجا اشٹ دیو کا دھیان اور سمرن کرکے حسب حیثیت روزانہ دان یا
کچھ خیرات کرے۔ دوپہر یا غروب کے وقت آفتاب پر نظر ڈالنا اچھا نہیں
کنگھی سے بال صاف کرنے۔ اشنان کرکے جسم کو پاک و صاف کرنا بھی
دھرم کا اصول ہے۔ بول و براز کے وقت غلیظ پر نگاہ ڈالنا تندرستی کو
نقصان پہنچاتا ہے۔ دوپہر یا غروب آفتاب کے وقت پاخانہ پھرنا چاہئے
نہیں۔ دن میں عورت سے صحبت کرنا تندرستی کو زوال دیتا ہے۔ جس
شخص کے دل میں کدورت پڑ گئی ہو۔ اس کے ساتھ کبھی نہ رہنا چاہئے۔
رستہ چلتے ہوئے سامنے سے برہمن یا حاکم وقت یا کوئی بوجھ اٹھائے ہوئے
یا حاملہ عورت آتی دکھائی دے۔ تو راہ چھوڑ کر کنارے ہو جانا چاہئے۔ درخت پیپل
برگد آنولہ یا مندر ٹھاکردوارہ راستے میں ملیں۔ تو دائیں طرف چھوڑ کر بائیں طرف
راستہ اختیار کرے۔ غروب آفتاب اور دوپہر کو مندر میں جانا اچھا نہیں۔ آرتی کے
وقت مندر میں جانا فرض ہے۔ پوشاک اور جوتا کسی دوسرے آدمی کے پہنے ہوئے
خود نہ پہنے۔ اماوس۔ پورنماشی اور اشٹمی کی رات کو عورت سے ہمبستری ممنوع ہے
اور نہ ان تاریخوں میں گوشت خوری مناسب ہے۔ کسی جاندار پر چھری تیز کرنا

اپنے ذاتیئے کے لئے مناسب نہیں۔ نہ جانوروں کو ایذا ہی دینا چاہیئے۔ نہ کسی کو گالی دے۔ نہ کسی کا دل دکھائے۔ تلوار کا زخم تو مندمل ہو جاتا ہے۔ مگر بات کا زخم ہر وقت ہرا رہتا ہے۔ رنج توم اگرچہ وہ دولتمند ہی کیوں نہ ہو۔ دان لینا مناسب نہیں۔ کسی لولے۔ لنگڑے اپاہج پر جس کا کوئی عضو معمولی اعضا سے خراب ہو گیا ہو اس پر خندہ کرنا عقلمند پسند نہیں کرتے۔ پست قامت یا طویل القامت پر ہنسی اڑانا زیبا نہیں۔ نہ کسی پنڈت یا معلم پر حرف گیر ہونا چاہیئے۔ عیب جوئی بری بلا ہے۔ اے راجن! ہمارے شاستر جو فقہ اور تصوف اور نیت سے بھرے پڑے ہیں۔ ہرگز ان باتوں کی اجازت نہیں دیتے۔ عیب جوئی۔ غیبت۔ چغلخوری افعال قبیحہ ہیں۔ ان سے دور ہی بھاگنا چاہیئے۔ ذلیل اور کمینہ لوگ ایسے کرم کرتے ہیں۔ کسی برہمن یا رشی سے مباحثہ کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ مسافت طے کرنے کے بعد یا پیشاب یا پاخانہ کرکے ہاتھ پاؤں دھونا ضرور چاہیئے۔ مسافر نوازی گرہستیوں کا بہترین اصول ہے۔ طلوع آفتاب سے پیشتر اٹھنا چاہیئے۔ ماتا پتا بزرگوں کی ڈنڈوت اور پرنام سجن پرشوں کا کام ہے۔ ان درختوں کی مسواک کرنا اتم ہے۔ جن کی رشیا منی مہاراتمیت کرتے ہیں۔ داتن کرتے وقت بات کرنا مناسب نہیں اُلٹا کی داتن مقوی بدن و دافع کرم دندان ہے۔ بڑ۔ پیپل۔ بیری۔ کینر۔ جمیل پتر۔ گولر۔ ام۔ کرنبا۔ انار۔ نگرہ۔ بینب کی داتن ویدک شاستروں میں لکھی ہیں کھجور۔ ناریل۔ کیتکی۔ ہنتال۔ تال۔ چربھی درختوں کی مسواک کرنا جائز قرار نہیں دیا گیا۔ استفراغ کے بعد یا ورم اور شکم پری کے زمانے یا درد سر و درد چشم گوش کے وقت بھی داتن کرنا واجب نہیں۔ رات کو سوتے وقت سرہانہ پورب کی طرف اور پاؤں پچھم ہونا چاہیئے۔ دکن کی طرف پاؤں کرنا ممنوع ہے۔ ٹوٹے ہوئے پلنگ یا چارپائی پر آرام کرنے سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بستر اوڑھ کر سونا بھی خراب ہے۔ برہنہ ہو کر نہانا اچیت نہیں۔ خوب صاف ہو کر نہانا چاہیئے۔ تاکہ جسم صاف ہو جاوے۔ بغیر نہائے چندن لگانا برا ہے۔ نہا کر کپڑے چھانٹنا اچھا نہیں۔ اس کی چھینٹ سے بدن کی پاکیزگی جاتی رہتی ہے۔ کھیتی میں پاخانہ پیشاب کرنا درست نہیں۔ آبادی یا چوراہے پر غلاظت ڈالنے سے ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ کھڑے

ہوکر یا راہ چلتے یا جوتا پہنے کھانا ہرگز نہ کھانا چاہیئے۔ پورب کی طرف بیٹھ کر کھانا
کھانا شاستر میں لکھا ہے۔ کھانے سے پیشتر ہاتھ پاؤں دھو لینا چاہیئے۔ اور اگر چکنے
سے صاف کر کے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ سوتے وقت پاؤں دھو کر اور
کپڑے سے پونچھ کر آرام کرے۔ تری کی حالت میں سونے سے عمر بڑھتی ہے۔
جس جگہ گندگی ہو یا راکھ کا ڈھیر ہو۔ پیشاب اور کلی کرنا جائز نہیں۔ ٹوٹے
پھوٹے ظرف میں کھانا کھانا یا پانی پینا ممنوع خیال کیا گیا ہے۔ فقیر اور عابدوں
کو حقارت کی نظر سے دیکھنا حمق ہے۔ نمک ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ نہ ہاتھ
کو ہی خورش مضرت پہنچاتی ہے۔ زمین پر کھانا لائق نہیں۔ نہ کسی کی جوٹھن کھاوے
نہ اپنا جوٹھا کسی کو کھلاوے۔ اگر کوئی کھاتے وقت آ جاوے۔ تو اسے شریک طعام
کر لینا بہت مناسب ہے۔ دہی۔ دودھ۔ کھیر۔ شہد اسی قدر پروسی جائیں جس
قدر کھا سکے۔ اس کی جوٹھن چھوڑنا اصولاً جائز نہیں۔ کھانا کھاتے ہی چلنا مضر صحت ہے
ہاتھ دھو کر معدے پر ہاتھ مارنا قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے۔ اور ہاضمے کو بڑھاتا ہے
جب چھینک یا کھانسی آوے۔ تین بار آچمن کرنا چاہیئے۔ اس سے عمر و دولت کی
ترقی ہوتی ہے۔ گرہستی لوگ طوطا مینا کبوتر پالیں۔ ان کے پالنے سے گناہ و رحمت
گھر میں پرورش نہیں کرتیں۔ فاختہ۔ قمری۔ گدھ۔ چیل۔ کوؤں کا پالنا گرہستیوں
پر زیبا نہیں۔ جب پیٹ بھر کر کھانا نہ چاہیئے۔ بلکہ کسی قدر بھوک باقی رہنے پر
ہاتھ کھینچنا وید شاستر کا اصول ہے۔ کھانے کے بعد بدن پر تیل ملنا قطعی ممنوع
ہے۔ اچھے خاندانی لوگوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرنا جائز ہے۔ تاکہ اولاد اچھی پیدا
ہو۔ اولاد کو پہلے سنسکرت پڑھانا چاہیئے۔ پھر وہ ہنر سکھلائے جائیں۔ جو باپ
دادا کا پیشہ ہے۔ یا زمانے کے موافق ہو۔ اپنی لڑکیوں کے واسطے اچھا خاندان اور
اچھا بر تجویز کرنا چاہیئے۔ ماں باپ کے گوتر کی لڑکیاں لینا دھرم شاستر کے خلاف
ہے۔ اپنی ذات سے کم نہ اپنی ذات سے اونچی ذات کے یہاں شادی کرنا مناسب
ہے۔ برابر کی قوم میں شادی ہونا باعث فراغبالی اور خوشحالی ہے۔ یہ خیال رکھے
کہ لڑکی میں کوئی روگ یا عیب تو نہیں۔ یا ذات برادری سے خارج تو نہیں۔ اپنی
عورت کو حفاظت اور نگہبانی سے رکھے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ سر چڑھ کر [illegible]

ہو جاوے۔ جس طرح زیور اور جواہر احتیاط سے رکھے جاتے ہیں۔ ہر وقت اس کی تاڑ نظر رہتی ہے۔ اسی طرح عورتوں پر نگاہ رکھے۔ جبتک صبح اُٹھ کر اشنان اور پوجا نہ کر لی جائے۔ کوئی دوسرا کام کرنا دھرم نہیں۔ گو ہزاروں کا کام لاحق ہوں۔ مگر یہ کام سب پر فوق لے گیا۔ ماں باپ کا حکم بجا لانا عقلمندوں کا دستور ہے ورزش جسمانی کا شوق ضرور رکھے۔ علم تیر اندازی سواری گھوڑا اور ہاتھی اور رتھ کی سواری سیکھنا داناؤں کا کام ہے۔ کہ وقت پر بغلیں نہ جھانکنا پڑیں۔ ورزش سے ملازم خدمتی نوکر چاکر پر دباؤ رہنا چاہیئے۔ مذہبی شاستر و کتب کا مطالعہ روزانہ کرے۔ حائضہ عورت سے قطعی پرہیز ہے۔ اگر حیض کے پانچویں روز عورت سے ہمبستر ہو تو لڑکی۔ اور چھٹے روز ہمبستری سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اپاہو میں لڑکی اور جفت میں لڑکا تولد ہوتا ہے خاندانی اور کنبے کے لوگوں کی عزت اقرباء اعلے فرائض حتےٰ الامکان خیرات دان پن جگ ہوم روزانہ ہوا کریں۔ پرلوک میں اپنے ہاتھ کا دیا ہوا کام آتا ہے۔

## ادھیائے (۸۴)

## گوتم رشی اور راجہ اندر کی ملاقات

بھیشم جی۔ گوتم رشی مشہور عابد پرہیزگار اپنی بیوی کے ساتھ کسی جنگل میں تپ کر رہے تھے۔ ایک ہاتھی کا بچہ ان کے پاس آیا۔ بھوک سے جان بلب ہو رہا تھا۔ ماں مر چکی تھی گوتم اس کی حالت دیکھ مضطرب ہو گئے۔ تھوڑا پانی دیا۔ روٹی کھلائی۔ درختوں کی پتیاں توڑ کر بچے کے سامنے ڈال دیں۔ اسی طرح کچھ مدت گزر گئی۔ بچہ جوان ہوا۔ دن رات گوتم رشی کی چوکسی کرنے لگا۔ جنگل سے لکڑیاں ہون کے لئے توڑ لاتا۔ اور گوتم رشی کی خدمت میں مصروف رہتا۔ مجال نہیں۔ کہ پرندہ پر مار سکے۔ اندر راجہ دھرت راشٹر کا روپ دھر کر گوتم رشی کے پاس آئے۔ کوہ پیکر فیل کے دانت اور قد دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اندر چاہتے تھے کہ یہ ہاتھی

کہ یہ ہاتھی اپنی سواری میں رکھیں۔ چنانچہ اپنے ساتھ کچھ دور لے گئے۔ گوتم رشی کے چیلے اندر کی قزا سے باخبر ہو گئے۔ گوتم رشی سے اطلاع کی۔ رشی اندر کے پاس دوڑے آئے۔ اور کہا۔ کہ آپ نے میرے ہاتھی پر دانت لگایا۔ میں نے بچپن سے اسے پالا پرورش کیا۔ جوان ہوا۔ آپ لے چلے۔ اندر نے جواب دیا۔ کہ دس ہزار گائیں دیتا ہوں۔ یہ ہاتھی مجھے دیدو۔ فقیروں عابدوں کو ہاتھی سے کیا سروکار۔ البتہ راجاؤں کو ہاتھی کی ضرورت رہا کرتی ہے۔ یہ کہکر ہاتھی ہانکنا شروع کیا۔ گوتم رشی بولے۔ اچھا لے جاؤ۔ مگر میں جمراج کے دربار میں ہاتھی لوں گا۔ اندر۔ جمراج کے یہاں مجرم گنہگار لوگ جاتے ہیں۔ مجھے جمراج سے تعلق نہیں۔ تو اچھے لوک جاؤں گا۔ گوتم دھرم راج کے دربار میں کمزور اور زور آور یکساں ہیں۔ جھوٹ سچ کھل جاتا ہے وہاں تمہاری مجال نہیں۔ جو باتیں بنا سکو

**اندر۔** جو شخص ماں باپ کے حکم سے انحراف کرتے ہیں۔ خدمتگذاری نہیں کرتے یا وید کے خلاف چلتے ہیں۔ بزرگوں کی باتوں پر کان نہیں دیتے۔ یہ لوگ جمراج کے پاس پیش ہوتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں میں نہیں۔ اس لئے بیکنٹھ میرے ٹھکانا ہے وہاں تم کیونکر دعویدار ہوں گے

**گوتم۔** اس بھروسے نہ بھولنا۔ سومیر پربت پر دیوتاؤں کا مسکن ہے۔ کنہر گندھرب آتے جاتے ہیں۔ ان کے وسیلے سے ہاتھی لے لوں گا۔

**اندر۔** تپ کرنے والے برہمن چھتری ایسے مقاموں پر جا سکتے ہیں۔ یا جو وید خواں ہیں۔ وہ جاتے ہیں۔ میرا قیام اس سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

**گوتم۔** تو کیا نندن باغ میں جاؤ گے۔ اگر وہاں گئے۔ تو مجھے ہاتھی ملنا مشکل نہیں۔ وہاں بھی اچھے اچھے درخت خوشبودار پھل پھول ہیں۔ وہاں دیوتا اور گندھرب کی آمد و رفت رہا کرتی ہے۔

**اندر۔** بھگوت بھجن کرنے والے۔ نارائن کے گن والے نندن باغ جاتا ہے۔ میرے اعمال ان سے بھی اچھے ہیں۔ لہذا میں اس سے بھی اچھے لوک جاؤں گا

**گوتم۔** تو کیا سوم لوک (چندرماں کا لوک) جاؤ گے۔ وہاں ہاتھی لے لوں گا

**اندر۔** حسب مقدور، خیرات کرنے والے صابر و شاکر رہنے والے لوگوں کا

استھان چندر لوک جیسے مجھے اس سے بھی اچھا دھام ملیگا۔

گوتم۔ اگر سورج لوک تمہارا جانا ہوتا۔ تو وہاں سے ہاتھی لے سکتا ہوں

اندر۔ جو شخص بزرگوں کے وطیروں پر قائم رہتے ہیں۔ نیک چلن ہیں۔ گورو کی خدمت کرتے اور برت رکھتے ہیں۔ ایسے آدمی سورج لوک جا سکتے ہیں۔ میرا استھان تو ان سے بھی بڑھ کر ہے۔

گوتم۔ اچھا یہ بھی جانے دو۔ برن لوک میں میرا تمہارا سامنا ہوگا۔

اندر۔ جو انسان چاسہ بھر جگ ہون کرتے ہیں۔ اور دوں کی بہو بیٹی کو بہن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قول کے پابند رہتے ہیں۔ وہ برن لوک جاتے ہیں میں یہاں بھی نہیں جاؤں۔ مجھے اس سے کئی گنا بڑھا چڑھا استھان ملیگا

گوتم۔ اچھا اندر لوک میں ملاقات ہوگی۔ وہاں تمہارا ہاتھی بچا دونگے

اندر۔ سو برس کی عمر جن کی ہوتی ہے۔ تمام عمر جگ اور وید پاٹھ میں گذارتے ہیں۔ انہیں تب کہیں اندر پوری ملتی ہے۔ میرا استھان تو اندر پوری سے کہیں زیادہ ہے۔

گوتم۔ تو کیا برہم لوک جاؤ گے۔ وہاں سے لونگا

اندر۔ یہ بھی ٹھیک۔ اشومیدھ جگ کرنے والے برہم لوک جاتے ہیں۔ میرا دھام برہم لوک سے بڑھا ہوا ہے۔

گوتم۔ برہم لوک سے اوپر گئو لوک ہے۔ وہاں اپنا ہاتھی تم سے لے لوں گا

اندر۔ جب وس گئو کا دان ایک برہمن کو دیا جاوے۔ اس پر بھی یگیہ و ہون ہو۔ تیرتھ۔ اشنان۔ گنگا۔ جمنا۔ بیاس گوداوری۔ سرستی وغیرہ تیرتھوں پر اشنان کرے تب کہیں گئو لوک ملتا ہے۔ میں گئو لوک بھی نہ جاؤں گا

گوتم۔ اب پہچانا۔ آپ راجہ نہیں۔ بلکہ اندر ہیں۔ منت میں یہ اس ہوئی ہاتھی آپ کو مبارک۔ آپ ہی نذر ہے لے جائیے۔ اندر گوتم رشی کی باتوں پر نہایت محظوظ ہوئے۔ فرمایا۔ اے رشی آپ کے پاس آیا۔ آزمائش مطلوب تھی۔ ہاتھی لے کر کیا کروں گا۔ آپ کی عنایت سے سینکڑوں ہاتھی فیل خانے میں بندھے پڑے ہیں۔ لیجئے یہ اپنا ہاتھی لے لیجئے۔ ہاتھی گوتم رشی کے قدموں پر گر پڑا۔ اندر بولے۔ میں

دیوتاؤں کا راجہ اندر ہوں۔ مجھ سے کچھ مانگئے۔ یہ کہہ کر گوتم رشی کو ہاتھی کے ساتھ
بیکنٹھ لے گئے

# ادھیائے (۱۵)

## ماں۔ باپ۔ بھائی کی عزت اور پرت رکھنے کے طریقے

**بھیشم جی۔** اے جدھشٹر! اچھے اور برے اعمال ہی انسان کے ساتھ
ہیں۔ جو خاکساری کرتے ہیں سب کو بڑا جانتے ہیں۔ کبر و نخوت سے جنہیں گریز
رہتا ہے۔ ایشور کے پیارے ہوتے ہیں۔

**جدھشٹر۔** چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کیونکر پیش آئے۔ کس طرح
برتاؤ رکھے

**بھیشم جی۔** بیٹا بڑے بھائی کی عظمت مرشد سے کسی طرح کم نہیں۔
چھوٹا برائے مرید کے تصور کیا جاتا ہے۔ دونوں بھائیوں کے ان بن ہونے سے
گھر خراب ہو جاتا ہے۔ تفرقہ اچھا نہیں۔ اس میں دونوں کو نقصان لاحق ہے۔ بڑا
بھائی بجائے باپ کے اور چھوٹا بھائی فرزند کے برابر ہے۔ دونوں کے میل سے
گھر کی ترقی ہوتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے۔ نیکنام ہوتے ہیں۔ اگر بڑا بھائی چھوٹے
کی رعایت نہ کرے۔ تو حاکم وقت کو مناسب ہے۔ کہ دونوں میں فہمائش کر کے
اتفاق کرا دے۔ اگر بڑا یا چھوٹا دونوں کو اتفاق کرنا پسند نہیں۔ تو تنبیہ کر کے یا
جس طرح ممکن ہو۔ باہمی فیصلہ کرا دے۔ بڑے بھائی پر فرض ہے۔ کہ باپ کا
ورثہ برابر تقسیم کرے۔ چھوٹے بھائیوں کو واجب ہے۔ کہ بڑے بھائی کو باپ
کی جگہ پر متمکن کریں۔ حکم کی تعمیل میں انکار نہ ہو۔ نیک چلن وہی ہے۔ جس کے
خصائل عمدہ اور پسندیدہ ہوں۔ اور وہی سب میں بڑا ہے۔ کچھ زیادہ عمر سے

جاننے سے بڑائی نہیں ہوتی - گرو کا اقتدار پرومہت دس گنا ہے۔ اور دس درجہ گرو سے زیادہ باپ کا - ماں کا رتبہ باپ سے دس درجہ زیادہ ہے - ماں کے برابر کسی کا استحقاق نہیں - جس طرح باپ کا ادب ہوتا ہے - ایسی ہی تعظیم بڑے بھائی کی ہو بڑی بہن اور بڑی بھاوج اور دودھ پلانے والی دایہ کا رتبہ ماں سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔

راجہ جدھشٹر۔ برت کیونکر رکھے جاتے ہیں

بھیشم جی - برہمن چھتری پر تین دن کا برت لازمی ہے - چوتھے روز پارائن کرے - تب برت سپھل ہوتے ہیں - ویش دو دن رات اور شودر ایک دن رات برت رکھے - پنچمی - اشٹمی - پورن ماشی پڑوا یہ برت کے دن ہیں - برہمن چھتری کے لیئے یہی تین دن برت کے ہیں - برت رکھنے سے بیماری نہیں ہوتی - پھاگن کے مہینے میں ۳۰ دن جو انسان ایک وقت رات دن بھوجن کرتے ہیں - ان کو برت کا پھل ملتا ہے - جب مہینہ ختم ہو جاوے - برہم بھوج کرکے برہمنوں کو اچھے اور خوش ذائقے کھانے کھلوائے - برہم بھوج سے گناہوں کی کثافت دور ہو جاتی ہے - ماگھ کے برت رکھنے والے دولتمند کے یہاں جنم لے کر عیش و آرام کرتے ہیں - پھاگن میں ایک وقت کھا کر رہنے اور برہم بھوج کرنے سے حسین عورت ملتی ہے - چیت کے مہینے میں ایک بار بھوجن کرنے سے زر و جواہر ملتے ہیں - بیساکھ میں ایک وقت کھانا اور برہم بھوج کرنا نہایت اُتم اسوجہ سے گردانا گیا ہے۔ کہ اولاد نیک چلن اور فرمانبردار میسر آتی ہے - اور غلے کی کوٹھیاں گھر میں بھرتی ہیں - جیٹھ کا مہینہ ایک وقت کھانے کے لیئے مفید خیال کیا گیا ہے - پورب جنم میں راج حاصل ہوتا ہے - بھادوں میں کھانے سے گئیں ملتی ہیں - کنوار میں ایک سال تک رات دن میں اگر ایک دفعہ بھوجن کرے - تو گھوڑوں کا لابھ ہو کاتک میں ایک دفعہ کھانے سے دلیری اور بہادری ہوتی ہے - اسی طرح سال بھر ایک وقت بھوجن کرنے والے جگ کا پھل حاصل کرتے ہیں - ہندو روز اوّل اور آخر ماہ میں تین برت رکھنے سے کوبیر دیوتا کی مصاحبت ملتی ہے - اور جو ہر ماہ کے اوّل پندرھویں میں روزہ رکھے تو بیکنٹھ ملتا ہے - برت رکھے

سے بیماریاں نہیں ہوتیں۔ بدن پر جیتی چالاکی آتی ہے۔ بسوامتر قوم کے چھتری تھے۔ برت رکھتے رکھتے برہمن ہو گئے برہمن ہو گئے۔ دیوتا برت رکھتے ہیں۔ اور بیکنٹھ میں جاتے ہیں۔ رشی منی برت کی بدولت مقبول خلائق ہوئے۔ جیون مکت وحید گن رشی بششٹ۔ گوتم۔ بھرگ رشی وغیرہ برت ہی کے فیض سے بہشت ہو گئے۔

جدھشٹر۔ پتامہ جی! آپ کو ارزانی جگ کا پتا خوب معلوم ہے۔ کیا ایک گرہستی لوگ ہی کر سکتے یا فقیر بھی۔ فقیروں کے پاس روپیہ تو ہوتا نہیں۔ آخر ان کے جگ کیونکر ہوتے ہیں۔

بھیکھم جی۔ راجاؤں کے لئے تو بہت جگ ہیں۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ فقیروں کے لئے برت رکھنا کیا کچھ کم جگ ہے۔ ان کا جگ یہی ہے کہ ایک وقت بھوجن کریں۔ روزانہ اشنان کریں۔ کسی کی برائی نہ چاہیں۔ جو سادھو بیراگی ایک دن کھاوے دوسرے دن برت رکھے۔ اسے جگ کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص دو روز برت رکھے اور تیسرے دن کھاوے۔ اسکو اس سے زیادہ پھل اور رشیوں کا استھان ملتا ہے۔ جو شخص تین روز پیشتر اور چوتھے روز بھوجن کرتا ہے۔ علاوہ پھل کے اندرپوری پاس کے بیٹھتی ہے۔ اسی طرح پانچ دن روزہ رکھنے والے سورج لوک جاتے ہیں۔ اور جو چھٹے دن پارن کرے۔ صبح و شام کو اشنان کرے۔ تو برت سے دور ہو جاوے۔ اسے گو میدھ جگ کا پھل پراپت ہوتا ہے۔ یعنی جس قدر بدن پر روئیں ہیں۔ اتنے ہی برس برہم لوک میں رہتا ہے۔ سات دن برت رکھنے والے چتھرپتی کہلاتے ہیں۔ اس برت میں شہد اور مانس کھانا روا نہیں۔ اس کا پھل وہ ہے۔ جو بڑا جگ سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دسویں دن بھوجن کرتا ہے۔ ہزار جگ اشومیدھ کا پھل پاوے۔ برہما جی کے درشنوں سے جنم سپھل ہو جائے۔ گیارھویں دن برت کھولنے سے راجسوئی جگ کا پھل اور بارھویں دن برت کھولنے سے مہامیدھ جگ کا پھل ملتا ہے۔ تیرھویں روز روزہ کھولنے والے آسمان کے ساتوں طبق دیکھ سکتے ہیں۔ بائیسویں دن بھوجن کرنے والے بشن لوک جاتے ہیں

پچیسویں دن بعد سورج لوک چھبیسویں دن کبھوجن کرنے والے سے چندر لوک
اور ستائیسویں دن برت کھولنے سے دیو۔ کنپر۔ گندھرب میں بڑائی ہو۔
اٹھائیسویں دن کے برت سے دیو رشیوں کا استھان اور انتیسویں دن کے بھوجن
سے دیوتا اور رشیوں کے لوک اور مہینے بھر کے برت سے برہم فاکسا کا پھل
ملتا ہے۔ برت کی تحصیل سے رشی منی جوگی پیدا ہو گئے

جدھشٹر۔ کس دن کا برت سب سے اچھا ہے۔

بھیشم جی۔ ہے پانڈو پتر! اکادشی برت کی فضیلت بہت سی
بڑھی ہوئی ہے۔ ہر مہینے کی گیارہویں تاریخ شکل پکش اور کرشن پکش الکادشی
کہلاتی ہے۔ یہ دن بشن بھگوان کے ہیں۔ اگھن مہینے کی ایکادشی کو ذا برت
رکھنے اور کیشو جی کی پوجا کرنے سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ ایک ایکادشی
کا برت رکھنے سے اشومیدھ جگ کا پھل ملتا ہے۔ ماگھ مہینے کی ایکادشی برت
اور مادھو بھگوان کی پوجن سے باجپی جگ کا پھل پراپت ہوتا ہے۔ پھاگن مہینے
کی ایکادشی برت اور گوبند کی پوجا سے راجسوی جگ کا پھل اور چندر لوک
حاصل ہوتا ہے۔ چیت کے مہینے کی ایکادشی برت میں پرشوتم بشن بھگوان کی پوجا
کرے۔ اسے جگ کا پھل ملے۔ اور دیو لوک میں بود و باش ہو۔ بیساکھ مہینے کی
ایکادشی میں مدھو سودن جی کی پوجا جائز ہے۔ سورج لوک رہنے کو ملتا ہے
جیٹھ مہینے کی ایکادشی برت میں پرشوتم بھگوان کا پوجن کرے۔ گئو میدھ کا پھل
پاوے۔ اساڑھ مہینے کی ایکادشی میں بامن جی کی پوجن سے نرمیدھ جگ کا پھل اور
بیکنٹھ کا پھل ملتا ہے۔ ساون کی ایکادشی برت میں سری دھر بھگوان کی پوجا لکھی
ہے۔ بھادوں کی ایکادشی رکھی کیش بھگوان کا دھیان کرے۔ اور کنوار مہینے
کی ایکادشی برت میں باسدیو جی کی پوجا۔ اور کارتک کی ایکادشی کو لکشمی نارائن
کی پوجا مناسب ہے۔ اس طرح جو لوگ ایکادشی برت کریں۔ دوادشی
کی صبح کو اشنان پوجا دھیان و سمرن سری بھگوان کا کرکے وید پاٹھی برہمنوں
کو بھوجن کرائیں۔ پھر آپ پارن کریں۔ سرگ دھام میں نواس کریں۔
اور پھر دنیا میں آکر اعلٰے خاندان میں پیدا ہو کر سنسار کے سکھ بھوگیں

اور پورب جنم کی خبر رکھیں۔

# ادھیائے (۱۱۱)

## نیک اور بد اعمالوں کی تشخیص ۱۱۱

راجہ جدھشٹر۔ کن اعمالوں سے سورگ اور کن گناہوں سے دوزخ ملتا ہے۔ جسم خاکی سے روح نکل کر کہاں جاتی ہے۔ اور کون اسے لے جاتا ہے

بھیشم جی۔ آواگون کے مسئلے سے جس قدر برہسپت جی واقف ہیں۔ دوسرا کو واقفیت نہیں۔ ذرا توقف کرو۔ وہ آیا چاہتے ہیں۔ یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ برہسپت جی سامنے سے نمودار ہوئے۔ کل حاضرین (یعنی راجہ جدھشٹر ارجن۔ بھیم وغیرہ راجہ دھرتراشٹ اور کرشن بھگوان) نے نہایت تپاک سے لیا۔ قدمبوسی اور مزاج پرسی کے بعد پر تکلف آسن بٹھلایا۔ راجہ جدھشٹر نے بھائیوں کے ساتھ برہسپت جی کی پوجا کی۔ اور پوچھا کہ اے دانندۂ علم وید انسان کی روح قفس خاکی سے پرواز کرکے کہاں جاتی ہے۔ اور کون لے جاتا ہے۔

برہسپت جی۔ انسان اکیلا پیدا ہوتا ہے۔ اور اکیلا ہی مرتا ہے۔ ماں باپ۔ بھائی۔ بہن کوئی کسی کے ساتھ نہیں جاتا۔ رو پیٹ کر اپنے اپنے دھندوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ البتہ اعمال ہی ساتھ دیتے ہیں کرم مثل سایہ کے ہے۔ جس طرح جسم سے سایہ جدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کرم علیحدہ نہیں ہوتے۔ جس کے اعمال نیک ہیں۔ سورگ جاتے ہیں۔ اور جو گناہوں سے آلودہ ہیں۔ ان کے لئے دوزخ ہے۔

راجہ جدھشٹر۔ جسم خاکی تو جل کر راکھ ہوتا ہے۔ یا دفن کر دیا جاتا ہے۔ اچھے برے کرم کس کے ساتھ جاتے ہیں

برہسپت جی۔ جامہ انسانی پانچ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش

اکاش یعنی خلا سے بنایا گیا ہے۔ جب قالب تیار ہوا۔ روح اور من کی تحریک ہونے لگی۔ روح نیکی اور بدی کی بنیاد ہے۔ جب جسم سے روح کا تعلق نہیں رہتا۔ تو روح کے ساتھ اچھے یا برے کرم ساتھ جاتے ہیں

راجہ جدھشٹر۔ خلقت کی پیدائش کیونکر ہوتی ہے۔ برہسپت جی انسان کے جسم میں سات دیوتاؤں کا باس ہے۔ یعنی پانچ عناصر چھٹا دل اور ساتواں روح ہے۔ اس کو جیتن آتما بولتے ہیں۔ ان سب کو غذا سے آرام اور آسائش ملتی ہے۔ عیش و عشرت سوجھتی ہے۔ نفس امارہ غالب ہوتا ہے۔ زن و شوہر میں مباشرت ہوتی ہے۔ اور مباشرت سے رحم میں نطفہ قائم ہوتا ہے۔ پھر روح یعنی جیتن آتما اپنے کرم مطابق نطفے میں جیو ہو کر جس کرتی ہے اور جیسے جس کے کرم ہیں۔ دنیا میں سکھ دکھ بھوگتی ہے۔ پانچوں حواس اچھے برے کرم کی شہادت دیتے ہیں۔ جم راج کے دوتوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک قالب سے نکالکر دوسرے قالب میں روح پرویش کریں۔ غرضیکہ اپنے اپنے اعمال کے موافق جیو سکھ دکھ اٹھاتا ہے برہم لوک سرگ لوک کی طرح دھرم راج کا بھی لوک ہے۔ دھرم راج کے یہاں خوشحال اور پاک باطن اشخاص کا گزر ہے۔ تیرہ درول ریاکار دل۔ بدنفس وہاں نہیں جا سکتے۔ کاش اگر گئے بھی تو ان کو وہ لوک بھی مہیب اور ڈرانا منظر آتا ہے۔ جنکو وید پڑھنے کا شوق ہو۔ وہ علم وید ان لوگوں سے تحصیل نہ کریں۔ جو نیچ قوم ہیں یا غلط معنی بتلاتے ہیں۔ شاگرد و استاد دونوں کو پندرہ برس کے لئے گدھے کی جون ملتی ہے۔ جب گدھے کے جامے سے نجات ملی۔ تو تین برس برہم راچھس ہوتے۔ اس کے بعد برہمن کا جسم ملتا ہے۔ اسی طرح جگ کا حال ہے۔ یعنی ان لوگوں جگ کرنا ممنوع ہے۔ جنہیں جگ کرنے کا منصب نہیں۔ ایسے لوگ پندرہ برس مرغا اور پانچ برس گدھا اور پانچ سال سور اور گیدڑ ایک سال کتے کی جون میں آتے ہیں۔ تب کہیں آدمی کا جامہ میسر ہوتا ہے۔ گورو اور استاد کے ساتھ بدی کرنیوالے یا گورو کا حکم نہ ماننے والے کتے کیڑے گدھ اور گدھے کی جون میں ڈالے جاتے ہیں۔ جو استاد اپنے شاگرد پر ظاہری محبت رکھتا

ہو۔ مگر باطن میں دل صاف نہ ہو۔ اس کو کچھ دن بلی اور گدھے کے قالب میں آنا
جانا پڑتا ہے۔ جو شخص امانت میں خیانت کرے۔ وہ دوزخ کی آگ میں جلنے
پندرہ برس تک کیڑوں کی جون میں پڑتا ہے۔ جو شخص حاجتمند کو امیدوار رکھے
اور وہ مایوسی سے اپنا کام پورا نہ کر سکے۔ یا کسی کا گلا پھاڑے۔ اسکو چھپکلی کا جنم
ملتا ہے۔ اور چار برس تک ہرن چار ماہ تک گوسفند اور ایک سال تک بیل
میں رہ کر پھر کہیں انسان ہو سکتا ہے۔ حاسد۔ دغاباز۔ مکار لوگوں کو زنبور سیاہ
یعنی بھونرا کی جون ملتی ہے۔ غلہ چرانے والے گھونس ہوتے ہیں۔ اور پھر سور
اس کے بعد بچھو۔ آخر میں آدمی کے قالب میں آتے ہیں۔ غیر عورت سے آشنائی
کرنے والوں کو بھیڑیا۔ کتا۔ گیدڑ۔ گدھے کا قالب ملتا ہے۔ جو شخص جگ ہون
کی ممانعت کرتے ہیں۔ کیڑوں کی جون پاتے ہیں۔ جو نہیں بناکر ناراین اور دیوتا
کا بھوگ نہ لگانیوالے سو برس تک کوے کی جون اور مرغ سیاہ کے قالب میں
در آتے ہیں۔ جو لوگ اپنی زوجہ کی شادی چھوڑ کر دوسرے سے شادی کر دیتے ہیں
تیرہ برس تک بلی کے قالب میں تناسخ رہتا ہے۔ جو شخص بزرگوں باپ بڑا بھائی
چچا وغیرہ کا ادب نہیں کرتے۔ وہ مرنے کے بعد سیاہ مرغ ہوتے ہیں۔ کور نمکی اور
کفران نعمت کرنے والے لوگوں پر جمدوتوں کے گرز آتش فشاں سے مار پڑتی
ہے۔ اور شالمل درخت میں الٹے لٹکائے جاتے ہیں۔ (شالمل درخت کی پتیاں
تیز دھار تلوار کی طرح دو دھاری ہوتی ہے) اور آدمی کے قالب میں پیدا ہوتے
ہی فوراً قبض کر لی جاتی ہے۔ دہی کی چوری سے بگلا۔ شہد کی چوری سے مکھی۔
میوہ مٹھائی کی چوری سے چیونٹی۔ کھیر کی چوری سے بیر۔ چاندی کی چوری کرنے
سے فاختہ۔ کپڑوں کی چوری سے طوطے۔ ریشمی کپڑوں کے چرانے سے بٹیر (کھیڑ)
کالے کپڑوں کی چوری سے جل مرغابی اور رنگین پوشاک چرانے سے طاؤس۔
(مور) سرخ کپڑوں کی چوری سے چکورے کی جون ملتی ہے۔ ہتھیاروں سے مسلح
ہو کر نہتے پر ہاتھ چلاوے یا اس کو قتل کرے۔ ایسے لوگ گدھے کے جامہ
میں پرورش کرتے ہیں۔ یا ہرن کے قالب میں تیروں سے زخم کھاتے ہیں۔ عورت
پر ہاتھ اٹھانا شاستراً ناجائز ہے۔ ان کو جمراج کے یہاں سے بہت بڑا گرز اٹھانا

پڑتا ہے۔ روغن چرانیوالے مچھلی اور مگر مچھ کا قالب پاتے ہیں۔ نمک کی چوری سے کوا اور گھی کی سے مچھلی ہوتا ہے۔ اسی طرح روح ایک دوسرے قالب میں پرواز کرتی رہتی ہے۔ کہاں تک بیان کروں۔ اتنا وقت نہیں۔

جدھشٹر۔ گنہگاروں کی حالت تو کھل گئی۔ اب نیک چلن اور خلیق مزاج اشخاص کا ذکر فرمایئے؟

برہسپت جی۔ جن کی رغبت گناہ کی طرف مائل ہوتی ہے۔ وہی گناہ کرتے ہیں۔ سنجیدہ متین آدمی گناہ سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ ہر وقت پشیمان ہوتے اور نشیب و فراز پر نگاہ رکھتے ہیں۔ جو اس خمسہ پر غالب ہو کر جرائم سے گریز رہتا ہے۔ وہ کبھی گناہ نہیں کرتے۔ عابد مرتاضوں کی صحبت سے فیضیاب ہوتے ہیں جس طرح کینچلی سے سانپ آسانی سے نکل جاتا ہے۔ اسی طرح خوشخو خوش طبع اشخاص گناہوں سے کترا جاتا ہے۔ جسم پانچ عنصروں کا مجموعہ جو اس خمسہ یعنی اندریاں کو مغلوب کرنا چاہتی ہیں۔ عیش و عشرت کے ظاہری سامان پیش نظر ہو جاتے ہیں۔ اور روح معتقد ہو کر پانچوں حواسوں کی محکوم ہو جاتی ہیں۔ اور دھرم کرم سے گریز رہتا ہے۔ جس کی وجہ نرک بھوگنا پڑتا ہے۔ جو لوگ حواسوں کو مغلوب کر چکے ہیں۔ دنیا کی حالت سراب کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ انہیں پاپ کا ڈر نہیں ہوتا۔ خیر و ثواب بڑا جواہر ہے۔ اس سے نجات ہوتی ہے۔ جتنا کمایا جاوے۔ کھاؤ۔ اوروں کو کھلاؤ۔ بھوکوں اپاہجوں۔ محتاجوں سے سلوک کرو۔ خیر بڑی چیز ہے۔ دنیا میں نام روشن ہوتا ہے۔ اور عاقبت میں اچھا اجر ملتا ہے۔ اے راجہ قیمتی پوشاک عمدہ عمدہ پکوان دودھاری گائیں زمین گھوڑے ہاتھی سجیا دان برہمنوں کو دان دیکر عاقبت سنبھالو۔ دنیا بالکل فانی ہے۔ القضا موت کی تصویر ہر وقت سامنے پھرا کرتی ہے۔ اس پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں دنیا بھی ایک قسم کی زراعت ہے۔ جیسی کاشت ہوگی۔ پھل ملیگا۔ یعنی جیسا دوگے ویسا پاؤگے۔ غریبوں محتاجوں کو دھتکارنا ہی اپنی عاقبت بگاڑنا ہے۔ خیرات سے لوک پرلوک دونوں سنبھلتے ہیں۔ اسی طرح برہسپت جی دھرم برتن کرکے بیکنٹھ دھام روانہ ہوئے۔

# ادھیائے (۸۷)

## شرادھ اور ترپن کی توضیح

راجہ یدھشٹر۔ شرادھ کرنے کے کون طریقے ہیں۔ اور شرادھ سے کیا پھل ملتا ہے۔

بھیشم جی۔ روح کو خوش کرنا شرادھ کہلاتا ہے۔ وید شاستر میں شرادھ کی معقول توضیح درج ہے۔ کلجگ میں پتروں کو انسان شرادھ کیا پانی بھی نہ دیں گے گرہستیوں کا دھرم ہے۔ کہ پتروں کی روحیں خوش کریں۔ اولاد کا حق ہے۔ کہ ماں باپ دادا پردادا۔ دادی پردادی نانا نانی کے نام سے شرادھ کریں۔ جو شرادھ ترپن کو کر لیتے اور پھر سمجھتے ہیں۔ وہ شکر گذار ہیں۔ اولاد اس لئے پیدا ہوتی ہے۔ کہ باپ دادوں کا نام روشن ہو۔ اماوس کے روز پتروں اور دیوتاؤں کے نام سے شرادھ کرنا اسلئے دھرم تصور کیا جاتا ہے۔ ایک روز پیشتر جتیندر منش ورت ہو۔ ایک یا تین یا پانچ یا سات یا گیارہ برہمنوں کو نیوتہ دے۔ دیوکرم میں کوئی برہمن ہو۔ بھوجن کرانا ممنوع نہیں۔ دیوتاؤں کی پوجن اور دھیان سے ارادھنا کر کے سامنے بٹھاوے۔ اور حسب دستور برہمن کا بھوجن کراوے۔ پترکرم میں ذیل کے برہمنوں کو کھلانا واجب نہیں۔ قمار باز۔ دغاپیشہ۔ اسقاط حمل کرنیوالا۔ برص یعنی سفیدہ داغ رکھنے والا۔ جپ تپ سے نفرت کرنیوالا۔ وید نہ پڑھنے والا۔ مزدوری پیشہ سود خوار۔ کاٹنے والا۔ آٹا۔ دال۔ گھی۔ تیل بیچنے سے بسر اوقات کرنے والا۔ آگ لگانے والا۔ زبردستی کر مارنے والا۔ کتنا پیسے عورتوں کو یاروں سے ملانے والا۔ نجھ دیکھ کر حال بتلانے والا۔ جھوٹی شہادت دینے والا۔ ماں باپ سے حجت کرنے والا۔ عورت کی کمائی کھانے والا۔ عیب جو۔ کانا۔ یعنی جو ایک چشم ہو۔ لولا۔ لنگڑا۔ چوری کرنے والا۔ بہروپیا بنکر لوگوں کو ٹھگنے والا۔ شودروں کے پیچھے پیٹ بھرنے والا۔ ہتھیار فروخت کرنے والا۔ جذامی گورو کی استری

آتشانی کرنیوالا۔ کاشتکاری کرنے والا۔ یعنی کسان۔ دیوتاؤں کی پوجن سے گذر اوقات کرنیوالا۔ ایسے برہمنوں کو شرادھ میں کھلانا ممنوع ہے۔ ایسے برہمنوں کو بھوجن کرانے سے پتروں کی روحیں خوش نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ بھوجن راکشسوں کو پہنچتا ہے۔ شاستر میں ایسے برہمنوں کی قطعی ممانعت ہے۔ جو فاسق ہو۔ بیاج سے زندگی بسر کرتا ہو۔ وید حکیم پیشہ ہو۔ بیوپار کرتا ہو۔ پھر جسے پینے یا جوتا ڈالے بھوجن کرتا ہو۔ ان برہمنوں سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ تل۔ جو۔ چاول۔ دودھ۔ شرادھ کی چیزیں ہیں۔ ان کا ہونا ضروری ہے۔ شرادھ میں ذیل کے برہمن تلاش کر کے بھوجن کرانا چاہیئے۔ وید پاٹھی برت رکھنے والے۔ جن کا دھرم اور اچار درست ہو۔ بیدپا پڑھنے والے کی اولاد سے ہوں۔ برہم گیانی وید پڑھانے والے شام وید گانے والے ماں باپ کے فرمانبردار۔ اپنی عورت پر قناعت کرنے والے۔ برہمچاری راستگو بیرت برت کرنے والے جگ اور ہون کرنیوالے جو اس جسم پر قابو رکھنے والے انسان پر احسان کرنے والے۔ جانوروں پر پیار رکھنے والے ایسے برہمنوں کو کھلانے سے پتروں کی ترپتی ہو گئی ہے۔ دھرم کا اپدیش دینے والے سنیاسی اور جوگی وید شاستر سے واقفیت رکھنے والے ان برہمنوں کے ہونے سے پتروں کی موکش ہو جاتی ہے۔ دوست احباب کا شرادھ میں کھلانا فرض نہیں کور نفس بد طینت برہمنوں کو کھلانا اور سرزمین میں بیج بونا ہے۔ اعزا و اقربا کی دعوت نہ دیوتاؤں ہی کو پہنچتی ہے۔ نہ اس سے پتروں کی روح خوش ہوتی ہے۔ ہزار اطوار وان پڑھے برہمنوں سے ایک برہمن اچھا ہے۔ جو وید پاٹھی اور نیم دھرم کا پابند ہو۔ سنو جی سب کے سوامیت سے اتری رشی ہوئے۔ انہیں کی اولاد میں دتاتری مشہور خلائق و تاتری ہے۔ تم پیدا ہوئے۔ اور تم سے شریمان نامی لڑکا ہوا۔ پہلے پہل شرادھ کرم کا بانی شریمان ہوا۔ خوشگوار اور لذیذ پکوان بنا کر سات وید پاٹھی برہمنوں کو کھلایا۔ پھر خیال ہوا کہ شرادھ کا فرض لڑکے کو ہے۔ نہ باپ کو نہ باپ کا لڑکا شرادھ کرنیکا ادھیکار نہیں رکھتا۔ میرے تو باپ دادا سے زندہ ہیں۔ بڑا گناہ ہوا۔ جسکا کفارہ بھی نہیں اسی واسطے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اتری رشی آئے۔ شریمان کو تشفی دلاسا دے کر سمجھایا۔ تمہیں ذرا

بھی نشٹ نہیں ہوا۔ یہ تو برہما جی کی آگیا تھی۔ جس کی پابندی تم پر فرض ہوئی
اتنا کہ کوئی شرادھ کے نام سے بھی ناواقف نہ تھا۔ تم پالن ہو سکے۔ پڑا نام کیا۔
شرادھ میں کودوں۔ پالک کا ساگ۔ ہینگ۔ پیاز۔ لہسن۔ چوپایوں کا گوشت۔ کچنار۔
کوا کی۔ شلغم۔ چقندر کا اور نمک۔ سیاہ رنگ کا زیرہ سنگھاڑے وغیرہ چیزوں کی ممانعت
ہے۔ نمک کسی طرح کا ہونا چاہیئے۔ باسی اور زہریلی چیزیں پتر کرم میں برجیت
لکھی ہیں۔ شرادھ میں چھینکنا رونا ممنوع ہے۔ جو وقت برہمن بھوجن کر رہے
ہوں۔ خاکروب برہم ہتیا کرنیوالا شنکر ذات ایسے لوگ سامنے نہ آئیں۔ پہلے
اگن دیوتا کا بھاگ لگا لے۔ اس سے راکشس دور بھاگ جاتے ہیں۔ پہلے پتا پھر پرپتا
کا پنڈ دے۔ پنڈ دان کے وقت گایتری منتر پڑھنا چاہیئے۔ رجسولا یا بہری
گونگی عورت پنڈ ہوتے وقت سامنے نہ آنے پائے۔ غیر قوم کی عورت کا بھی
سامنا نہ ہونا چاہیئے۔ دریا پر شرادھ کرنا بہت اچھا ہے۔ پہلے نانا اور اس کے
خاندانی لوگوں کا نام لے کر ترپن کرے۔ پھر اپنے رشتہ داروں کا نام لے کر جل
دان دے۔ بیل کی دم اور کشتی میں بیٹھ کر ترپن کرنا اوتم ہے۔ ترپن روزانہ ہونا
چاہیئے۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو اماوس کے دن ضرور ترپن کرے

**بھیشم جی**۔ اے راجہ! شرادھ سے پتروں کی خوشی ہوتی ہے۔
صبح و شام کھانا کھانے والے برت کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ جو تیسرے وقت
نہیں کھاتے۔ ایسے لوگ برت دھاری کہلاتے۔ شب کے وقت عورت
سے ہمبستر ہونے اور ماں باپ بڑوں بغیر بھوجن کرائے خود کھانے والے
برہمچاری ہو جاتے ہیں۔ بیٹوں پوتوں کے ساتھ بھوجن کرتے بیکنٹھ ملتا ہے

# ادھیائے (۱۸)

## گوشت خوری شاستراً ممنوع ہے

راجہ یدھشٹر بھیشم جی سے دریافت کرتے ہیں۔ دنیا میں جو ذائقہ گوشت

بعضوں کا قول ہے کہ گوشت سے جسمانی
کا ہے۔ وہ کسی دوسری شے کا نہیں۔
طاقت بڑھتی ہے۔ تولید خون ہوتی ہے۔ گوشت سے بہتر کوئی غذا نہیں۔ اس
لئے اس کے استعمال میں کوئی دوش نہیں۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ گوشت
خوری اچھی نہیں ہوتی۔ پاپ ہوتا ہے۔
بھیشم جی۔ گوشت خوری سے بڑھ کر پاپ نہیں۔ کبھی جاندار کی
ہنسا نہ کرنی چاہیے۔ اگر گوشت نافع ہے تاہم دنیا میں بہت سی چیزیں
ایسی ہیں جن کے استعمال سے روح خوش ہو جاتی ہے۔ گوشت سے بڑھ کر
دودھ ہے۔ شیر خوری سے عمر دراز ہوتی ہے۔ تولید خون جس قدر دودھ سے ہوتی
ہے۔ اسقدر گوشت سے ممکن نہیں۔ دودھ بڑی نعمت ہے۔ وید کے شاستروں میں
دودھ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ جو شخص جانور کے گوشت سے اپنا گوشت بڑھاتا
ہے۔ وہ بے عقل اور بے رحم ہے۔ دنیا میں جان سے بڑھ کر عزیز کوئی شے نہیں ہوتی
جیسی اپنی جان پیاری ہوتی ہے۔ اسی طرح دوسرے جانداروں کا حال سمجھنا
چاہیے۔ ماس کھانا بڑا پاپ ہے۔ اور ترک عین ثواب ہے۔ دودھ پینے والے
بڑی عمر پاتے ہیں۔ رشیوں نے بلیدان کرنے اور راجاؤں نے شکار کرنے کی
اجازت دی ہے۔ لیکن بدھ کرنا وہ بھی خلاف سمجھتے ہیں۔ شام کے وقت
کھانا۔ پڑھنا۔ سونا۔ ہمبستری کرنا ممنوع ہے۔ جانوروں اور پرندوں پر بھی رحم
واجب ہے۔ رحم کرنا بھی دھرم کہا گیا ہے۔

## ادھیائے (۱۹)

## بے زروں کے لئے دھرم کی ہدایت

راجہ یدھشٹر۔ پتامہ جی! کن باتوں سے آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا
ہے۔ اور کن طریقوں سے آدمی ترددات اور تفکرات سے نجات پاتا ہے۔
بھیشم جی۔ شیریں بیانی ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو پیارا بنا

دیتی ہے۔ خاکساری سے آدمی کی توقیر و عزت ہوتی ہے۔ تیسرے سب شیریں بیانی اور خاکساری سے ہوتی ہے۔ عورت ہو خواہ مرد سب اس کے بس میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جن کا برتاؤ خاکساری اور شیریں کلامی ہے۔ ان کی جگہ دل میں ہوتی ہے۔ شیریں کلامی ہے۔ ان کی جگہ دل میں ہوتی ہے۔ شیریں کلامی سے اگر دشمن بھی ہو۔ دوست ہو جاتا ہے۔ ترش بیانی تلوار کی دھار ہے۔ دل دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

چوہتر۔ انسانی جامہ بہت مشکل سے میسر آتا ہے۔ اسی جامے میں اپنشد کا کہنا جپ تپ جگ ہون وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ جپ تپ اور اپنشد کا کہنا پوجا پاٹ سب میں روپے کی ضرورت رہتی ہے۔ پھر غریب مفلس بیچارے کیوں کر پوجا پاٹ کریں جس سے پرلوک بنے

پچھتر۔ ایک دفعہ جم راج بھگوان کی پوجا اور دھیان میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیاوی انسانوں کی دیکھ بھال کی مطلق خبر نہ رہی یہاں تک کہ پاپی لوگ بھی سورگ کو چلے جاتے ہیں۔ پھر نرک تو کسی نہیں۔ جم راج کے دوتوں نے راجہ اندر سے سارا حال کہا۔ اور یہ بھی پوچھا۔ کہ شرادھ کرنے کے اصول کیا ہیں۔ اور پنڈ دان سے کیا پھل پراپت ہوتے ہیں۔ اس وقت راج سبھا میں رشی۔ سدھ کنر گندھرب اور پتر بھی موجود تھے۔ دونوں کے استفسار پر جواب دیا۔ جتنے استھان خراب ہیں۔ وہاں شرادھ نہیں کرنا مناسب نہیں۔ جس جگہ پشو پکشی ذبح کیے جائیں۔ جہاں تیلیوں کا کولہو ہو۔ جہاں شراب کشید ہوتی ہو۔ یا جس مقام کسبیوں۔ کنچنیوں۔ بیسواؤں کے مقامات ہوں۔ شرادھ پر کیا منحصر ہے۔ معمولی طور ایسے مقاموں پر گریز لازمی ہے۔ شرادھ کے دن مباشرت کرنا جائز نہیں۔ پتروں کی روحیں سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتی۔ لڑکے کی ولادت کے وقت بھی ناندی مکھ شرادھ کیا جاتا ہے۔ پتروں کی روحیں اس شرادھ سے تر جاتی ہیں۔ شرادھ کرنے سے پہلے ایک پنڈ پانی میں ڈال دے۔ اس پنڈ سے چندرماں خوش ہوتے ہیں۔ اور پتروں کی تارائن ہو جاتی ہے۔ دوسرا پنڈ برن دیوتا کو دینا چاہیے۔ اسی طرح تیسرا پنڈ ندیا میں چھوڑنے سے اولاد

کی ترقی ہوتی ہے۔ پتروں کا شرادھ کرنے اور شرادھ کرانے والے کے جسم میں آجاتا ہے یاس رلئے دونوں استری پرسنگ منع کئے گئے ہیں۔ ایک برتن میں پانی بھر کر یہ تصور کرنا چاہیئے۔ کہ جملہ تیرتھ کرکشیتر۔ سمندر۔ گنگا جی پشکر اور پربھاس چھیتر اس جل میں نواس کرتے ہیں۔ گئو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا اور گائے کے دُم کے بال پیشانی پر لگانا چاہیئے۔ پھر اس پانی سے اشنان کرے۔ جس میں تیرتھوں کے جل کا اواہن کیا گیا ہے۔ پھر شرادھ کرے۔ گناہ چھوٹ جائیں گے اگن دیوتا کی پوجا کرنے سے اولاد زندہ رہتی ہے۔ آفتاب کے سامنے پیشاب کرنے سے ۶۰ برس تک پاپ نہیں چھوٹتے۔ جو لوگ بچھڑے کو اچھی طرح دودھ پلا کر سانڈ کرکے چھوڑتے ہیں۔ ان سے پتر اور دیوتا خوشنود ہوتے ہیں۔ اماوس کے روز تانبے کے برتن میں تل اور جل سے ترپن کرنے والے دیوتاؤں اور پتروں کو خوش کرتے ہیں۔ دیپک دان سے پرلوک میں روشنی رہتی ہے۔

# اَدھیائے (۲۰)

## دان دھرم کا اُپدیش

بھیشم جی۔ اندر کی سبھا میں سِدّھ رشی گندھربوں نے سانڈ چھوڑنے کا مہاتم برنن کیا۔ راجہ اندر سری کرشن جی سے ملتمس ہوئے۔ اے ناتھ! آپ کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ آپ ترلوکی ناتھ ہیں۔ دیاساگر دیاندھان آپ کا لقب ہے۔ آپ کے دہن مبارک سے وہ اصول سُننا چاہتا ہوں۔ جس میں ہم سبھوں کا ہت ہے۔

کرشن بھگوان۔ جو لوگ برہمنوں کی ہدایت پر قدم بقدم چلتے ہیں بید پاٹھی برہمنوں کی پوجن کرتے اور دان کرتے ہیں۔ پیپل پر جل چڑھاتے اور گائے کی پرستش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ میرے بہت پیارے ہیں۔ جو لوگ پست قد (باون روپ) برہمن کی پوجا کرتے ہیں۔ گویا باون جی

کی پرستش ہوتی ہے۔ باون اوتار نے تین قدم میں زمین و آسمان کی پیمایش کر لی تھی۔ اور راجہ بل کو بردان دیا تھا۔ بارہ روپ سے پرتھی تایا۔ سو ورہن چکر سے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہوں۔ جو شخص صبح و شام گئو کی پشت پر ہاتھ پھیرے۔ وہ دہی۔ گھی سرسوں اور پھولوں کی زیارت کرے۔ تانبے کے ظرف میں جل بھر کر سورج نارائن کو ارگھ دیوے۔ اس سے خوش ہوتا ہوں۔ خدمتی یا نمک۔ تیل بیچنے والے یا ناچ گانے کے شوقین برہمن کو دان دینا اور سرزمین میں تخم ریزی کرنا ہے۔ جو لوگ پتر اور دیوتاؤں کا بھاگ نہ نکالتے ہوں۔ یا برہمن کی استری پر ہاتھ چلاتے ہوں۔ یہ لوگ نرک میں جاتے ہیں۔ جو بھادوں ماس کی تریودشی کو مگھا نچھتر میں کھیر بنا کر پتروں کے لئے برہمن کو کھلاویں۔ انہیں بارہ سال شرادھ کرنے کا پھل ملتا ہے۔ اسی طرح لبشسٹ جی نے برہما جی سے پوچھا۔ جو لوگ جگ کرنے کی سامرتھ نہیں رکھتے؛ وہ کیا کریں۔ برہما جی بولے ۔ ماہ پوس کے روہنی نچھتر میں اشنان کرکے چاندنی میں بیٹھ کر چاند کی طرف تکیں۔ اسے جگ کا پھل مل سکتا ہے۔ اماوس کے روز پیپل کے پتے توڑنا اور داتن کرنا منع ہے۔ جو عورت یا مرد اپنے گھر کی صفائی نہیں کرتے صحن و دہلیز پر جھاڑو نہیں دیتے۔ برتن نہیں مانجھتے یا جو اپنی عورت سے محبت نہیں کرتے۔ لات گھونسوں سے خبر لیتے ہیں۔ ایسوں کے گھر لکشمی نہیں جاتی دیوتا اور پتر بھی سراپ دیتے ہیں۔ بشن بھگوان کا قول ہے۔ کہ جو گئو رکھشا کرتے پشکر تیرتھ کا نام لے کر اشنان کرتے۔ گوشت نہیں کھاتے۔ غروب آفتاب ہوتے ہی چراغ جلاتے ہیں۔ دن میں سونا عیب سمجھتے ہیں۔ گوشت خوری سے نفرت کرتے ہیں۔ انہیں درشن دے سکتا ہوں۔ پتر دیوتا بھی ایسے لوگوں سے مسرور رہتے ہیں +

# ادھیائے (۲۱)

## رشیوں کی زبانی دھرم کرم کے طریقے

دھوم رشی کہتے ہیں۔ ٹوٹی ہوئی چارپائی اور گھر کی صفائی نہ رکھنا فلاکت اور ادبار کی نشانی ہے۔ مرغ اور کتا بھی پالنا ٹھیک نہیں۔

جمدگن جی فرماتے ہیں۔ جو لوگ کور باطن ہیں۔ جنکا دل صاف نہیں۔ انہیں جگ اور ہون کرنے کا پھل نہیں ملتا۔ برسات میں تل پانی میں ڈال کر جل دان کرنا چاہیئے۔ بھوج ہر موسم میں جائز ہے۔ بید پاٹھیوں کو لازم ہے۔ کہ برہمنوں کے گھر چراغ جلائیں۔ کنیاؤں سے بھوجن بنوانا اور اگن روشن کرانا جگ میں ممنوع خیال کیا گیا ہے۔ دیوتا کنیاؤں کے بھوجن سے خوش نہیں ہوتے۔ لوس رشی کا مقولہ ہے۔ کہ پرائی استری گمن کرنے والے پتر شرادھ کے خوش لائق نہیں پتروں کی روح شرادھ کرم سے خوش نہیں ہوتی۔ جو اور گھی کا دان دداوشی اور پورنماشی کے دن ضرور ہونا چاہیئے۔ اس دن سے چندرماں خوش ہوتے ہیں روزانہ صبح اشنان کرکے تانبے کے برتن میں روزانہ ترپن کرنے۔ شہد اور گھی کا دان کرنے والے جگ کا پھل حاصل کرتے ہیں۔ برہماجی کی نصیحت ہے۔ کہ جو جیسا کرم کرتا ہے۔ ویسا پھل پاتا ہے۔ جن کے اعمال نیک ہیں۔ اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ ان کے خیر و ثواب کی فہرست سورج دیوتا کے پاس چترگپت جی مہاراج کی لکھی ہوئی موجود رہتی ہے۔ جب انسان دنیا سے رحلت کرتا ہے پریت جون ملتی ہے۔ اس وقت ان نیکیوں کا جن کی فہرست سورج دیوتا کے یہاں تحریر دیکھی جاتی ہے۔ چوگنا پچگنا پھل مرحمت ہوتا ہے۔ ترپن اور دیپ دان روزمرہ ہونا چاہیئے۔ جوتہ۔ چھتری۔ کپلا گائے وغیرہ دان کی چیزیں ہیں۔ گئو دان اگر پشکر تیرتھ پر ہو۔ تو نہایت انسب ہے۔ ہون روزانہ لازمی ہے۔ پانچ برت ہر مہینے رکھنا چاہیئے۔ اماوس۔ دوج۔ چودس۔ اشٹمی اور سنکرانت کے دن روزہ رکھنا اور دان دینا۔ سورج دیوتا کے ہاں اپنا پن جمع کرنا ہے۔ چترگپت جی کا قول ہے۔ جل دیپک۔ جوتہ۔ چھتری۔ گئو دان جو لوگ کرتے ہیں۔ جگ کے پھل حاصل کرتے ہیں۔ جل دان کرنے والا پرلوک کے دشوار گذار راستے سے (جہاں آفتاب کی تمازت سے زبان کھنچی جاتی ہے) باسانی گزر جاتا ہے۔ یعنی اس کو پیاس کی شدت اور آفتاب کی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ آب سرد پینے کے لئے

ٹھنڈی ہوا کھانے کے لئے موجود رہتی ہے۔ دیپک دان سے تاریکی کی اذیتیں نہیں ہوتیں۔ گئو دان سے ترنی ندی سے پار اتار دیتا ہے۔ جوتے کے دان سے راہ کی تکلیفیں نہیں ہوتیں۔ کانٹوں کے فرش پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ روشن دہکتے ہوئے انگاروں کی تپش سے پاؤں نہیں جھلستے۔ چھتری دان کڑی دھوپ سے نجات دلاتا ہے۔ غرضیکہ ان دانوں سے دنیا میں عیش اور پرلوک میں آرام ملتا ہے۔ ایسی طرح پانچ گناہ ایسے ہیں۔ جن کی نہ مغفرت ہے۔ نہ کفارہ۔ بجائے کی قربانی برہمنوں پر اذیت پر استری لگنی احکام شاستر اور رشیوں کے مقولوں سے انحراف۔ عورت کی کمائی سے بسر اوقات ان جرائم کے مرتکب اشخاص دوزخ کی آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ یا نرک میں پڑے رہتے ہیں۔ خون اور پیپ غذا ہوتی ہے۔ گناہ گاروں کے لئے وہ راستہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے سخت تکلیف دہ ہے۔

# ادھیائے (۱۲۳)

## دیوتاؤں کی زبانی دھرم کا اپدیش

جکش۔ جو عورت سے ہمبستر ہو کر اشنان نہیں کرتے یا کھانا کھا کر منہ صاف نہیں کرتے یا بول و براز کے بعد ہاتھ پاؤں نہیں دھوتے۔ بغیر جگ کئے گوشت خوری کرتے۔ درخت کے نیچے رات کو سوتے۔ الٹی چارپائی پر آرام کرتے سرہانے کی جگہ پاؤں یا پاؤں کی جگہ سرہانہ کرتے ہیں۔ پانی میں تھوکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہم سے آزار پاتے ہیں۔ جو لوگ اشنان کر کے چندن یا رولی کا تلک لگاتے ہیں۔ گھی دہی دیکھتے گوشت خوری نہیں کرتے۔ ان کو ہمارے دوت نہیں ستاتے۔ جن کے گھروں میں ہر وقت اگن دیوتا کا باس ہے۔ وہاں راچھسوں کا پھیرا نہیں ہوتا۔ جو لوگ کرشن پچھ اشٹمی کے دن نچھتر اشلیکھا میں چاول گڑ میں پکا کر سیاہ کپڑے میں باندھ کر پانی

پہنچاتے ہیں۔ انہیں سانپوں کا گزر نہیں ہوتا۔

**مہادیوجی۔** جو گائے کے لئے دانہ اور ہری گھاس جمع کرتا ہیں۔ اور پیٹ بھر کھلاتے ہیں۔ رات دن ایک دفعہ بھوجن کرتے ہیں۔ ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ دیکھو! گائے کی پرستش مجھے بہت مرغوب ہے۔ بچھڑوں کو اچھی طرح رکھتا ہوں۔ نادیا سواری میں ہے۔ گائے کا پوجنا پرم دھرم ہے۔

**سوامی کارتک جی۔** جو مٹی بیل یا نادے کے سینگڑوں سے اکھڑتی ہے۔ اگر تین دن تک بدن پر ملی جائے۔ اور اشنان کیا جائے۔ تو تمام گناہ دم سے زائل ہو جائیں۔

**اسوتی کمار۔** دیو سماج میں دھرم کے بارے میں جس قدر باتیں آئی ہیں۔ اگر انسان انہیں سُنیں۔ اور ان پر کاربند ہوں۔ تو سیدھا سورگ میں واس ہو۔

**بھیشم جی۔** اے راجہ! یہ اتہاس بیاس جی کی زبانی سُنا تھا۔ آپ کے پاس بیان کیا گیا۔ خوش اعتقاد لوگ وہی ہیں۔ جنہیں بھگوت کے چرنوں میں پریت ہے۔ گورو نندا نہیں کرتے۔ اس پر معتقد رہتے ہیں گورو کے حکم سے انحراف نہیں کرتے ہیں۔ ایسوں کے سامنے یہ کتھا پرلوک اور ادھرم کا سنبھالنا ہے۔ جو شخص خود مختار ہیں۔ کسی کا کہنا نہیں مانتے۔ بزرگوں کی خدمت نہیں کرتے نرگن اور سگن میں بھید سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ کتھا سنانا گناہ میں پھنسنا ہے۔

## ادھیائے (۲۴)

## پراسچت یعنی کفارہ عذاب کے اصول

**راجہ جدھشٹر۔** اگر برہمن چھتری یا ویش ہو کر شودروں کے یہاں بھوجن کرے۔ تو اس کا کفارہ ہو سکتا ہے۔

بھیشم جی۔ اگر برہمن ہے۔ چھتری یا ویش کے یہاں مدعو ہو۔ تو مضائقہ نہیں۔ مگر شودر کے یہاں بھوجن کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ شودر کا ان کھانے جب تک پراسچت نہ کر لیا جاوے۔ پوتر نہیں ہوتا۔ ایسے براہمنوں کا شرادھ میں بھوجن کرانا منع ہے۔ جب تک وہ ہون نہ کرے۔ برت نہ کرے۔ سورج نارائن کی استتی کا پاٹھ ہو۔ تب انہیں شدھ ہو سکتا ہے۔ زنا کار یا نمک۔ تیل۔ گڑ۔ گھی کا بیوپار کرنے والے لوگوں کے یہاں وید پاٹھی برہمن کو بھوجن نہ کرنا چاہیئے۔ چھتری کا دھرم ہے۔ کہ گئو برہمن کی رکھشا کرے۔ دھرم کے خلاف چلنے والے چھتریوں کے یہاں بھی کھانا برہمن کو مناسب نہیں۔ یہی حال ویش کا بھی ہے۔ چھتری ویش کے یہاں اور ویش چھتری کے یہاں کھا سکتے ہیں۔ شودر کے یہاں دونوں کو منع ہے۔ اگر کھا لیویں۔ اور پراسچت نہ کریں۔ تو پوہے کی جون ملتی ہے۔ امانت میں خیانت کرنے والے۔ وید کے غلط معنی لگانے والے۔ کسی کی دہرو ہر سے منکر ہونے والے دوسرے جنم میں مخنث ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ پندرہ روز گایتری جپ کریں۔ یہی ان کا کفارہ ہے۔ برہمن اور چھتری اگر ایک تھالی میں کھالیں۔ تو ان کا برہم تت جاتا رہتا ہے۔ چھتریوں کا دھرم ہے۔ کہ برہمنوں کی آسائش کے لئے خود تکلیف اٹھائیں۔ برہمن کے عیش کا سامان بہم پہنچائیں۔ راجہ شوی نے برہمن کے لئے جان دینا گوارہ کیا۔ تدپروں نے اپنا بیٹا برہمن کی نذر کر دیا۔ راجہ انت دیونے بششٹ جی کے لئے اپنی کنیاں وقف کر دی۔ سری رام چندر جی نے ہزاروں جگ کئے۔ اور بے شمار دہنیہ برہمنوں کے ارپن کر دیا۔ راجہ زگ نے اپنا راج برہمن کو دے ڈالا۔ پرسرام جی نے روئے زمین کا دان دیا۔ راجہ کرن نے اپنی کنیاں انگرا رشی کو دیدی۔ مِتری راجہ نے اپنی رانی بششٹ جی کی خدمت کو متعین کر دی۔ برہمنوں کی خدمت سے بڑے پھل ملتے ہیں۔

رات ہو گئی راجہ جدھشٹر نے اجازت چاہی۔ اور بھیشم کا طواف

کرکے کرشن بھگوان اور بھیم و ارجن بھائیوں کے ساتھ مکان واپس آتے

# اَدھیائے (۱۲)

## کرشن بھگوان اور شیوجی کا سمباد

### یعنی تذکرہ

علے الصباح نیت نیم سے فراغت پا کر کرشن بھگوان اور مہاراجہ جدھشٹر بھیم و ارجن معہ راجہ دھرتراشٹر اور بھائیوں کے بھیشم جی کے درشنوں کے واسطے گئے۔ اور ڈنڈوت پرنام کے بعد اپنے اپنے آسنوں پر بیٹھ گئے۔

بھیشم جی (کرشن بھگوان سے نمسکار کرکے) ہے گوبند! ہے مادھو! کال نزدیک آ گیا ہے۔ روح قفس عنصری سے پرواز کیا چاہتی ہے۔ آپ کی دَیا سے امید ہے کہ مرتے وقت یہ موہنی صورت سامنے رہے۔ اور میری جان نکلتی ہو۔ بڑے بڑے سِدھوں رشیوں کو جو تمام عمر ریاضت کرتے کیرتی بھجن گاتے گزار دیتے ہیں۔ ان کو یہ گت نہیں مل سکتی۔ مگر سچا پریم اور پاک محبت رکھنے والے آپ کے درشنوں سے ضرور کرتارتھ ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہی بدنصیب آپ کی زیارت سے محروم رہ جائے

کرشن بھگوان۔ بہت اچھا آپ کی کامنا پوری ہوگی۔

بھیشم جی (راجہ جدھشٹر سے) آپ کیا چاہتے ہیں۔ اب کس کا اُپدیش ہو؟

راجہ جدھشٹر۔ پتامہ جی! کرشن بھگوان کی مہما سننا چاہتا ہوں فی زمانہ آپ کی مثال کا گیانی کوئی نظر نہیں آتا

بھیشم جی۔ ایک وقت کرشن بھگوان کو بارہ برس تپ کرتے گزر گئے۔ نارد جی۔ اَدیول۔ بیاس۔ دھوم۔ کشیپ رشی اپنے اپنے چیلوں

کے ساتھ مہاراج کے درشنوں کے لئے آتے ہیں۔ اور رتھنا شکست کرشن بھگوان کی پوجن کی۔ اکثر رشی درختوں کے نیچے آسن لگا کر اپنے اپنے دیان کی بڑائی کرنے لگے۔ اس اثنا میں ایک شعلہ کرشن بھگوان کے منہ سے برآمد ہوا۔ چاروں طرف آگ لگ گئی۔ درخت پھل۔ پھول جو پہاڑ پر تھے۔ جلنے لگے۔ واویلا مچ گیا۔ وہ شعلہ جوالہ۔ بھڑکتا ہوا کرشن بھگوان کے چرن چھو کر پھر منہ میں سما گیا۔ اور کرشن کے دریائے رحمت نے ایسا جوش مارا۔ کہ وہ جنگل پھر جوں کا توں ہرا ہو گیا۔ جانور پنچھی سب زندہ ہو گئے۔ تمام رشی منی حیران ہو گئے۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے کرشن بھگوان کے اس اعجاز سے ایسے متحیر ہوئے۔ کہ کسی کو خبر نہ رہی سب پریم میں ڈوب گئے۔ ہوش آتے ہی بسوروپ بھگوان کی استتی کرنے لگے۔ ہے پرشوتم ہے پرماتما۔ آپ جگت کے کرتا ہیں۔ پالن اور ناش کرنیوالے آپ ہی ہیں۔ آپ واحد لاشریک ہیں۔ آپ کی مثال تینوں لوک میں کوئی دیوتا نہیں۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات وغیرہ میں آپ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ سب دیوتاؤں کے دیو ہیں۔ آفتاب۔ ماہتاب سہارے آپ ہی کے آگیاکاری ہیں۔ ہم کو آپ کے اس نظارہ سے حیرت ہوئی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔

کرشن بھگوان۔ (مسکرا کر) یہ آگ کا شعلہ نہ تھا۔ بلکہ لیشنو تیج تھا۔ دل میں آرزو ہوئی۔ کہ میری طرح کا لڑکا میرے گھر پیدا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی یہ شکت بشن جی کے پاس مجھ سے نکل کر پہنچی۔ اور پھر کرشن بھگوان کی اجازت سے میرے پاس آئی۔ اس میں حیرت کی کونسی بات ہے۔ تم سب ماضی حال۔ استقبال کے جاننے والے دانندہ وید ہو۔ تمہیں استعجاب اور حیرت سے کیا سروکار۔ اگر تم نے کوئی نئی بات دیکھی ہو۔ تو بتلاؤ

بعضے رشی اُن میں سے وید منتر پڑھ کر کرشن بھگوان کی پوجا کرنے لگے۔ بعضے ان کے جمال جہاں آرا سے ایسے موہت ہوئے۔ کہ ان کا

دل ہی اس کے مزے اٹھا رہا تھا۔ انھوں نے اپنی عمر میں جو عجائبات دیکھے تھے۔ اس طرح بیان کرنے لگے۔ ایک بار ہم سب تیرتھ یاترا کرتے ہوئے ہمالیہ پہاڑ پر پہنچے۔ نارد جی ساتھ تھے۔ ہم سبھوں نے نارد جی سے درخواست کی۔ کہ کچھ بھگوت بھجن کی باتیں ہوں۔ یا جو کچھ واقعات آپ کی پیش نظر آئے ہوں۔ ان کا اعادہ فرمائیے۔

**نارد جی۔** ایک بار ہماچل پربت کی گشت کرتے ہوئے کیلاش پربت پر پہنچا۔ شیو جی کے درشن ہوئے۔ گل نگار اپسرائیں شیو جی کے بھجن گا رہی تھیں۔ اندر۔ برن۔ کوبیر۔ پون۔ اگن۔ بسو یا پلوا۔ دیوتا بھی موجود تھے۔ مہاراج پہاڑی کی ایک چٹان پر جس کی لطافت اور خوشبو بیان سے باہر ہے۔ براجمان تھے۔ جمال مبارک کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ خوشنما پھولوں کی طرح ان کا بدن ودیدۂ روشن کنول کی طرح کشادہ ایک آنکھ پیشانی پر ہلال کی طرح منور فرق مبارک پر سبز رنگ سا جٹاؤں کا جوٹ بندھا ہوا آب دار زنار گلے میں پڑا ہوا پیتا مبر زیب جسم۔ سنتوں کو سکھ دینے والے پاپیوں کو بھے دلانے والے ہری نام رٹ رہے تھے۔ مہا رشی شیو جی پوجن میں مصروف تھے اُماں مہارانی بھی شیو جی کے ساتھ براجمان تھیں۔ جن کے ہاتھ میں گنگا جل سے بھرا ہوا سونے کا گلاس تھا۔ سری شیو جی کے جسم مبارک سے بہت سی ندیاں نکلکر سامنے کھڑی ہوئی استت کر رہی تھیں۔ اُماں جی نے شیو جی کی آنکھ پر ہاتھ رکھا۔ پہاڑ پر تاریکی پھیل گئی۔ شیو جی نے دوسری آنکھ کھول دی۔ سارا پہاڑ جگمگا اٹھا۔ اور تیسری آنکھ کھلنے سے تمام پہاڑ پر آگ لگ گئی۔ درخت گھاس حتے کہ جانور تک جل گئے اُماں جی یہ کیفیت دیکھ کر سہم گئیں۔ ہاتھ جوڑ کر بینتی کی۔ دیوؤں کے دیو۔ مہادیو کرپا کیجئے۔ شیو جی نے تیسری آنکھ بند کر لی۔ اور اور ترحم آمیز نظر ڈالکر پہاڑ کو سرسبز کر دیا۔ پشو پکشی زندہ ہو گئے

**اُماں دیوی۔** یہ اندھیرے سے اُجالا کیا معنی اور پہاڑ پر شعلہ فشانی کیسی

**شیو جی۔** عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ تم نے ایک آنکھ بند کر دی۔

تاریکی چھاگئی۔ دوسری کھولی۔ روشنی ہو گئی۔ تیسری آنکھ میں یہ وصف ہے۔ کہ اس کے کھلتے ہی ساری پرتھی بھسم ہو جاتی ہے اس کا ایک ذرا سا پربھاؤ تھا۔ تمہاری التجا سے میں نے تیسری آنکھ بند کر لی۔ اور رحم کی نظر سے پہاڑ کو دیکھا وہ سرسبز ہو گیا۔

**اماں جی**۔ آپ کا گلا کیوں سیاہ ہے۔ اور چار منہ آپ کے کب سے ہوئے بیل کی سواری کیوں ملحوظ ہوئی۔

**شیو جی**۔ شنکر کی پرارتھنا سے برہما جی نے رمبھا نام ایک طرحدار عورت پیدا کی۔ جو اس کا حسن دیکھتا فریفتہ ہو جاتا ہے۔ رمبھا ایک دن میرے پاس آئی پوجن کی۔ اور طواف کر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ وہ ایسی حسین اور صاحب جمال تھی۔ کہ اس کے حسن دلاویز کی زیارت کے لئے میں نے اپنے چار منہ بنائے اور مجھے بار بار سر پھیرنے اور آنکھ اٹھانے کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑی۔ جب سے میرے چار منہ ہیں۔ مشرق رویہ منہ سے اندر کا راج کرتا ہوں۔ اور شمالی جانب جو چہرہ ہے۔ اس سے تمہارے ساتھ بھوگ بلاس ہوتا ہے۔ مغرب کی طرف کے رُخ سے کل کائنات میرے اقدام فیض سے سرسبز رہتی ہے۔ اور دکھن کے مکھ سے سنسار کا ناش ہوتا ہے۔ قیامت کے وقت تیسری آنکھ کھلتی ہے۔ تب پرلے ہو جاتی ہے۔ ایک وقت لچھمی کی چاہ کرنے والے راجہ اندر نے مجھ پر بجر لگایا۔ اُس بجر کی ضرب سے میرا حلقوم سیاہ ہو گیا۔ بیل کی سواری اس لئے لینا ہوئی۔ جب برہما نے گائے بیل کی آفرینش کی۔ تو بچھڑوں کے منہ سے دودھ پینے کے وقت تمام جھاگ میرے سر پر گرا۔ مجھے غصہ آگیا۔ غصے کی آگ سے گائے بیل جلنے لگے۔ برہما جی منکسر المزاج ہو گئے۔ خوشامد کی ایک طویل الفامت فربہ اندام بیل میری نذر کیا۔ برہما جی کی محبت سے مجبور ہو کر بیل لینا پڑا۔ جب سے یہ بیل میری سواری میں ہے۔ تینوں لوک میں ایسا بیل دکھائی نہیں دیتا۔ میرے بہت پسند ہے ۔

---

# ادھیائے (۲۵)

## اُماں پت مہادیو اور اُماں جی کا اتہاس یعنی ذِکرِ مُقدّس

اُماں جی پوچھتی ہیں پران پیارے شیو جی کرپا کرکے یہ تبلاتے۔ کہ آپ اچھے اچھے استھانوں کو چھوڑ کر مرگھٹ مسانوں میں کیوں بود و باش رکھتے ہیں۔ جہاں ہڈیوں لاشوں کا انبار رہتا ہے۔

اُماں پت تمام عالم گشت کرکے دیکھ چکا۔ میری مرضی کے موافق کوئی جگہ اس سے بہتر نہیں نکلی۔ اس لئے مسان ہی مسکن کے لئے غنیمت سمجھا میرے قیام سے یہ جگہ پوتر ہو گئی

اُماں جی۔ نارائن جی کو کون سا تپ پسند ہے۔ کس ریاضت سے خوش ہوتے ہیں۔ عابد لوگ بہت طرح کے تپ کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ نہیں معلوم۔ کہ ایشور کس میں خوش ہے۔

جتنے رشی منی موجود تھے۔ اُماں جی کی اس بات سے بہت خوشنود ہوئے پرمہا جی نے جواب دیا۔ کہ سچ بولنا۔ جیوجنتوں کو آزار نہ پہنچانا۔ سب پر رحم کی نگاہ رہنا۔ الغرض لبھ جاپر قابو رہنا۔ حسب مقدور خیر ثواب کرنا۔ فانی چیزوں پر دل نہ لگانا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ گوشت خوری سے اجتناب رکھنا بہترین عبادت یہی ہے۔ جو لوگ نجات کے خواہشمند ہیں۔ ان باتوں پر عمل کرنا لازمی سمجھیں۔ برہمن وید خوانی کرے۔ جگ الوپدیش۔ احکام شاستروں کی پابندی چھتریوں اور ویشوں پر فرض کی گئی ہے۔ ایسے ہی لوگ پرتھوی کے دیوتا کہے جاتے ہیں۔ چاروں برنوں کی مفصل کیفیت پہلے بیان ہو چکی ہے وہی دنیا داروں کا جیون چرتر ہے۔ اس پر عمل کرنے سے دین و دنیا میں آرام

ملتا ہے۔

# ادھیائے (۲۱۲)

## شیوجی کی زبانی گرہست آشرم کے نیم

پاربتی جی نے پوچھا۔ کس کرم کرنے سے برہم لوک سورگ لوک بیکنٹھ لوک ملتا ہے۔

مہادیوجی۔ گرہستی لوگ پاک و صاف رہیں۔ صبح و شام اشنان کرکے سندھیا کریں۔ روزانہ ہون ہوں۔ غریب محتاجوں کو بھوجن کرائیں۔ و ان دیں یترتھ برت کریں۔ حاملہ عورت سے ہمبستر نہ ہوں۔ محبت آمیز باتیں منہ سے نکلیں۔ بزرگوں کی رسم پر قائم رہیں۔ ایسے اشخاص برہم لوک میں جاتے ہیں جو لوگ برت رکھتے ہیں۔ کسی کو آزار نہیں پہنچاتے۔ سچ بولتے ہیں۔ ان کا استھان گندھرب لوک ہے۔ (ناگ لوک کی عورتیں نہایت حسین ہوتی ہیں یہ بھی دیوتاؤں کا لوک ہے۔) ناگ لوک میں ایسے شخص جاتے ہیں۔ جو آٹھ ماہ تپ کرکے چار مہینے برسات میں معمولی طور پر گذارہ کرتے ہیں۔ جو گھاس پھل پھول جنگلوں میں کھاکر عمر بسر کرتے اور نارائن کے بھجن میں مگن رہ کر دونوں جنم سپھل کرتے ہیں۔ ایسوں کو اندر پوری ملتی ہے۔ جو منش جنگل یا پہاڑ پر بن کے پھل پھول کھاکر ہری بھجن میں مشغول رہتے ہیں۔ بارہ برس پنچ اگنی تاپ کر ایشور کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ سورگ جاتے ہیں۔ کچھ مدت سورگ میں رہ کر پھر انسانی جامہ ملتا ہے۔ راجہ مہاراجہ ہوتے ہیں۔ جوگ سے راج ہوتا ہے۔ اور راج سے جوگ۔

بارہ برس زمین پر سونے سے ہاتھی گھوڑوں کی سواری عمدہ مکانات۔ سونے چاندی کے پلنگ مخملی بستروں سے سجے ہوئے آرام کے لئے ملتے ہیں جو انسان روزہ کی حالت میں جسم چھوڑ دے۔ وہ بے کم وکاست سورگ

پہاڑی تیرتھوں پر پیدل چلنے سے سورگ ملتا ہے۔ اگنی تاپنے والے اگن لوک میں آرام کرتے ہیں۔ شودر ہو کر اچھے کرموں کا ادھکاری ہو۔ تو اگلے جنم میں دھن وان ویش ہوگا۔ اور ویش شبھ کرے تو چھتری اور چھتری کے کرم اچھے ہوں۔ تو برہمن کا ملتا ہے۔

# ادھیائے (۲۷)

## شیوجی اور پاربتی جی کا مکالمہ

**پاربتی جی۔** دنیا میں سب طرح کے جیو پیدا ہونے کا کارن کیا ہے بعضے خوشرو خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور بعضے بدشکل کریہہ منظر۔ اکثر تنومند اور اکثر دائم المرض ہوتے ہیں۔ بعضے کم عمر اور بعضے پوری عمر پاتے ہیں بعضے غریب محتاج اور بعضے تونگر ہوتے ہیں۔ ان کے اسرار سے آگاہی چاہتی ہوں

**شیوجی۔** اپنی اپنی کرنی پار اترنی یہ مسئلہ ہے۔ جو وید پڑھتے پڑھاتے غریبوں کو بھوجن ننگوں کو کپڑا۔ محتاجوں کو روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔ وہ خوش رہ کر پوری عمر پہنچتے ہیں۔ جن کا پیشہ دیا کرنا کسی کو گزند نہ پہنچانا ہے۔ برہمن اور دیوتاؤں کی پوجن کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دولتمندوں کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ صاحب مقدور ہیں۔ مگر فقیروں ہمسایوں پر ان کی ذات سے فیض نہیں پہنچتا۔ پرائی عورت کو نگاہ بد سے دیکھتے ہیں۔ ایسے آدمی کچھ مدت نرک میں باس کر کے پھر کنگالوں کمبخت منگوں کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ دائم المریض رہتے ہیں۔ اندھے۔ لولے۔ لنگڑے ہو کر بڑی مصیبت سے عمر پوری کرتے ہیں۔

**پاربتی۔** گنگا۔ گوداوری۔ جمنا۔ سندھ۔ سرستی۔ جہلم۔ چناب راوی۔ بیاس وغیرہ وغیرہ دھارن سکئے۔ میرے ہمراہ ہیں۔ اُن کی خواہش ہے

کہ جگت پتا شیو جی مہاراج ان میں اشنان کریں۔ اُن سے بھی استری دھرم کا حال پوچھیے۔

شیو جی۔ یہ ندیاں استری ہیں۔ تم سے محبت کرتی ہیں۔ تمہارا اور میرا جسم ایک ہے۔ تم میری اردھنگنی بھوانی ہو۔ تم ہی اُن سے پتی برت دھرم پوچھو۔

پاربتی جی۔ پہلے گنگا جی سے مخاطب ہوئیں۔ گنگا جی بولیں

گنگا۔ اے جگت جننی! جو استری اپنے پت کو ایشور رُوپ سمجھے خاوند کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے۔ عمدہ پوشاک اور سفید کپڑے پہنکر سندر رُوپ سے (یعنی سنگار کرے) پت کے پاس جاوے۔ خاوند بھی اس کی موہنی صورت پر شیدا ہو کر کبھی اس سے دُربچن نہ بولے۔ جان سے بڑھ کر استری بھی جاتی ہے۔ جو پت کے سے پہلے الصباح اپنے خاوند سے پہلے اُٹھے۔ مکان صاف ستھرا رکھے۔ اشنان پوجا کرے بھوجن بنائے۔ محبت سے کھلائے۔ اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ استری کو اپنے پت کے سوا کسی کی پوجن درست نہیں۔ خدمتگاروں کو دُربچن نہ کہے۔ ایسی عورتیں عصمت و عفت کی دیویاں ہیں ان سے تمام خاندان کی تارائن ہو جاتی ہے۔

شیو جی مہاراج گنگا جی کے استری دھرم بیان کرنے سے بہت مسرور ہوئے۔ رشی منی اور دیوتے جو موجود تھے۔ سب کو گنگا جی کی باتیں پسند آئیں۔ برہما جی نے گنگا جی کی باتیں پسند آئیں۔ برہما جی نے گنگا جی کی تعریف کی۔

## ادھیاے (۱۴۸)

## نارائن جی کی مہاں یعنی عظمت شیو جی کی زبانی

ریشیوں نے مہادیو جی سے پرارتھنا کی۔ کہ آپ کے مکھار بند سے ہری نارائن کی مہاں شنناچاہتے ہیں۔

شیوجی۔ باسدیو جی برہما جی سے بھی بڑے ہیں۔ کل کائنات کے پیدا کرنے والے پالن کرنے والے ہیں۔ میری آنکھیں بھی باسدیو جی کے مستک سے ہے۔ دیوتا رشی پرشوتم بھگوان کے رونگٹوں سے پیدا ہوئے۔ جب پرتھی پر ادھرم پھیل جاتا ہے۔ گناہوں سے تمام دنیا مخلوط دکھائی پڑتی ہے۔ دیوتاؤں اور رشیوں سے کائنات کی صفائی نہیں ہوسکتی۔ دھرم کرم بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ تب آتاں پت سوامی منش شریر دھارن کرکے پاپی دشٹوں کو مارتے ہیں۔ سدرشن چکر سے شنگھار ہوتا ہے۔ دھنش کھڑگ بجر۔ سارنگ آپ کے ہتھیار ہیں۔ آپ کے اوتار سے ویدوں کی مریاد اقائم رہتی ہے۔ میرے کل میں انگھ اس کا بیٹا پتر سردھا اس کی اولاد میں سنک اور سنک کا لڑکا جاب اور جاب کا پوتا سور۔ سور کا بیٹا بسدیو بڑا مخیر اور فیاض پیدا ہوگا۔ بسدیو کے لڑکے سری باسدیو جی اوتار دھارن کریں گے۔ باسدیو جی جراسندھ۔ ششپال وغیرہ راجاؤں کو مار کر ہزاروں بیوہ استریوں کو قید سے چھوڑا کر دوارکا جی میں پالن کریں گے۔ باسدیو جی میرے پرم بھگت ہوں گے۔ میری پوجن جب تک دنیا میں باسدیو اوتار رہے گا۔ دھرم کرم آچار قائم ہوں گے۔ وید پاٹھ ہوگا ستاراین کے جب سمرا میں لوگوں کی طبیعت رہیگے۔ بھگتوں کا دکھ دور ہوگا۔ باسدیو جی کے بڑے بھائی بلبھدر جو رام اوتار میں چھوٹے بھائی تھے۔ ششش ناگ کا اوتار دھارن کریں گے۔ جن کا نام اشت بھی ہوگا۔ جن کی طاقت اور زور کی حد نہ ہوگی۔ گویا کرشن اور بلبھدر دونوں ایک جان دو قالب ہوں گے۔ ان کے درشن گویا برہما بشن مہیش کے درشن ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں سروپ کرشن بھگوان کے سروپ ہیں۔ اے رشیو! دیوتا کرشن بھگوان کے پوجن سے تمہارا اودھار ہوگا۔ انہیں کے نام سے بیڑا پار ہوگا۔ ان کے گن گاؤ۔ ہری بھجن کرو۔

شیو جی نارائن جی کے اوتاروں کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ آسمان ابر سے تیرہ و تار چھا گیا۔ بجلی کوندنے لگی۔ چھما چھم مینہ برسنے لگا۔ گویا نارائن جی اپنی استتی سے سنسار پرسن ہو گئے۔ دریائے رحمت جوش پر آگیا۔ نارائن کی خوشی سے پانی برستا ہے۔ تھوڑی دیر بعد تاریکی جاتی رہی۔ روشنی ہو گئی۔ پھر سب رشی منی دیہہ دھاری ندیاں رخصت ہو کر چلی گئیں۔ صرف مہادیو اور پاربتی اپنے گنوں کے ساتھ رہ گئے۔ جو رشی منی بھیشم پتامہ کے پاس بیٹھے تھے۔ کرشن بھگوان کی استتی کرنے لگے۔ آپ کے درشن درلبھ ہیں آپ درشن درلبھ ہیں۔ آپ کی کرپا سے درشن ہو گئے۔ بیکنٹھ کا سکھ آپ کے درشنوں سے حاصل ہو رہا ہے۔ دل یہی چاہتا ہے۔ کہ آپ ہی کے ذکر و اذکار میں وقت صرف ہوتا ہے۔ تر لوکی ناتھ۔ دین دیال آپ ہی سارے سنسار کے پیدا کرنے اور پالنے والے ہیں۔ آپ کو پتر کی آرزو ہے ہم اشیرواد دیتے ہیں۔ کہ آپ کے ایسا لڑکا پیدا ہو۔ جیسی کہ آپ کو ہوس ہے۔ تمام عالم میں اس کا جس اور پراکرم زبان زد رہیگا۔

# ادھیائے (۲۹)

# کرشن بھگوان کے گناں باد

## یعنے

## (اوصاف حمیدہ کا ذکر)

بھیشم جی (راجہ جدھشٹر سے) جب رشی منی کرشن بھگوان کی استتی کر چلے گئے۔ اور کرشن بھگوان دوارکا پدھارے۔ رکمنی جی کے بطن سے سری پردمن جی کا جنم ہؤا۔ جن کی باکی صورت موہنی مورت پہ انسان کا دل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ چہرے پہ جلال جادو بھری دست

آنکھیں۔ غضب کی چتون۔ روشن ماہتابی چہرہ گیسوؤں کا بال بچھائے
عابدوں۔ مرتاضوں کا دل پھانس رہا ہے۔ عورت مرد کوئی ہو۔ ممکن
نہیں۔ جو ایک بار دیکھ لے۔ اور مجنونہ ہو جائے۔

پرماتما کرشن بھگوان تینوں لوک کے مختار ہیں۔ تمہاری خوش
خوش نصیبی۔ و۔ پورب جنم کا پھل ہے۔ جو کرشن بھگوان ہمعصر ہو کر تمہارے
سکھا اور متر ہوئے۔ انہیں کی وجہ سے مہابھارت میں فتح حاصل ہوئی
۳۳ کروڑ دیوتاؤں کا باس کرشن بھگوان کے جسم مبارک میں رہا کرتا
ہے۔ دیوتاؤں کی رکھشا کرنا آپ کا دھرم ہے۔ مدھ سودن نام اسی وجہ
سے پڑا۔ راج پاٹ جو کچھ ثروت حاصل ہوتی ہے۔ انہیں کے سبب سے ان
کی تعریف میں جن و ملک بھی عاری ہیں۔ دیوتا بھی رموز اور اسرار سے
نابلد ہیں۔ دریودھن جاہل مطلق تھا۔ جو مہاراج نہ پہچان سکا۔ باوجودیکہ
کئی مرتبہ اپنا جلوہ دکھایا۔ پھر بھی اپنے فعلوں سے باز نہ آیا۔ میں نے بھی
بارہا سمجھایا۔ لیکن وہ ہٹ کا پکا اور ضدی تھا۔ ایک نہ مانی۔ انسان کی
کیا طاقت ہے۔ جو آپ سے برسر خاش ہو کر بازی لے جائے۔ دیوتے تو
سامنا کرنے سے جھجکتے ہیں۔ ارجن کے سارتھی کی خدمت اپنے ہاتھوں میں لی۔
جمال جہاں آرا جلوہ سبھا میں دکھلایا۔ تو بھی اس مست مند کی آنکھیں نہ کھلیں۔ آخر
کار نتیجہ یہی ہوا۔ کہ سدرشن چکر کی آگ میں ۱۸ اچھوہنی دل بھسم ہو گیا۔ ارجن نر کا اوتار
ہے۔ اور کرشن بھگوان نارائن ہیں۔ میں کیا اور میری عقل ہی کیا۔ جو شان کبریائی
کی توصیف میں زبان کھول سکوں۔ سشیش شاہ ان کے بھیدوں کو نہیں پا سکتے
میری موت آگئی تھی۔ جو انسنہ کال کے منہ میں چلا آیا۔ اے ارجن! آپ کے سلوک
سے پشیمان ہوں۔ آپ کی تعریف میں زبان لال ہے۔ بار احسان سے سر اٹھ نہیں
سکتا۔ آپ ہی کی بدولت آج تیروں کے فرش کو دائمی راحت سمجھتا ہوں۔
آپ نے بڑا احسان کیا۔ کہ مجھ ایسے اگیانیوں سے زمین پاک کر دی۔ آپ
ذرا بھی قصوروار نہیں ہیں۔ شدنی یونہی تھی۔ اے دھرم پتر! میرتا غور
پہچانا ہے۔ کرشن بھگوان کے چرنوں سے لو لگاؤ۔ وہی تمہارا رنج و غم دور کر دیں گے

ان کی ہدایت پر کاربند رہنا۔ عدول حکمی نہ کرنا۔ معرکۂ جدال وقتال میں مرنے سے سورگ ملتا ہے۔ پس ان لوگوں کا افسوس کرنا بے جا ہے۔ جو رن بھومی میں کٹ مرے۔ رعیت کی دیکھ بھال کرو۔ راج بھوگو۔ جو قابل سزا ہیں۔ انہیں سزا دو۔ جو لایق مغفرت ہیں۔ ان کے جرم گزرانے سے باز آؤ۔ شیو جی پاربتی جی کا اتہاس جو سنایا گیا ہے۔ یاد رکھو۔ جو لوگ اس اتہاس کو سنتے ہیں۔ دلی مراد پاتے ہیں۔

# ادھیائے (۱۴۸)

## نرنارائن کی کتھا

بھیشم جی۔ کرشن بھگوان ارجن کو ساتھ لے کر بدرکا آشرم گئے۔ اور وہیں ہزار برس تپ کیا۔ نر ارجن ہیں۔ اور نارائن کرشن چندر ہیں۔ بیاس جی اور نارد کی زبانی یہ حال سن چکا ہوں۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ کرشن بھگوان نے بال اوستھا میں سینکڑوں راچھس اور دیوں کو مار ڈالا۔ ایسے کام ہوئے۔ کہ دیوتاؤں سے بھی نہیں ہو سکتے۔ وہی کرشن تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ جب کوئی رنج یا تکلیف ہوئی۔ تمہاری مدد کی۔ جب پرماتما کرشن جی تمہارے حامی و مددگار ہیں۔ تو تم کو کیا پرواہ۔ ارتھ دھرم کام۔ موکش۔ سب پدارتھ موجود ہیں۔

ویشم پاین۔ راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں۔ کہ بھیشم جی کرشن بھگوان کی یاد کرتے ہوئے پریم میں ڈوب گئے۔ آنکھوں سے جل نکلنے لگا۔ نارائن کے دھیان میں مگن ہو کر خاموش ہو گئے۔

# ادھیائے (۱۴۹)

## بشن سہسر نام

# یعنی سری بشن جی کے ہزار اسم اعظم

بھیشم جی کی من ہرن گفتگو سے تمام رشی گدگد ہوگئے۔ کرشن بھگوان کا سروپ آنکھوں میں پھرنے لگا۔ راجہ جدھشٹر بولے۔ کہ پتامہ جی! آپ کے بیانات سے کسی طرح سیری نہیں ہوتی۔ کچھ اور بیان فرمایئے۔

بھیشم جی۔ سب تیرتھ ایک طرف اور دل کی صفائی ایک طرف۔ راست گفتاری اور نرمی کے کلام بولنا رحم ترحم پر نگاہ رکھنا۔ حواس خمسہ کو مغلوب کرنا دلی کدورت ضائع کرنا۔ باپ اور گرو کا حکم ماننا۔ نیک و بد کی تمیز رکھنا۔ برہم گیان کے پانی سے اشنان کرنا چاہیئے۔ انسانی جامہ بہت مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ نہ جانے کس قدر جون میں جیو پھرتا ہے۔ اس لئے انسانی شریر کا دھرم یہ ہے۔ کہ ہری کیرتن کرے۔ دنیاوی کام تو شرم۔ لحاظ۔ عزت اور غیرت کے خیال سے ہو ہی جاتے ہیں۔ لیکن نارائن کا سمرن دل کی یکسوئی سے ہوتا ہے جپ تپ نیم دھرم سب کا پھل یہ ہے۔ کہ کرشن بھگوان کے چرنوں سے پریم ہو۔ سب کا مالک مختار یہی کرشن ہے۔ جو تمہارے سامنے موہنی مورت دھارن کئے بیٹھا ہے۔ ترتیا جگ میں سری رام اوتار سے خلق کو کرتارتھ کیا۔ رام اور کرشن ایک ہی ہیں۔ وہی شیام رنگ منوہر صورت بانکی ادا لی جھانکی جو رام چندر کی تھی وہی پرماتما کرشن بھگوان کی ہے۔ سرمو فرق نہیں۔ رشیوں مہاتماؤں نے اُس سروپ کی بھی زیارت کی۔ اور کرشن روپ کے بھی درشن کر رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے۔ کہ وہ مریادا پرشوتم اوتار تھا۔ اور یہ لیلا پرشوتم اوتار ہے۔ عورت مرد کوئی ہو۔ ان کے درشنوں سے موہت ہوجاتا ہے۔ دیوتاؤں کا دیوتا تیرتھوں کا تیرتھ بھی کرشن ہیں۔ انہیں کی پرستش کرو۔ دل میں انہیں کی محبت قائم کرو۔ ردّھ۔ سدّھ انہیں کی ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ آواگون اور دنیا کے کھرم جنجال سے چھڑانے والا یہی بھگوان ہے۔ منو جی کی اولاد کرشن بھگوان کا ہی سمرن کرتی ہے۔ سب دھرموں سے اعلےٰ دھرم یہی ہے۔ کہ کرشن بھگوان کا سمرن ہو۔ ان کے چرنوں میں پریت ہو۔ بھو ساگر سے بیڑا پار ہو جائیگا

ذات اقدس کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں۔ نہ اس کی کوئی برابری کرسکتا ہے۔ نہ اس کی کوئی مثال ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مابہ بار یہی خیال پیشِ نظر رہتا ہے۔ کہ دریودھن وشاشن شکنی کرن کی وجہ سے اسقدر فوج گرد ہو گئی۔ حالانکہ کرشن بھگوان نے اپنا براٹ روپ سبھا میں دکھلایا۔ بہت سے رشی منی بھی اس روپ کے درشنوں کو آ گئے۔ پھر ان کم بختوں نے کرشن بھگوان کو نہیں پہچانا تا وقتیکہ مہاراج کی کرپا نہ ہو۔ کوئی بات اچھی نہیں ہوتی۔ ان کی دیا سے جیو پرم بھگت ہو جاتا ہے۔ بغیر ان کی رضا کے کچھ نہیں ہوتا۔ گھٹ گھٹ باسی زندگی موت سے رہت یہی کرشن پرماتما ہیں۔ ان کا آدی ہے نہ انت۔ آپ کے ہزار ناموں کا جپ کرنے والے سنساری موہ سے نجات پاکر آواگمن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ انہیں کے ناموں کی برکت سے بھگتی مارگ حاصل ہو جاتا ہے۔ جنہیں آپ کے قدموں میں پریت ہے۔ سکھ دکھ سے رہت ہے۔ ہر وقت آنند ہی آنند ہے۔ منوجی کے لڑکے پرماتما کے ناموں کا کیرتن کرتے ہیں۔ اور پرماتما کے سوائے دوسرے کو نہیں جانتے۔ انہیں کی پوجن کرتے ہیں۔ پرماتما کے ناموں کے فضائل سب دھرموں میں پڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں کے نام کو جپ کر انسان سنسار کے بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور موکش ہو جاتی ہے۔

# بشن سہسر نام کی توضیح

**بشنو**۔ پروردگار ہمہ۔ ازدست ہمہ ازدست

**بکھٹ کار**۔ یہ نام وہ ہے جس سے جگیہ کی سادھی ہوتی ہے۔

**بشن**۔ حاضر و ناظر کسی چیز سے علیحدہ نہ ہونے والا

**بھوت بھبیہ بھوت پربھو**۔ ماضی حال مستقبل تینوں زمانہ الیشرج وان

**بھوت کرت**۔ رجوگن ہو کر برہمہ روپ ہو کر جاندار ول کا پیدا کرنیوالے

اورتموگن ہوکر رُدر سروپ
سے جیووں کا ناش کرنیوالا
**بھوت بھرت** - ستوگن بشکر
بشن روپ سے پرورش کرنے
والا
**بھاوَ** - پرپنچ روپ سے پرگٹ ہونے
والا
**بھوت بھاونا** - جیووں کا پیدا کرنے والا
**بھوت آتما** - جیو ماتر کا آتما اور عقل دینیوالا
**پوت آتما** - گن جنم کرم وش اور
سے علیحدہ کیونکہ پرہم پرکاش کا
سگن کیول اپنی اچھیا سے ہوتا ہے
**پرماتما** - سرب ویاپک - سب میں
جلوہ افگن دنیاوی کام اور تعلقات
سے علیحدہ ہونے والا - لطیف
اور پاکیزہ مجسم نورانی رُوح
مکتی کا پرکاش کرنے والا - پرم
آتما - یعنی جوگیشر
**مکتا نام پرما گتی** - پرماتما جو مکت
کا استھان ہے -
**اویئہ** - جو فانی نہیں - ہمیشہ اور
باقی ہے -
**پرش** - جو برہم روپ شریر میں آرام
کرتا ہے -
**ساکشی** - ظاہر و باطن کا دیکھنے والا

**کشیترگ** - گیاتا شریر کا نام
**ابناشی** - جس کا ناش نہ ہو
**یوگ** - یوگ روپ ہوکر گیان
اور اندریوں کو ایک کر
دیتا ہے -
**یوگ بدا ناتھ نیتا** - یوگ جاننے
والا اور ظاہر کرنے والا
**پردھان پرش ایشر** - مایا اور
جیو کا ایشور
**نارسنگھ بپو** - نرسنگھ اوتار
دھارن کرنے والا
**شریمان** - لکشمی جی جس کے ہر وقت
پاس رہتی ہیں - کیشی راکھس
کا قتل کرنیوالا -
**پرشوتم** - مایا اور جیو سے اتم
**سرب** - کہ مایا اور جیو کا استھان سرب
**اپرشی** - الوپان یا اپمان سے ظاہر
نہ ہونیوالا - اپنی قدرت سے
ظہور کرنے والا
**رشی کیش** - اندریوں کا سوامی
اندریوں میں شکتی دینے والا
سورج چاند جس کی اچھیا سے
پیدا ہوتے ہیں - یعنی جیالاؤں
کا سوامی -
**پدم نابھ** - کنول جس سے برہما پیدا

ہوئے۔ اس کی ناف میں ہے
اسر پرکھو۔ دیوتاؤں کا مالک
بسوکرماں۔ بسوکرماں روپ
سنسار کو پیدا کرنے
والا
منو۔ پرجاپت ہو کر منتروں کا
اُپدیش کرنے والا
تشٹا۔ پرلے کے وقت سب
جیوؤں کا ناش کرنے والا
استھوشٹا۔ لازوال۔ قائم رہنے
والا
استھر پر دوھرو۔ پراچین اور
چلیشٹاؤں سے رہت
اگراہیہ۔ حواس خمسہ اور من جس
پر قابو نہیں پا سکتے
شاسوت
کرشن۔ کرشن اور شیام سندر کے
نام سے اوتار دھارن کرنیوالا
سوہتاکش۔ جس کی خون کی طرح
سرخ آنکھیں ہیں
پرکھوت۔ گیان اور ایشورج
سے ملا ہوا
استرک کو کدہاک۔ تین لوک
اور تینوں بایو برتھی اور تیج کا
اُتپت استھان

پوتر۔ پوتر کرنے والا یا کرانے والا
رشی دیوتاؤں سے بھی [illegible]
اور پاک ہے.
پرم منگل۔ جس کے دھیان سے آنند
ہوتا ہے۔ منگل روپ ہے
ایشان۔ سب جیوؤں کا مالک
پران دے۔ پران کا داتا۔ پران
کے پوتر کرنے والا
پران۔ پرماتما کل جیو یعنی پرانوں کا
پران ہے
جیشٹھا۔ جو سب کا اسپت ہے
پرجاپت۔ پرجا کا اُتپن کرنیوالا برہما
ہرن گربھ۔ سورج کی طرح انڈے
کے درمیان سے ظاہر ہونے
والا برہما
بھوگربھ۔ پرتھوی جس کے گربھ
میں ہے.
سریشٹھ۔ سب افضل ہے
مادھو۔ لکشمی پت جس کا نام ہے.
(معنی لکشمی اور دھو کے معنے
پتہ)
مادھوسودن۔ مدھو راچھس
کا مارنے والا
ایشور۔ کل قدرتوں پر قادر
بکرمی۔ صاحب قدرت

دھنورتن۔ دھنش دھاری
دھنش کا قابض
میدھادی۔ جو ہزاروں قسم
کے ہتھیار استعمال کرتا ہے
بکرم۔ جس نے تین قدم سے
تینوں لوک کی پیمائش کی
(باون اوتار)
کرم۔ نیک کرداروں کا معاون
بد اطواروں کا سزا دینے
والا۔
دروودھرش۔ جس کو دیت زیر
نہیں کر سکتے۔
کرتگ۔ پھل پھول و پتوں وغیرہ
سے بھی موکش دینے والا اچھے
برے کرموں کا جاننے والا
کرتے سب کا آتما ہونیسے کرم اور
اپائے میں دکھائی دینے والا
آتما وان۔ جو اپنی طاقت کاملہ
پر قادر ہے۔
سریش۔ دیوتاؤں کا ایشور
سرن۔ مظلوموں اور خلائق زدہ کا
دافع آزار
شرم۔ پرم آنند روپ
بیورتیا۔ دنیا کی پیدائش کا بیج
آہا۔ پرکاش ہونے سے دن خیال

کیا گیا۔
سموت سر۔ کال روپ سے بھی
ہر وقت نزدیک رہتا ہے
بشن پائل۔ سانپوں کی طرح
پکڑائی نہ دینے والا۔
پرتیہ۔ ہر ایک رمز کا واقف کار بہم
علیم
سرب درشن۔ سب کی آتما
اج۔ کل زمانوں سے علیحدہ ہے
خواہ ماضی ہو یا حال یا مستقبل
سرب ایشور۔ کل ایشروں کا ایشور
سدھ۔ سدھ سروپ
سدھی۔ سب چیزوں میں اُتم
پھل روپ
سرب آدی۔ سب جیووں کا کارن
اچیت۔ بھوت بھوشت برتمان
میں سامرتھ نہ رہنے والا
برکھا کپی۔ دھرم اور نیت روپوں
کا دھارن کرنے والا
امی یاتما۔ آتما روپ۔ بالکل آتما
سرب لوگ۔ جوگ دھاری
اندریوں سے علیحدہ
بسو۔ بسو روپ سب میں دیاپک
بہو منا۔ رنج و تکلیف سے علاوہ
شدھ چیت۔ یعنی پرماتما

**سمانا**۔ سب جیووں میں ایک ہی رس

**سمت**۔ سب میں پرکاش۔ اور سب سے الگ

**ست روپ**۔ جس کے کل امورات سے ہی ست ہیں

**سم** – لکشمی سے ملا ہوا

**اموگھ**۔ سب پھلوں کے دینے والا

**پنڈریکاکش**۔ کمل کے ہرے سے پرکاش کرنیوالا کمل کی طرح جس کی آنکھیں ہیں۔

**برکھ کرماں**۔ جس کی شناخت دھرم سے ہوتی ہے۔

**برکھاکرتی**۔ دھرم کے لئے اوتار دھارن کرنیوالا

**رودر**۔ سرشٹی ناش کرنے والا دُکھ دُور کرنے والا

**بھوسرا**۔ جس کے لاتعداد سر ہیں

**ببھر**۔ سرشٹی کا پیدا کرنے اور پالنے والا

**بسویونی**۔ بسووں کا گھر

**شوچی سروا**۔ فکر اور ترود دفع کرنے والا

**امرت**۔ جیون مکت

**سساسوت استھانو**۔ ہمیشہ قائم رہنے والا۔ جس کی کوئی صورت نہیں

**برار دھو**۔ جس میں جیو پرویش کرکے پھر نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی پرماتما میں ملجاتا ہے۔

**مہاتپ**۔ جس کا گیان سرشٹی ہوتا ہے۔

**سرنگیہ**۔ سب میں ویاپک اور ییاپت

**سرب بدبھالو**۔ سورج لوک میں پرکاش کرنیوالا۔ تیج

**لبشوک شینو**۔ جس کے دیکھتے ہی راچھس لڑائی سے بھاگ جاتے ہیں

**جناردھن**۔ جس سے سب جیووں کا کلیان ہوتا ہے۔

**ویدار**۔ وید کے منتروں سے گیان پیدا کرنے والا۔

**ویدیار**۔ ویدک کو جاننے والا اور اپنے آپ میں پالنے والا

**ابیانگیہ**۔ ظاہر و باطن جس کے روپ یکساں ہیں

**ویدانگ**۔ جس کے انگ میں وید ہیں۔

ویدوت۔ وید کا بچار رکھنے والا
کبی۔ بھوت کال کا گیاتا۔ سب دیکھنے والا
لوکا دھیکش۔ سب لوگوں کا نگران
سرادھیکش۔ دیوتوں کو درشن دینے والا
دھرمادھیکش۔ دھرم اور ادھرم کا نگراں
کرتاکرت۔ کام کا سبب پیدا کرنے والا
چترآتما۔ چار آتما دیکھنے والا
چتربیوہی۔ چار طرح کی مورتی میں بیت کرنے والا
چتر دِھنشٹر۔ ترسنگ روپ سے چار بھجا دھارن کرنے والا
چترنبھج۔ جس کی چار بھجا ہیں
ایکبھراکشتو۔ ایک رنگ سے پرکاش کرنے والا
بھوجنیہ۔ بھوگ روپ سے پایا روپ
بھوگتا۔ مدرو پ سے پایا بھوگنے والا
سہنشتو۔ ہرن کشپ دیت کا مارنے والا
جگدادجہ۔ ہرن گربھ سے پرگٹ ہونے والا۔
انگھہ
بجیون جتیا۔ گیان ویراگ سے سنسار پر قابو رکھنے والا
بسویونی۔ جس کا استھان بسوہے
پنرلسبو۔ سب جسموں میں جس کا پرکاش ہے۔
اپیندر۔ اندر سے بڑا
جرباون۔ باون اوتار سے راجہ بل کو چھلا
پرانسو۔ تین قدم سے سنسار اور اور تینوں لوک ناپنے والا
پنتجی۔ دھیان اور استتی سے پوجنے کے لایق
اورجت۔ جس کے پراکرم کی تھاہ نہ ہو
انلیندر۔ سبھاؤ۔ سدھی۔ گیان۔ الیثورج گنوں سے راجہ کو نیچا دکھایا
بیت سنگرہ۔ پرلے کال سب جو اس سے لین ہو جاتے ہیں۔
سگبھ۔ برہمانڈ روپ دھارن کرنے والا۔
دھرتاتما۔ ایک روپ آتما میں دھارن کرنے والا۔

یم - اپنے اپنے یم سے پرجا کو نیت
کرنے والا
یم - انتریامی یعنی عالم الغیب ہوکر
عاصیوں اور گنہگاروں کو سزا
دینے والا
وید - کل علموں سے ماہر
وید - جیوؤں کے کرم سے واقف
اور ان پر رحم کرنے والا
سداجوگی - جوگ رکھنے والا جوگیشور
بیرہا - دھرم کے لئے بڑے بڑے
بیرا اور راچھسوں کو قتل کرنے
والا -
مادھو - ودّیا پرچار کرنے والا -
مدھو - امرت کی طرح تکالیف سے
بچانے والا
اتیندریہ - جس کی کوئی آواز نہیں
و سب اندریوں سے علیحدہ
مہامایا - اپنی مایا میں لوگوں کو
پھانسنے والا
مہوتساہی - بڑی اتساہ والا -
جس کی مایا سرشٹی کی اتپت
اور ناش ہوتی ہے -
مہابل - بڑا زور آور - قادر قدرت
رکھنے والا -
مہابدھی - جس کے گیان اور عقل

کی تھاہ نہیں
مہابیریہ - خاک - باد - آب آتش
خلا کا پیدا کرنے والا
مہاشکتی - بڑی قوت رکھنے والا
مہادوتی - قدرتی تجلی - اور مجسم
سرتاپا - نور ہی نور
انردیشیہ بپو - بانی سے شریر والا
شری مان - لکشمی والا
امی یا آتما - کل جیووں کا مبصر
مادری دھرک - مندراچل
پربت سے سمندر متھنے والا
اور گوبردھن پہاڑ اٹھانے والا
مہیشو اسا - بڑی اور دھنش یا رکھنے والا
مہی بھرتا - پرتھوی کا سمندر سے نکالنے
والا
سری نواس - جسکے سینے میں
لکشمی براجمان ہے۔
سری نواس - جسکے سینے میں لکشمی
براجمان ہے۔
ستانگتی - ویدمریادا پر قائم رہنے
والوں کا مددگار
انرودھ - اتاروں میں کسی سے
پراجی نہ ہونے والا
سدانند - دیوتاؤں کا آنند دینے
والا

گوبنڈر۔ پرتھوی کا پالنے والا۔
اندریوں کا سوامی
گوبندانانگ پتی۔ یکتاؤں کا سوامی
میرنجی۔ تیجسوی کا بھی۔ تیجسوی۔
مہاتیج۔
دمن۔ جم روپ ہو کر گنہگاروں
کو سزا دینے والا۔
ہنس۔ ہنس روپ دھارن
کرنے والا۔ مایا جال سے
رہت۔ کل جیوؤں کے ساتھ
رہنے والا
سوپرنو۔ پچھی شریر۔ ہنس روپ
درختوں پر بیٹھنے والا
بھجگ اُتم۔ باسکی یا شیش ناگ
نابھی جس کی طاقت ہے۔
ہرن نابھی۔ سونے کی طرح کالیان
روپ والا۔ جس کی ناف
سے کنول پیدا ہوا
ست پا۔ نارائن کے روپ
مثنی من اور اندریوں کا ایک
کرنے والا
پدم نابھ۔ کنول کی نابھ سے پرکاش
کرنیوالا
پرجاپت۔ پرجا کا سوامی
امرتیوتما۔ جس کا ناش نہیں

سرب درک۔ دانستہ علم غیب
کرموں سے واقف
سنگھ۔ جس کے نام سے پاپ دور
ہو جاتے ہیں
سندھاتا۔ کرم پھل سے جیوؤں
کو پھل دینے والا۔
سندھمان
آستھر۔ ایک روپ سے رہنے
والا۔
اَج۔ اجنم۔ جس کا جنم نہ ہو
درمرشن۔ جسے راچھس اور دیت
بھی جیت نہ سکے
شاستا۔ سرتی سمرتی بنانے والا
بسرماتما۔ جس آتما سے ایشور
پہچانا جاتا ہے۔
سیرار ہا۔ اسروں کا ناش کرنیوالا
گرو کم۔ برہم ودیا جاننے والوں
کو اپدیش کرنے والا
دھام۔ جوتی سروپ
ست۔ ست کا بھی ست
ست پراکرم۔ ست پراکرمی
نمکھ۔ جوگ ندرا سے آنکھ نیچی کرنے
والا
نمکھ۔ گیان روپ اور مچھ روپ
ہونے آنکھوں کا بندھن کرنے والا

سرگوی - پانچ عناصر سے تن بنا کر کے تخلیق مالا دھارن کرنے والا۔
واچسپتی رودیاروی - وِدّیا کا سوامی - عالم الغیب
اگرنی - موکش جانے والوں کو پرم کا دینے والا۔
گرامنی - جیوؤں کا مالک
شری مان - سب سے زیادہ کانتی رکھنے والا
نیائے - نیائے شاستر کا بنانے والا
نیتا - دنیا کا تارنے والا۔
سمیر نا - پرماتما ہو کر دنیا کو دیکھنے والا
سہسر مورد جہار - جس کے ہزاروں سر ہوں
لبھوآتما - لبھو کی آتما
سہسراکش - جس کی ہزار آنکھیں
سہسرپت - جس کے ہزار پیر ہوں
آورتن - دنیا کو چکر کی طرح پھرانے والا
نورت آتما - دنیا سے علیحدہ
سمیرتہ - گپت ودیا سے واقف
سمیتر ورتھ - رودر روپ سے سنسار کا ناش کرنے والا

اہم درچاک اہم وزیک دن قائم ہونے کے لئے سورج روپ
موہنی - اگن روپ ہو کر دیوتاؤں کو ہوم سے پیدا رتھ پہنچانے والا
انل - حرارت عزیزی سے دنیا کا قائم رکھنے والا۔
دھرتی دھر تیش گنج - باراہ روپ سے پرتھوی کرنے والا۔
سوپرشاد - شیش پال اور لوکپال موکش دینے سے کرپالو اور دیالو ہوا
پرسن آتما - رجوگن - تموگن سے علیحدہ پرسن چت
لبھودھرک - لبھو کا بچے کرنے والا
لبھوبھک - لبھو کا بچے کرنیوالا
لبھو - ہرن گربھ روپ سے طرح طرح کے جسم دھارن کرنے والا۔
ستکرتا - پوجن کرنے والا اور ست کارج کرنے والا۔
ست کرتی - دیوتا بھی اس کی پرستش کرتے ہیں
ساودھو - سادھو روپ ہو بالفاف

کرنے والے
جنہو۔ اگیانیوں کا ناش کرنے والا
بھگتوں کا ستکار کرنے والا
نارائن۔ جل میں رہنے والا
جس کا استھان جل میں ہو
نر۔ جو آتماؤں کو اپنے میں لے
کرنیوالا
اسکھئے۔ جس کے سنکھیا کیطرح
نام روپ نہیں ہیں
شیوجی۔ زتجن اور پوتر
سدھارتھ۔ جس کے منورتھ سب
پورن ہونے والے ہیں۔
سدھ ساؤھن۔ جو سب کریاؤں
کا کرتا ہے۔
سدھ سنکلپ۔ جو اچھیا کرے
وہی ہو جاتے
سدبھارے۔ جیسا جس کا
کرم ہے پھل دیتا ہے۔
برکھ بکھو۔ بھگت جن منورتھ پھل
کرنے والا
شن۔ جگت کا سوامی
برکھ پروا۔ برہم سے منقسل ہونیوالو
کے لئے دھرم روپ زینہ
برکھودر۔ جس کے اودر میں کل
کائنات ہے۔

وردھی۔ بردھی کرنے والا
بردھان۔ پرپنچ سے بڑھنے
والا
بیکت۔ بردھ جگت ہوکر پرتھک
نیت رہنے والا
شرت ساگر۔ جس طرح سمندر
میں جل انتھاہ ہے۔ ویسے
وہی اس میں نیت کی تھا نہیں
سوبھج۔ خوبصورت بھجاؤں سے
دنیا رکھشا کرنے والا۔
وردھر۔ کل کائنات کا دھارن کرنیوالا
خود کسی سے نہ دھارن ہونیوالا
باگمی۔ وید جس کی بانی ہیں
بڑا اندر یعنی ایشروں کا
مہندر ایشور
بسد۔ دھن کا دینے والا
بسو۔ مایا سے آتما شروپ کو گپت
کرنے والا۔ سورج۔ ستارے
وغیرہ رکھنے والا۔
انیک روپ۔ مایا سے بہت
روپ رکھنے والا۔
برہدروپ۔ بڑی پرتھی وتل کو
دھارن کرنے والا۔
شپ لشٹ۔ لیشوؤں میں
جگ مورت۔ کرنوں کے مدھ

میں نیت جگ ۔
نیت پرکاش ۔ سب چیزوں
کا پرکاش کرنے والا
اوجس تیجو دیت دھر ۔ بل
پران ۔ شوریتا ۔ لکشنوں
کا دھارن کرنے والا
پرکاش آتما ۔ پرکاش سروپ
آتما والا
پرتاپن ۔ سورج سے سنسار
چلانے والا
رِدھ ۔ دھرم گیان ویراگ
سے بڑا ہوا ۔
اسپشٹاکشر ۔ جس کا اکشر اودھات
پرنو کلشن والا ہے
منتر ۔ رگ ۔ یجر ۔ سام کے منتروں
سے ظاہر ہونے والا
بھاسکر دیوتی ۔ سورج کی
طرح پرکاش کرنے کی
مہارت رکھنے والا
چندرانشو ۔ مخلوق کو چندرماں
کی کرنوں سے سیتل کرنے
والا
بھاسکر دوتی ۔ سورج کی طرح
پرکاش کرنے کی مہارت
رکھنے والا ۔

امرتانشو دبھو ۔ سمندر متھتے
وقت جو چندرماں نکلا ہے ۔ اس
کا استھان
بھانو ۔ سورج روپ سے دنیا
میں روشنی پھیلانے والا ۔
ششی بندو ۔ ماہتاب کی
مثال مخلوقات عالم کو آنند
دینے والا ۔
سریشور ۔ دیوتاؤں کا ایشور
اوکھد ۔ جملہ امراض کی دوا
جگت سیتو ۔ بھو ساگر سے پار
اترنے کا پل ۔
دھرم پراکرم ۔ جس کا دھرم
گیان ۔ پراکرم بے سود نہیں
ہے
بھوت بھبیہ بھون ناتھ ۔
ماضی حال ۔ مستقبل تینوں
زمانوں میں جیوؤں پر
دیا کرنے والا ۔ اور پاپ
کرموں سے دکھ دینے والا
سب جیو جس سے رحم کے
خواستگار ہیں ۔
پون ۔ تیز چلنے والا ۔ سنسار
کو پوتر کرنے والا
پاون ۔ اگن اور ہوا سے سب

کو پوتر کرنے والا۔
انل۔ پرانوں کو آتما بھاؤ سے پورن کرنے والا
کام ہا۔ بھگتوں سے نفس امارہ کا ناش کرنے والا
کام پرد۔ بھگتوں کی خواہشات بر لانے والا۔
کام کرت۔ مقصدوں کا مقصد نکالنے والے۔ پتا روپ سے پردومن کا پیدا کرنے والا۔
کانتی۔ سنسار کا پیارا۔ رستی منی اور برہما کے رہنے کا مسکن
کامی۔ غیر کی بھلائی چاہنے والوں کا ساتھی۔
کام پرو۔ بھگتوں اور رکھیوں کا مقصد نکالنے والا
پربھو۔ سب کا سوامی
یگیادکرت۔ جگ کا پورن کرنے والا۔
نیک مائے۔ بہت سی مایا رکھنے والا
مہاشن۔ پرلے کال میں سب کا نگلنے والا

ادرش۔ سب سے گپت نظر نہ آنے والا
بیکت۔ حاضر وناظر جس کا لقب ہے۔
سہسرجیت۔ ہزاروں اسروں کا جیتنے والا
انت جیت۔ جس میں انتہا طاقت ہے۔ سب کا جیتنے والا۔
اشٹ۔ سب کا اشٹ دیو سب کا پیدا کرنے اور آنند دینے والا
بشسٹ۔ انتریامی۔ عالم الغیب
شش نیشٹا۔ سب سے واقف۔ گیانیوں کا پیارا
سکھنڈی۔ مور مکٹ دھارن کرنے والا۔
نہک۔ جس کی مایا میں سب جیو پھنسے ہیں
برکھ۔ خواہشات اور مقصد کا پورا کرنے والا۔
کرودھا۔ سادھوؤں سے غصہ دور کرنے والا۔
کرودھ کرت کرتا۔ سادھوؤں

پرجو غصّہ کرتے ہیں ان کو سزا دینے والا۔
بسوباہو۔ اپنی بھجاؤں پر پرتھوی کا دھارن کرنے والا۔
اچیت۔ چھ طرح کی بپریت وشاروں سے علیحدہ
برتھت۔ سنسار کے کرموں سے پوچھا ہوا
پران۔ شریر میں جیو آتما ہو کر پوشن کرنے والا
پران دے۔ دیوتاوس راچھوں کی قوت بڑھانے والا
باسو انج۔ ادت اور کشپ سے پیدا ہو کر اندر کا چھوٹا بھائی ہوا
اپان ندھی۔ جلوں سمندر روپ نواس برہم کا استھان
اپرمت۔ نیک اعمالوں کے ثواب میں کوتاہی کرنے والا
پرتشٹ۔ اپنی مایا میں نیت
سکند۔ ہوا کے سروپ سے جیبیا کی کرنے والا
سکند دھر۔ دھرم کی راہ دکھلانے والا
دھوریا۔ جیوؤں کے جنم مکشن بنانے والا
بردو۔ دلی مراد بر لانے والا
بایو باہن۔ ساتوں ہوا کا چلانے والا
باسدیو۔ سب کو مایا سے دیکھنے والا اور موکش کو دینے والا
بر بدبھانو۔ جس کے نور سے سورج اور چاند روشن ہیں
اُودیو۔ جس کے اشارے سے کائنات پر ہوتی ترنکار جوتی سروپ جس کا نام ہے
پورندر۔ آسروں کے پروں کا توڑنے والا
اشوک۔ رنج و افکار سے علیحدہ آنند روپ
تارن۔ بھوساگر سے تارنے والا
جنم مرن۔ موت زندگی سے چھڑانے والا
سور۔ قادر۔ قادر
شوری۔ سوربیروں کے یہاں جنم لینے والا۔
جنتی سور۔ جیو آتما کا ایشور
انکول۔ آتما روپ سے سب کا پیارا
ستاورت۔ دھرم کے لئے سینا رو لیا

اوتار دھارن کرنے والا۔
**پدمی**۔ کنول ہاتھ میں رکھنے والا
**پدم نبھیکشن**۔ کنول کی مثال جس کی آنکھیں ہیں
**پدم نابھہ**۔ جس کی ناف میں کنول ہے۔ جس کی ناف سے اُچھوتن ہیں
**اربند اکشن**۔ کنول لوچن جس کا لقب ہے۔
**پدم گربھہ**۔ جس کے ہردے میں کنول ہے۔ اسکی اُپاسنا کرنا چاہیئے
**بھرت**۔ اپنی مایا سے جیو آتما شرر دھارن کرنے والا۔
**مہردھی**۔ جس کی مہا بھوتی ہے۔
**رودھی**۔ پرپنچ روپ سے بردھی پانے والا۔
**برودھاتما**۔ جس کی پرانی اور سناتن آتما ہے
**مہاکش**۔ جس کی بہت بڑی آنکھیں ہیں۔
**گرڑ دھج**۔ جس کی دھجا گرڑ کی پہچان ہے
**اَتل**۔ اس کی مثال کوئی نہیں۔
**شربھ**۔ شریروں میں جیو آتما

روپ سے ظاہر ہونے والا۔
**بھیم**۔ جس کے ڈر سے سب کانپتے ہیں
**سم جگ**۔ دُنیا کی پیدائش اور ناش ہونیکے بھیدوں سے واقف۔ سب جیوون میں یکساں
سنسار جن کا پوجن کرتا ہے۔
**ہوربہری**۔ سب پاپوں کا ناش کرنے والا۔
**لکشنو**۔ جس کا گیان سب پر روشن ہے کہا گیا ہے۔
**لکشمی وان**۔ جس کے سینہ میں لکشمی کا باس ہے
**سمے تم جیہ**۔ میدان کارزار میں اسی کی وجے ہوتی ہے۔
**وکشر**۔ ابناشی
**روہت**۔ اپنی اچھیا سے مُنّشی اوتار دھارن کرنے والا
**مارگ**۔ جس کی تلاش سے موکش ملتی ہے۔
**ہیت**۔ اوپادان کارن
**دامودر**۔ اُودر میں سرشٹی کا دھارن کرنے والا
**سہ**۔ سب کو سہن کرنے والا
**مہی دھر**۔ پربت روپ سے پرتھی

قائم کرنے والا۔
مہابھاگ۔ پرتھوی کے بھوگوں
کا بھوگنے والا۔
بیگ وان۔ جلد چلنے والا
امتا اشن۔ اندازہ سے باہر
لاتعداد۔ لبھو کا بھکشن کرنے
والا۔
ادبھو۔ جو سنسار سے علیحدہ ہے
کشوبھن۔ پرش میں اُتپاتک
پرکرتی پرویش کرکے سب
کو چلایمان کرنے والا
دیو۔ اسُروں کا نجے کرنے والا۔
سب جگہ ورتمان
سری گربھ۔ تمام جگت جس کے
اودر میں ہیں
پرمیشور۔ تمام دنیا پر جس کا حکم
چل رہا ہے
کرن۔ آسانی اور سہولیت سے
دنیا پیدا کرتا ہے۔
کارن۔ سرشٹی کا کارن۔ جس طرح
گھڑے مٹی سے بنتے ہیں
کرتار۔ سارے سنسار کا کرتا۔
بکرتا۔ بچتر بھونوں کے رچنے والا
گہنو۔ جس کا جمال دیکھنے کی کسی
سمرتھ نہیں

گوپا۔ مایا سے اپنے آپ کو علیحدہ
رکھنے والا۔
بھوسایہ۔ جس کے نام سے اعتراض
اور سنشے دفع ہوجاتے ہیں
بیوستھان۔ چاروں برن چاروں
آشرم کو علیحدہ علیحدہ بچار
کرنے والا۔ لوکپالوں کا ادھیکاری
سنستھان۔ جو تمام جیووں کا استھان
ہے۔
ستھان دے۔ دھرو وغیرہ
کو کرم کے لحاظ سے استھان دینے
والا۔
دھرو۔ ابناشی
پرردھی۔ بھوتی جس کی سب
سے اعلیٰ ہے
پرم سپشٹ۔ نہایت خوبصورت
اور حسین ہونے سے سدھ
روپ اور آزار ہے۔
تشٹا۔ ایک روپ ہونے سے
آنند روپ
سوبھیکش۔ جس کے درشن سے
کلیان ہوتا ہے۔ موکش ملتی
ہے۔ بھوگیوں کو بھوگ دیتا
ہے۔ پاپیوں کو پاپ ملتے ہیں
اور دنیا دور ہوتی ہے

رام۔ جس کے انگ میں جوگی رم رہے ہیں۔ سری رام اوتار سے پرتھوی کا بھار اتارنے والا۔ جڑ اور چیتن سے رم رہا ہے۔

برام۔ جس میں جیووں کا انت ہوتا ہے۔

برج۔ جس کی پریت وشیوں میں نہیں ہے۔

مارگ۔ موکش چاہنے والے جس مارگ سے امر ہوتے ہیں وہی مارگ ہے۔ دوسرا نہیں

نیئی۔ پورن گیان سے پرماتما روپ ہونیوالا۔

ؔنی۔ مکتی سے ملا ہوا

انیہ۔ جس کے سوا دوسرا نیت نہیں ہے۔

بیر۔ بڑا بہادر۔ بلی۔ بلوان جس کی مثال کوئی نہیں۔

شت منا تنگ سر شیٹھ۔ برہما وغیرہ کے پیدا کرنے والا۔

دھرم۔ سب جیووں کا دھارن کرنے والا۔ دھرم سے اس کا پوجن ہوتا ہے۔

دھرم بدوتم۔ جس کی آگیا کی سمرتیاں پابند ہیں۔ اسی کا دھرم میں بکھان ہے

بیکنٹھ۔ آواگونوں سے نجات دینے والا

پرش۔ سب کے پاپوں کا دور کرنے والا۔

پران۔ پران روپ سے سب کے دیکھنے والا۔

پران دی۔ پرانیوں کا پران دینے والا۔

پرتھی۔ دیوتا پرنام کرتے ہیں۔ وہی الیشور ہے۔

پرتھو۔ پرپنچ روپ سے بستار ہونے والا۔

ہرن گربھ۔ برہمانڈ سورن روپ ہے۔ اسی کے بیرج سے پیدا ہوا

شتر گھن۔ دیوتاؤں کے دشمنوں کو مارنے والا

بیاپت۔ کارن روپ سے سب کارجوں میں بیاپک ہے۔

بایو۔ ہتھی گمند۔ وہی ہے۔

ادھوکشج۔ جس کے بھیدوں کو عقل رسا بھی نہیں پہنچی۔

رِتُ ۔ موسموں میں قدرت کاملہ ہوکر دکھلائی دینے والا۔
سودرشن ۔ موکش کا پھل دینے والا۔ بھگتوں کو سکھ دینے والا۔
کال ۔ کال روپ سے سب کو سنگھارتا ہے۔
پرمیشٹی ۔ ہردے میں دھیان سے پرگٹ ہوتا ہے۔
پریگرہا ۔ سب استھانوں میں جس کا ورتمان ہے۔ بھگتوں کے آدھین ہوکر دکھوں کا ناش کرنے والا۔
اوگر ۔ جس کا نام قہار ہے۔ اسی کے خوف سے سب اپنے کرم کر رہے ہیں۔
سمستسر ۔ جس میں سب جیوؤں کا نواس ہے۔
دکش ۔ سب کرموں کے جلدی کرنے میں ساودھان
بسرام ۔ بھگتوں کے کشل اور سنگرموکش چاہنے والا
بسودکشن ۔ سنسار کا سوامی یا سنسار کے کاموں میں ساودھان
بستار ۔ جس سے بستار پرگٹ ہوتے ہیں

استھاور استھانو ۔ پرتھی اور اور آکاش جس کا استھان ہے
پرمان ۔ گیان روپ سے جو پہچانا گیا۔
بیج بیہ ۔ اپناشی اور سنسار کی پیدائش کا سبب
ارتھ ۔ آنند روپ سے سب کا پیارا
انرتھ ۔ جسکے سمرنے سے مرادیں برآتی ہے۔
مہاکوش ۔ جس کا خزانہ اپار ہے
مہابھوگ ۔ مہابھوگ بھوگنے والا
مہادھن ۔ جس کا دھن بڑے بھوگوں سے سادھن ہوتا ہے
انرش ۔ جسکے سب منورتھ سادھ رہتے ہیں
استھرلیشٹ ۔ براٹ روپ سے دکھائی دینے والا کلشن
ابھوت یا ابھوا ۔ اجنما ہوکر پرتھوی روپ ہوا
دھرم یو ۔ بھگت اس کی چاہ کرنے والے بندھن سے چھوٹ جاتے ہیں۔
مہامکھ ۔ جس کے ارپن سے جگ

سپھل ہو جاتے ہیں
نکشتر نیمی - نکشتر چکر کا ہردا
نشن ہے
نکشتری - ستاروں میں مثل
ماہتاب روشن ہے۔
کشیم - سب کرموں کا کرتا ہے۔
کشاتم - سب جیووں میں آتما
روپ
سمیہن - سنسار کے کرموں کے
لئے رحم آمیز نظر ڈالنے والا
جگت - جگ سرشٹی کا کارن
انجے - جگ میں جن دیوتاؤں کا
پوجن ہوتا ہے۔ وہ انت
میں اسی کو پہچانتا ہے۔
یجیہ - دیوتاؤں میں پوجنے کے
لائق
کرت - جگہ - کنبھ - سنجگت
ستم - ست پر قائم رہنے والوں پر
دیاوان
تنامکتی - موکش دینے کا استھان
سرب درشٹی - سکئے اور بغیر کئے
ہوئے کرموں کا نگران
جگت آتما - جگت روپ
سرماگیا - سرب روپا برہم
گیانی روپ

ہتیم - گیان سروپ
ستیہ درم - برت والا
سنمکھ - سب دشاؤں کے جاننے
والا۔
سوکشم - پانچوں عناصر سے علیحدہ
سکھوش - میگھ کی شان بشال
روپ
سکھد - اچھے کرم والوں کو سکھ
دینے والا۔
سوہرت - اپکار کرنے والا
منوہر - من ہرنے والا
جیت کرودھ - جس نے کرودھ
کو جیت لیا۔
بیر باہو - اسروں کو مارنے والا
وید مریادا قائم کرنے والا۔
بدارنا - پاپیوں کو مارنے والا۔
سواپن - سب جیووں کو موہ
میں ڈالنے والا۔
سبھو - پیدا کرنے اور مارنے میں
یکساں حالت رکھنے والا
بیاپی - سب چیزوں میں بیاپک
مثل آکاش کے
نیکاتما - سنسار میں جلوہ دکھانے
والا۔
کرم کرتا - پیدا کرنے والا اور

پالنے والا۔
بستر۔ سب میں نواس کرنیوالا
بدشل۔ بھگتوں سے پریت
کرنے والا۔
تپسی۔ جگت چلتا
رتن گربھ۔ رتنوں کا سمندر
دھنیشور۔ دھرموں کا ایشور
دھرم گپ۔ اوتار لے کر دھرم
کی رکھشا کرنے والا۔
دھرم کرت۔ دھرم و ادھرم
سے رہت دھرم کرنے والا
دھرمی۔ دھرموں کو دھارن
کرنے والا
سد ست۔ ست برہم
است۔ جو مایا کی بھانتی ہے
اکشر۔ سب جیو روپ آپ ہے
اکشر۔ برہم اور اکشر بھی آپ ہے
اسگیاتا۔ جیو آتما روپ ہے۔
اور اس سے الگ ہے۔
سہنسرانشو۔ جس کا جلوہ سورج
کی کرنوں میں دکھائی دیتا
ہے
بدھاتا۔ جیوؤں کا دھارن
کرنے والا۔
کرت لکشن۔ وید شاستروں
کا پرگٹ کرنے والا
گبھست نیمی۔ جیو میں ست روپ
ستّو ستھ۔ ستوگن روپ
سے جیوں میں قدیم
سنگھ۔ نرسنگھ روپ دھارن کرنے
والا۔
بھوت مہیشور۔ سب جیوؤں
کا ایشور۔
آدی دیو۔ سب سے پرتھم دیوتا
مہادیو۔ دیوتاؤں سے بڑا
دیوتا
دیوایش۔ دیوتاؤں کا ایشور
دیو بھرت گرو۔ دیوتاؤں کا پالن
کرنے والا
اتر۔ سنسار ساگر سے پار کرنے
والا
گووند۔ گئوؤں کا پالن کرنے والا
گوپتا۔ جیوؤں کا پالن کرنے والا
گیان گمیہ۔ گیان ہی سے ملنے والا
پراتن۔ جیون مرن سے رہت
شریر بھوت بھرت۔ پانچ عناصر
کے جسم پیدا کرنے والا
بھوگتا۔ آنند بھوگنے والا
کپی اندر۔ سری رام اوتار سے
بندروں کا سوامی

بھورے دکشنا - دھرم مریادا والا جس کے دکشنا دھرم ہے
سوم پہ - پوجنے کے یوگ - سوم پان کرنے والا
امرت - دیوتاؤں کو امرت پلانے والا۔
سوم - چندرمان سے دوائیوں کا پوکھن کرنے والا۔
پرو چیت - کل لوگوں پر فتح پانے والا۔
پرشوتم - لیوؤں کا پیدا کرنے والا۔
بنے - بدکاروں کو سزا دینے والا۔
جیہ - سب پر غالب رہنے والا۔
ست سندھو - سب سنکلپ
وارشنا ہیہ - وائیوں کے بنس میں جنم لینے والا
ساتو نام پتی - آنکھوں کو روشن کرنے والا۔
بھنی ساکشی - ساکش روپ
بلندید - مکتی دینے والا۔
امرت بکرم - بڑا پراکرمی

امبھوندھ - دیوتا - انسان رچھیں جل کا سمندر
اننت آتما - موت اور زندگی سے علیحدہ
مہودودھا شیہ - سمندر میں شین کرنے والا۔
انتک - سنسار کا ناش کرنے والا۔
ارج - کام دیو اتپن کرنے والا۔
تہارتے - قابل پرستش ہے
سوابیایہ - ایک طریقے سے رہنے والا۔
جیتامتر - دسوں اندریوں کو مغلوب کرنیوالا
پرموون - دھیانیوں کے دھیان میں آنے والا۔
آنند - آنند سروپ
نندن - آنند دینے والا۔
نند
ست دھرما - بہت دھرموں کے رکھنے والا
تریکرم - تین چرنوں سے تینوں لوک ناپنے والا
مہرشی کپل اچاریہ - کپل رشی اوتار دھارن کرنیوالا

کرتاگ ۔ جگت آتما
میدنی پت ۔ پرتھوی پت
ترپد ۔ تین چرن والی
ترودشا دھیکش ۔ جاگرت
سوپن ۔ سشوپت
وشاؤں کا ساکشی
مہاشرنگ ۔ باراہ روپ
سے پرتھوی سینگ پر
دھارن کرنے والے
کرتانت کرت ۔ سنسار
کا ناش کرنے والا۔
مہابرہ ۔ باراہ اوتار
گربھد ۔ وید منتروں سے پرگٹ
ہونے والا۔
ساکھن ۔ گن روپ سے
سنیاسے پرکاش کرنے
والا
کنک انگد ۔ سونے کے بازو
بند پہننے والا۔
گوہیر ۔ ہردے میں باس کرنے
والا
گمبھیر ۔ گیان سے بھرا ہوا
گہن ۔ نظر میں نہ آنے والا
گپت ۔ نظر میں نہ آنے والا
چکر گدادھر ۔ تنو روپ چکر

اور بدھ روپ گدا رکھنے والا۔
بیدھا ۔ سنسار پیدا کرنے والا۔
سوانگ چت ۔ سب کا کارن
کرشن دو ہی پائن ۔ بیان دیتا
دردڑھ ۔ جس کا زور دکھائی نہیں دیتا
شنکرسن ۔ پرلے کے وقت تمام رشتے
کھینچنے والا
پرن ۔ اپنی کرنوں سے کھینچنے والا
پارن ۔ پرن کا پتر ۔ لشٹ ۔ اگست
بھگوان کے روپ ہیں۔
پکش ۔ درختوں کی طرح اچل
نشکلمکش ۔ ہردے میں دھیان کیا
مہامنا ۔ سنسار میں پالن پوشن
اور ناش کرنے والا۔
بھگوان ۔ تینوں لوک کا مالک
بھگ ہا ۔ پرلے کے وقت کل ملافوبا
کا ناش کرنے والا
آنندی ۔ سکھ دکھ سب کا مخالف
اور سب سے ملا ہوا۔
بن مالی ۔ بیجنتی مالا دھارن کرنے
والا۔
ہل ایودھ ۔ ہل دھاری ہونے
سے بلدیو روپ کہلایا
اوت ۔ کشپ جی سے اُتپن ہو کر
بامن اوتار ہوا

جوتی راوت - جوتی سروپ
سہشنو - گرمی - سردی - برسات کا سہنے والا
گت ستم - جس کا استھان بہت اُتم ہے
سودھنوان - استری روپ ہو کر سارنگ دھنش رکھنے والا
کھنڈ پرس - پرسرام اوتار سے دشمنوں کا ناش کرنے والا
دارن - سن مارگ بردھی کا اُتپن کرنے والا
درون پرد - بھگتوں کی خواہش بر لانے والا۔
دیو سپرگ - سرگ کا اسپرش کرنے والا
سرب ورگ باس - وید شاستر پوران سے گیان کی راہیں دکھانے والا۔
باچس پتی یونج - ویدیادن کا سوامی
ترساج - شام وید منتروں سے اُتپن ہونیوالا
سیاماگ - شام منتر گانے والا
شام - شام وید روپ

نربان - موکش دینے والا
بھیشج - کل امراض کی دوائیاں
بیج - اُتپن کرنے والا۔
بھیکھک - سنسار راگ سے نجات دلانے والا
سنیاس کرت - موکش دینے کا سبب
شم - سنیاسیوں کو گیان اپدیش کرنے والا
شانت - سُکھ دُکھ سے علیحدہ
نشٹھا - پرلے کے وقت سب جیو جس میں لیت ہو جاتے ہیں۔
شانتی - سب ودیاؤں سے جُدا پرم روپ
پرائن - اواگون سے رہت سب سے بڑا سب سے بڑھ کر
سوبھانگ - درشنوں کے جوگ موہنی روپ دھارن کرنے والا۔
شانتی دے - شانتی دینے والا
سرشٹا - جیووں کا پیدا کرنے والا
ککد - پرتھی پر آنند دینے والا
کوبل شیمہ - شیش کی سیجا پر سونے

والا
گوپت - پرتھوی کا پت
گوپتا - اپنی آتما کا گپت رکھنے والا
بکھ بھاکش - منورتھوں کی رکھا کرنے والی جس کی آنکھیں ہیں
گوہت - پرتھوی کا بھار اٹھانے والا
پرکھ پریا - جس کو دھرم پیارا ہے
اندھورتی - دھرم سے علیحدہ نہ ہونے والا
لورت آتما - جو تمام چیزوں سے علیحدہ ہے
سنکشیپت - پرتھوی کے جیووں کو دیا روپ سے موکش دینے والا
کشیم کرت - شرن آئے ہوؤں کی رکھشا کرنے والا
شو - جس کے دھیان سے پوترتائی ہوتی ہے
سری بتس بکھش - جس کا دل سری وتس بکھش سے شوبھا دیتا ہے
شری باس - لکشمی جس کے سینے میں نواس ہے
شری پت - لکشمی جی کے پتی

شری منامبر - رگ یجر شام ویدوں کا مکھ
شری دے - بھگتوں کو لکشمی دینے والا
شری پتے - لکشمی کا ایشور
شری نواس - شریمانوں میں نواس کرنے والا
شری ندھ - سرب شکتیمان شری نیت ہے
شری بھاوتہ - کرم کے موافق جس سے لکشمی پراپت ہوتی ہے
شری دھر - لکشمی کے ہردے میں وراجمان رہ
شری کر - جس کی پوجا اور دھیان سے لکشمی ملتی ہے
شریہ - اپنا بھگتی سکھ دینے والا
شریمان - لکشمی رکھنے والا
لوک تریاشریہ - تریلوک کی رکھشا کرتا ہے
سوکش - جس کی آنکھیں کنول کی طرح ہیں
سندر انگ - سندر انگ والا
شتانند - جس کے دھیان سے آنند

بلنا ہے۔
آتمہ یمی۔ آتما میں رہنے والا۔
جیوترک گنیشر۔ ستوگن۔ رجوگن تموگن کا ایشور۔
بجیتاتما۔ من کا جیتنے والا
ابدھی یاتما۔ جس کے روپ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔
ست کرتی۔ ست کیرتی والا
چھن سنشی۔ جس کو آئندہ اور گذشتہ زمانے کے واقفیت ہے۔
اودیتان۔ سب جیووں میں مہا آتم
سرب بانسیچکش۔ جیتن بھاؤ سے دیکھنے والا۔
انیش۔ جس کے سوائے دوسرا ایشور نہیں ہے۔
شاستہ سٹھر۔ اچلن ہو کر بھی بپریت وسشا کو نہیں پراپت ہوتا۔
کھوشیہ۔ سمندر پر شین کرنے والا
کھوتن۔ اپنی اچھیا سے اوتار لے کر جیووں کے تارنے والا۔
بہوتیہ۔ جس سے کھوتیاں اُتپن ہوتی ہیں۔
لبشوک۔ پرمانند روپ شوق سے علیحدہ۔

شوک ناشن۔ جس کی پوجا سے رنج وفکر دفع ہوتی ہے۔
ارچش مان۔ جس کی بجلی سے سورج اور چاند میں نور ہے
ارچیت۔ برہما وغیرہ دیوتاؤں کا معبود۔
کمبھ۔ جو سب گھٹ میں ہے
لبشدھ آتما۔ رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن۔ سے رہت ہو کر پوتر آتما۔
لبشودھن۔ جس کے سمرن سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔
انرودھ۔ دشمنوں کے ادھین نہ ہونے والا۔
اپرترتھ۔ جس کا مقابلہ کوئی شہوار سپہ سالار نہیں کر سکتا۔
پردیومن۔ چار وید قائم کرنے والا
امت بکرم۔ جس کی طاقت اور توانائی کی تعداد نہیں۔
کال نیمی نہا۔ کال نیم راچھس کو نشٹ کرنے والا۔
بیر۔ دشمنوں کو نیچا دکھانے والا۔
شوری۔ سورج بنسی ہو کر رام چندر اوتار لیا۔

**جیشور** - اندر و بینا وغیرہ کا مددگار
**تری لوکتما** - تینوں لوک کا آتما۔
**تری لوکیش** - جس کا حکم تینوں لوک میں مانا جاتا ہے۔
**کیشو** - برہما۔ بشن مہیش۔ سکت جن کے بال ہیں
**کیشہا** - کیشی دیت کا قاتل
**ہری** - ہری روپ سے گج کو گرہ سے بچانے والا
**کام دیو** - موہنی صورت دھارن کر کے بھگتوں کے مقاصد دلی کو پورا کرنے والا۔
**کامی** - پورن کام
**کانت** - جس کا شریر بہت منوہر ہے۔ برہما جی اس میں رتے ہو جاتے ہیں
**کرتاگمہ** - شرتیاں۔ سمرتیاں۔ شاستروں کا بنانے والا
**انرو لیشیہ بپو** - جس کا کوئی روپ نہیں۔ نرگن۔ نرنکار
**بشن** - جس کا جلوہ تینوں عالم میں ظہور ہو رہا ہے۔
**بیر** - بیرگت والا
**اننت** - سرب بیاپی۔ سرب آتما روپ

**دھنجے** - پانڈوؤں میں ارجن اسی کا نام ہے۔
**برہمن** - تپ۔ وید۔ ست۔ گیان جاننے والے کو برہمن کہتے ہیں
**برہمہ** - تپ آدک کا اُپتت کرتا
**برہمی** - برہما ہو کر خالق سے موسوم ہوا۔
**برہم** - سچدانند جس سے بہتر کوئی چیز نہیں
**برہمہ بیودھین** - جگ تپ کا قائم کرنے والا۔
**برہم بد** - وید اور اس کے ارتھوں سے بخوبی آگاہی رکھنے والا
**برہمن** - وید پاٹھی برہمن اسی کا روپ ہے۔
**برہمی** - رشیش روپ کا برہمی نام ہے۔
**برہمگیہ** - اپنی آتما یعنی ویدوں کا گیاتا
**برہمن پریہ** - جس کے برہمن پیارے ہیں۔
**مہاکرم** - جس کے قدم نہایت وسیع ہو رہے ہیں
**مہاکرم** - جس کا بھاری کام سنسار کی اُتپتی ہے۔

مہا تیجو۔ اسی کے جلال سے سورج چاند روشن ہیں
مہورگ۔ مہارگ روپ
مہا کرتو۔ اشمید جگ کا روپ
مہا یجوا۔ لوگوں کی درستی کے لئے جگ کرنے والے
مہا جگ۔ جگیوں میں جپ جگ اسی کا روپ ہے
مہا ہوی۔ جس برہم میں تمام جگت کا ہون ہوتا ہے
ستیہ۔ جس کی سب استت کرتے ہیں
ست پریہ۔ جس کو استوتر بہت پیارا ہے۔
استوتر۔ جو اس کا استت کرتا ہے پرم پد پاتا ہے۔
استت۔ استت کرانے کی طاقت دینے والا۔
استوتا۔ اپنی استت آپ ہی کرتا ہے۔
رن پریہ۔ جس کو جنگ بہت پیاری ہے۔
پورن۔ سب طاقتوں سے بھرپور
پریتیا۔ دھن دولت بڑھانے والا

پونیہ۔ جس کے سمرن سے پاپ دور بھاگتے ہیں
پونیہ کیرتی۔ اپنی شکتی سے جیوں کے پونیہ کو بڑھانے والا۔
انامی۔ روگ سے جس کو دکھ نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کو کوئی روگ ہوتا ہے۔
منوجو۔ جس کا ویگ من کے برابر ہے۔
تیرتھ کر۔ چودہ ودیا کا اپدیش کرنے والا۔
بسو ریتیہ۔ پہلے سورج روپ انڈا ہوا۔ جس کی روشنی ہزار سورج سے بڑھ کر تھی۔
بسو پردھو کش۔ پھل دینے والا
باسدیو۔ باسدیو کا پتر باسدیو نام ہوا
بسو۔ جس کا نواس سب جیوں میں ہے۔ اپنا سروپ آپ ہی دیکھنے والا
بسو منا۔ سب رشیوں میں لیت ہونے والا۔
ہوی۔ برہم روپ ہب بھی ہے

سدگتی - جو اس کو برہم جانتے ہیں اسی ملتا ہے۔
ست کیرتی - جس کا شبھ کرم سنسار کی پیدائش سے ہوتا ہے۔
تسار - سجاتی اور بجاتی بھیدوں سے علیحدہ - برہم روپ
سد بھوت - بہت روپوں سے پرکاش کرنے والا۔
ست پرائن - تمام چیزوں کا استھان
سورسین - جس فوج میں ہنومان ایسے جودھا ہوں اس کا مالک
جدو سرشٹ - جدو بنسیوں کے مورت اعلٰے سری کرشن
سنواس - گیانیوں کا رکھشا کرنے والا۔
سویامن - جمنا جی جس کی استری ہیں۔
بھوتا باس - جس میں سب جیو نواس کرتے ہیں
باسدیو - سورج کی طرح اپنی کرنوں سے سنسار کو روشن کرنے والا۔
سرباسن لیہ - جس ابناسی میں سب پران لے ہو جاتے ہیں۔
انل - جس کی قدرت کا اختتام نہیں
درپہا - ادھرمیوں کے دل کا اندھکار
درپدو - دھرم کے رستے پر گیانیوں کو چلانے والا۔
درپتا - آتما روپ سے امرت کے سواد لینے میں پرسن
دُردھرو - جو دھیان میں مشکل سے آسکتا ہے۔
اپراجت - اندر اور باہر کے روگوں سے دور رہنے والا
بسو مورت - کل کائنات اسی کا سروپ ہے۔
مہا مورت - شیش ناگ جس کی سیجا ہے - بشال سروپ نظر آنے والا۔
دیپتا مورت - جس کی مورت گیانیوں کو دکھلائی دیتی ہے۔
مورت مان - جس کا سروپ نیکی بدی سے علیحدہ ہے
انیک مورت - جس کے سروپ

لاتعداد ہے۔
**اَبیکت** ۔ بہت سے سروپ کرنے پر بھی نرنکار ہے۔
**ست مورتی** ۔ گیانیوں کو سروپ کرنے پر بھی نرنکار ہے۔
**سناتن** ۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا۔
**ایک** ۔ اکیلا ہے۔ اُس کا کوئی ساتھی نہیں۔
**انیک** ۔ جس کی مایا سے ہزاروں صورتیں نظر آتی ہیں۔
**سبھ** ۔ سب نام کا جگت ہے۔ اس میں چندرماں ہوکر پوجا کیا گیا۔
**کہہ** ۔ کہہ لفظی بھی اُس کا نام ہے (کہہ برہم) پرمیشور کا نام ہے
**کن** ۔ سب کا حامی۔ سب کا معین
**برہم پت** ۔ سوم سدھ برہم اسی کا سروپ ہے۔
**تت** ۔ جس کی دیا سے تمام کائنات وسیع ہوئی۔
**پدمتّم** ۔ جس کی پرستش سے موکش ملتی ہے
**لوک بندھو** ۔ سنسار کی بھلائی کے واسطے جس نے سمرتیاں سمرتیاں بنائیں۔
**لوکناتھ** ۔ جس سے خلق کو آزار پہنچتا ہو۔ اُس کو سزا دینے والا
**مادھو** ۔ لدھ کے خاندان اوتار لینے والا
**بھگت بتسل** ۔ بھگتوں کے معین اور ان کا معین
**سورن برن** ۔ سونے کی طرح جس کا رنگ جھلکتا
**مہانگ** ۔ جس کا مشرف سورج میں پرکاش کرتا ہے
**برانگ** ۔ جس کے اعضائے جسمانی خوبصورت ہیں۔
**چندنانگ** ۔ جس کے جسم سے چندن اور کافور کی خوشبو آتی ہے
**بیرہا** ۔ دھرم کی وجہ سے ہرن کشب راچھس کا بدھ کرنے والا
**بکھم** ۔ ادھرم کے خلاف اس کا ثانی کوئی نہیں۔
**نشونیہ** ۔ جس میں کوئی گن نہیں
**وِدھر تاشن** ۔ آپ اپنا معاون
**اچل** ۔ جو اپنی جگہ سے چلتا نہیں

جو گیان دھرم سے جدا نہیں
**چل**- ہوا کی طرح اڑنے والا
**امان**- جس کو کبھی غرور نہیں ہے
**مان دو**- بھگتوں کی بھلائی چاہنے
والا منحرف کو سزا دینے
والا-
**مان**- ایشور روپ سے قابل پرستش
**لوک سوامی**- جس کی حکومت
میں چودہ بھون ہیں
**ترلوک دھرک**- جس کے قبضہ
قدرت میں ترلوک ہیں-
**سومیدھا**- جس کی عقل کی انتہا
نہیں- عالی دماغ
**میدھج**- دنیا میں پرکاش مان
**دھن**- نیک مرادیں بر لاتے
ہیں-
**ست میدھا**- اچھی اور سچی
جس کی فہم ہے-
**دھرا دھر**- پرتھوی کو شیش روپ
رہ کر دھارن کرتا ہے
**تیجو برکھ**- سورج روپ سے پانی
برساتا ہے-
**دیوتی دھر**- پروردگار ہو کر اپنے
بھگتوں پر رحم کرنے والا-
**بھر تامبرہ**- ستھیار باندھنے والوں

میں افضل ہے-
**پرگرہ**- اندریوں کا باندھنے
والا-
**نگرہ**- قدرت کاملہ سے جو پیدا کیا
**بگرہ**- بھگتوں کی خواہش بر لانے
میں ہر وقت مستعد
**نیک شرنگ**- چار شرنگ
رکھنے والا
**گدا گرج**- منتر سے پرگٹ ہونے
والا-
**چتر مورتی**- جس کی سفید- سیاہ
سرخ زرد رنگ کی چار
مورتیاں ہیں
**چتر باہو**- چار بھجا رکھنے والا
**چتر بیوہ**- جس کے چار بیوہ (دھنیا
رپرش) وید پرش- مہاپرش
شری پرش ہیں
**چتر گت**- جس نے چار ورن قائم
رکھے-
**چتر آتما**- جو دنیا کے بھرم جنجال
سے علیحدہ ہے-
**چتر بھاؤ**- جس نے دھرم ارتھ
کام- موکش پدارتھ پیدا
کئے
**چتر وید**- چاروں ویدوں کا رکھنے والا

سے واقف

ایک پات۔ جس کا ایک قدم بسو پھیلاتا ہے۔

سما ورت۔ دُنیا کو بچانے والا

لوزت آتما۔ جس کا چت افعال شغیبہ سے جدا رہتا ہے۔

وِرجے۔ جس پر کوئی فتحیاب نہیں

دورتی کرم۔ جس کے غصّہ سے سورج کی آگ بھی مقابلہ نہیں کرسکتی۔

دُرلبھ۔ جس کے درشن مشکل سے پراپت ہوتے ہیں

درگم۔ دُکھ کے وقت جس کی یاد آتی ہے۔

ورگ۔ جو مشکل آسان کرتا ہے

دراباس۔ پرانا یام کرنے والے جوگی بھی جس کو نہیں پاسکتے

درارہا۔ بھگتوں کا کلیش دُور کرنے والا۔ اسروں کا قاتل

سوبھانگ۔ دھیان کرنے سے جس کی منوہر مورت دل میں پرکاش کرتی ہے۔

لوک سارنگ۔ جس میں جوگی لیت ہو جاتے ہیں

سوتنتو۔ جس کا نور طویل و عریض ہو کر جگت میں پرکاشمان ہے۔

تنتو بردھن۔ پرپنچ مغلوب کرنے والا۔

اندر کرمالا۔ جو اندر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

مہاکرم۔ پانچ عناصر جس سے پیدا کئے

کرت کال۔ دھرم روپ جس کے کرم ہیں

کرتاگم۔ بید و شاستر کا موجد

اودبھو۔ مخلوقات عالم کا موجد

سندر۔ جس کا جمال دیکھنے کے لائق

سندر۔ دیاوان

رتن نابھو۔ جس کی ناف رتن کی مثال ہے

سلوچن۔ جس کی خوبصورت آنکھیں سارا سنسار دیکھتے ہیں

وارک۔ قابل پرستش۔ برہماجی کا پیارا

باجنہ۔ بے مانگے مرادیں پوری کرنے والا

سرنگی۔ مس اوتار سے سرنگ لگانے والا۔

جتیت۔ دشمنوں کا ناش کرنیوالا
سرب بجے۔ جس کو ہر طرح
کا گیان ہے
سورن بندھ۔ جس کا جسم سونے
کی طرح جھلک رہا ہے۔
اکشوبھ۔ اندریوں پر غالب۔
راچھسوں کا فاتح۔
سرب باگیسر۔ برہما وغیرہ
کل دیوتاؤں کا سوامی
مہاہرد۔ جس کے دھیان سے
جوگی آنند کرتے ہیں۔
مہاگرت۔ جس کی مایا سے دکھ
دور ہوتا ہے۔ جو مہارتھی ہے
مہابھوت۔ تینوں کال میں تیج
دھاری یکساں
مہانِدھ۔ سب جیوؤں کی سرشٹی
میں بردھ اتم یعنی ترقی یافتہ ہے
مکند۔ جس کے رحم سے پرتھوی کا
بھار اتر جاتا ہے۔
کندر۔ بارہ روپ سے ہرناکش
کو قتل کرکے پرتھوی کا بھار
اتارا۔
کند۔ پرسرام روپ پر پرتھوی کا
دان دینے والا۔
پرجنیہ۔ برکھا روپ سے جیوؤں

کا پالن کرنے والا۔
پاون۔ جس کے دھیان سے
انسان پوتر ہوجاتا ہے۔
انل۔ بھگتوں کو آنند دینے والا
امرتانشو۔ سمندر سے نکلا ہوا
امرت دیوتاؤں کو پلانے
والا۔
امرت بپو۔ جس کے جسم میں
امرت ہی امرت ہے۔
سرب گیہ۔ کل امور سے ماہر
سرتو مکھ۔ سب طرف نگاہ رکھنے
والا
سلبھ۔ پھل پھول چڑھانے سے
خوش ہونیوالا
سوبرت۔ جو برت سے ملکتا ہے
سدھ۔ سوتنتر ہونے سے سدھ
شترجیت۔ دشمنوں کے برباد
کرنے والا
شترتاپن۔ شترووں کو عاجز
کرنے والا
نیگرودھو دمبر۔ جو آغاز و انجام سے
بری ہے
اودمبر۔ اودمبر پھل سے لبوڑوں
کا پالن کرنے والا
اسوتھ۔ جو آج ہے، وہ کل نہیں

یعنی زمانہ کا الٹ پھیر
جانور انگھری نسش - جانور اور
انگھری کا ناش کرنے والا
سہسر انسپت - جس کی نورانی
کرنیں سورج کی کرنوں
سے بار ہا روشن ہیں
سپت جہوا - پرکالی - کرالی
منوجو - مسو دھرم برنا - سوہت
سپھرت - شگنی - لبو ہنی
سب زبانوں کا موجد
سپت ودھا - جو سات طرح
کے پرکاش رکھتا ہے -
سپت باہن - جس کی سواری
میں سات گھوڑے ہیں
امورتی - جڑ چیتن روپ سے
جو شکتی نمود ہوئی - اس
سے علیحدہ
انگھ - جو عصیاں اور تکلیف
سے مبرا ہے -
اچنتیہ - سب پاپوں سے جس
کی ذات افضل ہے -
بھیکرت - بد اطوار بدکردار
کے دل میں جس کا خوف
رہتا ہے -
بھے ناشن - جس کی ذات

سے خوف دور ہو جاتا ہے
انو - سوکھشم آتما -
برہت - بہت یعنی برت
کرش - جس کی ذات ہمیشہ
قائم ہے -
استھول - سب کا آتما ہونے
سے ہمیشہ قائم ہوتا ہے
گن بھرت - ست - رج
تم تینوں گن دھارن
کرتا ہے -
نرگن - جس میں کوئی گن نہیں
مہان - جو خیال میں بھی نہیں
آسکتا - گیانیوں کا پیارا
ادھرت - پرکرتی کا دھارن
کرنے والا - جو دکسی
سے دھارن نہ ہونے
والا
سوودھرت - اپنی آتما سے دھارن
ہوتا ہے -
سواسی - کنول کی مثال جس
کا سندر روپ ہے
پراگ بنس - جس کا بنس بہت
ہی کثیر العیال ہے -
بنش بردھن - جو بنش کو
پہنچی ہے - اسکا ناش کرتا ہے

بھاربھرت۔ انیک روپ
بنے بھار اتارنے والا
اکتھت۔ جس کا بیان وید بھی
نہ کر سکتے
جوگی۔ جوگ کرنے سے جسکی پراپتی
ہوتی ہے۔
جوگیش۔ جوگیوں کا ایشور ہے
سرب کام دے۔ خواہشوں
کا پورا کرنے والا۔
اشرم۔ بھگت جنوں کا استھان
شرمن۔ اگیانیوں کا دکھ دینے
والا۔
کشام۔ مخلوقات۔ عالم کا ناش
کرنے والا۔
سوپرن۔ سوپرن نام گرڑ جس
کی سواری میں ہے۔
بایو باہن۔ جس کے خوف
سے ہوا چلا کرتی ہے
دھنسردھر۔ سری رام چندر
جی دھنش بان رکھنے والے
دھنر وید۔ دھنر وید سے
واقف۔ وہی ذات پاک
ہے۔
کونڈ۔ جاہلوں کو سزا دینا جس

کا کام ہے۔
دمتیتا۔ جمراج اور لوکراج
ہوکر دشٹوں کو سزا
اپراجیت۔ جس پر دشمن قابو
نہیں پا سکتے۔
دم۔ نفس امارہ سے مغلوبوں
کو سزا دینے والا
سرب سہ۔ سب کام جس
سادھ ہو جاتے ہیں۔
نیتا۔ سب اپنے اپنے فعلوں
سزا پاتے ہیں
نیم۔ جس کا کوئی بالا نہیں
یم۔ جس کی موت نہیں۔
ستوان۔ اچھے کرم جس
کو بھلے معلوم ہوتے ہیں
ساتوک۔ جو ستوگن سے بھرا
ہوا ہے۔
ست۔ اچھے دھرموان لوگوں
کے ساتھ ہر وقت موجود
اور محافظ
ست دھرم پراین۔ سب
دھرم کا استھان
ابھپرائے۔ قیامت کے روز
تمام خلق جس میں مل جاتی ہے
پریارہے۔ جس سے مقصد ملی

برآتے ہیں

اردہ۔ جو آچمن اور نمسکار کے
یوجا گیا ہے۔

پربہ کرت۔ بھجن کرنے والے
پرشوں کا ست کار کرنے
والا۔

پریت پردھنہ۔ بھگتوں کا
پریم اضافہ کرنے والا۔

پرجابھیں گت۔ جس کا نواس
آکاش سورج منڈل میں
ہے

جیوتی۔ جس کا نام نارائن ہے
جس کی جوت سب میں
پرکاش کر رہی ہے۔

سورج۔ جس کا جلوہ نہایت ہی
اعلیٰ اور منوہر ہے۔

بہت بھاک۔ دیوتاؤں کے
نام جو جگ کیا جاتا ہے۔
اس کا پھل نارائن سے ملتا
ہے۔

بیجو۔ کل چیزوں میں جس کا پرکاش
ہے۔ وہ تینوں لوک کا مالک
ہے۔

رب۔ سورج روپ سے رس
کھینچنے والا۔

بروچن۔ سورج اور اگن میں
اسی کا ظہور ہے۔

سوریہ کل شے کا قادر اور لکشمی
پیدا کرنے والا۔

سویتا۔ چودہ بھون کا مالک

رب ناوچن۔ آفتاب جس کی چشم منور
ہے۔

اننت۔ شیش بھی اسی کا روپ
ہے۔

ہت بھگ۔ جس کا بھوجن ہت
ہے۔

بھوگتا۔ جگت کا پالن کرتا ہے۔

سکھدہ۔ جس سے بھگت موکش پا
جاتے ہیں۔ رنج و غم سے نجات
ملتی ہے۔

انیک دے۔ جو بھگتوں کے دکھ
دور کرنے کی خاطر بار بار اوتار
لیتا ہے

اگرج۔ سب سے پہلے جس نے ہرن
گربھ روپ دھارن کیا۔

انرویت۔ جن کو دکھ۔ رنج و غم
و بکار مطلق نہیں ہے

سدا مرشی۔ جو اس کی شرن لیتے
ہیں نجات پاتے ہیں۔

لوکادھشٹیاں جس کے نام

سے نجات ملتی ہے۔ تینوں لوک جس کے ابرو کے اشارے میں چل رہے ہیں

**اُدبھت**۔ جس کا جمال میں بھی نہیں آتا۔ جہاں یوگیوں اور منیوں کی رسائی نہیں ہو سکتی

**سناتن**۔ جس کا روپ کال بھی ہے

**سناتن تم**۔ جو برہما اور رُدر سے بھی پہلے ہے۔

**کپل**۔ اگنی کا بڑوانل ہے۔ وہ کپل برن ہے۔ اس وجہ سے بڑوانل کہا جاتا ہے۔

**کپ**۔ اپنی کرنوں سے جل پی رہا ہے۔ باراہ اوتار دھارن کیا۔

**ابیّہ**۔ قیامت میں تمام کائنات ناش کر دیتا ہے۔

**سوستی بھک**۔ عیش و آرام جس کے نام سے اُتپن ہوتا ہے۔

**سوستی دہ**۔ جس کے نام سے بھگتوں کو آنند ملتا ہے۔

**سوستی کرت**۔ جو گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

**سوستی**۔ جس کا سروپ آنند کا مخزن ہے۔

**سوستی دکشن**۔ جس منگل روپ سے آنند ملتا ہے۔ جو پریم کے بس ہے۔

**ارودر**۔ جس کے سروپ کرودھ کرم ترپت اور رودر ہے۔

**کنڈلی**۔ شیش ناگ روپ ہو کر کنڈل دھارن کرتا ہے۔

**چکری**۔ سودرشن چکر جس کا ہتھیار ہے۔

**بکرمی**۔ تمام سنسار کے وجے کرنے والا

**اوجت شاسن**۔ جس کے لکشن سُرتی سمرتی سے ظاہر ہوتے ہیں

**شبد اتگہ**۔ جس کی کوئی بانی نہیں اور نہ جو من رکھتا ہے۔

**شبد سہ**۔ وید جس کی اُستتی کرتے ہیں

**سشش**۔ جو سنساریوں کو آرام دیتا ہے

**سرب ریکرہ**۔ جو گی جس رات میں جاگتے ہیں۔ اور جس میں سنسار سوتا ہے۔ ان دونوں راتوں کا پیدا کرنے والا

اکرودہ۔ سب منورتھ سدھ ہونے
اور نہ ہونے سے جس کو غصہ
نہیں آتا۔
پیش تو۔ جو شریر کرم بانی سے
شوبھا دے رہا ہے۔
وکش۔ جس میں رشنکت۔ شنگر
سکرم۔ کرتا اور سمرتھ) گن
ہیں۔
وکشن۔ جگت کا سوامی ہوکر سنسار
کا ناش کرتا ہے۔
اشمنا میر۔ جو تمام پرتھوی کا بھار
اُٹھا کر بھی افسردہ نہیں ہوتا
بادوتھم۔ اس کا گیان کل کائنات
پر گٹ ہے۔
بیت بھے۔ وہ سب کا ایشور ہے
اسکو کسی کا خوف نہیں۔
بن شروِن کیرتنم۔ جس کے نام
سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔
اوتارن۔ سنسار کے سمندر سے
وہی بیڑا پار لگاتا ہے
وشن کرتہا۔ جس کے تمام
عصیان کے عذابوں سے
نجات دلاتے ہیں
پُنیہ۔ جو پرانوں کے سننے کا پھل
دیتا ہے۔

دوسپن ناشن۔ جو دوسپن کے خراب
پھلوں کو ضائع کرتا ہے۔
بیرہا۔ سنسار کے مصائب اور
کلفتوں کو ناش کرتا ہے۔
رکشن۔ ستوگن روپ سے تینوں
لوگوں کی تکلیفیں دور کرتا
ہے۔
ساتت۔ ست مارگ میں سنت
روپ ہے
جیون۔ تمام جیووں کی (پران
روپ ہوکر) عمر بڑھانے
والا۔
پریہ دستھت۔ اطراف عالم جس
میں نیت ہیں
اننت روپ۔ جو شیش روپ
سے تمام جیووں میں پرپنچ
دکھا رہا ہے۔
اننت شری۔ جس کی طاقت
کا وار پار نہیں۔
جت منیو۔ غصہ پر قابض۔ جو غصہ
ذرا بھی نہیں کرتا
بھیاپہا۔ جنہیں وحشت اور
خوف ہوجاتا ہے۔ ان کا
محافظ
چترسر۔ منصف مزاجی سے کریوں

کا پھل لوگ پاتے ہیں

گنبھیر آتما - جو حلیم ہے

بدش - جو جس لائق ہے اُس کو ویسا پھل دیتا ہے۔

بیادش - جو اس حسب مرتب فائق

وش - وید منتروں سے پھل دینے والا۔

اناد - جو ہمیشہ سے ہے جس کا آغاز نہیں

بھور بھوہ - سب جیووں کا اُدھار کرنے والا۔

لکشمی - جس کی آتما لکشمی روپ ہے

سوبیر - جس کے کرنوں کی شوبھا بیان نہیں جا سکتی۔

روچر انگد - جس کے دونوں بازو آرام دیتے ہیں

جنن - جیووں کے بنانے والا۔

جن جنما - منشوں کی زندگی کا سبب

بھیم - جس نام سے خوف دور ہوتا ہے۔

پراکرم - افتاروں کی طاقت سے اسروں کے دل میں دہشت سمائی ہے۔

ادھارنیو - پنچ تت سے اودھاریوں کو اُدھار کرتا ہے

دھاتا - قیامت میں سب جیووں کو بھکشن کرنے والا۔

پشپ ہاس - جس کی ہنسی پھولوں کو مات کرتی ہے

پرجاگر - جو ہمیشہ جاگتا ہے

اُردھگہ - جو دیوتاؤں کا بھی افسر ہے

ست پتھا چار - ست پرشوں کو کلیان دینے والا۔

پران دے - ضعیف مخلوق میں طاقت عود کرنے والا ضعیفوں کو جوانی دینے والا

پرنوے - اونکار روپ اُسی پرماتما کا ہے۔

پن - عذاب و ثواب کے پھل دیتا ہے۔

پرمان - سوئم پرکاش روپ سے گیان سروپ ہوا

پران نیہ - جس کے روپ سے تمام جیولیت ہو جاتے ہیں

پرانت بھرت - ان روپ سے جانوں کا پالنے والا۔

پران جیون - پرانوں کا جیون کرنے والا۔

تتو۔ پرمیشر
تتو۔ جو آتما کو جانتا ہے۔
ایکاتما۔ جس کی ایک ہی آتما ہے
اسی آتما سے سب میں پرویش
کرتا ہے
جنم مرت جرا تگہ۔ جو موت اور
زندگی سے رہت ہے۔
بھور بھوہ سوہ سترو۔ بھون سے
تینوں لوک کی تارن کرنے والا۔
تار۔ سنسار ساگر سے تارنے والا۔
سپتا۔ لوگن کا اُتپن کرنے والا سب
کا پتا
پرپتامہ۔ برہما کو بھی جس نے پیدا
کیا۔ اس سے پرپتامہ ہوا۔
جگ۔ جس کا روپ جگ ہے۔
جگت پت۔ جگوں کا سوامی۔
یجوان۔ ججمان روپ
جگ ناگ۔ جس کے انیک جگ
کا نگہبان
جگ باہنہ۔ جگوں کے پھل
دینے والا
جگ بھرت۔ جگ کا محافظ
جگ کرت۔ آغاز و انجام جگ
کا نگہبان
جگی۔ جن جگوں میں اس کی پوجن

ہوتی ہے۔ ان کا پردھان
جگ بھگ۔ جگ بھوگنا
جگ سادھن۔ جگ کے پھل
دینے میں سادھان
جگیا تنت کرت۔ جگ کا سماپت
کرنے والا
جگ گو ہیم۔ گیان جگ پورن
کرنیوالا
اَن۔ ان روپ سے سب کو پالتا
ہے
انیاد۔ سب جگت سوم روپ ہے
آتم یونی۔ اپنے آپ آتما ہے۔
دوسری آتما نہیں ہے
سویم جات۔ اپنے آپ پیدا ہونے
والا۔
بیکھان۔ بارہ روپ سے
پرتھی دھارن کرکے ہرناکش کا مارنے
والا۔
شام گاینہ۔ سام وید منتروں کا
گانے والا۔
دیوکی نندن۔ دیوکی ماتا سے
پیدا ہونے والا۔ برہما دک
دیوتاؤں کا دیوتا۔ دیوکی کا پتر
ہے
سرشٹا۔ سنسار کرتا

**اکشیش** ۔ رام چندر سروپ سے پرتھوی کا مالک
**پاپ ناشن** ۔ جس کے دھیان سے پاپ دھو جاتے ہیں
**سنگھ بھرت** ۔ سنگھ روپ دھارن کرنے والا۔
**نندکی** ۔ نندکی نام تلوار جس کا ہتھیار ہے۔
**اکشوبھیہ** ۔ جس کو کوئی جیت نہیں سکتا ۔ **یدھ** ۔ کل شستر جس کے ہتھیار ہیں

**چکری** ۔ سودرشن چکر بھی اس کا ہتھیار ہے۔
**سارنگ دھنوان** ۔ دھنش سارنگ رکھنے والا
**گدادھر** ۔ کَوموددنام گدا رکھتا ہے
**رتھانگ پانی** ۔ مہابھارت میں رتھ کا چکر اٹھا کر بھیشم جی پر دوڑنے سے رتھانگ پانی نام ہوا

# اوم کے پھل

اوم رٹنے سے دنیا و آخرت سنبھلتی ہے۔ آغاز و انجام میں معاون و مددگار اس نام سے بڑھ کر اور نہیں۔ اس نام کے پھل شاستروں میں بہت توضیح کے ساتھ رکھے گئے ہیں۔ اس نام سے کرشن بھگوان کو پرنام کرنے سے اشومیدھ جگ کا پھل ملتا ہے۔ جگ کرنے والا آواگون سے چھوٹ نہیں سکتا لیکن اس نام کے رٹنے والے تناسخ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ یعنی دوبارہ جنم نہیں لیتے برہمن اس کے رٹنے سے وید پاٹھ حاصل کرتا ہے۔ چھتری اس نام کے فتحیاب ہوتے ہیں۔ ویش اس نام کی بدولت صاحب دولت ہوتا ہے۔ اور شودر ہر قسم کے عیش اٹھاتا ہے۔ جو شخص بشن سہنسر نام صبح اٹھ کر اشنان کر کے روزانہ پاٹھ کرے اسے نہ تو کوئی تکلیف نہ کوئی مرض ہو۔ وہ ہمیشہ آرام سے زندگی بسر کرتا ہے اور مرنے پر بشن لوک اس کی جاگیر ہو جاتی ہے۔ کرشن بھگوان راجہ جدھشٹر سے فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بشن سہنسر نام کا ورد کرتے

اور پاٹھ کیا کرتے ہیں۔ اُن سے میں بہت خوش ہوتا ہے۔ جو من دولت کی ترقی ہوتی ہے۔ صاحب اولاد ہو کر دنیا میں اُس کا جش پھیلتا ہے۔ اور من مانے پھل پراپت ہوتے ہیں۔

ہری اوم ہری اوم ہری اوم

# اَدّھیائے (۲۲)

# کرشن بھگوان کی ولادت اور ان کے بال چرتر

بھیشم جی بیان کرتے ہیں۔ کہ اوگرسین کا بیٹا کنس اپنے باپ کو قید کر کے خود تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت بیشہ اور ستمگر تھا۔ اس کے عہد میں برہمن اور عابد تپ کرنے میں نہایت مجبور اور پریشان رہتے۔ کیا ممکن تھا کہ لب پر رام نام آتے ہوں۔ جگ۔ خیرات۔ اپکار یک قلم مفقود راجہ کنس کی بہن دیوکی جب شباب پر آئی۔ تو بسدیو کے ساتھ عقد کیا گیا۔ عقد کے وقت آکاش بانی ہوئی۔ اب تیری موت کا زمانہ قریب آگیا۔ تیرے مارنے والا دیوکی کے وطن سے آٹھواں پتر ہوگا۔ بانی سے دل پر دہشت چھائی۔ نہایت غمگین اور ملول ہو کر بسدیو جی اور دیوکی کو محبس میں قید کر دیا۔ انتظام کیا کہ جس وقت ان کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ فی الفور دربار دولت پر خبر کیجائے۔ السنداد واجبی تھا۔ جب پہلا پتر ہوا۔ اطلاع دی گئی۔ راجہ کنس کے روبرو لڑکا پیش کیا گیا۔ کنس اس کی حالت دیکھ کر بولا۔ کہ یہ لڑکا کچھ میرا قاتل نہیں۔ نہ مجھ کو کوئی نقصان پہنچیگا۔ لیجاؤ۔ بسدیو جی سے کہدو۔ اس کی پرورش کریں مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ بسدیو جی تو ستی خوشی خوشی لڑکے کو دیوکی کے

پاس آئے۔ اتنے میں نارد رشی کنس کے پاس پہنچے۔ فرمایا۔ اے اگیانی غضب کیا۔ تو کیا جان سکتا ہے۔ کون لڑکا تیرا قاتل ہے۔ دیکھ۔ (آٹھ لکیریں زمین پر کھینچ کر) آٹھوں لکیروں کو شمار کر۔ ہر طرف سے آٹھ دکھائی دیتی ہیں۔ تعجب نہیں۔ کہ ان آٹھوں میں کوئی تیرا قاتل اور تیری جان کا گاہک ہو۔ کنس نارد رشی کی یہ ہدایت پر کاربند ہوا۔ سات شیر خوار بچے اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔ اور آٹھویں عمل سے خود بخود دل پر ہیبت طاری ہوئی۔ شب کو نیند نہ پڑتی۔ ہر وقت یہی فکر رہتی ہے۔ کہ کب اس بلا سے نجات ملتی ہے۔ قید خانے پر چوکی پہرے مقرر کر دیئے۔ وقت کا منتظر تھا کہ وہ بے بہا کے ہاتھ آتے ہی اس کو نحس بخس کر دے۔ مگر اس امر سے مطلق غافل کہ شدنی نہیں ٹلتی۔ بھادوں کا مہینہ اشٹمی کا روز آدھی رات کا وقت دیوکی جی کیا دیکھتی ہیں۔ کہ شیام روپ چترنجی مورت جن کا رنگ نیلم کی طرح جھلکتا شروع تھا مدھ بھری آنکھیں کنول کی طرح شگفتہ تھیں چہرہ ماہتاب کی طرح روشن۔ کانوں میں کنڈل۔ مرصع سر پر پیچ دھارن کئے۔ ریشمی پوشاک جسم منور پہ عجیب لطف دکھاتی تھی۔ گلے میں بیجنتی مالا۔ جواہرات کے بازوبند۔ سینے پہ بھرگ لتا کا نشان۔ یہ نشان ہر اوتار میں سینہ مبارک پہ نمودار رہتا ہے۔ پیتامبر پہنے۔ رخ روشن پہ نظر نہیں ٹھیر سکتی تھی۔ وہ جمال جہاں آرا کہ دیوتوں کو بھی جس کی زیارت میسر نہیں۔ دیوکی اور بسدیو کے سامنے جلوہ فگن ہے۔ بسدیو اور دیوکی منوہر روپ دیکھ کر ایسے بیخود ہوئے۔ کہ تن و بدن کا ہوش نہ رہا۔ ہاتھ جوڑ کر بولے۔ اے بھگونت آپ نے بڑی کرپا کی۔ آپ پربرہم پرمیشور کا اوتار ہیں۔ ہمارا جنم سپھل کر لئے اور ہمیں کرتارتھ کر دینے کے لئے آپ نے اوتار دھارن کیا۔ اس روپ کے دیکھنے کی ہمیں تاب نہیں۔ جب بھگتوں پر کشٹ ہوتا ہے۔ آپ اوتار لے کر ان کے کلیش دفع کر دیتے ہیں۔ اے پربھو آپ کی مہاں پربھاؤ کے دیوتاؤں سے بھی برنن نہیں ہو سکتی۔ آپ بھگتوں کی رکھشا دیوتاؤں کا سنگھار کرتے ہیں۔ کنس

جو دقتیں اور تکلیفیں ہمیں دی ہیں۔ آپ خود واقف ہیں۔ اس کے دُکھ نجات
دلائیے۔ کرشن بھگوان نے فرمایا۔ کسی بات کی سوچ مت کرو۔ پورب جنم
کے تپ اور ریاضن سے یہ بات ہوئی ہے۔ کہ میں تمہارا پُتر ہوکر پرتھوی کا
بھار اُتار دوں گا۔ ہری بھگتوں اور برہمن کے داسوں کو درشن دے
کر بھوساگر سے پار اُتار دوں گا۔ دیر مت کرو۔ مجھے گوکل پہنچا دو۔ جسودھا
جی کے بھی ایک لڑکی ہوئی ہے۔ اسے لاکر دیوکی جی کو دے دو۔ کنس
اسکو مار کر دل کی تپن بجھا دیگا۔ میں جسودھا اور نند جی کو بال لیلا دکھلا کر
تمہارے پاس آجاؤں گا۔ یہ کہکر کرشن بھگوان بال روپ ہو گئے۔ دیوکی
نے گود میں اُٹھا لیا۔ پہرہ والوں پر ایشور کی مرضی سے غفلت چھا گئی
لیے بے خبر نیند کے خراٹے اُڑا رہے ہیں۔ بسدیو جی کے پاؤں کی بیڑیاں خود
بخود کھل گئیں۔ جمنا جی پایاب ہو گئیں۔ بس بسدیو بالک لیکر جمنا اُترے
گوکل پہنچکر نند جی کے گھر گئے۔ پھاٹک کھلوایا۔ جسودھا جی بے خبر سو
رہی تھیں۔ ایسا نوزائیدہ لڑکی اس کو لیٹی دکھائی دی۔ بسدیو جی کرشن
چندر کو جسودھا جی کے پاس سلا کر کنیا اُٹھا لائے۔ دیوکی کی گود
میں ڈالدیا۔ وہ رونے لگی۔ یہ کل کام راتوں رات ہو گیا۔ لڑکی کی آواز
سے پہرے والے جاگ اُٹھے۔ راجہ کنس کو اطلاع دی گئی۔ کنس نے
لڑکی اُٹھوا منگوائی۔ اور چاہا کہ پتھر کی چٹان پر اسے پٹک دے۔
لڑکی ہاتھ چھوٹ کر آکاش کی طرف ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ تیرا قاتل
گوکل میں پیدا ہو گیا۔ تیری جان اس کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتی۔ یہ
ہیبت انگیز کلمات سنکر کنس عجیب کشمکش و رنج میں پڑا فکر دامن گیر
ہوئی۔ کہ اب جان بڑی ہی فکر دامنگیر ہوئی۔ کہ اب جان بڑی ہی دشواری
نند بابا کے گھر کرشن چندر کی ولادت سے بدھائیاں بجیں۔ دان پن
کئے گئے۔ غریب محتاجوں کو امیر کر دیا۔ خیرات کا دروازہ کھولدیا

# اَدّھیائے (۳۳)

## کرشن بھگوان کے ہاتھ سے پوتنا سریدھر کاگاسر سکٹاسُر کا بدھ

بھیشم جی نکتہ دان ہیں۔ کہ اس طرف گوکل میں تو ناچ گانے ہو رہے تھے۔ ادھر کنس پر ہیبت طاری تھی۔ سوچتا تھا کہ کس طرح وہ لڑکا مار ڈالا جائے۔ تو اس غم سے رہائی ملے۔ ایک راکشسنی پوتنا سامنے کھڑی تھی۔ اس سے بولا۔ اے پوتنا۔ گوکل جا۔ اور میرے دشمن کو جس طرح بنے۔ قتل کر۔ راکشسنی گوکل پہنچی۔ خوبصورت شکل بناؤ چناؤ کرکے جسودھاں کے پاس حاضر ہوئی۔ ایسی محبت کی باتیں کیں۔ کہ جسودھاں اس کے مکر سے غافل ہو گئیں۔ پوتنا کرشن چندر کو گود میں اٹھا کر کھلانے لگی۔ زہر آلود پستان پلا کر کرشن چندر بھگوان کی جان لینا چاہی۔ کرشن چندر نے چھاتیاں اس زور سے دبائیں۔ کہ اس کی جان نکلنے لگی۔ بلبلا گئی۔ بے اختیار ہو کر وہاں سے بھاگی۔ اور باہر پہنچتے ہی زمین پر گر پڑی۔ اور مر گئی۔ جسودھاں گوپیوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں دوڑیں۔ باہر دیکھا۔ کہ کرشن چندر پوتنا کی چھاتی پر لیٹے ہوئے چھاتیاں منہ میں دبائے ہوئے ہیں۔ جسودھا نے نہال کر کرشن چندر کو اٹھا لیا۔ اور گھر لائیں۔ دان پن کیا۔ کہ اس بلائے ناگہانی سے پرماتما نے کرشن جی کو بچا لیا۔ پوتنا کے حال سے واقف ہو کر راجہ کنس نے شری دھر نامی برہمن کو بلایا۔ اور کہا کہ تم سے میرا کام ہو سکے گا۔ گوکل جاؤ۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ اس کم بخت لڑکے کو مار ڈالو۔ برہمن بیڑا اٹھا کر گوکل آیا۔ نند جی نے برہمن جان کر بہت عزت کی۔ برہمن فرصت کا منتظر تھا۔ جسودھاں

کرشن چندر کو پالنے میں ڈالکر برہمن کے واسطے خود بھوجن لینے گئیں۔ ادھر برہمن تاک میں تھا۔ اکیلا جان کر کرشن بھگوان کی گردن پر ہاتھ مار ڈالا۔ اور چاہا۔ کہ گردن مروڑ دے۔ کرشن چندر نے ہاتھ سے اس کی زبان مروڑ ڈالی وہ تڑپنے لگا۔ کرشن چندر نے دو تین مٹکے مٹکیاں بھی دودھ لات مار کر توڑ ڈالیں۔ اور کچھ دہی اس کے منہ میں لگا دیا۔ اور بدستور پالنے میں جھولنے ادھر جسودھاں بھوجن نکالکر جب وہاں آئیں۔ تو عجب حال دیکھا۔ کہ دودھ دہی کے برتن ٹوٹے پڑے ہیں۔ برہمن سے ناراض ہوکر بولیں۔ کہ تو نے دہی کھایا۔ اور برتن بھی توڑ ڈالے۔ ادھر سردھر زبان کے درد میں مبتلا تھا۔ بولا بھی نہ جاتا تھا۔ نند جی لاٹھی سر پر کھڑے تھے۔ سری دھر ہاتھ سے اشارہ کرتا تھا۔ کہ میں خطاوار نہیں۔ اس لڑکے کی کرتوت ہے۔ آخر نند بابا نے سری بہادر کو مار کر نکال دیا۔ وہ روتا ہوا کنس کے دربار میں پہنچا۔ اظہار حال تو نہ کر سکا۔ کیونکہ زبان قابو میں نہ تھی۔ ہائے واویلا مچاتا رہا۔ کنس نے ایک اور دیت گوکل بھیجا۔ جو کوّے کا روپ بنا کر کاگا سر نام سے جی کے گھر داخل ہوا کرشن چندر کو روتا ہوا دیکھ کر پالنے پر بیٹھ گیا۔ کرشن نے ہاتھ بڑھا کر کاگا سر کو پکڑ لیا۔ اور گردن مروڑ کر ایسا پھینکا۔ کہ کنس کے آگے اس کی لاش جا گری پھر کنس نے سنکٹا سر نامی راچھس گوکل بھیجا۔ ادھر کرشن چندر کے ستائیسویں دن کا اتساہ تھا۔ نند بابا کے گھر بہت کچھ پکوان میوہ مٹھائی برہمنوں اور کٹمب کے واسطے بھوجن بنایا گیا تھا۔ گوکل کے گوال بال مدعو ہوئے۔ غرضیکہ بہت بھیڑ تھی۔ لوگوں کی آمد و شد میں سکٹا سر کرشن چندر کے پالنے پر جا بیٹھا۔ جسودھا رہنی اور جو عورتیں مہمان آئیں تھیں۔ سب کی سب بھوجن اور پکوان بنانے میں مصروف تھیں۔ سکاٹا سر چاہتا تھا۔ کہ کرشن چندر پر وار کرے۔ کرشن چندر نے ایک ایسی لات جڑی۔ کہ سکٹا کا سر کنس کے آگے مردہ ہو کر جا گرا۔ کنس اس کے حال سے نہایت مضطرب ہوا۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جو دشمن نیست ہو۔ جو راکشس گیا۔ مر پر نہ ہو سکا۔ دشمن زبردست ہے۔ کیا کروں اس سوچ میں رات کی نیند ضبط اور دن کا چین کافور ہو گیا۔ جب کرشن چندر

جب کرشن چندرجی کی پانچ ماہ کی نوبت آئی۔ ترناورت راچھس کنس کا بھیجا ہوا گوکل پہنچا اسکے آتے ہی سخت آندھی آئی۔ ہزاروں درخت بے برگ وبار ہوگئے۔ ہزاروں گر پڑے۔ کرشن چندر جسودھاں کی گود میں تھے۔ ترناورت کا آنا خیال کرکے اپنا جسم اسقدر بھاری کرلیا۔ کہ جسودھا سنبھال نہ سکیں۔ گود سے اتر پڑے۔ ترناورت بگولا بنکر کرشن چندر کو لے اڑا۔ کرشن چندر نے ترناورت پر اسقدر وار کیا۔ کہ وہ خود بخود پتھر کی سل پر جو نند بابا کے دروازے پر پڑی ہوئی تھی۔ چاروں شانے چت گرا کر کرشن چندر نے گردن دبا دی۔ وہ کافر جہنم کو پدھارا۔ ادھر جسودھا جی کرشن کے نہ ہونے سے بیتاب ہو رہی تھیں۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ سکتا سر ملعون کے گرنے کی آواز اس زور سے آئی۔ کہ سب عورتیں اور مرد دروازے پر دوڑے۔ دیکھا۔ کہ ترناورت کی چھاتی پر کھیل رہے ہیں ❊

# ادھیائے (۴۳)

## بلرام جی کا جنم

بھیشم جی نکتہ سنج ہیں۔ قبل ولادت کرشن چندر بسدیوجی کنس کے خوف سے اپنی بیوی روہنی رانی کو نند جی کے یہاں بھیجنا پڑا۔ نند بابا بسدیوجی کے دوست غمگسار تھے روہنی کے آنے سے بہت مسرور ہوئے۔ روہنی حاملہ تھیں۔ نند کے گھر پہنچکر بلرام جی کا جنم روہنی کے بطن سے ہوا۔ آپکے نام نامی بلبھدر۔ بلرام ذشنکرشن دنیا میں مشہور ہیں۔ بلرام جی گورے اور نہایت حسین تھے۔ کرشن جی سانولے روپ سے دلوں کو تسخیر کرتے تھے۔ دونوں کے جمال سے آنکھیں سیر نہ ہوتی تھیں۔ لیکن کرشن جی اپنی موہنی صورت سے گوپیوں کا دل موہ لیے ہوئے تھے۔ دولوں کے درشنوں کو لوگ دور سے آتے اور اپنا جنم سپھل کرتے۔ دودھ دہی مکھن اپنے اپنے گھر سے گوپیاں روزانہ لاتیں۔ اور بھوجن کراتیں۔ ایک دن بسدیوجی نے اپنے پروہت گرگ رشی کو دونوں لڑکوں کے نام رکھنے کے لیے نند بابا کے یہاں مخفی طور پر روانہ کیا۔ نند جی نہایت تپاک سے پیش آئے۔ جنم پتری بنوائی۔ اور نام پوچھے۔ گرگ رشی زائچہ پر نظر ڈالکر بولے۔

اَے نند! کرشن چندر پورن برہم کا اوتار ہیں۔ اور بلرام جی شیش کا روپ یہ دونوں ایک ہی روپ ہیں۔ اور دونوں ایک ہی روپ ہیں۔ اور دونوں ایک ساتھ ہی اوتار ہوتے ہیں۔ اور اجودھیا راج میں راجہ دسرتھ کے یہاں رام۔ لکشمن روپ انہوں نے اوتار دھارن کیا۔ اب سری کرشن اور بلدیو نام سے مشہور ہوں گے۔ آپ کے نام لاتعداد ہیں۔ نہ ان کے زور طاقت کا انتہا۔ بسدیو جی کے پتر ہونے سے باسدیو نام مشہور ہوگا۔ کچھ دنوں تمہارے پاس رہ کر بال چرتر دکھلاویں گے۔ پھر اپنے ماتا پتا کو آنند دیں گے۔ نند بابا گرگ رشی کی باتوں پر دھیان نہ دیکر کرشن چندر کو اپنا ہی پتر خیال کرتے رہے ۔

# اَدّھیائے (۳۵)

## نل کوبر دمن کا سراپ سے اُدھار

ایک روز کرشن بھگوان جسودھا جی گود میں کھیل رہے تھے۔ اور چولہے پر دودھ اوٹ رہا تھا۔ یکایک اوپھان سے دودھ اُبلنے لگا۔ جسودھا جی کرشن کو چھوڑ دودھ سنبھالنے گئیں کرشن بھگوان سوچے۔ کہ ماتا کو میری محبّت ذرا بھی نہیں۔ دودھ بہت پیارا ہے۔ آپ نے دودھ کے برتن توڑ پھوڑ ڈالے۔ دودھ بہا دیا۔ جسودھا جی آکر دیکھتی ہیں۔ کہ دودھ بہ رہا ہے اور برتن ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں۔ غصّہ آگیا۔ کرشن چندر پر ہاتھ دراز کرنا چاہا۔ کہ پکڑ لیں۔ اور کافی سزا دیں۔ مگر آپ ہاتھ نہ آئے جسودھا دوڑتے دوڑتے تھک گئیں۔ ہانپنی چڑھنے لگی۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہوگئے۔ جسودھا نے لپک کر پکڑا۔ اور اوکھل سے باندھ دیا۔ اور خود کاروبار میں مصروف ہوگئیں۔ نند بابا کے گھر دو درخت آولے کے صحن میں بہت پرانے لگے ہوئے تھے۔ دراصل یہ درخت نہ تھے۔ کوبیر دیوتا کے پتر نل کوبر دمن گریو تھے۔ ایک وقت شراب پی کر ایسے مدہوش ہوئے۔ کہ برہنہ بدن استری کے ساتھ جل بہار کرنے لگے۔ نارد جی کا گزر ہوا۔ نارد رشی کو ڈنڈوت بھی نہ کی۔ اسی طرح متوالے کھڑے استری سے رنگ رلیاں منایا کئے۔ نارد جی نے سراپ دے دیا۔ کہ ارے مورکھ جڑ ہو جاؤ۔ تب سے نل کوبر من گریو درخت ہو کر نند جی کے گھر براجمان ہیں۔ کرشن

چندر کو دیا آئی۔ اور نل کوبر دمن گریو کو دعائے بد سے چھٹکارا دلانے کی غرض سے اوکھل کو ان دونوں درختوں کے بیچ میں لٹکا دیا۔ اور اس زور سے اوکھل کو کھینچا۔ کہ وہ دونوں درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ نل کوبر اور من گریو جڑ روپ سے چھوٹ کر اپنی صورت سے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ اور بولے۔ ہے ہر نارائن۔ آپ کی بڑی کرپا ہوئی۔ جو جڑ روپ سے نجات دلوائی۔ گوال بالوں کے لڑکے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ نند بابا سے تمام کیفیت بیان کی۔ نند بابا اور جسودھا رانی درختوں کے گرنے کی آواز سے متحیر ہوئے۔ اور کرشن چندر کے پاس آئے۔ دیکھا۔ کہ اوکھل سے باندھے کرشن بھگوان چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ نند جی نے کرشن چندر کو اوکھل سے کھول کر گود میں اٹھا لیا۔ اور جسودھا پر لعن طعن کی۔ جسودھا نے نہایت پشیمان ہو کر دانتوں میں انگلی داب لی۔ اور کہا بھگوان کی کرپا ہوئی جو کرشن چندر بچ گئے۔ منہ دکھانے قابل نہ تھی۔ بزرگوں کا پن اودے ہوا۔ جو آج میرا کنھیا اس آفت سے بچ گیا۔ اگر درخت کا ٹہنا اس پر گر پڑتا۔ تو اسکی ننھی سی جان کبھی نہ بچ سکتی اور میرا پران پیارا بیٹا میری گود سونی کر جاتا۔ نند جی نے بہت دان کیا۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا اور گوکل میں روزانہ اتپات ہونے سے نند جی بندرابن میں جا بسے ۞

# ادھیائے (۲۶)

## شیام سندر کے ہاتھ سے بکاسر اگھاسر دھینک کالی ناگ پرالمب اچھوں کا بدھ

دواپر جگ کے اختتام پر متھرا جدو کل کا نام لیوا راجہ آہک کی حکومت تھی۔ جس کے دو لڑکے اوگرسین اور دیوک تھے۔ آہک کی وفات پر اوگرسین تخت نشین ہوا۔ خودستی اس کے خمیر میں داخل تھی۔ اوگرسین کے ہاں کنس پیدا ہوا۔ دیوک کے دیوکی نام دختر پیدا ہوئی۔ کنس نے اپنے پدر بزرگوار کو قید کر کے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تخت پر بیٹھتے ہی جور و ظلم ہونے لگے۔ ہری کیرتن اور دیو پوجن کی قطعی ممانعت ہوئی۔ راج

میں ڈھنڈورا پٹوایا۔ کہ کوئی شخص بھگوت بھجن نہ کرے۔ رام نام نہ لے۔ نہیں تو بال بچوں سمیت مارا جائیگا۔ اسکے راج میں سادھ سنت فرمانبردار اور باجگذار تھے۔ مگدھ دیش کا راجہ جراسندھ اسکی شجاعت دیکھکر ایسا خوش ہوا۔ کہ اپنی دو دختروں کا عقد کنس سے کر دیا۔ لیکن کرشن چندر کے نام سے اسکی روح ہی نکلتی تھی۔ ترناورت کا سرکٹا سر راچھسوں کے مارے جانے پر ایسا مخوف ہوا۔ کہ حکومت کرنا بھول گیا۔ ہر وقت دشمن کی تصویر سامنے پھرا کرتی۔ مینا سر نامی ایک دیت کو بندرابن بھیجا۔ کہ وہ دونوں لڑکوں کا کام تمام کرے۔ مینا سر بچھڑا بنکر سری کرشن جی کی گایوں میں ملگیا۔ کرشن جی نے بلدیو جی سے اشارہ کیا۔ کہ یہ راچھس ہے۔ کنس کا مرسلہ آیا ہے۔ اس سے غافل نہ رہنا چاہئے۔ بلدیو جی ہوشیار ہو گئے۔ جب وہ بچھڑا پاس آیا بلدیو جی نے پاؤں پکڑ لئے۔ اور گھما کر زمین پر دے مارا۔ اس کی جان نکل گئی۔ بکاسر نامی بگلا بنکر آیا۔ اور جمنا کے کنارے اس غرض سے بیٹھ گیا۔ کہ کرشن کے آتے ہی ان کا کام تمام کروں گا۔ کرشن چندر انتریامی اس مکار کی چال سے واقف ہو گئے۔ اور اسطرف چلے۔ گوال بالوں نے روکا۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ پاس پہنچتے ہی سر پکڑ لیا۔ اور چونچ پھاڑ ڈالی۔ پھر اگھاسر اژدھا بنکر آیا۔ اسکا بھی شکم چاک تتمہ پاک کیا۔ پانچ برس کی عمر میں اتنے راچھس مارے۔ آٹھواں سال شروع ہوتے ہی دھینک نام راچھس بلرام جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور کرشن جی نے کالی ناگ کو جو کالی دیہہ میں رہتا تھا۔ ناتھ لیا۔ اور اسکی عاجزی پر رمنیک دیپ میں بھیجکر گرڑ جی کے ہراس سے بیخوف کر دیا۔ دھندک راچھس نے بن میں آگ لگا دی۔ برجباسی گھبرا گئے۔ کرشن چندر وہ اگن بھکشن کر گئے۔ اور دھندھک دیت کو مار ڈالا۔ پھر پرلمب راچھس گوالے کی صورت بنکر آیا۔ اور ساتھ کھیلنے لگا۔ بلدیو جی کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر آکاش کی طرف اڑ گیا۔ بلدیو جی نے اسے ہلاک کیا۔ اسی طرح بہت سے راچھس کنس نے بھیجے۔ اور وہ ان دونوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ سری کرشن جی نے گوبردھن پہاڑ اپنی بائیں چھنگلیا پر اٹھا کر راجہ اندر کا غرور توڑا۔ سات دن تک برابر موسلادھار پانی برسا۔ مگر ایک قطرہ مینہ کا نیچے نہ گرنے دیا۔

راجہ جدھشٹر نے پوچھا۔ کہ گوبردھن پہاڑ کے اٹھانے کا سبب کیا تھا؟

**بھیشم جی**۔ برج میں رواج تھا۔ کہ دیوالی کی صبح راجہ اندر کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ کرشن جی معترض ہوئے۔ گوبردھن پہاڑ کی پوجا کرو۔ اندر کی پوجا سے کچھ فائدہ نہیں مگر لوگ

جی تمہارا بھلا کرینگے۔ نے ایسا ہی کیا۔ طرح طرح کی مٹھائی اور پکوان بنا کر گرراج کے رنیچے کرشن چندر نے چترن بھج روپ سے گرراج کے اوپر درشن دیئے۔ برجباسی لوگ ان کے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ اور میوہ مٹھائی سے بھوگ لگایا۔ جب اندر اس حال سے واقف ہوا۔ تو پرلے کے بادلوں سے مینہ برسایا۔ سب برجباسی اس آفت کال مینہ سے عاجز ہو کر کرشن چندر کے پاس آئے۔ انہوں نے گوبردھن کو چھنگلیا پر اٹھا کر تمام برگ کی رکھشا کی۔ آٹھویں روز راجہ اندر سری کرشن کے پاس حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اور کرشن چندر کو پورن برہم اوتار سمجھ کر پرارتھنا کی ٭

# ادھیائے (۳۰)

## بال لیلا

بھیشم جی۔ نے راجن۔ کرشن چندر نے ایسی ایسی لیلائیں دکھائیں۔ کہ برجباسی انکو ایشور کا اوتار سمجھ کر ان کی مہمان کے قائل ہو گئے۔ لیکن مایا موہ میں پھنسے ہوئے ان کو نند جی کا پتر ہی سمجھتے تھے۔ ایک دن گوپیاں الہانا لیکے جسودھا جی کے پاس آکر بولیں تمہارا کاہن دودھ دہی ماکھن مصری ہمارے گھر جا کر چھینکوں سے اتارتا ہے۔ خود بھی کھاتا اور گوال بالوں میں لٹاتا ہے۔ جسودھا نے کہا۔ جھوٹا الہانا دیتی ہو۔ آپ ہی بلاتی ہو۔ آپ ہی شکایت کرتی ہو۔ ماکھن چور نام رکھا۔ اسے چوری سے کیا غرض۔ اسکے یہاں خود اتنی گائیں ہیں۔ کہ برج میں کسی کو میسر نہیں۔ دہی ماکھن اتنا ہوتا ہے۔ کہ تقسیم ہونے پر بھی منوں رکھا رہتا ہے۔ میرا کنھیا تمہارے ماکھن کا بھوکا نہیں۔ اگر سچی ہو۔ تو پکڑ لو۔ گوپیوں نے صلاح کی۔ کہ نند نندن کو گرفتار کرکے جسودھا کے پاس لے چلنا چاہیئے۔ کہ جھوٹ سچ کا حال کھل جائے۔ دوسرے دن اسی گوپی کے یہاں کرشن چندر گوال بالوں کے ساتھ پہنچے۔ وہ جمنا نہانے گئی تھی۔ گھر کی عورتیں ساس نند گرہست کے دھندوں میں پھنسی تھیں۔ کرشن چندر نے سکھاؤں کے کندھے پر چڑھ کر چھینکے سے ماکھن اتارا۔ خوب کھایا اور گوال بالوں کو کھلایا۔ اتنے میں گوپی آگئی۔ یہ لوگ بھاگے۔ مگر کرشن چندر اس کے ہاتھ

میں پھنس گئے۔ پانچ سات گوپیاں جسودھاں جی کے پاس لے چلیں۔ ان کے چہرے گھونگھٹ سے چھپے تھے۔ ایسی مایا کی۔ کہ گوپی کو نہ اس کے ساتھ کی سہیلیوں پر یہ راز روشن ہوا۔ کہ اس کے شوہر کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں ہے۔ گوپیاں اُلہنا دیتی ہوئیں جسودھاں کے پاس پہنچی لو آج تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ ننارکی نولونہار کی ایک آج پکڑے گئے۔ جھوٹ سچ کی آزمائش ہوگئی۔ جسودھانے دیکھا۔ تو گوپی اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑے ہے۔ ہنس کر کہا۔ کیا خوب اچھا چور پھنسا۔ یہی تیرا چور ہے۔ دیکھ تو سہی۔ میرے کاہن کو ناحق متہم کرتی ہے۔ گوپی نے پھر کر دیکھا پشیمان ہوئی۔ گردن نیچی کر لی۔ سب گوپیاں ہنستی ہنستی باولی ہوگئیں۔ عجیب دل لگی ہوئی۔ ایک روز نند مہر کے گھر ایک برہمن آئے۔ اور بلرام کرشن کی موہنی مورت دیکھ کر اشیرباد دی۔ نند جی کے دودھ دہی چاول شکر وغیرہ پنڈت جی کے بھینٹ کی۔ کہ رسوئی بنا کر کھائیں۔ رسوئیں تیار ہوئیں۔ برہمن دیوتا آنکھ بند کرکے بھوگ لگانے لگے۔ کرشن چندر آہستہ آہستہ تھال کے پاس پہنچے۔ اور دونوں ہاتھوں سے کھانے لگے۔ پنڈت نے آنکھ کھولی۔ کرشن چندر کو بھوجن کرتے دیکھا۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور نند مہر سے شکایت کی۔ نند جی سری کرشن جی سے بولے۔ بیٹا ناحق پنڈت جی کو ستایا۔ ان کی رسوئیں کیوں جھوٹی کیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ بابا از خود نہیں گیا۔ انہوں نے بار بار بتایا۔ بھوگ لگانے کے لئے کہا۔ میں چلا گیا۔ اور کھانے لگا۔ نند جی ہنس کر چپ ہو رہے۔ دوبارہ سب سامان دے کر رسوئیں تیار کرائیں۔ پنڈت اسی طرح آنکھیں بند کرکے بھوگ لگانے لگے۔ پھر سری کرشن دبے پاؤں چوکے میں گئے۔ اور کھیر چاول کا بھوگ لگایا۔ برہمن دیوتا نے نند جی کو آواز دی۔ دیکھو تمہارا پسر آ بیٹھا ہے۔ رسوئیں غارت کر دیتا ہے۔ انہوں نے پھر کرشن سے کہا۔ تم بڑے چنچل ہو۔ کوئی مہمان آوے۔ اسکی رسوئیں جوٹھی کر دیتے ہو۔ آپ نے وہی کہا۔ اے بابا۔ پنڈت جی پریم کے بس ہو کر مجھے بلاتے ہیں میں ان کا پریم دیکھ کر از خود رفتہ ہو جاتا ہوں۔ اور پاس چلا جاتا ہوں۔ پنڈت جی کو گیان ہوا۔ کہ بیشک یہ لڑکا پرم برہم نارائن کا اوتار ہے۔ نارائن کا بھوگ لگاتا ہوں۔ نارائن ہی آ جاتے ہیں۔ پنڈت جی کرشن چندر کے چرنوں پر گر پڑے۔ اور منوہر روپ دیکھ کر پریم کا جل آنکھوں سے گرنے لگا۔ نند جی تمہارے گھر نارائن جی نے اوتار لیا۔ بڑے خوش قسمت ہو۔ یہ پدارتھ جوگیوں کو بھی میسر نہیں۔ برج بھر میں یہ بات مشہور ہوگئی۔ اسی طرح بہت سے چرتر دکھلائے۔ پالنے دو مندن

کرشن پرماتما کے چرتر شیش بھگوان بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک اور چرتر سنئے۔ نند جی کا دستور تھا۔ کہ نور کے تڑکے جمنا اشنان کیا کرتے تھے۔ ایک دن چار پانچ گھڑی رات رہے جمنا کے گھاٹ پر پہنچے۔ برن دیوتا کے دوت انہیں پکڑ لے گئے۔ برن دیوتا نے اس خیال سے کہ ضرور نند جی کو لینے کرشن چندر جی آئیں گے۔ نند جی کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ عظمت سے لے لیا۔ ادھر نند بابا کو دیر ہوئی۔ گھر میں تشویش ہوئی۔ جستجو میں لوگ دوڑ پڑے۔ جسودھا جی با دل حزیں کرشن بلرام کے پاس گئیں۔ اور رو کر حال زار سنایا۔ کہ تمہارے پتا ایشور جانے آج کہاں رہے ابھی تک نہیں آئے۔ یہ کہکر رونے لگیں۔ کرشن چندر بولے۔ میا۔ گھبراؤ نہیں۔ ابھی لاتا ہوں یہ کہکر چلے گئے۔ اور برن لوک جا پہنچے۔ برن جی بڑے پریم سے سنہری سنگھاسن پر کرشن چندر کو بٹھا کر پوجا کی۔ اور نند مہر کو پیش کر دیا۔ نند جی اپنے طفل کا اقبال و اجلال دیکھ کر حیرت میں پڑے دیکھتے رہے۔ کہ برن آدک دیوتا ہاتھ جوڑے استت کر رہے ہیں۔ نند جی کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ فی الحقیقت کرشن چندر نارائن روپ ہیں۔ گھر پر جاکر سارا حال جسودھا جی اور برجباسیوں سے بیان کیا۔

ایک رات نند جی مکان میں سو رہے تھے۔ ایک کوہ پیکر اژدھے نے نند بابا کی ٹانگ پکڑ لی۔ چاہتا تھا۔ کہ نگل جائے۔ نند بابا بیقرار ہو کر چلا اٹھا۔ سارا گھر جاگ اٹھا۔ نند بابا موت کے منہ میں دکھلائی دیئے۔ غل و شور مچا۔ کہ کرشن چندر آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے۔ اور خونخوار اژدھے کے پاس آئے سو دیکھا۔ کہ پوری ٹانگ اژدھے کے منہ میں ہے۔ نند بابا چلا رہے ہیں کوئی بچاؤ کی صورت نہیں۔ سب ہائے ہائے کر رہے ہیں۔ کرشن چندر نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس کے جسم سے لگایا۔ وہ اجگر جون سے چھوٹ کر ودیا دھر ہو گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی ہے بھگونت۔ آپ کی مہماں اپرم پار ہے۔ آپ کی دیا سے اس ناپاک چولے سے نجات پائی۔ میرا نام سودرشن ہے۔ انگرا رشی کے سراپ سے اجگر ہو گیا تھا۔ یہ کہکر وہ ودیا دھر اپنے لوک کو واپس گیا۔ اسی طرح ایک دن راجہ کنس کا بھیجا ہوا سنکھ چوڑ جو کوبیر دیو کا مصاحب نہایت قوی ہیکل بندرا بن پہنچکر کرشن کی تاک میں پھرنے لگا۔ جتنے گوال بال تھے۔ سب اس کے دام تزویر میں پھنس گئے۔ سب پر غفلت چھا گئی۔ پہاڑ کی کندرا میں سب کو اٹھا لے گیا کرشن چندر اس کے چال سے واقف ہو کر بلرام جی کے ساتھ پہاڑ کی کندرا پر پہنچے۔ اور سبھوں کو وہاں سے نکالا۔ اور آپ سنکھ چوڑ سے کشتی لڑنے لگے۔ ایک ہی گھونسے میں اس

ملعون ناپاک کو جہنم واصل کیا۔ پھاگن کا مہینہ لبسنت رت عورت مرد اپنی اپنی امنگوں میں مست پھر رہے ہیں۔ کرشن چندر سکھاؤں کو لئے ہوئے ہوری کھیل رہے ہیں۔ برکھاسر دیت بیل کا روپ بنائے۔ پاؤں سے زمین کھودتا۔ سینگوں سے پتھر ڈھلکاتا ہوا۔ بندرابن پہنچا۔ اس کی ہیبت سے گائے بچھڑے بھاگ گئے۔ جو اس کی ہیبتناک صورت دیکھتا۔ تھرا اٹھتا۔ جان سوکھ جاتی۔ کرشن چندر نے لپک کر دونوں سینگ پکڑ لئے۔ اور ریلتے ہوئے پندرہ قدم پیچھے ہٹا لے گئے۔ پھر ایک گھونسا اس زور سے مارا۔ کہ سارا بدن اس ناپاک کا چور چور ہو گیا۔

# ادھیائے (۳۸)

# کرشن چندر کے مارنے کے واسطے منتریوں سے کنس کا مشورہ

بھیشم جی۔ جب برکھاسر کے ہلاک ہونے کی خبر راجہ کنس نے پائی۔ ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں بڑے بڑے دیوپیکر راچھس کیشی۔ چانور۔ مشٹک۔ شل۔ توشل وغیرہ زبردست پہلوان جمع ہوئے۔ کنس نے فرمایا۔ اے پیارے بہادرو کچھ تمہیں اپنے راجہ کی بھی خبر ہے۔ اس پر کیا مصیبت ہے۔ دن بدن اس کا دشمن زبردست ہوتا جاتا ہے۔ جتنے راچھس گئے سب نشانہ قضا ہوئے۔ کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ کیا تم جانتے ہیں۔ وہ کون ہیں۔ بسدیو اور دیوکی نے کرشن بلرام کو ہم سے چھپا کر نند گوالے کے یہاں بھیج دیا۔ اب وہ توانا اور زبردست ہو گئے۔ تمہاری کیا صلاح ہے۔ جو عدو پامال ہوں۔ تمہارا راجہ بے غل وغش راج کرے۔

الغرض سبھوں کی صلاح سے قرار پایا۔ کہ دھنش جگ کیا جاوے۔ اور اس میں کرشن و بلرام مدعو ہوں۔ جب یہاں آئیں گے۔ ہم سب ملکر مار ڈالیں گے۔ دروازے پر شیوجی کا دھنش رکھا ہے۔ کولیا پیڑ ہاتھی پہرہ پر کھڑا کر دیا جاوے۔ اور چانور و مشٹک وغیرہ راچھس پر تاکید ہو کہ جس وقت نند آپ نہ کے ساتھ کرشن بلدیو یہاں آئیں۔ سب ملکر حملہ کرو۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ دشمن کو عدم آباد پہنچا دو۔ اول تو کولیا پیڑ ہاتھی ہی کیا کم ہے۔ ایک

ایک ہی حملے میں گرد ریزہ کر دیگا۔ کاش اگر بچ بھی گئے۔ تو آپ کے سورما بہادر کب چھوڑنے والے ہیں۔ ایک بات اور بھی تو ذہن میں آتی ہے۔ بندرابن میں کالی دہہ کوئی گھاٹ ہے۔ جہاں کا پانی بہت زہریلا ہے۔ جانور اگر وہاں کا پانی پی لے۔ تو کالی ناگ کے زہر سے فوراً مر جاتا ہے۔ بولی دہہ میں کالی ناگ رہتا ہے۔ سو وہاں کے کنول منگوا بھیجیے۔ اگر کرشن چندر لینے گئے۔ تو کالی ناگ کی خوراک ہوئے۔ یہ پیام بھیج دیجیے۔ کہ کالی دہہ کے کنول اور کرشن بلرام کی طلبی ہے۔ نند آپ نند گوالوں کے ساتھ آئیں۔ اور دھنش جگ کا تماشہ دیکھیں۔ راجہ کنس کو یہ صلاح بہت غنیمت معلوم ہوئی۔ اکرورجی سے فرمائش کی۔ تم جاؤ۔ اور کرشن بلرام کو ساتھ لئے واپس آؤ۔ ادھر کیشی اور بھوماسر دیتیوں کو حکم ہوا۔ کہ برندابن جاکر کرشن بلرام کا قصہ پاک کر دیں۔ حکم سنتے ہی کیشی اور بھوماسر کرشن بلرام کی تاک میں برندابن میں پہنچے۔ کیشی نے گھوڑے کا روپ بھرا اور کرشن چندر کے پاس جہاں وہ کھیل رہے تھے۔ پہنچا۔ گھوڑے کی اچھل کود سے گوال بال جان لے کر بھاگے۔ کیشی نے دوڑ کر کرشن چندر پر منہ مارا۔ کرشن چندر نے اپنا ہاتھ اس ملعون کے منہ میں بھونس دیا۔ کیشی تعدد کرتا ہے۔ اور دانتوں سے ہاتھ چباتا ہے۔ مگر ہاتھ پر مطلق اثر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ کرشن چندر نے اپنا ہاتھ اندر ہی اندر موٹا کیا۔ کہ اس کافر کا دم گھٹنے لگا۔ آنکھیں نکل پڑیں۔ اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

بھوماسر اپنے ساتھی کا حال دیکھ کر ڈرا۔ مگر عوض لینا مقدم سمجھا۔ ایک گوال کا روپ پھر کرشن چندر کے سکھاؤں میں داخل ہوا۔ آنکھ مچولا کھیلنے لگا۔ ایک ایک گوال کو چڑھا کر پہاڑ کی کھوہ میں رکھ آتا۔ اور پھر کھیل کر دوسرا لے جاتا۔ اسی طرح کل گوال بال غائب ہو گئے۔ صرف کرشن چندر رہ گئے۔ تب وہ کافر گرج کر بولا۔ آج تم سے عوض لیتا ہوں۔ بہت سے راچھس تم نے ہلاک کئے۔ یہ کہکر وہ کرشن چندر سے لپٹ ہو گیا۔ کرشن چندر نے گلا پکڑ کر ایسا دبایا۔ کہ اس ملعون کی جان تن سے نکل گئی۔ کرشن چندر خوش ہو کر گوال بالوں کو پہاڑ کی کھوہ سے نکال لائے۔

## ادھیائے (۳۹)

### راس لیلا

راجہ جدھشٹر مستفسر ہیں۔ پتامہ جی! کرشن بھگوان نے جو اس گوپیوں کے ساتھ کی اس کا حال بھی سننا چاہتا ہوں

**بھیشم جی۔** ہے راجن! بڑے گیانی اور مہامورکھ ہیں۔ جو مایا میں پھنسے ہوئے نارائین کے نرگن سرگن روپ میں بھید سمجھتے ہیں۔ اس مہاپربھو کی لیلا اپرم پار ہے۔ نادان اور جاہل لوگ اپنی کج فہمی سے کچھ اور ہی خیال کرتے ہیں۔ پانڈو پتر! اپنی گوپ کا برج میں تھیں سب تے انکی آگیا سے انسانی روپ میں بیکنٹھ دھام کی اپسراؤں نے جنم لیا تھا۔ وہ مہاپربھو کے پریم میں متوالی شیام رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ ان کا سا پریم نہ آج تک کسی میں ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ پرت نیم کرکے کرشن چندر کے چرنوں میں ابھیلاشا رکھتی تھیں کرشن مہاراج اور کل گوپ کا ہمسر تھا۔ پاک محبت اسی کا نام ہے۔ جیسی کرشن چندر اور گوپکا میں تھی۔ وہاں عشق عاشق بدکاری بدناہ کاری کا نام بھی نہ تھا۔ کرشن چندر کے چرنوں کا اشنیہ اسقدر تھا۔ کہ اگر ان کے سینہ چاک کیا جاتا۔ تو ان میں سری نارائین ہری مورت کی تصویر بنسی دھارن کئے دکھلائی دیتی۔ وہ شنکر ورن ہیں۔ جو کرشن بھگوان اور گوپیوں کی پاک محبت میں نکتہ چینی کرتے اور عیب لگاتے ہیں۔ کرشن چندر نے گوپیوں کا پریم دیکھ کر فرمایا۔ کہ کنوار کی پورنماشی کو جمنا کے کنارے راس لیلا کریں گے۔ گوپیوں کو اس دن کی تلاش رہی۔ جب کنوار مہینے کی پورنماشی آئی۔ تو سولہ ہزار گوپیاں جن میں ایک سے ایک حسین ایک سے ایک طرحدار تھیں۔ بناؤ سنگار کرکے شام کے وقت جمنا کنارے جمع ہوئیں کرشن چندر کے پریم میں اسقدر مدہوش تھیں۔ کہ ان کو اس روز گھر میں ایک گھڑی ٹھیرنا ایک برس کی مثال تھا۔ مرلی کی مدھر آواز سنتے ہی گھر بار چھوڑ ماتا پتا لڑکے بالوں کا خیال نہ کرکے بنسی کی آواز کی طرف چل کھڑی ہوئیں۔ گوپیوں کا جم غفیر دیکھ کر کرشن چندر بولے۔ ہے گوپیو! تمہیں اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے۔ تمہارے شوہر ماتا پتا کیا کہتے ہوں گے۔ تمہیں شرم نہیں آئی۔ عورت کا فرض ہے۔ کہ اپنے خاوند کی خدمت کرے۔ وہی تمہارا ایشور ہے۔ رات کے سمے یہاں کیوں آئیں۔ غیر مرد کے پاس جانا استریوں پر جائز نہیں۔ تم سب جاؤ۔ اور اپنے گھر کا کام کرو۔ خاوند کی سیوا سے تمہارا جنم سپھل ہوگا۔ جن کی شادی نہیں ہوئی۔ وہ ماتا پتا کی سیوا کریں۔

یہ تعزیر سنکر گوپیوں میں سناٹا ہو گیا۔ مایوسی گھر کر گئی۔ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

نراس ہو کر جواب دیا۔ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکتے ہو۔ ہمارے نزدیک ماتا پتا شوہر لڑکے بالے جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں۔ آپ انتریامی ہیں۔ آپ کی موہنی مورت میں دل اٹکا ہوا ہے۔ نند نندن ایسی باتیں نہ کیجئے۔ ہماری جان نکل رہی ہے۔ آج کی رات راس لیلا کا وعدہ ہوا تھا۔ قول مرداں جان دارد۔ قول کے پابند رہیے۔ مایوسیوں کی کند چھریوں سے حلال نہ کیجئے۔ کرشن چندر گوپیوں کی پاک محبت دیکھ کر پریم کے بس ہو گئے۔ بسوکرماں سے اشارہ ہوا۔ جمنا کنارے سنگ مرمر کا پُر تکلف مربع چبوترہ تیار ہو گیا۔ قالینوں کے فرش پر سفید چاندنی بچھی ہوئی۔ ایک کنارے طلائی زرنگار تخت کارچوبی گدے پر کاشانی مخملی تکیے قرینے سے چنے ہوئے۔ ہزاروں طرح کے خوشگوار پھولوں کا ڈھیر۔ شیشہ آلات اور روشنی سے وہ مقام بقعۂ نور ہو رہا تھا۔ پھولوں کے زیور اور بیش قیمت پوشاکیں گوپیوں کا دل لبھاتا تھا۔ مردنگ جھانجھ ستارے باجے بجنے لگے۔ اور نغمہ سرائی ہونے لگی۔

یہ راس وہ تھا۔ جس کے دیکھنے کو دیوتا اپنی اپنی شکتیاں لے کر بمانوں میں بیٹھ کر آئے۔ بیرستان کی اس راس کے سامنے کچھ وقعت نہ تھی۔ اِندر۔ جم برن کبیر دیوتے راس دیکھ کر تمکنت ہو گئے۔ سکتے کا عالم تھا۔ جمنا جی بہتے بہتے تھم گئیں۔ ہوا چلنے سے رک گئی۔ ہر ایک گوپی کی تمنا تھی۔ کہ شیام سندر کے ساتھ ناچے۔ اس لیئے بھگت وتسل شیام سندر نے اتنے ہی روپ دھارن کر لئے۔ جتنی گوپیاں تھیں۔ خود بدولت کا ہاتھ ہر ایک گوپی کے ہاتھ میں تھا۔ راس بلاس ہونے لگا۔ مریادا پرشوتم سری رام چندر نے ۹۹۹ راس رکھے تھے۔ آخر میں اودھ باسی استریوں کا منورتھ پورا کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ تمام آرزوئیں کرشن اوتار میں بر آئیں گی۔ چنانچہ یہ وہی راس ہے۔ چار گھڑی رات رہے۔ گوپیوں نے جمنا اشنان کیا۔ اور طلوع آفتاب سے پہلے سب اپنے گھر سدھاریں۔ بارہ برس کی عمر تک کرشن چندر نند جی کے گھر لیلائیں دکھاتے رہے۔ شرد پونوں کی رات مہاراس کر کے گوپیوں کو آنند بخشا۔ اس آنند سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں۔ جو نرگن اپاسک ہیں۔ اور جنہیں بھگوت کے چرنار بند میں پریت ہے۔ دریودھن اور ششپال ایسے بدمغز کور باطن کرشن چندر مہاراج کی لیلاؤں میں عیب لگا کر نرک بھوگتے ہیں۔

---

# ادھیائے (۴۰)

# اکرور کے ساتھ متھرا کو کرشن چندر کی روانگی

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ کنس کے حکم سے اکرور جی برندابن پہنچے۔ نند آپ نند نے نہایت پریم سے اکرور جی کو لیا۔ شیام بلرام نے قدم چھوئے مزاج پرسی ہوئی۔ کھانے دانے سے فراغت پاکر کرور جی نے راجہ کنس کا حکم سنایا۔ اور کہا۔ کہ کالی دیہہ کے پھول کی بھی طلبی ہے۔ شیام بلرام کو بلایا ہے۔ یہ خبر جسودھا اور نند کے لئے زہر قاتل سے کچھ کم نہ تھی۔ گوکلواؤں میں خبر مشہور ہوتے ہی عجیب کھل بلی پڑ گئی۔ کھانا دانا چھوڑ دیا۔ جسم میں جان ہی نہ تھی۔ مثل تصویر ٹھگی سی رہ گئی۔ کرشن چندر نے اپنی مدھر بانی سے سب کو ڈھارس دی۔ مگر برجباسی لوگ نہ مانے۔ ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے۔ برجبالائیں روتی ہوئی سامنے کھڑی ہیں۔ کرشن چندر ہر ایک سے مل رہے ہیں۔ اور ڈھارس دے رہے ہیں۔ اور یہ غم کی داستاں ہے۔ کہاں تک بیان کی جائے۔ کرشن چندر سب کو برہ سمندر میں اکرور کے ساتھ متھرا روانہ ہوئے۔ نند آپ نند اور برجباسی لوگ بھی ہمراہ ہیں۔ جسودھا اور روہنی روتی ہوئی۔ کچھ دور ساتھ گئیں مگر کرشن بھگوان نے سمجھا بجھا کر بہزار دقت واپس کیا۔ یہ لوگ چلے جا رہے ہیں۔ اکرور جی سوچ رہے ہیں۔ کہ شیام بلرام ابھی بچے ہیں۔ کنس بڑا دشٹ ہے۔ جو ان کی نوعمری پر خیال نہیں کرتا۔ ہائے یہ دونوں بالک متھرا پہنچتے ہی مار ڈالے جائیں گے۔ اور مجھے مفت میں گالیاں سننی پڑیں گی۔ انتریامی کرشن چندر اکرور کے دل کی بات تاڑ گئے۔ ایک تماشہ دکھایا۔ جب متھرا قریب رہ گئی۔ اکرور جی جمنا میں اشنان کرنے لگے۔ غوطہ لگایا۔ کرشن بلرام جل کے اندر دکھائی پڑے۔ مہالوح کے چاروں طرف دیوتا براجمان ہیں اور استتی کر رہے ہیں۔ یہ اچرج دیکھ کر سر کو ابھارا۔ تو کرشن بلرام رتھ پر بیٹھے نظر آئے۔ پھر غوطہ لگایا وہی کیفیت دیکھی۔ شیو برہما اندر اور بہت سے دیوتا پت برتنی اور مہرشی کرشن چندر سے ہاتھ جوڑے استت کر رہے ہیں۔ اور جب لگا کر نکلے۔ تو کرشن بلرام کو رتھ پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اکرور جی کی آنکھیں کھل گئیں۔ گیان ہوا۔ بیشک سری کرشن نارائن کا اوتار ہیں۔ کرشن مسکرا کر پوچھتے ہیں۔ چچا صاحب آپ مجھے بار بار اشنان کرتے وقت کیوں دیکھتے تھے۔

اکرور جی ہاتھ جوڑ کر بولے میرا سوچ اب دور ہو گیا۔ آپ ساکشات ترلوکی ناتھ چراچر کے سوامی ہیں۔ و اپنے اگیان سے آپ کو نند جی کا پتر خیال کرتا تھا۔

کرشن چندر۔ بولے۔ آپ جا کر کنس سے اطلاع کر دیجیے۔ کہ شیام بلرام آتے ہیں۔ اکرور جی رخصت ہو کر کنس کے پاس پہنچے۔ عرض کیا۔ کہ شیام بلرام آ گئے۔

ادھر دو گھڑی دن رہے شیام بلرام سکھاؤں کے ساتھ متھرا شہر کی سیر کو نکلے۔ وہاں کی فلک نما عمارات شہر کی صفائی۔ گلی کوچوں کی درستی بازاروں کی چہل پہل آپ کے بہت پسند آئی۔ آگے بڑھے۔ ایک دھوبی دکھائی دیا۔ شراب پیئے بر راگاتے کپڑوں کی لادی بیل پر رکھے ہوئے جا رہا ہے۔ کرشن چندر نے دل لگی سے پوچھا۔ کچھ کپڑے ہمیں مانگے دو گے۔ کل واپس کر دیں گے اپنے ماموں کے یہاں جاتے ہیں۔ پوشاک کی ضرورت ہے۔ وہ دھوبی راجہ کنس کے کپڑے دھوتا تھا۔ یونہی مغرور تھا۔ اس پر شراب پیے بدمست ہو رہا تھا۔ بولا واہ واہ چھچھوندر لگاوے چنبیلی کا تیل۔ تم سے گنواروں کو راجوں کی پوشاک چاہیے۔ جاؤ پھٹا پرانا کپڑا پہنو۔ راجاؤں کی پوشاک امیروں کو زیبا ہیں۔ پوشاک لے کر کیا کرو گے۔ تھوڑی دیر کے مہمان ہو۔ جیتا سا سر زمین پر لوٹتا دکھائی دے گا۔ یہ گفتگو سن کر کرشن چندر نے دو انگلیوں سے اس کی گردن پر ایسی ضرب لگائی۔ کہ ککڑی کی طرح کٹ کر زمین پر گر پڑا۔ گوال بالوں نے سارے کپڑے لوٹ لیے۔ آگے چل راجہ کنس کا درزی ملا۔ اس نے وہ کپڑے سب کو پہنائے۔ کرشن چندر اس کی بھگتی سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور بردان دیا۔ کہ تیری اولاد ہمیشہ لکشمیت رہیگی۔ آگے بڑھے کبجا کنس کی داسی جی۔ ہاتھ میں چندن لیے ہوئے راجہ کنس کے یہاں جاتی تھی۔ کرشن کے بانکپن پر موہت ہو کر ٹھیر گئی۔ اور ٹکٹکی لگا کر شیام سندر کے درشن کرنے لگی۔ جب شیام و بلرام قریب آئے۔ کبجا نے دامن پکڑ لیا۔ اور ماتھے پہ چندن کی کھور لگائی۔ کرشن چندر بلرام جی سے بولے۔ اس کا کوبڑ نکال دینا چاہا۔ یہ کہکر اس کا ایک پاؤں اپنے پیر سے دابا۔ اور دو انگلیوں سے ٹھوڑی سے جھٹکا دیا۔ بدن کی کجی جاتی رہی۔ وہ نہایت حسین حور کی صورت ہو گئی۔ کبجا بولی۔ ہے شیام سندر! جہاں آپ نے حسن جہاں تاب دیا ہے۔ اتنا اور چاہتی ہوں۔ کہ میرا گھر اپنے چرنوں سے پوتر کیجیے۔ کرشن چندر نے وعدہ کیا۔ کرشن چندر نے وعدہ کیا۔ اچھا تیری مرضی پوری ہو گی۔ کبجا کا یکایک خوبصورت ہو جانا۔ سارے شہر میں مشہور ہو گیا۔ کنس نے بھی سنا۔ جب یہ دو نو بھائی گشت کرتے ہوئے راج محل کے نیچے پہنچے۔ کنس نے اوپر سے للکارا۔ خبردار یہاں نہ آنا۔ اور اپنے جنگی سپاہیوں کو

کو جو دس ہزار سے کم نہ تھے۔) حکم دیا۔ کہ دونوں لڑکے مار ڈالو۔ کرشن چندر اور بلرام بے دھڑک دھنش شالا پہنچے۔ شیوجی کا دھنش جو نہایت وزنی اور لمبا تھا۔ اٹھا لیا۔ اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ ادھر جنگی فوج کنس کا اشارہ پاتے ہی شیام بلرام پر ٹوٹ پڑی۔ کرشن چندر اور بلرام جی نے انہیں دھنش کے ٹکڑوں سے خبر لی۔ اور ساری فوج کاٹ ڈالدی۔ دھنش ٹوٹنے کی آواز سے کنس کا دل دہل گیا۔ فوج کے کٹنے سے اور بھی گھبرایا۔ رات ہو چکی تھی۔ کرشن چندر بلرام جی سے بولے۔ اے برادر! ڈیرہ چھوڑے بہت عرصہ ہوا۔ نند بابا گھبرا رہے ہوں گے۔ چلنا چاہئے۔ یہ کہہ گوال بالوں کے ساتھ ڈیرے پر آئے۔ دھنش ٹوٹنے اور فوج کٹنے کی خبر سارے شہر میں مشہور ہو چکی تھی۔ نند بابا کرشن چندر سے مخاطب ہوئے۔ بیٹا! تو نے یہاں بھی اودھم مچایا۔ کنس کا ڈر نہیں۔ نہ جانے تمہارا کیا حال ہو۔ کرشن چندر اور بلرام جی نے جواب دیا۔ پتا جی کل فوج ہمارے مارنے پر آمادہ تھی۔ ہم مجبور تھے۔ کرتے تو کیا کرتے۔ جو ہمیں مارنے آئے انہیں ہم نے بھی مارا۔ راجہ کنس ہم سے دشمنی رکھتا ہے۔ یہ کہکر اور باتوں تمام آپ نند کا دھیان دوسری طرف پھیر دیا۔

# ادھیائے (۱۳)

# کرشن چندر کے ہاتھ سے راجہ کنس کی ہلاکت

علی الصباح اُمراء و رؤسائے شہر تزک و احتشام کے ساتھ اکھاڑے میں جلوہ افروز ہوئے۔ نند اور برجباسی بھی کرشن چندر اور بلرام کے ساتھ اکھاڑے کی جانب روانہ ہوئے کوٹھوں پر خلقت کا اژدحام تھا۔ آپ کا جمال جہاں آرا دیکھنے کی ہر فرد بشر کو چاہ تھی۔ کرشن چندر آنندکند لوگوں کو درشن دیتے ہوئے اکھاڑے پر پہنچے۔ کرشن چندر نے فیلبان سے اشارہ کیا۔ کہ ہاتھی ہٹا لے۔ ہم اندر جائیں گے۔ فیلبان ان کی باتوں پر ملتفت نہ ہوا۔ بلکہ کوبلیا پیڑ ہاتھی بلرام جی پر دوڑایا۔ بلدیو جی نے تان کر ایک گھونسا جڑا۔ کہ ہاتھی تلملا کر بھاگا۔ لوگ بلرام جی کی طاقت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ دل میں کہتے تھے۔ کہ یہ آدمی نہیں دیو ہیں۔ ان کی شجاعت اور جسارت لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو گئی۔ فیلبان آنکس مار کر

کویلیاپیڑ کو سامنے لایا۔ وہ فیل مست گرج کر کرشن چندر پر جھپٹنا چاہتا تھا۔ کہ پامال کر دے۔
کرشن چندر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ ہاتھی نے کرشن چندر کو سونڈ میں پلیٹنا چاہا۔ کرشن
چندر اس کی چوٹ بچا گئے۔ شکم کے نیچے سے نکلکر دوسری طرف جا کھڑے ہوئے۔ ہاتھی کی دم
پکڑ لی۔ اور گھسیٹنا شروع کیا۔ ہاتھی کی دم پکڑ لی۔ اور گھسیٹنا شروع کیا۔ ہاتھی پسپا ہو کر پیچھے
ہٹا۔ بلرام جی سامنے تھے۔ ان پر چوٹ کی۔ بلرام جی نے دو گھونسوں سے کویلیاپیڑ کا فشار
کر دیا۔ ادھ مرا ہو کر زمین پر گر پڑا۔ کرشن چندر نے ایک ہی جھٹکے میں دونوں دانت اکھاڑ
لئے ایک آپ لیا۔ دوسرا بلرام جی کے حوالے کیا۔ ہاتھی کے مرنے پر شور بیروں میں کانا
پھوسی ہونے لگی۔ ان کی دلیری اور بہادری دیکھ کر کسی کی میں تاب نہ تھی۔ کہ مہاراج کو
ٹوکتا۔ لیکن فیلبان نادم ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ کرشن چندر سے زور آزمائی ہونے
لگی۔ بلرام جی نے ایک ہی مکے سے اس ملعون کا کام تمام کیا۔ آپ کے پربھاؤ سے متھرا کی
عورتیں اور مرد تو خوش ہوئے۔ مگر مہاراجہ کنس کے سورما بہادروں کے دلوں پر چوٹ لگی
اور وہ جان گئے۔ کہ ان سے جانبری نہیں ہو سکتی۔ ان کی نظر میں آپ کال روپ تھے
چانورا جیس سامنے آیا۔ اور ڈانٹ کر بولا۔ بہادروں کے سامنے آؤ۔ تو قدر عافیت معلوم
ہو۔ ہم تم لڑیں۔ راجہ کنس کو کرتب دکھائیں

کرشن چندر۔ ہماری اور تیری جوڑ نہیں۔ کشتی برابر والے سے ہوتی ہے۔ اگر تیری
یہی خواہش ہے۔ تو اچھا ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گوئے۔

چانورہ۔ دیکھنے میں چھوٹے ہو۔ مگر بڑے کھوٹے ہو۔ ہزاروں آدمیوں کو مجمع میں
دیکھتے ہی دیکھتے کویلیاپیڑ سے قوی ہیکل ہاتھی کو بات کی بات میں مار ڈالا۔ پانچ برس کا سن
اور یہ بہادری۔ کہ سر لگا سر بڑے بڑے شور بیروں کو خاک میں ملا دیا۔ آؤ ہمارے اور تمہارے
دو دو ہاتھ ہو جاویں۔ مسٹک پہلوان بلرام سے دو دو ہاتھ کریگا۔ کرشن چندر اور بلرام جی چانورہ
اور مشٹک پہلوانوں سے زور ہونے لگا۔ متھرا کے لوگ یہ کچال دیکھ کہتے تھے۔ کہ بڑا ادھرم ہے
کہاں بارہ برس کے دودھ پیتے بچے۔ اور کہاں یہ دیو صورت کوہ تمثال چانورہ اور مشٹک
بہتوں سے تو دیکھا نہیں گیا۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آنکھیں بند کر لیں۔ بہتوں نے کنس سے
اس ادھرم کی بابت ذکر کیا۔ کنس دیکھتا رہا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ القصہ چانورہ اور کرشن
چندر میں کشتی ہونے لگی۔ چانورہ نے اس زور سے گھونسا لگایا۔ کہ اگر کوہ پر پڑتا۔ تو پرخچے

پیچ ہو جاتا۔ مگر کرشن چندر پر کچھ اثر نہ ہوا۔ تمام بدن پتھر کے برابر ہو رہا تھا۔ اسی طرح مشٹک پہلوان بھی بلرام جی کی طاقت سے مجبور رہتا۔ لاکھوں داؤ پیچ کئے ایک بھی پیش نہ گئی کرشن چندر نے چانورہ کے اور بلرام جی نے مشٹک کے دونوں ہاتھ پکڑ کر سر سے بلند کیا اور گھما کر ایسا پٹکا۔ کہ اکھاڑے کی مٹی میں دونوں کے جسم پیوست ہو گئے۔ اور جان نکل گئی۔ چانورہ کے مشٹک کے مرتے ہی شل۔ توشل اور کوٹ تین پہلوان شمشیر برہنہ لیکر کرشن چندر اور بلرام جی پر حملہ آور ہوئے۔ کرشن چندر نے بائیں لات سے شل کو گرایا۔ توشل اور کوٹ بلدیو جی کے ایک ایک گھونسے سے فنا فی السقر ہو گئے۔ ان کے گرتے ہی اکھاڑے میں کھلبلی پڑ گئی سب پہلوان جان چھپا چھپا کر کھسکنے لگے۔ کنس نے للکار کر کہا۔ نمک حراموں بھاگتے کیوں ہو۔ اتنے جودھا اور شور بیر کھڑے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سب مل کر ٹوٹ پڑو۔ اور دونوں بھائیوں کا کچومر نکالدو۔ یہ سنتے ہی جتنے شور بیر بیٹھے تھے۔ سب مل کر ٹوٹ پڑے۔ کرشن بلرام نے گویا پیڑ کے دانتوں سے راچھسوں کو مارنا شروع کیا جس طرح کسان کھیت کاٹتا ہے۔ اسی طرح دونوں بھائیوں نے ستھراؤ کر دیا۔ بہت سے بھاگے بہت سے مجروح ہو کر زمین پر تڑپنے لگے۔ کنس گھبرایا۔ غل مچاتا آواز لگاتا تھا۔ کہ کوئی ان دونوں کو مارتا نہیں۔ وہاں کس میں تاب کس میں جرات تھی۔ کہ ان کا مقابلہ کرتا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ تب کرشن چندر چھلانگ مار کر اس مچان پر پہنچے۔ جہاں کنس بیٹھا ہوا غل مچا رہا تھا۔ کرشن چندر کے پہنچتے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کانپنے لگا۔ آنکھ بھر نہ دیکھ سکا۔ آندھی کی طرح تلوار گھمانے لگا۔ کرشن چندر نے سر پر لات جڑی۔ تاج لڑھکتا ہوا نیچے آیا۔ پھر اس کی چوٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے نیچے پٹک دیا۔ اور آپ اس کی چھاتی پر کود پڑے۔ کنس کی جان نکل گئی۔ کنس کے آٹھ بھائی اور بھی تھے۔ اس کے مرتے ہی ان آٹھوں بھائیوں نے کرشن چندر پر حملہ کیا۔ مگر بلرام جی نے ایک ایک گھونسے سے سب کا خاتمہ کر دیا۔ کرشن چندر جی اس قدر غصے میں بھرے تھے۔ کہ کنس کے مرنے پر بھی کفایت نہ کی بلکہ بال گھسیٹتے ہوئے ہزاروں آدمیوں کے اژدحام میں تشہیر کرتے جمنا کے کنارے لے گئے۔ جس طرح شیر ببر ہرن کو گھسیٹتا لے جاتا ہے۔ ساکنان شہر کرشن و بلرام کی ظفریابی پر بہت مسرور ہوئے۔ البتہ رنواس کے لوگ خوفزدہ ہو کر اِدھر اُدھر چھپتے پھرتے تھے۔ محلوں میں کہرام مچ گیا تھا۔ ملازمان سلطانی اراکین سلطنت گلی کوچوں میں

پناہ لے رہے تھے۔ کرشن چندر کنس کی لاش تشہیر کرتے ہوئے جب جمنا کنارے پہنچے تو کچھ دیر آرام کیا۔ اسی طرح اس مقام کو بسرام گھاٹ بولتے ہیں۔ سو دھرم پتر راجہ جدھشٹر لمبی کرشن چندر نے کنس کی لاش کیوں گھمائی سبب اس کا یہ ہے۔ کہ کنس بسدیو اور دیوکی کے ساتھ بڑی طرح پیش آتا تھا۔ قید رکھا۔ اذیتیں دیں۔ آج اس کا عوض لیا۔ ادھر کنس کی رانیاں دونوں اس سے بڑی کھڑی ہوئیں۔ اور روتی ہوئی بسرام گھاٹ پہنچیں۔ خاوند کی لاش دیکھ کر بہت چلائیں۔ کہتی تھیں۔ اے پت تم نے ایشور سے بیر ٹھانا۔ اس کی سزا بھگتنی پڑی۔ کرشن چندر ماموں کی استریوں کو دیکھ کر دھیرج دیتے رہے۔ فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا۔ ہو گیا۔ اس کا کریا کرم کرو۔ میں تمہارا بھانجا ہوں۔ تمہاری خدمت میں کسی طرح کا عذر نہ ہوگا۔ اور اگرسین کو قید خانے سے بلوا کر کنس کا مرتک کرم کروایا

# ادھیائے (۴۲)

# دیوکی اور بسدیو کی قید سے رہائی۔ اگرسین کی راج گدی

کنس کے مرتک کرم سے فراغت پاکر کرشن چندر نے آدمیوں کے ہاتھ داروغہ جیل کو حکم حکم دیا کہ وہ بسدیو اور دیوکی کی بیڑیاں کاٹ دے۔ ان کے درشنوں کو جاتا ہوں۔ دونوں بھائی خراماں خراماں شہر کی گشت کرتے ہوئے جیل خانہ پہنچے۔ اور بسدیو دیوکی کے قدموں پر سر رکھ دیا اسوقت جو خوشی بسدیو اور دیوکی کو ہوئی ہوگی۔ وہ جانیں یا ان کا دل۔ ماتا کے جوش سے دل امنڈ آئے۔ دونوں بھائیوں کو چھاتی سے لگایا۔ دیوکی جی نے رخساروں پر بوسے دیئے۔ دوپٹے سے آنسو پونچھ کر کہنے لگیں۔ اے لعل بارہ برس ہو چکے تیرے دیکھنے کی آرزو تھی۔ آج پوری ہوئی ماتا نے اپنے پتر کو ایک دفعہ بھی گود میں لے کر کلیجہ ٹھنڈا بھی نہیں کیا۔ کنس نے جو تکلیفیں اور اذیتیں دیں۔ وہ تیری جدائی سے کہیں کم تھیں۔

کرشن چندر بولے۔ مادر مہربان! مجھ سے بڑھ کر اور کون بدنصیب ہے۔ جو ماتا پتا کو اپنے

پیدا ہوتے ہی قید میں ڈالے۔ افسوس میری وجہ سے تمہیں قید کی مصیبتیں جھیلنا پڑیں۔ بس اب چلیئے۔ اگرسین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ کہہ کر کرشن دیوکی اور بسدیو کو لئے ہوئے اگرسین کے پاس آئے۔ ساتھ جوڑ کر عرض کیا۔ آپ نے بڑی تکلیفیں جھیلیں۔ مصیبتیں اٹھائیں۔ کنس بڑا نالائق تھا۔ جو اپنے باپ کا نہ ہوا۔ راج پاٹ چھین لیا۔ راجہ بن بیٹھا تخت آپ کو مبارک ہو۔ راج کاج کیجئے اور پرجا پالن کیجئے۔ اگرسین نے جواب دیا۔ میرے قواے ڈھیلے ہو گئے۔ سکت باقی نہیں۔ راج کاج دیکھنا محال ہے۔ بڑھاپے سے اسقدر نحیف الجثہ ہو رہا ہوں۔ کہ سلطنت کے کاروبار میں دماغ کام نہیں دے سکتا۔ آپ تخت نشین ہوں۔ آپ کی حکومت سے رعیت بھی خوش ہو گی۔

کرشن چندر۔ میں گدی کے لائق نہیں۔ راجہ جیات نے راجہ جدو کو سراپ دیا تھا۔ اس لئے میں گدی پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کاروبار سلطنت پر نگرانی رہیگی۔ آپ گدی پر جلوہ افروز ہو جائیں باقی کام دیکھ لیا کروں گا۔

غرضیکہ راجہ اگرسین کے ہاتھوں میں عنان سلطنت سپرد کی گئی۔ اور تمام حکومت میں ڈھنڈورا پٹوایا گیا۔ کہ بھاگے ہوئے لوگ اپنے گھر آئیں۔ ملک میں تسلط ہو گیا۔ کوئی مزاحم نہ ہو گا۔ اس خبر سے جو لوگ دوسرے شہروں اور گاؤں میں جا بسے تھے۔ متھرا میں آکر بودوباش کرنے لگے۔ سری کرشن جی کی توجہ اور فیض قدم سے متھرا اور شہروں کو مات کرنے لگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ یہ دھرتی میری جنم بھومی ہے۔ واسطے متھرا مجھے بیکنٹھ سے بڑھ کر پیاری ہے۔

# ادھیائے (۳۴)

## متھرا سے برجباسیوں کی روانگی۔ اور نندجی کا اظہار غم

متھرا میں اگرسین کی حکومت قائم ہو گئی۔ کرشن چندر اور بلرام نذر و جواہر لے کر برجباسیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نندجی کے پیروں پر سر رکھ دیا۔ نندجی نے چھاتی سے لگا لیا۔

کرشن چندر۔ مجھے کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ زبان نہیں۔ جو بول سکوں

آپ مجھے اپنا پتر جانتے ہیں۔ میں آپ کا ہی ہوں۔ جہاں رہوں گا۔ آپ کا ہی کہلاؤں گا۔ جو خدمت آپ نے اور جسودھاں ماتا نے ہماری کی ہے۔ اگر لاکھ برس بھی آپ کی خدمت میں بجا لاؤں۔ تو سبکدوشی نہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ بچپن سے پالا۔ اتنا بڑا کیا۔ پتا جی گرگ رشی کا کہنا آپ بھول گئے۔ بسدیو اور دیوکی پتا ماتا ہیں۔ ان کی خدمت بھی فرض ہے۔ جسودھاں ماتا میرے ہجر میں بلبلا رہی ہوں گی۔ آپ جائیں۔ اور میری طرف سے ہاتھ جوڑ کر عرض کریں شیام سندر آپ ہی کا ہے۔ کچھ دنوں بعد آئے گا۔

شیام سندر نے نند جی اور برجباسیوں کو سمجھا بجھا کر بہت سا روپیہ اور اشرفی نذر کیا۔ اور برجباسیوں سے بھی یہی کہا۔ آپ لوگ برندابن جائیں۔ اور مجھ سے ملتے رہا کریں۔ نند جی شیام سندر کی اس غم آلودہ گفتگو سے مضطرب ہو کر رونے لگے۔ سمجھ گئے۔ کہ برندا بن بہاری کرشن چندر ہمارے ساتھ نہ جائیں گے۔ اب بسدیو اور دیوکی پتر ہوئے۔ ہمارا چارہ نہیں۔ جس وقت برج ہم پہنچوں گا۔ نند کمار ساتھ نہ ہوں گے۔ گوپیوں کا ان کی فرقت میں نہ جانے کیا حال ہو۔ یونہی آہ و زاری دن رات کیا کرتی ہیں۔ شیام سندر کے نہ ہونے سے اور بھی مچھلی کی طرح تڑپنے لگیں گی۔ کیا جواب دوں گا۔ جسودھاں تو سنتے ہی خاک پر لوٹنے لگیں گی۔ کھانا دانہ یونہی بند ہو گیا ہو گا۔ ابھی تک امید تھی۔ کہ ہمارے ساتھ شیام بلرام آتے ہوں گے اگر یہ بھی امید ٹوٹ جائے گی۔ تو زندگی دشوار ہو جائے گی۔ ان پریشان کن خیالات سے نند جی کو تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ جب ذرا سکون ہوا۔ سوچے میں بہا اگیانی ہوں۔ کرشن چندر پرماتما روپ ہیں۔ انہیں پتر جانتا تھا۔ پرتھی کا بھار اتارنے کو بسدیو اور دیوکی کے یہاں جنم لینا پڑی کرپا ہوئی۔ جو بارہ برس میرے یہاں سب کو آنند دیا۔ یہ سوچکر مہاراج کے قدموں پہ گر پڑے۔ اور ہاتھ جوڑ کر دینے کی ہے۔ پربھو! آپ سرب شکتیمان سچدانند پورن برہم روپ ہیں۔ آپ کی مادر مہربان جسودھاں اور سولہ ہزار گوپیاں جو آپ کی صورت پر مٹی ہیں۔ ایسا نہ ہو چولا چھوڑ دیں سب سے کھگوت کیا منہ لیکر ان کے پاس جاؤں۔ اور کیا جواب دونگا۔ کرشن چندر نند بابا کو سمجھاتے اور دھیرج دیتے رہے۔ گھبرائیے نہیں۔ کچھ دنوں ماتا پتا کی سیوا کر کے خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اور سب سے ملوں گا۔ یہ کہکر بسدیو جی اور اگرسین نند بابا کو تھوڑی دور پہنچا کر چلے آئے۔ نند برجباسیوں کے ساتھ برندابن پہنچے۔ شیام بلرام کے نہ ہونے سے جو کچھ حال گوپیوں اور جسودھا جی کا ہوا۔ وہ بیان نہیں ہو سکتا

# اَدّھیائے (۴۴)

# ساندیپن گروجی سے کرشن چندر کی تعلیم

بسدیوجی نے شیام وبلرام یگیوپویت کیا۔ اور شہر اوجین میں ساندیپن گرو کے یہاں تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔ سداماں نامی برہمن ساندیپن کے یہاں روز جایا کرتا تھا۔ سداماں جی سے راستے میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اپنے رتھ پر بیٹھا لیا۔ اور گوروجی کے استھان پر پہنچے۔ شاندیپن جی سے تحصیل علم کرنے لگے۔ ایک دن سداماں بھوک سے ایسا مجبور ہوا۔ کہ کرشن چندر کا ناشتہ چرا کر آپ کھا لیا۔ جب پوچھا گیا۔ ناشتہ کہاں گیا۔ سداماں انکار کر گیا۔ میں نہیں جانتا۔ اس وجہ سے سداماں دردھری ہوگیا۔ القصہ کرشن چندر اور بلدام جی تحصیل علم کرتے رہے۔ چونسٹھ دن میں کل علوم سے واقف ہوگئے۔ چاروں وید اور چھ شاستر۔ اٹھارہ پران جنتر منتر۔ راج نیت ودّیا۔ علم مجلس غرضیکہ کوئی علم ایسا نہ تھا۔ جس میں مہاراج کو عبور نہ ہوگیا ہو۔ گروجی متحیر تھے۔ کہ دنیا کے کسی انسان میں اتنی طاقت اتنا دماغ نہیں۔ جو چونسٹھ دن میں اس قدر علم حاصل کر سکے۔ یہ کوئی دیوتا ہیں

کرشن چندر جی دست بستہ ہو کر ملتمس ہوئے۔ کہ مجھ میں اتنی طاقت اتنی قدرت نہیں۔ جو گرو سیوا ہو۔ آپ کی دکشنا چاہتا ہوں۔ جو فرمائیں بجا لاؤں۔

شاندیپن مہاراج کی باتیں سنکر اپنی استری کے پاس گئے۔ اور کہا یہ دونوں بشن روپ بھگوان ہیں۔ ہم اس سے کیا مانگیں۔ شاندیپن جی کے ایک ہی لڑکا تھا۔ جو دریا میں ڈوب گیا تھا۔ شاندیپن جی کی استری اس کے غم سے ہر وقت مضمحل رہتی تھی۔ رونے کے سوا دوسرا کام نہ کرتی۔ اس نے یہی جواب دیا۔ کہ کسی طرح میرا بالک ملجاتا۔ تو زندگی سا تھ ہوتی۔ اور رنج والم سے نجات ملتی۔ شاندیپن اپنی عورت کے ساتھ کرشن بھگوان کے پاس گئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولے۔ مہاراج ہمارا پتر ڈوب گیا ہے۔ لا دیجئے یہی گرو دکشنا ہے۔

کرشن چندر اور بلرام جی فی الفور رتھ پر سوار ہو کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ اپ کے

آنے سے سمندر بہت خوش ہوا۔ اور برہمن بھیس سے خدمت میں حاضر ہو کر باادب گذارش کی۔ مہاراج کہاں تکلیف گوارا کی بڑی کرپا ہوئی۔ جیاپی کو درشن دیئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ شاندیپن جی کا لڑکا ڈوب گیا ہے۔ وُہ لا دو۔ سمندر بولا۔ وہ لڑکا دھرم راج کے پاس پہنچا۔ حاضر ہو گا۔ مگر ایک خواہش میری ہے۔ کرپا ہو جاتی تو اس دُکھ سے نجات پاتا۔ پانچ جن نامی دیت مجھے آزار پہنچاتا ہے۔ اس صدمے سے جان بلب رہتا ہوں۔ کیا کروں اس پر قابو نہیں۔

کرشن چندر نے اس دیت کو مار پنچ جن سنکھ لے لیا۔ اور سمندر کے ہمراہ دھرم راج کے پاس پہنچے۔ دھرم راج مہاراج کا آنا سنکر ساشٹانگ ڈنڈوت کرتا حاضر ہوا۔ کرشن چندر نے پنچ جنیہ سنکھ بجایا۔ اس کی آواز سے تمام گنہگار جو جہنم کی آگ میں جل رہے تھے نجات پا کر گناہوں سے چھوٹ گئے۔

دھرم راج۔ ہاتھ جوڑ کر شاندیپن کا پتر میرے ہی پاس ہے۔ میں جانتا تھا کہ ابھی بہانے آپ کے درشن ہوں گے۔ وُہ لڑکا یہ موجود ہے۔ کرشن چندر اسے لے کر دھرم راج سے رخصت ہوئے۔ اور شاندیپن گورو کی استری کے حوالے کیا۔ شاندیپن گورو اور اسکی استری آپ کے اس اعجاز سے سربسجود ہوئے۔ ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کی۔ آپ ساکشات ایشور پرماتما روپ ہیں۔ کرشن چندر اور بلرام گورو سے وداع ہو کر متھرا پہنچے۔ گھر گھر شادیانے بجنے لگے۔ خوشیاں ہوئیں۔ رنگ رلیاں منائیں۔ کرشن چندر مہاراج کی کوئی ساعت ایسی نہ تھی۔ جو وقت جسودھا اور گوپیوں کی یاد نہ کرتے ہوں۔ اودھو جی آپ کے سکھا بڑے گیانی نرگن اُپاسک تھے۔ آپ کو اپنی گیان بھگتی کا بڑا گھمنڈ تھا فرمایا۔ ذرا تم برندابن چلے جاتے۔ اور گوپیوں کو گیان اپدیش کر کے دھیرج دے آتے مہاراج کی آگیا سے اودھو جی برندابن پہنچے۔ گوپیوں کا پریم دیکھ کر اپنا گیان بھول گئے۔

# ادھیائے (۵۴)

# متھرا پر جراسندھ کی چڑھائی اور کرشن چندر

# سے معرکہ آرائی

بھیشم جی۔ کنس کی وفات پر استی دپراپتی دونوں رانیاں جراسندھ کے پاس پہنچیں۔ سارا حال رو رو کر سنایا۔ ۲۳ اکشونی جار سپاہ لے کر جراسندھ نے متھرا شہر محصور کر لیا۔ کرشن چندر اور راجہ اگرسین کو اطلاع ہوئی۔ کرشن چندر نے سب کو تسلی دلاسا دیا۔ اور اگرسین سے فرمایا۔ کہ آپ شہر کی حفاظت کریں۔ ہم دونوں بھائی جراسندھ کے مقابلے کو جاتے ہیں۔ یہ کہکر آلات حرب رتھ پر رکھے۔ اور سوار ہو کر میدان کارزار کی طرف راہی ہوئے۔ شام سندر نے داہنی جانب۔ بلرام جی نے بائیں طرف رتھ دوڑایا۔ جراسندھ دونوں بھائیوں کو اکیلا دیکھ کر متحیر ہوا۔ بولا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جادوگر ہو۔ اپنے جادو سے بڑے بڑے بہادر اور شوربیر راجہ کنس کے خاک میں ملا دیئے۔ راجہ کنس بھی تمہارے جادو سے جانبر نہ ہو سکا۔ مجھ پر تیرا جادو اثر نہیں کر سکتا۔ نہ میرے برابر دنیا میں کوئی دلیر ہے۔ کنس کا قصاص لینا واجب ہے۔ مگر تیری صورت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ بھاگ جا۔ کاہے کو جان کا دشمن ہوا۔ کرشن چندر نے جواب دیا۔ خودستائی شوربیروں کا دھرم نہیں۔ دنیا جو آگرہے۔ ایک سے ایک بڑھ کر پڑے ہیں اپنا کمال دکھا۔ جراسندھ نے نعرہ مارا۔ اے مردان دلاور! ان دونوں لڑکوں کو زندہ پکڑ لو۔ اس آواز کے ساتھ ہی ہتھیار چلنے لگے۔ گولہ باری ہونے لگی۔ تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ کرشن چندر نے پنچ جنیہ سنکھ بجایا۔ جس کی کرخت آواز سے لوگوں کے کلیجے دہل اٹھے۔ دل دہل گیا۔ ہتھیار ہاتھوں سے چھوٹ گئے۔ کرشن چندر اور بلرام جی نے ڈھائی گھڑی ۲۳ اکشونی دل کاٹ کے رکھدیا۔ میدان رزم میں خون کے دریا بہا دیئے۔ ایک متنفس بھی نہ بچا۔ صرف جراسندھ رہ گیا۔ کڑک بلدیو جی پر ٹوٹ پڑا۔ کشتی ہونے لگی۔ بلدیو جی کے سامنے پیش نہ گئی۔ اٹھا کر دے مارا۔ اور کرشن چندر جی سے پوچھا کیا مرضی ہے۔ اگر منشا ہو۔ تو اس ملعون کے خون سے زمین کو تر کر دوں کرشن چندر نے فرمایا۔ اس کا قتل کرنا ابھی مناسب نہیں۔ یہ کئی دفعہ چڑھائی کریگا۔ لاکھوں آدمیوں کی بھیڑ اس کے ساتھ ہوگی۔ ان سب کا مارنا ابھی فرض ہے۔ پھر دیکھ لیں گے۔ بلدیو جی نے چھوڑ دیا۔ جراسندھ روتا اور کف افسوس ملتا اپنے دارالسلطنت

میں پہنچا۔ پشیمانی از حد تھی۔ اودواس یادِل کباب جنگل کی ٹھانی۔ راج پاٹ سے منہ موڑا۔ اس کے دوست جمع ہوئے سمجھایا۔ تشفی کی۔ ایک دفعہ کی شکست سے کچھ آبرو نہیں ملتی۔ گرتے ہی شہسوار ہیں میدان رزم میں اب بھی دفعہ پھر چڑھائی کرو۔ بار بار خالہ جی کا گھر نہیں۔ جو زک اٹھاؤ۔ ہم سب ملکر شکست دیں گے۔ دونوں بھائیوں کو زندہ پکڑ لیں گے

ادھر شیام بلرام فتح و نصرت کا شادیانہ بجاتے ہوئے شہر میں آئے۔ شیام سندر کی اس کرتوت سے لوگوں کو حیرت تھی۔ کہ ۲۳ اکشونی کو ڈھائی گھڑی میں کیونکر غارت کر دیا۔ اس پر طرّہ یہ ہوا۔ کہ پانی برسا کر سیب کی راکھ بھی بہا دی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ ۲۳۔ اکشونی دل کہاں پر غارت ہوا

# اَدّھیائے (۴۶)

# جراسندھ کی متواتر ۱۷ بار شکست

بھیشم جی کہتے ہیں۔ جراسندھ کی لڑائی میں کروڑوں روپے کا مال سری کرشن چندر کے ہاتھ آیا۔ شاہی خزانے میں داخل کیا۔ اہل شہر نے کرشن چندر و بلرام پر گل افشانی کی تزک و احتشام سے سواری نکلی۔ ہر شخص کی زبان پر کرشن چندر کی جرأت اور شجاعت کا چرچا تھا۔ ۲۳ اکشونی بات کی بات میں نیست کرنا انہیں کا کام تھا۔ اے راجن۔ اسی طرح فوج دو دو تین تین گھڑی میں کاٹ ڈالی۔ جراسندھ اکیلا رہ جاتا۔ اور بھاگ جاتا۔ اسے بڑی فکر تھی۔ کیا کروں کچھ پیش نہیں جاتی۔ کیونکر جیت ہو۔ ایک روز نارد جی جراسندھ کے پاس گئے۔ جراسندھ نے سترہ بار ہارنے کی ساری داستان سنائی۔ اور کہا کوئی تدبیر نہیں چلتی۔ ایک دفعہ جیت لیتا۔ دل کی تپش بجھتی۔ نارد جی بولے۔ اگر کالجمن سے مدد لی جائے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ شیام بلرام اس سے پیش پا سکیں۔

جراسندھ۔ یہ کام آپ ہی سے ہوگا۔ تکلیف گوارا کر کے میرا پیام دیجیے۔ شاید آجائے۔ نارد جی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جراسندھ کا پیام کالجمن کو سنایا۔ کالجمن چلنے پر راضی ہوا

اور فوج جرا لے کر متھرا کی طرف کوچ کیا۔

# اَدّھیائے (۸۴)

## دوارکا پوری میں اہل متھرا کی روانگی۔ راجہ مچکند کی نگاہ سے کالجمن کی موت

کالجمن کے کوچ کی خبر متھرا پہنچی۔ کرشن چندر نے بلرام جی سے مشورہ کیا۔ برادر تین کروڑ فوج کالجمن کے ساتھ ہے، ۲۳۔ اکشونی دَل جراسندھ کے ساتھ ہوگا۔ اگر ایک کا مقابلہ کرینگے تو دُوسرا موقعہ پاکر متھرا پر یورش کرے گا۔ رعیت برباد ہوگی۔ مناسب ہے۔ کہ متھرا کی بستی کسی دوسری جگہ آباد ہو۔ بلرام جی کو یہ صلاح پسند آئی۔ کرشن چندر نے سمندر کو یاد کیا۔ اور بارہ جوجن زمین سمندر کے اندر مغرب جانب خالی کرنے کا حکم دیا۔ سمندر نے تعمیل ارشاد کی۔ بسو کرما جی نے سولہ ہزار ایک سو آٹھ محل اور بہت سی عمارتیں دربار کچہریوں کی اور شیش محل راجستھان اگر سین اور بسدیو جی کے لئے علیحدہ علیحدہ تعمیر کر دیئے۔ اہل متھرا کے لئے جدا جدا مکانات معہ سامان گرہستی مہیّا کیا گیا۔ شہر کے چاروں طرف جانب فصلیں قائم کی گئیں۔ کنوئیں حوض تالابوں کی گنتی نہ تھی۔ ہر قسم کی سواریاں طلائی و نقرئی ظروف قسم قسم کے پارچوں سے تمام شہر کا معمور ہو گئی۔ کرشن چندر نے یوگ مایا کو اجازت دی۔ کہ راتوں رات اہل متھرا کو دوارکا پہنچا دو۔ راجہ سے لے کر ادنےٰ نفر تک کوئی متنفس متھرا کا ایسا نہ تھا۔ جو دوارکا میں نہ پہنچ گیا ہو۔ سمندر کی آواز سے سب لوگ جاگ اُٹھے نیا مکان دیکھ کر حیرت ہوئی۔ پھر کرشن چندر کی زباں سے سب کو نسچہ ہو گیا۔ کہ یہ کارروائی خود بدولت کی ہے۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو سکا۔ کہ سات سو کوس کی مسافت راتوں رات کیونکر طے ہو گئی۔ اپنے اپنے مکانوں میں لوگ رہنے لگے۔ کسی قسم کی تکلیف نہ تھی ادھر کالجمن نے کثیر فوج سے متھرا کا محاصرہ کیا مسری کرشن چندر اور بلرام جی کو متھرا میں چھوڑ کر پیادہ پا بغیر ہتھیاروں کے کالجمن کے پاس گئے۔ کالجمن کی فوج ابر کی طرح پھیلی

ہوتی تھی برق وش بھالوں اور بڑاخہ دار شمشیروں سے میدان ضرب لمونہ قیامت بن رہا تھا۔ ایر تلا کھڑا تھا۔ کہ تیروں کی جھڑی باندھے کالجمن کرشن چندر کو پیادہ اور تنہا دیکھ کر خود خود بھی رتھ سے اتر پڑا۔ اور سرداران فوج سے مخاطب ہو کر بولا۔ خبردار کوئی اس نہتے پر ہتھیار نہ چلائے۔ میں خود جاتا ہوں۔ اس نوجوان پر اکیلا بھاری ہوں۔ گرفتار کرنا مشکل بات نہیں۔ ابھی پکڑے لیتا ہوں۔ یہ کہکر لپکا۔ اور کرشن چندر نے آگے سے فرار کیا۔ کالجمن یہ کہتا ہوا تعاقب میں رواں ہوا۔ بہادر میدان پیکا سے نہیں بھاگتے۔ ذرا دم لو۔ دو دو ہاتھ ہو جائیں ہو جائیں۔ بزدلی اسی کا نام ہے۔ صورت دیکھتے ہی ہوش فرد ہو گئے۔ آگے آگے کرشن چندر اور پیچھے کالجمن دوڑتا چلا آتا ہے۔ کچھ سردار فوج تعاقب میں رواں ہیں۔ اتنے میں ایک پہاڑ نظر آیا۔ کرشن چندر پہاڑ کی کھوہ میں گھس گئے۔ راجہ مچکند دیوتاؤں سے بردان پائے ہوئے سو رہا تھا۔ کرشن چندر نے اپنا پٹامبر راجہ مچکند پر ڈالدیا۔ اور آپ پہاڑ کے کسی گوشے میں چھپ رہے۔ کالجمن بھی پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ راجہ مچکند کے ایک لات جڑی۔ اور کہا۔ ہم جانتے تھے۔ کہ بڑے شوریر۔ شورتا نہ دکھائی۔ یہاں بھاگ کر لیٹ رہے۔ راجہ مچکند کی آنکھ کھلتے ہی کالجمن بھسم ہو گیا۔ اے کورونندان۔ راجہ اکشواک کے خاندان میں جمنا شو کا پوتا ماندھاتا کا لڑکا راجہ مچکند نہایت با اقبال اور شجاع گزرا ہے۔ ہفت اقلیم کے تاجدار تابع فرمان تھے۔ دیوتوں اور راچھسوں کے جنگ و جدل کے وقت راجہ اندر نے مچکند کو اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا۔ مچکند نے اپنی بہادری سے راچھسوں کے چھکے چھوڑا دیئے۔ دانتوں پسینہ آگیا۔ راچھس تاب مقاومت نہ لا سکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ دیوتے فتحیاب ہوئے ظفرمند راجہ مچکند سے تمام دیوتے مسرور ہو کر اس کے جلال و اقبال کی تعریف کرنے لگے۔ راجہ مچکند اس لڑائی میں ایسا تھک گیا۔ کہ چاہا۔ گھر جائے۔ اور کچھ دنوں آرام کرے۔ دیوتوں نے کہا آپ کو آئے ہوئے مدت مدید ہو گئی۔ آپ کے خاندان میں کوئی متنفس باقی نہیں۔ سب مر گئے۔

**راجہ مچکند**۔ پھر کوئی جگہ ایکانت کی بتلا دیجیے۔ جہاں کچھ دن آرام کروں۔ دیوتاتے نے راجہ مچکند کو گندھمادن پہاڑ پر لے گئے۔ اور کہا۔ کہ آپ یہیں آرام کریں۔ جو شخص آپ کو جگائے گا۔ آپ کی نظر پڑتے ہی جلکر خاک ہو جائے گا۔ اور پرماتما سری نارائن کے درشن بھی اسی پہاڑ پر ہو جائیں گے۔ چنانچہ کالجمن کرشن چندر کے ساتھ اسی جگہ آیا۔ اور

جل کر راکھ ہو گیا۔ راجہ مچکند کے سامنے کرشن بھگوان آئے۔ مچکند نے ساشٹانگ ڈنڈوت کی
کرشن چندر اشیرباد دے کر متھرا واپس آئے۔ بلرام جی سے مو بمو حال بیان کیا۔ تین کروڑ فوج
کالمبن کی باقی ہے۔ اور تعجب نہیں۔ کہ جراسندھ بھی فوج لئے مدد کو آتا ہے۔ کالمبن کی فوج
بھی تباہ ہو جاتی تو بہتر تھا۔ شیام بلرام رتھ پر سوار ہو کر متھرا سے نکل کر کالمبن کی فوج پر حملہ آور
ہوئے۔ اور آدھ گھنٹے میں ۲۲ کروڑ آدمیوں کا ستھراؤ کر دیا۔ اتنے میں سامنے سے گرد نمودار
ہوئی۔ معلوم ہوا۔ کہ جراسندھ ۲۳ اکشونی دل لئے ہوئے آرہا ہے۔ کرشن چندر نے بلرام سے
سے کہا۔ بھائی جان! کئی دفعہ کی متواتر شکستوں سے جراسندھ کا دل ٹوٹ گیا۔ اب اٹھارہویں
مرتبہ حملہ کر کے پھر آیا۔ ابھی اس کا مارنا بھی مناسب نہیں۔ سب سے کام لینا ہے۔ اس لئے
مناسب ہے۔ کہ اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوں۔ اس کا دل بھی بڑھ جائے۔ نارد
جی کا بر دان بھی ہے۔ کہ اس اٹھارہویں دفعہ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اس بر دان کا پورا
کرنا بھی واجب ہے۔ اتنے میں جراسندھ کے فوج آگئی۔ چاروں طرف سے متھرا گھیر لی۔
کرشن بلرام دونوں جراسندھ کے سامنے سے پیادہ پا بھاگے۔ اور متھرا کے جنوب کی طرف
کوئی مقام ورگھن ہے۔ متھرا سے بہت فاصلے پر ہے۔ وہاں پہنچتے ہی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ
گئے۔ جراسندھ بھی تعاقب میں فوج لئے جا رہا تھا۔ کرشن چندر اور بلرام کو پہاڑ کی چوٹی
پر چڑھتے دیکھ کر سوچا۔ کہ اب کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ چاروں طرف لکڑیاں جمع کرا کے
آگ لگا دی۔ اور خود فوج کے ساتھ متھرا چلا آیا۔ شہر بالکل ویران تھا۔ کوئی متنفس
نہ تھا۔ آگ سے سارے مکانات مسمار کر دیئے۔ اور فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتا ہوا مگدھ
دیش اپنی دارالحکومت کو واپس گیا۔ ادھر کرشن چندر کی جہاں سے دو پہاڑ از سر نو سبز
ہو گیا۔ گویا وہ جلا ہی نہ تھا۔ کچھ دیر بعد کرشن چندر اور بلرام جی وہاں سے روانہ ہو کر دوارکا
پہنچ گئے۔

# ادھیائے (۴۸)

## رکمنی جی سے کرشن چندر کا بیاہ اور بلرام جی اور

# جراسندھ سے جنگ وجدل

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ اے راجہ! کرشن چندر اور رکمنی جی کا جس طرح بیاہ ہوا۔ اسکی کتھا سنو۔ راجہ بھیشمک بدربھ دیش کا راجہ کندن پور میں راج کرتا تھا۔ جس کے دو بیٹے رکم اگرج عرف رکمیا اور ایک دختر رکمنی تھی۔ رکمنی جی ساکشات لکشمی جی کا اوتار ہیں۔ جوتشیوں نے رکمنی جی کا زائچہ دیکھ کر کہا تھا کہ یہ بااقبال لڑکی کرشن چندر سے بیاہی جائے گی۔ نارد جی نے بھی رکمنی سے فرمایا تھا۔ کہ تیرے پت کرشن بھگوان ہوں گے۔ فی زمانہ کرشن چندر اور بلرام جی کی طرح نہ تو کوئی راجہ ہے۔ نہ کوئی دیوتا اس کے جس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ رکمنی جی مہاراج کے حسن دلاویز کا شہرہ سنکر غائبانہ فریفتہ ہو گئیں۔ ہر وقت کرشن چندر کی مورت سامنے کھڑی رہتی۔ انہیں کے دھیان میں دن رات گذارتیں۔ راجہ بھیشمک نے وزیروں اور بیٹوں سے کہا۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ رکمنی سن تمیز پر پہنچ چکی۔ شادی کرنا فرض ہے۔ بر تلاش کرنا چاہیئے۔

رکم اگرج عرف رکمیا۔ ہماری رائے چندیری کا راجہ بڑا صاحب اقبال ہے زور وطاقت میں بھی اس کی طرح کوئی راجہ نہیں۔ بہادری اور دلیری اسکے حصے میں ہے۔ رکمنی کا بیاہ ششپال سے کر دیا جائے۔

رکم کیش۔ مجھے جو پوچھتے ہو۔ تو کرشن چندر سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ جیسی حسین رکمنی ہے۔ ویسے ہی خوبصورت کرشن چندر ہیں۔ برابر کی جوڑی ہے۔

بھیشمک راجہ رکم کیش کی رائے سے خوش ہوا۔ کرشن چندر کی مدح سرائی کرنے لگا۔ مگر رکمیا کو کرشن چندر سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ کرشن چندر کو گوالیا بنا کر ایک برہمن کے ہاتھ ششپال کے یہاں تلک بھجوا دیا۔ بھیشمک اسوقت تو کچھ نہ بولا۔ مگر دل سے چاہتا تھا کہ رکمنی کی شادی کرشن چندر کے ساتھ ہو

رکمنی جی اس خبر سے نہایت اندوہگین ہوئیں۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے بس تھیں کچھ بنائے نہ بنی۔ ادھر ششپال بارات لے کر چل کھڑا ہوا۔ رکمنی جی پیچ وتاب کھا کر رہ گئیں۔ چٹھی لکھنے بیٹھیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ قلم ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔ دل نہیں مانتا۔ درد دل ستا رہا ہے۔ بہزار خرابی خط تیار ہوا۔ برہمن کے ہاتھ دوارکا بھیجا۔ برہمن

چھٹی لے کر دوارکا پہنچا۔ کرشن چندر نے خط پڑھا۔ وارک سارتھی کو رتھ کی تیاری کا حکم دیا اور برہمن کے ساتھ رتھ پر سوار ہو کر کنڈن پور روانہ ہو گئے۔ ادھر بلدیو جی بھی دو اکشونی فوج ہمراہ لے کر کنڈن پور چلے۔ ششپال کنڈن پور پہنچ چکا ہے۔ خیر گاہ استادہ ہیں۔ ڈیرے پڑے ہوئے ہیں۔ کرشن چندر بھی آ گئے۔ کسی باغ میں اتر پڑے۔ بلرام جی معہ فوج کرشن چندر سے مل گئے۔ سسپال کی فوج شہر سے باہر پڑاؤ ڈالے ہے۔ جراسندھ بھی ۲۳۔ اکشونی کے ساتھ سسپال کی حمایت میں آموجود ہوا۔ کنڈن پور کے چاروں جانب فوج ہی فوج نظر آتی تھی۔ رکم اگرج کرشن بلدیو کے آنے سے دنگ رہ گیا۔ انہیں کس نے بلایا۔ پتا سے بولا۔ کچھ نہ کچھ فساد ضرور ہو گا۔ بڑی نالائقی کا کام کیا۔ کرشن چندر کو کیوں طلب کیا بھیشمک بولے۔ میں نہیں جانتا۔ سو بمبر سمجھ کر خود چلے آئے۔ رکم گرج پیچ و تاب کھاتا ہوا سسپال و جراسندھ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مو بمو کیفیت اظہار کی۔ جراسندھ بولا۔ فی الحقیقت بڑے بہادر اور شجاع ہیں۔ ۱۷ دفعہ مجھے شکست دی۔ اٹھارہویں مرتبہ لڑے نہیں۔ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہوشیاری سے کام کرنا چاہیئے۔ سسپال فکرمند ہوا۔ کہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ کرشن جی کے سامنے مجھے رکمنی کاہے کو لینے دیگی۔ کشت و خون بھی ہو گا۔

رکم اگرج۔ اسقدر افسردہ کیوں ہوتے ہو۔ گئو کے چرانے والے اہیر بھلا راجاؤں کی برابری کر سکتے ہیں۔ کس بات کا ڈر ہے۔ تمہارا مددگار ہوں۔ میرے ہوتے رکمنی کرشن چندر کو نہیں مل سکتی۔ جراسندھ تمہاری اعانت کریں گے۔ اور تم خود بھی بہادر ہو۔

ششپال رکم اگرج کے تسلی آمیز کلموں سے مطمئن ہوا۔ دوسرے روز برات کی ٹھانی رکمنی جی اشنان کر کے نفیس پوشاک پہن کر زیوروں سے آراستہ ہوئیں۔ چار گھڑی دن رہے دیوی جی پوجا کو مندر میں گئیں۔ ادھر سسپال نے پچاس ہزار فوج رکمنی جی کی حفاظت کے لئے ساتھ کر دی۔ رکمنی جی پوجا سے فارغ ہو کر راج محل جا رہی تھی دل دھڑک رہا تھا۔ کرشن چندر کی یاد بے چین کئے دیتی تھی۔ یہی فرصت کا وقت ہے۔ اگر کرشن چندر آ جائے۔ تو کام بن جاتا نہیں تو سسپال مردود کے پنجوں میں پھنس جاؤں گی۔ انہیں الجھیڑوں میں پھنسی ہوئی تھیں ایک سہیلی نے انگلی کے اشارے سے کہا۔ دیکھ سری کرشن چندر کا رتھ آ رہا ہے۔ دھجا دکھائی دیتی ہے۔ رکمنی جی خوش ہو گئیں۔ گویا سوکھے دھانوں پر پانی پڑا۔ سر اٹھا کر دیکھنے لگیں

ان کے ماہتابی چہرے کی جھلک اور رسیلی متوالی آنکھیں دیکھ کر اچنبھا سا ہو گیا۔ بہت سے سپاہی جمال جہاں آرا دیکھنے کی تاب نہ لاسکے بیہوش ہو گئے۔ ادھر شیام سندر کی ادا مور مکٹ دھارن کیے بیجنتی مالا پہنے مسکراتے ہوئے رکمنی کے پاس آئے۔ ہزاروں سہیلیوں کے جھنڈ میں رتھ کھڑا کر دیا۔ سہیلیاں ان کا دلفریب جمال دیکھ کر ہوش و حواس کھو بیٹھیں رکمنی جی سال مبارک سے اسقدر محفوظ ہیں۔ کہ خود بخود اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ کرشن چندر نے جلدی سے ہاتھ تھام کر رتھ پر بیٹھا لیا۔ اور سنکھ بجاتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ دس بارہ کوس پہنچے۔ ساتھی سپاہی جو بیہوش ہو گئے تھے۔ ہوش میں آئے۔ اور رکمنی جی کی طرف دوڑے ادھر ششپال نے سنا۔ کہ کرشن چندر مطلب نکال لے گئے۔ جراسندھ اور دنت بکر سے رونا رویا۔ اب کیا کروں۔ حریف چال چل گیا۔ مات کھانا پڑا۔ جراسندھ اور دنت بکر نے اس وحشت خیز خبر سے دانتوں تلے انگلی داب لی۔ مگر کرشن چندر کے تعاقب میں فوج لے کر دوڑ پڑے۔ ادھر بلدیو جی اس کی تاک ہی میں تھے۔ کرشن چندر سے بل گئے تو خونخوار فوج سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ رکمنی جی پر دہشت سوار ہوئی۔ نہ جانے بدھاتا کیا کرنے والا ہے۔ سری کرشن جی نے تشفی کی سگلے کا چڑھا ہار اتار کر رکمنی جی کو پہنا دیا ادھر سے دانت بکر اور جراسندھ للکار رہے تھے۔ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا۔ ہمارے ہوتے مجال نہیں۔ کہ رکمنی کو لے جاسکو۔ بلدیو جی تلے کھڑے تھے۔ جراسندھ اور دنت بکر کی طرف رتھ دوڑایا۔ ادھر کرشن چندر میدان رزم سے اپنا رتھ علیحدہ کر کے دور سے تماشہ دیکھنے لگے۔ رکمنی جی کو تسلی دلاسا دیتے جاتے تھے۔ بلدیو جی شیر غراں کی طرح حریف کی فوج میں گھس پڑے۔ اور ہل موسل سے تمام فوج بھجی ہوئی پڑی تھی۔ خون کا دریا بہ رہا تھا۔ اپنا سا منہ لیے دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔

## ادھیائے (۹۸)

## رکھم اگرج اور کرشن چندر سے مقابلہ

جراسندھ اور دنت بکر پشیمان خجل راجہ سسپال کے پاس آئے۔ مفصل حال کہہ

مناپا۔ یقین واثق ہوگیا۔ کہ کرشن چندر نارائن اوتار ہیں۔ جنہوں نے سترہ بار جراسندھ سے بہادر راجہ کو شکست دی۔ رکمنی جی کا ملنا دشوار امر ہے۔ اس کو ڈھونڈو۔ گھر چلو۔ سپال رکم اگرج کے کہنے سے باز آگیا۔ بھادرج نے پہلے ہی منع کیا تھا۔ خبردار کرشن چندر سے مقابلہ نہ کرنا۔ رکمنی کا بیاہ کرشن چندر سے ہوگا۔ کسی میں سامرتھ نہیں۔ جو روک سکے

رکم اگرج کیفیت سنکر سانپ کی طرح بل کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک اکشوہنی فوج کے ساتھ کرشن چندر کے تعاقب میں رواں ہوا۔ اور پاس پہنچکر بولا۔ اہیر اور گوالے بھی اس قابل ہوگئے۔ کہ راجاؤں کی برابری کریں۔ شوربیروں میں نام لکھائیں۔ تم دودھ دہی چرانا جانو۔ ہتھیار لے کر مردوں کا مقابلہ کرنا اہیروں سے ممکن نہیں۔ اگر کچھ حیا ہے تو سامنے آجاؤ۔ یہ کہکر تیر برسانے لگا۔ کرشن چندر تیر کاٹنے لگے۔ بلدیو جی فوج کے مقابل ہوئے۔ رکم اگرج تیر برساتا ہوا کرشن چندر کے پاس پہنچا۔ اور میان سے تلوار نکال کر حملہ آور ہوا۔ خود بدولت رتھ سے اتر پڑے۔ ایک ہاتھ سے تلوار پکڑی۔ دوسرے چوٹی کے بال تھام لئے۔ چاہتے تھے۔ کہ سدرشن چکر سے سر کاٹ لیں۔ رکمنی جی ناتا کر کے بولیں۔ ایسا نہ کیجئے۔ میرا بھائی ہے۔ آپ کو بلدیو جی پیارے ہیں۔ مجھے رکم اگرج۔ یہ اگیانی ہے۔ آپ کی مہماں نہیں جانتا۔ معاف کیجئے۔ کرشن چندر اس کے خون سے باز آئے۔ مگر دارک رتھبان سے اشارہ کیا۔ اس نے استرے سے ریش و بروت صفایا کردی۔ سات چوٹیاں سر پر رکھدیں اور رتھ سے باندھ دیا۔ ادھر بلدیو جی نے تمام فوج کاٹ ڈالی۔ اور کرشن چندر کے پاس سفارش کی۔ رکم اگرج سالا ہے۔ اسکی بیوی آپ کی بہو ہوئی۔ کرپا کیجئے۔ اسے چھوڑ دیجئے۔ وہ بچاری کیا کہے گی۔ رکمیا کی صورت سے شرما دے گی۔ بلدیو جی کی سفارش قبول ہوئی۔ اور رکم اگرج کو چھوڑ دیا۔ رکم اگرج ندامت اور خجالت سے کندن پور تو گیا نہیں۔ بھوج کٹ نگر کیطرف چلتا ہوا۔ وہیں رہنے سہنے لگا۔ بیوی کو بھی بلا لیا۔ کرشن چندر اور بلدیو جی رکمنی کو لئے ہوئے دوارکا پہنچے۔ شادیانے بجنے لگے۔ رکمنی جی کا جلال جہاں تاب دیکھ کر ہر شخص محظوظ ہوا۔

---

# ادھیائے (۵۰)

## کرشن چندر اور رکمنی کی شادی پردمن کی ولادت

بھیشم جی گویا ہیں- رکمنی جی کا حسن دلاویز دیکھ کر ہر شخص معترف تھا- کہ فی الحقیقت سری لکشمی جی کا اوتار رکمنی جی ہیں- اگر سین نے شادی کی تیاریاں کیں- حکم ہوتے ہی سب سامان لیس ہو گیا- ادھر راجہ بھیشمک جی نے رکمنی کی شادی کے لئے بہت سامان جہیز ہاتھی گھوڑے رتھ پالکی نالکی سج سجا کر پروہت کے ساتھ اگر سین کی خدمت میں روانہ کیں- تمام دوارکا اندر آسن بنائی گئی- روشنی کا وہ عالم کہ جس کے نور کے آگے قندیل فلک مات ہوتی تھی- ایک طلائی زرنگار قصر نہایت تکلیف سے آراستہ کیا گیا- جس کی سجاوٹ سے دیوتوں کو رشک ہوتا تھا- تزک و احتشام سے برات نکلی- اور قصر زرنگار پر آٹھہری- ساعت سعید دیکھ کر رکمنی جی کا عقد کرشن چندر سے باندھا گیا- کھانے تقسیم ہوئے- خیرات کا دروازہ کھول دیا- غربا مساکین توانگر ہو گئے- نذریں گذریں رعیت نے خوشیاں منائیں- مہمان رخصت ہوئے- کچھ دن اسی طرح عیش و عشرت کے سامان بہم رہے- سارا پریوار خوش ہوا- جو راجے مدعو ہو کر آئے تھے- ہاتھی گھوڑے جواہرات دے کر رخصت کئے گئے- ہفت اقلیم میں اس بیاہ کا شہرہ ہوا- دوارکا پوری ہر شخص بے غل و غش آنند بھوگتا تھا- رکمنی جی کے بطن سے پردمن جی تولد ہوئے- سمبر اسر نامی دیت آپ کو ولادت کو تین دن بعد اٹھا لے گیا- دریائے زخار میں پھینک دیا- کوئی مچھلی نگل گئی- اتفاق سے وہی مچھلی سمبر اسر کے بھنڈار خانے میں پہنچ گئی- کوئی ماہی گیر جال لگا کر پھانس لایا تھا- مچھلی کے شکم سے پردمن برآمد ہوئے- سمبر اسر کیا جانتا تھا- کہ پردمن جی ہیں- مایا وتی کے حوالے کیا- وہ سمبر اسر کے بھنڈار خانے کی مالک تھی- اس کی نگرانی میں پرداخت ہونے لگی- رفتہ رفتہ جب سن تمیز کو پہنچے- ایک روز باتوں ہی باتوں میں سمبر اسر سے ان بن ہو گئی- پردمن جی نے اکھاڑے مارا- اور چھاتی پر بیٹھ کر تلوار سے اس ناپاک کا شکم چاک کر کے قصہ پاک کیا- بوان میں سوار ہو کر مایا

وتی کے ساتھ رکمنی جی کے مندر میں اُترے۔ رُکمنی پردمن کو دیکھتے ہی دنگ رہ گئیں۔ خیال ہوا۔ کہ اسی طرح ہمارا بالک تھا۔ یہی رنگ یہی روپ تھا۔ اتنے میں کرشن چندر بھی آ گئے۔ پردمن جی نے مودب ہوکر پرنام کیا۔ قایم چھوٹے۔ مایا وتی نے مجملاً سرگذشت کہہ سنائی۔ کرشن چندر خوش رُکمنی جی مسرور ہوئیں۔ گلے لگایا۔ پیار کیا۔ اور مایا وتی سے پردمن جی کا عقد کیا۔ پردمن جی کام دیو کا اوتار ہیں۔ اور اسکی استری بھی مایا وتی روپ سے پیدا ہوئی ✦

# ادھیائے (۵۱)

## علاوہ رکمنی کے ست بھاماں۔ جاموتی۔ کالندری۔ متر بندا۔ ستیا۔ بھدرا۔ لچھمنا۔ آٹھ پٹ رانیوں سے کرشن چندر کا عقد

بھیشم جی گویا ہیں۔ کہ بعد شادی رُکمنی جی کرشن چندر نے اور بھی بیاہ کئے جاموتی اور ست بھاماں کے بیاہ کی کیفیت موسل پرب سے ظاہر ہوگی۔ کالندھری کی شادی اس طرح ظاہر ہوئی۔ ایک روز کرشن چندر ارجن کے ساتھ صید افگنی کر رہے تھے۔ کرشن چندر درخت کے نیچے دم لینے بیٹھ گئے۔ ارجن کو پیاس لگی۔ جمنا جی بہ رہی تھی۔ گھاٹ پر پہنچے۔ ایک حسین دوشیزہ لڑکی جھونپڑی میں بیٹھی تھی۔ اور تپ کرتی دکھائی دی۔ استفسار سے معلوم ہوا۔ کہ سورج نارائن کی دختر ہے۔ کالندری اس کا نام ہے جسکو جمنا بھی کہتے ہیں۔ تپ کرنے سے مراد یہ تھی۔ کہ کسیطرح کرشن چندر سے عقد ہو جائے۔ وہی شوہر ہوں۔ ارجن اُلٹے پاؤں پھرے۔ اور مہاراج سے عرض پیرا ہوئے۔ کالندری جی آپکے واسطے

تپ کر رہی ہیں۔ کرشن چندر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ گھاٹ پر پہنچے۔ کالندری ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگئی۔ اور پرارتھنا کرنے لگی ہے۔ دین دیال ہے بھگت ستل میں یہ حال ہوا۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ رحم کیجئے۔ اور داسی کو چرنوں میں لے لیجئے۔ پتاجی کی آگیا سے تپ کیا ہے کہ گوہر مقصود ہاتھ آئے۔ آج مبارک دن ہے۔ کہ جمال جہاں آرا کے دیدار ہوگئے۔ جہاں اور داسیاں ہیں۔ میں بھی رہوں گی۔ کرشن چندر نے فرمایا۔ بہت اچھا ساتھ چلو۔ کالندری بولی جب تک دھرم نیت سے شادی نہ ہو جائے۔ عورت کا غیر مرد کے ساتھ جانا مناسب نہیں۔ آپ کے ساتھ کیونکر جا سکتی ہوں۔ اتنے میں سورج نارائن دیو روپ سے آموجود ہوئے۔ کنیا دان کرکے کالندری کو کرشن چندر کے ہمراہ اندرپرست آئیں۔ چار مہینے وہاں رہ کر دوارکا پوری میں براجمان ہوئیں۔ راجہ اگرسین نے کالندری کی شادی دھوم دھام سے کرشن چندر کے ساتھ کر دی۔ اسی طرح متربندا تیسری پٹ رانی ہوئی۔ متربندا راجہ مترسین کی لڑکی جو اکھوارا راج دیوی کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ عالم شباب پر پہنچی۔ راجہ مترسین اور اس کے بھائی نے سوئمبر رچا۔ ہفت اقلیم کے تاجدار آئے۔ کرشن چندر کی صورت و شوکت کی دھوم تمام دنیا میں مچی ہوئی تھی۔ جمال جہاں تاب کا شہرہ ہر اقلیم میں چمک دکھا رہا تھا۔ کوئی عورت کوئی مرد ایسا نہ تھا جو مہاراج کے حسن دلاویز کا معتقد نہ ہوا ہو۔ متربندا بھی آپ کی خوش صورت اور بانکی ادا پر فریفتہ ہو چکی تھی۔ نام نامی کی مالا جپا کرتی تھی۔ کرشن چندر اس کی بیکلی دیکھ کر متربندا کے سوئمبر میں تشریف لائے۔ راجے اپنے اپنے مقام پر جلوہ افروز ہیں۔ کرشن چندر بھی کسی گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ متربندا کی آنکھیں کرشن چندر کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ جیمال ہاتھ میں لے کر سب طرف ڈھونڈ کر کرشن چندر کے پاس آئی۔ اور نازک ہاتھوں سے مہاراج کے گلے میں جیمال ڈال دی۔ دریودھن یہ حال دیکھ کر جل گیا۔ راجہ مترسین اور ونیدسین سے بولا۔ غضب ہے۔ تمہارے ماموں کا بیٹا۔ اہیروں کا پالا ہوا۔ تمہاری دختر لے جائے۔ اور مطلق پرواہ نہ ہو۔ دنیا کیا کہے گی۔ ہنسی ہوگی۔ ادھر ارجن کے اشارے سے کرشن چندر نے متربندا کا حنائی ہاتھ پکڑ کر رتھ پر بٹھایا۔ اور سوئمبر سے چل دیئے۔ راجوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ ہتھیار سنبھال سنبھال کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کرشن چندر سے آمادہ پیکار ہوئے۔ اور چاروں طرف سے رتھ گھیر لیا۔ اور تیروں کی بارش ہونے لگی۔ کرشن چندر نے دھنش سنبھالا اور ترکش سے تیر نکال کر ایسے بان مارے۔ کہ راجاؤں کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ ہزارہا آدمی

مجروح ہوکر زمین پر گر پڑے۔ ہزاروں دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرشن چندر مظفر ومنصور دوارکا آئے۔ بسدیو دیوکی اور راجہ اگر سین نے شاستر کے موافق متر بندا کا بیاہ کرشن چندر سے کر دیا۔

شیبیا کی شادی کا تذکرہ عجیب دلچسپ ہے۔ اجودھیا کا راجہ نگن جت شیبیا نام ایک دختر رکھتا تھا جب اس کی شادی مدنظر ہوئی۔ اس نے عہد کیا۔ جو شخص یکبارگی سات بیل لے۔ وہ شیبیا سے شادی کا مستحق ہے۔ بیل بھی نہایت جیم وشحیم تھے۔ ان کی چستی اور قدآوری دیکھ کر جرأت نہ ہوتی۔ کہ کوئی ہاتھ تو لگا سکے۔ سات بیل ناتھنا درکنار ایک بیل بھی کوئی ناتھ نہ سکتا تھا۔ نگن جت راجہ نے سوئمبر قائم کیا۔ ویش ویش کے راجے مدعو ہوکر آئے۔ کرشن چندر بھی ارجن کے ساتھ فوج لے کر پہنچے۔ نگن جت مہاراج کے استقبال کے واسطے خود گیا۔ اور عظمت وشوکت کے ساتھ کرشن چندر اور ان کے ارجن کو راج محل میں اتارا۔ شیبیا کرشن چندر کو دیکھتے ہی مفتوں ہو گئی۔ دل میں عہد کر لیا۔ خواہ سالوں بیل ناتھے بھی نہ جائیں مگر سوائے کرشن چندر کنگوان کے اور کوئی میرا شوہر نہیں ہو سکتا۔ سوئمبر میں رنجے مہاراجے ٹھاٹ باٹ دکھا رہے تھے۔ کوئی بازوؤں پر نگاہ ڈالتا۔ کوئی ٹکٹ سنبھالتا۔ کوئی اپنی صورت پر خود فریفتہ ہوتا۔ کوئی تنتا غرض اپنی اپنی دھن میں مست ہو رہے تھے۔ نقیبوں نے راجہ کا پیمان محفل میں بآواز بلند بیان کیا۔ لوگ اٹھے اور بیلوں کے پاس گئے۔ ناتھ لگاتے ہی کچھ تو گھائل ہو گئے۔ کچھ ہیبت سے پاس بھی نہ گئے۔ سبھوں کے جی چھوٹ گئے۔ اب کسی میں جرأت نہ تھی۔ کہ ایک آنو ناتھ لے۔ کرشن چندر سے رہا نہ گیا۔ خراماں خراماں بیلوں کے قریب آئے۔ اور سات صورتیں بنا کر ایک دم سے ساتوں بیل ناتھ لئے۔ نگن جت نے قول کے مطابق شیبیا کی شادی کرشن چندر سے کر دیا۔ ہاتھی گھوڑے۔ رتھ۔ پالکی اور بہت سا جہیز دوارکا بھیج دیا۔ راجاؤں کو یہ بات ناپسند آئی۔ جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ کرشن چندر رتھ گھیر لیا۔ ارجن کو اشارہ ہوا۔ کہ وہ ان لوگوں کی خبر لے۔ ارجن نے بان مار کر راجاؤں کو بھگا دیا۔ اور کرشن چندر شیبیا کو لئے ہوئے دوارکا پہنچے۔

اسی طرح بھدرا پٹ رانی ہوئی۔ راجہ رت سکرت گو نگر کے راجا نے اپنی لڑکی کا سوئمبر رچا۔ بہت سے راجا وہاں آئے تھے۔ بھدرا نے کرشن چندر کے گلے میں جیمال ڈالدی اور اس طرح بھدرا سے شادی کر کے دوارکا لے آئے۔

لچھمنا بھدرانگر کے راجہ کی لڑکی تھی۔ کرشن چندر لچھمنا کو سوئمبر سے لے آئے۔ راجاؤں نے گھیرا۔ مگر ارجن کے بانوں نے سب کو بھگا دیا۔

# اُدھیائے (۵۲)

# سولہ ہزار ایک سو راج کنیاؤں سے کرشن چندر کا بیاہ

نرکاسر جس کا دوسرا نام بھوماسر ہے۔ پراگ جوتش میں سکونت کرتا تھا۔ سوماسر نہایت زبردست اور طاقتور تھا۔ دس ہزار ہاتھیوں کا زور رکھتا تھا۔ دیوتا بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ بارہا دیوتاؤں سے لڑائی ہوئی۔ ہمیشہ نیچا دکھایا۔ اُوتی ماتا کے کنڈل کے لئے اور راجہ اِندر کو جیت کر مرصع چتر جو اِندر آسن پر لگا رہتا تھا۔ اپنے قبضے میں لے آیا۔ اس نے سولہ ہزار ایک سو کنیاں جمع کی تھیں۔ جو راجاؤں اور سرداروں سے زبردستی چھین لی تھیں۔ اس کا ارادہ تھا۔ کہ جب ان کی تعداد بیس ہزار ہو جائے گی۔ تب شادی کر کے عیش کروں گا۔ مظلوم لڑکیاں بہت عاجز اور بے دست وپا تھیں۔ کرشن چندر کی یاد کیا کرتی تھیں۔ دکھ میں نارائن ہی کام آتے ہیں۔ جب بہت دکھی ہوئیں۔ تو دل سے دعا کی۔ اے کرشن چندر پرماتما ذات پاک کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو اس ظالم کی قید سے نجات دلائے۔ بھگت وتسل کرشن چندر ان کی آہ لقا سے بیتاب ہو گئے۔ ست بھاماں سے بولے۔ ہمارے ساتھ بیکنٹھ چلو۔ کلپ برکش لے آئیں۔ تمہارے استھان میں لگائیں۔ ست بھاماں جی ساتھ ہولیں۔ آپ اور ست بھاماں گرڑ پر سوار ہو کر بھوماسر کے قلعے کی طرف پہنچے۔ بھوماسر اس وقت سو رہا تھا۔ آپ نے جگا دیا اور کہا۔ اُٹھ اور ہم سے جنگ آزمائی ہو بھوماسر پہلے خود نہ لڑا۔ مردانو نامی ایک پہلوان زبردست کو مقابلے کے لئے بھیجا۔ کرشن چندر نے سدرشن سے تمام فوج اسکی کاٹ ڈالی۔ اور مردانو کو ملک عدم کی طرف راہی کیا مردانو کے مرنے سے آپ نام مراری ہوا۔ پھر بھوماسر مقابلے پر آیا۔ وہ بھی عدم آباد سدھارا آپ سولہ

ہزار ایک سو کنیا کے پاس جو قلعے میں قید تھیں گئے۔ وہ سب ہاتھ جوڑ کر بنتے کرنے لگے۔ ہمارے دھن بھاگ ہیں۔ آپ کے درشن ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے اپنے پتا کے یہاں چلی جاؤ۔ میں تمہیں پہنچا دوں گا۔ وہ بولیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ آپ ساکشات نارائن ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے ہمارا دکھ دور کیا۔ اب آپ کے سوا اور کوئی ہمارا مالک نہیں ہو سکتا۔ پتا نے بھی خبر نہ لی۔ وہاں جا کر کیا کریں گی۔ کرشن چندر نے انہیں پالکیوں پر سوار کرا کے دوارکا بھیجدیا۔ اور آپ کلپ برکش کی طرف بیکنٹھ سدھارے۔ کلپ برکش لے دوارکا آئے۔ اور ست بھاماں جی کے محل میں گاڑ دیا۔ اگر سین نے سولہ ہزار ایک سو کنیاؤں سے آپ کا عقد دھوم سے کر دیا۔

# ادھیائے (۵۳)

# سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیوں کے یہاں کرشن چندر کے بود و باش کے طریقے

بھیشم جی۔ نارد جی کو استعجاب ہوا۔ کہ سری کرشن چندر اتنی رانیوں کے گھر کیونکر پہنچ سکتے ہوں گے۔ ہر ایک محل میں نارد جی نے کرشن چندر کو موجود پایا۔ کہیں بھوجن کر رہے ہیں۔ کہیں نہاتے ہیں۔ اور کہیں پوجا کرتے ہیں۔ کسی سے باتیں ہو رہی ہیں۔ کوئی پاؤں داب رہی ہے۔ کہیں استراحت فرما رہے ہیں۔ کوئی محل خالی نہیں۔ نارد جی قدموں پر گر پڑے۔ اور بنتے کی (اس کا حال آگے لکھیں گے) کرشن چندر کے ایک لاکھ اکسٹھ ہزار اسی لڑکے اور سولہ ہزار ایک سو آٹھ لڑکیاں ہوئیں۔ پڑپوتوں کا ذکر نہیں۔ کوئی انسان اسقدر کثیر العیال نہیں ہو سکتا۔ جتنی اولاد کرشن چندر کی تھی۔

(۱) رکمنی جی کی اولاد:-

(۱) پردمن- (۲) بھدر چاہ- (۳) چارد- (۴) چارو چندر- (۵) چارو دوش- (۶) چارو دیہ
(۷) چارو گپت (۸) سوچادر- (۹) سودیش- (۱۰) وچارد- (۱۱) چارو ستی نام کنیاں

(۲) کالندری کی اولاد- (۱) سورت- (۲) کیر- (۳) درش- (۴) سوباہو- (۵) شانت- (۶) پورن ماہین- (۷) سوماک (۸) بیر- (۹) کوئی (۱۰) برکدہ-

(۳) جامونتی کی اولاد- (۱) سامب- (۲) بروجت- (۳) چتر کیتو- (۴) درو ڑہ- (۵) سومتر- (۶) سہسر جت (۷) ست جت- (۸) کرتو- (۹) وجی- (۱۰) دسواں

(۴) ست بھاماں کی اولاد- (۱) بھان دان- (۲) پربھانو- (۳) پرتی بھانو- (۴) چندر بھانو- (۵) سوبھانو- (۶) سری بھانو- (۷) سوربھانو- (۸) رتی بھانو (۹) برہند بھانو۔

(۵) لچھمنا کی اولاد- (۱) پروبوک- (۲) بکی- (۳) پرل- (۴) سنگھ- (۵) گاتروان (۶) اردھوگھ- (۷) مہاشانت- (۸) ساہا- (۹) اوجا- (۱۰) اپراجت۔

(۶) شیبیا کی اولاد- (۱) برچندرا- (۲) اشوشین- (۳) چیتر- (۴) بھگوان- برکلہ(۵) (۶) آم- (۷) شنکر- (۸) بسو- (۹) کنتی- (۱۰) گر۔

(۷) بھدرا کی اولاد- (۱) سنگرام جت- (۲) برہسپت ین- (۳) سوڑر- (۴) پرہرن- (۵) ارےجت- (۶) جے (۷) سوبھدر- (۸) داما- (۹) آیو- (۱۰) سینک۔

(۸) متر بندا کی اولاد- برک (۱)- (۲) کشدے- (۳) گردھن- (۴) مہاشہ- (۵) دوردھن- (۶) دہنی- (۷) ہرلش- (۸) پاون- (۹) اونشاوا- (۱۰) انل۔

پردمن جی کی اولاد میں انرودھ جی ہوئے۔ جن کے صاحبزادے بجر ناتھ کو راجہ جدھشٹر نے منفرا اور اندرپرست کی حکومت عطا فرمائی۔

## ادھیائے (۴۵)

## رکمیا کی دختر رکموتی کی شادی پردمن کے ساتھ

رکم اگرچہ نے اپنی بہن کو بھوج کٹ نگر میں بلایا۔ بڑی عزت کی۔ رکموتی کی

شادی کے بارے میں بہن سے صلاح پوچھی۔ اور پردمن جی کی طرف رجحان ظاہر کیا۔ رکمنی جی نے بھی منظور کیا۔ سوئمبر رچایا گیا۔ دیش دیش کے راجے جمع ہوئے۔ رکموتی نے پردمن جی کے گلے میں جیمال ڈال دی۔ رکمیا نے دونوں کا گٹھ بندھن کیا۔ شادی ہو گئی۔ رخصت ہو کر چلے آئے۔ راستے میں راجاؤں نے گھیر لیا۔ مگر پردمن جی کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوارکا میں پہنچتے ہی بلبدیو جی نے خوش ہو کر دعوت کی۔ رقص و سرود کے جلسے ہوئے۔ عیش و عشرت ہونے لگی۔ کچھ دنوں کے بعد رکموتی کے بطن سے انرودھ جی کا ظہور ہوا۔ جوتشیوں نے زائچہ بنایا۔ نچھتروں سے ظاہر ہوا۔ کہ یہ لڑکا ذی اقبال ہوگا۔ کوئی عورت خواب میں دیکھ کر اس کی دلکش صورت پر فریفتہ ہو جائے گی۔ رات ہی کو کھینچ بلائے گی۔ اور انرودھ جی دلہن لئے ہوئے گھر آجائیں گے۔ انرودھ جی جب عالم شباب پر پہنچے۔ رکم اگرج نے اپنی پوتی کا بیاہ انرودھ جی سے ٹھیرایا۔ بلبدیو جی اور اگرسین برات لے کر بھوج کٹ نگر پہنچے۔ دونوں کا گرہ بندھن ہوا۔ جہیز اسقدر دیا۔ کہ شمار سے باہر۔ راجہ بھیشمک کرشن چندر سے بولے۔ اب آپ رخصت ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اودھم مچے۔ راجے لوگ آپ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ابھی تک امن رہا۔ کرشن چندر نے سارا حال رکمنی سے ظاہر کیا۔ رکمنی جی نے یہی کیفیت رکم اگرج سے کہی۔ رکم اگرج نے جواب دیا۔ میں جاتا ہوں اور سب راجوں کو رخصت کئے دیتا ہوں۔ شدنی ٹلتی نہیں۔ سب راجے رخصت ہو گئے تب بھی لوگوں نے رکم اگرج کو ابھارا۔ پچھلی باتیں یاد دلائیں۔ رکم اگرج کو بھی جوش آگیا۔ حسد کی آگ جو دبی ہوئی تھی۔ سلگ اٹھی۔ اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ بلدیو جی سے قمار بازی ہونے لگی۔ چوسر کھلی۔ داؤں لگانا شروع ہوئے۔ بہت سا روپیہ چھل کپٹ کر کے بلدیو جی سے جیت لیا۔ کچھ راجے طرفدار ہی تھے۔ ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ طنزیہ فقرے نشتر کا کام کر رہے تھے کوئی کہتا تھا۔ ان کے پاس جیب نہیں کیا۔ کھیلیں گے۔ کوئی بولا۔ یہ بچارے لادیں کہاں سے اگرسین کی روٹیوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ بلرام جی ابل اٹھے۔ دس کروڑ روپیہ داؤں پر لگایا۔ اور کہا۔ فریب دے دے کر روپیہ جیت لیا۔ سب حال معلوم ہے۔ چوسر ہونے لگی۔ بازی بلدیو کے ہاتھ آئی۔ مگر سب یک زبان ہو کر کہنے لگے۔ واہ تم بازی ہار گئے۔ رکم اگرج جیت گئے۔ بلدیو جی بولے۔ عبث زبان لڑاتے ہو۔ بازی تو میں ہی جیتا۔ خیر کچھ پرواہ نہیں روپیہ جا فر

ہے۔ لیلو۔ اس کے بعد اور بازی بدی۔ وہ بھی بلدیو جی جیتے۔ مگر سبھوں نے بے ایمانی کی بلدیو جی کو طیش آگیا۔ مگر رکم اگرج ٹالنے کی غرض سے خوشامد آمیز باتیں کرنے لگا۔ نہیں مہاراج بازی آپ ہی جیتے۔ روپیہ حاضر ہے۔ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ اور آپ چوسر کھیلنا کیا جانیں صحبت نہیں اٹھائی۔ گوال بالوں میں بچپن گنوایا۔ جوا کھیلنا۔ اور لڑائی کرنا راجوں ہی سے بن پڑتا ہے۔ ان باتوں نے بلدیو جی کے طیش پر پانی ڈالدیا۔ غصہ فرو ہوگیا۔ دوبارہ سات ارب کی بازی لگائی۔ وہ بازی بھی بلدیو جی جیتے۔ مگر ادھرمیوں نے رکم اگرج کی طرفداری کی۔ بلدیو جی کو تاب نہ رہی۔ جھلا کر کہا چاہے بھاوج برا ہی کیوں نہ مانیں۔ مگر اس ملعون کو ضرور سزا دوں گا۔ یہ کہکر اپنا ہل اس زور سے رکم اگرج کے سر پر مارا۔ کہ بھیجا نکل پڑا۔ تھوڑی دیر میں سیک سیک کر مرگیا۔ کلنگ دیش کا راجہ یہ حال دیکھ کر بھاگنے لگا۔ مگر بلدیو جی نے لپک کر اسکی چوٹی پکڑلی اور ایک مکا ایسا مارا۔ کہ سارے دانت حلق میں اتر گئے۔ غرض اس طرح بہت سے راجے اپنی اپنی سزاؤں پر پہنچے۔ کسی کا منہ ٹوٹا۔ کسی کا ہاتھ۔ کوئی جان سے مارا گیا۔ کچھ لوگ بھاگ گئے۔ بلدیو جی غصے میں بھرے ہوئے۔ کرشن چندر کے پاس آئے۔ ساری سرگذشت سنائی۔ رکمنی جی اور کرشن چندر کچھ نہ بولے۔ رکم اگرج کی باتیں جانتے تھے۔ دوارکا چلنے کی ٹھانی۔ اور مال اسباب لدوا کے دوارکا جی پہنچ گئے۔

# ادھیائے (۵۵)

## باناسر کی دختر اوکھا اور انرودھ کا عشق

راجہ جدھشٹر پوچھتے ہیں۔ کہ پتامہ جی! اوکھا انرودھ کے عشق کی مفصل کیفیت سنائیے۔

**بھیشم جی**۔ اوکھا کی داستان عجیب دلچسپ ہے۔ راجہ بل کے بیٹے باناسر نے اپنی طاقت اور دست و بازو کے زور سے ہفت اقلیم تسخیر کرلئے۔ تسخیر بھی ایسا تھا۔ کہ اپنے زمانہ میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ داد و دہش جاری تھا۔ سرونت پور میں راجدھانی تھی۔ شیو جی مہاراج اسکی جود و سخا سے بہت خوش تھے۔ اور وہ شیو جی کا بھگت بھی تھا۔ شیو نے

اسے بر دان دیا۔ کہ تیری ہزار بھجا ہو جائیں۔ کوئی دیوتا اور گندھرب تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا ہمیشہ فتحیاب ہو گا۔ جب تیرے محل کی دھجا خود بخود گر جاوے۔ تو جان لینا۔ کہ دشمن تیرے گھر میں موجود ہے۔ کرشن چندر کے پوتے پر تیری دختر عاشق ہو گی۔ اس کی طلبی تو وہ لڑکا تیرے یہاں آئے گا۔ مہادیو جی کی کرپا سے بانا سر بڑا زبردست اور طاقتور ہو گیا۔ ہزار بھجائیں اس کی کھجلایا کرتیں۔ کسی انسان اور دیوتے میں قدرت نہ تھی۔ کہ اس کا سامنا کر سکے۔ بانا سر لڑائی کی فکر میں گھوما کرتا۔ معرکہ آرائی نہ ہوتی۔ تو چین نہ پڑتی۔ جب کوئی اس کے مقابلے کو نہ ملا۔ تب شیو جی سے جنگ کی ٹھانی۔ اور کیلاش پر پہنچ کر شیو جی سے پکار رہا ہی۔ شیو جی نے فرمایا۔ گھبرا نہیں۔ تجھ سے مقابلہ کرنے والا پیدا ہوا چاہتا ہے سارا گھمنڈ بھلا دیگا۔ یہ کہکر ایک دھجا دی۔ اور کہا جا۔ اسے مکان پر لگا دے۔ اور تو اس کا نگراں رہ۔ جب یہ دھجا گر پڑی۔ تیرا دشمن تیرے گھر میں نکلیگا۔ بانا سر چلا آیا۔ اور وقت کا منتظر رہا۔ کچھ دن بعد اوکھا پیدا ہوئی۔ بانا سُر بہت خوش ہوا۔ اور پرورش کرنے لگا۔ جب کسی قد۔ بانا سر اوکھا کو لئے ہوئے کیلاش پر پاربتی جی کے پاس تعلیم کے لئے سپرد کر آیا۔ پاربتی اوکھا کو استری دھرم اپدیش کرنے لگیں۔ ایک دن فرمایا۔ کہ خواب میں کوئی حسین نظر آئے گا۔ اس پر تو فریفتہ ہو جاوے گی۔ وہی تیرا شوہر ہو گا۔ اوکھا پاربتی جی سے استری دھرم سیکھ کر پتا کے گھر آئی۔ سکھی سہیلیوں نے آنند منائے۔ اوکھا جوان ہو چکی ہے۔ اوبھار کا عالم ہے۔ البیلی چھل چھبیلی ناک میں جڑاؤ کیل کانوں میں طلائی جھمکے ہاتھوں میں سونے کے کڑے۔ اور چوڑیاں پاؤں میں چاندی کے کڑے۔ چھڑے پورچھلے ہاتھ پاؤں میں مہندی کے شوخ رنگت۔ چھریرا بدن۔ مگر بہت ہی نازک۔ حسین مہ جبین۔ حوران بہشتی کو لے جانیوالی۔ پرستان پری کو شرمانے والی۔ سنہری بادہ دری میں رہا کرتی۔ جابجا فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ شام کا وقت ہے۔ دونوں وقت مل رہے ہیں۔ سہیلیاں بنی ٹھنی۔ گوری چٹی ناز و انداز سے اس پری پیکر کا دل بہلا رہی ہیں خوش فعلیاں ہو رہی ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ نئے غم دور نے غم کا لا۔ کسی بات کا پرواہ نہیں۔ دلکش انداز جواہر نگار مسہری پر بیٹھی ہوئی رنگ رلیاں مچا رہی ہیں۔ انہیں چہل پہل میں آدھی رات گزر گئی۔ کھانا تناول فرمایا۔ ہاتھ منہ دھو کر استراحت فرمائی آنکھ لگتے ہی عجب دلکش خواب نظر آیا۔ دیکھتی ہے۔ کہ ایک فرحت ناک باغ میں

قصر نما ہے۔ ماہتابی پر ایک جوان رعنا عجب آن سے مسہری پر سو رہا ہے۔ سن شریف قریب ... سال کا ہوگا۔ بانکی صورت موہنی مورت دیکھ کر اوکھا کا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بیتاب ہوگئی۔ چاہتی تھی۔ کہ گلے لگالے۔ آنکھ کھل گئی۔ دل پر غم کا سا پہلو میں لٹکتا آیا۔ اور اس پر دل حزین اٹھ بیٹھی۔ چتر ریکھا۔ سہیلی پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ جھٹکا دے دے کر جگایا۔ اور تمام کیفیت خواب کی مفصل سنائی۔ عشق کا جن سر سوار ہو چکا تھا۔ وہ رات جیوں تیوں گذارتی۔ چتر ریکھا اس کی فکر میں تھی۔ کہ کون تدبیر کروں۔ جو اس مرض لا دوا سے اوکھا کو نجات ملے۔ اوکھا رات دن کڑھا کرتی۔ خواب و خور یک قلم موقوف ہوگئی۔ بولتی نہ چالتی۔ بت بنی خاموش رہا کرتی۔ چتر ریکھا۔ مصوری جانتی تھی۔ تصویر کھینچ کر پیش کرنے لگی۔ کہ شاید ان تصویروں سے اس کی دلچسپی ہو۔ جو راجہ اس زمانہ میں شہرۂ آفاق تھے۔ ان کی شبیہیں کھینچ کر دکھلائیں۔ ایک بھی آنکھ کے نیچے نہ آئی۔ آخر میں کرشن چندر کی تصویر کھینچ کر اوکھا کو دکھلائی۔ تصویر دیکھتے ہی چہرے پر شگفتگی پیدا ہوئی فرط مسرت سے بول اٹھی۔ اے بہن کچھ صورت اس سے ملتی ہے۔ مگر یہ اصلی نہیں ہے اس کے بعد پردمن کی تصویر کھینچی۔ جواب ملا۔ اس میں بھی کسی قدر باتیں ملتی ہیں۔ مگر میرا پیارا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ چت چور کوئی اور ہی ہے۔ ان کی صورت قریب قریب ملتی ہے۔ پردمن جی کے لڑکے انرودھ کی تصویر دکھائی۔ تصویر دیکھتے ہی بے اختیار ہو کر کہنے لگی۔ بہن چتر ریکھا یہی تو میرا چت چور ہے۔ اسی کے پاس میرا دل ہے۔ سچ بتا۔ یہ کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے چشم مشتاق اسی کی تلاش میں ہے۔ چتر ریکھا نے ساری کیفیت کرشن چندر اور ان کے پوتے انرودھ کی سنائی۔

اوکھا۔ پیاری بہن۔ کسی طرح اس کو ہم سے ملا۔

چتر ریکھا۔ دوارکا پوری پہنچنا دشوار ہے۔ مہاراج کا سدرشن چکر دوارکا کے گرد پھرا کرتا ہے۔ کسی دیوتا دیت کی مجال نہیں۔ کہ دوارکا میں رات کو پرویش کرسکے۔ لیکن تیری حالت دیکھی نہیں جاتی۔ جان پر کھیل کر جاتی ہوں۔ اگر بچی تو تیرے معشوق کو تجھ سے ملاقات کراتی ہوں۔

یہ کہکر اڑتی ہوئی دوارکا پہنچی۔ رات کا وقت تھا۔ سدرشن چکر کے پہرے کا خوف ہوا۔ ناردجی یاد کئے۔ وہ آئے۔ ان سے صلاح پوچھی۔ کیا کروں۔ کیونکر دوارکا کے اندر جاؤں

نارد جی۔ کوئی مشکل نہیں۔ سادھو ولیشنو کا روپ بھرا۔ اور اس ہیئت سے دوارکا کے اندر چلی جا۔

چتر ریکھا سادھو روپ سے دوارکا پوری کے اندر داخل ہوگئی۔ اور ازودھ جی کے محل میں ہوا کیطرح اڑتی ہوئی من سے داخل ہوئی۔ ازودھ جی سو رہے تھے۔ اِتفاق سے اوکھا کیطرح خواب دیکھ رہے تھے۔ یعنی ایک پر فضا باغ میں ایک سہری پر چودہ پندرہ برس کی ماہوش چھوکری سولہ سنگار پورا نکھار کئے ہوئے بیٹھی ہے۔ عطر میں ڈوبی ہوئی سارے سر سے کھسکی ہوئی زلف چلیپا کالی بھوزا۔ پٹیاں جمیاں ہوئیں۔ بیچ کی مانگ نکلی ہوئی۔ اس رشک حور کے زانو پر ازودھ جی کا سر ہے۔ دونوں میں راز نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں۔

چتر ریکھا نے ازودھ کا پلنگ اٹھایا۔ اور اوکھا کے محل میں داخل کر دیا۔ اوکھا انتظار ہی کر رہی تھی۔ چتر ریکھا پر نظر پڑتے ہی فرط مسرت سے اٹھی۔ اور گلے لگا لیا۔ بہن تیرا احسان جنم بھر نہ بھولوں گی۔ یہ کہکر چھپ کھٹ کے پاس گئی۔ چادر اٹھاتی حیا روکتی تھی۔ کہ بخیر جاؤ ولولہ گدگداتا تھا۔ کہ جگاتی کیوں نہیں۔ ہمدم و غمگسار سے ارمان نکالتی۔ کیوں نہیں۔ چتر ریکھا سامنے کھڑی تھی۔ حجاب آیا۔ چھپر کھٹ کے پاس سے ہٹ آئی۔ چتر ریکھا سے مخاطب ہوئی بہن اس معاوضے میں تجھے کیا دوں۔ دنیا کی نعمتیں اس اُپکار کے آگے ہیچ ہیں۔ جان بھی مانگو تو دریغ نہیں۔

چتر ریکھا۔ راج کنیاں جی! اُپکار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اب جاتی ہوں۔ پھر ملوں گی۔ چتر ریکھا چل گئی۔ اوکھا پلنگ کے پاس آئی چاہتی تھی۔ کہ گلے لگا لیجئے۔ حیا نے روک دیا۔ بین رکھی ہوئی تھی۔ بجانے لگی۔ بین کی آواز سے ازودھ جی جاگ اٹھے۔ حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ جی میں کہتے تھے۔ یہ خواب ہے۔ یا تپکش دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو وہی محبوبہ ہے۔ ابھی جس سے خواب میں باتیں ہو رہی تھیں۔ اوکھا سے مسکرا کر کہا۔ پران پیاری تم کون ہو۔ اور مجھے کیونکر لائی ہو۔ اوکھا نے زیر لب مسکرا کر جواب دیا۔

ازودھ جی نے اوکھا کا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر بٹھا لیا۔ عشق و محبت کی باتیں کرکے گندھرب بیاہ کیا۔ ازودھ جی نے اپنے خواب اور اوکھا نے اپنے سپن کی باتیں ایک دوسرے سے سنائیں۔ رات زیادہ آگئی۔ دونوں سو رہے۔

---

# اُدھیائے (۵)

## انرودھ جی اور جراسندھ کی لڑائی

باناسُر کے محل کی دھجا خود بخود گر گئی۔ ادھر اوکھا انرودھ کے عشق میں ایسی متوالی ہوئی۔ کہ باناسُر کے پاس جانا چھوٹ گیا۔ دن رات عیش ہونے لگے۔ کھیل تماشوں سے جی بہلاتے۔ چوسر کھیلتے اوکھا دروازے سے مطلق برآمد نہ ہوتی۔ مخالفوں نے سبب دریافت کیا۔ کچھ طبیعت تو ناساز نہیں ہے۔ سہیلیوں نے اُلٹے پلٹے بتلائے۔ رفتہ رفتہ سارا راز افشا ہو گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ کسی نوجوان پر مٹی ہوئی ہے۔ دن رات اسی کے ساتھ جشن کرتی ہے۔ باہر نہیں نکلتی۔ باغ کی سیر بھی چھوڑ دی۔ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کسی نے باناسُر کے کان تک تمام ماجرا پہنچایا۔ باناسُر کی نگاہ محل تک پہنچی۔ تو دھجا گری ہوئی دکھائی پڑی۔ باناسُر بل کھاتا اوکھا کے محل میں گیا۔ دیکھا۔ کہ فی الحقیقت ایک خوبصورت جوان اوکھا کے پہلو میں بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا ہے۔ باناسُر کو تاب نہ رہی جنگی سواروں اور بہادر سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ چاروں طرف سے محل گھیر لو۔ خود ہتھیاروں سے مسلح ہو کر انرودھ کے پاس پہنچا۔ اوکھا اپنے باپ باناسُر کو دیکھتے ہی کانپ گئی۔ انرودھ شیر غراں کی طرح بپھر گئے۔ اوکھا سمجھایا۔ گھبراؤ مت اس ملعون کو معہ فوج قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر ایک منتر پڑھا۔ جس کے اثر سے ایک لمبا چوڑا پتھر کا گرز بجراں کے ہاتھ میں آ گیا۔ انرودھ جی گرز لے کر باناسُر سے لڑنے لگے۔ باناسُر حریف پر قابو نہ پا سکا۔ باہر نکل آیا۔ انرودھ بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر آئے۔ اسی گرز سے تمام فوج کاٹ ڈالی۔ باناسُر سے زور آزمائی ہونے لگی۔ باناسُر نے دیکھا کہ نوجوان کسی طرح قابو میں نہیں آئے گا۔ شیو جی کے عطیہ ناگ پھانس سے گرفتار کر لیا۔ انرودھ باناسُر کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اوکھا زار زار رو رہی ہے۔ باناسُر کو مطلق رحم نہیں آتا۔ اوکھا لاکھ لاکھ کہتی ہے۔ خطاوار تو میں ہوں۔ یہ بالکل بے خطا ہیں۔ پاربتی جی نے مجھے بردان تھا۔ شاید آپ بھول گئے۔ باناسُر کچھ نہیں سنتا۔ اپنے لڑکے اسکندھ سے اشارہ کیا۔ اسے ہٹا لے جاؤ اور سمجھاؤ۔ تو نے بڑا غضب کیا۔ اس کی محبت چھوڑ دے۔ اسکندھ اوکھا کا ہاتھ پکڑ کر

محل میں لے گیا۔ باناسر نے انرودھ کو قید خانے بھجوا دیا۔ اتنے میں نارد جی آ گئے۔ باناسر کو سمجھایا
اس لڑکے کی دلیری دیکھی۔ تم جانتے ہیں کرشن چندر کا پوتا یہی ہے۔ باناسر نے جواب دیا۔ کیا
میں کرشن چندر سے ڈرتا ہوں۔ نارد جی وہاں سے آ گئے۔ اور سیدھے دوارکا پہنچے۔ اگرسین
اور کرشن چندر سے ساری داستان سنائی۔ دوارکا میں ہر ایک شخص تشویش میں تھا۔ رکمنی
جی اور پردمن وغیرہ انرودھ کے غائب ہونے سے نہایت دردمند تھے۔ اگرسین نے بلرام جی کو
ہدایت فرمائی۔ کہ آپ کچھ فوج لے کر جائیں۔ اور باناسر کو سزا دے کر انرودھ جی کو قید
سے چھڑا لائیں۔ باناسر شیو جی کا بھگت ہے۔ کرشن چندر گرڑ پر سوار ہو کر پہلے سے ہی چل دیئے
ہیں۔ اور آپ فوج لے کر پہنچے۔ کرشن چندر پردمن کو ساتھ لئے ہوئے باناسر کے مقابلے
کو پہنچ گئے ہیں۔ اور بلرام جی ۱۲۔ اکشونی فوج ہمراہ لے کر انرودھ جی کے رہائی کے لئے
چلے جا رہے ہیں۔ راستے میں جو گاؤں یا قلعہ باناسر کا ملا۔ لوٹ لیا گیا۔ جب یہ فوج شونت
پور کے قریب پہنچی۔ باناسر نے غنیم کی آمد سنکر فوج کی تیاری کا حکم دیا۔ کرشن چندر اور
پردمن سرونت پہنچ چکے ہیں۔ جاسوسوں نے باناسر کو کرشن چندر کے آنے کی اطلاع
دیدی۔ باناسر شیو جی کا بھگت ہے۔ کرشن چندر کی تعریف اکثر نارد جی کی زبانی سن
چکا ہے۔ شیو جی کا دھیان کیا بھگت وتسل شیو جی مہاراج بھوت پریتوں کو فوج آراستہ
کر کے باناسر کی مدد کو آ گئے۔ باناسر نے بلرام جی سے کہلا بھیجا۔ کہ جنگ کا مزہ دھرم یدھ میں
ہے۔ ایک ایک سے زور آزما ہو۔ اپنے اپنے کرتب دکھائیے۔ تب جنگ کے جوہر کھلتے
ہیں۔ شیو کا مقابل کرشن چندر ہوں۔ ساتکی جی باناسر سے جنگ آزمائی کریں۔ اور بلرام
جی اور کوبھانڈ منتری ہم نبرد ہوں۔ سانب اور چارد یکھین کا مقابلہ ہو۔ یہ صلاح بلرام
جی کے بھی پسند آئی۔ اور جوڑی جوڑی یدھ ہونے لگا۔ شیو جی نے پناک دھنش پر برہم
بان مارا۔ کرشن چندر نے اپنے تیروں سے برہم بان کاٹ ڈالا۔ شیو جی نے آندھی کا بان چھوڑا
کرشن چندر نے اسے بھی روکا۔ شیو جی نے اگن بان مارا۔ کرشن چندر نے پانی بان مار کر ٹھنڈا
کر دیا۔ اور ایک آتش فشاں بان الٹا مارا۔ کہ تمام فوج مہادیو جی کی جلنے لگی۔ شیو جی بان
مار کر اپنی فوج بچا لے گئے۔ اسی طرح سوامی کارتک اور پردمن جی سے جنگ ہوئی۔ کرشن
چندر کے لڑکوں اور باناسر کے لڑکوں سے بھی زور آزمائی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باناسر
مغلوب ہوا۔ اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ کرشن اسکے تعاقب میں دوان ہیں

باناسر کی ماں جنگ مغلوبہ دیکھ کر برہنہ ہو کر کرشن کے سامنے آئی - کہ کرشن چندر اس کے تعاقب سے باز آئیں - آپ نے آنکھیں بند کر لیں - ننگی عورت دیکھنا شاستر اً ممنوع ہے -) اتنے میں موقعہ پاکر باناسر قلعے میں داخل ہو گیا - اور باناسر کی ماں کو آدمیوں نے کرشن چندر کے سامنے سے ہٹا دیا -

# ادھیائے (۵)

# باناسر کی شکست اور کرشن چندر سے خواہاں معافی انرودھ و اوکھا کا بیاہ

باناسر ایک اکشو ہنی فوج ساتھ لے کر قلعے سے باہر نکلا - اور کرشن چندر سے کہنے لگا آپ جانتے ہوں گے - کہ باناسر دب گیا - رزم سے منہ موڑ گیا - گو فوج کٹ گئی ہے - مگر طبیعت کو مصاف سے سیری نہیں ہوئی - یہ کہکر ہتھیار چلانے لگا - کرشن چندر نے سدارشن چکر سے ہزار بھجا کاٹ ڈالیں - جس طرح تبر سے درخت کی شاخیں چھانٹ جاتی ہے - اور فوج بھی کھیت ہو چکی تھی - باناسر روتا ہوا شیوجی کا قدمبوس ہوا - مناجات کی شیوجی باناسر کیفیت دیکھ کر ساتھ چلدئیے - کرشن چندر کی فوج پر بکھم جر بان چھوڑا بان کی صورت عجیب مہیب تھی - تین سر جس میں تین تین لال رنگ کی خونخوار آنکھیں تھیں - چند ہاتھ تھے - بان کے اثر سے تمام فوج کرشن چندر کی تھر تھر کانپنے لگی پردمن اور ساتکی سپہ سالار فوج پر بھی لرزہ چڑھ آیا - بدن مثل آگ کے جلنے لگا - کرشن چندر نے فوج کی مذموم حالت دیکھ کر سیتل جر یاں مارا - بکھم جر کو جان بچانا مشکل ہو گیا - کرشن چندر کے قدموں پر گر پڑا - اور عاجزی سے جان کی امان چاہی - کرشن چندر نے فرمایا - جا چھوڑ دیا - مگر میرے بھگتوں کو کبھی نہ ستانا - بکھم جر بچ گیا - کرشن چندر نے سیتل جر بھی کھینچ لیا - دونوں شیام سندر کی استتی کرتے ہوئے مہاراج سے وداع ہوئے - شیوجی اپنا بان نسپھل دیکھ کر باناسر کو لئے ہوئے

کرشن چندر کے پاس آئے۔ اور وید استتی کر کے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سری کرشن چندر نے فرمایا۔ ہے سچد انند سروپ شیوجی۔ آپ میں اور مجھ میں کچھ بھید نہیں۔ آپ کے جو بھگت ہیں۔ آپ کے جو بھگت ہیں۔ میرے بھی بھگت ہیں بانا سر کو معاف کیا۔ پرہلاد بھگت کو بر دان دے چکا ہوں۔ کہ تیرے خاندانی ہمیشہ میرے پیارے رہیں گے۔ اگر آپ بانا سر کی سفارش نہ بھی کرتے۔ تو بھی اس کی خطاؤں سے ور گزر کرتا۔ جان سے نہ مارتا۔ اسے غرور بانو پیدا ہوا تھا۔ اسی لئے اس کے تمام ہاتھ کاٹ ڈالے صرف چار ہاتھ باقی رہے۔ چتر بھجی روپ سے آپ کی سیوا کرے گا۔ شیوجی کرشن چندر کی باتوں سے مسرور ہو کر فوج کے ساتھ کیلاش سدھارے۔ بانا سر کرشن چندر سے ملتمس ہوا۔ کہ اے نارائن قدم رنجہ فرمایئے۔ گھر کو پوتر کیجئے۔ پاربتی جی کے بر دان سے یہ بات نصیب ہوئی۔ کہ ترلوکی ناتھ کے درشن ہوئے۔ انرودھ جی گھر میں موجود ہی ہیں۔ اوکھا سے انرودھ جی کی شادی ہو جانا ضروری امر سمجھتا ہوں۔ بانا سر کی التماس کرشن چندر جی جدوبنسیوں کے ساتھ بانا سر کے مکان میں گئے۔ بانا سر نے جواہر نگار تخت پر کرشن چندر اور بلدیو جی کو بٹھالا۔ اور طلائی کرسیوں پر پردمن ساتکی وغیرہ جدوبنسی براجمان ہوئے۔ بانا سر نے سری کرشن چندر کے قدم دھوئے چرنامرت لیا۔ استتی کی۔ ہے بھگوت! اپنی چرنوں کی دھوون گنگا جی ترلوک کے تارنے والی ہے۔ میرے برابر کون خوش نصیب ہوگا۔ ہری نارائن جی۔ میرے گھر کو پوتر کر رہے ہیں اور درشنوں سے جنم سپھل کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اوکھا اور انرودھ کو اشنان کرا کے شاہانہ لباس پہنا کر زیوروں سے آراستہ کیا۔ اور کرشن چندر کے پاس لایا۔ انرودھ اور اوکھا کرشن چندر بلرام اور پردمن جی کی پابوسی کر کے طلائی سہری پر بیٹھ گئے۔ جدوبنسیوں نے اشیرباد دیا۔ سہیلیاں اوکھا کو محل کے اندر لے گئیں جو تشبیہ وینے لگیں دیکھ کر انرودھ اوکھا کا بیاہ کر دیا۔ بانا سر اس شادی سے ایسا خوش ہوا۔ کہ گویا کونین کی دولت ہاتھ آئی۔ ریشمی اونی نیاز کپڑے۔ سونے چاندی کے ظروف طرح طرح کے زیور۔ ہاتھی گھوڑے پالکی نالکی جہیز میں دے کر اوکھا رخصت کی گئیں۔ داس داسیاں خدمت کے لئے بانا سر نے مقرر کر دیں۔ کرشن چندر نے بانا سر کو تخت پر بٹھا کر اپنے ہاتھ سے تلک کیا۔ اور سب کو ساتھ لئے شادیانے بجاتے دوارکا چلے آئے۔ انرودھ جی کو دیکھ کر آٹھوں پٹ رانیاں اسقدر خوش ہوئیں۔ گویا کھویا ہوا من ہاتھ آ گیا۔ اوکھا کی خوبصورتی سے سارا رنواس بہت ہی خوش ہوا۔ عورتوں نے

نچھاور ہیں کیں۔ بسدیو دیو کی نے اسقدر خیرات کی۔ کہ دوارکا پوری میں کوئی غریب نام کو دکھ نہ دیتا تھا۔ جس پر اِن کی جو دو سخا کا اثر نہ ہوا۔

# اَدّھیائے (۵۰)

## برندابن میں بلدیو جی کی روانگی

ایک دن راجہ برسبیل تذکرہ سری بلرام جی کرشن چندر سے مخاطب ہوئے۔ برندابن سے آئے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ برجباسیوں کی خبر معلوم نہیں۔ کیا جانے کیا حال ہوا۔ اگر مرضی ہو۔ تو دیکھ آؤں۔ دو ماہ رہ کر سب کو تقویت دے آؤں گا۔ کرشن چندر بلرام جی کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔ برندابن جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ رتھ تیار ہوا۔ اور بلرام جی سوار ہو کر لبطے مراحل و قطع منازل برندابن پہنچ گئے۔ نند بابا سے ملاقات ہوئی۔ تو جوش ہوئے۔ جسودھا جی دوڑیں۔ چھاتی سے لگایا۔ شکوہ شکایت کے پل بندھ گئے۔ محبت کے جوش میں جسودھا جی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ لب پر آہ ہے۔ بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے۔ پوچھتی ہیں۔ بیٹا ہمارے کھنیا کا کیا حال ہے۔ کبھی ہماری یاد کرتے ہیں۔ یہاں سے جب سے گئے منہ نہ دکھایا۔ کروٹ نہ بدلی۔ یہاں دن رات انہیں کا ذکر رہا کرتا ہے۔ وہ موہنی صورت مدھر مدھر باتیں جب یاد کرتی ہوں۔ کلیجہ تڑپ جاتا ہے۔ مگر ان جیسا کوئی سخت دل نہ ہوگا۔ کلیجے پر پتھر رکھ لیا۔ ہماری محبت دل سے محو کر دی۔ جسودھا جی یہ باتیں کر رہی تھیں۔ اتنے میں برج گوپیاں بلرام جی کے آنے کی خبر سنکر نند مہر کے گھر آئیں۔ گوپیوں نے بلرام جی کو گھیر لیا۔ گلوں اور شکووں کے دفتر کھول دیئے۔ کوئی کہتی ہیں۔ ارے وہ بڑے ننٹھر ہیں۔ مروت چھو نہیں گئی۔ یہاں تو کہا کرتے تھے۔ کہ تمہاری یاد کسی دم دل سے نہیں جاتی متھرا پہنچتے ہی آنکھیں پھیر لیں۔ گویا کچھ واسطہ ہی تھا۔ صورت آشنا نہ تھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ اودھو جی ہمیں گیان سکھلانے آئے۔ آپ تو بھوگ کریں۔ ہمیں جوگ دیا تھا ہے۔ کہ سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیاں نند نندن کی ہیں۔ اب ان کی یاد کریں یا ہماری۔ دل تو ایک ہی ہے۔ جس سے اٹکا اٹکا۔ ہماری یاد کیوں ہونے لگی۔ ہم ان کی کون۔ ہم سے کہا

واسطہ۔ کہ نیم بسمل تڑپ رہی ہیں۔ اور ان کا نام رٹا کرتی ہیں۔ بلدیو جی گوپیوں کی باتوں سے کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ دل امنڈ آیا۔ خود روتے جاتے ہیں۔ اور تشفی دلاسا دیتے جاتے ہیں۔ چندے یہی کیفیت رہی۔ صبح و شام برجبالائیں بلدیو جی کو گھیرے رہتیں۔ اور یہ سمجھاتے رہتے۔ بلدیو جی نے گوپیوں کا پریم دیکھ کر فرمایا۔ کہ کل کرشن چندر کی طرح ہم بھی راس لیلا کریں گے۔ یہ بات گوپیوں کو پسند خاطر ہوئی۔ دوسرے روز زیوروں سے آراستہ اور نفیس پوشاکوں سے پیراستہ ہو کر جمنا کے کنارے برج کی گوپیاں جمع ہو گئیں۔ بلرام جی پر بھی نور برس رہا تھا ایک تو آپ کا یونہی گورا رنگ تھا۔ اس پر آپ کی بانکی ادا سونے پر سہاگہ ہو گئی۔ خوشبودار پھولوں کے زیور جواہرات کے مرصع ہار۔ ہاتھوں میں گجرے۔ کانوں میں مکراکرت کنڈل۔ سر پر زرکار چوبی سنہری ٹوپی عجب بانکپن دکھاتی تھی۔ گلے میں بنارسی گلنار دوپٹہ زیب دے رہا ہے۔ ریشمی کرتہ جس پر زمرد اور موتیوں کی کناری لگی ہوئی تھی۔ آپ کے جسم مبارک پر شان دلربائی دکھارہا تھا۔ کبک کی طرح خراماں خراماں متوالی چال سے جمنا کنارے پہنچے۔ گوپیاں چاروں طرف گھیرے ہوئے ہیں۔ اور استدعا کر رہی ہیں۔ کہ یہیں پر ہمارے چت چور کنور کنھیا نے راس کر کے ہمیں آنند دیا تھا۔ ریوتی من جی آپ بھی راس بلاس کیجئے۔ بسوکرماں نے ویسا ہی گول چبوترہ بلدیو جی کا اشارہ پاتے ہی تیار کر دیا۔ سفید چاندی کا فرش اور اس پر زریں گاؤتکیے قرینے سے لگے ہوئے۔ وسط میں جواہرنگار تخت بچھا ہوا۔ جابجا پھولوں کا ڈھیر۔ اور ساز و سامان کی درستی دیکھ کر برجبالا ریوتی من کے جمال پر محو ہو گئیں۔ مرذنگ۔ جھانجھ ستار بین۔ رباب طرح طرح کے سُریلے باجوں سے دل پر چوٹ ہوتی تھی۔ آکاش سے اپسرائیں آکر ناچنے لگیں۔ دیوتاؤں نے گلا بدانیاں ارغوانی سے بھر کر رکھدیں۔ اور جوش ولولہ سے آسمان پر گلفشانی کرنے لگے۔ گوپیوں کی پاک محبت میں بلرام جی ایسے مبہوت ہیں۔ کہ خود بخود گانے اور بجانے ناچنے لگے۔ جس طرح کرشن چندر نے گوپیوں سے مدہوش کیا تھا۔ اسی طرح آج بھی مستانہ وار نغموں سے دل کھینچے جاتے تھے۔ آسمان پر دیوتا ایسے محو ہوئے ہیں۔ کہ دم نہیں مارتے۔ پلک سے پلک نہیں لگتی۔ جمنا جی ساکت ہیں۔ لہریں بالکل بند سکوت کا عالم طاری تھا۔ درخت چپ سادھے کھڑے ہوئے۔ ہوا چلنے سے رُک گئی۔ غرضیکہ عجب دلکش سماں تھا۔ گوپیاں بلرام جی کے جمال جہاں تاب پر ایسی محو نظارہ تھیں کہ ایک گھڑی بھی نگاہ ان کی طرف سے نہیں۔ پھرتیں جو دو گاتیں اور بلرام جی کو رجھاتی تھیں

یہ آنند ایسا تھا۔ کہ گوپیاں کرشن چندر جی کا رہس آنند بھول گئیں۔ دو گھڑی رات باقی رہے۔ سبھوں نے اشنان کا ارادہ کیا۔ جمنا جی کی یاد ہوئی۔ جمنا جی آئیں۔ تب بلرام جی نے اپنے ہل سے ہی کھینچا اور جمنا جی خوبصورت عورت کی صورت بلرام جی کے پاس آئیں۔ اور پرارتھنا کی ہے۔ پربھو میں نے آپ کی مہاں نہ جانکر آپ کے حکم سے منہ موڑا۔ معاف کیجئے۔ جمنا جی کی باتوں بلدیو جی مسرور ہوئے۔ اور برجبالاؤں کے ساتھ۔ جل بہار کیا۔ اس روز سے آج تک اس مقام پر جمنا جی کا جل ٹیڑھا بہ رہا ہے۔ اشنان سے رات کا آلس جاتا رہا۔ چیت لبا کھ دو مہینے تک بلدیو جی برندابن میں رہے۔ برجباسیوں اور نند اور جسودھا جی کو آنند دیا۔ آپ نے بہت سے راس کئے۔ گوپیوں کا پریم بڑھتا گیا۔ بلرام جی نے دوارکا جانے کا قصد کیا۔ تمام برجبالائیں گردھو گئیں۔ اور مستدعی ہوئیں۔ کہ ہمیں دوارکا ساتھ لے چلو۔ بلرام انہیں دلاسا اور ڈھارس دے رہے تھے۔ گھبراؤ نہیں کرشن چندر خود آئیں گے۔ اور تمہیں درشن دیں گے یہ کہکر نند جسودھا۔ اور گوپیوں کی سوغات لیکر دوارکا کی طرف کوچ کیا اور کچھ دن بعد دوارکا پہنچے۔ گوپیوں کا پیام اور نند جسودھا کی محبت بھری باتیں بلرام جی نے سنائیں۔

# ادھیائے (۵۹)

## بلرام جی کے ہاتھ سے دوبدبندر کی موت

بھیشم جی نکتہ سرا ہیں۔ کسکندھا پور کا راجہ سگریو کا دوست دوبدبندر تھا۔ راجہ سگریو تو وہی ہیں۔ جنہوں نے سری رام چندر کی حمایت کی تھی۔ اور جن کی مدد سے لنکا فتح ہوئی تھی۔ اور دوبد بندر بڑا جری اور توانا تھا۔ دس ہزار ہاتھی کی اس میں طاقت تھی بھوماسر دیت سے اس کو محبت تھی۔ اس کے قتل کی خبر سنکر دوبد بندر نہایت محزون ہوا۔ اور طیش میں آکر محش کرنے کی خاطر دوارکا آیا۔ جو شہر اور قصبے راستے میں ملتے۔ پامال کرتا ہوا اس ہیئت کذائی سے دوارکا پہنچا۔ درخت اور باغ جو دوارکا پوری کے باہر تھے بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالے۔ ہری بھگت اور سادھوؤں کو آزار پہنچانے لگا۔ ایک دن چھوٹا سا روپ دھر کر کرشن چندر نے محل میں گھومنے لگا۔ رنواس کی رانیاں دیکھ کر ڈر

غل و شور ہوا۔ تو بھاگ گیا۔ دوبد بندر بلرام جی کی تاک میں آیا تھا۔ جب سُنا کہ بلرام جی یہاں نہیں ہیں۔ ریوت پہاڑ پر گندھربوں کا ناچ دیکھ رہے ہیں۔ تو دوبد بندر بلرام جی کی جستجو میں ریوت پہاڑ پر پہنچا۔ بلدیو جی سکھاؤں کے ساتھ دریا پر اشنان کر رہے تھے۔ پوشاک لب گھاٹ رکھی ہوئی۔ دوبد بندر اٹھا لے گیا۔ غلیظ و پیشاب سے تمام کپڑے ستیاناس کر ڈالے۔ کچھ پھاڑے کچھ نوچے۔ عورتیں جو وہاں اشنان کر رہی تھیں۔ واویلا مچاتی ہوئی بلرام جی کے پاس پہنچیں اور ساری کیفیت بیان کی۔ بلرام جی دوبد بندر کی کرتوت دیکھ کر کنارے آئے۔ اور للکارا دوبد بندر بلرام جی کو دیکھ کے ایک درخت اکھاڑ کر دوڑا۔ اور وہ درخت بلرام جی پر دے مارا۔ بلرام جی نے وار خالی دیا۔ اور پینترا بدل کر اس کے سر پر موسل ایسا جڑا۔ کہ سر تخنگا ف ہوگیا خون کے سراٹے نکلنے لگے۔ مگر دوبد بندر مردانہ وار پتھر اور درخت مارتا رہا۔ بلرام جی نے لپک کر بندر کو دونوں ہاتھ سے پکڑا۔ اور اس زور سے اس کی گردن دبائی۔ کہ ناک کان اور منہ سے خون بہنے لگا۔ اور کچھ دیر بعد سسک سسک کر مرگیا۔ دیوتاؤں نے گل افشانی کی۔ اور خوش ہو کر استت کرنے لگے۔

# ادھیائے (۶۰)

## سانب اور لچھنا کا بیاہ

بھیشم جی راجہ جدھشٹر سے فرماتے ہیں۔ کہ بلرام جی کا پراکرم کہاں تک بیان کیا جاوے۔ وہ شیش روپ ہیں۔ نارائن کا انش ہیں۔ دیوتے بھی اُن کے پراکرم کا بکھان نہیں کر سکتے۔ مجھ میں اتنی گویائی کہاں۔ جو شان مبارک میں زبان کھول سکوں۔ مگر چند نکتے قابل یاد ہیں۔ سناتا ہوں۔ راجہ دریودھن کی دختر لچھنا کے سوئمبر میں کرشن چندر کا بیٹا سانب بھی آیا تھا۔ اور بہت سے راجے بھی جمع ہوئے تھے۔ لچھنا جیمال لئے ہوئے سوئمبر میں آئی۔ سانب نے لچھنا کا ہاتھ پکڑ کے رتھ پر بٹھایا۔ اور وہاں سے چلدیا۔ دریودھن کو سانب کی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی۔ راجاؤں سے مخاطب ہو کر بولا۔ افسوس کا مقام ہے کہ جاموتت بیا لوکا نواسا ہمارے سوئمبر سے لچھنا کو لے جائے۔ اور سب بیٹھے تماشا کریں

راجوں کو بھی طیش آ گیا۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دریودھن کے ہمراہ اپنی اپنی فوج لے کر سانب کے تعاقب میں دوڑ پڑے۔ کرشن چندر کا بیٹا دریودھن ایسوں کو کب نگاہ میں لاتا تھا۔ پلٹ پڑا اور شیر غراں کی طرح شکار کو دیکھ کر گونجا۔ اور فوج میں پل پڑا۔ ساری فوج کاٹ کے ڈال دی۔ اچھے اچھے مہارتھیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ سپہ سالار فوج درجودھن کا جسم زخموں سے چور ہو گیا۔ دریودھن کے طرفدار چھ مہارتھی ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔ کسی کے سارتھی کو مارا۔ کسی کے گھوڑے ہلاک کئے۔ وہ چار زبردست مہارتھی ایسے تھے۔ کہ انہوں نے جان پر کھیل کر سانب کا مقابلہ کیا۔ اکیلا سانب کیا کرتا۔ چھ صف از رحمت شکن مہارتھیوں سے سامنا آخر کار سانب پکڑا گیا۔ ہم نے (یعنی بھیشم پتامہ جی) اور دھرتراشٹ نے دریودھن کو سمجھایا کہ سانب کو چھوڑ دو۔ یہ کرشن چندر کا لڑکا ہے۔ اور ذرا بھی اسے گزند پہنچا۔ تو تمہاری خیریت نہیں مگر اس نے نہ مانا۔ نارد جی آئے۔ انہوں نے بھی ایسی نصیحتیں کیں۔ مگر اس نے ان کے کہنے کو میٹ دیا۔ آخر کار نارد جی دوارکا پہنچے۔ اور سانب کا حال کرشن چندر سے مو بمو گذارش کیا یہ سنکر بلدیو جی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کہ اگر کرشن چندر وہاں گئے۔ تو دریودھن کی خیریت نہیں۔ کیونکہ یہ پانڈوؤں کے طرفدار ہیں۔ اور دریودھن میرا چیلا ہے۔ بلدیو جی فوج لئے ہوئے ہستناپور پہنچ گئے۔ بھیشم پتامہ استقبال کے واسطے مع راجہ دھرتراشٹ دروناچارج اور بلدیو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے ساتھ راج محل لے گئے۔ دوسرے روز دربار کے موقعہ پر بلدیو جی نے باواز بلند راجہ دھرتراشٹ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگرچہ سانب نے بڑا نالایق کام کیا۔ مگر دریودھن کو سانب کا گرفتار کرنا مناسب نہ تھا۔

**راجہ دھرتراشٹ**۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میرا کچھ زور نہیں۔ درجودھن جو جی میں آتا ہے۔ کیے گزرتا ہے۔ میں نے اور میرے پتامہ جی نے بہت سمجھایا۔ مگر اس نالایق کی سمجھ میں نہیں آیا۔

**دریودھن**۔ (حاضرین دربار سے) کیا خوب جدوبنسی کبھی اس قابل ہوئے۔ ہماری برابری کریں۔ کیا وہ بلاک دنیا کی راجہ ہیں۔ کرشن چندر بلرام وہی تو ہیں۔ جو جراسندھ اور کالجمن سے مقابلہ نہ کر سکے۔ سامنے سے بھاگ کھڑے

ہوئے۔ شور بیر ہوتے۔ تو جان دے دیتے۔ مگر میدان رزم سے منہ نہ موڑتے جادو بنسیوں کی یہ مجال نہیں۔ کہ ہماری دختر کو سو بمبر سے لے جائیں۔ اندر تو ہمارے تزک و احتشام سے گھبراتا ہے۔ ہمارے یہاں کیسے کیسے صف شکن بہادر ہیں۔ جن کا جواب روئے زمین پر نہیں۔ کیا کوئی دیوتا بھیشم جی اور درونا چارج سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اگر سامنا ہو جائے۔ تو گلے چیر کر پھینک دے۔ بیچارے جادو بنسی کس شمار قطار میں ہیں۔

بلدیو جی دریودھن کے کبر و نخوت سے بھرے ہوئے الفاظ سُنکر غصے میں ہو گئے۔ اور جھڑک کر دریودھن سے کہنے لگے۔ چُپ! ایسی بیہودے اور لاطائل گفتگو اب زبان سے نہ نکالنا۔ ہم کو اتنی برداشت نہیں۔ کہ تیری باتیں سُنیں۔ اوچھے ہو رہیں۔ ہستناپور کا طبقہ اُلٹ کر سانپ اور پھینا کو لئے جاتے ہوں۔ دیکھوں کس میں جرأت ہے۔ کہ بچالے۔ یہ کہہ کر ہل کو زمین میں نصب کیا۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ہستناپور کا طبقہ اُلٹ دیں۔ ہستناپور میں ایک گوشہ اراضی کا اونچا اب تک نظر آتا ہے۔ بھیشم جی اور درونا چارج کو ہراس ہوا۔ اور بلرام جی کی پابوسی کرکے منت سماجت کرنے لگے۔ دریودھن بھی ہاتھ جوڑ کر خوشامد کرنے لگا۔ کہ مہاراج۔ قصور ہوا۔ معاف کیجئے۔ میں آپ ہی کا ہوں۔ اور آپ ہی کا بھروسہ ہے بھیشم جی لجاجت سے عرض کرنے لگے۔ ہستناپور آپ کے قہر کی آگ میں جلا چاہتا ہے کرپا کیجئے۔ ہزاروں آدمیوں کا خون ہوگا۔ ناچار بلدیو جی خوشی خوشی دوارکا آئے۔ اور اگرسین اور بسدیو نے ان کی بڑائی کی۔

بھیشم جی۔ اے راجہ دریودھن ہمیشہ نا ملائم الفاظ سے بڑوں کی بڑائی کیا کرتا۔ چونکہ بلرام کا چیلہ تھا۔ گرداید اور شستر ودیا بلرام جی سے سیکھی تھی۔ اسے اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا۔ شراب کبر سے مخمور ایسے بیہودہ کلمے زبان سے نکال بیٹھا۔

# ادھیائے (۹۱)

# کرشن چندر کے ہر ایک محل میں نارد جی کی

# کی روانگی اور محل میں کرشن چندر کے درشن

بھیشم جی: ایک روز راجہ اندر کے یہاں نارد جی بیٹھے ہوئے تھے۔ اندر کی دو رانیوں کا جھگڑا راجہ کے پاس پیش ہوا۔ نارد جی کو معاً گمان ہوا۔ کہ دو رانیوں میں تو یہ فساد رہتے ہیں۔ کرشن چندر کے تو سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیاں ہیں۔ وہاں کا حال کیا ہو گا اور کیونکر کرشن چندر ہر محل میں پہنچ سکتے ہیں۔ یہ سوچ کر وہاں سے دوارکا آئے۔ رکمنی جی کے محل میں گئے۔ اس محل کی زینت کیا بیان کی جائے۔ طلائی قصر نور کے سانچے میں ڈھلا گنبدوں پر سنہری کلسیاں آفتاب کی طرح درخشاں تھیں۔ جھاڑ فانوس۔ کنول وغیرہ سے سارا مکان بقعہ نور ہو رہا تھا۔ ایک جانب جواہر نگار مسہری پڑی ہوئی ہے جس پر گنگا جمنی کام نہایت خوش اسلوبی سے بنا ہوا ہے بیش قیمت قالین اور سفید چاندی کا فرش بچھا ہوا۔ چقیں پڑی ہوئیں۔ صحن میں باغیچہ لگا ہوا۔ چوپڑ کی نہر نہایت آب و تاب سے جا رہی ہے۔ حوض میں فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ رنگ برنگ کی مچھلیاں موتی سے پانی میں اپنا رنگ جھلکا رہی ہیں۔ سونے کے پنجرے میں طوطے لال مینا بول رہے ہیں۔ شیش محل کے دالان میں تخت مرصع پر کرشن چندر بصد امن تشریف فرما ہیں۔ مور مکٹ دھارن کئے۔ چڑے اور کنڈل لئے گلے میں موتیوں ہیروں کے بیش قیمت ہار پڑے گھونگر والے بالوں کی لٹوں سے دماغ معطر ہے۔ دائیں بائیں خادمہ مورچھل جھل رہی ہیں۔ آپ رکمنی سے مخاطب ہیں۔ نارد جی کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تعظیم و تکریم سے لیا۔ چرن دھوئے۔ زرنگار چوکی پر بٹھایا۔ عظمت کے ساتھ پوجا کی۔ ہار پہنائے۔ چندن لگایا۔ اور مزاج پرسی کی۔ اور کہا۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ جو آج درشن دیئے۔ نارد جی وہاں سے جامونتی کے محل میں آئے۔ وہ مکان بھی ویسا ہی مزین تھا۔ اطلاع کرائی۔ ایک خادمہ کے ساتھ نارد جی اندر گئے۔ کرشن چندر اشنان کر رہے تھے۔ نارد الٹے پاؤں پھرے۔ کیونکہ اشنان کرتے وقت پرنام کرنا شاستر ناجائز ہے۔ کالندری جی کے استھان پر آئے۔ وہاں کرشن چندر مہاراج استراحت فرما رہے تھے۔ کالندری جی نے آپ کو بیدار کیا۔ کرشن چندر اٹھے۔ اور نارد جی کا وقار بڑھایا۔ نارد جی دعا دے کر وہاں سے متر بنداجی کے مکان پر وارد ہوئے۔ کرشن چندر برہمنوں کو بھوجن کرا رہے تھے۔ آپ نے قدمبوسی کی اور فرمایا۔ کہ عین مہربانی ہوئی

جو اسوقت تکلیف فرمائی۔ بھوجن تیار ہے۔ تناول فرمائیے۔ بھوجن تیار ہے۔ تناول فرمائیے
نارد جی نے انکار کیا۔ پھر کسی وقت دیکھا جاتے گا۔ اسوقت جاتا ہوں۔ پھر آؤں گا۔ وہاں
سے روانہ ہو کر شیبا جی کے مندر میں نزول فرمایا۔ اسوقت کرشن چندر اور شیبا خوش فعلیاں
کر رہے تھے۔ نارد جی نے اندر جانا مناسب نہ سمجھا۔ لچھنا جی کے پاس پہنچے۔ کرشن کو عبادت
میں مشغول پایا۔ غرض اسی طرح سولہ ہزار ایک سو آٹھ مندروں میں نارد جی گھومے۔ کوئی
مندر ایسا نہ تھا۔ جہاں کرشن چندر موجود نہ ہوں۔ تب نارد جی بہر عجیب ہو کر پشیمان ہوئے
اور افسوس کرنے لگے۔ کہ میں نے کرشن بھگوان کی آزمائش کی۔ گناہ ہوا۔ بڑی چوک
ہوئی۔ پربھو آپ گھٹ گھٹ رویاپک ہیں۔ میری اس بھول کو معاف کیجئے۔ خطا تو بیشک
ہوئی۔ مگر قابل معافی ہے۔ مگر کرشن چندر نے کہا۔ نارد جی کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں میں
نہ ہوں۔ افنار سٹ کر بھگتوں کو آنند دیتا ہوں۔ میرے بھیدوں سے جن وملایک بھی
عاری ہیں۔ تم کیا مجھے کیا آزماتے۔ نارد اپنا سامنہ لئے ہوئے واپس آئے۔

# ادھیائے (۶۲)

## کرشن چندر کے روزانہ فرائض

راجہ جدھشٹر بھیشم جی سے پوچھتے ہیں۔ کہ نارائن کرشن چندر فرائض کس طرح
انجام دیتے ہیں۔ کہ

**بھیشم جی**۔ کرشن چندر کا دستور ہے۔ علی الصباح نور کے تڑکے خوابگاہ سے
برآمد ہو کر دتوں (وغیرہ) کر کے اشنان کرتے ہیں۔ آدمیوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔ جب
آفتاب طلوع ہو جاتا ہے۔ تب محل میں غازہ مل کر پھر اشنان فرماتے ہیں۔ تلسی کے درخت
ہر ایک مندر میں لگے ہوئے ہیں۔ تلسی کے درختوں کے پاس سونے کی چوکی پر آسن بچھا ہوا ہے
آپ بیٹھ کر نارائن کا دھیان کرتے ہیں۔ پوجا سے فارغ ہو کر شاہانہ ملبوس زیب تن کر کے
ہاتھی یا گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری فرماتے ہیں۔ سیر کرنے کے بعد سودھرماں سبھا میں
بلدیو جی اور راجہ اگرسین کے قدم چھو کر (کرشن چندر) کی نشست گاہ کو سودھرماں بولتے

ہیں) تخت و طاؤس پر جلوہ فرماتے ہیں۔ کچھ دیر ادھر اُدھر کی گپ شپ ہونے کے بعد آپ کا نزول اجلال اپنے محلوں میں ہوتا ہے۔ جہاں برہمنوں کو بھوجن کھلا کر اور گئودان کر کے آپ کھانا تناول فرماتے ہیں۔ پھر دربار میں آکر لوگوں کی فریاد سنتے ہیں۔ اکثر بازیگر تماشہ دکھلا کر بہت سا روپیہ جواہرات لے جاتے ہیں۔ اسی طرح شام کو اپنے بیٹوں پوتوں کے ساتھ ہوا خوری کے لئے نکلتے ہیں۔ سرِ شام واپس آکر سندھیا کر کے کتھا پوران سنتے ہیں۔ رات کو محفل رقص و سرود ہوا کرتی ہے۔ جب دو پہر رات گزر جاتی ہے۔ کھانا نوش کر کے آرام فرماتے ہیں۔

# اُدھیائے (۴۳)

# ایک برہمن کی زبانی مقید راجاؤں کی پیام رسانی

ایک روز اپنی نشستگاہ میں کرشن چندر اور راجہ اگرسین بیٹھے تھے۔ ایک برہمن نے دستک دی۔ کرشن چندر نے اُسے بلایا۔ اور عزت کے ساتھ پر تکلف آسن پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا مطلب ہے۔ کس لئے آئے ہو۔ برہمن مؤدب ہو کر عرض پیرا ہوا۔ کہ جراسدھ کے نام سے حضور واقف ہی ہوں گے۔ وہ بڑا زبردست اور شجاع ہے۔ جس کے سامنے حضور بھی سترہ مرتبہ شکست دے کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ اس وقت اس کے جیلخانوں میں بیس ہزار آٹھ سو راجہ مقید ہیں۔ کیا کہوں۔ جو تکلیفیں بیچارے جھیلتے ہیں۔ بیان سے باہر ہیں۔ ان کی طرف سے بندگان حضور میں التجا ہے اگر آپ دادرسی کریں۔ تو کچھ مشکل امر نہیں۔ وہ بیچارے قید سے چھوٹ جائیں گے۔ اور آپ کی زیارت سے ان کا لوک پرلوک سنبھل جائیگا۔ کرشن چندر نے جواب میں فرمایا تم جاؤ۔ اور ان کی تشفی کرو۔ میں آؤں گا۔ اور انکو قید سے نجات دلاؤں گا۔ برہمن رخصت ہوا۔ اتنے میں نارد جی آگئے۔ کرشن چندر نے اُٹھ کر تعظیم کی۔ اور اپنے تخت

پر بیٹھا کر راجہ جدھشٹر اور پانڈوؤں کا استفسار حال کیا۔

**ناردجی** - راجہ جدھشٹر راج سوی جگ کیا چاہتے ہیں۔ آپ کو یاد کیا ہے۔ بغیر آپ کے یہ کام انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ کرشن جی۔ راودھو جی اور اکرور جی سے صلاح ومشورہ کرتے رہے۔ یہ امر طے پایا۔ کہ جبتک جراسندھ قتل نہ ہوگا۔ راجسوی جگ ہرگز پورا نہ ہوگا اس لئے بھیم سین کو لے کر اس سے مقابلہ کرایا جاوے۔ یقین ہے۔ کہ بھیم سین اس پر غالب آجائے گا۔ اس طریقے سے مقید راجاؤں کو مخلصی ہوگی۔ اور راجہ یدھشٹر کا جگ بھی پورا ہو جائے گا۔

کرشن چندر اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہستنا پور پہنچے پھر کہا۔ اے راجن! اس کے آگے کا حال تم خود جانتے ہو۔ کہ جسطرح تم نے خود راجسوی جگ کیا۔ اور بھیم سین نے جراسندھ کو کرشن چندر کے اشارے سے چیر کر پھینک دیا۔ جراسندھ کے مرنے ہی راجوں کو مخلصی ہوئی۔ اور اس کا بیٹا سہدیو مگدھ دیش کا راجہ مقرر کیا گیا۔

# ادھیائے (۴۶)

# کرشن چندر کے ہاتھ مصنوعی باسدیو پونڈرک کی ہلاکت

بھیشم جی گویا ہیں۔ کہ اے دھرم پتر! کاشی پور کے موضع کنتک کا رہنے والا پونڈریک نامی ایک راجہ ہوا ہے۔ جس نے اپنا نام باسدیو رکھا تھا۔ اس نے دو ہاتھ کاٹھ کے بنوائے تھے۔ اور چیتر بھج روپ سے دربار میں بیٹھ کر مقدمات فیصل کرتا۔ لوگ اس کو اس کو سری باسدیو بھگوان کہتے۔ وہ اس لقب سے بہت خوش ہوتا۔ کرشن چندر کی طرح تاج کی بجائے۔ مکٹ دھارن کرتا گلے میں بیجنتی مالا۔ سنکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم۔ ہتھیاروں سے مسلح رہتا۔ کاٹھ کا گرڑ بنوا کر سوار ہوتا۔ اپنی حکومت میں اسبات کا ڈھنڈورا پٹوا دیا تھا۔ کہ باسدیو میں ہوں۔ کرشن چندر مصنوعی باسدیو ہیں۔ وہ تو

نند اہیر کا لڑکا ہے۔ وہ باسدیو کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی پرستش کرتا۔ پنڈریک اپنے جاہ و جلال پر از حد مغرور تھا۔ ایک روز کرشن چندر کے پاس پیام بھیجا۔ کہ ناحق اپنے کو باسدیو نام سے موسوم کرتے ہو۔ آج سے ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ باسدیو کہلانا چھوڑ دو۔ ورنہ تمہارا ملک فوج سے پامال کیا جائے گا۔ رعیت برباد ہو گی۔ تخت تاراج ہو جائے گا۔ پنڈریک کے برہمن کی مضحکہ آمیز کلام سے ہنس پڑے۔ برہمن کو چٹکیوں اڑانے لگے۔ کرشن چندر نے اشارے سے منع کیا۔ برہمن کو ہنسی کرنا واجب نہیں۔ اور برہمن کو اسطرح جواب دیا۔ آپ جائیں۔ میری طرف سے گوش گذار کر دیں۔ کہ کیوں شامتیں آئی ہیں۔ جس وقت جدو بنسیوں کا مقابلہ ہو گا۔ ساری ہیکڑی دھری رہ جائیگی۔ یہ کہکر برہمن کو واپس کیا۔ اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ کاشی کی طرف راہی ہوئے

پنڈریک یہ خبر پاتے ہی فوج کی فراہمی میں مشغول ہوا۔ اور دو اکشوہنی فوج لے کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ پارسنگھ نامی بھوماسر کا بھائی پریاگ دیش سے تین اکشوہنی سینا لے کر پنڈریک کی مدد کو آیا۔ میدان جدال و قتال گرم ہوا۔ بہادر جدو بنسیوں نے پنڈریک کی فوج کاٹ ڈالی۔ کرشن چندر نے ایک بان ایسا مارا۔ کہ پنڈریک کا مکٹ زمین پر گر پڑا۔ کرشن چندر بولے۔ سچ بتا۔ باسدیو کون ہے۔ اس نے یہی جواب دیا کہ میرا ہی نام باسدیو ہے۔ جدو بنسیوں نے عرض کی۔ جب تک یہ چھتر نہ چھوڑیگا۔ ہم اس پر ہتھیار نہ چلائیں گے۔ کرشن چندر نے سدرشن چکر سے پنڈریک اور پارسنگھ کا سر کاٹ لیا۔ اور فتح و نصرت کے باجے بجاتے ہوئے دوارکا واپس ہوئے۔ پنڈریک کا ایک لڑکا جس کا نام سودکشن تھا۔ میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس نے انتقام لینے کے لئے شیوجی کا تپ کیا۔ شیوجی خوش ہوئے۔ اور درشن دے کر پوچھا کیا چاہتا ہے۔ سودکشن نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ مہاراج میں اپنے پتا کے دشمن سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ کوئی ایسا جتن کیجئے۔ کہ دشمنوں پر فتح پاؤں۔ شیوجی نے کہا ایک ہون کرو۔ اس سے کرتیا پیدا ہو گی۔ وہ تیرا سب کام بنا دیگی۔ سودکشن نے ہون کیا۔ ہون سے ایک سیاہ فام عورت جس کی لال لال خونخوار آنکھیں تھیں۔ سامنے آئیں۔ سودکشن نے کہا۔ کہ دوارکا پوری جا کر کرشن چندر کا سر کاٹ لا۔ کرتیا شعلہ جوالا کی طرح بھڑکتی ہوئی دوارکا پہنچی۔ ادھر کرشن چندر نے سدرشن چکر کو حکم دیا۔ کہ کرتیا آتی

ہے۔ خبردار دُوارکا کے اندر نہ گھسنے پائے۔ تم جاؤ اور سودکشن کا سر کاٹ لاؤ۔ سدرشن نے کریتا کو دُوارکا کے اندر قدم نہ رکھنے دیا۔ اور دیکھ گا تا ہوا کانسی پہنچا۔ اپنی آنچ سے کانسی کو جلا دیا۔ اور سودکشن کا سر کاٹ کر من کر نکا گھاٹ میں ٹھنڈا ہو کر دُوارکا پوری میں پہنچا۔

# ادھیائے (۶۵)

## راجہ شال اور کرشن چندر سے مقابلہ

بھیشم جی فرماتے ہیں۔ ہے راجن۔ جب تم نے راجسوی جگ کیا۔ کرشن چندر ہستناپور آئے تھے۔ راجہ شال یہ موقعہ غنیمت سمجھ کر دُوارکا پر چڑھ دوڑا۔ اور چاروں طرف فوج سے دُوارکا پوری کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے۔ وجہ مخاصمت یہ تھی۔ کہ کرشن چندر رکمنی کے سوئمبر میں گئے تھے۔ راجہ سسپال سے معرکہ آرائی ہوئی راجہ شال سسپال کی مدد پر تھا۔ کرشن چندر سے شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ گھر پر اس نے بھی شیو جی کی پوجا نہایت پریم سے کی۔ اور مراد چاہی۔ شیو جی نے ایک بوان مرحمت کیا۔ اور فرمایا۔ جب اس پر چڑھ کر کسی سے جنگ آزمائی کرے گا۔ نصرت ہو گی۔ سسپال تو راجسوی جگ میں کرشن چندر کے ہاتھوں مر چکا۔ شال کو غصہ ہوا۔ اور میدان خالی پا کر دُوارکا پر حملہ آور ہوا۔ تمام رعیت عاجز ہوئی۔ راجہ اگرسین نے پردمن جی کو سپہ سالار بنا کر مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ پردمن جی سانب۔ سانکی سکرت بڑے بہادروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کئی روز تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ پردمن جی نے شال کے سارتھی اور گھوڑوں کو قتل کیا۔ شال عاجز ہوا۔ اور سحر سازی اور فسوں سازی سے کام لینے لگا۔ کبھی ظاہر ہوتا۔ کبھی روپوش ہو کر لڑائی کرتا تھا۔ کبھی پتھر برساتا۔ کبھی خون کی بارش ہوتی۔ دیومان نامی وزیر شال کمین گاہ میں بیٹھا ہوا موقعہ کا منتظر تھا۔ پردمن شال کے غائب ہو جانے سے متفکر تھے۔ دیومان نے یکایک حملہ آور ہوا۔ اور ایک تیر مارا۔ کہ پردمن جی بیہوش ہو گئے۔ پردمن جی کا سارتھی

میدان رزم سے رتھ ہٹا لے گیا۔ جب ذرا ہوش آیا۔ تو رتھ بان سے جھڑک کر پردمن جی نے کہا۔ کیا غضب کیا۔ میدان مصاف سے مجھے ہٹا لایا۔ کرشن چندر اور جادو بنسیوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہ رکھا۔ کیا جواب دوں گا۔ سارتھی نے گھوڑوں کے ہاتھ پھیر لگائی۔ اور رتھ میدان جنگ میں کھڑا کر دیا۔ مقابلہ ہونے لگا دیوبان پردمن جی کے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا۔ اس کی فوج بھی کام آئی۔ سانب نے وہ مردانگی دکھائی۔ کہ فوج کا ایک متنفس بھی باقی نہ رکھا۔ ادھر کرشن بلرام بھی دوارکا پہنچ گئے۔ خود بدولت نے شال کے مقابلے کے لئے تکلیف گوارا کی۔ بلرام جی دوارکا خاص میں رعیت کی حفاظت کے لئے ٹھیر گئے۔ راجہ شال نے کرشن چندر کو دیکھتے ہی بلا لیو کی صورت منافق سے سر جدا کیا۔ کرشن چندر اس کی شعبدہ سازی تاڑ گئے۔ اور ایسے تیر مارے۔ کہ شال کا رتھ پرزے پرزے ہو گیا اور راجہ شال زخموں سے چور ہو کر پیادہ پا کرشن چندر سے لڑنے لگا۔ اس کا سر سدرشن چکر سے کاٹ کر پھینک دیا۔ راجہ شال کے بدن سے ایک نور نکلا۔ اور کرشن چندر کے دہن مبارک میں پیوست ہو گیا۔

# ادھیائے (۷۷)

## دنت بکر اور بدرتھ کی کرشن چندر سے لڑائی دونوں کی وفات

بھیشم جی۔ اب دنت بکر اور بدرتھ شال کے دونوں بھائی جس طرح کرشن چندر کے ہاتھ سے مارے گئے۔ ان کی کیفیت بیان ہوتی ہے۔ راجہ شال کے مرتے ہی اپنے بھائی کا قصاص لینے کے لئے یہ دونوں بھائی بہت سی فوج لئے دوارکا پر چڑھ دوڑے۔ اور کرشن چندر سے رزم آرائی ہونے لگی۔

دنت بکر مہاراج کی شان مبارک میں ناشائستہ الفاظ زبان سے نکالنے لگا

کہتا۔ کہ آج ہی تو ملے ہو۔ مثال کی جان کے گاہک ہوئے۔ تمہارے خون سے ہاتھ رنگوں گا۔ اور اپنے برادر جان نواز کا عوض لوں گا۔ یہ کہکر اپنا گرز فرق مبارک پر اس زور سے مارا۔ کہ اگر کوہ پر پڑتا۔ تو ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ کرشن چندر نے نثار خالی کیا۔ اور مہیدی کا نام اپنا گرز اس کافر کے سینے پر مارا۔ کہ دنت بکر خون تھوک کر زمین پر گرا۔ اور تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ دنت بکر کے گرتے ہی اس کا چھوٹا بھائی بدرتھ سامنے آیا۔ اور شمشیر برہنہ سے مہاراج پر حملہ کیا۔ کرشن چندر نے سدرشن سے اس ملعون کا سر کاٹ ڈالا۔ دیوتاؤں نے گلافشانی کی۔ اور استت کرنے لگے۔ سچ ہے مہاپاپی دنت بکر اور شسپال اصل میں کے دربان بجے تھے۔ سنکادک رشیوں کے سراپ سے ہرناکش وہرن کشپ ہوئے۔ جن کو آپ نے باراہ اور نرسنگھ روپ سے مارا تھا۔ پھر یہی دونو کنبھ کرن اور راون ہوئے۔ سری رام چندر اوتار دھر کر آپ نے ان دھرمیوں کو حلال کیا۔ اب کی مرتبہ آپ کے ہاتھوں سے ان کی موکش ہوئی۔ کرشن چندر فتح و نصرت کے ساتھ دوارکا آئے۔ رعیت خوش ہوئی۔ گھر گھر شادیانے بجنے لگے۔

## ادھیائے (۷۷)

## بلرام جی کی تیرتھ جاترا اور روم ہرش کی بلدیو جی کے ہاتھ سے موت

بھیشم جی کہتے ہیں۔ کہ کرشن چندر بڑے بڑے راجاؤں اور ادھرمی لوگوں کو مار کر عہد کرتے ہیں۔ کہ جنگ میں ہتھیار دھارن نہیں کروں گا جب تمہاری اور دریودھن کی معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ آپ عہد کر چکے تھے۔ اسی سے ارجن کی رتھبانی قبول کی۔ اسلحہ سے گریز رکھا۔ اسی زمانے میں بلرام جی تیرتھ اشنان کرنے اس وجہ سے چلدیئے۔ کہ یہاں جھگڑا۔ تو دریودھن چونکہ چیلا ہے

اس کی طرفداری کرنی پڑے گی۔ اور کرشن چندر سے مُنفت ان بن ہوجائیگی۔ بلدیو جی تیرتھ یاترا کرتے ہوئے نیمشارن پہنچ گئے۔ جتنے رشی مُنی بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑے تپاک سے ملے۔ کچھ دُور چل کر بلدیو جی سے ملاقات کی۔ مگر روم ہرش جی نہ اُٹھے۔ بلدیو جی شیش اوتار ہیں۔ غصّہ آگیا۔ فرمایا۔ روم رشی کو اپنے علم کا گھمنڈ ہے۔ ودیا کا اپمان ہے۔ میری بھی عزّت انہوں نے نظرانداز کر دی۔ یہ کہکر کشا پتر اُٹھا کر ایک منتر پڑھا۔ اور روم ہرش کی گردن پہ مار دیا۔ روم ہرش کا سر تن سے علیحدہ گر پڑا۔ رشی مُنی بلرام جی کے غصّے سے سہم گئے۔ اور بینتی کرنے لگے۔ جب کسی قدر غصّہ فرو ہوا۔ رشیوں نے استدعا کی۔ کہ بیاس گدّی پہ بیٹھنے والا کوئی نہیں رہا۔ ہنر اس کا مضائقہ نہیں۔ مگر ہتیا ضرور ہوئی۔ حالانکہ آپ کا کچھ ہتیا بگاڑ نہیں سکتی۔ مگر دُنیا والوں کا ڈر جاتا رہیگا۔ بلدیو جی نے پوچھا۔ کیا کرنا چاہیئے۔ رشیوں نے جواب دیا۔ تیرتھ برت سے ہتیا دُور ہوجاتی ہے۔ بلرام جی بولے۔ اسی قصد پہ تو دوارکا سے چلا ہوں۔ بلرام جی نے بیاس گدّی خالی دیکھ کر روم ہرش کے لڑکے اور اکرشروھا کو بیاس گدّی دی۔ اور یہ بروان دیا۔ کہ بغیر حاصل کئے کُل ودیاؤں میں تُم کو عبور حاصل ہوگا۔ اور تمام ودیا تم کو ازبر رہیں گی۔ بلرام جی کی دُعا سے اور کرشردا ویدانت شاستر وغیرہ ودیاؤں کا ایسا منتہی ہوا۔ کہ اُس زمانے میں اس کا ثانی نہ تھا۔ رشی مُنی بلرام جی کے اس اعجاز سے بہت خوش ہوئے۔ اور التماس کی۔ کہ ہمارے جگ میں بلول دیت آتا ہے۔ اور ہڈیاں گوشت کے لوتھڑے پھینک پھینک کر ہمارا جگ خراب کرتا ہے۔ آپ کی کرپا ہوگی۔ تو آفت دُور ہوجائے گی۔ بلرام جی نے جواب دیا بہت اچھا آپ کی مرضی موافق کام کروں گا۔

## اَدّھیائے (۶۸)

## بلول دیت کا بدھ بلرام جی کے ہاتھ سے

# اودریشیوں کا آنند

بلرام جی بلبل دیو کا تذکرہ سنکر نیمشار میں ٹھیر گئے- اور آمد کا انتظار کرنے لگے- لوگ کہتے تھے- کہ یہ راچھس نہایت قوی ہیکل اور زبردست ہے- ہندر کا روپ پھیر کر یہاں آتا ہے- رشیوں اور آدمیوں کو ستاتا ہے- آمد کے وقت آندھی آتی ہے- صدہا درخت باد صرصر کے جھونکوں سے خاک پر لوٹتے دکھائی پڑتے ہیں- پورنماشی کا روز تھا- دوپہر کا وقت- یکایک غبار اُٹھا- آسمان تیرہ وتار ہو گیا- ہوا تندی سے چلنے لگی- کہ ہڈیوں کی بوچھاڑ اور خون کا مینہ برسنے لگا- رشیوں پر تھرتھری سوار ہو گئی- خوف کے مارے منہ سے بات نہ نکلتی- بلرام جی نے ہل موسل سنبھالے ہی تھے- سامنے سے وہ خونخوار آفت برپا کرتا ہوا دکھائی پڑا- طویل القامت مہیب صورت ڈھونڈ کا ڈھونڈ جس کا منہ کوئلے کی طرح سیاہ تھا- سرخ انگار آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں- ہاتھ پاؤں تھے- کہ درختوں کے ٹھنٹے- رشی منی اس کی صورت دیکھتے ہی سہم گئے- کسی کونے دبک سمٹ کر بیٹھ گئے- اور بلرام جی ہل موسل اُٹھا کر سامنے آئے- بلول راچھس ترسول اُٹھا کر فیل دماں کی طرح بلرام جی پر ٹوٹ پڑا- بلرام جی نے اس کا وار خالی دیکھ کر چاہا- کہ ہل موسل کی ضرب لگائیں- وہ موذی نظروں سے غائب ہو گیا- غلیظ پیشاب برسانے لگا- بلرام جی چاروں طرف دیکھتے ہیں- اتنے میں پھر دکھائی پڑا- نظر پڑتے بلرام جی نے ہل کی نوک سے بلول راچھس کو اپنی جانب کھینچا- اور ایک موسل سر میں ایسا مارا- کہ وہ ناپاک چکر کھا کر زمین پر آرہا- بلرام جی نے اس بدکردار کا سر ہل سے کاٹ لیا- سب آفتیں کالعدم ہو گئیں- رشی منی شادماں ہو کر اُستت کرنے لگے- دیوتوں نے گل افشانی کی- دوسرے روز وہاں سے گرنتھ مکاتشر- گومتی گنڈک کوشکی گنگا- سرجو- بپاسا- پلہا شرم- سون بھدر- پریاگ- کاشی- گیا جی- گنگا ساگر- گوداوری- بھاگیرتھی- سنگا بیپ- بھیم تھی سیت بند- رامیشور- بنار چھیتر- وغیرہ تیرتھوں کی جاترا کو نکلے- ہر ایک تیرتھ

پرگتو دان اور دکشنا دے کر براہمنوں کو بھوجن کرایا۔ پھر سوام کو تک۔ اگست من پرسرام جی۔ ارجن بالا درشن کرتے ہوئے کرکشیتر میں پہنچے۔ مہابھارت کے نامور جنگ میں طرفین کے جو بہادر کٹ چلے تھے۔ دریودھن اور بھیم سین کی لڑائی باقی تھی۔ بلرام جی تمہارے پاس آئے۔ اور بھیم سین اور دریودھن کی لڑائی کا معائنہ کیا۔

# اُدھیائے (۶۹)

## سداماں جی کی کتھا

سداماں اور کرشن چندر شاندیپن گرو کے چیلے تھے۔ ان کا کچھ حال پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ سداماں غریب برہمن تھا۔ فاقوں سے گزرتی تھی۔ عیالدار بھی تھا۔ گو محتاج تھا۔ مگر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگنا اس کے مذہب میں ممنوع تھا۔ فاقے سے پڑا رہتا۔ مگر کسی سے بھیک نہ مانگتا۔ بڑا صابر وشاکر برہمن تھا۔ ایک روز سوشیلا (سداماں کی استری کا نام ہے) ملتجی ہوئی۔ دو روز ہو چکے۔ لڑکوں کے پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں گیا۔ تمکو تو سنتوکھ ہے۔ مگر بچے تو نہیں رہ سکتے۔

**سداماں**۔ پیاری کس کے پاس جاؤں۔ اور کس سے مانگوں۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔

**سوشیلا**۔ نوکری چاکری تو تم سے ہوتی نہیں۔ کرشن چندر کے پاس جاؤ۔ وہی تمہارے کفیل ہوں گے۔ تمہارا اور ان کا بچپن کا یارانہ ہے۔ ضرور پہچانتے ہوں گے۔

**سداماں**۔ اب وہ کرشن چندر نہیں رہے۔ ان کے ٹھاٹھ تو راجوں مہاراجوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے کیا جانیں۔ غریبوں مفلسوں کی کوئی یاد نہیں رکھتا غرض تم ضد کرتی ہو۔ تو جاتا ہوں۔ مگر ان سے کچھ سوال نہیں کروں گا

**سوشیلا**۔ سری کرشن چندر ترلوکی ناتھ ہیں۔ درشن ہوتے ہی ساری

کلفتیں دُور ہو جائیں گی۔ ریدھ سدھ پراپت ہو گی۔ کرشن چندر نارائن اوتار ہیں
ان کے درشن ہی دُرلبھ ہیں۔ تم جاؤ تو
سدا ماں۔ ہے پریہ! اگر ان کے درشنوں سے فیض یاب ہُوا۔ دولت مند
بھی ہو گیا۔ تو دولت ہونے سے مایا موہ میں دِل پھنس جاتا ہے۔ نارائن کی یاد مطلق
نہیں رہتی جنم اکارتھ ہو جاتا ہے۔ دُوسرے کرشن چندر تک میری رسائی کیونکر ہو
سکتی ہے۔ بھیک منگوں سے میرا حال بدتر ہے۔ دربان ان تک پہنچنے نہ دینگے
دُھتکار بتائیں گے۔ اگر گیا بھی تو خالی ہاتھ جانا اچھا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ پھٹے حال سے
کیا جاؤں۔ عزت گنوانا ہے۔
سوشیلا۔ تو کیا آپ وطن کے لالچ سے ان کے پاس جاتے ہیں۔ میں اس
واسطے نہیں بھیجتی۔ ان کے درشنوں ہی سے ساری قدورتیں جاتی رہیں گی۔
کسی طرح کی فکر نہ رہیگی۔
سداماں۔ میری تو وہی مثل ہے۔ کہ گرہ میں کوڑی نہیں گنگے والے ہوتا
کچھ سوغات بھی تو چاہیئے۔ کہ خالی ہاتھ جاؤں۔ سوشیلا ہمسایوں کی عورتوں سے کچھ
چاول لے آئی۔ سفید کپڑا تک نہ تھا۔ جس میں چاولوں کی پوٹلی باندھی جاتی ناچار
اپنی پھٹی پرانی دھوتی سے ایک چیتھڑا پھاڑا۔ اور چاول باندھ کر دیئے۔ وہ
لکڑی ٹیکتے ہوئے دُوارکا جی کی طرف ہُوا۔ دُوارکا پہنچتے ہی وہاں کے ٹھاٹھ باٹ
نرالے دیکھے۔ عجب گلزار شہر تھا۔ گلی گلی کٹورا کھنک رہا تھا۔ بازاروں کی چہل
پہل دیکھ کر سداماں کی آنکھیں کھل گئیں۔ ہر قصر الماس و یاقوت سے جڑا ہُوا یشم
و عقیق کے دروازے لال لب بہاکے گنبد جن میں سونے کی کڑیاں لگی ہُوئیں چاروں
طرف سمندر لہریں مار رہا ہے۔ بیکنٹھ بھی اس کے آگے شرماتا ہے۔
سداماں جی راج دربار میں پہنچے۔ اطلاع کرانی چاہی۔ دوارپال بولے۔
آپ چلے جائیں۔ برہمنوں کی روک نہیں ہے۔ اگر کرشن چندر محل میں ہوں گے
تو کوئی نہ کوئی دوارپال خود اِطلاع کر دیگا۔
جب سداماں جی سدھرماں سبھا کرشن چندر کی نشستگاہ کا نام سدھرماں
سبھا ہے) میں پہنچے۔ شیشہ آلات کی درستی جواہرات کے ڈھیر دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں

سداماں جی کو دیکھ کر ایک دوارپال کرشن چندر کے پاس گیا۔ اور قدم بوس ہو کر عرض پیرا ہوا۔

**دوارپال**۔ سرکار ایک برہمن آئے ہیں۔ مگر نہایت عجیب و غریب اور محتاج ہیں۔ پھٹی پرانی دھوتی پہنے چیتھڑے لٹکتے ہوئے۔ پیوند لگے ہوئے پاؤں میں جوتا تک نہیں۔ سر پر پگیا جس میں سینکڑوں پیوند ہیں۔ نہ معلوم کہاں سے رہنے آ گئے۔ حضور سے ملاقات ہو کی تمنا رکھتے ہیں۔ درشن چاہتے ہیں۔

کرشن چندر اور رکمنی جی میں چوسر بازی ہو رہی تھی۔ دوارپال سے سداماں نام سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بے تحاشا اٹھ دوڑے۔ دروازے پر آئے۔ مفلوک سداماں کرشن چندر کو دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑے۔ کرشن چندر نے اٹھایا۔ سینے سے لگایا۔ اور اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ جواہر نگار مسہری پر بٹھایا۔ اور رکمنی رانی سے بولے۔ سداماں جی کس مسافت سے تھک گئے ہیں۔ ناتھ پاؤں دھولے کو پانی لاؤ دوا سیو لیے سونے کے کلسیاں پانی بھر کر رکھ دیں۔ آپ چرن دھونے لگے۔ سری کرشن چندر چرن دھوتے تھے۔ اور سداماں پاؤں سمیٹ رہے تھے۔ جھجکتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہے میترا اتنے دنوں کہاں رہے۔ بہت دنوں بعد دیکھا۔ مزاج اچھا رہا۔ اتنے میں آٹھوں پٹ رانیاں بھی آ گئیں۔ کوئی غازہ (اوبٹن) مل رہی ہے۔ کسی نے تیل لگایا۔ کوئی نہلاتی ہے۔ سبھوں نے خوب مل کر سداماں جی کو نہلایا۔ نہانا دھونا سے فراغت پاتے ہی کھانا تناول فرمایا۔ الاچی پان دیے۔ پھولوں کے ہار دیئے۔ جواہر نگار مسہری پر آرام کرایا۔ کرشن چندر سداماں کے پاؤں داب رہے ہیں۔ آٹھوں پٹ رانیاں پنکھا جھل رہی ہیں۔ سداماں جی عجب کشمکش و پیچ میں ہیں۔ دل میں کہتے تھے۔ کرشن چندر کو دھوکا ہوا ہے۔ کسی اور کے شبہ میں میری تواضع ہو رہی ہے۔ کرشن چندر انتریامی ہیں۔ سداماں کے دل کی بات جان گئے۔ فرمایا۔ سداماں جی ہماری اور آپ کی صحبت کو مدتیں گذریں۔ زمانہ ہوا۔ کہ ملاقات نہیں ہوئی۔ شاید پہچان گرو کے

یہاں سے جب تحصیل علم سے فراغت پائی۔ آج تک ملاقات نہ آئی۔ آپ کی شادی تو تو اسی زمانہ میں ہو گئی تھی۔ کہئے بھابی جی کا مزاج تو اچھا ہے۔ ہمارے لئے کچھ سوغات نہیں بھیجی۔ سداماں جی سوغات کا نام سنتے ہی سٹ پٹاتے۔ بغل میں پوٹلی دبی تھی۔ سنبھالنے لگے۔ آپ نے جھٹ سے پوٹلی بغل سے نکال لی۔ کھول کر دیکھا۔ تو چانول تھے۔ ایک مٹھی چانول کا پھنکا لگایا۔ اور تعریف کرنے لگے۔ واہ وا کیا ذائقہ ہے۔ کیا سواد ہے۔ برادر جو شخص پریم سے پھول کی پنکھڑی میرے لئے ارپن کرتا ہے۔ اس سے میں بہت خوش ہوتا ہوں۔ اگر چھتیس بھوجن سے میرا بھوگ لگے۔ مگر پریم ہو۔ تو مجھے پسند نہیں۔ پھر دوسری مٹھی چانول کھاکر کہا۔ کہ ہے متر! چانولوں میں جیسا سواد ہے۔ ویسا ذائقہ یہاں کے بھوجنوں میں ہرگز نہیں۔ جو دھاتا میرے لئے جس محبت سے کھانا بناتی تھیں۔ اور میں جس ذائقے سے نوش کرتا تھا۔ آج تک ویسا بھوجن میسر نہ آیا۔ تمہارے چانولوں سے میرا پیٹ بھرا۔ تیسری مٹھی کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ کہ رکمنی جی نے کرشن چندر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا مہاراج بس کیجئے۔ دو مٹھی سے دو لوک کی دولت تو دیدی۔ اب تیسرے لوک کی بھی بسدھاوے دیجیئگا۔ تو دنیا بھوکوں مریگی

کرشن چندر۔ ناحق ہاتھ روکا۔ سداماں جی سے بڑھ کر میرا متر کوئی نہیں ہے۔ یہ میرے بڑے بھگت ہیں۔ گو کمانے کو پاس نہیں۔ مگر سنتے کھہ استقدر ہے۔ کہ فاقہ کشی گوارا ہے۔ مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں گے۔ اپنے دھرم پر قائم ہیں۔ اور میرا سمرن کیا کرتے ہیں۔ ایسا نظر ہوں۔ کہ ہزار گائیں روزانہ ہوتی ہیں مگر آج تک اس کے پاس ایک گئو تک نہیں بھیجی متر! مجھ سے آپ کی خدمت کچھ نہ ہو سکی۔

انہیں باتوں میں دو پہر رات گذر گئی۔ کرشن چندر نے اپنے پلنگ کے پاس سداماں جی کا چھپر کھٹ بچھوایا۔ رکمنی جی پاؤں دبانے لگی۔ کرشن بھگوان سداماں کی استری سوشیلا کا مقصد جانتے ہیں۔ کہ سداماں کو اسی لئے میرے پاس بھیجا۔ کچھ دولت ملے۔ مگر سداماں جی کو روپے کی کا منا نہیں۔ سداماں جی عیالدار ہیں۔ بچوں کی پرداخت بغیر روپے کے ہو نہیں سکتی۔ اور آج سے میرے متر بھی مشہور ہوئے ہیں۔ اس لئے سوشیلا اور سداماں کو استقدر دولت ملنا چاہئے۔ کہ کسی کے پاس دنیا میں نہ ہو۔ بسوکرماں جی کو اشارہ ہوا۔ کہ جاکر سداماں جی کے واسطے عمدہ محل بنا دو۔ تمام چیزیں ایک سے

سے ایک بڑھ کر محلوں میں تبدیل کر دو۔ داس داسیاں۔ ہاتھی۔ گھوڑے رتھ۔ پالکیاں نالکیاں غرض جملہ قسم کے سامان بہم ہو جائیں۔ نقد جنس اس قدر ہو۔ کہ شمار نہ ہو سکے بسوکرماں جی نے راتوں رات سب سامان لیس کر دیا۔ صبح ہوتے ہی سداماں اپنے مکان جانے کی اجازت مانگی۔ کرشن بھگوان نے روک لیا۔ تیسرے دن جب چلنے لگے۔ تو آپ کچھ دور تک پہنچا آئے۔ خالی خولی سداماں جی چلے جاتے ہیں۔ دل میں پیچ وتاب کھا رہے ہیں۔ دیکھو تو کرشن چندر نے خالی خولی رخصت کر دیا۔ ایک کوڑی ہاتھ پر نہ رکھی۔ سوشیلا منہ دیکھتی رہ جائیں گی۔ کیا جواب دوں گا۔ کرشن چندر نے بہت اچھا کیا۔ جو کچھ نہیں دیا۔ روپیہ ملتا۔ تو نارائن کے بھجن میں مگن ہوتا۔ انہیں الجھیڑوں میں گھر نزدیک آگیا۔ تو وہاں کا رنگ ہی دگرگوں سونے کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔ باغ۔ باولیاں۔ تالاب۔ حوض کنوئیں کھدے ہوئے ہیں۔ نہریں جاری ہیں۔ دروازے پر نقیب چوبدار۔ عصابردار کھڑے ہوئے ہیں۔ سپاہی پہرہ پر تعینات ہیں۔ اصطبل گھوڑوں سے بھرپور۔ فیلان کوہ تمثال سے فیلخانہ معمور گؤشالوں میں گائیں بھینس بندھی ہوئیں۔ سداماں جی کے ہوش جاتے رہے۔ سوچتے تھے حیف میری جھونپڑی کہاں گئی۔ شاید راستہ بھول گیا۔ ادھر آنکلا۔ سداماں جی جھونپڑی لیے ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ سوشیلا بام محل پر ان کا انتظار کھینچ رہی تھی۔ سداماں جی سامنے نظر پڑے۔ داسیوں کو بھیجا۔ کہ سداماں جی کو لے آئیں۔ داسیاں دوڑیں۔ اور سداماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا چلیے۔ سرکار اندر بلاتی ہیں۔ سداماں جی جھجکے۔ قدم آگے نہیں پڑتا۔ داسیاں اصرار کرتی ہیں۔ آپ کا ہی دولتخانہ ہے۔ آپ ڈرتے کیوں ہیں۔ سداماں جی اندر گئے۔ ہیرے اور جواہرات کے ڈھیر دکھائی دیئے۔ سوشیلا مرصع زیور پہنے۔ نفیس پوشاک زیب تن کئے۔ مسہری پر بیٹھی ہوئی ہے۔ سداماں جی کے آتے ہی سوشیلا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پابوسی کر کے سداماں جی کے قدم دھوئے۔ سنگھاسن پر بٹھایا۔ دیکھئے۔ کیسی کرشن چندر کی کرپا ہے۔ جو کچھ سامان دیکھ رہے ہو۔ انہیں کی بدولت ہے۔ جس دن تم دوارکا پہنچے۔ اسی دن اس کی قدرت کاملہ سے سارا سامان یہاں موجود ہو گیا۔ سوشیلا نے سداماں جی کو نہلایا پوشاک پہنائی۔ نفیس کھانے کھلوائے۔ کھانے سے فراغت پا کر سداماں جی اور سوشیلا بیٹھے ہوئے تھے

جی کی باتیں کر رہے ہیں۔ سوشیلا پوچھتی ہے۔ جب تم دوارکا پہنچے۔ کرشن چندر تمہارے
ساتھ کس طرح پیش آئے۔

سداماں جی نے ساری کیفیت بیان کی۔ چہرہ اُداس ہے۔ دل کی کلی
کھلتی نہیں دکھائی دیتی۔ سوشیلا چہرے کی افسردگی دیکھ کر سداماں جی سے پوچھتی
ہیں۔ مہاراج! آپ اُداس کیوں ہیں۔ کرشن چندر نے سکھ دیئے۔ کسی بات کا
دُکھ نہیں۔ مگر آپ غمگین ہو رہے ہیں۔ سبب کیا ہے۔ سداماں جی کہتے ہیں۔ پریا!
دولت و ثروت بڑی بلا ہے۔ اس کے پھیر میں پڑ کر نارائن کا بھجن نہیں ہو سکتا
تمہارے اصرار سے کرشن چندر کے پاس گیا۔ ان کے درشنوں سے میرا دل اسقدر
خوش ہوا۔ کہ وہ خوشی زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اُن کی پٹ رانیوں نے
میرے چرن دابے۔ انواع واقسام کے کھانے کھلوائے۔ کرشن چندر نے اس قدر
میری خدمت کی۔ بال بال میں اگر گویائی کی طاقت موجود ہو جائے۔ تو بھی بیان نہیں
ہو سکتا۔ جب رخصت ہوا۔ مجھے خیال آیا۔ کہ خالی ہاتھ واپس چلے۔ خدمت
تو اس قدر کی۔ لیکن کچھ دیا نہیں۔ اس کی کیا خبر تھی۔ کہ ردھ سدھ میرے گھر
میں پہنچ گئی ہیں۔ سداماں جی نے سب حال اظہار کر کے کرشن چندر کے مزاج
خلق مروت کی تعریف کی۔ ساری عمر کرشن چندر آنند کند کے دھیان میں سوشیلا
اور سداماں جی نے گذار دی۔ سانسارک سکھ اٹھا کر آخر کو بیکنٹھ میں پہنچ گئے

# اُدھیائے (۸۲)

# کرشن چندر کی نند اور جسودھا سے کرکشیتر میں ملاقات اور بسدیو جی کا جگ

بھیشم جی راجہ جدھشٹر سے کہہ رہے ہیں۔ کرشن چندر جسودھا اور گوپیوں
کی یاد میں اکثر بے چین ہو جاتے۔ ان کا دھیان کسی وقت نہ بھولتے۔ سوچ

گرہن پڑنے پر بسدیو اور دیوکی جی کو ساتھ لے کر کرکشیتر پہنچے۔ آٹھوں پٹ رانیاں بھی ساتھ ہیں۔ اگرسین بلرام جی اور بہت سے جادو بنسی اشنان کی غرض سے کرکشیتر آئے۔ کرکشیتر میں سورج گرہن پر اشنان کرنے کا بڑا مہاتم ہے۔ یہ استھان پراچین رشیوں کے وقت سے پاک گردانا جاتا ہے۔ پیشتر اس کا نام سمنتک پشتہ تھا۔ پرسرام جی نے بڑے بڑے چھتری راجاؤں کو اس مقام پر جنگ کر کے مارا تھا۔ اور ان کے خون سے ترپن کیا تھا۔ آپ کی پانڈوؤں کی لڑائی سے کرکشیتر مشہور ہوگیا ہے۔ سورج گرہن پر اشنان کرنے کا مہاتم ہے۔ کرشن چندر اور بسدیو تمام جادو بنسیوں کے ساتھ کرکشیتر میں آئے۔ سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیاں بھی ہمراہ تھیں۔ خیمے استادہ ہوئے۔ ڈیرے پڑ گئے۔ کئی کوس میں جادو بنسیوں کے ڈیرے تھے۔ نند جسودھا اور تمام برج کی گوپیاں اور گوال بال نند گاؤں اور برج باسی بھی کرکشیتر میں اشنان کے واسطے جمع ہوئے۔ کرشن چندر کی خبر نند جسودھا اور گوپیوں نے مہاراج کے خیمے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس وقت جو خوشی کرشن چندر کو تھی۔ بیان سے باہر ہے۔ لوگ پوچھتے تھے۔ کہ آج آپ کے چہرے پر عجب بشاشت برس رہی ہے۔ چہرہ پھول کی طرح کھلا جاتا ہے۔ باعث کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے بچپن کے پتا ماتا نند اور جسودھا آئے ہیں۔ ان کے دیکھنے کو دل بے قابو ہو رہا ہے۔ راجہ اگرسین نے برج باسیوں کو بڑی عزت سے لیا۔ کرشن چندر دوڑ کر نند جی کے قدموں پر گر پڑے۔ انہوں نے چھاتی سے لگا لیا۔ اسی طرح بلرام جی کو جسودھا جی نے رخساروں پہ بوسہ دیا۔ اور سینے سے لگایا۔ مادری محبت نے ایسا جوش دکھایا۔ کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کہتی تھیں۔ پیارے گھنیا۔ تم نے اسقدر بھلا دیا۔ کہ متھرا جاکر خبر بھی نہ لی۔ یہ کہہ کر رونے لگیں۔ چھاتی بھر آئی۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ سری کرشن چندر جی نے جسودھا کے قدم پکڑ لئے۔ ہاتھ جوڑ کر بولے۔ ہے ماتا۔ کیا کہوں۔ جب سے میں آپ سے جدا ہوا۔ کوئی گھڑی چین نہیں ملتی۔ نہ جی بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے میں سواد نہیں۔ جو لطف بندرابن میں حاصل تھا۔ اب وہ میسر نہیں آسکتا ہے۔ ماتا میں آپ ہی کا ہوں۔ جہاں رہوں گا۔ آپ ہی کا کہلاؤں گا۔ ادھر بسدیو جی تمام برج باسیوں

سے ملاقاتی ہوئے۔ مصافحہ کیا۔ کرشن چندر جسودھا جی سے بلکہ ہر ایک برجباسی کے پاس گئے۔ اور سب کو اپنے ڈیرے پر لاکر ٹھیرایا۔ رادھکا جی کے دیکھنے کی ہوس سب رانیوں کو تھی۔ رادھکا جی کی خوبصورتی دیکھ کر سب خوش ہو گئیں ایک دوسرے سے کہتی تھی۔ ایسا جمال ایسا حسن تو آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ کرشن چندر کی آٹھوں رانیاں رکمنی وغیرہ کو اپنے حسن عالم سوز پر بہت ناز تھا۔ جب سری رادھکا جی سے ملیں۔ تو ان کے حسن کی روشنی رادھکا جی کے جمال کے آگے پھیکی پڑ گئی۔ دیوکی جی کی زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ رادھکا سی ماہ وش عورت کرشن چندر سے کیونکر چھوڑی گئی۔ رکمنی نے زیور سے سری رادھکا جی کا سنگار کیا۔ اور نہایت محبت اور وفاداری سے اپنے پاس رکھا۔ کرشن چندر جب سب سے مل چکے۔ اپنی گوپیوں کو دیکھنے گئے۔ ایک ایک کا نام لیکر سب کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ گوپیں مہاراج کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہیں جس طرح کوئی بچھڑا ہوا مدت کے بعد ملے۔ پھر سبھوں کی دعوت تواضع ہوئی نند جی اور برجباسی لوگ ایک پنگت میں بیٹھے۔ اور گوپیوں کی پنگت علیحدہ بٹھا کر چھتیس طرح کے مزیدار پروسے گئے۔ بسدیو جی نے نند جی اور دیوکی جی جسودھا جی سے محبت بھری باتیں کیں۔ تمہارے احسان سے سر اونچا نہیں ہوتا۔ کوئی ایسا اپکار کرنے والا پرتھی نہ ہوگا۔ جیسا تم نے ہمارے ساتھ کیا۔ وہ وقت نہیں بھولتا۔ جب کمبخت کنس نے ہمیں قید میں ڈال دیا۔ بیڑیاں پہنائیں۔ اس وقت کرشن چندر کی پرداخت قید خانے میں بہت مشکل تھی۔ تم ایسے تھے۔ کہ ہمارے اوپر دیا کرکے کرشن چندر کو پالا۔ ہم کبھی آپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ جسودھا نے جواب دیا۔ ہم تو کرشن چندر کے دایہ دودھ پلانے والے ہیں۔ پالنے کی محبت بہت ہوتی ہے۔ کلیجے میں ہوک اٹھتی ہے۔ جب تک نہ دیکھتے تھے۔ چین نہیں پڑتا تھا۔ اب تو برسیں گذر گئیں۔ موہنی مورت سپنے میں بھی نہیں دکھائی دیتی۔ گوپیاں بولیں۔ آپ کاہے کو یاد کریں۔ سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیوں سے دل بہلائیں۔ کہ ہماری یاد کریں۔ دوسری نے کہا۔ کیوں برندابن بہاری یہ گھوڑے اور ہاتھی تیرے ہی ہیں۔ یا کسی سے مانگ

لاتے ہو۔ تو تیسری بولی۔ اے گوپی ناتھ۔ وہ سب باتیں بھول گئے۔ جب گھر گھر دہی مکھن چراتے پھرتے تھے۔ گوپیوں سے دان لیتے تھے۔ آپ تو راجاؤں سے بھی بڑھ گئے۔ چوتھی کہتی ہے۔ لال آپ سا بے مروت دنیا میں کوئی نہ ہو گا۔ محبت تو چھو نہیں گئی۔ ہم سب گوپیاں تمہاری الفت میں پھنس گئیں۔ کم بخت دل کا بُرا ہو۔ جو نگوڑا تمہاری محبت میں پھنسا ہوا ہے۔ تم نے جب سے ہم کو چھوڑا۔ خبر بھی نہ لی۔ پانچویں بولی۔ کیوں نند لال ہم سے تو دان لیتے تھے کیا راجاؤں سے بھی مانگتے ہو۔ مانگ مانگ کر یہ ثروت حاصل کی ہے۔ اس طرح کئی باتیں ہوتی رہیں۔ کرشن چندر نے جواب دیا۔ تم جان سے بھی بڑھ کر پیاری ہو تمہاری محبت کہیں بھول سکتی ہے۔ بچپن تمہارے ساتھ رہ کر گزرا۔ جو آنند برج میں ملا ہے۔ دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ جب سے برنداین چھوٹا ہے۔ ایک گھڑی چین نہیں ملا۔ بڑے بڑے راجاؤں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کنس۔ جراسندھ دنت بکر بانا سر وغیرہ راچھسوں نے وہ زور باندھا تھا کہ خلقت عاجز تھی۔ جب ان سے نجات ہوئی۔ مہابھارت ہوا۔ دل ہی تھا کہ تمہارے دیدار کروں سورج گرہن پڑا۔ موقعہ غنیمت سمجھا۔ تمہارے دیکھنے کو یہاں آیا۔ یہ تو معلوم تھا۔ تم لوگ بھی اس پر کرکھیتر اشنان کرنے آؤ گی۔ پیاری معاف کرو گی تمہاری شکایت بجا ہے۔ فرصت نہیں ملی۔ اس لئے تمہارے پاس نہیں آیا۔ اُودھو جی کو اس لئے بھیجا تھا۔ کہ تم مجھ کو ہر جگہ موجود جانو۔ مجھ میں دل لگاؤ۔ میں ہر وقت تمہارے پاس ہوں۔ علیحدہ نہیں۔ برج مجھے بیکنٹھ سے بڑھ کر ہے۔ گوپیوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ اُدھو جی گیان سکھانے آئے تھے۔ اس وقت تو بُرا معلوم ہوا۔ مگر اب پھل مل گیا۔ تمہاری یاد ہر وقت رہتی ہے۔ اسی سے ارتھ دھرم کام موکش چاروں پدارتھ مل گئے۔ تمہاری درشن جو رکھیشروں کو بھی دُرلبھ ہیں۔ سالہا سال تپ کرتے ہیں مگر آپ کی موہنی صورت دھیان میں نہیں آتی۔ اب ہم آپ سے یہی بردان مانگتی ہیں کہ آپ کی بھگتی ہو۔ اور آپ کے چرنوں میں ہر وقت دھیان لگا رہے۔ کرشن چندر نے بردان دیا۔ میں تمہارا ہوں۔ اور تم سب میرا من ہو۔ یہ کہکر رادھا جی کے پاس گئے۔ اور پریم اور محبت کی باتیں ہونے لگیں۔

# اَدھیائے (۱۸)

## گوپیوں کا پریم

کرشن چندر کی پٹ رانیوں کو اس بات کا غرور تھا۔ کہ ہمارے برابر نہ تو گوپیوں میں حُسن ہے۔ نہ ہماری طرح محبت ہوگی۔ برج بالائیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ پٹ رانیاں جمع ہیں۔ پیار اور محبت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اپنی اپنی کہہ رہی ہیں۔ کہ ہمارے برابر کرشن چندر کی محبت کسی کو نہیں۔ کرشن چندر نے کہا۔ جن کو مجھ سے پریم ہے۔ ان کے ہردے میں میرا باس ہے۔ رانیوں نے آنچل اٹھا کر اپنی چھاتیاں دیکھیں۔ کوئی نشان نہ پایا۔ اور گوپیوں کے ہردے پر نظر ڈالی تو پہلے سے آپ کی صورت دکھائی دی۔ آپ کہنے لگے۔ دیکھو۔ سچا پریم یہی ہے۔ جو برج بالا مجھ سے رکھتی ہیں۔ اتنی محبت کسی کو نہیں ہے۔ سب برج برندابن بہاری کی محبت میں مگن ہو کر پریم سے ان کی استتی کرنے لگیں۔ جدو بنسی لوگ دیکھ رہے تھے۔ کہ گوپیاں کس قدر پریت سری کرشن چندر سے رکھتی ہیں۔ اور سب رانیاں ان کے پریم کی تعریف کرنے لگیں۔ اور ان کے چاروں طرف بیٹھ کر کہا کہ کرشن چندر کے بال لیلا کا حال ہم لوگوں کو سناؤ۔ اور انہوں نے بہت سا چرتر کرشن چندر کا پٹ رانیوں کو جو کہ کرشن چندر نے برندابن میں کیا تھا۔ سنایا۔ سب پٹ رانیاں پوتنا۔ اگھاسر۔ بکاسر وغیرہ راچھسوں کے مرنے کی سرگذشت اور راس لیلا اور دودھ دہی کے دان کے حالات سُن کر مگن ہو گئیں۔ دروپدی اور رکمنی جی آپس میں باتیں کر رہی ہیں۔ اور کرشن چند۔ پانڈووں سے برجباسیوں کا پریم بکھان کر رہے ہیں۔ راجہ دھرتراشٹر نے اگرسین اور بسدیو جی سے مہابھارت کی لڑائی سنائی۔ کُنتی جی نے کرشن چندر سے ملکر اپنے بیٹوں کا حال کہا۔ اتنے میں نارد ویاس جی بسوامتر دیول چیون۔ سنتیانند کپلا دیو ارن گوتم بششٹ بھرگ آتری۔ مارکنڈے انگست پاراشر پرسرام وغیرہ رشی گن مہاراج کے درشنوں کو آئے۔ کرشن چند نے عزت سے بٹھایا۔ اور پوجا کی۔ نارد جی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ مہاراج! آپ کے چرنوں

کی بھگتی چاہتے ہیں۔ آپ کے درشن تو شیو۔ برہما وک دیوتاؤں کو مشکل ہیں۔ آپ کے بھیدوں تک عقل رسائی نہیں کر سکتی۔ آپ کے روئیں روئیں میں لاتعداد برہمانڈ ہیں۔ آپ کے اشارے سے کل کائنات پیدا ہو کر ناش کو پراپت ہوتی ہے۔ جب راچھس دیت ہری بھگتوں کو گزند دیتے ہیں۔ آپ اوتار دھارن کر کے پرتھوی کا بھار اُتارتے ہیں۔ پھر بسدیو جی سے بولے۔ کیا تم انہیں اپنا پتر سمجھتے ہیں۔ مایا موہ سے نہیں چھوٹے۔ یہ سب دیوتاؤں کے پتامہ ہیں۔ دُنیا انہیں سے پیدا ہوئی۔ اور انہیں میں لیست ہو جائے گی۔ آپ ایشور ہیں۔ ان کی بھگتی سے آخرت سنبھالو۔ بسدیو جی نے کہا۔ اب تک ہم نے نہیں پہچانا تھا۔ ہے ایشور! ایسا گیان دو۔ اور ایسی تدبیر بتلاؤ۔ کہ پرماتما میں دھیان لگے۔ رشیوں نے کہا۔ آپ کورکشیتر میں جگ کریں۔ اور اس کا پھل کرشن ارپن کر دیں۔ بسدیو جی نے رشیوں کی ہدایت سے جگ کیا۔ کرشن چندر کی مہماں سے سب دیوتاؤں نے اگن کنڈ سے نکل کر اپنا بھاگ لے لیا۔ جگ سمپورن ہوا۔ دکشنا دی منیشروں کو بھوجن کرا کے رخصت کیا۔ کچھ دنوں بعد کرشن چندر نے دوارکا کا قصد کیا تھا۔ اور جسودھا جی کو بہت دُکھ ہوا۔ گوپیاں اور رادھا جی چاہتی تھیں۔ کہ کرشن چندر کی ہمراہی میں دوارکا جائیں۔ مگر آپ نے سمجھا بجھا کر سب کو زبردستی رخصت کیا۔ برجباسیوں کو سونا اور جواہرات عطا فرمایا۔ نند اور جسودھا جی کو بہت سا قیمتی اسباب ہاتھی گھوڑے رتھ پالکی وغیرہ دے کر برندابن بھیجا۔ اور خود دونوں بھائی پیادہ پا کچھ دُور تک برج باسیوں کو پہنچانے گئے۔ پھر جدوبنسیوں کے ساتھ خود بدولت بھی دوارکا کی جانب تشریف لے گئے۔

## اُدھیائے (۲)

## مُردہ لڑکوں کے لئے دیوکی جی کا اصرار۔ اور راجہ بَل کے پاس کرشن چندر کی روانگی

بھیشم جی سلسلہ جنبانی فرماتے ہیں۔ کہ ایک شیام سندر حسب معمول اپنے پتا بسدیو جی کی قدم بوسی کے لئے گئے۔ بسدیو جی سے رہا نہ گیا۔ مادھری مورت دیکھتے ہی چرن پکڑ لئے۔ کرشن چندر بولے۔ پتا جی۔ یہ کیا کانٹوں میں مجھے کیوں گھسیٹتے ہیں۔ قدم چھونا میرا حق ہے۔ نہ آپ میرے پاؤں چھوتے ہیں۔

**بسدیو جی**۔ آجتک مایا موہ کے جنجال میں پھنسا ہوا تھا۔ گیان ورشٹی نہ تھی۔ آپ کو پہچانا نہیں۔ رشیوں کی بڑی کرپا ہوئی۔ کہ مجھے گیان دیا۔ آپ ساکشات پرمیشور کا اوتار ہیں۔ تمہارے چرتر سننے والے بھوساگر سے پار اتر جاتے ہیں۔ نہ کہ ہر وقت جس کو بھگوت کے درشن ہوں۔ وہ مایا موہ میں پھنسا رہے۔ ابھی تک تو میں آپ کو اپنا بیٹا جانتا تھا۔ اب دیدہ باطن سے دیکھا۔ تو فی الحقیقت نرنکار روپ سامنے پرکاش کر رہا ہے۔ آپ تو برہما کے بھی پتا اور پتامہ ہیں۔ چار دانگ عالم میں آپ ہی کا پرتو ہے۔ آپ ہی کا نور برس رہا ہے۔ آپ گھٹ گھٹ باسی نیک وبد کو جاننے والے ہیں۔

**کرشن چندر**۔ بیشک! اب آپ کو گیان ہوا۔ جگت کا کرتا دھرتا میں ہوں۔ سب سے علیحدہ اور سب میں میرا پرکاش ہے۔ گیان ورشٹی ہونے سے مایا موہ کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔

یہ کہکر کرشن چندر بھگوان اپنی ماتا دیوکی کی خدمت میں آئے۔ اور کہا ماتا آپ کے قرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ آپ کی جو اچھیا ہو مانگئے۔

**دیوکی جی**۔ (ہاتھ جوڑ کر) تم دونو بھائی ساکشات نارائن ہو۔ تمہارے درشن سے دنیا کے بد اعمال جل جاتے ہیں۔ بیٹا! مجھے اپنے چھ بالکوں کا از حد رنج ہے۔ آہ کنس دشٹ نے چھ مار ڈالے۔ جس طرح تم شاندیپن گورو کے لڑکے کو اس کی ماتا کے کہنے سے لائے تھے۔ میرے بھی تیر مجھے لاکر دکھا دو۔

ماتا کی باتیں سنکر شیام اور بلرام راجہ بل کے یہاں سوتل لوک میں گئے۔ راجہ بل دونوں بھائیوں کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ہے نارائن۔ میرے بھاگ دھن ہیں۔ جو آپ نے تکلیف گوارا کرکے درشن دیئے یہ کہکر شیام اور بلرام جی کے چرن دھوکر چرنامت لیا۔ اور جڑاؤ سنگھاسن پر بٹھا

کر مہاراج کی پوجا کی۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ چندن لگا کر دھوپ دیپ آرتی اتاری۔

**کرشن چندر**۔ راجہ بل تم جانتے ہو۔ کہ مرتیچ رشی کے چھ لڑکوں نے برہما جی کی حکم عدولی کی تھی۔ برہما نے سراپ دیدیا تھا۔ کہ راچھس جون میں جنم لو وہی بالک پہلے ہرنا کس اور ہرن کشیپ کے یہاں پیدا ہوئے۔ اور مارے گئے پھر دیوکی کے بطن سے جنم لے کر کنس کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ اب وہی پاتال تمہارے یہاں پیدا ہوئے ہیں۔ دیوکی جی چاہتی ہیں۔ کہ میں ان لڑکوں کو دیکھوں۔ تم ہمارے ساتھ کر دو۔

راجہ بل نے تعمیل ارشاد کی بُلا کر سامنے کھڑا کر دیا۔ کرشن چندر اور بلرام جی بالکوں کو لئے ہوئے دیوکی ماتا کے پاس آئے۔ دیوکی جی ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اور شیام و بلرام پر یقین ہوگیا۔ کہ فی الحقیقت آپ ایشور روپ ہیں۔ ان بالکوں نے اپنی پُورب جنم کی کتھا سنا کر دیوکی اور بسدیو جی کو گیان اپدیش کیا۔ اور دیولوک کو گئے۔

## ادھیائے (۳۵)

## کرشن چندر کی بیاہ

بھیشم جی بکتے سرا ہیں۔ کہ کرشن چندر بھگوان نے جہاں بہت سی لیلائیں دکھائیں۔ وہاں آپ نے تپ بھی کیا ہے۔ دیورشی نارد جی کی زبانی سنا ہے۔ جب آٹھ پٹ رانیوں اور سولہ ہزار ایک سو رانیوں سے آپ بیاہ کر چکے۔ تو اُترا کھنڈ میں تیرتھ یاترا کرنے کی ٹھانی سب سے پہلے اندرپرست میں پانڈوؤں سے مل کر کشیتر کے پھر ہردوار پہنچے۔ اور کنکھل وغیرہ تیرتھوں میں اشنان کر کے رشی کیش پریاگ کدارناتھ کے درشن کئے۔ وہاں سے بدری ناتھ کو گئے۔ آپ نے سوچا۔ کہ نرنارائن روپ سے ہم نے سنساری آدمیوں کو جوگ سکھلایا۔ سری رام اوتار میں بھی

چودہ برس جنگل میں عبادت کی۔ اب اس کرشن روپ میں بھی تپ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آپ بدرکا آشرم میں تپ کرنے لگے۔ بہت بڑا تپ کیا۔ آپ کے درشنوں کو اندر۔ برن۔ جم۔ کوبیر وغیرہ دیوتے آتے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کو عین عبادت میں خیال ہوا۔ کہ ہمارے خاندان میں مجھ ساخوبصورت اور بہادر لڑکا پیدا ہو۔ اس خیال کے ہوتے ہی شیو جی نے درشن دیئے۔ اور دعا دی۔ کہ آپ کے کل میں ایسا سوبیر لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تینوں لوک میں اچھا ہوگا۔ صورت سیرت میں آپ کا ثانی ہوگا۔ یہ لڑکا کامدیو کا اوتار ہوگا۔ کامدیو کو تو میں نے اپنی تیسری آنکھ سے جلاکر بھسم کر دیا۔ مگر رتی اس کی استری کے آہ وبکا سے دل میں رحم آیا۔ لہذا بردان کے بموجب کامدیو آپ کے یہاں پیدا ہوکر پردمن نام سے موسوم ہوگا۔

شیو جی بردان دے کر چلے گئے۔ اور نارد۔ وید بیاس۔ دیول وغیرہ رشی آپ کے درشنوں کی خاطر وہاں آئے۔ اور کہا۔ کہ آپ کا تپ سمپورن ہوگیا۔ اب آپ گھر کو جائیں۔ سری کرشن وہاں سے دوارکا آئے۔ اور پردمن جی کی ولادت ہوئی۔ پھر کرشن چندر کی اسقدر اولادیں ہوئیں۔ کہ تین کروڑ ۸۸ ہزار برہمن جن کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ آپ کی طرح آپ کی وہ کل اولاد بھی جسارت اور دلیری میں یگانہ تھی۔ خلق مروت تو جدوبنسیوں کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس وقت کرشن چندر کے راج کے مقابل دلو کوئی راجہ ہے۔ اور نہ اتنی ثروت کسی کو حاصل ہے۔ آپ نے جاسندھ۔ سسپال کنس وغیرہ بڑے بڑے پراکرمی راجوں کو نیچا دکھایا۔ پھر مہابھارت میں ۱۸ اکشونی فوج کا ناش کیا۔ آپ کا اقبال تینوں لوک میں آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ اندر وغیرہ دیوتے بھی آپ کی برابری نہیں کر سکتے۔ آپ شیو جی کے پرم بھگت ہیں۔ جادوبنسی لوگ شیو جی ہی کے اپاسک ہیں۔ اسی وجہ سے جدوبنسی شیو جی کی کل میں خیال کئے جاتے ہیں۔ ارجن کو گیتا اپدیش کرکے بیراٹ روپ کا درشن دکھایا۔ آپ نے اودھو جی کو بھی گیان اپدیش کیا۔ یہ باتیں سوائے نارائن کے کسی میں نہیں۔ آدمی میں اتنی قدرت کہاں۔ جو کرسکے دیوتاؤں سے تو ہونا مشکل ہے۔

# اُدّھیائے (۹۶)

## کرشن مہماں

بھیشم جی۔ کرشن بھگوان کی مہماں کہاں تک بیان ہو۔ شیش جی تو ہزار زبانوں سے آپ کے گن گاتے ہیں۔ اور پھر بھی وار نہیں پاتے۔ بچپن میں جب آپ جسودھا کے یہاں پال پلا کر رہے تھے۔ ایک دن لڑکوں کی طرح آپ نے مٹی کھائی۔ جسودھا جی کو خبر ہوئی۔ اور آپ کے منہ پر پیار سے دو تھپکیاں لگائیں۔ آپ نے منہ کھول دیا۔ جسودھا جی دیکھتی ہیں۔ کہ اندر۔ برن جم کوبیر چاروں لوکپال اور بہت سے دیوتے کھڑے ہوئے آپ کی استتی کر رہے ہیں۔ جسودھا نے یہ حال دیکھ کر خیال کیا۔ کہ کنھیا بشن بھگوان کا اوتار ہے پیشتر بھی کسی وقت ایسا ہی حال دیکھا تھا۔ آپ نے پھر مایا پھیلا دی۔ اور جسودھا جی مایا موہ میں لپٹ ہو گئیں۔ کرشن چندر کو اپنا بالک خیال کرنے آپ کی ماتا دیوکی جی کی ادتی نے روپ اور بسدیو جی کشیپ کے روپ اور بسدیو جی کشپ کے روپ سے پرتھی پر پیدا ہوئے۔ کسی وقت میں کشپ اور ادتی نے بڑا بھاری تپ کیا تھا۔ اور یہ بردان مانگا تھا۔ کہ آپ ہی کی طرح کا بالک پیدا ہو۔ بشن بھگوان ان کی بھگتی سے خوش ہو گئے۔ بولے۔ میری طرح تو دوسرا اور کوئی نہ ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم ہی تمہارے یہاں جنم لیں گے۔ ادھر پرتھوی پر بڑے بڑے ابھمانی راجے پیدا ہو گئے۔ ادھرم ہونے لگا۔ یہی وجہ آپ کے اوتار دھارن کرنے کی ہیں۔ چنانچہ آپ نے کرشن روپ سے کنس جراسندھ سسپال وغیرہ ادھرمی راجوں کو مار کر پرتھوی کا بوجھ اتارا۔ ادتی ماتا کے کانوں کے کنڈل نرکاسر دیت پراگ جیوتش پور میں چرا لے گیا۔ یہ کنڈل دیوتاؤں نے دیئے تھے۔ دنیا میں بڑے سے بڑے راجاؤں کو بھی میسر نہیں۔ وہی کنڈل بانا سر راچھس سے جیت کر کرشن چندر

نے اپنی ماتا دیوکی کی نذر کئے۔ کرشن بھگوان لیلا پرشوتم اوتار ہیں۔ آپ سے جو باتیں ہوئیں۔ وہ دیوتوں اور رشیوں سے بھی نہیں ہو سکتیں۔ آپ کی پربھوتائی دیکھ کر سنساری آدمیوں نے ساکشات بشن روپ سمجھا۔ ارجن اور اودھو کو گیان دیا۔ ویسا ہی اُپدیش کیا۔ سنسار کا سُکھ ویسا ہی ہوگا۔ ہے راجہ! میں کم تھوڑی عقل والا آدمی بھلا نارائن جی کے گن پہچان سکتا ہوں۔ جو کچھ دید بیاس نارد رشی سے سُنا۔ اس کا عشر عشیر بھی تو کہنے کا زبان میں یارا نہیں۔ جو مہاتما ہزاروں برس تپ ریاضت کرتے ہیں۔ آپ کی مہان نہیں جان سکتے۔ اب آخر وقت ہے۔ موت کے دن قریب آ گئے۔ کرشن چندر بھگوان ہی کے دھیان اور سمرن میں ہماری روح جسم خاکی سے رہائی پا جاتے۔ تو بڑے بھاگ ہیں۔ ہے راجن! درجودھن بڑا مندست تھا۔ اپنے سوا کسی کو کچھ نہ سمجھتا۔ اُسے گھمنڈ تھا۔ کہ بھیشم جی درونا آچارج۔ کرپاچارج۔ کرن۔ دوشاسن ایسے بلوان مہارتھیوں سے بھلا پانڈو جیت سکتے ہیں۔ اس کے خیال میں سوائے بھیم سین کے پانڈوؤں میں کوئی طاقتور نہ تھا۔ وہ سمجھانے پر بار بار کہا کرتا۔ کہ ہماری طرف کیسے سورما بہادر ہیں۔ جن سے آدمی تو کیا۔ دیوتے سامنا نہیں کر سکتے۔ تو پانڈو کس کھیت کی مولی ہیں۔ درجودھن کرشن چندر کی مہان سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ آپ تری لوکی ناتھ ہیں۔ جو کچھ چاہیں گے ہوگا۔ سُننے میں آیا ہے۔ ران شکستہ درجودھن مرنے سے کچھ دیر پہلے کرشن چندر کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمے زبان سے نکال بیٹھا۔ مگر بعد کو پچھتایا بھی۔ اے بیٹا! بے شعور بے عقل۔ احمقوں کا یہی دستور ہے۔ تم پانچوں بھائی باوجودیکہ کرشن چندر کی مہان جانتے ہو۔ پھر بھی میری نصیحت ہے۔ کہ تم لوگ سری مہاراج کی خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرنا۔ یہی سنسار کے پیدا کرنے اور پالنے والے ہیں۔ جو لوگ کرشن بھگوان کی کتھا سُنتے سُناتے ہیں۔ وہ سنساری مایا موہ سے چھوٹ جاتے ہیں۔

---

# ادھیائے (۵)

## گج اور گراہ کی لڑائی

راجہ جدھشٹر نے دریافت کیا۔ کہ پتامہ جی! کرشن بھگوان نے کیونکر گج کو گراہ سے بچایا۔

**بھیشم پتامہ جی**۔ ہری بھگوان کی کتھاؤں سے تم کو بڑا سنیہ ہے ہری بھگوان تم کو موکش پدوی دیں گے۔ یہ کتھا شونک جی کی زبانی اس طرح سننے میں آئی ہے۔ گجیندرا استوتر بڑا سکھ دایک ہے۔ اس کے سننے والے گناہوں سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اوم نمو نارائن ائیمہ یہ ایک منتر ہے۔ جس کے پڑھنے اور پاٹھ کرنے سے مقصد بر آتے ہیں۔ سمیر پربت سے چھوٹا کوتال چل پربت چھیر ساگر کے قریب واقع ہے۔ اس پر دیوتاؤں اور گندھربوں کا مسکن ہے۔ کنّر جکش وغیرہ روزانہ سیر کیا کرتے ہیں۔ شیر اور ہاتھیوں کا اسی پہاڑ پر استھان ہے۔ دیب سد۔ بائل۔ کدمب نیب چندن اگر چمپک شالی۔ تال وغیرہ درختوں کے ذخیرے ہیں۔ ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چل رہی ہے۔ ہرن چوکڑیاں بھرتے ہیں۔ مور اور چکور کی مست اور دلفریب آوازوں سے کلیجہ کھچا جاتا ہے۔ اسی کی چوٹی پر سوریج نارائن دم لیتے ہیں یہ پربت سونے کی طرح چمکنے والا سُرگ میں ہے۔ دوسرا اس کے مقابل میں ایک پہاڑ اور ہے۔ جو چاندی کی طرح چمک رہا ہے۔ نیلم یاقوت۔ لال عقیق۔ زمرد وغیرہ جواہرات کی کانیں ہیں۔ برف سے اس کی چوٹی ہمیشہ ڈھکی رہتی ہے۔ اور چندرماں اسی پر نواس کرتا ہے۔ تیسری چوٹی جس کا نام پدم راگا ہے۔ ان دونوں پہاڑوں سے کہیں بلند ہے۔ برہما نے اس پر تپ کیا تھا۔ پاپی جھوٹ بولنے والے حریص اور حسدی لوگوں کو یہ پہاڑ نظر نہیں آسکتا۔ اسی پہاڑ پر ایک عمیق تالاب ہے۔ جس میں کنولوں کے پھولوں پر بھنورے گونج رہے ہیں۔ کہیں کوئل کوکتی ہے۔ کہیں پپیہا پی پی۔ کہاں پی کہاں پی دھن لگا رہا ہے۔ تالاب

کاپانی نہایت شیریں آب حیات کو مات کرتا ہے۔ اس تالاب میں ایک قوی ہیکل اور گرانڈیل گراہ رہتا ہے۔ جس کی ہیبت سے کوئی جانور اس تالاب میں پانی پینے نہ جاتا۔ جس کی طاقت کے آگے ہاتھیوں کی بھی قوت کچھ کام نہ کرتی تھی۔ اتفاق سے ایک گجیندر کئی ہاتھیوں کے ساتھ اس مقام پر بہار کر رہا تھا۔ ہاتھی پیاسا ہوا تالاب پر آیا۔ اور پانی پینے لگا۔ گراہ تاک ہی میں تھا۔ گجیندر کا پاؤں پکڑ لیا۔ دونو میں زور آزمائی ہونے لگی۔ ہاتھی بھی کچھ کم نہ تھا۔ دس ہزار ہاتھیوں پر اکیلا بھاری تھا۔ اس طاقت پر بھی گراہ کے گجیندر کو اس زور سے ٹکر مارتا۔ کہ گجیندر منہ کے بل گر پڑتا۔ اس کشمکش میں دس ہزار برس لڑتے لڑتے گزر گئے۔ ایک بھی غالب نہ آیا۔ مگر ہاتھی تھک چکا تھا۔ مایوس ہو گیا۔ جانتا تھا۔ کہ اس موذی کے منہ سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ چاروں طرف نگاہ کی۔ کوئی غمگسار نظر نہ آیا۔ جو اس مصیبت میں کام آتا۔ کیا کرے۔ کچھ بنائے نہیں بنتی۔ اسوقت پرماتما ہری کا دھیان کیا۔ مہاپربھو ہے اہناشی ہے۔ دینڈیال آپ ہی کا سہارا ہے۔ بے بھگت وتسل باسدیو دیناناتھ اِس موذی سے کیونکر رہائی ہو۔ جان بچتی نظر نہیں آتی۔ ہے دینا بندھو ہے گوبند۔ اب کیا جان ہی دیدوں۔ ضعیف ہو گیا ہوں۔ طاقت ذرا بھی نہیں رہی۔ کہ اس مصیبت سے چھٹکارا ہو۔ ہے مادھو! آپ کے ذرا سے اشارے میں اس بلائے بیدرمان سے نجات پاؤں گا۔ اور عمر بھر آپ کے گن گاؤں گا۔ آپ بسو ناتھ ہیں۔ جن کے چار ہاتھ ہیں۔ آپ کی چار بھجائیں تین لوک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ فرق مبارک برہم لوک ہے۔ سورج چاند آنکھیں ہیں۔ چرن پاتال میں ہیں۔ آپ بشن بھگوان ہیں۔ گرڑ سواری میں ہے۔ آپ بھگت کے بس ہیں۔ آپ کو نمسکار ہے۔ آپ نے برہما کو پیدا کر کے سرشٹی کو اُتپن کیا۔ بھگتوں کی سہائتا کے لئے سری رام اوتار دھارن کیا۔ اور راون کنبھ کرن بڑے بڑے سورمیروں کو مار کر پرتھی کا بھار اتارا۔ گجیندر نے خلوص دل سے مناجات کر کے ایک کنول کا پھول سونڈ سے توڑ کر کرشن ارپن کیا۔ اسوقت یہی کرشن چندر مہاراج جو موہنی روپ دھارن کئے تمہارے سامنے رونق افروز ہیں۔ گرڑ پر سوار ہو کر آئے۔ اور گراہ کا سر سدرشن چکر سے کاٹ کر گجیندر کو بچا لیا۔ بھیشم جی کہتے ہیں۔ اسی طرح سے مصیبت

کے وقت بھگتوں کے آڑے آگئے ہیں۔ جدھشٹر نے پوچھا۔ یہ دونوں کون تھے۔
بھیشم جی بولے۔ کہ یہ دونو گجیندر اور گراہ پُورب جنم میں ہاہا اور ہوہو نام گندھرب
تھے۔ فن موسیقی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ایک وقت راجہ اِندر کی سبھا میں جہاں
بہت سی اپسرائیں اور گندھرب موجود تھے۔ گانا ہو رہا تھا۔ ہر ایک اپنے کرتب
دکھا رہا تھا۔ اور اپنے علم کی توجہ سے داد چاہتا تھا۔ یہ دونوں گندھرب بھی علم
موسیقی کے جوہر دکھاتے رہے۔ راجہ اِندر نے گندھربوں کی بڑی تعریف کی۔ اور
کہا۔ کہ فی الحقیقت تم دونوں گندھرب اپنے وقت کے اُستاد ہو۔ کوئی کسی سے
کم نہیں۔ دونوں کا درجہ برابر ہے۔ دونوں گندھرب مصر ہوئے۔ کہ آپ ہم دونوں
میں جسکو اچھا سمجھیں۔ کہہ دیں۔ اِندر نے جواب دیا۔ کہ تمہارا فیصلہ دیول رشی کردینگے
اُنہیں جاکر گانا سناؤ۔ دونو گندھرب دیول رشی کے پاس آئے۔ اور عرض کی۔
کہ مہاراج! ہم دونوں میں اس کی بات کی تکرار ہو رہی ہے۔ کہ گاین ودّیا میں
کون افضل ہے۔ دونوں گندھربوں نے گانا سنایا۔ مگر دیول رشی ایشور کے دھیان
میں ایسے مگن تھے۔ کہ کچھ جواب نہ دیا۔ گندھرب پھر ملتمس ہوئے۔ کہ ہم کو راجہ
اِندر نے بھیجا ہے۔ کہ آپ ہمارا فیصلہ چکا دیں۔ ہم دونوں میں کون اس علم میں
زیادہ مشاق ہے۔ آپ جس کو کہدیں گے۔ وہی اُستاد سمجھا جائے گا۔ رشی نے پھر
جواب نہ دیا۔ تب دونوں گندھرب نخوت سے گویا ہوئے۔ کہ رشی مُنی گاین ودّیا
کیا جانیں۔ یہ بگلے کی طرح دھیان لگانا جانیں۔ کہ گاین ودیا کے حسن قبیح دیکھ
سکیں۔ رشی نے نخوت آمیز کلام سنکر گندھربوں کو سراپ دیدیا۔ کہ ہوہو گندھرب
گراہ ہو جائے۔ ہاہا نام گندھرب گج روپ دھارن کرے۔ دیول رشی کی دعائے
بد سنکر دونوں کانپنے لگے۔ ہاتھ جوڑ منت سے کہنے لگے۔ مہاراج! ہم دونوں کا ادھار
کیونکر ہوگا۔ ہمارا گناہ معاف کیجئے۔ دیول رشی کو ان کی خوشامد سے رحم آگیا۔
کہا۔ جب گجیندر کو گراہ پکڑے گا۔ اسوقت گجیندر نارائن کا دھیان کرکے مستدعی
ہوگا۔ تب بشن بھگوان درشن دے کر گراہ کو ماریں گے۔ اور گجیندر کو بچائیں گے
تب دونوں کا ادھار ہوگا ہے راجن! جسوقت نارائن نے گجیندر کو بچایا۔ اسوقت فرمایا
تھا۔ کہ جو اس گجیندر اور گراہ کی کتھا سنیں گے۔ اور گنگا جمنا۔ تربینی وغیرہ تیرتھوں کا

اِشنان کریں گے۔ اُن کو اکال مرت نہ ہوگی - بیشم پاین جی نے راجہ جنمیجے جی سے کہا۔ کہ جب بھیشم جی گجیندر مراکش کا اتہاس سُنا چکے۔ تب راجہ جدھشٹر نے کرشن چندر کی اور رشیوں مُنیوں نے باسدیو جی کی اُستتی کی۔

# اِدھیائے (۱۵۰)

## ساوتری استوتر

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ سے پوچھتے ہیں - کہ شرادھ کرم دیو کرنے کے وقت کس استوتر کا پاٹھ کرنا چاہیئے

بھیشم جی - ساوتری استوتر بیاس جی کا بنایا ہوا گایتری منتر کے ساتھ جب کرنا چاہیئے - اس استوتر کا پاٹھ رشیوں نے کیا ہے۔

## ساوتری استوتر کا ترجمہ

سواتر جی - پرسٹ جی - مہارگ ابناشی سنا مون کے ارتھ - رشیوں کے ارتھ رشیو ہانسر نام کے ارتھ نمسکار ہے۔

(۱) اجیکپا ۔(۲) اہر بدھن - (۳) اپراجت - (۴) چناکی ہدت - (۵) پرت روپ ترینک - مہیشر کھاپتی - شنبھو - ہون یہ گیارہ رُدر ہیں - جو تینوں لوک کے ایشور کہلاتے ہیں - انش - بھیک - متر - برن - دھاتا - اور بھان - جنیتا - بھاسکو - تشتا - پرکھا - اندر یہ بارہ نام بشن جی کے ہیں - دھر - دھرو - سوم - ساوتر انل - انل - پرتیوکھ - پربھاس - یہ آٹھ لبو ہیں - اور بارہ سورج - کشپ جی کے بارہ پُتر ہیں - منگیا استری سے ناست اور دوسرو لڑکے اشونی کمار کے نام سے سورج کے پتر کہلاتے ہیں - مرت کال - لبوسے دیوا - پترگن - سورتی - مان - پتو دسن - رشی منی - سدھو لوک لوپتر مکان کرنے والے دیوتاؤں کے نام سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں - جو لوگ ان دیوتاؤں کی یاد کرتے ہیں - وہ دھرم اتھ

اور کام کو پراپت کرکے اچھے لوکوں میں جاتے ہیں۔ نندیشور۔ گرامنی۔ برکھ دہج دُنیا کے مالک سوم گن۔ اوردرگنا۔ جوگ بھوت گن۔ سب پربت چاروں سمندر شیو جی کی طرح بشن جی کے ساتھ ہیں۔ جو ان کا دھیان کرتے ہیں۔ پاپ سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اب رشیوں میں جو بڑے بھگت گزرے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ یوکرت۔ دیو۔ اوروالسو۔ اوپہج۔ اکشیوان۔ سنگرہ جی کے پتر۔ چاوڈ میدھا۔ تتھن۔ برہی۔ کھدیہ۔ رشی سرشٹی کے پتا کہلاتے ہیں۔ یہ سب ردر گن کی طرح مہا تیجسوی ہیں۔ پرتھوی پر اچھے گنوں کی بدولت ہمیشہ بیکنٹھ کے سکھ بھوگتے ہیں۔ یہ ساتوں پورب دشا میں باس کرتے ہیں۔ جو آدمی ان کا دھیان کرتا ہے۔ وہ اِندر لوک کو جاتا ہے۔ ان رچ پر رچ سوتیا تریا۔ دڑہبہ۔ اردباہو ترلوں۔ اگست یہ ساتوں دھرم راج کے رُوپ سے دکشن دشا میں براجمان ہیں۔ درسیو۔ رلیو۔ پری بیادھ۔ دوت۔ ترت۔ استری کے پتر سات رشی یہ ساتوں رشی پچھم کونے میں باس کرتے ہیں۔ اتری۔ بشسٹ۔ کشیپ۔ گوتم بھاردواج۔ بسوامتر۔ جمدگن۔ کوبیرجی۔ یہ ساتوں گورو اُتر دشا میں ورتمان ہیں دھرم۔ کام سکا۔ بسو۔ باسکی۔ اننت۔ کپل یہ سات پرتھوی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ پرسرام۔ بیاس۔ استوبتھامال۔ لومس یہ چاروں لوکپال ہیں سام ورت میرو۔ ساورن۔ وھاربک۔ مارکنڈے سانکہ اوسباسا یہ بڑے تیجسوی رشی ہیں۔ ان کے نام لینے سے سنتان ہوتی ہے۔ مفلس کو دولت ملتی ہے۔ راجہ بلینو کا جی پتر راجہ پرتھو۔ منوجی۔ راجہ ایل۔ ان چکرورتی۔ راجوں کے نام لینے والے دُنیا میں جس حاصل کرتے ہیں۔ سوت رشی نے راجہ سگر کے بھسم کیے ہوئے لڑکوں کی ہڈیاں گنگا جی سے دھوئیں۔ بھاگیرتھ رشی کا دھن باد ہے۔ جو سرگ سے گنگا جی لائے۔ یہی مہاتما لوگ جل برساتے ہیں۔ پرتھوی کے جیووں کا پالن کرتے ہیں۔ پاپ پن کے یہ مہاتما لوگ گواہ ہیں۔ جو شخص صبح اُٹھ کر ان مہاتماؤں کے نام لے۔ اسکو کوئی دُکھ نہیں ہوتا۔ نہ اگن کا خوف ہے۔ نہ چوری کا ڈر کبھی بیمار نہیں ہوتا۔ اگر ساوتری کا استوتر کھیت میں بیٹھ کر پاٹھ کیا جاوے۔ تو اس کی کھیتی میں بہت غلہ پیدا ہو۔ اگر جنگ وجدل کے وقت اس کا پاٹھ ہو۔ تو

فتح نصیب ہو۔ راج دربار کے وقت جو اس ساوتری اسلوتر کا جپ کرتا ہے۔ حاکم اس سے خوش ہوتا ہے۔ کوئی کام نہیں بگڑتا۔ ساوتری اسلوتر بہت اچھا اسلوتر ہے اس سے نہ لڑکا مرتا ہے۔ نہ سانپ کا خوف ہوتا ہے۔ گئووں میں پاٹھ کرنے سے گئوشالہ میں ترقی ہے۔ راجہ اندر نے اس اسلوتر کے پاٹھ سے برتر ابس آدک راجیسوں پر فتح پائی۔ بھرگ جی لبسٹ جی اور رگھو کے بیرن کرنے سے بدن میں چستی دماغ میں جودت پیدا ہوتی ہے۔ اشو لی کمار کے نام سے جسم پر عوارض نہیں دوڑتے۔ اس اسلوتر کا پھل وہ ہے۔ جو مہابھارت کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔

# اُدھیائے (۱۵۱)

## برہمنوں کی پوجا کے طریقے

بھیشم پتامہ۔ کل قوموں میں برہمن اُتم گردانا گیا ہے۔ برہمنوں ہی سے دھرم قائم ہے۔ وید شاستر کے واقف کار برہمن ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر برہمن نہ ہو۔ تو شرتی اور سمرتی کی پابندی ہو نہیں سکتی وہ پتروں اور دیوتاؤں کے منہ ہیں۔ ان کے بھوجن کرانے سے پتر اور دیوتا کو بھوجن پہنچتا ہے۔ وہ تپ کرنے میں بہت زبردست ہیں۔ تپ کے طریقے اور رستے جتنے وہ جانتے ہیں۔ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ بسشٹ بھرگ جی اگست سے نامور رشی برہمن ہی تھے۔ جنہوں نے تپ کے زور سے سمندر خشک کر دیا تھا۔ دیکھو راجہ سہسر باہو سا بلوان راجہ تمام دُنیا پر حکومت کر رہا تھا۔ سہسر باہو کو یہ ثروت برہمن کی طفیل سے ہوئی تھی۔ دتاتریہ جی کی اس نے بہت خدمت کی۔ دتاتریہ جی اس کی فرمانبرداری سے از حد خوش ہوئے۔ بردان دے دیا۔ کہ تیری دو بھجاؤں سے ہمیشہ دھرم ہوتا رہیگا۔ تو نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میری دُعا ہے۔ کہ تیری ہزار بھجا ہو جائیں۔ یہ بردان پا کر سہسر باہو ہزار بھجا کے زور سے ایسا مغرور ہوا کہ اپنے آگے کسی کو بھی نہ گنتا تھا۔ اب وہ برہمنوں کی بھی حقیقت نہ گنتا تھا۔ غرور نارائن کو بڑا معلوم ہوتا ہے۔ آکاش بانی ہوئی۔ او مغرور راجہ! جاہِ اعتدال سے

کیوں قدم باہر نکالتا ہے۔ برہمنوں ہی کی بدولت تیرا اس قدر وقار گھٹا ہیں۔ جتنے
چھتری راجہ ہوئے ہیں۔ سب برہمنوں کی پرستش کرتے تھے۔ تجھے بھی وتاتری
جی نے یہ عظمت بخشی۔ مگر مغرور راجہ کب خیال ہیں لاتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ چھتری
برہمن کے ادھین نہیں ہوسکتے۔ برہمن البتہ چھتریوں کے دست نگر ہیں۔ وہ اپنے
خیال ہیں مست تھا۔ ایک روز بایو دیوتا راجہ سہسر باہو کے پاس آئے۔ اور کہا مجھے
دیوتاؤں نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ دیکھ لیا! تیرا خیال خام ہے۔ برہمنوں سے
منحرف نہ ہو۔ برہمنوں سے چھتریوں کا رتبہ ہرگز بالا نہیں ہوسکتا۔ کیا راجہ انگ کی
حقیقت تجھے معلوم نہیں۔ راجہ انگ نے پرتھوی سنکلپ کر دیا تھا۔ پرتھوی جل
ہیں گپت ہوگئی۔ ساری دنیا غرقاب ہوگئی۔ اُسوقت کشپ جی نے رحم فرما کر
پرتھوی کو پانی پر قایم کر دیا۔ گوتم کے سراپ سے راجہ اندر کس حالت ہیں ہوگئے
تھے۔ جانتے ہوگے۔ اندر نے کتنا بڑا قصور کیا۔ کہ گوتم کی عصمت مآب عورت
کے ناموس ہیں بٹہ لگایا۔ پھر بھی گوتم نے طرح دی۔ سراپ تو دیدیا۔ مگر جان سے
نہیں مارا۔ برہمن سے بڑھ کر رحیم دوسری قوم نہیں ہوسکتی۔ تم بھی وتاتری جی کے
بردان سے اس ثروت پر پہنچے۔ ساری پرتھوی کی عنان حکومت ہاتھ ہیں رکھتے
ہو۔ جاہل بیوقوف کہتے ہیں۔ کہ وہ انڈے سے پیدا ہوئے۔ انڈا نہ تھا۔ آکاش تھا۔
آکاش سے برہما جی کی اتپتی ہوئی۔ اور پرتھوی کو انہوں ہی نے پیدا کیا۔ راجہ انگ
نے کل زمین کا سنکلپ کرکے برہمن کو دینا چاہا۔ مگر پرتھوی نے خیال کیا۔ کہ میرے
پتا برہما جی ہیں۔ اسے کوئی حق نہیں۔ کہ میرا دان کرے۔ پرتھوی غرق آب ہوگئی
یعنی اپنا روپ چھوڑ کر برہم لوک پہنچی۔ تب کشپ جی نے پرتھوی کے جسم ہیں
پرویش کیا۔ اور پانی پر قایم کر دی۔ تب سے پرتھوی کا ایک نام کاشپی ہوا۔ جب
پرتھوی پانی پر قایم ہوگئی۔ کشپ جی اس کے جسم سے علیحدہ ہوگئے۔ یہ بات
برہمنوں ہی کو نصیب ہے۔ بھلا کوئی چھتری راجہ بتا سکتے ہو۔ جس نے ایسی اعجاز
نما باتیں دکھائی ہوں۔ بایو دیوتا کی باتیں سنکر سہسر باہو خاموش ہوگیا۔

---

# اُدھیائے (۷۸)

## رشیوں کی مہماں

بایو دیوتا کہتے ہیں۔ کہ انگرا رشی کا حال کہتا ہوں گوش ہوش سے سنو۔ بھدرا نام چندرماں کی دختر جو حسین اور قبول صورت تھی۔ اتتھ رشی کے ساتھ بیاہی گئی اتتھ رشی بھدرا کو لئے ہوتے جا رہے تھے۔ کہ برن یعنی پانی کے دیوتا نے بھدرا کو اتتھ رشی سے چھین لیا۔ برن بھدرا پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ اتتھ رشی نے نارد جی کی زبانی برن دیوتا کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ ایسی ناشائستہ حرکت کو کرنا برن جی کو مناسب نہ تھا۔ لوکپال کی عزت کو بٹہ لگایا۔ مناسب ہے۔ کہ ایسی عورت ہمارے پاس بھیجدو۔ برن نے جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ سبھدرا میری چہیتی استری ہے۔ اس کا حق بھدرا پر نہیں۔ وہ اس سے مانوس ہے۔ لہذا میں بھدرا کو نہیں دے سکتا۔ اتتھ رشی کو اسقدر غصہ آیا۔ کہ تمام پرتھوی کا جل خشک ہو گیا۔ برن کو تکلیف ہوئی۔ اور بھدرا کو لئے ہوئے اتتھ رشی کے پاس آئے۔ اور عاجزی اور لجاجت سے بھدرا اتتھ رشی کے حوالہ کر دی۔ اے راجہ! کیا کبھی چھتری ہیں بھی ایسی قدرت ہے۔ اسی طرح اگست جی نے راچھسوں کو بھسم کر دیا۔ راچھسوں کی سخت گیریوں نے دیوتاؤں کو سورگ لوک سے نکال دیا۔ اور راجہ کی غضبناک تلوار سے چندرماں گھائل ہو گیا۔ دیوتے مجبور لاچار اترے جی کی پناہ میں آئے۔ اترے دیوتاؤں کی مدد پر راچھسوں سے جنگ کرنے لگے۔ اور تپ کے زور سے تمام راچھسوں کو مجروح کر کے اندر لوک سے نکال دیا۔ اسی طرح چیون رشی راجہ اندر سے معترض ہوئے کہ اشونی کمار کے ساتھ سوم (شراب نوری) پان کیوں نہیں کرتے۔ اور یگ بھاگ کیوں نہیں نکالتے۔ راجہ اندر نے جواب دیا۔ کہ اشونی کمار کا رتبہ ہمارے برابر نہیں ہم کس طرح ان کے ساتھ سوم پان کریں۔ چیون رشی بولے۔ ایسے کلمات زبان سے نکالنا تم کو مناسب نہیں۔ تم ان کی توہین کرتے ہو۔ توہین کرنا بڑا عیب ہے

اگر تم نے ہماری ہدایت سے منہ موڑا۔ تو بھلا نہ ہوگا۔ یہ کہکر منتر پڑھنا شروع کیا۔ اِندر اپنا بجر اُٹھا کر چیون رشی پر حملہ آور ہوئے۔ چیون رشی نے ہاتھ پر پانی لیکر منتر پڑھا اور چھینٹا راجہ اندر کو مار دیا۔ راجہ اندر اسطرح جڑ روپ کھڑے ہو گئے۔ پھر چیون رشی نے مداسر کو جگ آہوتی سے پیدا کرکے اندر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مدنام اسر اپنی مہیب صورت سے اندر کو دبا کر بیٹھ گیا۔ جو دیو اندر کو چھڑانے کے لئے آتا۔ مہا اسر اپنے لمبے ہاتھوں سے پکڑ کر دبوچ لیتا۔ تب دیوتاؤں نے راجہ اندر سے عرض کیا۔ کہ آپ چیون رشی سے عذر خواہی کریں۔ اور ان کے احکام پر عذر خواہی کریں۔ اور ان کے حکم پر کاربند رہیں۔ ناچار راجہ اندر دیوتاؤں سمیت چیون رشی سے عذر خواہ ہوئے۔ اور اشونی کمار کے ساتھ سوم پان کرنے لگے۔ ہے بہسر باہو بھلا کوئی چھتری ایسا ہے۔ جو ان رشیوں کے تپ اور بل کا مقابلہ کرسکے۔

# ادھیائے (۹)

## کرشن چندر کے گنانباد

**بھیشم پتامہ۔** راجہ جدھشٹر جی! کرشن بھگوان کی مہما کہاں تک بیان کروں۔ جو چاہیں کریں۔ بھلا انکا ساکوئی دوسرا ہے۔ تم بڑے خوش قسمت ہو۔ جو کرشن بھگوان تمہارے سکھا ہوئے۔ مہابھارت کی اتنی بڑی لڑائی انہیں کے فیض قدم سے میسر ہوئی۔ ان کے رازوں کو شیش ناگ بھی نہیں پہنچ سکتے ان کا کلام شاستر اور سمرتیاں آپ کے احکام ہیں۔ یہ رشی منی جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے اوتار دھارن کرکے بارہا پرتھوی کا بھار اتارا۔ نند اور جسودھا جی کو بچپن کی لیلائیں دکھا کر ان کا جنم سپھل کیا۔ آپ نے جب تپ بھی کئے بڑے بڑے سوربیروں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اے راجہ! کرشن بھگوان تربوکی ناتھ ہیں۔ آپ کی پرستش برہما بشن مہیش بھی کرتے ہیں۔ کل مخلوقات آپ کے معجزنما اشارہ کا ادنیٰ

کرشمہ ہے۔ آپ ہی نے آکاش سُرگ چودہ بھون اٹھارہ برہمانڈ پیدا کئے
آپ پورن برہم پرماتما ہیں۔ آپ کے جسم میں ہزاروں برہمانڈ ہیں ست جگ
میں دھرم رُوپ سے لوگوں کو کرتارتھ کیا۔ تریتا میں گیان رُوپ۔ دواپر
میں بل رُوپ اور کلجگ میں دھرم رُوپ سے اوتار دھارن کریں گے۔ جو
لوگ آپ کو جانتے ہیں۔ وہ گیانی ہیں۔ جو آپ سے خلاف ہیں۔ وہ آواگون
کے اُلجھڑوں میں پھنسے ہوئے پرتھوی پر پیدا ہو کر طرح طرح کے مصائب
جھیلتے ہیں۔ دیوتا اور راچھس آپ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور دیول وبیاس
جی کرشن بھگوان کو پرشوتم جگ کا پالنے والا کہتے ہیں۔ جہاں تک فہم و
ادراک کی رسائی ہے۔ آپ ہی کے جمال جہاں آرا کا جلوہ دکھائی دیتا
ہے میں بھی اس آخیر وقت میں آپ ہی سے لو لگائے ہوں۔ آپ میری
آخرت میں سہایتا کریں گے۔

# ادھیائے (۸)

# کرشن بھگوان اور رانی رُکمنی جی اور دُرباسا رشی کے حالات

راجہ جدھشٹر کرشن چندر سے مخاطب ہیں۔ اے دین دیال! اے
مدھوسودن! مجھے حیرت ہے۔ کہ آپ نے درباسا رشی کو اپنی سیوا سے
کیونکر خوش کیا۔ وہ ذرا سی بات میں ناراض ہو جاتے ہیں۔ غصہ آجاتا ہے۔

**کرشن چندر** (مسکرا کر) سچ کہتے ہو۔ فی الحقیقت انہیں غصہ آجاتا ہے۔ مگر میں
تو برہمنوں کا داس ہوں۔ ان کی بھگتی کے بس میں ہوں۔ ایک دفعہ دُرباسا جی دوارکا آئے
دہشت کے مارے سب کانپنے لگے۔ بعض کہنے لگے۔ کہ دُرباسا رشی کو کون اپنے
گھر میں اتارے۔ ان کا غصہ بلائے بے درماں ہے۔ ذرا سی بات سراپ دے دیتے

ہیں۔ میں نے اپنے محل میں دُرباسا رشی کو اتارا۔ خاطر و مدارت کی۔ رات کو سونے کی
پلنگڑی پر استراحت فرمائی۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو اس پلنگڑی کو
اپنی نگاہ سے بھسم کر دیا۔ اور خود نظروں سے غائب ہو گئے۔ مجھے اس پلنگ کا ذرا
بھی افسوس نہ ہوا۔ مگر ان کے بے کہے سُنے چلے جانے کا ملال کرتا رہا۔ اتنے میں آپ
سامنے آ گئے۔ میں نے عجلت کے ساتھ قدم مبارک چھو کر عرض کیا۔ کہ مہاراج آپ
کو بڑی تکلیف ہوئی۔ باعث رنج کیا ہے۔ جو آپ نے درشن دینے سے اجتناب
کیا۔ دُرباسا رشی مسکرا کر چپ ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز آپ نے کھیر بنوائی
تھوڑی سی کھائی۔ اور باقی کے واسطے ارشاد ہوا۔ کہ اپنے بدن پر ملو۔ میں نے حکم
کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے ایک رتھ طلب کیا۔ اور آپ سوار ہوئے۔ اور رُکمنی
جی سے اشارہ کیا۔ کہ ہمارا رتھ کھینچو۔ اور کھیر بھی چہرے پر مل لو۔ رُکمنی جی حکم بجالائیں
اور دُرباسا رشی کا رتھ گھوڑوں کی طرح کھینچنے لگیں۔ رتھ محل سے باہر نکلا۔ میں بھی
ہمراہ تھا۔ سر بازار دُرباسا رشی نے رُکمنی پر چابک مارا۔ اہل بازار اور تماشائی متحیر تھے
کہ ناز و نعم سے پلی ہوئی حسین نازک کرشن چندر مہاراج کی پٹ رانی سے رتھ کھنچوایا
جاتا ہے۔ اور کرشن چندر کچھ نہیں کہتے۔ میرے چہرے پر جس کی نظر پڑتی۔ مسکرا
دیتے تھے۔ کیونکہ میری عجیب ہیئت تھی۔ تمام بدن پر کھیر ملی ہوئی تھی۔ تماشائیوں
کا ہجوم سواری کے ساتھ تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ برہمنوں کے سوا ہے اور کس میں
یارا ہے۔ جو ترلوکی ناتھ کرشن چندر سے ایسی بے ادبی سے پیش آئے۔ ایسے برہمن
کالے ناگ ہیں۔ ذرا سوچو۔ ذرا سی چوک پڑو ڈس لیتے ہیں۔ رکمنی جی پھول پان سے
حسین کے لئے رتھ کھینچنا کیسا دشوار امر تھا۔ تھکاوٹ سے بدن پر پسینہ آ گیا۔
ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔ دُرباسا رشی رُکمنی جی کو مضمحل دیکھ کر رتھ سے اتر پڑے
چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کو ازحد غصہ ہے۔ رتھ سے اترتے ہی دکھن جانب
رُخ کیا۔ میں بھی پیادہ پا ساتھ ہو لیا۔ ایک مقام پر دُرباسا رشی ذرا ٹھٹکے۔ میں قدموں
پر گرا۔ اور ہاتھ جوڑ کر عرض رسا ہوا۔ مجھ سے کون سا قصور ہوا۔ جو آپ مکان پر نہیں
چلتے۔ چوک ہوا۔ تو معاف کیجئے۔ آپ کا داس ہوں۔ دُرباسا رشی میری عاجزی سے
خوش ہو گئے۔ اور بولے۔ ہے کرشن مراری۔ تم اپنے سبھاؤ سے غصہ بھی جیت لیا

بیشک مجھ سے بڑے گناہ ہوئے۔ تم نرلوک کے جتنے والے ناراین روپ ہو۔ آزمائش منظور تھی۔ پوری اُتری۔ آپ میرے گناہ بخشئے۔ اور مجھ سے بردان لیجئے۔ حالانکہ آپ کے لئے بردان کی کیا ضرورت ہے۔ آپ مجسم نور بے چون وچرا ہیں۔ مگر پھر دکھاوے اور اپنی کیرتی بڑھانے کے لئے آپ مستدعی ہوں۔ کہ میرا بردان قبول کیجئے۔ ہے گوبند آپ کا جس دُنیا بھر میں ہمیشہ قائم رہیگا۔ جنار دھن۔ آپ تمام خلق کے چھیتے ہو۔ جہاں تک میری جوٹھی کھیر جسم مبارک پر پہنچی ہے۔ وہاں تک کال آپ کو ستا نہیں سکتا ہے مدھوسودن! جب آپ کی مرضی ہو گی۔ تب ہی آپ کی موت ہو گی۔ پھر دربا ساجی نے فرمایا۔ کہ کرشن چندر تم نے یہ کھیر تلووں میں کیوں ملی۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ میں نے اپنے تلووں کو دیکھا۔ فی الحقیقت کھیر کا نشان نہ تھا۔ پھر رکمنی جی کو اس طرح بردان دیا۔ کہ اَے کرشن پیاری! دُنیا کی عورتیں تیرا نام لے کر راگ سہاگ حاصل کریں گی۔ تیرے بدن پر کوئی مرض نہ دوڑے گی۔ تو زردگ رہیگی۔ تمہارے بدن سے خوشبو کی لپٹیں آیا کریں گی۔ کرشن چندر کی سولہ ہزار رانیوں میں تیرا ہی نمبر اوّل رہیگا۔ تو سب سے بڑھ کر چہیتی ہو گی۔ یہ کہکر دُرباسا رشی نظروں سے اوجھل ہوگئے کرشن چندر اور رکمنی اپنے محل میں آئے۔ اور دیکھا۔ کہ وہ پلنگ جو بھسم ہو گیا تھا بادستور بچھا ہوا ہے۔ ہے راجن! تم بھی میری طرح برہمنوں کی سیوا کیا کرو۔ اور برہمنوں کی پوجن سے سب دیوتا خوش ہوتے ہیں

# ادھیائے (۸۱)

## دُرباسا رشی کی ولادت وغیرہ

راجہ جنمیجیہ نے (کرشن چندر سے) دُرباسا رشی کی ولادت کہاں ہوئی اور یہ کون ہیں۔

کرشن چندر۔ ایک وقت راچھسوں اور راجہ اندر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ راچھسوں کے مسکن تین مقام پر تھے۔ ایک چاندی سے دوسرے لوہے کا تیسرا

سونے کا بنا ہوا تھا۔ راچھس ہمیشہ یہاں بود و باش کیا کرتے تھے۔ کسی دیوتا میں اتنی جرأت نہ تھی۔ کہ ان راچھسوں پر قابو پاتا۔ سب دیوتا متفق ہو کر شیو جی کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ ہمارے اوپر کرپا کریں۔ راچھسوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔ شیو جی بشن بھگوان کو بان۔ اگن کو گا نسی۔ ویدوں کا دھنش اور گایتری کو پرتنچا بنا کر ان تینوں پربھوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ اسوقت اماں جی کی گود میں ایک بالک دکھائی دیا۔ وہی بالک دربا شا رشی تھے۔ جب دربا شا رشی میرے دواس میں آئے۔ اسوقت ان کی عمر کے برابر دوارکا پوری میں کوئی نہیں تھا۔ دربا سا رشی نے بہت بڑا تپ کیا۔ شیو جی تینوں لوک کے کرتا دھرتا ہیں۔ سب دیوتاؤں کے دیوتا نرگن۔ سرگن روپ سے جگت میں ویاپک ہوتے ہیں۔ بشن روپ شیو ہیں۔ اور شیو کا روپ بشن ہیں۔ بشن اور شیو روپ ملکر پرب برہما پرمیشور ہوتے

# ادھیائے (۸۲)

## راما گیتا

راجہ جدھشٹر۔ انسان کے لئے کوئی ایسا سہل طریقے بتائیے۔ جس سے اس کا کلیان ہو۔

بھیشم جی۔ انسان سے اگر کچھ نہ ہو سکے۔ تو رام گیتا کا پاٹھ کرے۔ اس سے اس کی آخرت سنبھل جائیگی۔ اور دنیا میں دولت کثیر حاصل ہوگی۔ پچھلے جنم کے پاپ بھی موکش ہو جائیں گے۔ سری رام چندر مہاراج شاہنشاہ کوبین جب اپنے پتا کے عہد کے مطابق اجودھیا کے راج سے قطع تعلق کر کے لکشمن اور سیتا جی کے ساتھ ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ لکشمن جی نے سری رام چندر جی سے گیان سننے کی اچھیا کی۔ اور سری رگھوناتھ جی نے لکشمن جی کو گیان اپدیش کیا۔

(۱) شیو جی پاربتی جی سے کہتے ہیں۔ کہ اے اماں دیوی سری رگھوناتھ جی نے پرتھوی کا بھار اتارنے کی خاطر اوتار دھارن کر کے راون اور کنبھ کرن ایسے

جو دھاتوں کو بچے کیا۔ اور دھرم کو قائم کیا۔
(۲) رگھوناتھ جی نے پراچین اتہاس راجہ نرگ کی کتھا وشاپور وک سنائی۔
(۳) لکشمن جی سری رام چندر جی سے التماس کرتے ہیں۔ کہ آپ مجھے گیان اپدیش کریں۔
(۴) ہے رگھوبنس من۔ آپ نرمن گیان سے سب پرانیوں میں رہنمان ہیں۔ کل کائنات میں آپ ہی کا ظہور ہے۔ آپ سب میں ایک اور سب سے علیحدہ بھی ہیں۔
(۵) آپ ہی کے چرنوں کے بھروسے اس سنسار ساگر سے پار اترنا چاہتا ہوں ایسا اپدیش دیجئے۔ کہ بھوساگر سے آسانی کے ساتھ پار ہو جاؤں۔
(۶) جن کے نام لینے سے آنند پراپت ہوتا ہے۔ بھگتوں اور شرن آئے ہوئے کے کشٹ دور کرنے والی سری رگھوناتھ جی لکشمن جی سے بولے
(۷) ہے کرپانی۔ پہلے اپنے خاندان کے کرم کرنے کا عادی ہو۔ یعنی جو طریقے خاندان میں منضبط ہوں۔ ان پر عملدرآمد کرے۔ جو اچھے کرم یعنی خیر و ثواب کی باتیں ہوں۔ اُن کے تعمیل کی کامنا کرے۔ دل کو یکسو کر کے کرموں کے پھل سے تیاگی ہو جائے۔ اور گورو کے قول کا پابند ہو جائے
(۸) ہے لکشمن جی! اچھے کرموں کی وجہ سے انسانی جامہ ملتا ہے۔ اس لئے وید کے احکام کی پابندی کرنا انسان کا پہلا فرض ہے۔ اچھے برے کی تمیز ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اچھے برے پاپ پن کرم۔ اسی دیہہ کی بدولت ہوا کرتے ہیں۔
(۹) پیارے بھائی! دنیا میں اودیا کی تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ اس تاریکی کے دور کرنے کے لئے پرمیشور نے گیان پیدا کیا۔ برہما گیان سے اودیا دور ہو جاتی ہے۔ اس لئے برہم گیان سے دیہہ کو شدھ کرو۔ اور اس کی روشنی سے ضلالت اور گمراہی کی تاریکی کو دفع کرو۔
(۱۰) اگر یہ کہا جائے۔ کہ کرم سے اودیا نا ش ہوتی ہے۔ یعنی اچھے کرم کرنے سے اودیا کا اندھکار خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔ یہ غیر ممکن ہے۔ بغیر

و ودّیا پڑھنے سے گیان نہیں ہوتا۔ ودیا حاصل کرکے کرم کرے۔ اور کرم کی کامنا تیاگ دے۔ اور گیان کو دھارن کرے۔

(۱۱) وید میں جس کرم کی ہدایت درج ہے۔ وہی برہم گیان ہے۔ کسی کرم کی خواہش نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۲) انسانوں کے لئے برہم ودّیا حاصل کرنا پرم دھرم ہے۔

(۱۳) گنگا جی کے کنارے اور اُتم تیرتھوں میں اچھے کرم ہوں۔ تو بڑا اچھا پھل پراپت ہوتا ہے۔ اگن ہوتر کرموں سے مُکتی ملتی ہے۔

(۱۴) اکثر لوگوں کا اعتراض ہے۔ کہ گیان اور کرم مل کر موکش ہو جاتی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح خالی کرم کرنے سے موکش نہیں ملتی جب تک گیان نہ ہو۔ اسی طرح گیان ہے۔ اور کرم نہیں کیا۔ تو بھی موکش ملنا دشوار ہے۔ اس کی بھی وجہ یہ ہے۔ کہ سارے سنسار کی عقل و نگاہ میں اختلاف رہتا ہے۔ یعنی کوئی انسان اہنکار یعنی غرور اور گھمنڈ سے خالی نہیں دکھائی دیتا۔ جب غرور گھمنڈ ہوا۔ تو کریا نِسپھل ہو گئی۔ اور پھر ودیا یعنی گیان کہاں۔ اس سے موکش کہاں۔

(۱۵) معترض لوگ قیاس کو رد کرکے کہتے ہیں۔ کہ قلب کی صفائی سے گیان کا ظہور ہو جاتا ہے۔ اور برہم میں خود بخود پریت ہونے لگتی ہے۔ اسی کو ودّیا کہتے ہیں۔ اور یگیہ اور تپ کرنے والوں کو پھلوں کی خواہش ہوا کرتی ہے۔ اگر برہم کی طرف رجحان ہو گیا ہے۔ تو کبھی اس کا دل پھل کی چاہ نہیں کریگا۔ جسم وہی ہے۔ جس سے اچھے کرم ہوں۔ اور اندریوں کا سبھاؤ کرم کرنا ہے۔ کرم سے مَن کی شدھی۔ دھرم کرم سے ویراگ پیدا ہو جاتا ہے۔ ویراگ سے گیان اور گیان سے موکش ہو جاتی ہے۔

(۱۶) گیان سے کرم پھل کی کامنا چھوڑ کر برہم میں لین ہو جاوے۔ اور چلنا کھانا۔ پینا ان کو چھوڑ کر شک و شبہ کو دور کرکے برہم میں دھیان لگا دے۔

(۱۷) مایا کے ذریعے سے جب تک جیو یہ نہ سمجھے۔ کہ سب کرموں کے کرنے

والا میں ہوں۔ تب تک کرم کرنا چاہیئے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ میں کچھ نہیں کرتا۔ سب کام اندریوں سے ہوتے ہیں۔ دُنیا فانی ہے سنسار بالکل جھوٹا ہے۔ جو کچھ ہے پرمیشور ہے۔ تب کرم دھرم چھوڑنا چاہیئے۔

(۱۸) جب دل میں یکسوئی آجائے گی۔ تو خود بخود برہم پرکاش ہو جاویگا۔ اور ایسا آنند ہوگا۔ جس کا ناش نہیں ہے

(۱۹) گیان کی پراپتی سے اودیا ناش ہو جاتی ہے۔

(۲۰) جب اودیا دُور ہو گئی۔ تو ہم اسی گیان ناش ہو گیا۔ تب کسی کرم کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اور جب طاقت نہیں ہے۔ تو آتما بھی نہیں۔ جب آتما فانی نظر آئی۔ تب گیان ہو گیا۔ گیان ہونے سے مکتی مل گئی ہے۔ جب جہالت دُور ہو گئی۔ اور ودیا کا پرکاش ہو گیا۔ تو خود بخود خواہشات نفسانی سے احتراز ہو جاتا ہے۔ اور یہی موکش ملنے کی راہ ہے۔

(۲۱) تیتری اُپنشد اور باجسنیہ شرتی میں کرم کے پھل کی خواہش کرنیکی ممانعت کی گئی ہے اور گیان سے بھی ہوتی ہے۔

(۲۲) اہنکار کے تیاگ کرنے سے گیان پیدا ہوتا ہے۔

(۲۳) اکثر لوگ کہتے ہیں۔ کہ کرم نہ کرنے سے پاپ ہوتا ہے۔ یعنی جس نے نیک کرم نہیں کئے۔ پاپی ہوتے یہ جہالت ہے۔ کرم کرنے والے ہمیشہ نیک کرم کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بُری باتوں سے پرہیز رکھتے ہیں۔ ایسے انسان کرم کرکے پھل کی خواہش نہیں کرتے۔

(۲۴) گورو کے بچنوں پر دھیان کرکے آتما اور پرماتما کو ایک جاننے والا پرم آنند کو پہنچتا ہے۔ اور سمیر پربت کی طرح لاتحرک ہو جاتا ہے۔ دل کی چنچلتائی اور دبدھا جاتی رہتی ہے۔

(۲۵) تتوم اسی واکیہ میں تین حرف ہیں۔ تت۔ توم۔ اسی۔ تت کے معنی سب گنوں سے واقف یعنی پرماتما۔ توم کے معنی جیو ہیں۔ اب تت توم کے معنے ایک جیو ہیں گیان بخشنے والا پرماتما اور اسی کے معنے ہے۔ کل جملہ کے معنے سے صاف

ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ جو پرماتما ہے۔ وہی جیو ہے۔

(۲۶) اگر یہ کہا جاوے۔ کہ پرماتما اور جیو کو ایک سمجھنا خلاف عقل معلوم ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ پرماتما چینن متی یعنی ہمیشہ سے ہے۔ اور جیو بھی ناش نہیں۔ تو دونوں پراچین) ہوئے۔

(۲۷) سہل سی مثال ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں گنگا میں باس کرتا ہے۔ تو کیا وہ جل رہتا ہے۔ نہیں وہ گنگا کنارے کسی مکان یا جگہ پر بودوباش کرتا ہے مگر کہنے میں یہی آتا ہے۔ اسی طرح جیو پرماتما سے ملا ہے۔ علیحدہ نہیں۔ جیو کا سوائی پرماتما ہی ہے۔ ان دونوں کا ناش نہیں۔

(۲۸) جسم انسانی پانچ عنصروں یعنی خاک وباد۔ آب و آتش خلا یعنی آکاش سے بنایا گیا۔ یہی قالب سکھ اور دکھ بھوگتا ہے۔ مگر جیو پر دکھ اور سکھ اور اثر نہیں ہوتا۔ وہ تو اپناشی ہے۔ اور جسم فانی ہے۔

(۲۹) قالب عنصری پانچ کرم اندری اور پانچ گیان اندری اور پانچ پران اور دو من اور بدھ یعنی ۱۷ چیزوں سے تیار کیا گیا۔ آنکھ[۱]۔ ناک[۲]۔ کان[۳]۔ زبان[۴] اور لنگ[۵]۔ یہ پانچ کرم اندریاں کہلاتی ہیں۔ گیان اندریاں۔ شامہ[۱]۔ سامعہ[۲] باصرہ[۳]۔ ذائقہ[۴]۔ لامسہ[۵] ہیں۔ پانچ پران یہ ہیں۔ پران[۱]۔ اپان[۲]۔ سمان[۳]۔ اوان[۴] بیاسن[۵]۔ ان میں من اور بدھی کی حکومت رہتی ہے۔ جب تک یہ شریر چلتا پھرتا رہتا ہے۔ استھول شریر کہلاتا ہے۔ اور مرجانے پر سوکشم شریر بولتے ہیں

(۳۰) اس قالب عنصری میں آتما کا نواس رہتا ہے۔ اور اندریاں مایا میں پھنسی ہوئی ہیں۔ آتما کو نہیں دیکھتیں۔ اس لئے مایا کو چھوڑ دو۔ جیو اور آتما کا بھید نکال ڈالو۔ اور اپنے آپ کو پرماتما سے علیحدہ مت سمجھو

(۳۱) آتما ایک ہے۔ وہ کبھی مرتی نہیں۔ اور نہ اس میں کوئی مرض لاحق ہوتا ہے آتما پانچ عنصروں سے بنے ہوئے محل کے اندر نواس کرتی ہے۔ جس طرح بلور پتھر کے دیکھنے سے عجیب عجیب رنگ نظر آتے ہیں۔ مگر در حقیقت وہ سفید ہے۔ ان میں کوئی رنگ ذاتی نہیں۔ سب عارضی ہیں۔ اسی طرح آتما اگرچہ کسی جسم میں ہو۔ خواہ وہ لاغر ہو یا موٹا سکھ سہتا ہو یا دکھ جیسا

ہو۔ مگر آتما پر ان باتوں کا اثر مطلق نہیں ہوتا۔ گیانی پرش کبھی رنج و تکلیف کا خیال نہیں کرتے۔ ایک حالت سمجھتے ہیں۔

(۳۲) جاگرت۔ سپن۔ سوسپت یہ تین اوستھا۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن۔ تموگن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ستوگن سے مراد حالت بیداری ہے۔ خواب کی حالت کو رجوگن کہتے ہیں۔ تموگن کی حالت مدہوش یعنی بیخبری ہے۔ جاگرت اوستھا میں سپن اور سوسپت دشا کا گیان نہیں ہوتا۔ اور نہ سوسپت اوستھا میں جاگرت اور سپن کا دھیان ہوتا ہے۔ اب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ آتما کا تعلق اندریوں سے ہے۔ مگر آتما علیحدہ ہے۔

(۳۳) سنساری چیزوں پر من دوڑانا گیانیوں کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ بدھی رجوگن اور تموگن سے ملی ہوتی ہے۔ اور یہی اودیا یعنی جہالت ہے۔

(۳۴) سنسار فانی ہے۔ جگت کے بیوہار جیسے ہیں۔ ان سے علیحدہ ہی رہنا دھرم کا سنبھالنا ہے۔ اداسین چیت ہو کر رہو۔ اچھے بُرے پر نیت نہ ڈلاؤ۔ نہ کسی سے دوستی کرو۔ نہ دشمنی۔ سب کو ایک رس جانو۔

(۳۵) آتما ہی برہم روپ ہے۔ آتما نہ مرتی ہے نہ زندہ ہوتی۔ نہ گھٹتی ہے۔ نہ بڑھتی ہے۔ نہ دبلی ہوتی ہے۔ جیو آتما سارے سنسار میں دیاپک ہے۔ یعنی حیوانات نباتات۔ جمادات کل شئے میں جیو آتما پرویش کر رہا ہے۔ سب چیزیں ناش ہو جاتی ہیں۔ مگر جیو آتما ناش نہیں ہوتا۔ برہم اور جیو میں کچھ فرق نہیں ہے۔ جو برہم ہے۔ وہی جیو ہے۔ البتہ مایا یعنی اندریوں کی تحریک سے جب جیو کہنے لگتا ہے۔ یہ کام میں نے کیا۔ کل وہ کروں گا۔ یہ باتیں ایسی ہیں۔ جو مایا یعنی اندریاں کراتی ہیں۔ جب گیان ہو جاتا ہے۔ تب ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کل فعل اندریوں سے ہوتے ہیں۔ جیو کچھ نہیں کرتا۔ فرق جیو اور برہم میں دکھلایا گیا

(۳۶) گیان سے سُکھ ملتا ہے۔ جنم مرن کا دکھ آتما کو نہیں ہوتا۔ گیان کے اتپن ہونے سے اگیان ناش ہوتا ہے۔ سانپ اور رسی کی مثال ہے۔ جب ظاہر ہو گیا۔ کہ رسی ہے۔ سانپ نہیں۔ تو بھرم دور ہو گیا۔

(۳۷) مایا بھرم میں پھنسے ہوئے ظاہر ہوتا ہے۔ جیو برہم کو نہیں جانتے۔ کیونکہ ان میں

گیان نہیں ہوتا۔ وہ بھرم میں پڑے ہوتے ہیں۔ یہ بھرم گیان کے نہ ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے

(۳۸) آتما پر کوئی رنج و غم اثر نہیں کر سکتا۔ آتما آنند کا گھر ہے۔ سب میں ویاپک ہے۔ مگر جب اندریاں آتما پر غالب ہو گئیں۔ اہنکار ہوا۔ اگیان بڑھا۔ دین و دنیا بگڑ گئے۔

(۳۹) اب ہم یہ بتلاتے ہیں۔ کہ آتما کس کو کہتے ہیں۔ ہے لکشمن! سوتے وقت عقل بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ کچھ کام نہیں کرتی۔ جب نیند سے جاگو گے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ ہم سکھ سے سوتے تھے یا ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ اب ظاہر ہوا۔ کہ سونا درحقیقت ایک فعل تھا۔ یہی آتما سمجھ لو۔ اور جو خیالات حالت غنودگی میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ سنساری بیوہار جانو۔ جب آنکھ کھلی۔ تو سب باتیں دور ہو گئیں۔ یعنی جب ہوش میں آئے۔ سونے کا دکھ یا سکھ دور ہو گیا بس بعینہ یہی حال آتما کا ہے۔ جب گیان ہو گیا آنند ہو گیا۔ جنم مرن کا سکھ جاتا رہا۔

(۴۰) پرماتما اور جیو میں ایک بھید یہ بھی ہے۔ یعنی جب اودیا بڑھ جاتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے۔ کہ مجھے فلاں بات کی تکلیف ہے۔ فلاں امر سے راحت مل گئی۔ اسی کو لوگ جیو بولتے ہیں۔ سب یہی کہتے ہیں۔ کہ جیو آرام طلب ہے اس جیو پر کشٹ ہے۔ مگر جن کی ودیا یعنی گیان ہے۔ وہ ہرگز یہ نہیں کہتے۔ معرفت کی نظر سے سب چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ سب میں پرماتما کا ظہور دکھلائی پڑتا ہے۔ انہیں جیو اور پرماتما میں کچھ بھید محسوس نہیں ہوتا۔

(۴۱) ہے لکشمن۔ کسی لوہے کو آگ میں تپا کر لال کرو۔ اسوقت وہ لوہا آگ ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کا کام جلا دینا ہے۔ لوہے کے اوصاف اس میں مطلق نہیں رہتے اسی طرح آتما من کے پاس رہنے سے من یعنی اندریوں کی پابندی ہو جاتی ہے من چنچل ہے۔ یعنی اس نے گیان کو جلا دیا۔ اور آتما بھی من کی مطیع ہو گئی۔ اسی طرح کام کرنے لگی۔ اگر من گیان کے بس ہوتا۔ تو آتما اور پرماتما میں فرق نہ ہوتا۔

(۴۲) پیارے بھائی! گورو کے منہ سے وید سنو- اور ویدوں کی تحریک پر عمل کرو- تمہیں گیان ہو جائے گا- سنسار جھوٹا نظر آئے گا-
(۴۳) ہے لکشمن! ہم خود بخود پیدا ہوئے- ہم سب میں ویاپک ہیں- ہم کو کسی نے پیدا نہیں کیا- جنم مرن سے رہت ہیں-
۴۴- لکشمن جی! ماضی- حال- مستقبل تینوں زمانے سے واقف ہوں- میرا انت نہیں- پنڈت اور گیانی پرش اندریوں کو مغلوب کرکے جس پرشوتم کا دھیان کرتے ہیں- وہ میں ہی ہوں-
۴۵- اے لکشمن! اوشدھی یعنی دوا کے کھانے سے مرض دور ہو جاتا ہے- اسی طرح ودیا پڑھنے سے اودیا جاتی رہتی ہے- اور میرا پرکاش جگت میں نظر آنے لگتا ہے-
(۴۶) یکسو ہو کر پرماتما کا دھیان کرو- میں خود تمہارے دل میں نظر آؤں گا
(۴۷) جس طرح کوئی کمہار کھلونے کو بناتا ہے- تو گیانی لوگ کمہار کی تعریف کرتے ہیں نہ کہ کھلونے کی- اسی طرح سارا سنسار پرماتما کا بنایا ہوا ہے- پرماتما ہی کو ست جانو- اور اس میں لین ہو جاؤ-
(۴۸) ہے لکشمن! اوم اکشر کا جاپ کرو- سب طرف سے خیال ہٹالو- اوم اکشر برہما نے دنیا کو پیدا کیا-
(۴۹) جب گیان ہو جائیگا- تو چاروں طرف برہم ہی برہم نظر پڑے گا-
(۵۰) ہم اس برہم کے سادھن کے لوگ ہیں- جو سب اُپادھیوں سے رہت اور نکتی
(۵۱) دانا ہے- اس لئے ہم کو برہم ہی کی آپاسنا کرنا چاہیئے
(۵۲) پرماتما کی بھاؤنا رکھنے والے استری پرش پتر- بھائی- بھتیجے کے موہ میں نہیں پھنستے ان کو کسی طرح کا دکھ نہیں ہوتا- مرنے پر اکھنڈ ابناشی میں پراپت ہو کر جیون مکت ہو جاتے ہیں-
(۵۳) لوگ- ابھیاس کرنیوالے لوگ اندریوں کو مغلوب کرکے کام کرودھ- مدھ- لوبھ سے چھوٹ جاتے ہیں- اور پرماتما کے دھیان میں سمادھی لگاتے ہیں- اس لئے اے لکشمن! میں اپنے ان بھگتوں سے بہت خوش ہوں- جو ایسا کرتے ہیں

ان کو۔ میں اپنے درشن دیتا ہوں۔

(۵۴) رات دن جو پرماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ ضرور مکتی پاتے ہیں

(۵۵) دنیا کا تمام دارِ محن ہے۔ اس کے آد۔ مدھ۔ انت۔ تینوں زمانے رنج سے بھرے ہوئے ہیں۔ ابتدائی زمانہ دولت جمع کرنے میں گزر جاتا ہے۔ مدھ یعنی شباب کی حالت میں تن آسانی راحت طلبی۔ عیش پرستی کی سوجھتی ہے اور انت یعنی آخری عمر میں دولت چور اچکوں سے محفوظ رکھنے اور بیجا اسراف میں خرچ کرنے سے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے ویدوں کی ہدایت کے بموجب پرمیشور کا دھیان ہی سب جگہ کام آتا ہے۔ انسان تینوں زمانے بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا مفت رائگان کرتا ہے۔

(۵۶) آتما اور پرماتما میں کچھ بھید نہیں ہے۔ جس طرح دریاؤں کا پانی سمندر میں مل جاتا ہے۔ اور رنگ برنگ کی گایوں کا دودھ ایک ہی رنگ کا ہوتا ہے اسی طرح آتما اور پرماتما ایک ہے۔ جدا نہیں ہے۔

(۵۷) گیانیوں کو جگت کے بیوہار جھوٹے نظر آتے ہیں۔ ان کا بھرم خود بخود جاتا رہتا ہے جیو اور پرماتما ایک نظر آتے ہیں۔ جس طرح بسم احول سے ایک چیز کی دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ یعنی ماہتاب اور سیارے پر نظر پڑنے سے ایک کے دو معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت ایک ہیں۔ اسی طرح گیان کے جلوے سے تمام بھرم جاتے رہتے ہیں۔ اور جیو اور آتما میں جو ظاہرا علیحدگی ہے۔ وہ دور ہو جاتی ہے۔

(۵۸) اس لئے اے لکشمن! جب تک پورا گیان ہو۔ تب تک میرا بھجن اور سمرن کرے۔ بھجن اور سمرن سے گیان ہوگا۔ یہی موکش کا زینہ ہے۔

(۵۹) ہے لکشمن! میں نے گیان کی جو باتیں کی ہیں۔ وید کا خلاصہ ہیں۔ میری ارادت سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ میرے اپدیش کا اچھی طرح خیال رکھو۔ اسی گیان سے موکش ہو جاتی ہے۔

(۶۰) ہے بھائی! مایا موہ کا جال سنسار کے چاروں طرف مکڑی کے جالے کی طرح محیط ہے۔ تمام جیو اس جال میں پھنسے ہوتے ہیں۔ جال سے چھٹکارے کی

تدبیر یہی ہے۔ کہ میری بھگتی کرو۔ میری موہنی مورت کا دھیان کرکے سارے جگت کو چھوٹا سمجھو۔ میری ارادھنا کرتے رہو۔ تمہارے پاپ دور ہو جائیں گے۔ آنند نصیب ہوگا۔

(۶۱) جو لوگ میری عبادت صدق دل سے کریں گے۔ میرے ست چت آنند سروپ کو ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن سے منترا سمجھیں گے۔ میرے نرگن روپ کو سرگن جان کر میری بھگتی کریں گے۔ انت میں میری جوت میں مل جائینگے ہے بھائی! جب بھاونا سے مجھے یاد کروگے۔ میں ملوں گا۔

(۶۲) ہے بھرانا! جو ہمارے کہے ہوئے پاٹھ کا گیان کرے گا۔ اسے میں ضرور ملوں گا۔ جو لوگ میرے اپدیش کو سنیں گے۔ وہ بھگت ہو کر پھل پاویں گے

# ادھیائے (۶۲)

## راجہ جدھشٹر اور دھرتراشٹ سے بھیشم جی کا اپدیش

راجہ جنمیجے جی بیشم پاین سے پوچھتے ہیں۔ کہ ہمارے دادا راجہ جدھشٹر جی نے بھیشم جی سے گیان اپدیش سن کرکے پھر کیا کیا۔

**بیشم پاین**۔ جبوقت بھیشم جی رام گیتا سنا چکے۔ تب : بید بیاس جی بھیشم جی سے محرک ہوئے۔ کہ راجہ دھرتراشٹ اور جدھشٹر کو ایک بار پھر اپنی نصیحتوں سے خوش کرو۔ اور ان کے دل سے تفکرا ور بھرم دور کر دو۔ جتنے عزیز اور اقارب مہابھارت میں کام آئے ہیں۔ ان کا غم دل سے ابھی دور نہیں ہوا۔

**بھیشم جی**۔ (راجہ جدھشٹر سے) ہے پتر! اب تم راج کاج دیکھو۔ دل کو سادھان کرو۔ مرے ہوؤں کا رنج کرنا فضول ہے۔ بشنو بھگوان کی عبادت کرکے چھتری دھرم کا پالن کرو۔ میں بھی اس سنسار سے رحلت کرنا چاہتا ہوں۔ ازاں

سورج آ گئے۔ جب میری روح اس جسم سے علیحدہ ہو۔ تم اپنے بھائیوں اور کرشن چندر مہاراج کے ساتھ میرے پاس آنا اور میرے ترنک شریر کا کریا کرم کرنا۔
راجہ جدھشٹر۔ آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ یہ کہکر راجہ جدھشٹر بھیشم جی کا طواف کر کے راجہ دھرتراشٹ اور اپنی چچی گاندھاری کے ساتھ ہستنا پور آئے دیکھنے لگے۔

# ادھیائے (۸۲)

# بھیشم جی کی آخری نصیحت۔ راجہ جدھشٹر سے

بیشم پائن جی راجہ جنمیجے جی سے محرک ہیں۔ کہ راجہ جدھشٹر بھیشم جی سے وداع ہو کر ہستناپور آئے۔ ارکین سلطنت سے مشورہ کر کے رعیت کی دیکھ بھال شروع کی۔ جودوسخا اور دہش سے رعیت کو خوش کیا۔ انصاف پسندی اور منصف مزاجی سے ملک میں امن قائم ہو گیا۔ رعیت شاداں و فرحاں اپنے اپنے کام میں مشغول تھی۔ کسی طرح کا فتنہ و فساد ملک میں نہ تھا۔ شیر و بکری ایک گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔ اسی طرح پچاس روز حکومت کرتے گزرے ہوں گے۔ کہ راجہ جدھشٹر کو بھیشم جی کا خیال آیا۔ اُتراین سورج آ گئے تھے۔ راجہ جدھشٹر نے معہ اپنے بھائیوں اور راجہ دھرتراشٹ و کرشن چندر بھگوان کے بھیشم جی کے پاس جانے کا ارادہ کیا شہر کے باہر ڈیرہ ڈال لیا۔ لوگ پھول۔ ہار۔ چندن کافور طرح طرح کی خوشبویات اور قیمتی کپڑے لے کر حاضر ہوئے۔ کرشن چندر دِدُر جی کے ساتھ بھیشم جی کے درشنوں کی خاطر کورو کشیتر کی جانب روانہ ہوئے۔ راجہ جدھشٹر بھی ہاتھ میں اگنی لئے سب سامان سے لیس ہو کر بھیشم جی کے پاس پہنچے۔ نارد و ویول۔ بیاس وغیرہ مہارشی اور بہت سے راجے جو مہابھارت میں بچ گئے تھے۔ بھیشم

جی کے چاروں طرف براجمان ہیں۔ راجہ جدھشٹر تیروں کی سیج پر استراحت فرمانے والے بھیشم جی کو ڈنڈوت و پرنام کرکے رشیوں کے قدم بوس ہوئے۔ اور بھیشم جی سے ہاتھ جوڑ کر التماس کیا۔ کہ ہے پرپتا! آپ کے زیارت کے واسطے کرشن چندر بھگوان اور میرے بھائی بند آئے ہیں۔ میرے پتا راجہ دھرتراشٹر آپ کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ کے کریا کرم کے لئے اگنی ساتھ لایا ہوں۔ جیسی اجازت ہو۔ عمل کروں۔ تب گنگا جی کے لڑکے بھیشم جی نے آنکھ کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ اور راجہ جدھشٹر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اچھے وقت آگئے۔ میری رحلت کا وقت آگیا۔ ماگھ کا مہینہ ہے۔ اترائن سورج ہیں۔ تیروں کے نوکدار فرش پر ۵۸ روز جیسے ایک جگ کی تال گذر گئے۔ جس قدر تکلیف ہوئی۔ میں ہی جانتا ہوں۔ شکل پکش شروع ہوا چاہتا ہے۔ صرف تین انش باقی ہیں۔ تم میرے پاس رہو۔ یہ کہکر راجہ دھرتراشٹر سے مخاطب ہوئے۔ ہے پتر! تم رنج و غم چھوڑ دو۔ دھرم پالن کرو۔ مرے ہوئے لڑکوں کا افسوس کرنا فضول ہے۔ نارائن سے دھیان لگاؤ۔ وید بیاس جی سے دیوتاؤں کی گپت باتیں سن چکے ہو۔ ادھرمی دریودھن اپنے کئے کی سزا پا گیا۔ راجہ جدھشٹر دھرم کا جاننے والا۔ بزرگوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ یہی تیرا لڑکا ہے۔ تیری خدمت میں کبھی کوتاہی نہ کریگا۔ تم راجہ جدھشٹر کو محبت کی نگاہ سے دیکھو۔ دریودھن ہمیشہ تم سے منحرف رہا۔ کبھی تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا۔ لیکن جدھشٹر تمہارے خلاف کبھی نہ ہوگا۔ بچپن سے اس کے اوصاف ایسے ہی تھے۔ بڑا دھرماتما اور سعید لڑکا ہے۔ اور تمہارے سو پتر بڑے مذموم اور کبر و نخوت سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کا سوچ مت کرو۔ پھر کرشن چندر بھگوان سے مخاطب ہوئے۔ دو نوں ہاتھ باندھ کر بھگوان۔ شنکھ چکر گدا کے دھارن کرنے والے۔ آپ کو نمسکار ہے۔ مخلوقات عالم میں آپ کا ہی پرکاش ہو رہا ہے۔ جیووں کی ہلاکت اور پیدائش آپ ہی کی ذات پر محول ہے۔ آپ نرگن ہو کر سرگن اوتار دھارن کرکے پرتھوی کا بوجھ اتارنے والے ہیں۔ کوروں اور پانڈوؤں کا سنگرام کرا کر پرتھوی کا بوجھ اتارا۔ جو دھرم کرتا ہے۔ آسی کی جے ہے۔ دریودھن ابھمانی تھا۔ اور جدھشٹر دانی۔ دریودھن اپنے کرم سے مارا گیا۔

راجہ جدھشٹر آپ کی شرن ہے۔ اس کی رکشا اور حفاظت آپ کرتا رہیگا۔ میں نے دریودھن کو لاکھ سمجھایا۔ کہ جس طرف کرشن چندر ہوں گے۔ اُدھر فتح ہو گی۔ مگر اس نے نہ مانا۔ آپ بھی جنہم داخل ہوا۔ اور بڑے بڑے شور بیر مارے گئے۔ آپ نے بدری آشرم میں بہت بڑا تپ کیا۔ بیاس جی۔ دیول۔ نارد آپ کی مہاں کو خوب جانتے ہیں۔ ارجن نر کا اوتار ہے۔ اور آپ نارائن ہیں۔ نر نارائن دونوں ساتھ ہی اوتار لیا کرتے ہیں۔ ہے مدھوسودن! ہے ابناشی! آپ سے یہی چاہتا ہوں۔ کہ اتر این سورج ہونے پر دنیا سے رحلت کروں۔ اور آپ کی کرپا سے پرم گت پاؤں۔

کرشن چندر۔ ہے گنگا پتر! میری دعا ہے۔ کہ آپ بسوروپ ہو کر سورگ میں باس کرو۔ آپ نے زندگی بھر کوئی گناہ نہیں کیا۔ پتا کے بھگت ہو۔ مارکنڈے رشی کی طرح موت تمہارے آدھین ہے۔

بھیشم جی نے کرشن بھگوان کی گفتگو سنکر جتنے رشی اور راجہ براجمان تھے۔ کہ کرشن چندر کو ڈنڈوت کر کے سب سے کہا۔ تم لوگ ملکر دعا کرو۔ کہ میری مغفرت ہو۔ اپنا شریر چھوڑنا چاہتا ہوں۔ دھرموان راجہ جدھشٹر! راجہ دھرت راشٹر کو اپنا پتا سمجھنا۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ راجہ دھرتراشٹر سے بھی اسی طرح کی۔ کہ راجہ یدھشٹر تمہارا پتر ہے۔ تمہاری سیوا اچھی طرح کرے گا۔ خبردار دریودھن آدک لڑکوں کے غم سے سینہ فگار نہ ہونے پائے۔ اب میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ وہ وقت آگیا۔ جس کا انتظار تھا۔

## ادھیائے (۴۸)

## بھیشم جی کی وفات گنگا جی کے اظہار سرکرشن بھگوان کی نصیحت

بھیشم پاین جی رطب اللسان ہیں۔ بھیشم جی باتیں کرتے کرتے خاموش ہو گئے

کرشن چندر، راجہ جدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ وغیرہ بھیشم جی کی طرف خاموشی سے دیکھ رہے ہیں۔ بھیشم جی کے جسم پر کبھی حرکت ہوتی اور کبھی بالکل بے حس ہو جاتا۔ کچھ دیر بعد یہ کیفیت نظر آئی۔ کہ تمام بدن جو تیروں سے چھلنی۔ زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ یکایک ایسا دکھائی دیا۔ کہ بدن پر ایک بھی زخم نہیں ہے۔ بالکل صاف گویا سوئی کی نوک کا بھی زخم نہ تھا۔ جتنے رشی منی پاس بیٹھے تھے۔ سب دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ اتنے میں بھیشم جی کا فرق مبارک شگاف ہوا۔ اور دسوں دوار سے پران نکل کر آکاش کو چلے۔ اور سورگ کیطرف راہی ہوئے۔ آسمان سے دیوتاؤں نے گل افشانی کی۔ برہمن اور رشیوں کے منہ سے بے ساختہ بھیشم جی کے لئے دعائے خیر نکلنا شروع ہوئی آفرین اور مرحبا کے نعروں سے تمام کورو کشیتر گونج اٹھا جب بھیشم جی کے پران کپتال توڑ کر اوپر کو چلے۔ تو ایک نور دکھائی دیا۔ وہ نور آسمانی میں لہراتا ہوا یکایک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ودر جی اور راجہ جدھشٹر وغیرہ نے چندن اور اگر کی چتا بنائی۔ یوتس چتا بنانے میں مصروف ہوا۔ اور بھیشم جی کے شریر کو اشنان کرا کے خوشبویات ملی گئیں۔ پانڈوؤں نے خوشبودار ہار گلے میں ڈالے۔ وید کی رچائیں پڑھی جا رہی ہیں۔ نعش چتا پر رکھی گئی۔ اور راجہ دھرتراشٹ اور راجہ جدھشٹر نے پرکرماں کر کے چتا کو آگ لگائی۔ چندن اور اگن کی خوشبوؤں سے وہ مقام مہک اٹھا۔ اس طرح کریا کرم ہونے کے بعد لوگ گنگا جی پر اشنان کو گئے۔ بیاس جی۔ نارد۔ دیول اور کرشن چندر اور تمام رانیاں جو ساتھ تھیں۔ گنگا جی میں اشنان کرنے لگے۔ اور تلانجلی ہونے لگی۔ گنگا جی سے نکل کر اسطرح ورلاپ کرنے رونے لگیں۔ ہے میرے پیارے بیٹے بھیشم۔ تم اپنے پتا کے بھگت تھے۔ پرسرام جی سے یدھ کر کے انہیں نیچا دکھایا پرتھوی کے راجے تمہارے حکم سے سرتابی نہ کر سکتے تھے۔ وید اور شاستروں سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ افسوس ایسا شورویر نامرد سکھنڈی کے ہاتھوں مارا جائے۔ اس طرح گنگا جی بین کر کے رو رہی تھیں۔ اسوقت کرشن چندر بھگوان نے سری گنگا جی کو اسطرح سمجھایا۔ ہے گنگا! تمام تیرتھوں میں جو تمہاری مریادا رکھی گئی ہے۔ وہ دوسرے تیرتھ کی نہیں ہو سکتی تم میں اشنان کرنے والے منش موکش پاتے ہیں۔ گناہوں کی سیاہی دھو دیتی

ہو۔ آپ رنج و غم سے سینہ فگار نہ کریں۔ بھیشم جی اپنے وقت کے یکتا تھے۔ اب وہ سُرگ میں براجمان ہیں۔ بھیشم جی بسو کا اوتار تھے۔ جن کو اِندر بھی جیت نہ سکتا تھا۔ ارجن کے تیر خارا شگاف نے انکے جسم کو چھلنی کر دیا۔ جو آج اپنی مرضی سے دُنیا کو چھوڑ کر بسو دیوتاؤں سے جا ملا۔ ارجن نَر کا اوتار ہے۔ جس دیوتا نے سراپ کی وجہ سے انسانی رُوپ دھارن کیا تھا۔ آج سراپ سے چھوٹ کر سُرگ میں قرار کیا۔ سکھنڈی کی اتنی مجال نہ تھی۔ کہ آپ پر تلوار چلاتا۔ ہرگز سکھنڈی کے ہاتھوں ان کی موت نہیں ہوئی ہے۔ دیوی تم برہم سبھا کے رہنے والی۔ سُورگ تمہارا مسکن ہے۔ اپنے پتر کو بسوؤں میں جا کر دیکھ لو۔ کرشن چندر بھگوان کی باتیں سُنکر سری گنگا جی انتر دھیان ہو گئیں۔ اور کرشن چندر راجہ جدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ کے ساتھ کروکشیتر سے آئے۔ اور ہستناپور میں آنند ہونے لگے۔

# اُوشاسن پرب ختم ہُوا

# مہابھارت

## حصہ چہاردہم

## اشومیدھ پرب

### ادھیائے (۱)

### بھیشم پتامہ کے انتقال پر راجہ جدھشٹر کا غم۔ اور راجہ دھرت راشٹر کی فہمائش

ویشم پائن راجہ جنمیجے جی سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ جب وقت بھیشم جی کے کریا کرم سے فرصت پائی۔ راجہ جدھشٹر پر تمام غم کی گھٹائیں چھا گئیں۔ غش در غش پھر تازہ ہو گیا۔ آہ تک زبان سے نہیں نکلتی۔ سکتے کا عالم طاری تھا۔ یکایک چکر آیا۔ زمین پر گر پڑے۔ کرشن بھگوان نے بھیم سین کو اشارہ کیا۔ بھیم سین نے راجہ جدھشٹر کو اٹھایا۔ ادھر ہوا دینے لگے۔ راجہ جدھشٹر ہاتھ ملتے رہ گئے۔ زبان سے بات نہیں کر سکتے۔ اس قدر رنج ہے۔ کہ زبان اظہار نہیں کر سکتا۔ کرشن جی نے کہا مہاراج آپ ہیں۔ دھرم راج جی غم کی کچھ حد بھی ہے۔ تمہارا جسم اس قابل نہیں

کہ رنج و غم برداشت کر سکے۔ بدن لاغر ہو رہا ہے۔ چلنے میں اینورانے ہیں۔ عقل سے کام لو۔ دلکو سمجھاؤ۔ ہوش و حواس درست کرو۔ اپنے پتا۔ راجہ دھرتراشٹ کا منہ دیکھو۔ راجہ دھرتراشٹ جدھشٹر کے پاس آئے۔ اور اس طرح فہمائیش کرنے لگے۔

دھرتراشٹ۔ بیٹا۔ اسقدر رنج و غم فضول۔ میری حالت دیکھو۔ اور استقلال سے کام لو۔ آہ جسوقت اپنے بیٹوں کو یاد کرتا ہوں۔ جانتے ہو۔ مجھ پر کیا گزرتی ہے۔ تمہیں دیکھکر نہال ہو جاتا ہوں۔ کلیجہ بڑھ جاتا ہے۔ دل ہرا ہو جاتا ہے۔ رنج کرنے سے مردے زندہ تو نہ ہو جائیں گے۔ خوشی خوشی راج کرو۔ ایشور نے تمہارے ہاتھوں عنان حکومت سپرد کی۔ دھرم یدھ کرکے فتح حاصل کی۔ بھیشم جی سے گیان سیکھا۔ تمہاری چچی گاندھاری اپنے بیٹوں کی موت سے کسقدر محزون ہو رہی ہے۔ اس کے دل کو تقویت دو۔ افسوس میری غفلت نے دن دکھایا۔ کہ سارا خاندان تباہ ہو گیا۔ ودر جی نے لاکھ سمجھایا۔ مگر بدقسمت دریودھن کی محبت میں مجھے کچھ نہ سوجھا۔ ہائے بڑھاپے کی لاٹھی کا سہارا اب تم ہی ہو۔ میری حالت دیکھو۔ اور صبر و سکون سے کام لو۔ گیان وان ہو کر رشیوں منیوں کی صحبت اٹھائی ہے۔ علم وید سے واقف ہو۔ پھر کیوں۔ اس قدر مغموم و مضطرب ہوتے ہو۔

# ادھیائے (۲)

## راجہ جدھشٹر کو یگیہ کرنے کی فہمائش

## بیاس جی کی زبانی

راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت آمیز گفتگو راجہ جدھشٹر کی آتش غم پر پانی کا کام کر گئی۔ دل متاثر ہو گیا ہے۔ ہچکیاں بندھ رہی ہیں۔ مگر زبان سے بات نہیں نکلتی۔ کرشن بھگوان راجہ جدھشٹر کی حالت زار دیکھکر تسکین دیتے ہیں۔ بھائی

استعدار پتیا پی۔ عقلمند ہو کر استقلال چھوڑ ے دیتے ہو کیا نہیں جانتے۔ کہ مرے ہوؤں کا غم کرنے سے پتر لوک پس جین نہیں پاتے۔ بہت بڑا دردہوتا ہے۔ برہمنوں کی سیوا کرو یگیہ کر کے غریبوں محتاجوں سے سلوک کرو۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبر لو۔ رشیوں کو دان دو۔ مہا گیانی بھیشم جی نے استدر گیان سکھایا۔ کیا تم پراثر ہوا۔ جاہلوں اور احمقوں کی مثال جاءیا کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے۔ لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ رونے دھونے سے مردہ زندہ نہیں ہوتا۔ دانشمند و وید ہو۔ مایا موہ کے جال میں دانستہ نہ پھنسو۔ نشیب و فراز زمانہ دیکھتے ہو۔ پھر دنیا میں دل لگاتے ہو۔ پشت ہمت نہ بنو۔ باپ دادوں کے طریقوں کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ انہیں کی طرح جو دو سخاوت میں نام پیدا کرکے دنیا میں نیکنامی حاصل کرو۔ لوگ تمہیں دیا وان دھرم وان کے لقب سے ملقب کرتے ہیں پھر ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔ کہ جس سے لوگ خندہ زن ہوں۔ مرے ہوؤں کا غم کسی حالت میں عقلمندوں زیبا نہیں۔ جو مہابھارت کی لڑائی میں جان بحق ہوا۔ سیدھا سُرگ گیا۔ آپ اس کی گرد بھی نہیں پا سکتے۔ کرشن بھگوان کی دلپذیر تقریر سے راجہ جدھشٹر کو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ جواب دیا۔ پرتھوی ناتھ! آپ نے جو کچھ فرمایا۔ درست ہے آپ کی کرپا سے میرے مقصد دلی بر آئے۔ اور آئندہ بر آویں گے سہے باسدیو مجھے اس لڑائی میں بھیشم پتامہ جو کہ ان کے مارنے کا از حد رنج ہوا۔ آپ سے مستدعی ہوں۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو دنیا پر لات مار کر کسی جنگل میں گوشہ نشینی اختیار کروں۔ اور یکسوئی حالت سے عبادت معبود میں بقیہ عمر آنند سے گزاروں سراج پاٹ سے دل اُچاٹ ہے۔ راجہ جدھشٹر کی مایوسانہ تقریر سنکر وید بیاس جی سے رہا نہ گیا۔ اس طرح ہدایت فرمائی۔ بیٹا آج خلاف شان بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ بچوں کی سی عقل ہے۔ ذرا سوچو غور کرو۔ کہ کرشن جی اور ہم نے بارہا تمہیں نصیحت کی۔ مگر تم پھر سے ہی جاتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے۔ کہ کتنے بڑے زبردست اور بلوان راجے جن کے ڈنکے بجے ہوئے تھے۔ آن کی آن میں اجل نے لقمہ دہن بنا لئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ ایسے سورما بہادر بھی پیوند خاک جائیں گے۔ ان کا جلوہ و جلال دیکھ کوئی شخص یہ نہیں قیاس کر سکتا تھا۔ کہ اس بے بسی کے ساتھ ان کے سر زمین پر ٹھوکریں کھاتے ہوں گے۔ بیٹا ایک دن سب موت کے منہ میں ہوں گے۔ یہ کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ پھر تم سا

راجہ اس طرح کی باتیں کرے۔ تعجب ہے۔ ہم نے اور بھیشم پتامہ جی نے اسقدر گیان سکھایا۔ دُنیا کی فانی تصویر تمہاری آنکھوں کے سامنے کھینچدی۔ مگر تم ابتک اسی خیال میں گرفتار ہو۔ تمہاری قوت حافظہ اور دماغ بہت کمزور ہے۔ اسی سے موہ کے پھندے میں پھنسے ہو۔ کوئی شخص اگر یہ خیال کرے۔ کہ دُنیا سے قطع تعلق کر کے آزادی کے ساتھ بھگوت بھجن کروں۔ جب تک کہ ایشور کی مدد نہ ہوگی۔ دل بھگیت بھجن سے اُچاٹ رہیگا۔ اور اگر ایشور مددگار ہے۔ تو گرہستی ہی میں ایسا بیان ہوگا۔ جو جوگیوں اور رشیوں سے نہیں ہو سکتا۔ تمہارے یہ ذہن نشین ہوگیا ہے۔ کہ اِسقدر جانیں میری وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ کہ جس کی انتہا نہیں۔ بڑے گناہ ہوئے۔ نہ گناہوں کا کفارہ ہو۔ سہل تدبیر ہم بتاتے ہیں کرو۔ گناہوں سے چھوٹ جاؤگے۔ جپ تپ جگیہ کئی جنموں کے پاپ سے نجات دِلاتے ہیں۔ دیوتاؤں کو دیکھ لو۔ جب کبھی لڑائی کی۔ فوراً یگیہ کیا۔ اور مشکلیں آسان ہوگئیں۔ بیٹا تم بھی اشومیدھ سرپ میدھ۔ نر میدھ۔ راجسوی جگیہ کرو۔ رشیوں منیوں کو بھوجن کرا کر دکشنا دو۔ پاپ سے چھوٹ جاؤگے۔ دسرتھ نندن سری رام چندر نے لنکا فتح کرکے اشومیدھ یگیہ کیا تھا۔ تمہارے پتامہ راجہ بھرت نے یگیہ کرکے برہمنوں کو دان دیا۔

**راجہ یدھشٹر۔** بہت خوب۔ اشومیدھ یگیہ کرنا ضروری ہے۔ اس یگیہ سے انسان پاک ہوجاتا ہے۔ مگر میرے پاس اسقدر دولت نہیں۔ ایسے یگوں میں زر کثیر صرف ہوتا ہے۔ میں اپنے باجگذار راجوں کو ستانا نہیں چاہتا۔ وہ بچارے خود ہی اپنے باپ دادوں کے رنج اس لڑائی میں کام آئے۔ رنج میں مبتلا ہونگے اُس پر میری دِسنک جائے۔ کہ روپیہ دو۔ دریودھن کا خزانہ اس لڑائی کی بدولت خالی پڑا ہے۔ رعیت کو بھی نہیں ستا سکتا۔ اِسلیئے کہ دریودھن اپنی حیات رعایا سے زبردستی محصول وغیرہ باندھ کر روپیہ لے چکا ہے۔ اور وُہ لڑائی میں صرف ہوگیا رعیت خود ہی مجبور رہے۔ فاقہ کر رہی ہے۔ مجھے کہاں سے دے۔ اگر یہ کہا جائے کہ روپیہ کی بجائے پرتھوی دکشنا میں دیدیں۔ تو بھی گوارا نہیں۔

**بیاس جی۔** دھرموان راجہ! روپیے کا سوچ مت کرو۔ میں تدبیر بتلاتا ہوں

کسی زمانے میں راجہ مرت نے ہمالیہ پہاڑ پر یگیہ کیا تھا۔ اسقدر سونے چاندی کے ظروف اکٹھے ہوئے تھے۔ کہ ابتک زمین کھودنے سے نکل آتے ہیں۔ کسی کو بھیج کر وہ دفینہ منگوالو۔ اگر وہ دولت ہاتھ آ گئی۔ تو یگیہ بہت خوش اسلوبی سے انجام پاوے گا۔

# ادھیائے (۳)

## راجہ مرت کا اتہاس

**راجہ یدھشٹر**۔ ویاس جی سے پہلے آپ راجہ مرت کی کتھا سنا دیں۔ پھر دیکھا جاوے گا۔ اگر بن پڑا۔ تو خزانہ منگوالوں گا۔

**بیاس جی**۔ راجہ منو کی اولاد میں اکشواک سورج بنس میں بہت ممتاز راجہ گزرا ہے۔ اُسی کے خاندان میں راجہ مرت جلیل القدر راجہ ہفت اقلیم کا فرمانروا تھا۔ چنانچہ اشومیدھ یگیہ کا بانی راجہ مرت ہی ہوا۔ ہمالیہ پہاڑ پر جگیہ کرنا چاہا۔ دیوتاؤں کے گورو برہسپت جی یگیہ کرنے میں مخل ہوئے۔ اور اعتراض پیش کیا۔ کہ یگیہ دیوتاؤں کے سوا آدمی نہیں کر سکتے۔ راجہ مرت برہسپت جی کے جواب سے مکدر ہو کر سوچنے لگے۔ کہ کس سے کہوں۔ جو یگیہ کراوے۔ نارد جی سے عرض حال کیا۔ تب سمورت رشی برہسپت جی کے چھوٹے بھائی کو بلایا۔ اور یگیہ کرایا۔ برہسپت جی راجہ اندر کو لئے ہوئے عین موقعہ یگیہ پر شراب نوشی کی غرض سے تشریف لائے۔ دھرم پتر راجہ یدھشٹر! راجہ مرت نے اسقدر سونے چاندی کے برتن بنواے۔ اور اتنی دکشنا سونے کی دی تھی۔ کہ ابتک زمین میں اسقدر زر و جواہر دفن ہے۔ کہ شمار میں نہیں آسکتا۔ اور نہ آجتک کسی راجہ کے پاس اس قدر دولت ہے۔ جیسی کہ ہمالیہ پہاڑ پر اس وقت موجود ہے۔ اسے راجہ میخو پال پہاڑ کی ایک چوٹی ہے جہاں سدا شیو جی پاربتی جی کے ساتھ بہار کرتے ہیں۔ اشونی کمار۔ آٹھ بسو ۱۲ سورج بسیر دیوا دیوتا وغیرہ سیر و تفریح کی غرض سے آتے رہتے ہیں۔ اس چوٹی پر ابتک خزانہ محفوظ ہے۔ تم وہاں جاکر شیو جی مہاراج کی پوجن کرو

اور وہاں سے وہ خزانہ اُٹھوا کر اشومیدھ یگیہ میں صرف کرو۔

بیاس جی کی زبانی یہ حال سُنکر راجہ جدھشٹر کو از حد خوشی ہوئی۔ وزیروں اور اراکین سلطنت سے مشورہ کر کے ارادہ مصمم کر لیا۔

کرشن چندر۔ راجہ جدھشٹر دُنیا میں جتنی باتیں ہیں۔ جیو کو بچانے والی ہیں۔ مگر راستی کی وقعت بیشک سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ راستی ہی برہم ہے۔ راستی ہی سے موکش حاصل ہوتی ہے۔ مرض دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جو جسم سے تعلق رکھتا ہے۔ دُوسرا مانسی جو دل پر گزند پہنچاتا ہے۔ دُکھ درد وغیرہ۔ پھوڑا پھنسی بخار وغیرہ مرضوں سے جو تکلیف جسم پر ہوتی ہیں۔ یہ شریر کا روگ کہلاتی ہیں۔ دل میں رنج اور دُکھ پیدا ہونے سے جو اذیتیں لاحق پیدا ہوتی ہیں۔ وہ خوشی اور راحت سے دُور ہو جاتی ہے۔ کوئی دُکھ سہتا ہے۔ کوئی چین کرتا ہے۔ یہ دُنیا کا دستور ہے راجن۔ تم دُکھی نہیں ہو۔ دُکھ کی یاد کرنے سے تم کو دُکھ ہوتا ہے۔ برہم کا دھیان کرو۔ وہی کرتا اور دھرتا ہے۔ اس کی یاد سے آنند ہوگا۔ تمہیں خیال کرو کہ پہلے مغرور دریودھن کے ہاتھ سے کسقدر صدمے اُٹھانے پڑے۔ کتنی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ نازو نعم سے پلی ہوئی دروپدی نے جنگل کی خاک چھانی۔ بھیشم پتامہ اور درونا چارج ایسے شُورویر دریودھن کی طرف سے ہم نبرد ہوئے۔ اور تم نے ان سب پر فتح پائی۔ ایسی ایسی تکلیفیں اُٹھائیں۔ مگر پھر بھی خیال نہیں ہوا۔ اتنی بڑی فتح حاصل کر کے دل کو مسخر نہ کر سکے۔ حیف ہے۔ تم کو چاہیئے۔ کہ چنچل من کو تسخیر کرو۔ اور بزرگوں کی عزت قائم رکھ کر رعیت کا پالن کرو۔ یہ دھرم راج ارا ج مل جانے سے دل میں صفائی نہیں ہوتی۔ جب تک کام کرودھ لوبھ موہ کی سیاہی سے صاف نہ کیا جائے۔ مرت دو حرف ہیں۔ [illegible] اور سناتن برہم ہیں تین حرف ब्रह्म اور सनातन اور من کی چنچلتائی سے جو ناش ہوتا ہے۔ اور یہی مرت ہے۔ سناتن برہم یہی ہے۔ جب یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ یہ میرا نہیں ہے۔ مرت اور برہم دونوں جو نظر نہیں آتے۔ یہی دونوں دل میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ دُنیا کے کارخانے ہمیشہ یہی رہیں گے۔ مگر یہ جسم دکھائی نہ دیگا۔ دھن دولت پرتھوی پا کر بھی جن لوگوں کی تمنا نہیں چھوٹی۔ ان کے لیئے نرک ہے۔ یا جو صحرا نوردی کر کے جنگلی پھلوں پر

گزران کرتے ہیں۔ مگر دل پر قابو نہیں رکھتے۔ وہ موت کے منہ میں ہیں۔ جو لوگ گرہست آشرم میں رہ کر دنیا کے دھندوں کو بکھیڑا جانتے ہیں۔ ایسے لوگ برہم میں وصل ہو جاتے ہیں۔ دانا عاقل وہی ہیں۔ جو من پر قابو رکھتے ہیں۔ دھرم کے پابند رہتے ہیں۔ جو اس ظاہری و باطنی پر جنکو احساس نہیں وہ دھرموان نہیں۔ جو مقصد کا خیال نہ کر کے دھرم کرتے ہیں۔ وہی دھرم وان ہیں۔ ہے راجن! بغیر یوگ سادھے کوئی مجھ کو نہیں پا سکتا۔ میری ہدایت ہمیشہ یہی ہے۔ کہ میں اُتم جپ کرنے والا ہوں جب میں خود ہی اپنا جپ کرتا ہوں۔ تو سنساری جبتک میرا دھیان اور جپ نہ کریں گے۔ میں انہیں کیونکر مل سکتا ہوں۔ لوگ یگیہ کرتے ہیں۔ اور کامنا چاہتے ہیں۔ اسی سے یگیہ سپھل ہوتا ہے۔ یعنی مراد تو ضرور حاصل ہوتی ہے۔ مگر موکش پد نہیں حاصل ہو سکتا۔ یگیہ آدک کرموں میں دھرماتماؤں۔ جیوؤں میں جیو آتما۔ جیو مایا موہ میں پھنسے ہوئے مجھے نہیں پہچانتے۔ میں ان جیوؤں کو دیکھ کر ہنستا ہوں۔ اس لئے اے راجہ! تم یگیہ کرو۔ اور میرے ارپن کرو۔ یگیہ سے دل کی کثافت دور ہو جاتی ہے۔ روشن ضمیری میں نیک و بد میں تمیز رہتی ہے۔ تب موکش ملجاتی ہے۔ دھرم پتر راجہ یدھشٹر! اشومیدھ جگ کرو۔ اور بلا کسی الجھان کے دکشنا دے کر رشیوں اور وید پاٹھیوں کو بھوجن کراؤ۔ مرے ہوؤں کا غم کرنا بے سود ہے ان کا ملنا دشوار ہو گیا۔ وہ کسی طرح نہیں مل سکتے۔

# اُدھیائے (۴)

## مرے ہوؤں کا شرادھ اور ترپن

بھیشم پاین جی راجہ جنمیجے جی سے اس طرح متکلم ہیں۔ کہ جب راجہ جدھشٹر کو کرشن چندر مہاراج اور راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت سے کسی قدر تسکین ہوئی۔ دلی جذبات دب گئے۔ کرشن چندر مہاراج کی پوجن کی۔ اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ عدل اور انصاف پرستی شیوہ رکھا۔ رعیت خوش ہوئی۔ دل میں

اشومیدھ یگیہ کی ٹھانی۔ راجہ پرست کی دولت حاصل کرنے کی خواہش ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹ اور یدھشٹر نے شاستر کے بموجب پتروں کا شرادھ کیا۔ وید پاٹھیوں کو نقد جنس دے کر بہت خوش کیا۔ راجہ جدھشٹر اور دھرمپوان راجہ تھا۔ اس کے عہد میں کوئی انسان مفلوک نہ تھا۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اس نے راجہ دھرتراشٹ کی عزت اور خدمت کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی۔ اپنے باپ کی طرح مانتا۔ علی الصباح قدم چھوتا اور مستفسر مزاج تھا۔ یہ بات دریودھن کو بھی میسر نہ تھی۔ دھرتراشٹ راجہ جدھشٹر کی سخاوت دیکھ کر دریودھن کو بھول گیا۔ دل سے پانڈوؤں کے حق میں دعائے خیر نکلتی۔ بعض وقت اپنے اوپر نفرین بھیجتا۔ کہ میں ناحق ایسے سعید لڑکوں کی دریودھن کی محبت میں عیب جوئی کرتا رہا۔ انہوں نے میری ذات سے بڑی تکلیف اٹھائی۔ افسوس اُس وقت ذرا بھی خیال نہ آیا۔ جب کرشن چندر نے ہدایت کی۔ کہ دریودھن کی محبت تجھے غارت کریگی۔ دریودھن بدخلق بے مروت اور دغاباز ہے۔ اسے نظر بند کر دے۔ کاش ان کے حکم کی تعمیل کرتا۔ تو آج یہ دن دیکھنے میں نہ آتا۔ نہ اتنی خونریزیاں ہوتیں۔ اتنی بڑی خونریزی کا باعث میں ہی ہوں۔ اے راجہ جنمیجے جی! دھرتراشٹ کی اب آنکھیں کھلیں۔ گو آنکھوں سے محروم تھے۔ مگر اب گیان ہو گیا۔ رنج و غم مفقود ہوا۔ اور ہر یدھشٹر کی بہبودی اور بہتری کی دعائیں مانگنے لگا۔

# ادھیائے (۵)

## کرشن چندر اور ارجن اندرپرستھ میں۔ گیتا سننے کے لئے ارجن کا اصرار

راجہ جنمیجے جی نے پوچھا۔ کہ جب راجہ جدھشٹر کرشن چندر کی باتوں سے شانت ہوا۔ تب باسدیو اور ارجن نے کیا کیا۔

ویشم پاین جی۔ راجہ جدھشٹر راج کرنے لگے۔ ارجن اور باسدیو جی

تیرتھ جاترا کرتے ہوئے اندر پرستھ یعنی دہلی پہنچے وہاں کی عمارت اور سجاوٹ کا ذکر بیشتر ہو چکا ہے۔ ارجن اور باسدیو شاہی محل میں فروکش ہوئے۔ مہابھارت کے تذکرے ہوتے رہتے۔ ارجن کی کدورتیں زائل ہو گئیں۔ جو عیش و آرام انہیں میسر تھا وہ اندر کو اندر آسن میں بھی نہیں۔ آپ کی باتوں سے ارجن کے شکوک رفع ہو گئے فرمایا۔ ہے ارجن! آفرین ہے تم پر۔ تمہاری جیوٹ اور بہادری کی بدولت راجہ جدھشٹر نے اتنی بڑی فتح حاصل کی۔ تمام پرتھوی زیر نگیں راجہ یدھشٹر ہے۔ تمہارے بازو کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ دریودھن مع اپنے بھائیوں کے بھارت کی لڑائی میں مارا گیا۔ میں نے تمہارا ساتھ دیا۔ تم کو فتح دلائی۔ ہر حالت میں تمہارا معاون رہا۔ مصیبت کے وقت آڑے آیا۔ راجہ جدھشٹر تخت سلطنت پر متمکن ہو گئے۔ اب میرا کیا کام ہے کہو تو دوارکا جاؤں۔ بہت دن آئے ہو چکے۔ بسدیو اور بلرام جی میرے نہ ہونے سے متفکر ہوں گے۔ اس لئے ہے ارجن۔ راجہ یدھشٹر سے اجازت مانگ کر مجھے رخصت کرو۔ روئے زمین پر اب تمہاری ہی حکومت ہے۔ ہفت اقلیم کے تاجدار تمہارے زیر نگین ہیں۔ کرشن چندر کی باتوں سے ارجن کا دل بھر آیا نہ جانے کو کہہ سکتا ہے نہ روک سکتا ہے۔ رنج تو بہت ہوا۔ مجبوری سے کہا۔ مربی حضور میں چارہ کس کا ایک بات کی تمنا اور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو گیان آپ نے آغاز جنگ کے وقت مجھے اپدیش کیا تھا۔ اب بالکل محو ہو گیا ہے۔ باعث تکلیف تو ہے مگر ایک بار پھر وہی گیان سنائیے۔

کرشن چندر۔ ہے دھننجے! وہ سناتن دھرم اور سانکھ یوگ اور جیو بیوگ کا ذکر جو میں نے کئے بیان کیا۔ وہ کہہ دینے کے لائق نہ تھا۔ مگر عقل نادان اگر ایسی بات کہئے۔ تو شکایت نہ تھی۔ تم سا عالم ہو کر ایسے کلمے کہے۔ مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ اب دوبارہ پھر ویسی ہی باتیں کرنا اور سمجھانا ناممکن ہے۔ مگر تیر تمہارے اصرار سے اسی بابت اس گیان کا خلاصہ بیان کروں گا۔ دل لگا کر سنو۔

## آغاز برہمن گیتا

کرشن چندر۔ ایک برہمن سرگ لوک سے میرے پاس آیا۔ میں نے اس کی

پوجن کی۔ میرے اُس کے مابین موکش دھرم پر باتیں ہونے لگیں۔ برہمن بولا۔ ہے پرشوتم! موکش دھرم مایا سے چھڑانے والا موہ کو دُور کرنے والا ہے۔ کاشب گوتری برہمن اور کسی دُوسرے گوتر کے برہمن سے یوگ اور گیان کی بابت جو باتیں ہوتی ہیں۔ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ میرا سندیہہ دُور ہو جائیگا۔ اور یہ گیتا کہنے اور سُننے کا پھل علیحدہ ہوگا۔ دُوسرے گوتر کا برہمن مہا گیانی اور جیسا اُنادرہی کتھا۔ کاشب گوتری اس برہمن کا قدمبوس ہوا۔ اور پوجا بھی کی۔ کاشب گوتری برہمن کی توجہ دیکھ کر وہ برہمن بہت خوش ہوا۔ اور بولا۔ ہے پُتر! دُنیا میں انسان ہر طرح کے کرم اور پُن (یعنی نیکی و بدی) کرتا ہے۔ مگر اس کو دُکھ کے سوا سُکھ نہیں ہوتا۔ میں اپنے پچھلے جنموں کا حال سُناتا ہوں۔ میں کام کرودھ لوبھ کے بس ہو کر کئی دفعہ سنسار میں آیا۔ اچھے کرم کئے سورگ پایا۔ سب سورگ کے آنند بھوگ کر پھر مرت لوک میں آنا نصیب ہوا۔ زندگی موت کی تکلیفیں جھیلتا رہا۔ ماتاؤں کے گربھ سے جنم لے کر دُودھ پیا۔ پاپ دیکھے اور بہت طرح کے سُکھ اور دُکھ نصیب ہوئے کبھی امیر کے یہاں پیدا ہوا۔ کبھی غریب کے یہاں جنم لیا۔ چین بھی پایا۔ دُکھ بھی اُٹھائے سورگ کی بھی سیر کی۔ نرک کے بھی صدمے اُٹھائے۔ جمراج کے دُوتوں نے بھی تکلیف دی۔ کہ سُننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ آخر کو میرا رجحان برہم کی طرف ہوا۔ سمادھی لگا کر برہم پرماتما میں مگن ہونے لگا۔ برہم سے دِل میں صفائی ہوگئی۔ کدورتیں جاتی رہیں اب مجھے آنند ہے۔ نہ دُکھ ہے۔ اب یہاں سے ست لوک جاؤں گا۔ اور موکش پا کر برہم میں واصل ہو جاؤں گا۔ اگیانی پُرش برہم کو نہیں جانتے۔ وہ مایا موہ کے جال میں پھنسے ہیں۔ برہم لوک آنکھوں کے سامنے نہیں۔ برہم کے قائل نہیں ہوتے۔ انہیں رشیوں اور شاستروں کے وچنوں پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اب میرا آنا دُنیا میں آنا ہوگا۔ ہے پُتر! تم جس واسطے میرے پاس آئے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ تمہیں جس بات میں شک ہو۔ بلا تامل پوچھو۔ تمہارے شکوک مِٹ جائیں گے۔

**کاشب گوتری۔** روح کیونکر جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ اور کس طرح ایک قالب سے دوسرے قالب میں جاتی ہے۔ روح جسم سے جُدا ہو کر برہم میں کیونکر مل جاتی ہے۔ جیو آتما اپنے کئے ہوئے کرموں کے پھل کس طرح بھوگتا ہے۔

سنو اے برہمن۔ جیو آتما جس حالت میں ہوتا ہے۔ اپنے شریر کے موافق ویسے ہی کرم کرتا ہے۔ اگر اچھے یعنی مت کرم کئے ہیں۔ تو ان کا پھل پورا ہونے پر خلاف باتیں ہونے لگتی ہیں۔ ناش ہونے سے پہلے اس کی عقل اُلٹے جواب دے دیتی ہے۔ برہم کا گیان اُسے نہیں ہو سکتا ہے۔ سو یہ سے نئے جسم یعنی شریر میں روح کو آنا پڑتا ہے۔ موت کی تکلیفیں سہتا ہے۔ جنم سے دُکھ اٹھاتا ہے۔ ایسے جیو آتماؤں کو سنتوکھ یعنی قناعت نہیں ہوتی۔ کھانے پر زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ ممنوع غذا یعنی گوشت خوری۔ شراب نوشی اور ایسی غذائیں جن سے جسم تندرست نہیں رہ سکتا۔ استعمال ہوتی ہیں۔ ایسے آدمی غذا کے بند سے سکڑ جاتے ہیں۔ تو بھی بڑا نہیں۔ انہیں ہر وقت کھانا ہی کھانا سوجھتا ہے۔ عیش پرست ہوتے ہیں۔ مباشرت پر طبیعت زیادہ راغب ہوتی ہے۔ وقت کا لحاظ نہیں کرتے۔ نطفہ خراب کرتے ہیں۔ رات دن کھانا اور سونا یہی دو باتیں رہتی ہیں۔ اس سے جسم پر عوارض دوڑتے ہیں۔ بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ مرض کی تکلیف اٹھائی نہیں جاتی۔ عاجز ہو کر اپنی موت آپ بلاتا ہے۔ گلے میں پھانسی دے کر مرنا چاہتا ہے۔ ہے متر! اس طرح جب شریر میں دُکھ اور روگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب وہ شریر ناش ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسرے حمل میں پرویش کرتے اور دُکھ اٹھاتے ہیں۔ جن جیو آتما یا یوا اوپر کو گت کرتی ہیں۔ اور روح یعنی جان موہ میں پھنس جاتی ہے۔ جس سے جان کا نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ بدن کمزور ہو جاتا ہے۔ جیو اتما تو ہے۔ وہ فانی نہیں ہوتا۔ یوگی لوگوں کو جن کے دیدہ باطن کھلے ہوتے ہیں پچھلے جنم کی یاد بھی رہتی ہے۔ جیسا وہ حمل میں ہوتے ہیں۔ اپنی یاد نہیں بھولتے۔ دنیا دار المحن ہے۔ جو جیسے کرم کرتا ہے۔ پھل پاتا ہے۔ دنیا ہی میں کرم کرنے کے پھل ملتے ہیں۔ برے کرم کرنے والے نرک میں جاتے ہیں۔ اچھے کرم کرنے والے کے لئے سورگ کا دروازہ کھلا ہے۔ مکت پدوی بہت مشکل سے ملتی ہے۔ سورج اور چندر لوک انہیں لوگوں کو ملتا ہے جن کے کرم اچھے ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے کئے کا پھل پاتے ہیں۔ تب وہ پھر مرت لوک میں گرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح سورگ کے بھی اُتم مدھم اور نکرشٹ تین درجے ہیں۔

---

# اَدھیائے (۱۶)

## برہمن گیتا

سدھ برہمن۔ اور یہ جو پوچھتے ہو کہ اس لوک میں اچھے یا برے کرموں کا ناش نہیں ہوتا۔ جیو بار بار پیدا ہوتے ہیں۔ اور کرم پھل بھوگتے ہیں جس طرح ایک ہرا بھرا درخت سینچنے سے بار آور ہوتا ہے۔ اسی طرح پاپ سے اور پاپ ہوتا ہے۔ من سب کا افسر ہے۔ کرم من کے آدھین ہے۔ جب جیو ماتا کے گربھ میں ہوتا ہے۔ خون سے بھرا ہوا حمل ٹھہرنے والا نطفہ اپنے کرم کے مطابق جسم حاصل کرتا ہے۔ اسوقت پرم جیو آتما ہو کر گربھ میں آپڑتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ موکش روپ کیونکر شریر دھارن کرتا ہے۔ دوسرے ظاہر بدن میں جیو آتما کیوں نہیں دکھائی دیتا۔ مگر جنبش اور حرکت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شریر میں جیو آتما ہے۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ جیو آتما دکھ اور سکھ کا ساتھی کیوں ہوتا ہے۔ پہلے سوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ سونے کا پانی اگر تانبے کے برتن پر چڑھایا جائے۔ تو وہ برتن بادی النظر میں سونے کا دکھائی دیگا۔ اسی طرح سوکشم جیو گربھ میں رہتا ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسا [illegible] رہتی ہے۔ مگر ظاہر میں نہیں دکھائی دیتی۔ اسی طرح حمل کے اندر جیو آتما ہے۔ مگر نظر نہیں آتا۔ تیسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ ایک چراغ کی روشنی تمام گھر میں اُجالا کر دیتی ہے۔ اسی طرح جیو آتما شریر کے اندر ہوتا ہے اور جیسے اچھے برے کرم کرتا ہے۔ ویسا ہی پھل بھوگتا ہے۔

دان برت۔ ماتا پتا کی سیوا۔ دیوتاؤں کی پوجن حواس خمسہ پر قابو۔ جیووں پر دیا۔ پرائی دولت سے اغراض۔ یہ باتیں سب وید پاٹھیوں اور عالموں کی ہیں۔ ایسے کرم کرنے والے [illegible] نہیں ہوتے۔ نہ ان کو نرک ہوتا ہے۔ نہ سُرگ ملتا ہے برہم میں واصل ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ سب جیووں کو آتما سمجھتے ہیں۔ وہ [illegible] روپ [illegible] موکش پا جاتے ہیں۔ جو انسان زندگی موت رنج و غم نفع نقصان کی

حالتوں میں یکساں رہتے ہیں۔ وہ موکش پاتے ہیں۔ نہ ان کو دشمن سے ڈر۔ نہ دوست کا غم۔ نہ بھائی بیٹوں سے محبت یا نفرت دھرم ارتھ کام کو ترک کرنے والے انسان کے لئے موکش کا دروازہ کھلا ہے۔ ان کو نہ کسی کی مذمت سے غرض۔ نہ کسی کی تعریف سے مطلب ہے۔ یوگ شاستر پر چلنے والے پہلے اپنی اندریوں پر قابو کرتے ہیں۔ اور پھر دنیا کی آشنائی سے دل ہٹا کر برہم پرماتما کا دھیان کرکے یوگ ابھیاس کرتے ہیں۔ تپسوی یعنی ریاضت پیشہ آتما میں برہم کو دیکھتا ہے۔ برہم کا دھیان کرتا ہے۔ جس طرح خواب میں جیو شریر سے علیحدہ ہو کر نہ جانے کہاں پھرتا رہتا ہے۔ پھر جاگنے کے وقت شریر میں پرویش کرتا ہے۔ اور اصلی حالت دیکھتا ہے۔ اسی طرح سمادھی لوگ سمادھی میں اپنے آتما کو سوروپ دیکھ کر بغیر سمادھی کے بھی سب کو آتما دیکھتے ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی سینک کو مونج سے نکال کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح سمادھی آتما کو سینک اور شریر کو مونج سمجھتا ہے۔ ایشور تینوں لوک کا سوامی ہے۔ وہی آتما ہے جو تمام کائنات میں جلوہ نما ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ جو گیانی ایسا خیال کرتے ہیں۔ وہ یوگی کہلاتے ہیں۔ نہ ان کو دکھ ہوتا ہے۔ نہ زندگی و موت کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ ایسے یوگی اس بدن کو چھوڑ کر دیوتا ہو جاتے ہیں۔ جس طرح یوگی اپنے شریر میں ویدانت پڑھ کر یوگ کا عادی ہو جاتا ہے۔ اب اس کی بابت ذکر ہوتا ہے۔ شریر کے اندر استقلال کے ساتھ دل کو ڈانواں ڈول نہ ہونے دے۔ پرماتما کا دھیان کرے۔ دنیاوی چیزوں سے متنفر رہے۔ یہی یوگ ہے۔ جب دل مستقل ہو جائے گا۔ تو برہم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ یہ بات جب ہی میسر ہو سکتی ہے۔ جب سب طرف سے من کو ہٹا کر پرماتما میں لگا دے۔ بلکہ بستی چھوڑ کر جنگل میں بود و باش اختیار کرے۔

صفائی کے ساتھ بھوجن کرے۔ شوچ اور اشوچ یعنی پاک چھوت کا خیال رکھے کیونکہ اس کے بغیر دل صاف نہیں ہوتا۔ صفائی قلب سے شکوک اور اعتراضات رفع ہوتے ہیں۔ وید میں لکھا ہے۔ کہ منہ کے اندر تالو میں الٹی زبان کو لگا دے۔ اسے کھیچری مدرا کہتے ہیں۔ سترے جی کا وچن ہے۔ کہ کپال کے سوراخ میں الٹی زبان لگانا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں اپنی نظر قائم کرنے کو کھیچری مدرا کہتے ہیں۔ زبان

کے زیریں حصّے کو کنٹھ کہتے ہیں۔ اس سے نیچے کا حصہ کنٹھ اورتالو کہلاتا ہے۔ ان دونوں کے نیچے حصّے کو حلق کہتے ہیں۔ اس کے نیچے پشت ہے۔ اسکا دھیان کرے یہاں پر دھیان لگانے سے طبیعت میں یکسوئی ہوتی ہے۔ حلق کی طرف رجحان یعنی دھیان کرنے سے بھوک پیاس نہیں لگتی۔ دل کے آسرے برہم استھان ہے۔ اور دل پانچوں حواس خمسہ کی رگوں کا مرکز ہے۔ جو تعداد میں ایک سو ایک ہیں۔ ان پر قابو ہو جانے سے جب مرت ہوتی ہے۔ تو پران کپال پھوڑ کر نکلتے ہیں۔

ہے سدھو سودن! میری یوگ سے بھری ہوئی باتیں کاشب گوتری برہمن نے سنکر پھر اُس سے اس لئے یوگ ابھیاس کی باتیں پوچھیں۔ بار بار یہی دریافت کرتا تھا۔ کہ کھانے کی چیزیں شکم میں کیونکر ہضم ہوتی ہیں۔ غذا سے خون کیونکر بنتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ کیونکر پیشاب اور غلیظ کی صورت میں ہو کر باہر نکلتا ہے۔ کیونکر یہ جسم عورت کے شکم میں پرورش پاتا ہے۔ پیشاب اور غلیظ کیونکر علیحدہ بنتا ہے۔ سانس کی روانی کیونکر ہے۔ یہ آتما شریر میں کس مقام پر رہتا ہے۔ ہے بھگوان میں نے اپنی ودیا کے موافق ان سوالات کے جواب دیئے۔ کہ جس طرح گھر کا مالک اپنے گھر کی چیزوں اور برتنوں کو رکھکر کہیں چلا جاتا ہے۔ اور پھر آکر اپنی چیزوں کو پہچان کر مصرف میں لاتا ہے۔ اسی طرح یوگی من کو اندریوں سے علیحدہ کر کے سانس کو روک کر آتما کو تلاش کرتا ہے۔ وہ تھوڑے ہی دنوں میں برہم آتما کو اپنے میں پا جاتا ہے۔ برہم آتما آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتا۔ نہ کسی اندری سے مانا جاتا ہے ہاں اگر دل میں صفائی ہو گئی۔ گمراہی جاتی رہی۔ آتما کا دیکھنا دشوار نہیں۔ وہ نرانکار ہے۔ اس پر بھی اپنی آنکھوں سے سنسار کو دیکھنے والا ہے۔ اگر دل پر قابو ہو گیا۔ اندریاں مغلوب ہو گئیں۔ تو پرماتما دھیان میں آجاتا ہے۔ اور پرماتما سے یگانگت ہونے میں موکش ہو جاتی ہے۔

یہ کہکر سری کرشن جی مہاراج نے ارجن سے کہا۔ کہ وہ برہمن موکش دھرم کہنے میں بہت عبور رکھتا ہے۔ مجھ سے یوگ ابھیاس بیان کرکے چلا گیا ہے پارتھ! ایسی بہتا سنت میں نے آغاز جنگ کے وقت تم سے کہا تھا۔ تم میرے پیارے ہو۔ اور گیان موکش کی باتیں تمہیں پسند ہیں۔ اس لئے میں نے دوبارہ تمہیں گیان اُپدیش کیا

ہے متر! جو آدمی برہم کو پہچانتے ہیں۔ وہ گیانی ہیں۔ ان کے دامن گناہوں سے آلودہ نہیں ہوتے۔ سب سے بڑھ کر دل ہے۔ اس کو بس میں کرنے سے سب کام سدھ ہو جاتے ہیں۔ جو انسان یوگ سیکھنا چاہے۔ تو چھ مہینے میں حاصل ہو سکتا ہے۔

# ادھیائے (۲)

## برہمن گیتا

کرشن بھگوان ارجن سے مخاطب ہیں کہ ایک برہمن کی عورت نے اپنے گیانی شوہر سے تنہائی میں سوال کیا۔ کہ اے سوامی! کہ تم برہمنوں کے کرم اگنی ہوتر وغیرہ سے دست کش ہوئے۔ دھرم بالکل چھوڑ دیا۔ میں تمہاری استری ہوں۔ استری اردھنگی ہوتی ہے (یعنی شوہر کے آدھے جسم کی مالک) تمہارے کرم دھرم میں آدھا حصہ میرا بھی ہے اس سوچ میں مجھے ہر وقت فکر رہتی ہے۔

برہمن۔ ہے پریہ! تمہاری باتوں کی نندا نہیں کرتا ہوں۔ اگیانی آدمی موہ میں پھنس کر کرم کرتے ہیں۔ سنیاس بغیر شبھ کرم کئے نہیں حاصل ہوتا۔ دو آنکھوں کے بیچ میں سانس روک کر دلکو دنیاوی سامان سے ہٹایا۔ اور برہم میں لگایا۔ دو ناڑی ہیں۔ جن کا نام ایڑا پنگلا ہے۔ ان کی فضلات دور کرنے والا جو سانس ہے۔ جو ان میں جاری ہے اسی کو روکنے سے جیو برہم میں پراپت ہو سکتا ہے۔ برہما دک دیوتا بھی اس پرانایام سے برہم کی اپاسنا کرتے ہیں۔ پرماتما انبانی ہے۔ نہ آنکھ سے دیکھا جاتا۔ نہ کان سے سنا جاتا ہے۔ اور نہ ناک سے سونگھا جاتا ہے۔ پانچوں حواس خمسہ اس کے جاننے میں عاری ہیں۔ اگر من صاف ہے۔ تو پرماتما سے ملنا کوئی بڑی بات نہیں۔ پرماتما عقل سے نہیں پہچانا جاتا۔ کیونکہ اس کی نہ کوئی صورت ہے نہ رنگ۔ وہ لکشنوں سے جانا جاتا ہے۔ پانچ بایو یعنی پران۔ اپان۔ سمان۔ بیان۔ ادان۔ بھان۔ اسطرح ظاہر ہوتی ہیں۔ سمان بایو ناف کے بیچ سے نکلتی ہے۔ اور بیان بایو سے ملکر تمام جسم میں حرکت کرتی ہے۔ سمان اور بیان کے وسط میں پران اور اپان کا گھر ہے۔ دونو

پران اور اپان کے رکنے پر سمان اور بیان بھی رُک جاتی ہے۔ لیکن سب جوڑوں میں موجود رہتی ہے۔ ادوان بایو پران اور اپان کے بیچ میں ہے۔ اس وجہ سے پران اور اپان سے انسان عالم خواب میں علیحدہ نہیں ہوتے پران چلائمان ہوتے ہیں۔ اس سے ادوان کہاتے ہیں۔ یعنی جیو آتما اور پانچوں وایو ایک ہی ادوان میں موجود ہیں۔ اسی سبب سے برہم جاننے والے تپ کرنے کے وقت مجھ میں ہی دھیان لگاتے ہیں۔ مجھ سے رواز نام اگنی سے ہے کثافت کے وسط میں لبوانتر نام اگن سات روپ سے رہتا ہے یعنی گھران[1] - جبھیا[2] - جگشو[3] - تک[4] - سروتر[5] - من[6] - بدھ[7] - یعنی سامعہ - باصرہ ذائقہ - لامسہ من اور عقل - لبوانز اگن کی زبان اگنی ہے - اور لبوانز اگن کا بسنا سمدھ ہے۔ اور یہی شبد ساتوں رج کہاتے ہیں۔ ساتوں بشیوں کو سوچنے والے انسان مخرور ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل انفاس کا ان سات اگنیوں سے میل ہے۔ اور گیانی ان ابھماوں سے علیحدہ ہو کر برہم سے پیدا ہونے والی اگنیوں کی خواہش کرتے ہیں۔ پرتھوی اکاش جل وایو - اگن - من - بدھ یہ ساتوں استھان برہم کے ہیں۔ سب روپ سے گیان رکھنے والے برہم میں پرویش کر جاتے ہیں۔ یعنی خواب کی حالت میں مُردے کی طرح بے خبر ہوتے ہیں۔ اور بیداری میں ہوشیار رہتے ہیں۔ سب سرشٹی کے سوامی آواگون کے آسرے روپ میں بٹے ہوئے ہیں۔ اسی سے گندھ پیدا ہوتی ہے۔ اسی سے فکروں سے بھرے ہوئے چت آئین ہوتا ہے۔ اور اسی سے نسچے کرنے والی بدھی کی پیدائش ہے۔ سات طرح کی آہتی ہے۔ انہی کے وسیلے سے پراچین رشیوں نے اندریوں کا روپ دریافت کیا۔ اور پہچانا۔ اور یہ بھی خیال کیا۔ کہ تمام دنیا کی پیدائش برہم سے ہے۔

## ادھیائے (۸)

### برہمن گیتا

کرشن بھگوان ارجن سے فرماتے ہیں۔ کہ دس ہوتا جن کی تفصیل یہ ہے۔ باصرہ[1]

ساسخہ ۔ لامسہ ذائقہ یعنی زبان سامعہ یعنی ناک دونوں ہاتھ اور پیر لنگ انسان کا دل استقرار میں نہیں ہونے دیتے۔ وشا۔ بایو۔ سورج ۔چندرماں۔ پرتھوی ۔اگن ۔وشنو ردر ۔ پرجاپت ۔ منتر بھیہ دس نام اگن کے ہیں۔ جن کا تعلق ہوا سے رہتا ہے۔ یہ نام سمدھ سے ان اگنیوں میں ہون کرنے سبب دل کی گمراہی دور ہوتی ہے۔ اور دسوں اندریاں بھی مغلوب ہو جاتی ہیں۔ گیان کا جلوہ خود بخود عود کرتا ہے۔ من کی صفائی مقدم ہے۔ جسم نطفے سے پیدا ہوتا ہے۔ جیوآتما جسم میں پرویش کرکے ابھمانی ہو جاتا ہے۔ اور ابھمان مرنے دم تک ساتھ نہیں چھوڑنے۔ جسم کا مالک جیوآتما جس کا اُرمدا یعنی دل ہے۔ اور گھاس سے دوسرا من پیدا ہوتا ہے۔ یہ من سب پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ ایک روایت یاد آتی ہے۔ ایک دفعہ من اور بانی سنے جیوآتما سے سوال کیا۔ کہ ہم دونوں میں کون بڑا ہے۔ جیوآتما نے جواب دیا۔ کہ مقدم من ہے۔ تب بانی یعنی سرسوتی بولی کہ اے جیوآتما۔ میں تیری ہمیشہ مددگار اور پیشوا رہی۔ تو نے من کو مقدم سمجھا۔ من بولا۔ کہ استھاور اور جنگم اور دسوں اندریاں میرے آدھین ہیں۔ تمام سرشٹی میرے سامنے ہے۔ جنتر منتر کے جاننے والا من جنگم کہلاتا ہے۔ اسلئے بانی یعنی قوت گویائی ہی مقدم ہے۔ مگر من کے آدھین سرسوتی پران اپان کی شدھتا میں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ سرسوتی یعنی بانی برہماجی کے پاس پہنچی۔ اور کہا کہ آپ یاد کرکے پرسن ہوں۔ اتنے میں پران بھی بانی کو مدد کے لئے برہماجی کے پاس پہنچا۔ مگر برہما بولے۔ کہ سرسوتی یعنی آواز کے دو نام ہیں۔ اول کنوکھنی یعنی قوت ناطقہ۔ دوسرے اگوکھا یعنی جو کچھ حال بیان نہیں کرسکتی۔ ان دونوں میں اگوکھا کی حالت اچھی ہے۔ کیونکہ گوکھنی پرانوں کی بردھی چاہتی ہے۔ وہ ہنس منتر روپ اگوکھا سب وشاؤں میں ورتمان ہے۔ اس لئے اگوکھا مقدم ہے۔ برہمن نے کہا۔ جو جن شریر میں پران سے پرگٹ ہوکر وہ پران اپان میں ہوکر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلئے من اور بانی دونوں سرلیشٹھ ہیں۔

# ادھیائے (۹)

## برہمن گیتا

برہمن اپنی استری سے کہہ رہا ہے۔ کہ اسی طرح من اور اندریوں کی آپس میں گفتگو رہی۔ من کہتا ہے۔ کہ میرے بغیر اندریاں کام نہیں کر سکتی۔ نہ زبان کو ذائقہ ملسکتا ہے نہ آنکھیں کوئی شے دیکھ سکتی ہیں۔ یہ کان کچھ سُنتے ہیں۔ اس لئے میں تم پر زبردست ہوں۔ اندریاں بولیں۔ آپ کا کہنا سچ ہے مگر بغیر ہمارے آپ بھی کچھ کام نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے آدھین ہو۔ کہ سب کام ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوں۔ تو آپ بالکل بیکار سمجھے جائیں۔ خلاصہ یہ کہ من اور اندریوں میں ایسی نسبت ہے۔ کہ ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہو۔ تو کام نہیں چل سکتا۔ چنانچہ من اندریوں میں یہ بات طے ہو گئی۔ کہ من اور اندری جتنک آپس میں میل نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

# ادھیائے (۱۰)

## برہمن گیتا

اسی طرح پر ان۔ اپان گیان کی آپس میں بحث ہوئی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی طاقت اور قدرت بیان کی۔ ایک دوسرے کو اپنے سے افضل گردانتے تھے۔ کہ ہماری ہی وجہ سے دُنیا قائم ہے۔ نارد رشی اور دیومت رشی کی باتیں بھی اسی قسم سے تھیں۔ نارد جی کا مقولہ ہے۔ کہ برہم پرماتما سے سب جیو دھاری اُتپن ہوتے۔ اور ویدوں کے منتروں سے تتوں کی اُتپتی ہوئی۔ چونکہ پرلے کی اگنی میں بھسم ہو گئے تھے۔ ان کی پیدائیش اسی طرح ہوئی۔ جس طرح تکشک ناگ کے کاٹنے سے بڑ کا ہرا

پھر درخت خشک ہو گیا۔ اور پھر کشپ کے منتر سے سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اور اس روپ وِشے باسنا سے بھی اُتپت ہوتی ہے۔ شُکر (نطفہ) ارتھات وِرشٹی سے گپت پراریدھ اور سرونت (خون) راگ دویش آدک ان دونوں کے رلنے سے پہلے تو لنگ شریر پران اُتپن کرنے کے رلئے کرم کرتا ہے۔ اسی طرح پران سے جنم آدک کے دوارا پریت وشاؤں سنجگت باسنا روپ کرم سے اُتپن شریر میں اپان اُتپن ہوتا ہے۔ پھر اس جنم میں پراپت ہو ہو اسلئے پراربدھ اور باسنا سے اودان ارتھات پریم کا روپ جس کا نام آروپت ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ آنند روپ کارن روپ برہم کارج کے مدھ میں آنند پر گھ سے کرکے نیت ہوتا ہے۔ اچھیا کیو جہ سے اگیان اور رجو گن بھی پیدا ہوتا ہے۔ پراربدھ اور راگ دویش سمان بیان بایو سے ارتھات سمبندھیوں بدولت اور شریر اندری سے اُتپن ہوتا ہے۔ پران اپان یعنی اچھیا اور پراپت ان دونوں کا جوڑا ہے۔ جو آتما کی اُپادھی پر ان اپان ہے۔ یہ اوپر کو جاتے ہیں۔ اور بیان سمان ارتھات دیکھا ہوا اور سنا ہوا یہ دونوں جوڑا کہلاتے ہیں یہ دونوں برہم سے نہیں رلنے پاتے۔ اگنی پرماتما ہی دیوتا روپ ہے۔ ویدوں کا حکم ہے۔ برہم گیانیوں کا گیان ویدوں سے ہوتا ہے۔ برہم شانتی روپ ہے۔ اس برہم روپ تک گیانی پہنچ سکتے ہیں۔

# اَدِھیائے۔(۱۱)

## برہمن گیتا

ایک وقت برہماجی کے پاس کنہر گن، سرب رشی دیوتے اور اُسر سانپ وغیرہ بیٹھے تھے۔ اُسروں نے پوچھا۔ کہ اے سرشٹی کے پیدا کرنیوالے اپنے گیان کا اُپدیش کیجئے۔ جس میں ہمارا کلیان ہو۔ برہماجی نے اوم اکشر کی تعریف کی۔ اور اوم ہری اوم جپتے رہے۔ اوم اکشر سے سب اپنی اپنی سمجھ کے موافق سدھ ہو گئے۔ یعنی سانپوں نے سمجھا۔ کہ اوم اکشر سے منہ کھلنے اور بند ہونے سے ڈسنے کا اپدیش ہوتا

ہے۔ آسرلوگ سمجھے۔ کہ ہم کو چھل اور دمبھ کرنے کی ہدایت ہوئی۔ رشی دھرم کرنے یعنی اندریوں پر قابو کرنے کو سمجھے۔ اسی طرح جتنے حاضرین تھے۔ سب اپنی اپنی سمجھ سے اس اکشر کے معنی لگاتے رہے۔ ہے ارجن۔ برہمن اپنی استری سے کہتا ہے۔ کہ سب گیانیوں کا گیان برہم کو پہچانتا ہے۔ اور برہم کو مقدم سمجھتا ہے۔ جان مارنا یا کسی کو گزند پہنچانا اس سے بڑھ کر پاپ نہیں۔ ایک سنیاسی اور دہریہ برہمن کا اتہاس سناتا ہوں۔ جس مقام پر جنگ ہونے والا تھا۔ وہاں بکرے اور پشو کھڑے دیکھے۔ سنیاسی نے دہریہ برہمن سے کہا۔ کہ تیری نیت ہتیا کرنے کی معلوم ہوتی ہے۔ پشوؤں کو بلی کے لئے مارنا کیا ہتیا نہیں ہے۔ ضرور ہتیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا۔ کہ سرسوتی ہدایت کرتی ہیں۔ کہ یگیہ میں بلیدان کرنا لازمی ہے۔ جو پشو یگیہ میں بلیدان کیا جاتا ہے۔ وہ سورگ پہنچتا ہے۔ اس کے پانچوں عناصر علیحدہ ہو کر اپنے اپنے عنصروں میں ملجاتا ہے۔ یعنی خاک خاک میں۔ پانی پانی میں۔ ہوا ہوا میں۔ آکاش آکاش میں۔ آگ سورج میں پرویش کر جاتی ہے۔ اس لئے سنیاسی جی! مجھے دوش کا ہے کا ہے۔ دوش نہیں بلکہ ثواب ہے۔ سنیاسی نے جواب دیا۔ کہ جیو کے پران نکالنے سے ہتیا ہو گئی۔ اگر یہ خیال کیا جاوے۔ کہ بکرا سورگ میں جائیگا تو اس میں تمہارا کیا نفع۔ کیا تم اس کے ساتھ سورگ کو چلے جاؤ گے۔ اس بکرے کے ماں باپ سے کہو۔ کہ تم اس کا بدھ کرو۔ تمہارا پتر سورگ جائے گا۔ اس کے ماں باپ اس بات کو منظور کریں گے۔ یہ سب ڈھکوسلا ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ بکرے کو بل دے کر مزے سے گوشت اڑائیں گے۔ اس لئے اے متر! میں تمہارے اس کرم سے خوش نہیں ہو سکتا۔ کرم وہی ہے۔ جس میں کسی جیو کو تکلیف نہ ہو۔ جانداروں پر دیا کرنا رشیوں کا دھرم ہے۔ ہنسا کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔ دھریہ برہمن کی سمجھ میں آگیا۔ اس نے بلیدان کرنے سے توبہ کی۔ اور ویدانتی نے اپنا یگیہ پورا کیا۔ بکرے کو بل نہیں دیا

# ادھیائے (۱۴)

# برہمن گیتا پرسرام جی اور سہسرباہو کی لڑائی

برہمن اپنی استری سے کہتا ہے۔ راجہ بھارت بیرچ جسکا دوسرا نام سہسرباہو تھا۔ چکرورتی راجہ ہوا۔ اس نے اپنی ہزار بھجاؤں کے زور سے ساری دُنیا زیر نگین کر لی تھی۔ ایک دفعہ راجہ سہسرباہو کا گذر سمندر پر ہوا۔ اور اسقدر تیروں کا مینہ برسایا۔ کہ جانوران آبی خستہ و مجروح ہو کر سمندر سے رونا روئے۔ کہ ہماری آپ رکھشا کریں۔ راجہ سہسرباہو ہماری جان کا گاہک ہے۔ سمندر راجہ کے سامنے آیا۔ اور عرض کی۔ کہ آپ کرپا کریں ہزارہا دریائی جانور مر گئے۔ اور ہزاروں زخمی سِسک رہے ہیں۔ آپ ان پر دیا کریں۔

سہسرباہو۔ پھر تمہیں کوئی ایسا آدمی بتاؤ۔ جس سے لڑوں۔ میری ہزار بھجا کھجلا رہی ہیں۔

سمندر۔ جمدگنی جی کے پتر پرسرام جی سے جنگ آزمائی کیجئے۔ اسوقت سنسار میں بجز ان کے اور کوئی آپ کا جواب دینے والا نہیں۔ فلاں بن میں تپ کر رہے ہیں۔ کہ آپ اُن کے پاس جائیں۔ تو ضرور آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

سہسرباہو۔ سمندر کے کہنے پر جمدگنی کے پتر پرسرام جی کے پاس پہنچے۔ فوج ہمراہ ہے۔ بھائی بند بھی ساتھ ہیں۔ سہسرباہو پرسرام کے آشرم میں پہنچکر ان کے تپ میں بگھن کرنے لگا۔ پرسرام اور اُن کے ماتا پتا کو سخت تکلیف پہنچائی۔ پرسرام جی نے اپنے بل سے تمام فوج راجہ سہسرباہو کی بھسم کر دی۔ اور اپنی کھڑگ سے راجہ سہسرباہو کی بھجائیں کاٹ ڈالیں۔ ساکھ میں

جسقدر راجہ حمایتی تھے۔ سب مارے گئے۔ کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ پرسرام جی کے غصے کی تاب نہ لاکر بیچارے چھتری پہاڑوں کی کندرا میں چھپتے پھرتے تھے۔ پہاڑوں میں رہنے سے بھیل گونڈ۔ جنگلی قوموں کی صحبت سے شودروں کی طرح کرم کرنے لگے۔ ان کی استریاں برہمنوں کے گھر بیٹھ گئیں۔ جن سے کثیر التعداد اولادیں ہوئیں۔ جب یہ اولادیں جوان ہوئیں۔ تو پرسرام جی نے ان کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ علے ہذا القیاس ۲۱ مرتبہ پرسرام جی نے چھتریوں کو ناش کیا۔ آخرکار آکاش بانی ہوئی۔

پرسرام جی اس فعل سے کنارہ کشی کرو۔ تمہارا اس میں کچھ نفع نہیں۔ رچیک رشی وغیرہ پرسرام جی کے دادوں پرداووں نے بھی بہت سمجھایا۔ کہ راجاؤں کا مارنا بھی ہنسا کرم ہے۔ پرسرام جی بولے۔ کہ راجہ کارت ویرج نے میرے پتا کو مار ڈالا۔ میں کیونکر اس کا بدلہ نہ لوں۔ مجھے میری خواہش نہ تھی۔ بلکہ سہسرا باہو خود یہاں آیا۔ اور میرے بھائی بندوں کو اذیت دینے لگا۔ پھر مجھ سے لڑائی کرنے لگا۔ رشیوں نے جواب دیا۔ کہ سہسرا باہو اپنے کئے کا پھل پا گیا۔ اب جس قدر چھتری تمہاری تلوار سے بچ گئے۔ ان کے مارنے سے تمہارا کچھ نفع نہیں۔ برہمنوں کا دھرم ہے۔ کہ چھتریوں کی رکھشا کریں۔ لہذا اب اپنے کرم سے واپس آؤ۔ اور سبھوں کو جان کی معافی دو۔

# اُدھیائے (۱۳)

## برہمن گیتا۔ یوگ ابھیاس کی فضیلت

رچیک آدک مہرشی پرسرام جی کے بزرگ اس طرح کی نصیحت کرتے اور پورانے اتہاس سناتے رہے۔ یعنی زمانہ سلف میں ارک راج رشی ایسے دھرماتما ہوئے۔ کہ ساری دنیا آپ کے وحشت کی آدھین ہو رہی تھی۔ تمام پرتھوی کشتریوں سے خالی ہوگئی۔ ان کے مقابلے کا دنیا میں کوئی راجہ باقی نہ رہا۔ تب ارک راج نے دل میں ٹھانا کہ میری اندریاں مجھ پر غالب ہو رہی ہیں۔ اب انہیں مغلوب کرنا چاہیئے۔ مگر دل نے جواب دیا۔ اے راجہ اندریوں پر قابو کرنا سہل نہیں۔ کیا

تم انہیں تیروں سے زخمی کروگے۔ اگر تیر چلاؤ گے۔ تو تمہارے بدن پر چبھینگے۔ اندریاں مجروح نہ ہوں گی۔ ارک راج نے کہا۔ مجھ میں خود ایسی قوت عود کر آئی ہے۔ جس سے مجھے اندریوں پر ضرور فتح ہوگی۔ پہلے گھران اندری یعنی قوت شامہ پر اپنے بان مارونگا پہلے اسی کی بیخ کنی منظور ہے۔ قوت شامہ بولی۔ اے راجہ مجھ پر تیرے بان سرایت نہیں کرسکتے۔ بلکہ تجھے تکلیف دیں گے۔ میرا کیا بگڑے گا۔ راجہ بولا کہ اچھا۔ پہلے زبان ہی سے نبٹوں۔ جس کے بس میں تمام شریر ہو رہا ہے۔ زبان بولی۔ میرا بھی حال ویسا ہی ہے۔ غرضیکہ اسی طرح پانچوں اندریوں نے راجہ کو جواب دیا۔ آخرکار راجہ مجبور ہوا۔ اور سمجھا کہ راج کرم سے یہ اندریاں محکوم نہ ہوں گی۔ اس لئے راج پاٹ پر لات مار کر جنگل میں گیا۔ اور تپ کرنے لگا۔ اور یوگ کے بل سے ایک ہی بان سے تمام اندریاں اس کے مطیع ہوگئیں۔ ہے پرشرام تم بھی ارک راج رشی کی طرح تپ کرکے اندریوں کو بس کرو۔ اور چھتریوں کو مت مارو۔ پرسرام جی اپنے بزرگوں کی نصیحت پر کاربند ہوئے۔ اور یوگ تپ میں ایسے پرسدھ ہوئے۔ کہ آجتک ان کے برابر کسی میں سدھتائی نہیں ہے۔

# اَدّھیائے (۱۴)

## راجہ جنک اور برہمن کا اتہاس

برہمن نے کہا دُنیا میں انسان کے لوبھ۔ کرودھ۔ موہ۔ تین زبردست دشمن ہیں۔ تینوں راجسی گن کہلاتے ہیں۔ شوک آلکس۔ موہ یہ تینوں تامسی گن ہیں۔ دھیرج مان۔ نراس۔ شانت چت اندریوں کا جیتنا انسانوں کو اپنا فرض سمجھنا چاہیے یعنی اوم نام کے بانوں سے کاٹ کر ان پر قبضہ کرے۔ جس طرح راجہ امبریکھ نے کیا تھا۔ جب شانتی ہوگئی۔ تو راجہ نے کہا کہ بہت پاپوں سے نجات ہوگئی۔ سب پر وجے پائی۔ مگر زبردست من پر قابو نہیں پا سکا۔ جیو آتما کو لوبھ سے بچاؤ۔ کیونکہ لوبھ سے خواہش ہوتی ہے۔ اور خواہش سے انواع قسم کی تکلیفیں اور رنج نمودار ہوتے

ہیں۔ پھر ان سے راجسی اور راجسی سے تامسی گن اُتپن ہوتے ہیں۔ انہیں کے جال میں پھنسکر انسان آواگون سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اس لئے تو بہ سے کنارہ کشی کرکے پرم آنند سُکھ بھوگنا چاہتے ہیں۔ یہ اشلوک جس کا ترجمہ بیان کیا گیا ہے راجہ امبریک کا بنایا ہوا ہے۔ راجہ جنک نے ایک اپرادھی برہمن کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا۔ برہمن نے جواب دیا۔ کہ اے راجہ! لیجئے روپ ولیش یا سٹیدآدک ممتا اور بندھن کے استھان وہاں تک برتن کرو۔ جہانتک تمہاری حکومت ہے۔ میں تو دوسرے راجاؤں کے ملک میں چلا جاؤں گا۔ اور تمہاری آگیا پالن کرونگا راجہ جنک برہمن کے سوال پر سخت عجیب ہوئے۔ اور ٹھنڈی سانس بھرکر سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد یہ جواب دیا۔ کہ باپ دادوں کے ملک میں حکمران ہونے پر بھی لبتی زیلی بندھن میں پھنسانے والی ممتا کے استھان کو نہ پا سکا۔ تمام دنیا چھان ڈالی۔ متھلا پوری میں بھی تلاش کی۔ مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخرکار میں نے اپنے شریر میں سراغ لگایا۔ وہاں بھی مقصد پر نہ آیا۔ تب مور چھا آگئی۔ جب ہوش آیا۔ تو دل نے سمجھایا۔ کہ اپنے کوئی چیز نہیں ہے۔ جس طرح سُرخ پیلا نیلا رنگ دیکھنے میں اپنی رنگت محسوس کراتے ہیں۔ مگر اصل کچھ اور ہی ہے۔ میٹھک پتھر جس کو سنگ مرمر کہتے ہیں۔ سفید رنگ رکھتا ہے۔ مگر آپا دھیوں میں پڑنے سے وہی پتھر طرح طرح کے رنگ سے نظر آتا ہے۔ اسی طرح آتما بھی وبیٹوں سے الگ ہے۔ سب وشئے میرے ہیں۔ سب پرکرتی میرا روپ ہے۔ کیونکہ میری آتما سے کچھ جدائی نہیں ہے۔ جو میری آتما ہے۔ وہی دوسروں کی ہے۔ برہمنوں میں اُتم تپ رکھنے والے برہمن۔ تمہارا جہاں جی چاہے۔ رہو۔ برہمن نے سوال کیا۔ ہے راجن! باپ دادا کے راج میں آپ کس طرح ممتا سے علیحدہ ہوتے اور آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وشئے میرا ہے۔ اس بھید سے مجھے آگاہ کیجئے

راجہ جنک بولے۔ کہ دولت مندی اور مفلسی کسی کو قیام نہیں۔ جب یہ سمجھ لیا۔ تو ممتا چھوٹ گئی۔ گھران اندری سے خوشبویات کا اثر سمجھ میں نہیں پڑتا کوئی اندری اپنا کام میرے ساتھ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام پرکرتی میرے آدھین ہے۔ اسی طرح میری زبان ذائقے سے آگاہی نہیں رکھتی۔

اس لئے وہ میری آدھین ہے۔ میں روپ اور چکشو کی جوت کو اپنے لئے نہیں چاہتا۔ اسلئے جوت میری آدھین ہے۔ اسی طرح وایو اور سردتر اندری سے سُپَرش آدک اور من کی سنکلپ کو اپنے لئے نہ چاہنے سے وہ بھی میرا آدھین ہے۔ برہمن نے ہنس کر کہا کہ ہے راجہ! آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ میرا نام دھرم ہے۔ آپ کی آزمائش منظور تھی۔ اس لئے آپ کے پاس آیا تھا۔ واقعی جیسا آپ کا نام سنا اس سے کہیں بڑھ کر پایا۔

# ادھیائے (۱۵)
## جیون مکتی کے وسائل

برہمن اپنی استری سے کہتا ہے۔ کہ میں دنیا میں اس طرح نہیں رہتا۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ میری نندا ناحق کرکے طبیعت ہلکان کرتی ہے۔ میں ویدپاٹھی ہوں۔ میرے خوارق لبنصد درست ہیں۔ گرہست آشرم میں رہ کر برت نیم سے غافل نہیں رہتا جتنا سنسار دیکھتی ہو۔ مجھ میں سمایا ہے۔ یعنی سب کی آتما ہوں۔ ہمہ اوست کے مسئلے تو شاید تم بھول گئیں۔ میری آتما پرماتما ہے۔ زمین سے آسمان تک یعنی کل برہمانڈ میں میرا ہی راج ہے۔ بدھی میرا مسکن ہے۔ کیونکہ جتنے برہم گیانی ہیں۔ ان کا مارگ ایک ہی ہے۔ اسی مارگ پر سنیاسی۔ برہمچاری گرہست والے لوگ چلتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جادۂ واحدنیت سے ڈگاتے۔ گیان کا یدھ سے برہم مارگ مل سکتا ہے۔ جسم ایسے امر میں کام نہیں دیتا۔ کیونکہ جسم تو مایا موہ کے جال میں جکڑا ہے۔ اور کرموں کی کوئی ہستی نہیں۔ یہ باتیں فانی ہیں۔ پیاری تم میری اردھنگی ہو۔ اس لئے تمہاری بھی اچھی گتی ہوگی۔

برہمنی نے جواب دیا۔ آپ کی باتوں سے میرے دل کا اندھکار مٹ گیا اتنا اور چاہتی ہوں۔ کہ کوئی ایسا طریقہ ہو۔ جس سے میری بدھی بھی ایسی باتوں کی ادھکاری ہو جائے۔

**برہمن۔** عقل دُور بین کو ارنی کاٹھ سمجھو۔ جس لکڑی سے ہَون کی آگ نکالتے ہیں۔ اسکا نام ارنی کاٹھ ہے۔ ویدانت کے سُننے سُنانے سے گیان کی اگن پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ارنی کاٹھ اور ویدانت سے گیان ہوتا ہے۔ اور گیان سے لوبھ جاتا ہے۔

**برہمنی۔** جیو آتما برہم کا رُوپ ہے۔ اسے کیونکر پہچانیں۔ کیونکہ نہ تو اس کا کوئی رنگ ہے۔ نہ رُوپ ہے۔

**برہمن۔** برہم آتما نرگن۔ نرنکار ہے۔ یعنی جس کا کوئی گُن اور نشان نہیں۔ برہم گیان سے پہچانا جاتا ہے۔ جس طرح ایک خوشبودار پھول دماغ کو معطر کئے دیتا ہے۔ مگر اس کی خوشبو نظر نہیں آتی۔ لیکن بھونرے پھول کے اندر گھس جاتے ہیں۔ یعنی بھونروں کو پھول کی خوشبو دکھائی پڑتی ہے۔ اس طرح ویدانت پڑھنے سے برہم پہچان لیا جاتا ہے۔ وید شاستر سے عقل رسا ہو جاتی ہے اور برہم تک پہنچا دیتی ہے۔ جس کسی کے عقل نہیں۔ وہی اگیانی ہے۔ برہم آتما ظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ مگر وید پڑھنے سے دیدۂ باطن کھل جاتے ہیں۔ جب چاروں طرف پرماتما ہی پرماتما نظر آتا ہے۔ کرشن بھگوان ارجن سے مخاطب ہیں۔ کہ برہمن کی باتوں نے برہمنی کے دل کی آنکھیں کھول دیں۔ اُسے برہم گیان ہو گیا۔

**ارجن۔** ہے پربھو! وہ برہمن اور برہمنی کہاں ہیں۔ جنہوں نے اس طرح گیان سُنکر جیون سپھل کیا۔

**کرشن چندر۔** ہے ارجن! میرے چت کو برہمن سمجھو۔ اور بُدھی کو برہمنی جانو۔ اور برہم پرماتما بھی میں ہی ہوں۔ کوئی دُوسرا نہیں ٭

# اُدھیائے (۱۶)

## گُورو اور چیلے کی کہانی

ایک چیلے نے اپنے گورو سے سوال کیا۔ کہ میں کون ہوں۔ اور کہاں سے

آیا ہوں - اور آپ کون ہیں - اور کہاں رہتے ہیں - اور پرتھوی استھاور جنگم کے استھان کہاں ہیں - ہنچے پھل والا کون کرم ہے - کایک - باچک - مانسک نام تپ کیا ہے - ستوگن - رجوگن - تموگن کی صورتیں کیسی ہیں - وہ طریقہ کون ہے - جس سے کلیان ہوتا ہے - پاپ اور پن کے حالات مفصل بیان فرمایئے گورو پرم برہم پرمیشور گیان سے ملتا ہے - وہی آکاش پرتھوی استھان در جنگم کا استھان ہے - سنیاس ہونے سے من مغلوب ہو جاتا ہے - گیان پیدا ہونے سے آتما کو پہچاننے لگتا ہے - سنیاس سے سب متور تھ پیدا ہو جاتے ہیں - گیانی سب جیووں میں آتما کو مقدم سمجھتا ہے - جو گیانی جڑ اور چیتن کو بھی ایک ہی رس جانتا ہے - وہ ایشور اور جیو میں بھی کچھ فرق نہیں سمجھتا - ایسے لوگ دکھ نہیں پاتے - اسی دنیا میں جیون مکت ہو جاتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں پر ممتا موہ اپنا اثر نہیں ڈال سکتی - جو درخت گیان کے بیج سے بویا گیا ہو - اور عقل رساجس کی لہلہاتی ہوئی شاخیں ہیں - اور جس میں انفاس ظاہری اور باطنی کے کونپلوں سے آنند دینے والے پتے پیدا ہوتے ہیں - اس کے سائے میں جیو آتما شکوہ بھوگ کر برہم سے دوچار ہوتا ہے - خلاصہ یہ کہ گیان سے شکھ دکھ اور دکھ کی بیخ کنی ہوتی ہے اور برہم اپنا جلوہ دل میں دکھانے لگتا ہے -

# ادھیائے (۱۷)

## برہمن گیتا

کسی وقت گیتا کے جادۂ اعتدال پر چلنے والے بھاردواج - گوتم بھرگ جی بششٹ کشیپ - بسوامتر - اتری رشی وغیرہ - بدھ - انگش رشی کے ساتھ برہم لوک میں برہما جی کے پاس پہنچے - اور عاجزی کے ساتھ یہ سوال کیا - کہ انسان کون کرم کرے - جو حیاں سے نفرت ہو - وہ کون طریقہ ہے - جس سے کلیان مل سکتا ہے -

اور آواگون کے چھوٹنے کے کون وسائل ہیں۔

**برہماجی** - ماضی حال۔ مستقبل کے زمانوں میں برہم کی یاد جنکو نہیں رہتی
حیوانات ونباتات انڈے اور مچھلی سے پیدا ہونیوالے جانور پورب جنم میں انسان
تھے۔ اپنے کرنی سے اس جون میں پیدا ہوئے۔ یعنی اپنے استھان برہم کو چھوڑ
کر دھرم کرم کی مطلق پرواہ نہ کی۔ ا۔ ایسے جو ہمیشہ نرک بھوگتے ہیں۔ سے رشیو
جب نرگن۔ سورگن روپ ہوتا ہے۔ تو اس میں پانچ لکشن ہوتے ہیں۔ برہم۔ ست
روپ ۲۔ تپ ۳۔ پرجاپت ۵۔ ست برہم سے پانچ بھوت پیدا ہوئے۔ یہ جگت بھی
ست روپ ہے۔ اسی سبب سے لوگ ہیں قائم رہتا ہے۔ گیانی لوگوں نے دھرم
ارتھ ۲۔ کام ۳۔ موکش دھرم کے چار قدم قائم ہیں۔ رودیا سے یہ چاروں قدم اٹل
رہتے ہیں۔ اول برہمچریہ۔ دوسرا گرہست آشرم۔ تیسرا بان پرست اور چوتھا سنیاس
کا ہے۔ اگن۔ آکاش۔ سورج ہوا۔ اندر اور پرجاپت اس وقت نظر پڑتے ہیں۔
جب سنیاس سے برہم گیان ہو جاتا ہے۔ برہم گیان ہونے سے پھر کچھ نظر نہیں
آتا۔ بن میں رہنے والے رشی منی بان پرستھ آشرم میں برہم پرماتما کا دھیان کرتے
ہیں۔ گرہست آشرم گرہستیوں کے لئے بہت آنند دینوالا ہے۔ گرہست آشرم میں
دھرم کرنے سے بھی موکش پراپت ہوتا ہے۔ جو ست پرویش ہیں۔ وید کے عامل
دھرم کرتے ہیں۔ اور آواگون کے جنجال سے چھوٹ کر برہم میں مل جاتے ہیں۔
جن کی نظر میں دنیا فانی ہے۔ اور ہمہ اوست کے مسئلے پر قائم ہیں۔ وہ سنسار
کے بندھن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور نرمل لوک باس کے لئے ملتا ہے۔

# ادھیائے (۱۸)

## برہمن گیتا

برہماجی رشیوں سے فرماتے ہیں۔ کہ جسم انسان پانچ عنصروں سے پیدا ہوا
جس میں نو دروازے ہیں۔ حواس ظاہری اور باطنی سدھی پھران۔ اہنکار اور

وِشئے بھوگ سے جیو کو چلایمان کرنے والے تو گیارہ اِندریاں جس ہیں ہیں۔ وُہ شریر رُوپا پرم پُرش کا مسکن ہے۔ اور گیارھواں مَن سب کا روپ ہے۔ مَن میں تین دریا بہ رہے ہیں۔ اوّل کٹھن نام ہنسا رہت۔ دھرم روپ دریا کہلاتا ہے اور دوسرے دریا کا نام کرشن ہے۔ جس میں ہنسا پردھان سمجھا جاتا ہے۔ تیسری شکل کرشن نام ہنسا سے رہت دریا بڑے جوش کے ساتھ بہ رہا ہے۔ اب دیکھنا کہ یہ دریا کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ دریاؤں کا مخزن نِرگن روپ نِرنکار روپا دریا ہیں۔ یہ دریا ایک جسم سے ملکر بہ رہا ہے۔ سرشٹی کی اُتپتی انہی دریاؤں کے ملنے سے ہوتی ہے۔ پانچوں عناصر ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کے رُوپ ہیں۔ ستوگن تموگن پر غالب ہے۔ رجوگن۔ تموگن کو مغلوب کئے ہے۔ تموگن ستوگن پر قبضہ کر لیتا ہے اور کبھی ستوگن تموگن کو نیچا دکھلاتا ہے۔ جب تموگن دُور ہو جاتا ہے۔ تب ستوگن کی حکومت ہو جاتی ہے۔ تموگن کی شکل سیاہ کالی رات کی طرح ہے جس میں پاپ ہی پاپ ہوتا ہے۔ ستوگن تو شردھا اور گیان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور رجوگن تموگن جو ہ کے بس میں اُس حالت میں دھرم اور کرم مطلق نہیں ہوتا۔ ستوگن کو سادھو لوگ گرہن کرتے ہیں۔ اُن کا دھیان کبھی اُدوال قبیح پر نہیں جاتا۔ وہ گیان اور بھگت کے بس میں ہیں۔ جو انسان حاسد دغاباز۔ جھگڑالے مکار طمع اور لالچی ہیں۔ وُہ تامسی کہلاتے ہیں۔ تامسی لوگ گوشت خوری کرتے ہیں ایسے جیو گونگے۔ بہرے۔ اندھے۔ لولے۔ کانے۔ گنجے ہو کر سنسار میں ہی نرک بھوگتے ہیں۔ تامسی جیو اکثر انڈے اور جھلی سے پیدا ہو کر غلیظ اور پیشاب میں پیدا ہو کر باس کرتے ہیں۔ ایسے جیوؤں کا اُدھار اُسوقت ہوتا ہے۔ جب وُہ اگنی ہوتر میں جلائے جاتے ہیں۔ یا دیدخواں برہمن کے ہاتھ سے مرنے پر اپنی جون سے نجات پاتے ہیں۔ تب وُہ اُوپر کے لوکوں میں جا کر آنند بھوگتے ہیں۔ جب کچھ مُدت یونہی گزر جاتی ہے۔ تب وُہ مرت لوک میں برہمن اور چھتریوں کے یہاں جنم لے کر اچھے کرم کرتے ہیں۔ اُسوقت ان کی نجات ہوتی ہے۔ استھاور جنگم اور پشو وغیرہ جیو اپنے کرم میں سادھ دھان ہو کر مرت لوک میں انسانی جسم حاصل کرتے ہیں۔ اُنہیں برہمنوں کا جامہ نہیں ملتا۔ ویش

کے یہاں جنم لیتے ہیں۔ استری تن ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں دھرم کرم سے مخالفت رہی۔ وہ کبھی آواگون سے چھوٹ نہیں سکتا۔

# ادھیائے (۱۹)

## رجوگن تموگن کی حالتیں

رجوگن۔ تموگن راجسی چلن ہے۔ سکھ دُکھ سردی گرمی۔ بہادری۔ دلیری۔ شراب نوشی۔ جیوؤں کا مارنا۔ کبر و نخوت کا مطیع رہنا۔ دوسرے کی غیبت کرنا۔ تالاب محلوں کا بنوانا۔ جھگڑا فساد اٹھانا۔ یہ باتیں رجوگنی ہیں۔ رجوگنی آدمی سورگ سے پرتھوی پر جنم لے کر چلن کرتے ہیں۔ اپنے آرام کو مقدم سمجھ کر دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جیو ہنسا کرتے ہیں۔ شراب خوری جن کا وطیرہ ہے۔ ایسے لوگ جب مندرجہ بالا باتوں پر اعتراض کرتے ہیں، تب راجسی جون سے چھٹکارا ہوتا ہے۔ یہی حالت تموگن کی بھی ہے۔ ستوگن سنت پرشوں کا گن ہے۔ جو سخاوت۔ فیاضی۔ عدل و انصاف۔ استقلال وغیرہ جن لوگوں کے اطوار میں سمجھو کہ اُن میں ستوگن کی خاصیت ہے۔ یگیہ۔ دان۔ ودیا پڑھ کر نیوالے ستوگن روپ سمجھے جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے سُرگ ہوتا ہے۔ ستوگن کے ماہرین پنڈت کہلاتے ہیں۔

# ادھیائے (۲۰)

## برہمن گیتا

رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن کی علیحدہ خاصیت بیان کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ کثرت اور زیادتی کے لحاظ سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ رجوگن

ہے۔ یہ ستوگن ہے۔ رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن۔ یہ ہمیشہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔ جن میں تموگن اور رجوگن کی زیادتی ہے۔ وہ ترچھے پڑے چلتے ہیں۔ اپنے آگے کسی کو خیال نہیں کرتے۔ ان میں ستوگن بہت کم ہوتا ہے۔ ستوگن کا پردہ ہمیشہ اوپر لوگوں میں جاتا ہے۔ اس میں تموگن کم اور رجوگن بہت ہی کم ہے۔ ستوگن سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا دھرم نہیں۔ شودر تموگن۔ چھتری رجوگن اور برہمن ستوگن ہیں۔ یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ برہمنوں میں ستوگن ہی ہوتا ہے۔ رجوگن نہیں۔ یہ صرف ذات کے خیال سے سمجھ لیا گیا۔ جس طرح کل قوموں میں برہمن اونچا تصوّر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ستوگن کی حالت ہے۔ شودر جنہیں تموگن کہا جاتا ہے۔ کیا ان میں ستوگن نہیں۔ نہیں شودروں میں بھی ستوگن ہے۔ جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے سے رات کی تاریکی زائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ان میں ستوگن ہونے سے رجوگن اور تموگن دور ہو جاتے ہیں۔ ستوگن سے وید اور شاستر اور دھرم کرم کی پابندی ہوتی ہے۔ بُرے افعالوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ دنیاوی فکریں رنج و غم کی مصیبتیں رجوگن سے ہوتی ہیں۔ استھاور جیووں میں ہی تموگن دکھلائی پڑتا ہے۔ دودھ سے دہی مٹھا اور کبھی نرکا لا جاتا ہے۔ کبھی تو ستوگن روپ ہے۔ اور دہی اور مٹھا رجوگن اور ستوگن ہے۔ روز روشن میں ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کی خاصیتیں ہیں۔ رات بھی تین طرح کی ہے۔ مہینہ۔ سال۔ رُت میں رجوگن۔ ستوگن کا دخل ہے۔ دان بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دیوتا۔ دریا اور گت کی بھی تین تین قسمیں ہیں۔ ماضی۔ حال۔ مستقبل۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ پران۔ اپان۔ اودان بھی ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن پر قائم ہیں۔

## ادھیائے (۲۱)

### برہمن گیتا

برہما جی گویا ہیں۔ کہ انسانوں کا راجہ چھتری۔ چوپاؤں کا راجہ ہاتھی اور درندوں
کا راجہ شیر سمجھا جاتا ہے۔ عورت کا افسر اس کا شوہر یعنی خاوند ہے۔ بڑ پیپل۔ شالملی۔ شیشم
درختوں میں اُوتم سمجھے گئے۔ یعنی کل درختوں کے راجہ ہیں۔ ہمالیہ پہاڑ بندھیاچل وغیرہ
کل پہاڑوں سے افضل گردانے جاتے ہیں۔ برہمنوں کا راجہ برہسپت جی۔ رُدر راؤں کا
راجہ چندرماں۔ پراکرموں کا راجہ بشن بھگوان ہے۔ رتنوں کا سوامی کوبیر جی۔ دشاؤں
کا مالک اُتر دشا۔ دیوتاؤں کا راجہ اندر اور ہیں۔ سب جہاں کا سوامی برہما کہلاتا ہوں
مجھ سے اور وشنو سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ درحقیقت ہم دو ہیں۔ اگرچہ نظر میں دو
رُوپ دکھلائی دیتے۔ استریوں میں پاربتی سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ چھید وید میں گایتری
پشوؤں میں گائے۔ طائروں میں باز۔ یگیوں میں ہَون۔ رتنوں میں سونا۔ اجناس یعنی
غلے میں گیہوں سب سے بڑھ کر ہے۔ آشرموں میں گرہست آشرم کی فضیلت ہے۔
دیوتاؤں اور اتیتھوں کے بچے ہوئے اَن کا کھانا۔ یگیوپویت کا دھارن کرنا۔ سفید
پوشاک کا پہننا۔ اپنی عورت کے سوا دوسری عورت پر نظر ڈالنا۔ اپنی آمدنی پر قناعت
کرنا۔ عابدوں مرتاضوں کی صحبت سے فیضیاب ہونا۔ وید پڑھنا، پڑھانا۔ یگیہ کرنا
گرہست آشرم دھرم ہے۔ جن سے گیان پیدا ہو کر برہم سے دو چار ہونا مشکل نہیں
ہوتا۔ درختوں کی شال۔ سن کپاس اور مرگ چھالا وغیرہ دھارن کرنے والے برہمچاری
کہلاتے ہیں۔ اُن کی پوشاک سُرخ ہوتی ہے۔ یگیوپویت پہنتے ڈنڈ کمنڈل ہاتھ
میں۔ ہر وقت جل اپنے پاس رکھتے ہیں۔ پھر وہ حواس غائب ہو کر پرمیشر سے
سنیاس دھارن کرتے تھے۔ اور بان پرست سے تیرا لوردی کرتے تھے۔ بن
کے پھل پھول کھاتے پہاڑوں کے چشموں کا پانی پی کر یاد خدا میں مگن رہتے
ہیں۔ اور بست دھرم پر قائم رہ کر برہم میں مل جاتے ہیں۔ سنیاسی اگر گرہست
برہمچاری کھانا کھا لینے کے بعد بھکشا دینے کو نکلے۔ اگر کبھی گھر سے بھکشا نہ
ملے۔ تو غمگین نہ ہونا چاہیئے۔ سنیاسی کبھی اچھے اور خوش ذائقہ کھانوں کی
طرف رغبت نہ کرے۔ اس کو در بدر بھیک مانگنا بھی لازم نہیں۔ بلکہ صرف
اسی قدر بھوجن کرے جس سے پران بچ سکیں۔ نہ کسی سے مانگے نہ کسی
کے سامنے ہاتھ پھیلاتے۔ سب کا تیاگ اور اپکار ہی ہے۔ کسی سے ...

نہ کرے۔ اور نہ کسی کو اپنے سے گزند پہنچائے۔ درختوں کی جڑ یا دریا کے کنارے یا پہاڑوں کی گپھا میں اُس برہم سچدانند کا دھیان کرتا رہے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے۔ نہ کسی سے محبت بڑھاوے۔ پاک اور ستھرا جل سے اشنان کرے۔ سونے کو اپنے پاس نہ رکھے۔ سب سے قطع تعلق کرکے آزاد رہے۔ جس طرح کچھوا اپنی اندریوں کو کھینچ لیتا ہے۔ اُسی طرح سنیاسی اندریوں کو قابو کر لیتے ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ مُنی ہوکر دُنیا کو معلوم کرکے سُرگ میں پہنچتے ہیں ؞

# ادھیائے (۳۲)

## برہمن گیتا

**کرشن چندر** ۔ ہے ارجن! اُس برہمن نے اپنے چیلے کو برہما جی کا کہا ہوا گیان سُنایا۔ چیلہ خوش ہوا۔ اور برہمن کی اُستت کرنے لگا۔ کچھ دنوں بعد آسا سنسار سے چھوٹ کر موکش پد کو پراپت ہوا۔

ارجن نے پوچھا۔ کہ وہ برہمن اور چیلے کون تھے۔ اور کہاں اُن کا استھان ہے ؟

**کرشن چندر** ۔ دھنکر، ہے مہاباہو۔ میں ہی گورو ہوں۔ اور میں ہی چیلا ہوں۔ ہے ارجن! تمہارے گیان میں پریت دیکھکر گورو اور اور چیلے کا سنبادھ سُنایا۔ اب اِس گیان کو مت بھولنا۔ اِس کو اپنے چت میں دھارن کرکے موکش حاصل کرو۔ دُنیا فانی ہے۔ جس کی حالت خواب کی طرح ہے۔ جو لوگ دُنیا میں اچھے کرم کرتے ہیں۔ اُن کی دیوتا بھی تعریف کرتے ہیں۔ اچھے اور بُرے کرموں کے نتیجے دُنیا میں ہی ظاہر ہوجاتے ہیں ؞

ہے ارجن! یہی گیان آغاز جنگ کے وقت تم کو سنایا تھا۔ اور اب

پھر وہی گیان دوبارہ تمہارے گوش زد کیا۔ یہ سارا جگت میرا ہی روپ ہے۔ کل چیزوں میں میرا ہی ظہور ہے۔ مجھ میں دِل لگاؤ۔ ایک دِن مجھ میں مِل جاؤ گے۔ اب میں دوارکا جاتا ہوں۔ بہت دنوں سے اپنے بھائی بلدیو جی اور لڑکوں کو نہیں دیکھا۔

ارجن۔ مدھوسودن جی! آپ کو بارمبار نمسکار ہے۔ آپ نے مجھے اپنا داس جانکر دوبارہ گیان اپدیش کیا۔ آپ ہمارے ساتھ ہستناپور چلیں۔ میں دھرم راج سے سارا حال عرض کروں گا۔ تب وہ آپ کو دوارکا جانے کے واسطے رخصت کریں گے۔

# اَدھیائے (۲۳)

## کرشن چندر اور ارجن کی دِلی سے ہستناپور کو روانگی

بیشم پاین جی نے یوں سخن سنجی کی۔ کہ کرشن چندر اور ارجن نے اپنے رتھبانوں کو حکم سنایا۔ کہ جلدی تیاری ہو۔ ہم ہستناپور چلنے کا قصد رکھتے ہیں۔ حکم کی دیر تھی۔ ساتھی لیس ہو کر ہمراہ رکاب ہو گئے۔ اور خود بدولت نے ارجن کے ساتھ ہستناپور کی طرف کوچ کیا۔ ارجن کرشن چندر کی مدح وثنا میں مصروف تھے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہے نارائن۔ ہے دین دیال! آپ نے میرا بیڑا پار لگایا۔ میری مجال نہ تھی۔ کہ بھیشم پتامہ اور درونا چارج اچھے ستوربیروں کو اپنے تیروں سے زخمی کرتا۔ جن کا جواب تینوں عالموں میں نہ تھا۔ کرپا لو۔ ہے دینا بندھو آپ ہی نے میری رکھشا کی۔ جان بچائی۔ وقت پر آڑے آئے۔ ہے مادھو آپ سناتن کے آتین اور ناش کرنے والے ہیں۔ نِرگن سے سرگن ہو کر بھگتوں کا پالن کرتے ہیں۔ جو انانت۔ نیانا مت۔

مہادات۔ جلتی چیزوں سے چاگیا ہے۔ آپ کے ارشاد کا کرشمہ ہے۔ آپ کی تعریف دیوتاؤں کی زبان میں عاری ہے۔ بھیشم پتامہ دیول اور نارد جی اپنے مہاتماؤں نے آپ کو چراچر کا سوامی کہا ہے۔ مجھے بھی آپ کے بیراٹ روپ سے یقین ہو گیا ہے۔ کہ باباشنات تر لوکی کے کرتا دھرتا برہم پرماتما آپ ہی ہیں یہ آپ کی معجزنمائی تھی۔ کہ جیدرتھ کے قتل ہونے کے وقت میری جان بچائی۔ نہیں تو جیدرتھ کے ساتھ میں رہگرائے عالم بقا ہوتا۔ کرن سابرتاپی اور بھورے شردا سا باوان میرے ہاتھوں قتل ہو سکتا۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب آپ ہی بابت ہے۔ اماں پت۔ آپ کو بار بار نمسکار ہے۔ دھرم راج جی سے آپ کے بارے میں عرض کروں گا۔ کہ مہاراج دوارکا جانے والے ہیں۔ یقین غالب ہے۔ کہ وہ میری اس غرض کو قبولیت کا درجہ بخشیں گے۔ ہے گردھاری۔ ہے تپواری۔ اب آپ کا اپدیش ہرگز نہ بھولوں گا۔ حکم کی تعمیل میں سرمو فرق نہ ہوگا۔ آپ شوق سے دوارکا جائیں۔ اور ماموں صاحب باسدیو جی سے ملاقات کریں۔ اور آپ نانا دار باسدیو جی کی میری جانب سے مزاج پرسی کر کے قدمبوسی حاصل کریں۔ ارجن کرشن چندر سین کی راستہ بھر اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی ہستناپور قریب آگیا۔ شہر کے لوگوں نے کرشن چندر اور ارجن کا استقبال کیا۔ اور خود بدولت ارجن کو لئے ہوئے راج محل میں داخل ہوئے۔ راجہ دھرتراشٹر، ودر جی۔ یویتس۔ راجہ جدھشٹر۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو۔ گندھاری رانی اور کنتی رانی وغیرہ سے ملے۔ رنواس میں آپ کی آمد سے شادیانے بجنے لگے۔ بڑی پرتکلف دعوت ہوئی۔ دوپہر رات گزر جانے پر کرشن چندر نے ارجن کے محل میں استراحت فرمائی۔ علی الصباح نہا دھو کر خود بدولت اور ارجن جدھشٹر جی کے دربار میں آیا۔ راجہ جدھشٹر آپ کو دیکھ کر تخت مرصع سے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جواہر نگار مسہری پر کرشن چندر کو بٹھلایا۔ اور ارجن کو رخسار پر بوسہ دے کر اپنے پاس بٹھلایا۔ ارجن نے خود بدولت کا ارادہ دوارکا جانے کو ظاہر کر کے عرض کی۔ کہ اب آپ انہیں اجازت دیں۔ کہ یہ اپنے ماتا پتا بھائی بندوں سے ملیں۔ آپ کو دوارکا چھوڑے ہوئے بہت عرصہ گزرا۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ اگر دوارکا کا قصد رکھتے ہیں۔ تو شوق سے جاویں میری طرف سے ماما جی اور بلدیو جی کی پوجن کریں۔ اور چھوٹوں کو آشیرباد دے کر میری جانب سے خوب پیار کریں۔ ہے جگت پتا۔ ہے دیتا ناتھ! آپ کے طفیل دکھرم سے آج مجھے یہ وقعت ہوئی۔ کہ ہستناپور راجہ کہلاتا ہوں۔ آپ ہی کی کرپا سے ہفت اقلیم کے فرمانروا زیرنگیں ہیں۔ میری یاد ہے پربھو! کبھی وقت فراموش نہ ہونے پاوے۔ جہاں اور بہت سے بھگت جن آپ کے قدموں کا بھروسہ رکھتے۔ انہیں ناموں میں میرا نام درج فرمائیے۔ میں آپ کے بھگتوں کا داونٰے چاکر ہوں۔ گو میری حیثیت اس قابل نہیں۔ کہ بھگتوں کے غلاموں کی برابری کر سکوں۔ مگر ہیں آپ دیا ساگر ہیں۔ دیا ندھان ہیں۔ انہیں کی طفیل میں میرا بھی بیڑا پار لگا دیں گے۔ یہ کہکر راجہ جدھشٹر پریم کے بس ہوگئے اور آنکھوں میں جل بھر آیا۔ پھر چاروں بھائیوں اور ودر جی وغیرہ نے کرشن چندر کو اچھے رتھ پر سوار کرکے بہت کچھ سامان۔ گھوڑے ہاتھی۔ پالکی۔ ریشمی کپڑے لعل و جواہر نذر کئے۔ نگر باسیوں کا جم غفیر بھی مہاراج کے رتھ کو گھیرے ہوئے ہے۔ راجہ جدھشٹر اور ودر وغیرہ کرشن چندر سے باتیں کرتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ کرشن چندر نے مہاراجہ جدھشٹر اور ان کے بھائیوں کو نگرباسیوں سمیت رخصت کیا۔ اور خود بدولت ساتکی جی کے ساتھ دوارکا کی طرف عازم ہوئے ؛

# ادھیائے (۴۲)

## اوتنگ رشی کرشن چندر کی زبانی مہابھارت کا حال

ویشمپاین جی راجہ جنمیجے جی سے فرماتے ہیں۔ کہ جب پانڈووں سے

رخصت ہو کر کرشن چندر کا رتھ آگے چلا۔ ارجن آپ کے رتھ کو دیکھتا رہا۔ جب رتھ کی دھجا نظروں سے غائب ہو گئی۔ اُسوقت ارجن بھی بھائیوں کے ساتھ ہستنا پور کی طرف سدھارا۔ ہے راجہ جنمیجے جی! کرشن چندر نے ایک عجیب کرشمہ پانڈوؤں کو دکھلایا۔ کہ اُس کے آگے باد صبا راستے میں جھاڑو دیتی جاتی تھی۔ راستہ کنکروں کانٹوں اور دھول سے صاف ہوتا جاتا تھا۔ اندر جی خوشبودار پھولوں کا مینہ برسا رہے تھے۔ ابر نے تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے کرشن چندر کے رتھ پر سایہ کر لیا۔ پانڈو یہ معجزہ نمائی دیکھ کر مہاراج کی تعریف کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اُدھر کرشن چندر اوتنگ رشی کے آشرم میں پہنچے۔ رشی نے تعظیم و تکریم کے ساتھ مہاراج کو لیا۔ اور کُشا کے آسن پر آپ کو بٹھایا۔ اور پھولوں کے ہار پہنا کر آپ کی موہنی مورت کے نظارے میں رشی نے ٹکٹکی باندھ دی۔ اور اس طرح مہاراج سے مہابھارت کی کیفیت پوچھنے لگے۔

**اوتنگ رشی**۔ ہے کنول نین مدھوسودن جی! میں نے سنا تھا۔ کہ آپ کوروں اور پانڈوؤں کا جھگڑا فساد دور کرنے ہستنا پور گئے تھے۔ آپ نے کوشش تو بہت کی ہوگی۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ آپ ان دونوں خاندانوں کا فساد رفع کر دیں گے۔

**کرشن چندر**۔ رشی جی! میں نے ہر چند چاہا۔ کہ فساد رفع ہو جائے دونوں خاندانوں کی مخاصمت دور ہو۔ لیکن میرا سمجھانا کچھ کارآمد نہ ہوا۔ لیکن میرا سمجھانا کچھ کارآمد نہ ہوا۔ دریودھن وغیرہ دھرتراشٹر کے لڑکوں نے غرور کے بس ہو کر میرا کہنا نہ مانا۔ حالانکہ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ نارد۔ دیول۔ بیاس جی سبھوں نے لاکھ منتیں کئے۔ کوششیں کیں۔ مگر سب بے سود ہوئیں۔ آخر کو طرفین میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ آدمی پیوند خاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ بجز پانچوں بھائی پانڈوؤں کے اور کوئی نہ بچا

**اوتنگ رشی**۔ افسوس تم نے اپنے ہوتے ذرا بھی رکشا نہ کی۔ کوروں پانڈوؤں کو لڑوا دیا۔ اگر تم چاہتے۔ تو کبھی خونخوار لڑائی نہ ہوتی۔ میں تم کو سراپ دوں گا۔

**کرشن چندر۔** مہارشی جی! آپ پہلے حالات سُن لیں۔ بعد ازاں جس طرح چاہیں پیش آئیں۔ آپ ریاضت پیشہ ٹھہرے۔ معبودِ حقیقی کی مستقل مزاجی سے عبادت کرتے رہے۔ آپ کو اتنا غصّہ کرنا زیب نہیں دیتا۔ میں حاضر ہوں۔ جو چاہے۔ سزا دیجئے۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ شُدنی بھی کوئی امر ہے۔ پرماتما کی مرضی ایسی ہی تھی۔ میں آپ کے تپ کا زوال نہیں چاہتا۔ تپ کا ناش ہونا کوئی اچھی بات نہیں۔ ان باتوں سے آپ بدنام ہو جائیں گے۔ مُفت میں کلنک لگیگا۔

**اوتنگ رشی۔** میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پرماتما کا اوتار ہو کر پرتھوی کا بھار اُتارا۔ برہم گیان سُننے کی ہوس ہے۔ سُنایئے۔ میرا غُصّہ بھی فرو ہو جاوے اور میں تمہارے حق میں دعائے خیر کروں۔

**کرشن چندر۔** گیارہ رُدر اور آٹھ بسو یعنی کل کائنات مجھ سے پیدا ہوئی رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن تینوں گُن کا پیدا کرنے والا میں ہی ہوں۔ دیوتا۔ گندھرب راکشش۔ انسان حیوان غرضیکہ کل مخلوقات عالم کی آفرینش کا باعث میری ہی ذات سے ہے۔ چاروں آشرم اور دھرم کا بانی بجز میرے اور کوئی نہیں ہے رشی! وید میری بانی ہے۔ ہون اور اگن میرا پرکاش ہے۔ سب میں ہی دیکھا جاتا ہوں۔ دھرم مجھے بہت پیارا ہے۔ دھرم کی رکھشا کے لئے میرا اوتار ہوا کرتا ہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش میرے ہی جلوے ہیں۔ ہر ایک زمانہ ہر ایک دَور یعنی ست جگ دواپر۔ کلجگ میرا ادنےٰ اشارہ سمجھا جاتا ہے۔ سنسار کو پیدا کرتا ہوں۔ پھر ناش بھی کر دیتا ہوں۔ یوگی گندھربوں میں جب میرا اوتار ہوتا ہے۔ تو ویسے ہی کام کرتا ہوں۔ ناگ ونش میں پیدا ہو کر ناگوں کی طرح کام کرتا ہوں۔ کوروؤں پانڈوؤں کا تصفیہ چُکانے کے لئے مغرور دریودھن کے پاس گیا۔ خوشامد و لجاجت سے کام نکلتے نہیں دیکھا۔ تب ناچار ہو کر میں نے اپنا وراٹ روپ بھری محفل میں دکھایا۔ کہ شاید دریودھن میرے اس روپ سے ڈر کر راہ راست پر آ جاوے۔ مگر اُس نے ایک نہ مانی۔ تب میں نے ڈرا دھما کے ہیبت دلائی۔ اپنا غصّہ پرگٹ کیا دریودھن کال کے بس ہو رہا تھا۔ کیونکر مانتا۔ آخر کار اس خونخوار جنگ میں سب کٹ مرے۔

# اَدھیائے (۲۵)

## اوتنگ رشی کو کرشن چندر کے ویراٹ روپ کا درشن ہا ہا

**اوتنگ رشی۔** ہے جناردھن! آپ کونین کے مالک و مختار ہیں۔ سنسار کے کرتا دھرتا ہیں۔ برہم گیان سننے سے میرا غصہ جاتا رہا۔ لیکن اس ویراٹ روپ کے درشنوں کی ہوس ہے۔ جو آپ نے کوروؤں کے عالیشان محل میں دریودھن کو دکھایا تھا
کرشن چندر نے اپنا ویراٹ روپ اوتنگ رشی کو دکھایا۔ جو آپ نے مہابھارت کے وقت ارجن کے پیش کیا تھا۔

بھیشم پاتن جی راجہ جنمیجے سے رطب اللسان ہیں۔ کہ کرشن چندر پرماتما کے ویراٹ روپ کی کیفیت کیونکر بیان کروں۔ برہما اور شیش جی بھی تو آپ کے روپ سے وار نہیں پاتے۔ چہرہ مبارک پر وہ تجلی تھی۔ کہ اگر ہزار آفتاب یکجا ہو کر منور ہوں تو بھی اس روشنی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جسم مبارک اس قدر طویل تھا۔ کہ وہم خیال کی آنکھیں اس کے پرتے سے خیرہ ہوتی تھیں۔ آپ کے فرق مبارک میں چار دہن تھے۔ آفتاب و مہتاب دیدۂ روشن تھے۔ لاتعداد بھجاؤں سے پرتھوی کے جیوؤں کو دہن مبارک میں جھونکتے جاتے تھے۔ اوتنگ رشی اس قیامت خیز روپ کے درشنوں کی تاب نہ لا سکے۔ ہاتھ جوڑ کر نمسکار کی۔ اور ڈنڈوت کر کے عاجزانہ لہجے میں گویا ہوئے۔ کہ ہے پرماتما۔ آپ کے بسو روپ درشنوں سے میرا جنم سپھل ہو گیا۔ مجھ میں اب تاب نہیں۔ کہ جمال مبارک دیکھ سکوں۔ اپنا روپ وہی دکھایئے اس روپ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہوش اڑے جاتے ہیں۔ میری بساط نہیں۔ کہ پرماتما کے اس روپ کے درشن کر سکوں۔

کرشن چندر موہنی روپ دھارن اوتنگ رشی سے مخاطب ہوئے۔ کہے

رشی! جو آرزو ہو۔ کہو۔ میں تمہارا مقصد پورا کروں گا۔

**اوتنگ رشی**۔ دیناناتھ جو ترکس ہے پربھو! دھن دھن میرے بھاگ ہیں جو آپ نے درشن دیئے۔ یہ بردان کیا کم ہے۔ کہ جیتے جی آپ کے درشنوں سے کرتارتھ ہو گیا۔

**کرشن چندر**۔ ہے منی! میرے درشن کا پھاو خالی نہیں جاتا جو مرضی ہو۔ مانگ لو۔

**اوتنگ رشی**۔ (دست بستہ ہو کر) دیناناتھ! مجھے کسی بات کی تمنّا نہیں۔ مگر جو آپ فرماتے ہیں۔ تو یہ بردان مانگتا ہوں۔ اس ریتلی زمین میں مجھے جل مل جایا کرے۔ یہاں جل ہوتا نہیں۔ کنوئیں اور باولیاں خشک پڑے ہیں۔ پانی کم برستا ہے۔

**کرشن چندر**۔ یہ کہکر وہاں سے دوارکا روانہ ہو گئے۔ جب آپ کو پانی کی دقت محسوس ہو۔ میرا دھیان کر لیا کرو۔ پانی کی تکلیف نہ رہے گی۔

ایک دن اوتنگ رشی کو پانی کی حاجت ہوئی۔ کرشن چندر پرماتما کا دھیان کیا۔ ایک چنڈال ننگے بدن مٹی کے برتن میں بہت سا پانی جس میں پیشاب ملا ہوا تھا۔ لئے ہوئے سامنے آیا۔ رشی سے کہنے لگا۔ ہے رشی! تم پیاسے ہو۔ پانی حاضر ہے۔ پیو۔ مجھے تمہاری پیاس دیکھ کر رحم آیا۔ بڑی مشکل سے تلاش کر کے لایا ہوں۔

اوتنگ رشی نے چنڈال کی باتوں پر قہقہہ لگا کر پانی لینے سے انکار کر دیا اور کرشن چندر کی نندا کرنے لگے۔

**چنڈال**۔ کیا تم پانی نہ لوگے؟

**اوتنگ رشی**۔ جاؤ۔ یہ پانی میرے کام کا نہیں۔

**چنڈال**۔ دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ رشی جی حیرت میں تھے کہ چنڈال کون تھا۔ اتنے میں کرشن چندر خود سامنے آ گئے۔ اور فرمایا۔ تم نے پانی مانگا تھا۔ میں نے اندر کے پاس بھجوایا۔ مگر اندر چنڈال روپ سے لایا۔ وہ تمہاری مرجادا بھول گیا۔ میں نے اسے سمجھا دیا تھا۔ کہ بے ادبی نہ کرنا۔ تھوڑا امرت

سے جا کر رشی جی کو پلا دینا۔ اِندر نے میرے کہے کو ٹالا نہیں۔ مگر چنڈال روپ سے تمہارے پاس آیا۔ خیر تم نے اِنکار کر دیا۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تم کو پیاس لگیگی۔ تب سنورت نام بادل امرت بھرے ہوئے جل سے تمہاری پیاس بجھا دیں گے۔ اور اُس بادل کا نام اوتنگ بادل آج سے دُنیا میں کہا جائیگا ہے جنمیجے! اُس وقت سے اوتنگ بادل مارواڑ دیش میں پانی برساتے ہیں۔

# اُدھیائے (۵۴)

## اوتنگ رشی کی گورو بھگتی

راجہ جنمیجے ویشمپاین جی سے سوال کرتے ہیں۔ کہ اوتنگ رشی نے کرشن بھگوان کو سراپ کیوں دینا چاہا۔

ویشمپاین۔ اوتنگ رشی کا تذکرہ آدی پرب میں ہو چکا ہے۔ وہ گورو بھگت تھا۔ اوتنگ نے اپنے گورو گوتم رشی کی بہت سیوا کی۔ گوتم جی اوتنگ رشی کی خدمت سے بہت مسرور ہوئے۔ کل چیلوں کو رخصت کر دیا۔ مگر اوتنگ رشی کو اپنے پاس سے جدا نہیں کیا۔ بلکہ اپنی دُختر کا عقد اوتنگ رشی سے کر کے بردان دیا تھا کہ تیری عمر سولہ سال کی ہو جاوے۔ شباب کا عالم ہوا۔ اور میاں بیوی میں محبت بڑھنے لگی۔ اوتنگ رشی اپنے گورو کے اس بردان سے بہت خوش ہوئے۔ اور گورو دکشنا دینے کی اجازت چاہی۔

گوتم نے فرمایا۔ کہ اپنی ماتا یعنی گورو پتنی سے پوچھ۔ تو جیسی وہ ہدایت کرے عمل کرو۔ اوتنگ رشی اہلیا استری کے پاس گئے۔ اور گورو دکشنا کے بارے میں عرض کیا۔ اہلیا نے راجہ بیت کی رانی کے کُنڈل مانگے۔ (راجہ بیت سراپ سے راکشش ہو گیا تھا۔) جب اوتنگ رشی راجہ بیت کے پاس پہنچے۔ تو اُس نے اوتنگ رشی کو لقمہ بنانا چاہا۔ اوتنگ رشی نے جواب دیا۔ کہ آپ اپنی رانی سے کُنڈل مجھیں دیدیں۔ میں گورو دکشنا دے کر آپ کے پاس حاضر ہونگا

اُس وقت آپ مجھے کھالیں۔ کچھ عذر نہ ہوگا۔ اُوتنگ کی باتوں سے راجہ دراکشش کی جُون سے چھوٹ گیا۔ اور اُوتنگ رشی نے بہزار خرابی کنڈل پائے۔ مگر راستے میں تکشک ناگ نے کنڈل ہتیا لئے۔ اُوتنگ رشی راجہ کے پاس پہنچے۔ سارا ماجرا سنایا۔ اِندر کی مدد سے پھر کنڈل لے کر اہلیا جی کے نذر کئے۔ اُن کنڈلوں میں عجیب خاصیت تھی جس کے پاس ہوں۔ اُسے نہ بھوک پیاس لگے۔ نہ اگن سے جلنے کا خوف ہو۔ اور جس قسم کا روپ چاہے۔ دھارن کرے۔ گورو پتنی ان کنڈلوں سے بہت محظوظ ہوئی۔ ہے راجن! دریودھن اور جیدرتھ کی بیوقت موت سے اُوتنگ رشی کو غصہ آگیا۔ یہی باعث سراپ دینے کا ہوا تھا۔ مگر مادھو جی کی باتوں سے اُن کا جی چھوٹ گیا بیراٹ روپ کے درشنوں سے بڑی مسرت ہوئی۔ اور آنند بھوگنے لگا۔ قصہ مختصر جب کرشن چندر اُوتنگ رشی کے آشرم سے روانہ دوارکا پہنچے۔ وہاں ریوتک پربت پر بڑا اُتسو ہونے والا تھا۔ انواع کے مہکتے ہوئے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ریشمی کپڑوں ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے ظروفوں سے تمام پہاڑ جگمگا رہا تھا۔ طرح طرح کے درختوں اور میٹھے پانی کے چشموں سے وہ مقام اِندر آسن کو مات کر رہا تھا۔ خوشبو بانٹ سے تمام پہاڑی ایسی مہک رہی تھی۔ گویا عطر کے قرابے لنڈھا دیئے گئے۔ جگہ جگہ پر دھجا پتاکا لہرا رہے تھے۔ عورت مرد اس فرحناک مقام پر گلگشت کر رہے ہیں۔ کہیں باجے بج رہے ہیں۔ کہیں گانا ہو رہا ہے۔ دوکانیں سجا رہے ہیں۔ میووں اور مٹھائیوں سے دوکانوں کی رونق بڑھ رہی ہے۔ لوگ شراب کے نشے میں چور متوالے پھر رہے ہیں۔ نہ کسی کو کچھ خوف نہ ہراس کرشن چندر بھگوان کے ریوتک پہاڑ پر تشریف لاتے ہی اور بھی رونق دوبالا ہوگئی دوارکا باسی پرشن بنتی۔ آنند کا سبب بنی آپ کے آنے سے اور بھی محظوظ ہوگئے ریوتک پہاڑ۔ کوبیر بھون اور اِندر بھون کو مات کر رہا تھا۔ کرشن چندر بھگوان کا جمال دوارکا باسیوں میں آفتاب کی طرح نور برسا رہا تھا۔ یدوبنسیوں نے مزاج پرسی کی۔ اور شری بسدیو جی نے مہابھارت کی لڑائی کا حال پوچھا۔ کرشن جی نے اپنے پتا سے ساری کیفیت مہابھارت کی اِس طرح بیان کی ؏

---

# ادھیائے (۲۰)

## مفصل حالات جنگ مہابھارت کرشن بھگوان کی زبانی بسدیوجی کے آگے

بسدیوجی۔ اے بیٹا! مجھے مہابھارت کے حالات سننے کی ہوس ہے۔ حالانکہ اکثر لوگوں کی زبانی کیفیت سننے میں آئی۔ مگر کسی نے اچھی طرح بیان نہیں کیا۔ تم آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ جو کچھ کہو گے۔ سچ کہو گے۔ لہذا اپنی زبان سے لڑائی کے حالات بیان کرو۔ کیونکہ اوّل سے آخیر تک اصلی کیفیت جو تم سے معلوم ہوگی کبھی دوسرے سے نہیں ظاہر ہوگی۔

کرشن چندر۔ پتا جی! کل حالات ازسرتاپا بیان کرنا کارے دارد۔ اٹھارہ دن کی لڑائی تھی۔ مگر برسوں میں بھی بیان نہیں ہو سکتی۔ آپ کے حکم کی تعمیل فرض ہے۔ لہذا خلاصہ کیفیت بیان کرتا ہوں۔ کوروؤں کی جانب گیارہ اکشونی دل تھا۔ جس کے سپہ سالار مہاتما بھیشم جی تھے۔ سات اکشونی فوج پانڈوؤں کی تھی۔ ارجن اور بھیم سین اس فوج کے نگران تھے۔ دس روز تک جنگ کے بعد ارجن نے سکھنڈی کو پیش رو کر کے بھیشم پتامہ کو تیر سیجیا پر لٹا دیا۔ جس وقت مہاتما بھیشم جی گرے۔ اس وقت دکشائن سورج تھے۔ اترائین سورج ہونے پر بھیشم جی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بعد بھیشم جی کے درونا چارج کی حفاظت میں کوروؤں کی فوج سپرد ہوئی۔ یہ لڑائی بھی غضب کی رہی۔ دھرشٹ دمن اور درونا چارج کے مقابلے میں بہت سے بدیشی راجہ جو دور دراز سے آئے تھے۔ کام آئے۔ آخرکار دھرشٹ دمن کے ہاتھوں درونا چارج جی نے زخمی ہو کر دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔ اور عالم بقا کی

طرف راہی ہوئے۔ درونا چارج کی لڑائی کے وقت چھ اکشوہنی فوج دریودھن کی کٹ چکی تھی۔ صرف پانچ اکشونی دل باقی رہ گیا تھا۔ تب کرن سینا پت مقرر ہوا۔ اور پانڈوؤں کی جانب تین اکشونی فوج رہ گئی تھی۔ ارجن اور کرن کی لڑائی دو روز رہی۔ دوسرے روز ارجن کے ہاتھوں کرن مارا گیا۔ ۱۲ اکشونی فوج کام آ چکی تھی۔ تین اکشونی فوج کا مالک راجہ شل ہوا۔ اور پانڈوؤں کی طرف ایک اکشونی فوج باقی رہ گئی تھی۔ جس کے افسر راجہ یدھشٹر خود تھے۔ راجہ شل راجہ یدھشٹر کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ادھر سہدیو نے قمار باز شکنی کو راہی ملک عدم کیا۔ شکنی کے مرنے پر راجہ دریودھن میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تین اکشونی فوج کوروؤں کی مر چکی تھی۔ دریودھن باطل حزیں میدان رزمگاہ سے بھاگ کر بیاس سرودر میں روپوش ہوا۔ بھیم سین معہ اپنے بھائیوں کے تعاقب میں رواں ہوئے۔ اور بچی کھچی فوج سے بیاس تالاب کو گھیر لیا۔ دریودھن مارے غیرت کے تالاب سے باہر آیا۔ اور بھیم سین کے ہاتھوں گدا یدھ کر کے مارا گیا۔ پانڈوؤں کی فوج مظفر و منصور ڈیرے پر آئی۔ اور رات کو ۱۸ دن کے کسل سے تھکی ہوئی آرام سے سوئی۔ اسوتھاماں اپنے باپ درونا چارج کے مرنے سے پانڈوؤں کے جانی دشمن ہو رہے تھے۔ موقعہ غنیمت جانا۔ جتنی فوج پانڈوؤں کی بچ رہی تھی۔ ہلاک کر ڈالی۔ پتا جی! بڑی خیریت یہی ہوئی۔ کہ پانڈو وہاں نہ تھے۔ پانچوں پانڈو میرے ساتھ لشکر سے باہر چلے گئے تھے۔ ۱۸ اکشونی دل میں سے پانڈوؤں کی طرف یہ پانچوں بھائی اور ساتکی بچ رہے۔ اور کوروؤں کی جانب کرپا چارج کرت برما۔ اسوتھاماں اور یوتس۔ دریودھن کا بیٹا۔ دھرتراشٹ اور سنجے وغیرہ باقی رہ گئے۔ مہاریشیوں کے ساتھ سویودھن (دریودھن) ہلاک ہوا۔ تب سنجے اور یدھ جی پانڈوؤں کے طرفدار ہوئے۔

# ادھیائے (۲۸)

# یدوونشیوں میں ابھیمن کی وفات سے اظہار ماتم

بیشم پاین جی (راجہ جنمیجے سے) کرشن بھگوان نے ساری داستان مہابھارت کی کہہ سنائی۔ مگر ابھمینیو کے واقعات سے کنائی کاٹ گئے۔ کیونکہ بسدیو جی اپنے نواسے کے مارے جانے کا حال سنکر بہت دکھی ہوں گے۔ جب کل حالات جنگ سنا چکے تھے۔ سو بھدرا ابھیمن کی ماتا اپنے عزیز بیٹے کو یاد کر کے رونے لگی۔ مامتا کے جوش سے دل بھر آیا۔ ابھیمن کی صورت آنکھوں میں پھر رہی تھی بین کر کے سینہ کوٹنے لگی۔ شدت غم سے کلیجہ پھٹ گیا تھا۔ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی

بسدیو جی بولے۔ کرشن چند آپ عدو کش ہیں۔ سنسار کی رکھشا کرتے ہیں آپ نے سب حال تو کہا۔ لیکن ابھمنیو کی لڑائی کے واقعات نہیں سناتے۔

کرشن بھگوان نے ابھیمن کی شجاعت اور دلیری کی تعریف کر کے فرمایا۔ کہ لاکھوں شوبیروں اور ہزاروں راجاؤں میں فوج کو ہلاک کرتا ہوا جس وقت میرا بھانجا ابھمنیو شیر کی طرح کوروں کے بیوہ میں گھس گیا۔ بڑے بڑے مہارتھیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ یہ اسی کا کام تھا۔ کہ دروناچارج سے جنگجو بہادر کو نیچا دکھا کر دشمنوں کی فوج میں داخل ہوا۔ صفیں کی صفیں الٹ دیں۔ شیر ثریاں کی طرح جس طرف رخ کیا۔ پرے کے پرے صاف تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اس فیل مست کا سامنا کرتا۔ آخر کار چھ مہارتھیوں نے گھیر لیا۔ اور ابھمنیو پر ناجائز طور سے حملہ کر کے اس بچارے کی جان لی۔ مہابھارت کی لڑائی میں جیسی شجاعت دہنوری ابھمنیو نے دکھائی۔ اور کسی مہارتھی کی ایسی بہادری دیکھنے میں نہیں آئی

آپ غم نہ کریں۔ آپ کا پوتا سورگ کو گیا۔

ابھمنیو کی دلہن اُترا اپنے خاوند کے شوک میں آنسو بہا رہی تھی۔ وہ حاملہ بھی تھی۔ کنتی جی نے سمجھایا۔ دروپدی اپنے پانچوں بیٹوں اور ابھمنیو کے مارے جانے پر چھاتی پیٹ رہی تھی۔ سارا نواس ماتم کدہ ہو رہا تھا۔ ستم رسیدوں کی یہ ناقابل اطمینان حالت دیکھ کر کرشن چندر اپنے ہمراہ رانیوں کو دوارکا لے آئے تھے۔ کرشن چندر اُترا کو سمجھاتے ہیں۔ کہ تیرے بطن سے بڑا پرتاپی پتر ہوگا۔ بسدیو جی نے شرادھ کیا۔ کرشن چندر جی ساٹھ ہزار گائیں برہمنوں کو دان کیں۔ اُترا اپنے شوہر کی وفات سے اِس قدر محزون تھی۔ کہ کھانا دانہ تک چھوڑ دیا تھا۔ بیاس آئے۔ اور اُنہوں نے اُترا کو سمجھایا۔ کہ تیرا بالک چکرورتی راجہ ہوگا۔ پانڈوؤں کے بعد وہی تاج و تخت کا مالک ہوگا۔ تم مغموم کیوں ہو۔ دل کو ڈھارس دو۔ بیاس جی سمجھا بجھا کر راجہ یدھشٹر و ارجن کے پاس پہنچے۔ اور فرمایا۔ کہ مبارک ہو۔ تمہاری بہو کے شکم سے ایسا بالک ہوگا جو اپنے کرم دھرم سے رعیت کی پرداخت کریگا۔ تم بھی غم نہ کرو۔ میری اور کرشن بھگوان کے خیال سے ابھمنیو کا بیٹا عنقریب ساری دُنیا میں اپنا جلوہ دکھائے گا۔ دل کو چین کرو۔ تمہارے خاندان کا چراغ روشن کرنے والا اور پانی دینے والا عنقریب ہوا چاہتا ہے سری ویاس جی کے بچن سنکر پانڈو بہت خوش ہوئے۔ سے ارجن! تمہارا اپنا اُترا کے گربھ میں ایسا بڑھتا ہے۔ جس طرح چندرماں شکل پکش میں بڑھتا ہے

# ادھیائے (۲۹)

## اشومیدھ یگیہ کے لئے خزانہ کی فراہمی

راجہ جنمیجے بیشم پاین جی سے گویا ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر۔ ارجن۔ بھیم سین۔ نکل سہدیو سے مخاطب ہوئے۔ آپ کو کچھ خیال ہے۔ اشومیدھ یگیہ ہونا ضروری ہے۔ خزانے میں اس قدر روپیہ نہیں۔ جو اشومیدھ یگیہ میں کفایت کر سکے۔ بیاس جی مہاراج کہہ

گئے ہیں۔ کہ ہمالیہ پہاڑ پر راجہ مرت کا فراہم کیا ہوا خزانہ مدفون ہے۔ اگر وہ ہاتھ آجائے۔ تو کام نکل جائے

**کلھیم سین**۔ بہت اچھا۔ میں جاتا ہوں۔ اور مہادیو جی کی پوجن کرلے بن پڑتا ہے۔ تو خزانہ ساتھ لاتا ہوں۔ کبیر۔ گندھرب جو اس خزانے کے محافظ ہیں جتنے الامکان اُن کو بھی اپنی خدمت سے خوش کروں گا۔ یقین ہے۔ کہ وہ بھی اس خزانے کے لانے میں حارج نہ ہوں گے۔ یہ کہکر اتوار کے دن روہنی نکشتر میں کچھ فوج ہمراہی میں لی۔ اور ہمالیہ کی طرف کوچ کیا۔ جس وقت راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کو لئے ہوئے ہستناپور سے چلے۔ زمین سے آسمان تک ایک شور برپا ہوا۔ مہاراج یدھشٹر کی جے جے کار ہونے لگی۔ براہمنوں نے وید منتر پڑھے۔ غرضکہ پانڈو ہمالیہ پہاڑ پر پہنچ گئے۔ اور اِس بات کی صلاح ہوئی۔ کہ کیا تدبیر کی جائے۔ کہ خزانہ ہاتھ آوے۔ دھوم رشی پروہت نے کہا۔ کہ آپ شیو جی کی ارادھنا کریں۔ پھر راجہ جدھشٹر صرف پانی پر اکتفا کرکے کُش آسن پر بیٹھ گئے۔ اور شیو جی کے دھیان اور سمرن میں وہ رات بسر کی۔ صبح ہونے پر طرح طرح کی چیزوں سے ہون کرکے بادان کیا۔ کالے تلوں سے ہون کیا۔ ہزاروں گائیں سنکلپ کیں۔ شیو جی کی پوجا خلوص دل سے ختم ہونے کے بعد بیاس جی کو پیش راہ کرکے خزانے کے پاس پہنچے۔ اور کوبیر جی کو نمسکار کرکے خزانہ کھدوانا شروع کیا۔ تھالی۔ کلچھی۔ لوٹا۔ کمنڈل۔ کلس وغیرہ سونے کے ظروف برآمد ہوئے۔ جھاری۔ کڑاہ۔ کلس چھوٹے بڑے نقرئی برتن نکلے۔ اُن کو صندوق میں بند کرکے چھکڑوں اور اونٹوں پر بار کیا۔ اور وہاں سے چلے۔ ہے راجن! آٹھ ہزار اونٹ سولہ ہزار چھکڑے۔ چوبیس ہزار ہاتھیوں پر وہ اسباب لادا گیا۔ سونے چاندی کے برتن اس قدر بھاری تھے۔ کہ دو دو چار چار کوس تک بھی سواریوں کو لیجانا شاق گزرتا تھا ہے راجہ جنیجے جی! اسطرح راجہ مرت کی دولت پانڈوؤں کے ہاتھ آئی اور اس شاہی خزانے میں داخل ہوئی

# ادھیائے (۳)

# راجہ پریکھشت کی پیدائش

بھیشم پاین جی راجہ جنمے جے سے فرماتے ہیں۔ کہ کرشن بھگوان کے جاتے وقت راجہ یدھشٹر نے کہا تھا۔ کہ بیاس جی کی تحریک پر اشومیدھ یگیہ کروں گا۔ آپ سے ملتجی ہوں۔ کہ معہ پریوار کے ہستنا پور تشریف لائیں۔ کرشن چندر نے منظور کیا تھا۔ کہ یہ خبر دوارکا میں مشہور ہو گئی۔ کہ راجہ یدھشٹر کے ہاتھ راجہ مرت کا خزانہ آ گیا۔ کرشن چندر ستیکی جی اور اپنے پریوار سمیت ہستنا پور داخل ہو گئے۔ راجہ دھرتراشٹر اور یدھشٹر نے نہایت تپاک سے آپ کو لیا۔ اور اپنے محلوں میں ٹھہرنے کو جگہ دی۔ پردمن بیونس۔ یویودھان۔ چارودیشن۔ سانب۔ گدکرت ورما۔ سارن۔ برشیمٹ۔ اولمیک۔ وغیرہ بلدیو جی کے پیچھے رانی دروپدی و کنتی کے درشنوں کو آئے۔ کرشن چندر راجہ دھرتراشٹر کی بیوہ بہوؤں کو دھیرج دیتے رہے۔ دو چار دن گزرنے پر ارجن تمہارے پتا پریکشت نے جنم لیا۔ برہم استر کے پربھاؤ سے تمہارے والد پریکشت جی مردہ پیدا ہوئے۔ چندر بنسیوں کو ازحد رنج ہوا۔ کرشن چندر جی پریکشت کے پیدا ہونے کی خبر سن کر محل میں تشریف فرما ہوئے۔ کنتی جی کرشن چندر کو دیکھتے ہی چیخنے لگی۔ دروپدی علیحدہ منہ لٹکائے رو رہی تھیں۔ ایک جانب سبھدرا مردہ لڑکے کی صورت دیکھ کر آہ و بکا کر رہی تھیں۔ کنتی جی رو رو کر کہہ رہی تھیں۔ کہ اے باسدیو آپ سرب ہنکاری ہیں۔ دیالو ہیں۔ ہمارے بنس کے ہمیشہ مددگار رہے ہیں یدوپت آپ ہمیشہ پانڈوؤں کے آڑے آتے رہے۔ اب ہمارے خاندان میں کوئی نام لیوا نہیں۔ پانڈوؤں کے مرنے پر خاندان بے چراغ ہو جائے گا۔ دروپدی کے پتر اس طرح ضائع ہوئے۔ ابھیمن نے سنگرام میں جان دے دی۔ اُترا ہی سے امید بندھ رہی تھی۔ وہ بھی مردہ پیدا ہوا ہے۔ اب کیا ہو گا۔ کوئی بات تو ایسا کیجئے۔ اس مردہ جسم میں روح پھونک دیجئے۔ آپ کے سوا کوئی اور ہمارا معاون نہیں اگر یہ بالک زندہ ہو گیا۔ تو البتہ سب کام بن جائے گا۔ ہے پربھو! آپ نے اشوتھاماں سے عہد کر لیا تھا۔ کہ تو چاہے جتنی کوشش کر۔ کہ پانڈوؤں کا بیج ناش ہو جاوے۔ مگر میں تیرے برہم استر سے لگے ہوئے بچے کو جیون دان دوں گا ہے دیناناتھ! آپ اس بالک کو جیون دان دیجئے۔ یدھشٹر۔ بھیم سین ارجن وغیرہ پانچوں کی حفاظت آپ ہی کے ذمے رہی۔ آپ نے کوروؤں سے پانڈوؤں کو

فتحیاب کیا۔ نازک موقعہ پر پانڈووں کی جان بچائی ہے۔ مدھسودن پانڈووں کی زندگی اسی لڑکے پر منحصر ہے۔ اگر یہ ضائع ہو گیا۔ تو پانڈو بھی اپنی جان نہیں رکھ سکتے۔ اور پانڈووں کے نہ رہنے سے میں کب زندہ رہ سکتی ہوں۔ اسی بچے پر کل راج کا دارومدار ہے۔ یہی بچہ پانڈووں کا شرادھ اور پنڈ کرنے والا ہے۔ ہے مادھو! عنایت کی نظر چاہتی ہوں۔ کرپا درشٹی سے دیکھ دیجئے۔ بالک زندہ ہو جائے۔ پیارے بھگت وتسل! آپ ہی کے بھروسے پر تو ابھیمنو نے اُترا سے کہا تھا۔ کہ تیرا بالک بڑا پرتاپی ہوگا۔ کوروؤں اور پانڈووں کے خاندان کا چشم و تاج ہو کر دھنروِدیا اور نیتی شاستر سے واقف ہوگا۔ تینوں لوک میں اُس کا نام آفتاب کی طرح روشن رہیگا۔ پرشوتم! کیا ابھیمن کا بچن جھوٹا ہو جاتے؟ ابھیمن دُنیا میں نہیں۔ پرلوک سدھارا۔ اُس کے قول کی پابندی آپ ہی کر سکتے ہیں۔

یہ کہکر کنتی جی کو ابھیمن کی یاد سے غش آگیا۔ سارا رنواس غمزدہ ہو رہا تھا۔ رانیاں آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھیں۔ اور کرشن بھگوان سے خوشامد کر رہی تھیں۔ کہ آپ کنتی کے حال زار پر رحم فرمایئے۔ کنتی کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک آپ سوبھدرا کے پوتے کو جیودان نہ دیجیے۔ آپ ہی کرپا کریں گے۔ تو پانڈووں کا نام قایم رہیگا۔ کرشن جی نے اپنی پھوپھی کنتی جی کو اُٹھایا۔ سوبھدرا نے کرشن چندر کے قدم پکڑ لئے اور کہنے لگی۔ کہ میں آپ کو نہ جانے دوں گی۔ میرے پوتے پر رحم کیجئے یہ بے قصور ہے۔ اس نے کوروؤں کا کیا بگاڑا تھا۔ یہ بلا قصور اسوتھاماں کے برہم استر کا نشانہ ہو گیا۔ اسوتھاماں نے ایک سینک سے پانڈووں کی آنے والی نسل کو مٹا دیا ہے۔ یدونندن! اُس سینک کا مجھ پر اور میری اُترا پر بھی اثر پڑا۔ جو اب تک کانٹے کی طرح کلیجے میں پیوست ہے اور جس کی تکلیف سے ابھی تک نجات نہیں ہوئی ہے۔ دیا نند تھو! اسوتھاماں نے پانڈووں کو برباد کر دیا۔ ہائے آنکھوں کا تارا ابھیمن ہونہار خاک ہو جائے

اور ہم زندہ رہیں۔ ایسی زندگی سے موت اچھی ہے۔ ابھیمن پانچوں بھائیوں کا لاڈلا بیٹا تھا۔ ہے جنار دھن! آپ نے استوتھاماں سے غصہ ہو کر فرمایا تھا۔ کہ تو نے بڑی نالائق حرکت کی ہے۔ مگر میں ابھیمنو کے بچے کو زندہ کرونگا تیرا برہم استر کچھ بنا بگاڑ نہیں سکتا۔ آپ ہماری خوشی کیجئے۔ کہ یہ بچہ زندہ ہو جائے کیا قول بھول گئے۔ ہے کیشو! آپ تر لوکی ناتھ ہیں۔ دنیا کی پرداخت آپ ہی کی ذات سراپا صفات پر محول ہے۔ آپ کی مرضی بغیر پتا ہل نہیں سکتا۔ آپ چاہیں تو آن واحد میں سارا سنسار مار کر پھر جلا دیں۔ پھر آپ کے لئے یہ سمجھئے کونسا ایسا قصور کیا۔ کہ اس بچے کو جیودان نہیں دیتے۔ اس کو کیوں نہیں جلاتے آپ کی معجزہ نما حرکات کی سمجھ میں ہی نہیں ہی نہیں۔ تمام رشی منی دیوتا گندھرب بھی قائل ہیں۔ آپ کی چھوٹی بہن ہوں۔ آپ سے جیودان مانگتی ہوں۔ آپ ہمارے اوپر کرپا کیجئے۔

بھیشم پاتن جی راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں۔ کہ اس بھری سبھا میں کرشن چندر پرماتما نے اپنی بہن سوبھدرا اور پھوپھی کنتی کو مسکرا کر جواب دیا۔ خیر کیا مضائقہ ایسا ہی ہوگا۔ سارا رنواس کرشن چندر کے امرت روپی بچن سے خوش ہو گیا اور خود بدولت اس مردہ بالک کے جسم میں پرویش کر گئے۔ اور پریچھت کے دیکھنے کی ہوس ظاہر کی۔ سوبھدرا خوشی خوشی اپنی بہو اُترا کے پاس پہنچی اور کہا۔ کہ تینوں لوک کے مالک دیوتاؤں کے دیوتا تیرے سسر بچے کے دیکھنے کے لئے آرہے ہیں۔ اُترا پریچھت کے دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔ اُترا پریچھت کے مرے ہوئے جسم کو گود میں لے کر سامنے بیٹھ گئی۔ آنسو جاری ہیں سسکی بھری آواز سے بولی اے دوارکا ناتھ۔ ہے چیراچر کے سوامی۔ ہے جگت کے پالن پوسن کرنے والے بھگوان میرا جنم سپھل کیجئے۔ ہے پربھو استوتھاماں کے برہم استر سے اس بچے کی جان گئی۔ آپ اسے تندرست کر دیں ہے سوامی! میری جان اس کے عوض میں حاضر ہے۔ مگر اسے زندہ کر دیجئے۔ میری آرزو بر لائیے۔ میں یہی چاہتی ہوں۔ کہ اس بالک سے میری گود بھر جائے۔ مایوسی گھیر

ہوئے ہیں۔ آپ اگر چاہیں تو کون بات ہے۔ میری تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ ہے کیشو مورت! آپ جان سکتے ہیں کہ استھواماں کا اِس میں کوئی نفع نہیں اس کا باپ کوئی زندہ ہو جائے گا۔ البتہ میں نے اس بات کی پرتگیا کی تھی۔ کہ اپنے سوامی (ابھمن) کے مرنے پر کچھ دنوں بعد اُس کے پاس پہنچوں گی۔ یہ پرتگیا پوری نہ ہو سکی۔ بیشک خطا وار ہوں۔ آپ سے تو بڑا اپرادھ معاف ہو۔

اُترا رو رو کر بین کر رہی تھی۔ رنواس کی عورتوں اور پانڈووں کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ سارے محل پر ماتم چھایا تھا۔ کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا نہ بہ رہا ہو۔ اُترا مُردہ لڑکے سے اِس طرح کہہ رہی تھی کہ ہے پُتر! تو جا کر اپنے پتا سے کہدینا۔ کہ آپ کی داسی عنقریب آپ کے پاس آیا چاہتی ہے۔ اگر یوں اس کے پران نہیں چھٹتے تو زہر کھا کر جان گنوا دیگی۔ اور آپ کے چرنوں میں حاضر ہوگی۔ کیونکہ جب اُس کے کوئی بالک نہیں۔ تو جینا مرنا برابر ہے۔ ہے پُتر! اُٹھو۔ دیکھو تمہارے سامنے سری بھگوان نارائن جی کھڑے ہیں۔ آنکھیں کھولو۔ اور چتر بھُج روپ کے درشن کرو۔ یہ کہکر اُٹھی اور کرشن چندر کے پیروں پر گر پڑی۔ اُترا کی باتوں سے حسرت برس رہی تھی دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اور آچمن کر کے مُردہ جسم پر ہاتھ پھیرا۔ برہم استر کی تاثیر جاتی رہی۔ اور بلند آواز سے فرمایا کہ میری بات کسی حالت میں جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ ہمیشہ سچ بولتا ہوں۔ تمہارے سامنے اس بچے کو زندہ کرتا ہوں۔

(مُردہ بچے کو اُٹھا کر)

بیٹا آنکھیں کھول۔ تمہاری ماں تمہاری دادی اور سارا پریوار دُکھی ہو رہا ہے۔ کرشن چندر اتنا ہی کی اتنی بات کہنے پر بچے نے آنکھیں کھول دیں۔ ہے راجن! جس وقت برہم استر راجہ پریکشت تمہارے پتا کے جسم سے دُور ہوا۔ راجہ پریکشت کا چہرا مہتاب کی طرح چمکنے لگا۔ رنواس میں جے جے کی صدائیں بلند ہوئیں۔ جے ہری جے مادھو۔ جے کرشن چندر کے نعروں سے تمام محل گونج اُٹھا۔ یدھشٹر۔ بھیم سین۔ ارجن وغیرہ پانچوں بھائیوں

نے خیرات کی۔ بھوکوں کو بھوجن دیا۔ کرشن چندر جی پر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ عجیب چہل پہل مچی۔ ہر شخص کرشن بھگوان کا مدح سرا تھا۔ وہ برہم استر اسثو تھاماں کا برہماجی کے پاس چلا گیا۔ اُترا نے بھگوان کی ڈنڈوت کی۔ کرشن چندر نے زروجواہرات دے کر اُترا کو خوش کر دیا۔ اسی طرح اور یادو بنسیوں نے رتن اور ریشمی کپڑے زروجواہرات اُترا کو دیئے۔ کرشن چندر نے اس بالک کا نام پریچھت رکھا۔ زر دولت بہ خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ تمام شہر میں منگلاچار ہونے لگا۔ یہ خبر زبان زد ہر خاص و عام تھی۔ کہ ابھمن کے مُردہ بچے کو کرشن چندر کو جلا دیا۔ راجہ یدھشٹر نے وید پاٹھیوں کو بہت کچھ دان دیا۔ رشی باسودیو بیاس جی اور برہمن مبارکباد دینے آئے تھے۔ سب کو دان دے کر خوش کر دیا۔ ہے راجن! راجہ پریچھت تمہارے پتا چکرورتی راجہ ہوئے۔ اُن کا نام جب تک دنیا قائم ہے۔ روشن رہیگا۔ ایک مہینے تک راجہ پریچھت کا اُتساہ منایا گیا ہستناپور کے محلوں پر دیپکا اور پتاکا لہرا رہی تھیں۔ دروازوں پر بندن وار لگائی گئیں۔ دیوتاؤں کے مندر سجائے گئے۔ اس طرح تمہارے پتا کا جنم اُتسو ہوا۔

## اَدھیائے (۱۳)

## اشومیدھ یگیہ کے لئے شیام کرن گھوڑے کی تلاش

ویشم پاین جی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب تمہارے باپ ایک ماہ کے ہو گئے تب یدھشٹر بھیم سین ارجن وغیرہ راجہ دھرتراشٹر کے پاس آئے اور قدمبوس ہو کر مبارکباد پیش کی۔ کہ کرشن چندر کی اعجاز نمائی سے

ہمارے گھر میں چراغ روشن کرنیوالا پیدا ہوگیا ہے۔ دھرتراشٹ راجہ پرکھشت کی ولادت سے بہت خوش ہوئے اور کرشن بھگوان کی استتی کرنے لگے راجہ یدھشٹر نے وہ سونے چاندی کے برتن اور جواہرات راجہ دھرتراشٹ کے سامنے پیش کردیئے جو ہمالیہ پہاڑ سے حاصل ہوئے تھے۔ اور اجازت چاہی کہ آپ کی آگیا چاہتا ہوں۔ اشومیدھ یگیہ کرنے کی خواہش ہے۔ اتنے میں ویاس جی آگئے انہوں نے اشومیدھ یگیہ کی مہاں برتن کی اور فرمایا کہ اس کام میں دیر نہ کرو۔ مہری اجندر جی مہاراج نے بھی لنکا فتح کرکے اشومیدھ یگیہ کیا تھا راجہ یدھشٹر نے کرشن چندر مہاراج کا دھیان کیا۔ خود بدولت دوارکا سے آگئے۔ راجہ یدھشٹر نے قدم چھوئے اور عرض کی کہ آپ کی کرپا سے راج حاصل ہوا آپ ہی کی بدولت ہمارے سب کام سپھل ہوتے ہیں۔ آپ ہی یگیہ ہیں۔ اور آپ ہی یگیہ کرنے والے ہیں۔ انناشی ہیں سرو دیاپک سرو ادھکاری نام سے دنیا کے کام سپھل ہوتے ہیں۔ سارے سنسار میں آپ ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بغیر حکم کوئی پتہ نہیں ہلتا۔ ہر جیو میں آپکا پر لوبھ۔ کرشن بھگوان نے جواب دیا ہے۔ دھرم پترا میں تو بھگتوں کے بس ہوں۔ تمہارا غلام ہوں آنند سے یگیہ کرو۔ جو خدمت ہمارے سپرد ہوگی ہم خوشی انجام دینگے راجہ یدھشٹر ویاس جی سے عرض کرنے لگے۔ آپ کی اجازت درکار ہے۔ یہ تو فرمایئے یگیہ کس طرح کیا جائے آپ کے بغیر اتنا بڑا کام ہو نہیں سکتا۔ ویاس جی بولے ہے راجہ! تم اداس نہ ہو۔ میں اور سب رشی اور یگیہ دلک رشی مل کر تمہارا یگیہ کردینگے۔ اشومیدھ یگیہ سے سب داتنکار جاتے رہینگے جو بھتیا لڑائی سے نادانستگی میں ہوگئی ہوگی۔ وہ دور ہو جائے گی اگرچہ تم اس لڑائی کے بانی نہیں ہوئے مغرور دریودھن اپنی ہٹ کا پکا تھا جس نے لاکھ کا گھر لیپ کر دیا خویش و بیگانہ کوئی نہ بچا کرن اور شلی تمہارے ہاتھ سے ہلاک ہوئے تم اپنے تئیں خطاوار سمجھتے ہو۔ حالانکہ بےخطا ہو۔ تاہم اس یگیہ سے دل میں شانتی پیدا ہو جائے گی پہلی بات تو اس یگیہ کے لئے یہ ہے۔ کہ شام کرن گھوڑا کہیں سے لایا جائے اور وہ بے لگام وزین کے چھوڑ دیا جائے اس گھوڑے کی دائیں بائیں جانب دس ہزار وید پاٹھی برہمن وید کے منتر پڑھتے ساتھ رہینگے گھوڑا مطلق العنان ہوگا کوئی

سوار یا پیادہ ساتھ نہ ہوگا۔ برہمن ویدا چارن کرنے والے بھی دور رہیں۔
ہر ایک برہمن کو ایک بلند قامت ہاتھی مع طلائی ہودج اور زین جھول اور
ایک ہزار گئو دودھ دینے والی جن کے سینگ سونے سے گھر چاندی سے
منڈھے ہوں دینی چاہئے اور ایک رتھ جس میں چار باد رفتار گھوڑے جتے
ہوں عطا کرنا لازمی ہے۔ نقد دکھشنا بھی اسی حیثیت کے موافق دینی ہوگی
گھوڑے کے ساتھ بہت سی فوج اور تمہارے بھائی ہونگے۔ گھوڑے
کی گردن میں ایک سونے کا پتر ڈال دینا جس پر تمہارا نام کندہ ہوگا۔ جو راجہ اس
گھوڑے کو اپنے اصطبل میں باندھ لے اُس سے جنگ کی نوبت آئیگی۔ جو گھوڑے
کا استقبال کرکے تمہاری خدمتمیں حاضر ہو اُس سے محبت سے پیش آنا اس گھوڑے
کی اس قدر فضیلت ہے کہ جہاں پیشاب یا لید کرے وہاں ہون کرنا لکھا ہے۔
اور ہاتھی گھوڑے دکھشنائیں دئے جاتے ہیں۔ ہون اور پوجا روزمرہ ہوتی
جاتی ہے۔ جو راجہ یگیہ کرنیکا خواہشمند ہو اُسے چاہیئے۔ کہ جس دن سے گھوڑا
چھوڑا جائے اپنی رانی سے کوئی دم جُدا نہ ہو۔ زمین پر آرام کرے تپ اور برت کرے
کھانا کم کھائے پرمیشر کا دھیان رکھے جب گھوڑا ہفت اقلیم میں پھر کر اپنے
دیش میں آجاوے اُس وقت یگیہ کرنا چاہئے ویاس جی کی باتیں سُن کر راجہ
یدھشٹر کے چہرے پر افسردگی ظاہر ہوئی۔ خیال کیا کہ اصطبل میں شام کرن گھوڑا
تو ہے نہیں یہ یگیہ کیونکر ہوگا۔ بھیم سین قیافے سے تاڑ گیا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا
مہاراج شام کرن گھوڑا ہمارے یہاں نہیں ہے۔ کہاں ملے گا۔ میں جاکر لاؤں گا۔
ویاس جی نے جواب دیا کہ چھتریوں کے سرتاج بھیم سین! تمہاری دلیری اور
شجاعت کا تمام جہان پر سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ شام کرن گھوڑا ملک عراق کے
فرمانروا کے اصطبل میں موجود ہے۔ جونیاس اُس کا نام ہے جس کے یہاں
دس اکشونی فوج تیار ہے۔ جونیاس خود بھی بہادر ہے۔ عراق دیش کے چاروں
طرف پہاڑیاں ہیں۔ تم فوج لے کر جاؤ اور جس طرح ممکن ہو گھوڑا لے آؤ۔
بھیم سین فوج لیکر ملک عراق میں پہنچا برکھ کیت کرن کا بہادر لڑکا بھی ساتھ
تھا وہ جانتا تھا کہ کرن پانڈوں کے سگے بھائی تھے۔ اسلئے مہابھارت

میں اُس نے بالکل پانڈوؤں سے مخالفت نہیں کی تھی۔ بھیم سین اور برکھ کیت جب
عراق کی سرحد پر پہنچے باغ دھرمشالے کنوئیں۔ باولیاں۔ متعدد نظر آئیں
کہیں پر چاندی کی نہریں جاری ہیں جو بلند عمارتوں کے نیچے بہتی ہوئی کوسوں نکل
گئی ہیں۔ وہاں کی ہر ایک شے قابل تعریف دکھائی پڑی شیام کرن کو دیکھا۔ کہ
آگے اُس کے اسپ سوار اور دائیں بائیں فیل سوار اور پیچھے پیادے بیچ میں
شیام کرن گھوڑا زیوروں سے آراستہ چلا جاتا ہے۔ شیام کرن گھوڑا چاندی
کی لہر پر آیا۔ گلاب اور کیوڑے سے نہلایا گیا۔ خوشبویات جسم پر ملی گئیں۔
بھیم سین نے یہ کیفیت دیکھی ہمراہی میں گھٹوت کچ کا بیٹا میگھ برن بھی تھا
اشارے میں باتیں ہوئیں۔ اُس نے اپنی راکشسی مایا سے ایسا شعبدہ دکھایا
کہ چاروں طرف سیاہی دوڑ گئی۔ اندھکار ہو گیا۔ بجلی چمکی بادل گرجا گھوڑے
کے ہمراہ جو فوج تھی بھاگ کھڑی ہوئی میگھ برن میدان خالی پا کر گھوڑے
کو لے اُڑا۔ راجہ جونیاس کو اس خبر سے حیرت ہوئی کہ کوئی تو آسمان پر سے پتھر
برسا کر فوج کو پامال کر رہی تھی۔ اور کوئی شخص پہاڑ سے تیر مار مار کر فوج کو
تباہ کئے دیتا ہے۔ اِدھر راجہ اندر میگھ برن کی چالاکی سے بہت خوش ہوئے
کیونکہ راجہ یدھشٹر کے یگیہ کے لئے گھوڑا لے جانا ضروری تھا۔ راجہ جونیاس
نے افسران فوج کو حکم دیا کہ وہ بجا پر قائم ہو کر حریف سے مقابلہ کر کے گھوڑے کو
چھڑا لیں لیکن کسے جرأت تھی کہ وہ میگھ برن کا مقابلہ کر سکے میگھ برن اور اُسکے
ساتھیوں نے بہت سی فوج راجہ جونیاس کی ہلاک کر ڈالی کچھ فوج منتشر ہو کر
بھاگ گئی میگھ برن فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتا ہوا بھیم سین کے پاس آیا اور شیام
کرن گھوڑا خدمت میں پیش کیا۔ اِدھر راجہ جونیاس خود میگھ برن کی گرفتاری کے درپے
چل کھڑا ہوا۔ فوج جو ہمراہ تھی برکھ کیت پہاڑی پر تماشا دیکھ رہا تھا۔ راجہ جونیاس پر اسقدر
تیر مارے کہ تمام فوج اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور فوج کے بھی قدم نہ ٹک سکے برکھ کیت
کو راجہ جونیاس کی حالت پر رحم آیا۔ خود آ کر پنکھا جھلنے لگا۔ جب راجہ ہوش میں آیا۔ سوراستے
برکھ کیت کرن کے بیٹے کو پنکھا جھلتے دیکھ کر بہت خوش ہوا چھاتی سے لگا لیا اور کہا کہ گھوڑا
کیا چیز ہے۔ اس کی جان مانگو تو دینے میں عذر نہ ہوگا۔ تمہارے سامنے یہ جسم حاضر ہوں +

# ادھیائے ۳۲

## سہپک راجکمار فرزند جونیاس اور بھیم سین کی لڑائی

بیشم پاین جی گرم سخن ہیں کہ ادھر راجہ جونیاس اور برکھ کیٹ سے محبت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اُدھر سہپک راجکمار نے یہ خبر پائی کہ پتا جی گرفتار ہو گئے کل فوج کٹ گئی فوج کی فراہمی میں مشغول ہوا اور بھیم سین اور برکھ کیٹ پر چڑھائی کر دی۔ بھیم سین بھی آمادہ جنگ ہوئے کچھ دیر دونو طرف کی فوجیں لڑتی رہیں۔ پھر بھیم سین نے سہپک سے کشتی مانگی۔ وُہ آمادہ کشتی ہوا بھیم سین نے پہلے ہی روز میں زمین پر دے مارا۔ وُہ بھی چالاک تھا زمین پر گرتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بھیم سین سے پھر کشتی لڑنے لگا۔ ادھر جونیاس نے خبر پائی کہ سہپک کی بھیم سین سے لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ بھی میدان رزم میں آیا اور سہپک سے کہنے لگا۔ کیا تم بھیم سین کو نہیں جانتے یہ راجہ یدھشٹر کے بھائی ہیں اِن کی دلیری و بہادری مشہور ہے۔ اِن کی طاقت سے کون شخص واقف نہیں۔ تمہارا اِن کا مقابلہ کیا ہیں فرما بردار ہو چکا۔ یہ کہکر بھیم سین سے راجہ جونیاس لپٹ گیا ہوا۔ اور عزت کیساتھ بھیم سین کو اپنی راجدھانی میں لے گیا۔ خوب مہمان داری کی پھر شام کرن گھوڑے کو زیوروں سے آراستہ کر کے بھیم سین کے حوالے کیا۔ اور خود بھی کرشن بھگوان اور راجہ یدھشٹر سے ملنے کے واسطے ہستناپور چلنے پر تیار ہو گیا۔ کچھ فوج بھی ساتھ لی عربی اور عراقی گھوڑے اور بڑے بڑے طویل القامت ہاتھی جن کی مستکیں رنگی ہوئی۔ زرین جھولیں پڑی ہوئی جلو میں تھے رتھ بھی جنھیں چار چار گھوڑے جتے ہوئے تھے ساتھ لئے غرض اِس سجاوٹ سے راجہ جونیاس بھیم سین کیساتھ مہاراجہ یدھشٹر اور کرشن بھگوان کیخدمت میں حاضر ہوا راجہ یدھشٹر بھی التفات سے پیش آئے راجہ جونیاس دست بستہ ہو کر کرشن چندر سے بولا۔ کہ شام کرن گھوڑے کی طفیل سے آپ کے آج درشن ہوئے۔ گنگا جی کا اشنان بھی کیا۔ تیسرے راجہ یدھشٹر دھرم اوتار کی زیارت ہوئی کرشن چندر اور

راجہ یدھشٹر نے راجہ جونیاس کے خلق کی تعریف کی اور اپنے شیش محل میں راجہ جونیاس کو معہ رانی اور راجکمار سپیک کے فروکش کیا۔ ناچ رنگ ہونے لگا۔ راجہ جونیاس نے وہ شام کرن گھوڑا اور متعدد ہاتھی اور عربی گھوڑے مہاراجہ یدھشٹر کی نظر کئے راجہ یدھشٹر بھیم سین کی مستعدی اور جونیاس کی محبت آمیز باتوں سے بہت خوش ہوئے دھرم رشی پروہت سے کرشن چندر نے اشارہ کیا کہ آپ شام کرن کورنواس میں لے جائیں اور گھوڑا رانیوں کو اچھی طرح سے دکھلائیں دھوم رشی شام کرن گھوڑا لے چلے۔ اتفاق سے الیسال راجہ الیشال کا بھائی جو اشومیدھ یگیہ دیکھنے کے لئے بطور مہمان آیا تھا۔ اور دل میں اپنے بھائی کا بدلہ لینے کی آرزو رکھتا تھا دھوم رشی سے دوچار ہوا۔ اور گھوڑا چھین لیا۔ کرشن بھگوان کو خبر ہوئی آپ نے سوچا کہ دھوم رشی میرے کہنے کے بموجب گھوڑا لے گئے تھے۔ مجھ پر لازم ہوا کہ الیسال کو سزا دوں اور شام کرن گھوڑے کو اس کی حراست سے چھڑالوں۔ آپ نے بیڑا اُٹھا کر فرمایا کہ کسی میں اس بیڑے لینے کی جرأت ہے۔ بیڑا وہی کھا سکتا ہے جو شام کرن گھوڑے کو الیسال سے چھڑا لائے۔ پردمن جی نے بیڑا لیا اور وہاں سے چلنے پر کیبٹ کرن کا بیٹا بھی ہمراہ ہولیا۔ پردمن نے جاتے ہی الیسال کو گھیر لیا۔ اور لڑائی ہونے لگی۔ الیسال کے پہلے ہی تیر سے پردمن جی زخمی ہوکر گر پڑے بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو میدان جنگ سے بھاگ کر کرشن چندر کے پاس آئے خود بدولت نے بھویں ٹیڑھی کیں اور ترچھی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ لڑائی لڑکوں کا گھر رندہ نہیں اگر جرأت نہ تھی تو بیڑا کیوں اُٹھایا یہ کہہ کر پردمن کی گوشمالی کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر بھیم سین نے روک لیا۔ اور خوشامد درآمد کرکے آپ کا غصہ فرو کیا بھیم سین الیسال کے مقابلے کے لئے آمادہ ہوا۔ کرشن بھگوان بھی بھیم سین کی مدد کے لئے ساتھ ہولئے بھیم سین اور الیسال سے لڑائی ہونے لگی الیسال نے مارے تیروں کے بوکھلا دیا۔ اس قدر تیر مارے کہ کرشن چندر اور بھیم سین دونوں بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آئے تو الیسال کی طاقت اور شجاعت کی تعریف کرنے لگے۔ ان دونو بہادروں کے بیہوش ہونے پر کرن کا پتر الیسال کے ساتھ جنگ آزمائی کرنے لگا۔

آفرین ہے۔ کرن کے پتّر پر کہ اُس نے الیسال ایسے بہادر کو اپنے باتوں سے بے ہوش کردیا اور دلیرانہ پاس جاکر اُسے پکڑ لیا۔ راجہ یُدھشٹر کرن کے پُتر کی دلیری سے خوش ہوئے۔ الیسال نے کرشن بھگوان کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنی گستاخی کی مُعافی چاہی۔ پھر کرن کے بیٹے کے قدم چھوکر الیسال نے کہا کہ میں تمہارا بندہ بے دام ہوں۔ تمہاری ہی وجہ سے کرشن بھگوان کے درشن ہو گئے پھر شیام کرن گھوڑا راجہ یُدھشٹر کی خدمت میں پیش کیا۔ آپس میں صُلح ہو گئی۔ راجہ یُدھشٹر اس صُلح سے خوش ہوئے ؞

# ادھیائے ۳۳

## نیل دھج اور ارجن کا مُقابلہ

جنمے سے بشمپائن جی نے فرمایا کہ شام کرن گھوڑا ملنے پر اُس کی پُوجا کی گئی۔ اور یگیہ کی چیزیں فراہم ہو لگیں۔ راجہ یُدھشٹر حسب ہدایت ویاس جی دیکشت ہوئے۔ (یعنی نیم دھرم سے روزانہ برت رکھ کر زمین پر سوتے ہیں ایک وقت کھانا کھاتے ہیں۔ (سونے کی مالا اور رتنوں کے ہار گلے میں پہنے ڈنڈ کمنڈل اور مرگ چھالا ہاتھ میں لیا۔ مُنوں کی صورت بنائی اور ارجن فوج کے ساتھ اس کے ہمراہ ہوگیا۔ برکھ کیتُ بھی ارجن کیساتھ تھا۔ یگیہ و ولک جی کے چیلے اور بہت سے برہمن بھی ہمراہی میں تھے جب ہستناپور سے گھوڑا روانہ ہوا۔ تو پہلے راجہ نیل دھج کی راجدھانی میں پہنچا۔ نیل دھج اپنی محبوبۂ دلنواز منجری کیساتھ بنظر باغ میں گلگشت کر رہا تھا۔ مدن منجری اُس گھوڑے کی خوبصورتی دیکھ کر سمجھی کہ شام کرن میرے باپ کا گھوڑا ہے۔ اس خیال سے وُہ اپنے گھر لے آئی۔ کیا دیکھتی ہے۔ تو اُس کے گلے میں سونے کا پتر پڑا ہُوا ہے۔ اُس پر راجہ یُدھشٹر کا نام کندہ ہے اس نے کچھ پروانہ کی۔ اس کا خاوند بہادر آدمی تھا۔ ارجن سے مُقابلے کا خواہشمند تھا۔ اِدھر ارجن کی فوج نے ریاست کو گھیر لیا۔ نیل دھج کا باپ بیر براپنی فوج کے کر ارجن سے لڑنے لگا۔ ہزاروں شُور بیر طرفین سے کام آئے۔ نیل دھج بھی

اپنے لڑکے کی حمایت کیواسطے میدان جنگ میں آیا ببربہن کی بن اگنی دیوتا کی استری
تھی ارجن کے تمام لشکر کو اپنی گرمی سے بے چین کر دیا۔ ارجن نے بھی بانوں سے
پانی برسایا مگر اگنی اُسی طرح فوج کو جلاتی رہی تب ارجن نے اگنی دیوتا کی پرارتھنا
کی۔ اگنی دیوتا نے ارجن کی دوستی کا لحاظ کیا۔ اور کہا کہ ارجن تمہاری فوج کو ضرر
نہیں ہوگا۔ راجہ نیل دھج اگنی کی مصلحت سے گھبرا گیا۔ اور صلح کرنی چاہی۔
لیکن ببربیر ارجن سے لڑتا رہا جیش دھج کی رانی نے جس کا نام جوالا تھا۔ اپنے بھائی
اہلاک سے جا کر کہا۔ اسوقت میرے شوہر کی مدد کرو۔ ارجن نے ہماری فوج پامال
کر دی۔ اہلاک نے جواب دیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں جو ارجن سے مقابلہ کر سکوں
تو نے ناحق اپنے اوپر آفت بلائی۔ رانی وہاں سے واپس ہوئی بحرانوردی اختیار
کی ادھر ارجن نیل دھج سے گھوڑا لے کر آگے روانہ ہُوا۔ ایک مقام پر پہنچا۔ جہاں
بہت سی پہاڑیاں تھیں۔ گھوڑے نے پتھر کی سل سے بدن کھجایا تمام بدن سل
سے چپک گیا لاکھ زور کیا مگر سل سے علیحدہ نہ ہو سکا۔ ارجن نے تدبیریں کیں
ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ لوگ حیران تھے کہ کیا بات ہے پتھر نے گھوڑے کو پکڑ لیا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا اسرار ہے۔ ارجن نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی تپسوی
سُنی بھی ہے۔ ارجن وہاں گیا اور ساری کیفیت سُنائی تپسوی نے کہا یہ پتھر کی
سل نہیں ہے۔ یہ کسی تپسوی کی استری ہے۔ جو اپنے شوہر کے سراپ سے سل
ہو گئی۔ کیونکہ وُہ اپنے خاوند کے کہے پر نہ چلتی تھی تم جاؤ اور سل کو ہاتھ لگاؤ وُہ
وُہ سل استری کا سروپ ہو جائیگی ارجن ہنسی خوشی وہاں سے واپس آیا اور سل
میں ہاتھ لگایا۔ ایک استری اس سل سے برآمد ہوئی اور ارجن سے بولی کہ تمہاری
وجہ سے میں سراپ سے چھوٹ گئی۔ اپنے شوہر کے سراپ سے بہت تکلیفیں
اُٹھائیں۔ میں نے تمہارا گھوڑا پکڑ لیا۔ کہ شاید تم آجاؤ۔ اور میرا سراپ چھوٹ
جائے۔ تم نے بڑی مہربانی کی اب آپ ہنسی خوشی راج کاج کریں میں جاتی
ہوں۔ یہ کہکر آسمان کو اڑ گئی ارجن اور اُس کی فوج اس دلچسپ واقعہ
سے بہت خوش ہو گئے ؛

---

# ادھیائے (۲۳)

## سدھنوان پر ارجن کی فتحیابی

ارجن فتح و نصرت کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر ہنسدھج کے راج میں پہنچا۔ گھوڑا چھوڑ دیا گیا۔ ہنسدھج ارجن کا آنا سُنکر مقابلے پر آمادہ ہوا گھوڑا گرفتار کر لیا۔ فوج کثیر لے کر ارجن کے سامنے آیا اور حکم سُنا دیا۔ کہ جو شخص میدان سے مُنہ موڑیگا۔ بال بچے سمیت مارا جائے گا۔ ہنسدھج کے دس بھائی تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر جری۔ ایک سے ایک بڑھ کر بہادر جوانمرد تھے۔ ان کی فوج بھی طرار و چُست و چالاک تھی۔ دونوں طرف سے معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ سدھنوان راجہ ہنسدھج کا بیٹا بڑا شجاع و دلیر تھا۔ زریں لباس فاخرہ سے آراستہ تیر و کمان جگر دوز سے پیراستہ ہو کر بجائے زرہ بکتر کے ریشمی دوپٹہ لگائے بڑی شان و شوکت سے میدان جنگ میں آیا۔ سدھنوان اپنی عورت کے عشق میں سرشار تھا۔ اتفاق سے اس لڑائی کے وقت اس کی عورت ایاموں (حیض) سے تھی۔ نہا دھو کر صاف ہو چکی تھی اسو جہ سے سدھنوان کو اپنے رنواس میں دیر لگ گئی جب آلات حرب سے مسلح ہو کر باپ سے رخصت ہونے کو آیا۔ تو ہنسدھج نے نگاہ سدھنوان پر ڈالی۔ اور کہا۔ شاباش۔ چھتری ہو کر رزم سے جان چُراتا ہے۔ عورت کیوں نہ ہوا۔ تیری سزا یہی ہے۔ کہ تیل گرم کرکے کڑھائی میں چھوڑ دوں۔ سدھنوان سر بجیب ہو کر بولا۔ پتا جی قصور وار تو ضرور ہوں۔ مگر ایسا معاملہ تھا جس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ (سدھنوان نے کل کیفیت اپنی استری کی بیان کی) ہنسدھج غیظ و غضب کا بنارہ تھا۔ لڑکے کی بات پر اعتقاد نہ آیا۔ جلتی ہوئی کڑاہی میں چھوڑ دیا۔ ایشور کی کچھ ایسی قدرت تھی۔ کہ سدھنوان کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی حالانکہ شنکھ اور لکھت راجہ ہنسدھج کے وزیر با تدبیر تھے۔ لیکن سدھنوان

سے ان دونوں کو کاوش تھی۔ بولے شاید تیل ابھی گرم نہیں ہوا۔ لوگوں نے راجہ کے
دکھلانے کو ایک ناریل کڑھائی میں ڈال دیا۔ ناریل کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک
ٹکڑا سنکھ وزیر اور دوسرا ٹکڑا لکھتا منہ کے سر میں اچھل کر لگا۔ دونوں
جہنم واصل ہوئے۔ سدھنوان ہنسی خوشی جلتی ہوئی کڑاہی سے کود کر باہر آیا۔
اور باپ کے چرنوں میں گر پڑا۔ مہاسدھج نے چھاتی سے لگا لیا۔ اور پیار کر کے میدانِ
جنگ میں روانہ کیا۔ سدھنوان صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا۔ اور آواز دی
کہ ارجن کہاں ہے۔ سامنے آئے۔ میرے ساتھ ہم نبرد ہو۔ ارجن رتھ بڑھا کر سدھنوان
سے مقابلہ کرنے لگا۔ تیروں کی بارش ہونے لگی۔ دو گھنٹے کامل دونوں میں
لڑائی رہی۔ آخرکار سدھنوان کے تیروں سے ارجن کو تاب نہ رہی۔ بیہوش ہو کر
گر پڑا۔ سدھنوان نے اپنے تیروں سے صفیں الٹ دیں۔ فوج بے حال ہو گئی
برکھ کیت کرن کا لڑکا سدھنوان کی شجاعت دیکھ کر ارجن کی مدد کو پہنچا۔ لیکن
سدھنوان کے سامنے پیش نہ گئی۔ غش کھا کر گر پڑا۔ برکھ کی حالت دیکھ کر پردمن
جی سامنے آئے۔ دو دو ہاتھ ہوتے تھے۔ کہ ایک تیر سے پردمن بھی مدہوش
ہو گئے۔ اسی طرح کرت برما۔ ساتکی۔ ایسال بڑے بڑے دلاور سدھنوان
کے مقابلے پر آئے۔ مگر سبھوں نے نیچا دیکھا۔ سدھنوان کے تیروں نے چھکے چھڑا
دیئے۔ جب ارجن کو ہوش آیا۔ فوج کی حالت دیکھ بے چین ہو گیا۔ تڑپ کر سدھنوان
پر ٹوٹ پڑا۔ سدھنوان بولا۔ ارجن تیری کیا مجال کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے۔ تیرا حال
سب معلوم ہے۔ کرشن چندر پرماتما تیرے معاون نہ ہوتے۔ تو کبھی بھیشم پتامہ اور
درونا چارج ایسے بہادروں پر فتح نہ پاتا۔ یہاں کرشن چندر تیرے ساتھ نہیں ہیں
تیرے گانڈیو دھنش کے جوہر کہاں گئے۔ تیر کند ہو گئے۔ یہ کہکر طرفین سے تیراندازی
ہونے لگی۔ ارجن نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مگر حریف سدھنوان پر قابو نہ ہو سکا
سب ہتھیار اکارت جاتے تھے۔ دلیری اور جیوٹ خاک میں مل گئی۔ ہاتھ ٹھٹک گئے
ایک تیر بھی سدھنوان پر کارگر نہ ہوا۔ البتہ ارجن کا بدن سدھنوان کے تیروں سے
چھلنی ہو گیا۔ خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ مجروح ہو کر گانڈیو دھنش رکھ دیا۔ اور
کرشن پرماتما کا دھیان کیا۔ ہے پربھو۔ میری عزت جاتی ہے۔ مرغ روح [illegible]

کا مہمان ہے۔ قفس جسم سے پرواز کیا چاہتا ہے۔ ارجن کا نام بدنامی کیساتھ صفحہ ہستی سے مٹا چاہتا ہے۔ خود بدولت بھگت کے بس میں ہیں۔ فوراً ہی ارجن کے پاس پہنچ گئے۔ ارجن نے قدم پکڑ لئے۔ سدھنوان بھی آپ کا جلال دیکھ کر تاب نہ لا سکا۔ ہاتھ جوڑ کر سامنے آیا۔ اور استتی کرنے لگا۔ کہ ہے پربھو! دین دیال۔ آپ اپنے بھگتوں کی اعانت کرتے ہیں جس طرح ماں اپنے بچوں کی محافظ ہے۔ اسی طرح آپ بھی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ کو بار بار نمسکار ہے۔ ہے انتریامی بھگوان۔ میرے اپرادھ چھما کیجئے۔ اب گور کھڑا ہوں۔ ایشور جانے کسے فتح نصیب ہو۔ تیر چھوڑی ہوں۔ جہاں تک دست و بازو میں طاقت ہے۔ ارجن سے لڑونگا۔ یہ کہکر ارجن سے مخاطب ہوا۔ خبردار ہو جا تجھے ناکوں چنے چبوا دونگا۔ ارجن بولا۔ تیری کیا طاقت ہے۔ دیکھ یہی تیر تیرا سر کاٹیں گے۔ اگر یہ تیر نیچل ہو جائیں۔ تو میرے بڑوں کو نرک نصیب ہو۔ سدھنوان نے جواب دیا۔ غیر ممکن! تیرے تیر میرے پاس تک نہ آسکیں گے۔ کرشن چندر جی ارجن سے کہنے لگے۔ ایسی بات کیوں زبان سے نکالتا ہے۔ سدھنوان کو کم نہ سمجھنا وہ بڑا جتی اور پرشارتھی مشہور ہے۔ ایک ہی استری پر قناعت کرتا ہے۔ دوسری عورت پر نظر نہیں اٹھاتا۔ اس کی استری پت برت دھرم پر قائم ہے۔ تیر تیز مارو میں نے اپنے گوردھن پہاڑ اٹھانے کا پھل تم کو دیا۔ ارجن نے تیر مارا۔ مگر بے سود سدھنوان نے بیچ میں سے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ آکاش میں دیوتا ارجن اور سدھنوان کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ اس تیر کے کٹنے سے سبھوں کو بڑا اچنبھا ہوا۔ ارجن نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا۔ اور کرشن چندر نے پرتھوی دان کرنے کا پھل دیا۔ وہ تیر بھی خالی گیا۔ ارجن نے جھلا کر تیسرا تیر لیا۔ کرشن بھگوان بولے۔ ارجن! میں سری رام چندر اوتار کے بن باس میں تپ کرنے کا پھل دیتا ہوں۔ ارجن نے تیر گانڈیو دھنش میں لگایا۔ کرشن چندر کے اشارے برہما جی تیر میں پیوست ہو گئے۔ اور خود بدولت یوگ مایا کے بل سے تیر کی نوک پر براجے۔ سدھنوان ان باتوں سے خبردار ہو گیا۔ آواز دی۔ اے ارجن! میں اس تیر کو بھی بیکار کر دونگا۔ اگر نہ کروں۔ تو وہ پاتک ہوں۔ جو کاشی پوری جا کر گنگا اشنان نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ ارجن نے منتر پڑھ کر تیر مارا۔ سدھنوان نے اس تیر کے بھی ٹکڑے

ایک ٹکڑا اُڑتا ہوا آکاش پہنچا۔ اور دوسرا زمین پر گر پڑا۔ سدھنوان بھی بھگت تھا کرشن بھگوان دونوں کی ضد رکھنے والے ہیں۔ دونوں بھگت ٹھہرے۔ سدھنوان نے تیر کاٹ ڈالا۔ جو ٹکڑا زمین پر گرا۔ اُس نے سدھنوان کا سر کاٹ لیا۔ سر اُچھلتا ہوا کرشن بھگوان کے قدموں پر گر پڑا۔ کرشن چندر نے سر اُٹھا لیا۔ سر سے ایک شعلہ نکلا۔ جو مہاراج کے دہن میں سما گیا۔ کرشن چندر نے وہ سر ہنس دھج کی فوج میں پھینک دیا۔ ہنس دھج دیکھ کر رونے لگا۔ فوج بھی سدھنوان کی حالت دیکھ کر بیتاب ہو گئی۔ مگر سدھنوان کے بھائی سرت نے سب کو تسکین دی اور کہا۔ تم جانتے نہیں سدھنوان سچا بیر تھا۔ اپنے قول کا پکا ہٹ کا پورا تھا۔ جو کہا۔ کر دکھایا۔ سورگ میں پہنچا۔ میں بھی اسی کا بھائی ہوں۔ ارجن سے مقابلہ کروں گا ہنس دھج بولا۔ بیٹا میں اس لئے روتا ہوں۔ کہ کرشن چندر نے سدھنوان کا سر میرے پاس کیوں پھینکا۔ وہ تو کرشن بھگوان کا بھگت تھا۔ اُس نے کون گناہ کیا۔ جو اُس کے سر کی بےعزتی کی گئی۔ یہ کہکر ہنس دھج راجہ اپنے بیٹے سدھنوان کا سر لئے ہوئے کرشن چندر کے پاس حاضر ہوا۔ اور وہ سر مہاراج کے زانو پر رکھدیا۔ کرشن چندر نے وہ سر اُچھال کر آکاش میں بھیجدیا۔ دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ ہنس دھج وہاں سے اپنے لشکر میں آیا۔ سدھنوان کا بھائی سرت سپہ سالاروں سے بولا۔ جنگ کی تیاری ہو۔ خبرداری سے کام کرو۔ میں اپنے بھائی کا ارجن سے قصاص لیا چاہتا ہوں۔ ارجن کے مقابلے کا کوئی دلاور ہمارے یہاں نظر نہیں آتا۔ خبردار جنگ سے قدم نہ ہٹنے پائے۔ میرے پیچھے رہنا۔ دلیت کو ناکوں چنے چبوا دینا۔ فوجی باجے بجنے لگے۔ رتھ پر سوار ہو کر شیر کی طرح گرجتا ہوا میدانِ رزم میں جس وقت سرت آیا۔ ارجن کی فوج میں کھلبلی مچ گئی۔ کہ یہ دلاور سدھنوان سے کچھ کم نہیں۔ دیکھئے پرماتما کیا کرتا ہے۔ پردمن جی مقابلے پر آئے۔ دیر تک خونخوار لڑائی ہوتی رہی۔ دونو دلیر اور شجاع تھے۔ نہ یہ کم نہ وہ زیادہ۔ برابر کی جوڑ تھی۔ اُنہوں نے صفیں اُلٹ دیں۔ تو اُنہوں نے پرے صاف کئے۔ دونوں توانا۔ دونوں تہمتن طرفین کی فوج بہت کام آئی۔ دلاور سرت فیل مست کی طرح گرجتا ہوا ہیں

طرف نکل گیا۔ کھیت کی طرح صفایا کر دیا۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔ بہادر سُرت جگر باندھ کر لڑتا ہوا ارجن سے مقابل ہوا۔ دونوں میں مردانگی کے جوہر آشکار ہونے لگے۔ نہ آں را فتح نہ ایں را ظفر۔ ارجن نے سُرت کا رتھ گھوڑوں سمیت چور چور کر دیا۔ مگر وہ بھی دلیر تھا۔ رتھ سے کود کر فوراً ہی دوسرے رتھ میں سوار ہو گیا۔ ارجن کے رتھ میں ہنومان جی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سُرت کسی طرح قابو میں نہیں آتا ہے۔ ہنومان جی نے اپنی دُم میں سُرت کو لپیٹ کر کرشن چندر کے پاس حاضر کر دیا۔ کرشن بھگوان دیالو ہیں۔ سُرت کا ان کے ہاتھ سے مارا جانا اچھا نہ معلوم ہوا۔ سُرت چھوٹ کر ارجن کے پاس آیا۔ اور تیر باری کرنے لگا۔ ارجن نے تیروں سے سُرت کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس پر بھی سینکڑوں کو پاؤں سے روند ڈالا۔ پھر ارجن نے ایک تیر سے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے سُرت نے مرتے مرتے بہتوں کو خاک میں ملا دیا۔ سُرت کی جسارت اور دلیری دیکھ کر ارجن اور کرشن چندر کے منہ سے واہ واہ کے کلمے نکل گئے۔ جس وقت ارجن نے دایاں ہاتھ کاٹا تھا۔ تو اس نے دوسرے ہاتھ سے ارجن کی فوج پر حملہ کیا۔ اور ہزاروں کو نیست و نابود کر دیا۔ ہاتھ کٹنے پر بھی سینکڑوں کو چھاتی اور پاؤں سے روند ڈالا۔ یہاں تک کہ مرتے دم بھی ارجن کا رتھ چھند چھید کر دیا۔ ارجن نے سُرت کا سر کاٹ لیا۔ کرشن بھگوان نے گرڑ کو حکم دیا۔ کہ وہ پریاگ راج میں سُرت کا سر ڈال دے۔ گرڑ جی نے حکم کی تعمیل کی۔ شیو جی کی اجازت سے نندی بیل سُرت کا سر گنگا جی سے نکال کر مہادیو جی کے پاس لے گئے۔ مہادیو جی نے وہ سر سرہانے رکھ لیا۔ سدھنوان اور سُرت کے سر مہادیو جی کے رُنڈ مال میں اب تک موجود ہیں۔ ہنس دھج دست بستہ ہو کر کرشن بھگوان کے قدموں پر گر پڑا۔ لڑائی موقوف ہوئی۔

## ادھیائے (۲۵)

## برمیلا دیش میں ارجن اور دیوؤں کا معارکہ

بیشم پاین جی کہتے ہیں۔ کہ جب راجہ سنہا دیج اور ارجن میں مصالحت ہو گئی۔ سنہا دیج نے وعدہ کیا۔ کہ میں مہاراجہ یدھشٹر کے یگیہ میں شرکت کرونگا۔ ارجن سنہا دیج سے وداع ہو کر بیام کرن گھوڑا لئے آگے چلا۔ ایک لق و دق جنگل نظر آیا۔ گھوڑا چرتا ہوا ایک حوض کے کنارے پہنچا۔ پانی پینے سے گھوڑے کی صورت بدل گئی۔ نر سے مادہ ہو گیا۔ اس حوض سے بڑا دوسرا حوض تھا۔ گھوڑا حوض میں اتر گیا۔ نہانے سے بشر کی صورت ہو گئی۔ ارجن یہ کیفیت دیکھ کر متفکر ہوا۔ کرشن چندر سے پرارتھنا کی۔ انہوں نے اپنی مایا سے بدستور شیام کرن کر دیا۔ اب گھوڑا ایک ایسے شہر میں پہنچا۔ جہاں عورت کے سوائے مرد کا نشان بھی نہ تھا۔ ایک عورت جس کا نام پرمیلا تھا۔ وہاں کی حاکم تھی۔ پرمیلا نے گھوڑا پکڑ لیا۔ ارجن کو پیغام بھیجا۔ کہ تمہیں اپنے گانڈیو دھنش پر بہت ابھیمان ہے۔ میں تمہارے گانڈیو دھنش کی کرتوت دیکھنا چاہتی ہوں۔ اب تک مردوں سے لڑائی ہوتی رہی۔ مگر عورتوں سے کبھی سابقہ نہ پڑا ہوگا۔ اگر مرد ہو۔ تو آؤ۔ اور مجھ سے جنگ کرو۔ اگر لڑائی منظور نہ ہو تو مجھے اپنی داسیوں میں قبول کرو۔ میں خدمت کرنے کو حاضر ہوں۔ ارجن نے سفیر کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ واقعی تم ایسی خوبصورت ہو۔ تمہاری صورت دیکھنے سے دل قابو میں نہیں رہتا۔ تمہارے گیسوؤں کے پھندے میں الجھ جاتا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جو تم پر شیدا ہوا۔ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا یعنی تمہارے ساتھ شادی کرنیوالے ۲۰ دن سے زیادہ نہیں جیتے۔ پرمیلا نے اس پیغام کا جواب بھیجا۔ ارجن تمہارا خیال غلط ہے۔ کہیں ایسا ہوتا ہے۔ اگر نہیں منظور۔ تو میدان میں آجاؤ۔ جیسے ایشور فتح دے۔ راج کرے۔ ارجن اس پیغام سے سربجود ہوا۔ سوچا تھا۔ کہ عورتوں سے جنگ کرنا شاستراً ممنوع ہے۔ ان پر ہتھیار کیونکر چلایا جائے۔ اور پھر یہ بھی خیال ہے۔ کہ اشومیدھ یگیہ کا گھوڑا ان عورتوں نے پکڑ لیا۔ بغیر لڑائی کے چارہ نہیں۔ کیا کیا جائے۔ کیونکر گھوڑا ہاتھ آئے۔ ارجن نے کہلا بھیجا۔ تمہاری یہی تمنا ہے۔ تو ہم بھی مستعد ہیں۔ کارزار گرم ہوا۔

غرض دونوں طرف سے فوجیں جمع ہوئیں۔ ادھر مرد ادھر عورتیں مسلح گھوڑوں
پر نظر آتی تھیں۔ ہتھیار بجنے لگے۔ ادھر سے عورتیں تیر برساتی تھیں۔ ادھر
سے مرد۔ عورتوں کی بہادری سے سب لوگ متحیر تھے۔ رزم میں وہ مردوں
کے کان کاٹتی تھیں۔ دلیری ان کا شیوہ تھا۔ بہادر رمیلا اور ارجن سے باہمی
لڑائی ہونے لگی۔ نیزہ بازی۔ گرز بازی۔ تیر اندازی۔ غرضیکہ کوئی دقیقہ
اٹھا نہ رکھا گیا۔ تیروں نے ایک دوسرے کو ڈھک دیا۔ نہ یہ غالب نہ
وہ مغلوب۔ برابر کی جنگ تھی۔ ارجن کے قوی بازو لڑتے لڑتے تھک گئے
کوئی داؤں کوئی پیچ کارگر نہ ہوا۔ آسمان پر تیر دیکھ رہے تھے۔ ارجن نے
پوشیدہ طور پر کہلا بھیجا۔ کہ ان عورتوں پر فتح پانا محال ہے۔ چھل کر کے قابو میں
لاؤ۔ اپنا مطلب نکالو۔ شادی کا پیغام بھیجدو۔ پھر دیکھا جائے گا۔ یگیہ ہو جائے
ارجن کو یہ بات پسند آئی۔ قاصد کی زبانی رمیلا کے پاس پیغام بھیجدیا۔ کہ میں
تمہاری بہادری دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ آزمانا تھا۔ واقعی تم دھنرودیا میں کمال
رکھتی ہو۔ تمہارے حسن جہاں سوز پر پہلے ہی عاشق ہو چکا تھا۔ اب تو دل بھی
دے چکا۔ جبتک شادی نہ ہوگی۔ قرار نہ ہو سکتا۔ مگر ایک بات کا لحاظ رہے
ہم ابھی محبت نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ یگیہ نہ ہو لے۔ اشومیدھ یگیہ کے بعد ہم
ہیں۔ اور ہم چین سے زندگی بسر ہو گی ہیں اور راجہ جدھشٹر دیکشت ہو چکے
ہیں۔ دوسری عورت کی صورت دیکھنا ایسی حالت میں اصولاً جائز نہیں
رکھا گیا۔ رمیلا اس پیغام سے خوش ہو گئی کہلا بھیجا۔ کہ بہت اچھا۔ یگیہ
ہو جانا چاہئے۔ پھر شادی کر لینا۔ ایسا نہ ہو۔ کنائی کھاٹ چادیں کسی طرف
کی نہ رہوں۔ سیام کرن نذر دیتی ہے۔ ارجن رمیلا کی باتوں سے خوش ہو گیا۔
گھوڑا منگوا لیا۔ اور رمیلا سے وعدہ ہو گیا۔ کہ بعد اختتام یگیہ کے شادی
ہو جائیگی۔ ارجن وہاں سے آگے بڑھا۔ ایک شہر میں گزر ہوا۔ جہاں دیووں
کی بودوباش تھی۔ سارا کارخانہ طلسم کا تھا۔ سحر و جادو دیووں کا خاصہ
تھے۔ درخت بھی ایسے تھے پھول پھل سے آدمی گھوڑے ہاتھی پیدا ہوتے
تھے۔ وہاں کا راجہ ارجن سے اسوجہ سے مخاصمت رکھتا تھا۔ کہ بھیم سین

سے نے مہابھارت کی لڑائی میں اُس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ سیام کرن گھوڑا اس کی حکومت میں پہنچتے ہی گرفتار ہو گیا۔ ارجن نے قاصد بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ اگر لڑنا ہے۔ تو میدان میں آجاؤ۔ نہیں تو ہمارا گھوڑا بھیجدو۔ راجہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ تین کروڑ خونخوار دیووں کی فوج سے ارجن کا محاصرہ کیا ارجن کے رتھ پر ہنومان جی براجمان تھے۔ ان کی گرج سے دیووں کے پتے پانی پانی ہو گئے۔ مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ اکیلا رہ گیا۔ ارجن نے گرفتار کر لیا۔ راجہ ہاتھ جوڑکر آستت کرنے لگا کہ ہم آپ سے ہار گئے۔ جان کی امان چاہتے ہیں۔ گھوڑا حاضر ہے۔ یہ کہکر گھوڑا اصطبل سے طلب کرکے ارجن کے حوالے کر دیا۔

# ادھیائے (۳۶)

# منی پور کے راجہ ببر باہن اور ارجن کی جنگ و جدل

بھیشم پتامہ جی جنمیجے سے اسطرح مخاطب ہیں۔ کہ جب گھوڑا آگے چلا۔ دیووں کی لڑائی میں جو راجے مارے گئے تھے۔ ان کے عزیز رشتے دار راجاؤں کا عوض لینے کو ارجن سے آمادہ فساد ہوتے۔ بہت سے ملیچھ راجے جو پچھلی کسی لڑائی میں فتح ہو چکے تھے۔ اور بہت سے آریہ ورت کے راجوں کا جم غفیر ارجن سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ ارجن نے سمجھایا انہوں نے نہ مانا۔ اور اکٹھے ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا۔ ارجن ان سب پر بھاری تھا۔ کچھ تہ تیغ ہوئے۔ کچھ دائرہ حکومت میں دست بستہ حاضر ہو گئے پھر ترگرت دیش کے راجاؤں سے مقابلہ ہوا۔ ان کے دادا مہابھارت کی لڑائی میں کام آچکے تھے۔ ارجن نے راجہ جدھشٹر کا پیام کہا۔ ہم کو معلوم تم

سے عناد نہیں۔ تم عبث آمادۂ فساد ہو جاؤ۔ چین سے راج کرو۔ گھوڑا چھوڑ دو۔ راجہ یدھشٹر کی اجازت نہیں۔ اُن کا حکم ہے۔ کہ جو راجے مہابھارت کی لڑائی میں کام آچکے ہیں۔ اُن کے عزیز اور رشتہ داروں سے ہرگز لڑائی نہیں کی جاوے۔ ہم مجبور ہیں۔ اِس لئے آپ سے التماس ہے۔ کہ دھرم کو ہاتھ سے نہ چھوڑو ہم سے لڑائی نہ کرو۔ راجوں کے سر پر موت سوار تھی۔ کب سُنتے تھے۔ ارجن پر تیر برسانے لگے۔ ناچار ارجن نے بھی گانڈیو دھنش سنبھالا۔ ترگرت دیش کا سورج برما پہلے مقابلے پر آیا۔ ارجن نے ایک ہی تیر سے اس ملعون کو گرد برد کر دیا۔ فوج بھی پسپا ہو گئی۔ پھر سورج برما کا بھائی کیت برما اور دھرت برما نے جی توڑ کر لڑائی کی۔ مگر ارجن کے ہاتھوں وہ بھی پیوند زمین ہو گئے۔ ارجن مظفر و منصور پراگ جوت دیش میں پہنچا۔ وہاں کے راجہ بھگ کے بیٹے بجروت سے معرکہ آرائی ہوئی۔ ارجن نے کہا۔ اے راجہ تمہارا باپ کوروؤں کی طرف پکار کرکے مارا گیا۔ تم ناحق درپے جنگ ہو۔ دھرم راج یدھشٹر کا یہ مقصود نہیں کہ تم لوگوں کے ساتھ ہنگامۂ کارزار گرم ہو۔ تم کو نقصان ہوگا۔ گھوڑا چھوڑ دو ہمارے اشومیدھ یگیہ میں آکر ہماری توقیر بڑھاؤ۔ بجروت نے ارجن کی باتیں سُنکر اِس کان سے اُس کان اُڑا دیں۔ اور ترکش سے تیر نکال کر ارجن پر چھوڑنے لگا۔ ارجن مجبور ہوا۔ اور دو چار تیروں سے اُسے بھی زیر کر لیا۔ بجروت پشیمان ہوکر ارجن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ میں آپ کے اشومیدھ یگیہ میں آؤنگا۔ میری خطائیں معاف کی جائیں۔ ارجن وہاں سے سندھ دیش کی طرف چلا۔ وہاں کے راجہ سے بھی لڑائی ہوئی۔ ارجن فتحیاب ہوا۔ گھوڑا گھومتا ہوا منی پور کی ریاست میں پہنچا۔ وہاں کا راجہ ببرباہن نامی ارجن کا بیٹا بڑا شجاع و دلیر تھا۔ اپنے باپ کا آنا سُنکر پتا کی قدمبوسی کو حاضر ہوا۔ ارجن نے نگاہ طیش سے دیکھا۔ اور غصّے سے بولا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو نے چھتری دھرم پر لات مار دی۔ اے نادان چھتری ہوکر پہلے ہی ہار مان لی۔ ذرا بھی خون نے جوش نہ دکھایا۔ ایک آدھ دن تو چھتری کی مریادا رکھتا۔ جان بہت پیاری ہے۔ جبھی تو لڑائی سے مُنہ موڑ لیا۔ تجھے لازم تھا

کہ جب میں تیری سرحد میں آیا تھا۔ فوراً ہتھیار دھارن کرکے مجھ سے جنگ آزما ہوتا۔ بالفرض اگر ہار بھی جاتا۔ تو میں تیری جان نہ لیتا۔ تو نے میرا نام بھی بدنام کیا۔ اس اثنا میں زمین شگافتہ ہوئی۔ ببر باہن کی ماں زمین کے اندر سے نکلی۔ ارجن کے قدم چھو کر اپنے لاڈلے بیٹے سے بولی۔ بیٹا تو اپنے جوانمرد باپ مہارتھی ارجن سے مقابلہ کر۔ تیرے پتا کی خوشی اسی میں ہے۔ ببر باہن مادر مہربان کے کہنے سے مستعد پیکار ہوا۔ اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ گھوڑا پکڑ لاؤ۔ اے راجہ جنمیجے! ببر باہن اور ارجن کی لڑائی بڑے غضب سے ہوئی۔ صرف اتنا کہہ کر آپ کو سمجھائے دیتے ہیں۔ کہ یہ لڑائی کسی طرح دیوتاؤں اسروں سے کم نہ تھی۔ بڑا معرکہ ہوا۔ ببر باہن نے ارجن کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ دانت کھٹے کر دیئے۔ کچھ بنائے نہ بنی۔ کشتی ہونے لگی۔ آخر اٹھا کر دے مارا۔ ارجن غش کھا کر گر پڑا۔ ببر باہن کی ماتا الوپی دوڑی ہوئی ارجن کے پاس آئی۔ رو کر بولی ہے سوامی! تم کو اچیت پڑے ہو۔ اٹھو میرے پران پیارے۔ راجہ یدھشٹر کی زندگی تم ہی سے ہے۔ وہ کیا کہیں گے۔ اور میں کیا منہ دکھاؤں گی۔ ببر باہن ارجن کے جسم میں حرکت نہ پا کر گھبرا گیا۔ سمجھا کہ جان نکل گئی۔ رونے لگا۔ میں بڑا پاپی اور ادھرمی ہوں۔ ہائے باپ کی موت میرے ہاتھ سے بدی ہوئی تھی۔ سلف سے کسی نے آجتک ایسا نہ کیا۔ جو کام مجھ سے سرزد ہوا۔ مجھ پر تف ہے۔ دنیا میں باپ کا قاتل میرا نام مشہور ہوگا۔ الوپی ببر باہن کی ماں نے سمجھایا۔ بیٹے صبر۔ تمہارا کچھ دوش نہیں۔ کرموں کا لکھا آگے آیا۔ تم نے پتا کی آگیا پالن کی۔ ناحق سوچ کرتے ہو۔ بیکار بکواس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ کہکر ناگوں کی لڑکی الوپی ایک منی لائی۔ اور ببر باہن کو دے کر کہنے لگی۔ بیٹا تم اسے اپنے باپ کی چھاتی پر رکھو۔ اگر نارائن کی مرضی ہوگی۔ تو تیرے باپ زندہ ہو جائینگے۔ ببر باہن نے مادر مہربان کے کہنے پر عمل کیا۔ فی الفور ارجن اٹھ کھڑا ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ارجن میٹھی نیند سے جاگا ہے ببر باہن اپنے باپ کے قدموں پر گر پڑا۔ راجہ اندر ارجن کے زندہ ہونے سے بہت خوش ہوا۔ آسمان سے پھول برسائے۔ خوشی کے شادیانے بجنے

لگے۔ ارجن ببربا ہن سے مخاطب ہوا۔ بیٹا کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مجھ ایسا تیرانداز اس زمین پہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کسی میں اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ میری پیٹھ پر لگا دے۔

**ببربا ہن**۔ پتا جی میں اس حال سے نابلد ہوں۔ میری ماں سے پوچھ لیجئے۔ وہ سب جانتی ہیں۔

**الوپی**۔ ہے سوامی! جب آپ نے بھیشم پتامہ پر سکھنڈی کو آگے کر کے بان چلائے تھے۔ تو بسوؤں نے سراپ دیا تھا۔ کہ ارجن نے دھرماتما ہو کر ناانصافی سے کام لیا۔ بھیشم پتامہ پر آفریں ہے۔ کہ سکھنڈی کو دیکھتے ہی دھنش ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور ارجن کے تیروں سے گھائل ہو کر بان سجیا پر آرام کیا۔ ہے سوامی! بسوؤں کے سراپ سے آج آپ کی یہ نوبت آئی۔ انہوں نے دعا کی تھی۔ کہ ارجن بھی مارا جاوے۔ گنگا جی وہاں موجود تھیں انہوں نے بھی سراپ دیا تھا۔ کہ ایسا ہی ہو۔ جب میرے پتا شیش ناگ جی کو اس سراپ کی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے بسو دیوتاؤں کی بڑی بھاری خوشامد کی۔ کہ ارجن بے خطا ہے۔ بھیشم جی نے خود کہا تھا کہ سکھنڈی کو میرے سامنے کر کے ارجن نے بان چلا دیئے۔ تب میں جیتا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسوقت بسو دیوتا نے فرمایا تھا۔ کہ ارجن اپنے لڑکے ببربا ہن سے زخمی ہو کر مارا جائیگا۔ مگر پھر زندہ ہو جائیگا۔ اس سراپ کا پھل اتنا ہی ہوگا۔ ہے سوامی! میرے پتا نے یہ حال مجھ سے کہا۔ اور یہ من مجھے دیا۔ کہ اس سے ارجن کی جانبری ہوگی۔ میں نے آپ کو اس من کے ذریعے سے زندہ کیا ہے۔ اب آپ بھیشم جی کے مارنے کے پاپ سے بھی چھوٹ گئے۔ ورنہ آپ کو نرک بھوگنا پڑتا۔

**ارجن**۔ تو یہ کہو۔ کہ میری زندگی کا باعث تم ہوئیں۔ مجھے چھوڑ ان دیا میں تم سے بہت خوش ہوں۔ (ببربا ہن) تم چیت کی پورنماشی کو راجہ یدھشٹر کے یہاں آ جانا۔ اشومیدھ یگیہ ہوگا۔ اپنی ماں کو بھی ساتھ لانا۔ میں جاتا ہوں رخصت کرو۔

**بیرباہن** - پتاجی! اگر میں تو چلئے -
**ارجن** - نگر میں میں نہیں جا سکتا - دیکشت ہو چکا ہوں - جب تک یگیہ نہ ہولیگا - کسی عورت سے مخاطب نہیں ہو سکتا -
یہ کہکر ارجن وہاں سے آگے بڑھا - اولپی اور بیرباہن کو وہیں چھوڑ دیا -

# ادھیائے (۳۴)

## موردھج کے دھرم کی آزمائش

بیشم پاین جی گوہر افشانی کرتے ہیں - کہ سیام کرن منی پور سے رتن پور پہنچا - رتن پور کا راجہ موردھج بھی اشومیدھ یگیہ کرنے والا تھا - تامردھج موردھج کا بیٹا گھوڑے کے ہمراہ تھا - فوج بھی ساتھ تھی - اتفاق سے دونوں سیام کرن کی مڈبھیڑ ہو گئی - دونوں میں لڑائی ہوئی - ادھر ارجن اور تامردھج میں گھمسان لڑائی ہونے لگی - سات روز تک برابر معرکہ جدال و قتال گرم رہا - دونو شیر ببر دونوں بہادر تھے - جب کوئی مغلوب نہ ہوا - ناچار کرشن چندر نے ارجن سے مشورہ لیکر برہمن روپ دھارن کیا - بدن نہایت دبلا تھا - ہڈیاں دکھائی پڑتی تھیں - گوشت نام کو نہ تھا - سن عمر لیف اسی برس کا معلوم ہوتا تھا - ایک ایک پسلی نظر آتی تھی - ارجن کو اپنا بیٹا و چیلا اور خوبصورت بنایا - دونوں باپ بیٹے موردھج کی سبھا میں گئے - جو آپ سے سوال کرتا - جواب نہ پاتا - کسی سے نہ بولتے - جب راج دربار میں پہنچے - درباریوں نے خبر گزرانی کہ ایک برہمن مع اپنے بیٹے کے در دولت پر حاضر ہوا - برہمن تو آج مرا کل دوسرا دن - مگر بیٹا صحیح و توانا ہے - موردھج راجہ نے تپشوی برہمن سمجھ کر اپنے پاس بلا لیا - اور بہت خاطر کی - اچھے سنگھاسن پر بٹھایا - اور پوچھا - کہ آپ نے کیوں تکلیف گوارا کی -

برہمن یعنی کرشن چندر نے جواب دیا - کیا کہوں - عجیب مشکل درپیش

ہے۔ کچھ کہا نہیں جاتا۔ اپنے پتر سمیت جنگل سے آرہا تھا۔ راستے میں شیر نے میرے بچے پر حملہ کیا۔ اور لقمہ دہن بنانا چاہا۔ میں نے بہت خوشامد کی۔ اور کہا۔ اے جنگل کے بادشاہ میں حاضر ہوں۔ مجھے کیوں نہیں کھاتے۔ مگر اس نے آدمیوں کی بولی میں یہی جواب دیا۔ کہ تیرا گوشت مزے کا نہیں۔ تیرا بیٹا جوان ہے اسکا گوشت ذائقہ دار ہے۔ اسی کو کھاؤں گا۔ اگر تجھے اپنا بچہ پیارا ہے تو راجہ کا گوشت لے آ۔ اُسے کھا کر قناعت کرونگا۔ تیرا بیٹا بچ جائیگا۔ میں نے اُسوقت تو اقرار کر لیا۔ مگر مہاراج آپ سے کیونکر کہوں۔ کہ آپ میرے بچے کے عوض اپنا گوشت دے دیں

**موردھج**۔ میرے بڑے بھاگ ہیں۔ جو برہمن کیواسطے میرا گوشت کام آئے

**برہمن**۔ لیکن اگر آپ ہمارا اچھا کیا چاہتے ہیں۔ تو اس طریقے سے اپنا گوشت دیجئے۔ کہ ایک جانب رانی دوسری جانب آپ کا بیٹا تامردھج آرہ لے کر کھڑا ہو۔ جب آرے سے کاٹ کر جسم کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ داہنی طرف کا آدھا جسم میں لے لوں گا۔ اور موذی شیر کے آگے ڈالدونگا۔ کہ وہ بھکشن کرے۔ مگر اس بات کا لحاظ رہے کہ ذرا بھی دل میلا نہ ہو۔ رنج و غم چھو نہ جائے۔ جب طبیعت مکدر ہوئی تو گوشت کس کام کا۔

**موردھج**۔ اچھا مہاراج کیا مجال۔ جو ذرا بھی طبیعت میلی ہو۔

یہ کہکر رانی اور اپنے بیٹے تامردھج کو طلب کیا۔ اور ساری کیفیت بیان کی۔ رانی کہتی ہے۔ کہ میرے آپ ہرگز جان نہیں دے سکتے۔ میرا جسم کس لئے ہے۔ برہمن دیوتا کے لئے یہ شریر کام آجائے۔ تو بڑی خوش قسمتی ہے

**برہمن**۔ رانی جی آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کا جسم میرے کام کا نہیں۔ شیر تو راجہ کا گوشت مانگتا ہے۔

الغرض موردھج بدن آرا سے کٹوانے کے لئے مستعد ہو گیا۔ ایک طرف رانی۔ دوسری طرف بیٹا آرا لے کر کھڑے ہوئے۔ اور

مورد ہج آرے کے نیچے بیٹھ گیا۔ آرا چلنے لگا۔ جب آرا ناک تک پہنچا۔ مورد ہج کی بائیں آنکھ سے آنسو گر پڑے۔ برہمن بولا۔ مہاراج آپ کو درد معلوم ہوا۔ بڑی تکلیف ہے۔ مرنے کا افسوس بھی ہوتا ہوگا۔ میں جاتا ہوں۔ یہ جسم میرے کام کا نہیں۔

مورد ہج۔ برہمن دیوتا ذرا بھی تکلیف نہیں ہے۔ اس وجہ سے آنسو گر پڑے۔ کہ آدھا جسم تو سوارتھ تھا۔ اور آدھا جسم کسی کام کا نہیں۔ اکارتھ گیا۔

راجہ کا استقلال دیکھ کر کرشن بھگوان خوش ہو گئے۔ اور چترنبھج دھارن کرکے مورد ہج کو درشن دیئے۔ فرمایا۔ کہ تیری آزمایش مد نظر تھی۔ جیسا سنا ویسا ہی پایا۔ واقعی دھرم تیرے نام سے قائم ہے۔ جو آرزو ہو۔ مانگ لے۔

مورد ہج۔ آپ کی بھگتی چاہتا ہوں۔ دوسرا بردان یہ مانگتا ہوں کہ اس طرح اپنے بھگتوں کی آزمایش نہ کیا کیجئے۔ اگر ذرا بھی ست سے قدم ڈگا۔ تو نرک ہی دھرا ہے۔ کلجگ آنے والا ہے۔ ذرا ذراسی بات پر آپ کے بھگت نرک بھوگیں گے۔

کرشن بھگوان۔ بہت اچھا۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ تمہاری بھگتی کی کتھا سنکر لوگ بھوساگر سے پار ہو جائیں گے۔

کرشن چندر کی قدرت کاملہ سے مورد ہج پھر ویسا ہی ہو گیا۔ اور ارجن کو پیش کرکے راجہ جدھشٹر کے اشومیدھ یگیہ کرنے کا تذکرہ کیا۔ مورد ہج نے وعدہ کیا۔ کہ میں حاضر ہونگا۔ پھر ارجن اور کرشن وہاں سے سیام کرن کو ساتھ لئے ہوئے آگے بڑھے۔

---

# اِدھیائے (۳۰)

## ارجن اور راجہ قندھار کی لڑائی

بیشم پاین جی بولے ہے راجن! اسی طرح ارجن کاشی انگ۔ کوشل۔ کرات تنگن۔ سندھ وغیرہ بہت سے دیشوں میں گھوم کر مگدھ دیش میں آیا۔ سہدیو کا بیٹا وہاں حکومت کرتا تھا۔ ارجن کے سامنے آیا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ مجھ سے جنگ کرو۔ میں تمہارا گھوڑا لئے جاتا ہوں۔ یہ کہکر ارجن پر تیر برسانے لگا۔ ارجن نے ہنسکر گانڈیو دھنش سے اس کے تیر کاٹ ڈالے۔ اور سارتھی کو مار کر رتھ چور چور کر دیا۔ اور سہدیو کے بیٹے کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تم ابھی بچے ہو۔ جاؤ راج کرو راجہ جدھشٹر کے یگیہ میں چیت سُدی پورنماشی کو حاضر ہونا۔ اس نے ارجن کی بہادری دیکھ کر قدم چومے اور عرض کی۔ میں ضرور حاضر ہونگا مگدھ دیش سے فراغت پاکر کوشل دیش کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں کے راجہ کو جیت کر چندیری کے راجہ شیشپال کے ملک میں پہنچا۔ شیشپال کا بیٹا وہاں کا راجہ تھا۔ اسکو زیر کرکے وسارن دیش میں پہنچکر وہاں کے راجہ چترانگد سے لڑائی ہوئی۔ اس پر فتح پاکر ارجن پربھاس چھیتر اور دوارکا پوری آیا۔ یدونبسیوں کے راجکماروں نے گھوڑا پکڑ لیا۔ راجہ اگر سین اور بسدیو جی نے ارجن کا اشومید گھوڑا بالکوں سے چھین لیا۔ اور ارجن کے پاس خود لے گئے۔ ارجن بہت خوش ہوا۔ پھر اگر سین اور بسدیو جی رخصت ہوکر قندھار کی طرف نہضت فرمائی۔ شکنی کا بیٹا قندھار کا راجہ تھا۔ ارجن سے بڑی مخاصمت رکھتا تھا۔ فوج لے کر جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ ارجن نے قاصد کی زبانی کہلا بھیجا۔ کہ دھرم راج کا قول ہے۔ کہ جو راجے مہابھارت کی لڑائی میں کام آچکے ہیں۔ ان کے بیٹے

سے ہمیں کچھ تعرض نہیں۔ لہذا ہم بھی حکم کے پابند ہیں۔ تم آنند سے راج کرو لڑائی کرنے سے سوائے نقصان کے کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ شکنی کا بیٹا اپنے باپ کا قصاص لیا چاہتا تھا۔ ارجن کی باتوں پر دھیان نہ دیا۔ شمشیر آبدار نیام سے نکال کر ارجن پر حملہ آور ہوا۔ ارجن نے ایک ہی تیر سے اُس کی تلوار کاٹ گرائی۔ اور کچھ تیروں سے تمام فوج منتشر کر دی۔ فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ شکنی کے پتر کے قدم نہ ٹِک سکے۔ فرار پر فرار کیا۔ جب اُس کی ماں کو خبر ہوئی۔ ارجن سے ملنے آئی۔ اور لڑکے کو ارجن کے قدموں پر گرایا۔ ارجن نے کہا۔ میں پہلے کہہ چکا تھا۔ کہ مجھے اُس سے مخاصمت نہیں۔ انہوں نے کہنے پر کان نہ دیئے۔ آخر کار پربادھ ہوئے خیر جاؤ۔ راج کرو۔ اشومیدھ یگیہ میں ضرور آنا۔ ماں بیٹوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم پریوار سمیت آپ کے جگیہ میں آئیں گے۔

# اَدھیائے (۳۹)

## ارجن اور راجہ یدھشٹر کی ملاقات

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے کو اس طرح کتھا سناتے ہیں۔ کہ قندھار دیش کو فتح کر کے ارجن نے ہستناپور کا قصد کیا۔ راجہ جدھشٹر کے پاس اپنے آنے کی اطلاع کرائی۔ دھرم راج ارجن کے آنے سے خوش ہوئے۔ اور کہا۔ صرف ایک ماہ چیت کا باقی رہ گیا بھیم سین اب تم بھی تکلیف گوارا کرو۔ ارجن کے پاس جاؤ۔ اور یگیہ کے لئے کوئی اچھا مقام تجویز کر کے ہم سے خبر کرو۔ بھیم سین آ گئے۔ وید پاٹھی کے ساتھ ارجن کے ہمراہ جمنا جی کے کنارے پہنچے۔ ایک لق و دق میدان نظر آیا۔ صاف کر کے اچھے اچھے مندر تعمیر کرائے۔ اور ایک چبوترا اور ویدی بنوائی۔ مندروں اور ستونوں پہ

دیوتاؤں کی جواہرات کی مورتیں نصب کرائیں۔ یگیہ شالا کے چاروں طرف راجاؤں کے رہنے کے لئے جو مہمان آئیں گے۔ اچھے اچھے استھان اور مکانات تعمیر ہوئے۔ منیشروں اور رشیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ استھان بنائے۔ جو راجہ آتے ہیں۔ ان کو اُن محلوں میں اتارتے ہیں۔ اور راجہ یدھشٹر ہر ایک مہمان کی عزت کے ساتھ مہمان نوازی کرتے۔ راجاؤں نے یگیہ کی چیزیں سونے کی بنی ہوئی دیکھیں۔ چاندی کا نام نہ تھا۔ ہر ایک چیز سونے کی دکھائی دیتی تھی۔ یگیہ کا سامان رکھنے اور لانیوالے اور راجاؤں کے کھانے پینے کی خبر رکھنے والے ایک لاکھ وید پاٹھی برہمن مقرر تھے۔ کھانے کی ہر ایک چیز نہایت صفائی اور پاکیزگی سے نہایت کے ساتھ بنائی گئی۔ دودھ دہی کے لاتعداد کنڈ تھے۔ جو منوں میں گھی بھرا ہوا تھا۔ برہمن نفیس ریشمی پوشاکیں پہن کر راجاؤں کے ڈیروں پر کھانا پہنچاتے تھے۔ اور رشیوں کی پنگت بٹھا کر بھوجن کراتے تھے۔ چھپن پرکار کا بھوجن جو نہایت لذیذ اور لطیف راجاؤں کے کھانے کے لئے برہمنوں اور رشیوں کے آگے پروسا جاتا تھا۔

# ادھیائے (۵)

## بیرپاسن اور بہت سے راجاؤں کا ہستناپور میں جمگھٹا

بھیشم پاتن جی نے کہا۔ راجہ یدھشٹر نے وید پاٹھی برہمنوں اور راجاؤں کی جو مہمان آئے تھے۔ نہایت خوش اسلوبی سے جو عزت کی۔ کرشن چندر مہاراج اپنے بھائی بلدیو جی کو لئے ہوئے ساتھی

سامب اور پرحیمنا وغیرہ یادو بنسیوں کے ساتھ ہستناپور آئے۔ راجہ یدھشٹر اور بھیم بڑے تپاک سے ملے۔ کرشن چندر نے ارجن کی تعریف کی۔ واقعی ارجن نے بڑا کارنمایاں کیا۔ یہ ارجن ہی کا حوصلہ تھا۔ کہ ملکوں ملکوں گھوم کر گھوڑے کی رکھشا کی۔ اور راجاؤں کو زیر کر کے اشومیدھ یگیہ پورا کرایا۔ ہے راجن! ارجن نے آپ کے پاس قاصد بھیجکر اپنے آنے کی خبر کی ہے۔ آپ مفصل سنیئے۔ کہ ارجن خیر و عافیت سے ہے۔

راجہ یدھشٹر۔ لکشمی ناتھ! ارجن نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ راجہ لوگ آتے ہیں۔ آپ اور کرشن چندر جی اُن کی خوب آؤ بھگت کریں۔ کسی کی دل شکنی ہونے پائے۔ جیسی کہ راجسویہ یگیہ میں ہوئی تھی۔ یہ بھی کہلا بھیجا ہے۔ کہ میرا لڑکا ببرباہن منی پور کا راجہ آنیوالا ہے۔ اس کی خاطر تواضع میں کوئی اُٹھا نہ رکھا جائے۔ ہے بھگون ارجن کی باتوں سے تردد ہوتا ہے۔ کہ اس کو کچھ ملال ضرور ہوا۔ یوں ہی اس کا چہرا دُکھی اور ملین نظر آتا ہے۔ اسکے گرہ کچھ ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ جس کے اثر سے تمام عمر گشت کرتے گزری۔

کرشن چندر۔ ارجن کی دونوں پنڈلیاں ناقص پاؤں سے بڑی ہیں۔ اسی وجہ سے شہروں میں پھرا کرتا ہے۔ یہ بات سُنکر دروپدی بول اُٹھی۔ یہ گن ہے اوگن نہیں۔ کرشن جی چپکے ہو رہے۔ اتنے میں ہرکاروں نے خبر دی۔ کہ مہاتما ارجن آگئے۔ راجہ یدھشٹر نے پیام رساں قاصد کو بہت کچھ انعام دیا۔ اور راجہ دھرتراشٹ اور کرشن چندر کو لئے ہوئے راجہ یدھشٹر ارجن کی پیشوائی کے لئے چلے۔ ارجن نے پہلے دھرتراشٹ کے قدم چھوئے۔ پھر کرشن چندر اور راجہ یدھشٹر سے ملا۔ اس کے بعد کنتی اپنی ماتا کی قدمبوسی کی۔ اور رنواس میں جاکر رانی دروپدی وغیرہ رانیوں سے ملا۔ اِس اثنا میں ببرباہن کے آنے کی خبر گرم ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹ۔ یدھشٹر اور کرشن چندر ببرباہن کے ملنے کو چلے۔ ببرباہن ہر ایک کا قدمبوس

ہوا کرشن چندر جی کے قدموں پر گر کر ڈنڈوت کی۔ پھر اپنے پتا اور چچا سے بغلگیر
ہوا۔ اپنی دادی کنتی اور ماتا دروپدی کے قدم چھوئے۔ سبھوں نے چھاتی سے
لگایا۔ اور الوپی ببربا ہن کی ماں سب رانیوں سے ملیں۔ ہیرے اور جواہرات
کی نچھاور ہونے لگی۔ دروپدی رانیوں نے الوپی کو اپنے شیش محل میں
اتار کر جواہر نگار مسہری پر بٹھایا۔ اور ہر طرح کی خاطر مدارات کرتی ہیں۔ ببربا ہن
پردمن جی وغیرہ یدوبنسیوں سے بغلگیر ہوا۔ کرشن چندر نے مہاباہو ببربا ہن
کو بہت عمدہ رتھ دیا۔ پھر بہت سے راجہ دیگر ممالک سے جو راجہ یدھشٹر
کے مدعو ہوئے تھے آئے۔ ویدیا کٹی برہمنوں کے ساتھ راجہ یدھشٹر ہر ایک
سے مل رہے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ حسب حیثیت تعظیم و تکریم سے پیش
آئے۔ اور بھائیوں کو حکم دیا۔ کہ ہر ایک کی خاطر و تواضع کرو۔ کسی طرح
کی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ سب راجہ مہاراجہ یدھشٹر کا جاہ و حشم دیکھ کر
ان کی تعریف کرنے لگے۔ پانڈوؤں نے ہر ایک کی عزت کی۔ اور
رہنے کے لئے اچھے اچھے مکانوں میں فروکش کیا۔

# ادھیائے (۱۴)

## اشومیدھ یگیہ

بیاس جی راجہ یدھشٹر سے فرماتے ہیں۔ کہ دھرم راج جی تم اس
اشومیدھ یگیہ میں تگنی دکشنا ہر ایک برہمن کو دو۔ کھانے کی تکلیف کسی
کو نہ ہونے پائے۔ جو جس کی آرزو ہو۔ پوری کرو۔ راجہ یدھشٹر نے کہا
جیسا فرمائیے گا۔ عمل کروں گا۔ ارجن نے یگیہ کا سامان اکٹھا کیا۔ بھیم سین
نے سوم بلی کو صاف کر کے رس نکالا۔ تمام چیزیں یگیہ کے استھان پر
جمع کی گئیں۔ ویدیا کٹی برہمن کے سوا اور کوئی برہمن ایسا نہ تھا۔ جو
شاستر کے جاننے والا نہ ہو۔ یا غریب کنگال بھکاری اس یگیہ میں

پیٹ پالنے کی غرض سے آیا ہو۔ وید پاٹھیوں کے ذریعے سے سب بھائیوں کی عزت ہوتی تھی۔ کھانا یہی پروستے تھے۔ یگیہ کے واسطے ستون استادہ کئے گئے۔ چھ ستون بیل پتر کے اور چھ کھدر اور چھ ستون پلاس اور دیوار لکڑی کے قائم کئے گئے۔ سونے کے ستون متعدد تھے۔ جن پر ریشمی کپڑے جھالر اور پردے پڑے ہوئے تھے۔ رنگ برنگ کی چار دیواریاں برہمنوں نے وید منتر پڑھ کر بنائیں۔ سونے کا ایک گرڑ (پکشی)۔ ۸ انگز لمبا تکون بنایا گیا۔ راجہ یدھشٹر مع اپنی رانی دروپدی کے یگیہ شالا میں کشن آسن پر براجمان ہوئے۔ بھیم سین۔ ارجن۔ نکل سہدیو بھی اپنے اپنے آسن پر بیٹھے راجہ دھرتراشٹ اور یدھشٹر نے کرشن بھگوان کی پوجن کی۔ اور رتن جڑت سنگھاسن پر بٹھالا۔ کرشن بھگوان کے چاروں طرف بیاس وغیرہ رشی پھولوں کا مالا پہنے اچھے اچھے آسنوں پر براجمان ہیں۔ ویدوں کے منتر اچارن ہو رہے ہیں۔ دیوتا بھی اپنی اپنی استریوں کے ساتھ اس یگیہ میں آئے تھے۔ وید پاٹھی برہمنوں نے وید منتر پڑھ پڑھ کر دیوتاؤں کا آوہن کیا تھا۔ دیوتے منتر کے پربھاؤ سے یگیہ شالا میں آئے۔ تین سو پشو پکشی اور دریائی پرندے ہون میں چڑھائے گئے۔ سو پورشی نارد گندھربوں اور اپسراؤں نے گیت گائے۔ بیاس جی کے ودیاوان چیلوں نے یگیہ میں آواہن کرنا شروع کیا۔ لبوا لبو چترسین اور بہت سے گندھربوں نے کیرتن کیا۔ برہمنوں نے پشوؤں کا مانس پکایا۔ سیام کرن گھوڑے کا بلی پردان کر کے ہون میں ڈالدیا۔ اور کچھ بھاگ نکال کر علیحدہ پکایا۔ رانی دروپدی اور مہاراج یدھشٹر نے دھوئیں کی خوشبو کو جو پاپوں کے ناش کرنے والی تھی۔ سونگھا۔ گھوڑے کا باقی ماندہ گوشت ہون میں ڈالا گیا۔ جب ہون سے فراغت پائی۔ برہمنوں کا بھوجن ہوا۔ بیاس جی نے اپنے چیلوں سمیت راجہ یدھشٹر کو آشیرباد دی۔ دھرم راج نے ایک کروڑ گئوؤں کا دان کیا۔ گئوئیں دکشنا سمیت رشیوں کو دی گئیں پھر اپنے کل ممالک ہندوستان کا دان کر کے بیاس جی دینا چاہا۔ مگر بیاس جی

نے پرتھوی لینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ میں نے پرتھوی تیاگ دی۔ بجائے
پرتھوی کے کچھ روپیہ بطور دکشنا کے دیدو۔ وہ خوشی سے لے لونگا۔ برہمنوں
کو روپیہ بہت پیارا ہوتا ہے۔ راجہ یدھشٹر نے کہا۔ مہاراج! اشومیدھ یگیہ
کی دکشنا شاستر میں پرتھوی لکھی ہے۔ اسی وجہ سے پرتھوی کا دان دینا
چاہتا ہوں۔ پرتھوی بھی میرے بھائی ارجن کی مفتوحہ ہے۔ پرتھوی دان
کر چکا۔ میرے راج کے چار حصے کر کے برہمنوں میں بانٹ دیجئے۔ میرے
کس کام کا۔ میں تو اب بن میں رہونگا۔ اب یہ برہمنوں کا دھن ہے۔ برہمنوں
کا مال نہ مجھے اور نہ میرے بھائیوں کو ہضم ہو سکتا ہے۔ مہاراج یدھشٹر
کے کلام کی تائید رانی دروپدی اور چاروں بھائیوں نے کی۔ مرحبا آفرین
کا شور مچ گیا۔ دھن راجہ یدھشٹر۔ کیا کہنا۔ دھرم راج جی! تمہاری تعریف
نہیں ہو سکتی۔ بیاس جی بولے۔ اے راجہ! ایک کام کرو۔ پرتھوی خرید
لو۔ اور اس کی قیمت دے کر برہمنوں کو تقسیم کر دو۔ کرشن چندر نے فرمایا
اچھا جس طرح بیاس جی فرماتے ہیں۔ ویسا ہی کرو۔ راجہ یدھشٹر نے دگنی
قیمت لگا کر دکشنا دے دی۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ کس قدر دولت صرف
ہوئی ہوگی۔ کسی راجہ میں یہ مجال نہیں۔ کہ پرتھوی کی قیمت دگنی دے
سکے۔ بیاس جی نے اس دکشنا کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ آپ
لیا۔ اور باقی چیلوں میں تقسیم کر دیا۔ راجہ یدھشٹر اس دان سے بہت
خوش ہوئے۔ اور دولت کثیر برہمنوں کے ہاتھ آئی۔ وہ ہیرے جواہرات
کے ڈھیر پانے سے بہت محفوظ ہوئے۔ برہمنوں ہی پر کچھ موقوف نہیں
چھتری ویش۔ شودروں کے بھی اس دان میں حصے لگائے گئے تھے
بیاس کا حصہ سب سے بڑا حصہ تھا۔ اور اس میں سونا جواہرات کے
سوا اور کوئی دوسری چیز نہ تھی۔ بیاس جی نے اپنا حصہ کنتی کو دیدیا
کنتی نے اپنے سسر سے اسقدر دولت پا کر اچھے اچھے کاموں
میں صرف کر ڈالی۔ بعد اختتام یگیہ راجہ لوگ رخصت ہوئے۔ راجہ
ببرباہن بھی رخصت ہوا۔ راجہ یدھشٹر نے بہت سا خزانہ دیا۔ پھر کرشن

یدو بنسیوں کے ساتھ رخصت ہوئے۔ پانچوں بھائی کچھ دور پہنچانے گئے اور بہت رخصتانہ نذر کیا۔ بلشم پاین جی راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں۔ کہ امعتدر ہر ایک کی افراط تھی۔ کہ یگیہ کے بعد بھی بہتات کے ساتھ ہر ایک چی رہی مٹھائی پکوان دیں گھی دہی کے حوض بھرے پڑے تھے۔ وہ سب فقرا میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اے راجن! ایسا یگیہ سلف سے آج تک کسی راجہ نے نہیں کیا۔ جیسا مہاراجہ یدھشٹر نے کرشن چندر کی مدد سے کیا اشومیدھ یگیہ میں سے جب سب مہمان رخصت ہو چکے۔ پانڈو راجہ دھرتراشٹ کو آگے کر کے ہستنا پور آئے۔ نگر باسیوں نے شادیانے بجائے۔

# اَدھیائے (۳۴)

## اشومیدھ یگیہ میں ایک نیولے کا ظہور

راجہ جنمیجے جی بلشم پاین جی سے مستفسر ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر کے اشومیدھ یگیہ میں کوئی نئی بات بھی ظاہر ہوئی۔

بلشم پاین۔ جب آپ کے پتامہ راجہ یدھشٹر نے اشومیدھ یگیہ کیا۔ آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اس وقت ایک بڑا سا نیولا سونے کی طرح جس کا رنگ چمکتا تھا۔ آنکھیں نیلم کی تھیں۔ نمودار ہوا اس کی کرخت آواز سے لیٹے بکتی ڈر گئے۔ آدمیوں کے کلیجے دھک سے اڑ گئے۔ نیولے نے آدمیوں کی بولی میں راجہ یدھشٹر سے کہا تھا۔ کہ تمہارا یگیہ اس برہمن کے یگ کی برابری نہیں کر سکتا جس نے کوروکشیتر کے میدان میں بہت سا روپیہ خرچ کر کے یگیہ پورا کیا تھا۔ نیولے کی باتیں سنکر سب دنگ ہو گئے۔ برہمنوں نے پوچھا۔ تیرا آنا یہاں کیونکر ہوا۔ کون شاستر تو نے پڑھا ہے۔ تیرا اسٹ دیو کون ہے۔ ہمارے یگیہ کی نندا

کیوں کرتے ہو۔ اِس یگیہ میں کیا بُرائی دیکھی۔ گھوڑا چھوڑا گیا۔ تسخیر ممالک ہوئی
مہاراجاؤں کو زیر کیا۔ دیوتا رشی راجے مہاراجے مہمان آئے۔ بے انتہا دولت
صرف ہوئی۔ تمام پرتھوی دان میں دے دی۔ تم نے کون عیب دیکھا۔ جو یگیہ
کی نِندا کی۔ نیولے نے ہنسکر جواب دیا۔ زمانہ سلف میں ایک مہادانی برہمن
گزرا ہے۔ جتیندری ہوکر دنیا سے متنفر رہنے والا بڑا دھرماتما ہوا۔ اِس
کی استری بھی پتی برتا تھی۔ بیٹے پوتے بھی اپنے باپ کے قدم بقدم چلتے
تھے۔ گرہست آشرم تپ کرکے نارائن کا پیارا ہوا۔ اُس کا تپ اسقدر بڑھا
ہوا تھا۔ کہ پانچ روز برت کرکے چھٹے روز بھوجن کرتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا۔
کہ چھٹا دن بھی نراہار گزر جاتا۔ تب بارھویں روز بھوجن کرنے کی نوبت آتی۔
اتفاق سے ایک وقت بہت بڑا قحط پڑا۔ وہ برہمن کچھ تونگر نہ تھا۔ جو کچھ
مایہ لبساط تھی۔ بیچکر پروار کا پالن کرچکا۔ برہمن خالی ہاتھ ہوگیا۔ پندرہ روز
فاقہ سے گزر گئے۔ بھوک کے عالم میں وہ برہمن گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ جہاں
کہیں اناج کا دانہ دیکھتا اُٹھا لیتا۔ اس طرح کچھ دانہ اکٹھا کرکے مٹھی بھر
ستو بنائے۔ اور نت نیم کے موافق ہون کیا۔ اور آدھے ستو ہون میں ڈال
دیئے۔ اور باقی ستو پروار کے لئے بھاگ لگاتے۔ اتنے میں ایک بھوکا
سادھو آیا۔ اور بھوجن مانگا۔ برہمن نے بلا وشواس ایک بھاگ سادھو
کو دیدیا۔ بھوکے فقیر کی نیت سیر نہ ہوئی۔ برہمن کی استری نے اپنا بھاگ
سادھو کو دینا چاہا۔ لیکن سادھو نے اُس کا بھاگ لینے سے انکار کردیا۔ وہ
قیافے سے تاڑ گیا۔ کہ یہ پتی برتا استری بھوکی رہ جائے گی۔ برہمن اپنی
استری سے کہنے لگا۔ کیڑے مکوڑے بھی اپنے پیٹ کا پالن کرتے ہیں۔
ہم کو ایشور نے عقل دی ہے۔ کیا ہم بھوک نہیں روک سکتے۔ اِس لئے پیاری
اِس بھوکے سادھو پر ترس کھاؤ۔ اور اپنا بھوجن انہیں کھلادو۔ برہمن کی عورت
سادھو سے ہاتھ جوڑ کر بولی۔ مہاراج کیا میں اس قابل نہیں۔ کہ آپ میرا بھوجن
قبول کریں۔ ہائے میں بڑی ابھاگی ہوں۔ آپ مجھ پر دیا کریں۔ میرا بھاگ لے
لیں۔ میں خوشی سے دیتی ہوں۔ میرے پتی کی بھی اگیا ہے۔ آپ کیوں نہیں

قبول کرتے۔ برہمن بھی سادھو سے کہنے لگے۔ کہ آپ اِس استری کے کہنے ٹالتے نہیں۔ وہ بہت دُکھی ہوگی۔ سادھو نے دونوں کی بھگتی دیکھ کر وہ حصّہ بھی کھالیا۔ مگر اس کی بھوک نہ گئی۔ اس برہمن کے لڑکے نے بھی اپنا حصّہ باپ کی نذر کیا۔ برہمن بولا۔ تم ابھی ننھے بچے ہو۔ بچّوں کو بھوک بہت لگتی ہے۔ تم اپنا حصّہ خود کھاؤ۔ میں تو برت رکھتا ہوں عادی ہوں۔ مجھے ایسی بھوک نہیں لگتی۔ لڑکا بولا۔ میرا دھرم یہی ہے۔ کہ باپ کی رکشا کروں۔ آپ میری عرض قبول کریں۔ میرا بھاگ کھائیں۔ برہمن لاچار ہوا۔ لڑکے کا بھاگ لے کر سادھو کو دے دیا۔ سادھو وہ حصّہ بھی کھا گیا۔ مگر بھوک نہ بجھی۔ برہمن بہت شرمندہ ہوا۔ اب کیا کھلاؤں۔ تب لڑکے کی عورت نے اپنے ستو شوہر کو دیئے۔ اُس نے لے کر سسر کو دیئے۔ اُس نے لے کر سادھو کے ارپن کر دیئے۔ سادھو برہمن کا ست دیکھ کر بہت خوش ہوا اے راجہ۔ اے رشیو! یہ سادھو دھرم راج تھے۔ دھرم راج نے برہمن کی آزمائش کے لئے ایسا کیا تھا۔ دھرم راج بولے۔ تو بڑا دھرم آتما ہے۔ سُرگ باشی تیرے درشنوں کی آرزو رکھتے ہیں۔ تم اُتم برہمن ہو۔ بِوان حاضر ہے۔ آپ سوار ہو کر سورگ کو جائیں۔ دھرم راج کے اشارے سے چار بِمان آگئے۔ چاروں آدمی بِوان پر چڑھ کر سورگ کو پہنچے۔ اے برہمنو! میں اُس وقت اپنے سوراخ سے نکلا۔ تو کچھ وہاں بچا کھچا تھا۔ میں نے کھایا۔ اُس پرشاد سے میرا نصف جسم سونے کا ہوگیا۔ اِس یگیہ میں اِس لئے آیا۔ کہ باقی آدھا حصہ جسم کا سونا ہو جاتے۔ مگر سونا نہیں ہوا۔ اِس لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ یگیہ اُس یگیہ کے برابر نہیں ہے۔ میں اکثر یگیوں میں جایا کرتا ہوں۔ مگر کہیں بدن سونے کی طرح نہیں ہوسکا۔ یہ کہہ کر نیولا نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ سب دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

---

# ادھیائے (۱۳۸)

# اشومیدھ یگیہ کے نیولے کی کیفیت

جنمے جے راجہ بیشم پاین جی سے پوچھتے ہیں۔ ہے پربھو! وہ نیولا کون تھا اور وہاں کس لئے آیا؟

**بیشم پاین**۔ جب بارہ برس میں ختم ہونے والا یگیہ اگست جی نے کیا تھا۔ راجہ اِندر نے پانی نہیں برسایا۔ رشی برہمن امساک باراں سے تنگ آکر اگست جی کے پاس پہنچے۔ اور ملتمس ہوئے کہ آپ کے یگیہ کے پربھاؤ سے اِندر نے قحط ڈال دیا۔ پانی برسا نہیں۔ غلہ کچھ نکر پیدا ہو۔ اگست جی نے جواب دیا گھبراؤ نہیں۔ اگر اب بھی اِندر نے برکھا نہ کی۔ تو میں سارا اِندر آسن اُلٹ دوں گا۔ راج ناش کر دونگا۔ یہ کہکر اپنے تپ کے زور سے اِندر آسن کی تمام چیزیں۔ اپسرا۔ گندھرب۔ کنھر سب اپنے یگیہ میں منگائے۔ اور یگیہ کرنے لگے۔ اِندر دیوتا اگست جی کے تپ سے ڈر کر برہسپت جی اپنے گورو کے ساتھ اگست جی سے ملنے آئے۔ اور منت و خوشامد سے اگست جی کو مسرور کر دیا۔ غصہ جاتا رہا۔ ہے راجن! یگیہ میں بڑی طاقت ہے۔ اسی طرح جمدگن رشی نے پتروں کا شرادھ کیا تھا۔ آپ ہی گئو کا دودھ دیکر اُٹھاتے اور پتروں کو چڑھاتے۔ ایک دن دھرم راج جمدگن جی کی آزمائش کے لئے آئے۔ اور نیولے کا روپ دھر کر دودھ پینے لگے۔ آدھا دودھ پی لینے پر بھی جمدگن رشی کچھ نہ بولے وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ نیولا نہیں ہے۔ دھرم راج ہیں۔ ہماری آزمائش مدنظر ہے۔ جمدگن جی کی خاموشی اور صبر دیکھ کر نیولے سے رہا نہ گیا۔ رشی سے کہا۔ تمہارا غصہ تینوں لوک میں بجھانا ہے۔ تمہاری ذات بھی برہمن ہے برہمن یونہی آپ سے گزر جاتے ہیں۔ غصہ ان کے خمیر میں داخل ہے۔

آج خلاف معمول مجھ سے کچھ نہ بولے۔ حالانکہ میں نے بہت بڑا نقصان کیا۔ تمہارے اس ضبط سے بہت خوش ہوا۔ لیکن ڈرتا بھی ہوں گستاخی معاف ہو۔

**جمدگن جی۔** آپ دھرم راج ہیں۔ میں پہلے ہی تاڑ گیا تھا۔ آزمائش منظور تھی۔ خیر آپ جائیے۔ مجھے آپ سے کچھ غرض نہیں۔ جن کا میں نے شرادھ کیا ہے۔ وہ خود سمجھ لیں گے۔

کرودھ روپ دھرم راج انتردھیان ہو گئے۔ اور پتروں کے سراپ سے دھرم راج نے نیولے کا روپ پایا۔ نیولے نے سراپ سے چھوٹنے کی التجا کی۔ تعریف کرکے انہیں بہت خوش کیا۔ پتروں نے نیولے کی معروض پر مہربان ہو کر فرمایا۔ کہ جہاں کہیں دھرم ہو۔ تم نندا کرو۔ سراپ سے نجات پاؤ گے۔ چنانچہ پتروں کی فہمایش سے دھرم راج نیولے کے روپ میں راجہ یدھشٹر کے یگیہ میں آئے۔ اور نندا کرنے لگے۔ دھرم راج نیولے کی جون سے چھوٹ کر دھرم لوک چلے گئے۔

# ادھیائے (۴۴)

## یگیہ اور دھرم کی تشریح

راجہ جنمیجے نے بیشم پاین جی سے پوچھا۔ دنیا میں یگیہ کے برابر کوئی دھرم نہیں۔ راجہ اندر بھی یگیہ کرکے اس مرتبے کو پہنچا ہے۔ جہاں دھرم کارج میں بل کیوں دیا جاتا ہے۔

**بیشم پاین۔** کسی زمانہ راجہ اندر نے یگیہ کیا تھا۔ تو یگیہ میں بل دینے کے واسطے بہت پشو جمع کئے گئے تھے۔ رشیوں نے اندر سمجھایا کہ بلدان کرنا اگیانیوں کا کام ہے۔ یگیہ میں پشوؤں کا بل جائز نہیں ہے۔ دھرم شاستر میں قطعی ممانعت ہے۔ کہ یگیہ میں کوئی پشو نہ چڑھایا جائے۔ راجہ

اندر نے کہنا نہ مانا۔ بلکہ اِس بات کی بحث ہوتی رہی۔ کہ سلف سے پشوؤں
کا بدھ کرنا یگیہ کے لئے روا رکھا گیا ہے۔ رشی لوگ مخالفت کرتے
تھے۔ کہ پشوؤں کی قربانی دھرم کے خلاف ہے۔ گیہوں۔ جو۔ تل وغیرہ
اناجوں سے یگیہ کرنا اُتم کہا ہے۔ اسی طرح کئی روز باہم مباحثہ ہوتا رہا
کوئی بات طے نہ ہوئی۔ رشی منی ملکر راجہ لبھو کے پاس پہنچے۔ اور
اُن سے اپنا تصفیہ چکانا چاہا۔ راجہ لبھو نے بلا سوچے سمجھے کہہ دیا۔ کہ
وقت پر جو کچھ میسر آجاوے۔ یگیہ کر لینا چاہیئے۔ اس غیر منصفانہ بات
سے رشیوں کو غصہ آگیا۔ شراپ دیدیا۔ کہ پاتال لوک میں نواس کرو۔
ہے راجن! بلا سوچے سمجھے کوئی بات نہ کرنی چاہیئے۔ ہر بات کا جواب
سوچ سمجھ کر دینا چاہیئے۔ سوائے برہماجی کے اور کسی کو بغیر سمجھے جواب
دینا نہیں چاہیئے۔ کیسا ہی عالی دھرماتما کیوں نہ ہو۔ اگر اُس نے انصاف
سے کام نہ لیا۔ تو قابل سزا ہے اُس کا دھرم بھی جاتا رہتا ہے۔ جو لوگ
چوری یا اور کسی بُرے کاموں سے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ اُس کا پھل نہیں
ملتا۔ جو اُچ قوم ہو کر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی دھرم میں صرف کرتے
ہیں۔ یا وید پاٹھی ہو کر دولت جمع کرکے پاپ، موہ، لوبھ کو منہ نہیں لگاتے
ایسے ہی انسانوں کے لئے سُرگ بنایا گیا ہے۔ بھیشم جی! دولت جمع
کرنے والا آدمی لوبھ اور موہ کے بس میں ہوتا ہے۔ لوگوں کی بُرائی اور
اور غیبت یا خوشامد سے روپیہ فراہم کرنے والا آدمی اگر یگیہ دان کرتے
ہیں۔ اُن ثواب نہیں ملتا۔ ہاں اپنی حیثیت یا آمدنی کے موافق اگر روپیہ
جمع کیا جاوے۔ اور وہ نیک کاموں سے دان یا یگیہ میں لگایا جاوے
یا بھوکوں کو کھلایا جاوے۔ تو اُن کو دس گنا ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے
دھرم دان یعنی خیرات کو نہیں کہتے۔ دھرم کی بہت سی شاخیں ہیں۔
جیودیا پر دیا۔ راست گوئی۔ صبر و استقلال۔ برہمچریہ وغیرہ دھرم کی
جڑھ ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں لبوامتر۔ اسنت۔ جنات۔ ملکش سین۔ ارسٹ
سین وغیرہ بہت سے راجہ گزرے ہیں۔ اس لئے دھرم سب کرموں میں

اسے علے تفضور کیا جاتا ہے۔ ہے راجن! اُس برہمن کو روکشیاستر نواسی نے ستو کا دان کیا تھا۔ ستو کی کیا حقیقت ہے۔ مگر اس چھوٹے سے دان کی وجہ سے وُہ برہمن سیدھا سُرگ کو گیا۔ ہے راجہ جنمیجے! اشومیدھ یگیہ جیسا راجہ یدھشٹر نے کیا۔ اور کسی راجہ سے آجتک ایسا نہ ہو سکا۔ اور نہ آئیندہ امید ہے۔ کہ ایسا یگیہ ہو سکے پشوؤں کا بل دینا جگیہ میں بڑی بھول ہے۔ شاستر میں منسا کرنے کی بڑی مخالفت کی گئی ہے۔ جو لوگ اشومیدھ یگیہ کی کتھا سُنیں یا سُنائیں گے۔ اُنہیں اِس یگیہ کا پھل ملیگا۔

# اشومیدھ پرب ختم شد

# مہابھارت
## حصہ پانزدہم
# آشرم باسک پرب
## ادھیائے (۱)
## راجہ یدھشٹر کی حکومت اور راجہ دھرتراشٹ کی خدمتگزاری

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے جی سے استفسار فرماتے ہیں۔ کہ راجہ مہابھارت جیسی لطیف اور پاک پوتھی کی کتھائیں سُنا چکا۔ اب جن حالات کے سُننے کی آرزو ہو کہو۔

جنمیجے جی۔ یہ فرمایئے کہ ہمارے پتا راجہ یدھشٹر جی نے کن اصولوں سے راج کیا کن قوانین کی پابندی کی۔ اور اپنے چچا راجہ دھرتراشٹ اور چچی گاندھاری جی سے کیسے برتاؤ رکھے کیونکہ اُن کے بیٹے پوتے پرپوتے اِس لڑائی میں کام آچکے تھے۔ راجہ دھرتراشٹ کا دل کبھی صاف نہ ہوگا۔

بیشم پاین جی۔ بعد فتح جنگ مہابھارت راجہ یدھشٹر نے بڑی منصف مزاجی اور عدل پرستی سے راج کیا شہرہ آجتک زبان زد خلائق ہے۔ اُن کے برتاؤ رعایا اور عزیزوں کیساتھ یکساں تھے۔ عدل کے ترازو کے پلے برابر تھے۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اپنے بڈھے چچا کی عزت اور حرمت کا خیال بہت وسیع تھا۔ کوئی کام بغیر اجازت عم نامدار ہرگز نہ ہوتا علی الصباح بستر خواب سے اُٹھ کر چچا چچی اور مادر مہربان رانی کنتی کی قدمبوسی کرتے پھر اشنان دھیان نت نیم سے فارغ ہو کر راج کاج دیکھتے کنتی رانی بھی اپنے جیٹھ راجہ دھرتراشٹ اور جیٹھانی رانی گاندھاری کی خدمت میں ہمہ تن مصروف تھیں علٰے ہذا اسیخے بھیم سین اور یدر جی راجہ دھرتراشٹ کی خدمت برآری میں کسی طرح

کی کوتاہی نہ کرتے دروپدی سوبھدرا وغیرہ جتنی رانیاں رنواس میں تھیں راجہ دھرتراشٹ
کی سیوا کیا کرتی تھیں۔ مہاراج یدھشٹر اپنے باپ راجہ پنڈو سے بڑھکر راجہ دھرتراشٹ
کو سمجھتے۔ اِسی طرح ارجن نکل سہدیو وغیرہ کو بھی اِن کی تعظیم اور ادب کا خیال
تھا۔ راجہ یدھشٹر نے اپنے بڈھے چچا کے عیش و آرام کی خاطر کوئی بات اُٹھا نہ رکھی
کچھ ملازمین علیحدہ خدمتگزاری کیلئے مقرر ہوئے۔ راجہ دھرتراشٹ کی پوشاک اور
خورد و نوش کا بھی امتیاز رکھا۔ اُنکی پوشاک کسی طرح مہاراجوں سے کم نہ تھی۔ ہروقت
اِس کا خیال پانڈوؤں کو رہتا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے چچا کا دل میلا ہو کر کرپاچارج
بدر بیوتش شب و روز اُن کے پاس رہتے۔ اور خدمتگزاری کیا کرتے تھے کتھا
۔ پوران اور اتہاسوں سے راجہ دھرتراشٹ کا دل بہلاتے یہ روز کا دستور تھا۔ راجہ
یدھشٹر کی محبّت اور سعادت نے آخر کار بڈھے چچا کے دل سے مرے ہوئے بیٹوں
کا غم بھلا دیا۔ راج کاج میں راجہ دھرتراشٹ دخیل تھا۔ اسنے اپنے ایما سے قیدیوں
رہائی دلوائی۔ راجہ یدھشٹر کی جرأت اِس قابل نہ تھی۔ کہ اپنے چچا کی حکم عدولی کرے
بلکہ تخت حکومت پر بٹھا کر نہاد ہوں کیطرح خدمت کیا کرتے تھے۔ راجہ یدھشٹر نے
خدام بارگاہ پر تاکید کر دی تھی کہ ہمارے عم والا جاہ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو
پائے نہ طبیعت پر رنج کا اظہار ہو پائے۔ غرضیکہ راجہ یدھشٹر کی سعادتمندی کی یہاں تک
ذکر ہو اُنہوں نے اپنی سیوا سے راجہ دریودھن دشمن دوشاسن وغیرہ کی یاد دل سے
بھلا دی۔ حالانکہ دریودھن کبھی اپنے باپ راجہ دھرتراشٹ کا حکم نہیں مانتا تھا۔ جو جی
میں آتا کرتا تھا۔ مگر راجہ یدھشٹر دھرم اوتار ہیں۔ اُنہوں نے ایسی خدمت اپنے چچا کی کی
جبتک دنیا قائم ہے۔ اُن کی سعادت کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا۔ حالانکہ بھیم سین راجہ
دھرتراشٹ سے دل صاف نہ رکھتا۔ پرانے قصے جب یاد آنے لگتے پر سانپ
لوٹ جاتا تھا۔ اسکے نزدیک کوروؤں اور پانڈوؤں کے فساد کا بانی راجہ دھرتراشٹ
ہی تھا۔ کیونکہ اسی کے ایما سے قمار بازی ہوئی تھی۔ اسنے دریودھن کو مطلق اِس فعل
سے نہ روکا اور نہ راجہ یدھشٹر کے بن باس کا خیال کیا۔ بھیم سین اپنے چچا سے عناد
رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کو وہ زمانہ کالنقش فی الحجر تھا۔ جب بڈھے چچا نے اِس کی جان
کی صورت کو پیس کر سرمہ کر دیا تھا۔ مگر مجبور اسبات سے تھا کہ راجہ یدھشٹر اپنے چچا

کے پیچھے فرمانبردار اور غمگسار ہو رہے تھے ورنہ وہ کبھی راجہ دھرتراشٹ کو کھلے بندوں نہ چھوڑتا۔ راجہ یدھشٹر کے آگے بھیم سین کی کچھ نہ چلتی تھی ؎

# ادھیائے ۲

## بدرجی کی زبانی راجہ دھرتراشٹ کو صحرا نوردی کی ترغیب

بدرجی بھیم سین کی فطرت سے تاڑ گئے۔ کہ یہ اپنے چچا سے عداوت رکھتا ہے اسکا دل صاف نہیں ہے بدرجی کا دل بھیم سین کی باتوں سے مکدر ہوا۔ موقعہ دیکر راجہ دھرتراشٹ سے کہا کہ بھائی صاحب دنیا پر لات ماریئے۔ عقبےٰ کی بھی کچھ خبر ہے۔ سنساری سکھ بہت بھوگے عیش و آرام بھی دکھ بھی جھیلا ایک دن وہ تھا کہ پانڈو لوگ تمہارے دست نگر تھے۔ اور آج وہ نوبت ہے کہ تم خود ان کے آگے ہاتھ پھیلائے ہو۔ پانڈوؤں کو وہ دن کیا بھول گئے جب تم نے دریودھن کی محبت کے بس ہو کر پانچ گاؤں بھی انہیں نہیں دئے۔ وہ بیچارے تیرہ برس تک جنگل کی ٹھیکریاں پھوڑتے رہے۔ صحرا نوردی کے مصائب جھیل کر جب پھر آئے اور کرشن چندر بھگوان نے خود پانڈوؤں کیطرف سے ہاتھ پھیلائے اور آپ نے پانڈوؤں کو حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ سب سے بڑھکر رانی دروپدی کا خیال ہے کیا وہ نظارہ بھول گئے۔ جب مغرور دریودھن نے دروپدی کی عزت خاک میں ملانی چاہی تھی۔ راجہ یدھشٹر کو آفرین ہے۔ جو اپنے چچا کی بے التفاتیوں کی پروا نہ کرکے کیسی سعادتمندی سے خدمت کر رہا ہے۔ ہے راجہ کیا تک پانڈوؤں کے ادھین رہوگے یدھشٹر تو دھرم اوتار ہے۔ وہ کبھی کچھ نہ کہیگا۔ البتہ بھیم سین آپ سے صاف نہیں۔ آپ کی شان میں ناشائستہ الفاظ منہ سے نکال بیٹھتا ہے۔ ارجن نکل سہدیو بڑے چالاک ہیں۔ وہ مطلق نہیں بولتے مگر دل میں پچھلی باتوں سے کدورت رکھتے ہیں۔ اب دنیا کو چھوڑ کر جنگل میں چلکر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ ساری عمر تو خرافات میں گذر گئی۔ ہوا و ہوس سے دامن پاک نہ ہو سکا۔ شاستر کا حکم ہے۔ کہ چوتھے پن میں راہب بن باس اختیار کیجے اور عزلت نشینی کرکے یاد خدائی میں مشغول ہو ضعیفی کا عالم بھی ہے اگر یہ وقت بھی بیہودہ باتوں میں گذر گیا۔ تو عقبےٰ میں ایشور کو کیا منہ دکھاؤ گے مہابھارت کی لڑائی سے آپکا نام دنیا میں بدنامی سے لیا جاتا ہے۔ ہے راجہ پانڈوؤں کی

روٹیاں توڑنا مناسب نہیں لوگ انگشت نمائی کرتے ہیں کہ وہی راجہ دھرتراشٹ ہے جو پانڈوؤں کیساتھ بدعنوانیوں سے پیش آتا تھا۔ مگر مبارک پانڈوؤں ہیں جنہوں نے اپنے چچا کی خدمت کو اپنا فخر سمجھا ہے راجن البغیر بھگوت بھجن کے جیو کا اُدھار نہیں ہوتا گرہست آشرم میں نارائن کا سمرن بن نہیں پڑتا مایا موہ کا جال کچھ اسطرح چھایا رہتا ہے کہ جیو اوخواہ جیو اسمیں پھنسا ہی رہتا ہے ویاس جی نارد وغیرہ رشیوں کا قول ہے کہ تم بھی پراچین رشیوں سے ہو۔ اور مرنے پر کو بیہ پوری تمہارا اسنقان ہوگا۔ ہے راجہ دنیا چھوٹی ہے۔ دنیا کو منہ نہ لگانا گیانی لوگوں کا دھرم نہیں جب دل پھٹ جاتا ہے تو جڑ نہیں پا سکتا۔ اسی طرح جس سے دل میل نہیں کھاتا۔ اس کے ادھین رہنا شان کے خلاف ہے گو راجہ یدھشٹر دھرم روپ ہے۔ اس کی کوئی بات چھل کپٹ کی نہیں ہوتی وہ تم کو باپ کے برابر سمجھتا ہے۔ پھر بھی دنیا کے منہ میں سما نہیں سکتے۔ سنساری لوگ نہ جانے کیا کیا باتیں بگھارا کرتے ہیں ؛

راجہ دھرتراشٹ۔ بھائی جو کچھ تم نے کہا درست و بجا ہے۔ درحقیقت میری اچاٹ رہتی ہے۔ کیا کروں پرائے بس میں ہوں افسوس اگر تمہارے کہنے پر عملدرآمد کرتا تو آج یہ دن دیکھنے میں نہ آتا۔ مجھے یاد ہے تم نے دریودھن کی ولادت کے وقت کہا تھا کہ یہ لڑکا خاندان کے نام کو مٹا مٹا دیگا شروع ہی اسکے خوارق کچھ اسطرح تھے جس سے ترشح ہوتا تھا کہ درحقیقت اب ہمارے خاندان کا زوال ہوگیا حیف اپنی سمجھ پر لعنت کرتا ہوں۔ اسوقت موہ کے بس کچھ نہ سوجھتا تھا۔ دریودھن سے قطع تعلق کر لیتا تو آج یہ سیاہ روز اپنی جھلک نہ دکھاتا۔ دریودھن نے اپنی ہٹ سے تمام کل کو ناش کر دیا۔ لاکھوں آدمیوں کا خون انہیں کو بلا دیا کہ کرشن بھگوان اور نارد وغیرہ رشیوں کے سامنے میری گردن اونچی نہیں ہوتی۔ آنکھ سامنا نہیں کرتی۔ اسوقت تو انکا سمجھانا کلیجے پر کاٹ کرتا تھا۔ مگر اب پچھتانا پڑتا ہے اکثر راتوں کو نیند نہیں پڑتی۔ سوچتا رہتا ہوں کہ بس اب آخری دور ہے۔ یہاں سے چلو جنگل میں بسیرا لیں۔ آنکھوں کی بینائی مجبور کرتی ہے۔ رک جاتا ہوں۔ رانی گاندھاری کا بھی یہی خیال ہے کہ جنگل میں چلکر عبادت معبود میں بقیہ عمر گزاریں۔ نارائن کا سمرن کریں رانی کنتی بھی ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں سلاکھ سمجھتا ہوں کہ۔ اپنے بیٹوں کا سکھ

بھیو کو مگر انکو بھی یہاں ٹھہرنا شاق ہو رہا ہے۔ بھائی تمہاری رائے بہت اچھی ہی مدت ہوئی کہ چارپائی پر سونا بیٹھنا آرام کرنا چھوڑ دیا کچھ تھوڑا سا ایک وقت کھا کر سری نارائن کا جپ کیا کرتا ہوں۔ گو یہاں بھی ایک قسم کا تپ ہو جاتا ہے۔ مگر جنگل کی بات ہی اور ہے وہاں جس آنند سے نارائن کا دھیان ہوگا۔ یہاں وہ بات کہاں۔ تمہارا کہنا بخوبی ذہن نشین ہو گیا۔ گو یدھشٹر زبان سے کچھ نہیں کہتا پھر بھی پانڈو کے ادھین رہنا کسی طرح اچھا نہیں بھیم سین کا دل میری طرف سے صاف نہیں اور نہ ہوگا جب سے بھیم سین کی مورت کو سنجے کی باتیں توڑ ڈالا ہے تب سے وہ اور بھی بدظن رہتا ہے۔ خیر ان سب باتوں پر خاک ڈالو اپنا پرلوک سنبھالنا چاہئیے۔ دل میں جنگل کی ٹھن گئی۔ اب ضرور صحرا نوردی کرونگا۔ بدرجی سمجھا بجھا کر اپنے گھر چلے گئے ۔۔

# ادھیائے ۳

## راجہ دھرتراشٹ کا بدرجی کو بلا کر سنجے وغیرہ سے صحرا نوردی کیلئے مشورہ

(بیشم پاین مہاراج جنمیجے جی سے) بھیم سین راجہ دھرتراشٹ سے بغض رکھتا تھا۔ ایک دن راجہ دھرتراشٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بھیم سین بدن پر تیل کی مالش کر رہا تھا۔ اس نے راجہ دھرتراشٹ کو سنانے کیلئے خم ٹھونک کر کہا کہ یہ وہ بازو ہیں جنہوں نے دریودھن اور دوشاسن کے سر توڑے ہیں۔ کوروں کا ناش انہیں بازوؤں نے کیا ہے۔ دریودھن ہمارے ساتھ کیسی بدسلوکی سے پیش آتا تھا کہ اس کے اشارے یا باپ کے منہ سے کبھی نہ نکلا کہ پانڈو بہت دکھی ہیں انکے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئیے۔ اپنے بیٹوں کی محبت میں تمیز بھتیجوں پر مصیبت رکھنا گوارا کیا مگر زمانہ کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ آج اسی اندھے باپ ہمارے دست نگر میں ہماری روٹیاں توڑتے ہیں۔ اب وہ باتیں کاہے کو یاد ہونگی کہ کرشن چندر اور بدرجی نے لاکھ سمجھایا۔ مگر دریودھن کی محبت میں کچھ نہ سجھائی دیا۔ پانچ گاؤں دینا بھی شاق معلوم ہوئے (اسے راجہ) بھیم سین

کی باتیں نشتر سے کم نہ تھیں۔ دِس نے ملازموں اور اہلکاروں کو بھی راجہ دھرتراشٹ کی طرف سے بدظن کر دیا۔ وُہ راجہ دھرتراشٹ کے کاموں سے کنائی کاٹ جاتے بلکہ مرضی کے خلاف کام ہوتے گو اِن باتوں کی خبر راجہ یدھشٹر کو نہ تھی۔ اگر اُنکے کان تک یہ خبر پہنچتی تو ضرور انسداد کرتے راجہ دھرتراشٹ بیدجی کرپاچارج سنجے اور بھائیوں رشتہ داروں کو جمع کر کے صلاح پوچھی کہ آپ کی رائے کیا ہے۔ میرا دل یہاں سے اُمپاٹ ہی جنگل میں عزلت نشینی اختیار کرونگا۔ نارائن کا بھجن یہاں نہیں ہو سکتا میں عقل پر خود ہی نفریں کر رہا ہوں۔ کہ دریودہن کی محبت میں بیٹے لاکھ کا گھر ایک کر دیا اگر آدھا راج پانڈوؤں کو دے دیتا تو آج یہ نوبت دیکھنے نہ آتی اُس نے پانڈوؤں کو بہت دُکھ دیا اور اپنے ہی ہٹ اور ادھرم سے سارے خاندان کو برباد کر کے خود بھی ناش ہو گیا راجہ یدھشٹر کی تعریف ہو نہیں سکتی جس طرح اِس نے میری خدمت کی دریودھن وغیرہ کو لخت جگر تھے۔ مگر اُنہوں نے کبھی میری آگیا پالن نہیں کی جس بات کو کہتا اُس کے خلاف ہی کرتا۔ راجہ یدھشٹر اور اُس کے بھائی سوائے بھیم سین کے جسطرح میری سیوا کرتے ہیں۔ تم بھی جانتے ہو میرے تخت دلپر بھی اپنی سعادت اور خدمت سے قابو کر لیا۔ دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ راجہ یدھشٹر ہمیشہ آنند کرے اقبال جلال کی ترقی ہوتی رہی میں اپنے بیٹوں کو بھول گیا۔ پندرہ برس ہو گئے کہ پرتھوی پر مرگ چھالا بنا کر سوتا ہوں اسقدر خوراک مقرر کر لی ہے کہ جان بچ سکے عالم ضعیفی سی آج مرا کل دوسرا دن لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگل میں جاکر رانی گاندھاری سمیت تپ کروں یہی دستور میرے بزرگوں کا بھی رہا ہے۔ پھر راجہ یدھشٹر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا تمہاری مفارقت کسی طرح گوارا کرنیکو جی نہیں چاہتا میرے دھرم کے پتر تم ہی ہو جنگل میں جانے کی اجازت دو۔ تمہاری نیکبختی اور سعادتمندی کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ مالیشور تمہاری آرزوئیں پوری کرے راج پاٹ میں افزونی ہو عدل و انصاف سے رعایا کا دل ہاتھوں میں لئے رہو۔ دریودھن اپنے کئے کا پھل پا گیا چھتری دھرم سے لڑائی کر کے وُہ بھی سُرگ کو گیا ہوگا۔ مجھے بیٹوں کے مرنیکا غم نہیں البتہ اِس بات کا خیال ہے کہ کرشن بھگوان اور مہاتما بدرجی دیاس جی اور بھیشم جی کے کہنے کو میں نے نہ مانا کہ آدھا راج پانڈوؤں کو دیدو اگر دریودھن حکم نہ مانے تو نظر بند کر دو۔ افسوس مجھ سے

یہ بات محبت کے مارے نہ ہو سکی۔ یہ باتیں کچھ ایسی ہیں کہ کلیجہ چھلنی ہوا جاتا ہے اب تم مجھے صحرا نوردی اختیار کرنے دو جپ تپ کرنیکی ہوس ہے نارائن پوری کر دے ؛

راجہ یدھشٹر۔ میرے پیارے چچا۔ آپ مجھے چھوڑ کر جنگل میں جانا چاہتے ہیں۔ مجھ سے بھی راج پاٹ آپ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ راج تو آپ ہی کا ہے میں تو فرمانبردار ہوں آپکو کس بات کی کمی ہے۔ ایشور کا دھیان اور سمرن یہاں بھی ہو سکتا ہے۔ مجھ سے قطع تعلق نہ کیجئے اگر آپ صحرا نوردی کرینگے تو میں بھی آپکے ہمراہ ہونگا۔ وہاں بھی آپکی خدمت سے اپنا پرلوک سدھاروں گا۔ میرا یہاں کچھ کام نہیں ؛

# ادھیائے ۴

## راجہ دھرتراشٹ کی صحرا نوردی کے قصد پر راجہ یدھشٹر کا اظہار افسوس

راجہ یدھشٹر۔ (راجہ دھرتراشٹ سے ہاتھ جوڑ کر) پتاجی! شاید آپ ہم لوگوں سے ناراض ہیں۔ آپ کیوں ہمارے سر سے سایہ اٹھا لیتے ہیں۔ اگر آپ تپ کرنا چاہتے ہیں تو یہیں سامان ہو سکتا ہے کٹی بنوا دیجئے۔ اسمیں بیٹھ کر نارائن کا جپ کریں۔ مجھ سے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اپنے جیتے جی آپکو آنکھوں سے دور کروں۔ تابعدار حاضر ہے جو ارشاد ہو بجا لائے میں کیونکر کہوں کہ گھر چھوڑ کر جنگل جنگل مارے مارے پھریں ؛

دھرتراشٹ۔ بیٹا تم سلامت رہو میں تم سے ناراض نہیں میرا جی تپ کرنے کو چاہتا ہے اور یہ بات سلف سے ہوتی آئی ہے۔ بلکہ ہمارے بزرگوں نے خود کیا ہے۔ کہ جب پیری میں قدم رکھا گھر بار چھوڑ کر جنگل کو سدھارے اور کسی جگہ کٹی بنا کر جپ تپ کرنے لگے۔ تم خود گیانی ہو جانتے ہو کہ شاستر کے احکام کیا ہیں۔ اس آخری وقت میں ایشور سے میرا یہ کہنا ہے کہ تم چین سے راج کرو۔ تمام عمر تکلیف میں سینے گوری ہے کچھ دن تو زندگی کا لطف اٹھاؤ دھرم پتر! اب تم مجھے روکو نہیں جنگل کو جانے دو ؛

یدھشٹر نے آنکھوں سے آنسوؤں کی تری پونچھ کر (لڑکا) خوش نصیب وہی ہے جس کے سر

پہ باپ کا سایہ عاطفت قائم رہتے ہیں۔ تو سمجھتا تھا کہ باپ کی جگہ آپ ہی ہیں آپ ابھی دل کو مفارقت دینا چاہتے ہیں۔ اور اس داغ کا میرا کلیجہ متحمل نہیں کیونکہ کہوں کہ آپ مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اگر جانیکا قصد ہی ہے تو مجھے بھی ہمراہی میں لے چلئے۔ دھرت راشٹ۔ دیکھئے اور کرپاچارج سے) آپ اس لڑکے کو سمجھائیں۔ اس کے ساتھ جانے میں دینا مجھے کیا ہے گی اور راج کی دیکھ بھال کون کریگا۔ میرا دل یہاں مطلق نہیں لگتا۔ ایشور جانتا ہے کہ مجھے ان سے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔ یہ لڑکے بڑے سعادتمند ہیں مجھے ان سے عداوت نہیں عمر آخیر ہو چکی ہے۔ کچھ تو آخرت میں توشہ لے جاؤں۔ اگر تپ نہ کیا تو ایک جنم اس طرح گذر اب سے نہ جانے کس جون میں جنم ہے اس لئے مہاراشی کرپاچارج جی آپ مسن ہیں زمانہ دیدہ ہیں نیک و بد سمجھتے ہیں میرے روکنے سے ان لڑکوں کا کوئی نفع نہیں۔ یہ کہکر راجہ دھرتراشٹ اچیت ہو گئے۔ رانی گاندھاری نے اپنے زانوؤں پر سر رکھ لیا راجہ یدھشٹر چچا کی حالت دیکھ رونے لگے اور کہنے لگے۔

یدھشٹر۔ اے فلک ناہنجار تیرے ستم غضب کے ہوتے ہیں ابھی ایک مصیبت سے نجات نہیں ہوئی تھی دوسری آفت سامنے کھڑی کر دی ہائے یہ وہی چچا ہیں جن میں سا ٹھ ہزار ہاتھیوں کا بل تھا۔ آج وہ اس طرح رانی گاندھاری کا سہارا لئے ہوئے اچیت پڑے ہیں جس کے زور بازو نے بھیم سین کی آٹھ دھاتوں سے بنی مورت کو سرمے کی طرح پیس ڈالا۔ وہ رانی گاندھاری کے تکئے کا محتاج ہوا۔

راجہ یدھشٹر اس طرح کے بین کرتے جاتے ہیں۔ اور رومال سے دھرتراشٹ کے چہرے پر ہوا دے رہے ہیں کبھی چھاتی پر پھیرتے کبھی رومال سے چہرے کی گرد جھاڑتے رونے کی راتیاں راجہ دھرتراشٹ کی منتظر حالت سے گھبرا گئیں کوئی پانی لاتے آتی ہے کوئی پنکھا جھلا رہی ہے کوئی پنکھا جھلتی ہے جب دھرتراشٹ کو ہوش آیا راجہ یدھشٹر کو فرمایا دھرتراشٹ۔ بیٹا تمہارے ہاتھوں کی خوشبو نے میرے ہوش ٹھکانے کئے ذرا ہاتھوں سے میرے منہ اور سینہ پہ ہاتھ پھیر میری تکلیف دور ہوتی ہے بڑا آنند ملتا ہے۔

راجہ یدھشٹر نے اپنے چچا کے منہ اور چھاتی پہ ہاتھ پھیرا راجہ دھرتراشٹ اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ آٹھ دن بیت گئے ہیں اندر رانی گاندھاری نے کچھ کھایا نہیں یہی وجہ میرے بیہوش ہونے کی ہوئی

تمہاری خدمت سے میرا دل بہت خوش ہے۔
راجہ یدھشٹر۔ پتا جی افسوس مجھ کو اِس کی مطلق خبر نہیں کہ آٹھ روز سے آپ نے بھوجن نہیں کیا آپ کا جسم کیسا نحیف ہو گیا ہے۔ اپنی غفلت پر سخت نادم ہوں ورنہ میری زندگی پر میں تو بھوجن کروں اور آپ فاقہ کریں معلوم ہوا کہ پندرہ برس سے آپ بہت کم کھانا کھاتے ہیں آپ کے بدن میں ہڈی اور چمڑا باقی ہے گوشت کا نشان نہیں میرے ہوتے یہ آپکو واجب نہ تھا۔ اِس وقت آپ بھوجن کیجیے جی ٹھکانے ہو۔ بدر جی اور کرپاچارج نے یدھشٹر کے کلام کی تائید کی اور کہا کچھ تھوڑا سا کھا لیجیے ہوش و حواس درست ہوں فاقہ کرنے سے مطلب نہیں حاصل ہوتا۔
راجہ دھرت راشٹر۔ بھوجن وجن تو ہوا ہی کرینگے میری تمنّا یہ ہے کہ مجھکو بن کو جانے دیں۔

# ادھیائے (۵)

## ویاس جی سے بن جانے کیلئے راجہ دھرتراشٹر کا مشورہ

بیشم جی کہتے ہیں کہ راجہ دھرتراشٹر اور یدھشٹر میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں وید بیاس جی تشریف فرما ہوئے سبھوں نے نہایت تپاک سے دیاس جی کو لیا راجہ یدھشٹر نے پوجا کی۔ دیاس جی نے فرمایا کہ ہے بیٹا راجہ دھرت راشٹر کو بن جانے سے کیوں روکتے ہو اِن کی تمنّا ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرکے جنگل میں تپ کریں یہی دھرم ہے چوتھے پن میں انسان کو تپ کرنا لکھا ہے اگر تم نے روک لیا۔ اور راجہ دھرتراشٹر فوت گئے تو اِن کی زندگی اکارت ہو جائیگی انہیں دھرم نہیں نصیب ہو سکیگا اگر جنگل میں تار اُن کا سمرن کیا اور مرے تو یہ راجہ براجین رشیوں کی گت پا دیگا۔
راجہ یدھشٹر۔ وید گیانی مہاتما آپ بزرگ ہیں ہمارے راج کی توجہ سے رکھتا ہو تو بھی آپ کا حکم بجالانا ہمارا فرض ہے۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے کہ راجہ دھرتراشٹر صحرا اور دہوں تو میں نہیں روک سکتا حالانکہ بڑے چچا کو اِس عالم پیری میں علیحدہ کرنا ہمارا دھرم نہیں۔ لیکن آپ کے حکم سے انحراف نہیں کر سکتے۔

ویاس جی نے راجہ یدھشٹر سے دھرت راشٹ کے جانے کے لئے منظور کرالیا اور آپ وہاں سے رخصت ہوکر چل دیئے راجہ دھرتراشٹ اور رانی گاندھاری کو لئے ہوئے راجہ یدھشٹر محل میں گئے اور دونوں کو بھوجن کرایا راجہ دھرتراشٹ نے راجہ یدھشٹر کو راج نیت کی بہت سی باتیں سکھائیں رانی گاندھاری نے پوچھا کہ اب کب تک بن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں راجہ دھرتراشٹ نے جواب دیا کہ اپنے پتروں کا شرادھ کرلوں تب ہم اور تم دونوں چل سکے راجہ یدھشٹر نے کل شرادھ کی چیزیں مہیا کرادیں۔ راجہ دھرتراشٹ اپنے بھائی بندوں ذات برادری والوں کو ساتھ لیکر شہر کے باہر آئے اور سبھوں سے مخاطب ہوکر فرمایا جتنا میں نے راجہ یدھشٹر کے راج میں سکھ بھوگا ہے اپنے بیٹے دریودھن کی حکومت میں یہ آنند نصیب نہیں آیا میرے بھتیجے میرے بیٹوں پر سبقت لے گئے دریودھن دوشاسن وغیرہ میرے بیٹوں نے ایسی فرمانبرداری نہیں کی جیسی پانڈو کے پتروں نے کی ہے میرا ارادہ بن جانے کا ہے تم لوگ ہنسی خوشی سے اجازت دیدو کہ رانی گاندھاری کے ساتھ جنگل میں جاکر ریاضت کروں ہمارے شاستر ہم کو ہدایت کرتے ہیں کہ بڑھاپے میں انسان کو چاہیئے کہ جنگل میں عزلت گزین ہو اور نارائن کا جپ تپ کرے۔ جیسی محبت مجھے اپنی رعیت کی ہے آج تک ایسا انس کسی راجہ کو نہ ہوا ہوگا۔ راجہ دھرتراشٹ کی باتیں سن کر حاضرین رونے لگے ۔۔

## ادھیائے ۱۱

## کیفیت پتامہ آدک کا شرادھ راجہ دھرت راشٹ پانچوں بھائیوں کی حمایت راجہ یدھشٹر کی اطاعت

راجہ دھرتراشٹ نے جس طرح ہمارے دادا راجہ شانتن نے رعیت کا پالن کیا پھر بھیشم پتامہ جی نے لیا۔ اس کے بعد پتا انگد ادا اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی راجہ پانڈو نے آپ لوگوں کی رکشا کے بغیر آپ کی صلاح کے کچھ کام نہیں کیا۔ راجہ پانڈو کے بعد میں ہاتھوں آپ لوگوں کی خدمت سپرد ہوئی آپ سے معافی چاہتا ہوں جو کوئی بات مجھ سے آپ کے خلاف ہوئی ہو معاف کریں۔ نادان دریودھن نے آپ کا بہت نقصان کیا وہ تو اپنے غرور کا مزا چکھ چکا تھا تب دھرم پاتیں اسنے نا قدر کیا تھا۔ اس کے غیر ایسے صلاح

کار بھی ویسے ہی تھے۔ جن کی وجہ سے خونخوار لڑائی ہوئی اور سارا خاندان خاک میں مل گیا۔ اور میرے گھر کا چراغ گل ہوگیا دریودھن نے اپنے بھائیوں سے عداوت کی مگر رعیت پر جا برحکومت نہ کی اگر آپ کو اُس کی ذات سے گزند پہنچا ہو تو میرے کہنے سے آپ معاف کریں۔ راجہ یدھشٹر نے ہمیں بہت سکھ دیا الیٹور اس کو چرنجیو رکھے۔ اِس کے دشمن پامال ہوں آپ لوگ ہمیں اجازت دیں ہم دونوں آپ کے شرناگت ہیں ہم جنگل میں بسیرا لینگے ہمارے پیچھے راجہ یدھشٹر آفتاب خاندان آپ لوگوں کی خدمت اچھی طرح کریگا وُہ بخوبی احکام وید شاستر سے واقف ہے آپ کی خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی راجہ یدھشٹر سپرد ہی آپ اُس کی حفاظت کریں اسے کسی طرح کا دُکھ نہ ہونے پائے۔

حاضرین دھرتراشٹر کے غم انگیز خیالات سُن کر بادل حزین اِس طرح گویا ہوئے اے غمکش راجہ آپ شوق سے بن کی جاترا کریں ویاس جی آپ کے اور آپ کے خاندان کے ہمیشہ غمگسار رہے وُہ کہینگے آپ کی بھلائی کی کہینگے اگر اِن کی اجازت ہے تو آپ کو کوئی نہیں روکتا ہم لوگ نمک پروردہ بارگاہ سلطانی ہیں راجہ دریودھن بھی ہماری پرداخت کرتے رہے اور اب کل بھوشن مہاراج یدھشٹر ہمارا اُپکار کر رہے ہیں۔ اِن کے عہد حکومت میں جس قدر آسائش وامن سے رعایا رہتی ہے ویسی کبھی زمانے میں نہیں رہی یہ بڑے دھرماتما اور سشیل دان ہیں فہم وفراست کی کان ہیں۔

راجہ دھرتراشٹر نے یدھجی اور کرپاچارج جی سے شرادھ کرنے کا عندیہ ظاہر کیا اور کہا کارتک کی پورنماشی کی تاریخ بہت اچھی ہے اِس دن اگر بھیشم جی درونا چارج اور دریودھن وغیرہ تو اچھا اپنی زندگی میں یہ کام کرنا باقی رہ گیا ہے۔ تمہاری مرضی ہو تو اِس کام سے نجات پا جاتا اس کے بعد صحرا نوردی ہوگی۔

راجہ یدھشٹر اپنے چچا کی باتیں سُنکر بول اُٹھے۔ پتاجی! آپ کی باتوں سے مایوسی برستی ہے آپ راجہ اور ہمارے سرتاج ہوکر ایسی باتیں زبان سے کیوں نکالتے ہیں آپ مالک ہیں جسطرح چاہیں شرادھ کریں۔

بھیم سین راجہ دھرتراشٹر سے عداوت رکھتا تھا راجہ یدھشٹر کی باتیں اُسے بہت بُری معلوم ہوئیں اُس وقت تو کچھ نہ بولا وقت کا منتظر رہا۔ جب راجہ یدھشٹر وہاں سے راجستھان میں آئے تو موقع دیکھ کر عرض کیا کہ اے راجن! آپ کو اندھے چچا کی باتیں بھول گئیں وُہ کس

طرح آپ کے ساتھ پیش آئے جنگل کے مصائب تیرہ برس کی تکلیفیں یاد سے جاتی رہیں وہ دھرتراشٹ ہیں جن کے ایما سے ہم لوگ جنگل جنگل پھرتے اب آپ سے پتر بھاؤ رکھتے ہیں بات بنتی ہیں اسوقت تو ہم دشمن تھے ہماری جان کے گاہک ہو رہے تھے اگر شرادھ ہی کرنا منظور ہے تو کیا ہم نہیں کر سکتے بھیشم پتامہ گرو درونا چارج یا ایک وغیرہ اپنے بزرگوں کا شرادھ ہمارے ہاتھوں ہوگا دریودھن کا ہم شرادھ نہیں کرینگے اس کا نرک بھگتنا ہی اچھا ہے ارجن بھیم سین کی باتیں سنکر تاب نہ لاسکا بولا بھائی آپ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ کا خورد ہوں گستاخی نہیں کر سکتا پھر بھی بغیر سمجھائے دل نہیں مانتا آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ انہیں چچا کے سامنے ہم لوگ ہاتھ پھیلائے رہتے تھے۔ ایشور کا کرنا ایسا ہوا کہ اب وہ ہمارے ادھین ہیں آخر بزرگ ہیں بزرگ بار بار نہیں ملتے چند روزہ زندگی کیواسطے ناحق بیر بڑھا دیں۔ دریودھن کا حال ہمارے کہنے کی داد دیتا ہے کہ وہ کس طرح مطعون خلائق ہوا اگر ہم ایسا کرینگے تو دنیا کیا کہیگی اور پھر یہ شرادھ کرم ہے اس کا منع کرنا کسیطرح جائز نہیں اچھے کاموں میں حارج ہونا بھی عذاب سمجھا جاتا ہے۔

راجہ یدھشٹر نے چچا بدر جی! آپ راجہ دھرتراشٹ سے کہدیں کہ جس قدر روپیہ صرف ہوگا میں اپنے خزانہ سے دونگا۔ وہ خوشی سے شرادھ کریں۔

بدر جی نے سارا ماجرا راجہ دھرتراشٹ سے جاکر کہا اور بھیم سین کی گفتگو بھی سنائی راجہ دھرتراشٹ نے یدھشٹر کو دعا دی اور شرادھ کی تیاری کے لئے بدر جی کو فہرست دی

## ادھیائے

## راجہ دھرتراشٹ کے ہاتھوں بھیشم پتامہ گرو درونا چارج اور دریودھن وغیرہ کا شرادھ

بلشیم پائن جی کہتے ہیں کہ راجہ دھرتراشٹ نے کاتک پورنماشی کو بھیشم پتامہ اور یا ایک گرو درونا چارج اور اپنے سو بیٹوں دریودھن دوشاسن وغیرہ اور جیدرتھ اپنے داماد کا شرادھ بڑے سامان سے کیا اور ہر ایک کے نام پر سنہری عماری زردار نقشی جھولوں سمیت ہاتھی اور ساز و براق سے درست گھوڑے سونے چاندی کے سینگوں سے مڑھی

ہوئی گائیں ریشمی پوشاکیں چھتری جوتے اور کھڑاؤں وغیرہ برہمنوں کو دیں سو روپیہ کی بجائے ہزار روپیہ۔ ہزار روپیہ کی بجائے دس ہزار روپیہ دکشنائیں دئے۔ ہر ایک کے نام باغ تالاب کنوئیں گنگو گھاٹ۔ مندر شوالے وغیرہ تعمیر کرائے گئے۔ شرادھ میں جس قدر روپیہ صرف ہوا راجہ یدھشٹر نے اپنے نج کے خزانے سے دیا اِس یگیہ میں رشی منی جو گیانی تپشری وید پاٹھی برہمن ودیش دیش سے مدعو ہوئے تھے۔ اور شاستر کی ہدایت کے بموجب شرادھ کیا گیا بھیشم جی اور بالیک کے نام بڑی خیرات ہوئی۔ دھرم شالے باؤلیاں وغیرہ بنائی گئیں۔ درونا چارج کے نام پر گنگو گھاٹ پتھری دھرمشالہ تعمیر ہوا۔ لاکھوں گائیوں اور سینکڑوں ہاتھی ہزاروں گھوڑوں کا سنکلپ ہوا خیرات اِس قدر ہوئی کہ کوئی بھوکا ننگا فقیر ہستناپور اور اُس کے نواح میں نظر نہیں آتا تھا جس طرح راجہ یدھشٹر نے اشومیدھ یگیہ اور راجسویہ یگیہ کر کے دنیا میں نام حاصل کیا تھا اِسی طرح راجہ دھرت راشٹر کے اِس شرادھ سے نام ہوا مگر بڑائی راجہ یدھشٹر کی ہوتی رہی ؏

## ادھیائے ۸

## راجہ دھرتراشٹر اور رانی گاندھاری کے ساتھ رانی کنتی کی بھی بن کی طرف تیاری اور پانڈوؤں کی فہمائیش

جب شرادھ یگیہ ہو چکا راجہ دھرت راشٹر نے گاندھاری رانی سے صلاح پوچھی کہ شرادھ کرم سے بھی فرصت ہو گئی اب بن کو چلنا چاہیئے۔ گاندھاری نے کہا کہ ہاں اب ٹھہرنا مناسب نہیں رانی کنتی بھی بضد ہیں وہ ساتھ چلنے کو کہتی ہیں میں نے بہت سمجھایا کہ تم اپنے بیٹوں کا سکھ بھوگو لیکن وہ نہیں مانتیں۔ دھرتراشٹر نے رانی کنتی کو اپنے پاس بلایا۔ کنتی نے اپنا قصد ظاہر کیا کہ آپ کے ساتھ میری عمر کٹ گئی بیٹوں کا سکھ تو کاتب قدرت نے میری قسمت میں لکھا نہیں باقی عمر آپ ہی کی سیوا میں گذاروں گی۔ لڑکوں کے ساتھ دکھ ہی اُٹھایا کچھ دن سکھ بھی اُٹھایا میرا دل یہاں سے اُچاٹ ہے یہاں رہ کر کیا کروں گی کچھ دنوں بعد راجہ یدھشٹر بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ تپ کرنے چلے جائیں گے کیونکہ راجہ یدھشٹر کو راج کاج میں دلچسپی نہیں چہرہ اُداس رہتا ہے پہلے ہی

سے اُسے راج کرنا منظور نہ تھا جب کرشن چندر اور ویاس جی وغیرہ نے سمجھایا تب اُس
نے تخت پر قدم رکھا اس کا کوئی بھروسہ نہیں جس دن دل اُچاٹ ہوا راج پاٹ چھوڑ کر
جنگل کو راہی ہوگا اس لئے اے راجہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلئے راجہ دھرتراشٹ
نے سوچ لیا کہ رانی گاندھاری اور کنتی دونوں ہمارے ساتھ جاوینگی غرضکہ اس
لیت و لعل میں گزر گیا ایک روز بسبیل تذکرہ راجہ یدھشٹر سے دھرتراشٹ نے فرمایا
کہ کل کاموں سے فرصت ہوگئی کوئی مقصد ایسا باقی نہیں جو حاصل نہ ہوگیا ہو۔ اب
مجھے جانے کی اجازت دیدو۔ تپ کرنے کو جی چاہتا ہے تم آنند سے راج کرو۔

راجہ یدھشٹر دھرتراشٹ کی باتیں سنکر آنسو بھر لائے سوا ان کے بھیم سین کے ارجن۔
نکل سہدیو بھی غمگین ہوئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے چلنے کی تیاریاں کیں رانی کنتی اور
گاندھاری بھی تیار ہوگئیں۔ سنجے بدر کرپاچارج ساتھ ہوئے۔ رانی کنتی کو لوگوں
نے سمجھایا کہ تم کہاں جاتی ہو اپنے بیٹوں کے ساتھ رہ کر آنند کرو۔ ابھی تک تو
مصیبت کا سامنا تھا۔ جب چین و آرام کرنے کے دن آئے تب جنگل کی سوجھی۔ راجہ
یدھشٹر اور رانی دروپدی ارجن اور اس کے بھائیوں نے بھی بہت سمجھایا۔ لیکن رانی
نے یہی کہا کہ میرا دل اُچاٹ ہوگیا۔ اپنے جیٹھ جیٹھانی کی سیوا کرونگی اسی میں میرا پرلوک
بنیگا ساری عمر تو انہیں کے ساتھ کٹی اب آخری وقت ان سے جدا ہونا میری حیثیت
تقاضا نہیں کرتی بس مجھے مت روکو نارائن کا سمرن کرونگی اور میرے پریت (شوہر) سے جا ملونگی

راجہ یدھشٹر (چرن پکڑ کر) ہے ماتا! آپ مجھے اناتھ کئے جاتی ہیں آپ ہی کے آشیرواد
سے مہابھارت ہوا جب راج کرنے کے دن آئے آپ صحرا نوردی کرنے پر آمادہ ہوگئیں
کیا ہماری محبت دل سے دھو گئی ماتا کو اپنے بالک بہت پیارے ہوتے ہیں ہے ماتا
مجھے مت چھوڑئیے کچھ دنوں تو آپ کے چرنوں کی سیوا کر لینا۔

بھیم سین۔ ارجن۔ نکل سہدیو بھی رو رو کر سمجھاتے ہیں مگر رانی کنتی نے کسی کا کہنا
نہ مانا اور راجہ دھرتراشٹ کے ساتھ چل کھڑی ہوئیں آگے آگے رانی گاندھاری ودُر
کے کاندھے پر راجہ دھرتراشٹ ہاتھ رکھے ہوئے جارہے تھے اور ان کے پیچھے رانی کنتی
پیادہ پا چلی جاتی ہیں۔ سنجے۔ بدر کرپاچارج بھی ہمراہ ہیں۔ چلتے وقت راجہ دھرتراشٹ
نے دھرم پتر راجہ یدھشٹر کو سینے سے لگا لیا اور دھاڑ مار کر رونے لگے۔

# ادھیائے ۹

## راجہ دھرتراشٹر کے چلتے وقت راجہ یدھشٹر کی بے چینی

جب راجہ دھرتراشٹر نے شاہی پوشاک اُتار کر بن کی پوشاک پہنی تو محل میں کہرام مچ گیا۔ اہل شہر بھی با دل نالاں روتے ہوئے درِ دولت پر حاضر ہوئے مرد و زن کا جمِّ غفیر راجہ دھرتراشٹر کی آخری ملاقات کیلئے کھڑا ہوا تھا۔ راجہ یدھشٹر اہل شہر کو مضطرب حال کو دیکھ کر بلند آواز سے بولے اے ارکین سلطنت و مشیران مملکت ہمارے آپ کے سروں سے عاطفت کا سایہ اُٹھا جاتا ہے جس قدر غم کریں بجا ہے میرے پتا ساتھ چھوڑے دیتے ہیں کوئی نہیں سمجھاتا کہ اپنے لڑکوں کا منہ دیکھیں آہ میری زندگی دکار ہوئی جاتی ہے آپ لوگ کس سے داد چاہینگے آپ کا مددگار آپ کا معاون آپ کا سرپرست دامن چھوڑ کر علیحدہ ہوتا ہے۔ اب آپ کو ان کے درشن دشوار ہو جائیں گے میں تو کسی طرح کا نہ رہا جیتے جی باپ بیٹے سے علیحدہ ہوتا ہے۔ اے موت تو کہاں ہے کیوں سامنے نہیں آتی مجھے اپنی آغوش میں لے لے مادر مہربان مجھ سے کنارہ کش ہوتی ہیں کیا تیرا بھی سخت دل ہے تو بھی مجھے نہ پوچھے گی راجہ یدھشٹر آہ دل کو کر رہے ہیں دل دریائے غم میں ڈوبا جاتا ہے باتیں کرتے کرتے سکتہ سا آگیا۔ دھم سے زمین پر گر پڑے ارجن اور بھیم نے جھپٹ کر راجہ یدھشٹر کو اُٹھا لیا اور اپنے سہارے سے سنبھالا کیوڑہ۔ گلاب چھڑکا تخلخہ سنگھایا جب ذرا سکون ہوا آنکھیں کھول دیں سب لوگ سمجھانے لگے آپ کو اتنا غم کرنا نہیں چاہیئے راجہ دھرتراشٹر اور گاندھاری یدھشٹر کی حالت دیکھ کر پاس آئے اور سر پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیکر چھاتی سے لگا لیا اے بیٹا تم کیا ہے کہ اداس ہوتے ہو کیا وید بیاس اور بھیشم پتامہ جی کی نصیحت بھول گئے وہ فرماتے تھے کہ راجاؤں کا دھرم یہی ہے کہ بن میں تپا کرتے ہیں ہمارے بزرگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اگر تم نہیں جانے دو گے تو میں نہ جاؤنگا مگر دانا لوگ کبھی اچھے کاموں میں مانع نہیں ہوتے تم تو شاستر میں بھی عبور رکھتے ہو دھرم وان ہو راج نیت جانتے ہو اپنے دل کو دلاسہ دو مجھ کو ور

نہیں ہوں جب جاہنا چلے آنا قریب ہی تو جنگل ہی میں بیٹھ کر تپ کرونگا رانی کنتی نے بھی
اسی طرح کی باتیں کہیں راجہ دھرت راشٹ اور رانی گاندھاری نے کنتی کو سمجھایا کہ تم ناحق
ہمارے ساتھ پریشان ہوگی اپنے بیٹوں کے پاس رہ کر زندگی سپھل کرو کیا دان آدی
پن گھر میں نہیں ہو سکتا تمہارے لڑکے لائق ہیں انہیں کسی طرح کا عذر نہ ہوگا سب
کام تمہارے بن جائیں گے رانی کنتی کا جواب یہی تھا گھر میں رہ کر کیا کرونگی تمہاری خدمت
سے تو میرا پرلوک سنبھلیگا نگر باسی استریوں نے سمجھایا مگر کنتی نے کسی کا کہا نہ مانا راجہ
دھرتراشٹ نے یوگیوں اور منشیوں کی طرح روپ بنا کر مرگ شالہ کا تہ بندھے پر
پر لکھا کنتی اور رانی گاندھاری کو ساتھ لئے پانچوں بھائیوں اور اپنے بیٹے یویتس
اور پرکھ کیرٹ وغیرہ پوتوں کو اشیرباد دیکر بن کی طرف رحلت فرمائی چلتے وقت بھی
بہت سی خیرات ہوئی گائیں اور نقد زر و جواہرات دکشنا میں دئے گئے پھر راجہ یدھشٹر
کو بلا کر چھاتی سے لگا لیا اور کہا جیسا سکھ میں نے اپنے پیارے بیٹے یدھشٹر کی خدمت
سے اٹھایا دریودھن وغیرہ سو بیٹوں کے زمانے میں یہ آنند نصیب نہیں ہوا میرا دل
ان کی مفارقت کی برداشت نہیں کر سکتا لیکن خیال اس بات کا ہے کہ ایک دن فرزند
نے بڑھاپے کا عالم ہے کچھ تو نارائن کا بھجن ہو جائے بن میں تپ کرونگا اور اپنے پیارے
بیٹے یدھشٹر کو دعائے خیر سے یاد کرونگا پھر رانی کنتی نے بہکیٹ اور سہدیو کو پیار کر کے
راجہ یدھشٹر کے سپرد کیا اور ہدایت کی کہ رانی دروپدی کی رضا جوئی کا خیال ضرور رکھنا اس
کا دل کسی طرح دکھنے نہ پاوے یہ کہہ کر رانی کنتی راجہ دھرتراشٹ اور گاندھاری کے ساتھ
چل کھڑی ہوئیں تمام شہر ماتمکدہ ہو رہا تھا اہل شہر بھی ساتھ تھے سینہ کوبی کرتے ہائے ہائے
کے دلخراش نالوں سے ہر ایک کی چھاتی پھٹتی تھی زبردستی سب کو لوٹایا یدھشٹر اور سنجے
راجہ رانی کے ساتھ گئے پہلے روز گنگاجی کے کنارے قیام ہوا سنجے نے راجہ دھرتراشٹ
اور گاندھاری اور کنتی کے لئے کشا کی سیج بنائی اور سندھیا کر کے راجہ دھرتراشٹ
نے رانیوں کے ساتھ کشا سیجا پر شب کو آرام فرمایا ؎

## ادھیائے ۱۰

## راجہ دھرتراشٹ کی صحرانوردی کے لیے دھرتراشٹ اور رشیشر نارد جی

# کی گفتگو

بھیشم پاین جی فرماتے ہیں۔ کہ جب راج رشی راجہ دھرتراشٹ تپ کرنے کے لئے ہستناپور سے چلے اس وقت تمام شہر میں ماتم برپا تھا۔ راجہ یدھشٹر کو اپنے چچا کی مفارقت کا بڑا صدمہ تھا لیکن بھیم سین دھرتراشٹ کے جانے سے بڑا خوش تھا۔ راجہ دھرتراشٹ بھی اس دن بڑے مغموم تھے۔ یدھشٹر کی جدائی کسی طرح گوارا نہ تھی۔ رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اشنان کرنے گنگاجی کے کنارے بیٹھ گئے۔ برہمن وغیرہ جمع ہوئے۔ بھگتی پوران پڑھے جانے لگے ویدی رچی گئی۔ دھرتراشٹ نے ہون کیا۔ پھر وہاں سے چلکر کورکشیتر پہنچے۔ وہاں کے راجہ شت یوپ سے ملاقات ہوئی۔ دیاس جی کے بھی درشن ہوئے راجہ دھرتراشٹ نے شت یوپ راجہ کے یہاں دکشیا لےکر وہاں نواس کیا۔ اسی طرح کنتی اور گاندھاری بھی بن میں رہ کر تپ کرنے لگیں درختوں کی چھال اور پتوں سے بنے ہوئے کپڑے رشیوں کی طرح پہنے ہوئے راجہ دھرتراشٹ۔ رانی گاندھاری اور کنتی نے بڑا تپ کیا۔ بدن لاغر ہو گیا تھا۔ ہڈیاں دکھائی دیتی تھیں سنجے اور بدر راجہ کی خدمت میں مصروف تھے۔ ایک دن دیورشی نارد اور پربت رشی اور دیول رشی بہت سے رشیوں کے ساتھ شت یوپ راجہ کے آشرم میں راجہ دھرتراشٹ سے ملنے کو آئے کنتی اور گاندھاری اور راجہ دھرتراشٹ نے سبھوں کی پوجا کی۔ دیورشی نارد نے دھرم اور گیان کی کتھا اور راجہ شت یوپ کے راج اور تپ کی تعریف کی۔ ایک روز اتفاق سے میرا گذر اندر لوک میں ہوا۔ راجہ پانڈو اور اندر سے باتیں ہو رہی تھیں۔ راجہ پانڈو تمہاری اور رانی گاندھاری کی یاد کرکے بہت اداس ہوگئے۔ تمہارا جپ اور تپ دیکھ کر راجہ اندر سے کہنے لگے کہ میرا بھائی راجہ دھرتراشٹ تمہاری یاد میں مصروف ہے۔ میں اس وقت وہاں موجود ہی تھا۔ اب درشٹ سے تمہارے حالات مجھ پر بخوبی روشن ہوگئے۔ اے راجہ تمہاری روح اس قالب کو چھوڑ کر رانی گاندھاری کے ساتھ برلوک میں پرواز کریگی۔ تم نے بہت کچھ ریاضت کیا ہے۔ تمہاری محنت ٹھکانے لگے گی۔ کوبیر جی کے لوک میں انند کروگے رانی کنتی اپنے شوہر راجہ پانڈو سے ملیگی۔ راجہ دھرتراشٹ نارد جی کی باتوں سے خوش ہوگئے چہرے پر بشاشت برسنے لگی۔ دیورشی اور نارد جی کے قدم بوس ہو کر عرض کیا۔ راجہ پانڈو کا کیا حال ہے نارد جی۔ راجہ پانڈو تمہاری یاد کرتے ہیں۔ راجہ اندر سے اکثر تمہارا ذکر خیر ہوا کرتا ہے جب

کبھی تمہارا ذکر آیا۔ راجہ نے یہی کہا۔ کہ حقیقت میں راج رشی دھرتراشٹر منی رشیوں پر سبقت لے گئے۔ واقعی تپسیا تپ کیا دنیا میں راج بھوگا مرنے کے قریب آخرت بھی سنبھالی۔ کوروؤں کی محبت میں عزیز بھتیجوں پر دست جفا دراز رہا اور یہی وجہ تمام خاندان کے تباہ ہونے کی ہوئی مگر پھر بھی بڑھاپے میں تارک الدنیا ہو کر اچھا تپ کیا۔ گناہوں کا کفارہ ہو گیا اور وہ بھی تمہاری طرح اندر لوک میں عنقریب آنے والے ہیں راجہ پانڈو تمہاری بھاوج بھی راجہ دھرتراشٹر یعنی شوہر کی سیوا میں مصروف ہے۔ وہ بھی تپ کر رہی ہے۔ راجہ دھرتراشٹر کے ساتھ پرلوک جائیگی اور تمہاری استری رانی کنتی تمہارے پاس آئے گی۔

نارد اور دھرتراشٹر میں کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں نارد جی اٹھ کھڑے ہوئے ہستناپور میں راجہ یدھشٹر سے ملے اور دھرتراشٹر کا حال بیان کیا کہ ابھی ابھی تمہارے چچا سے ملتا ہوا تمہارے پاس آتا ہوں۔ اندر لوک تمہارے والد راجہ پانڈو کی بھی زیارت ہوئی تھی۔ اندر اور پانڈو کی گفتگو جو تمہارے چچا کے بارے میں ہوئی تھی۔ راجہ دھرتراشٹر کے گوش زد کر دی دھرم پتر راجہ یدھشٹر راجہ دھرتراشٹر کی رحلت کے دن قریب آ گئے صرف تین کی زندگی اور ہے تپ کرنے میں خوب دل لگایا اگر دیکھنا ہو تو جا کر دیکھ آؤ تمہاری بھی راجہ دھرتراشٹر کے ساتھ ذات باری تعالیٰ سے نجات پا کر اپنے شوہر راجہ پانڈو کے پاس پہنچے گی۔ راجہ اندر نے راجہ پانڈو سے خود کہا تھا کہ دھرتراشٹر تین برس اور زندہ رہے گا۔ اتنا کہہ کر دیوشی نارد وہاں سے چلتے ہوئے

# ادھیائے ۱۱

## راجہ دھرتراشٹر کی زیارت کو راجہ یدھشٹر کی روانگی

بیشم پاین جی بولے کہ جب راجہ دھرتراشٹر نے جنگل کی طرف رخصت کی اور راجہ یدھشٹر بادل خواستہ چچا کو رخصت کر کے داخل ہستناپور ہوئے۔ تو کل رعایا میں ماتم چھا گیا۔ رانی دروپدی اپنی ساس کے قطع تعلق سے از حد رنجیدہ تھیں۔ ایک تو پانچوں بیٹے قضا اجل ہو چکے یہی صدمہ لگا ہوا تھا۔ اس تازہ غم نے اور بھی زخم جگر پر نمک پاشی کر دی۔ راجہ یدھشٹر اپنی ماتا کی یاد میں ہر وقت مغموم رہتے۔ راج کاج میں جی نہ لگتا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ اپنے پیارے چچا کی طرح تارک الدنیا ہو کر جنگل میں بسر اوقات کریں تین برس میں چچا اور پیاری ماتا دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ پھر ان آنکھوں سے دیکھنا بھی نہیں ملے گا۔ زیارت کر لیں۔ یہ سوچ کر شہر میں منادی کرا دی کہ دھرم پتر راجہ اپنے چچا اور ماتا کے درشنوں کے لئے جانا چاہتا ہے

ہر ایک شخص کو اختیار ہے۔ کہ راجہ کے ساتھ دھرتراشٹ اور رانی کنتی کی زیارت سے برکت حاصل کر
صلائے عام سے اکثر اہل شہر بھی چلنے پر عازم ہوئے۔ اور در دولت پر حاضر ہو کر عندیہ ظاہر کیا۔ راجہ
یدھشٹر رانی دروپدی اور تمام رنواس کی رانیاں مع اعزہ و اقارب کے عازم کورکشیتر ہوئیں بھیم سین
اور ارجن سامان سے درست ہو کر فوج کے ساتھ شہر کے باہر قیام پذیر ہوئے۔ راجہ یدھشٹر بھی اہل شہر کے
ہمراہی میں پانچ روز تک ہستناپور کی سرحد پر اس لئے ٹھہر گئے۔ کہ جس کسی کا دل چاہے ہمراہی میں شامل
ہو۔ پانچ روز کے قیام سے اکثر دیہات سے بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ عجیب چہل پہل تھی۔ میلہ لگا تھا۔ شاہی
سامان اس پر رعایا کی آمد سے رونق دوبالا ہو گئی۔ ہاتھی گھوڑے۔ نالکی۔ پالکی۔ فوجی ٹھاٹ باٹ سے
بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ رشی منی بھی یہ خبر سنکر راجہ کے جلوس میں تشریف فرما ہوئے۔ غرضیکہ پانچ روز تک
خوب جمگھٹا رہا۔ چھٹے روز دھرموان راجہ کورکشیتر کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ یدھشٹر مع اپنے بھائیوں
کے فیل پر سوار تھے۔ نقارہ کوچ بجتے ہی ہر شخص ساز و سامان سے لیس ہو کر چل کھڑا ہوا۔ غرضیکہ
بھیڑ کے ساتھ جب راجہ یدھشٹر کورکشیتر پہنچے پتہ لگانے سے معلوم ہوا کہ راجہ دھرتراشٹ شت یوپ
راجہ کے آشرم میں مقیم ہیں۔ بیچ میں دریائے جمنا حائل تھا۔ دریا کو عبور کر کے جب اس پار پہنچے۔
لوگوں نے راجہ شت یوپ کے آشرم کا سراغ لگایا۔ راجہ یدھشٹر سواری سے اترے اور پیادہ پا چلکر
دو کوس مسافت طے کرنے کے بعد راجہ شت یوپ کی کٹی میں جا پہنچے۔ تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ راجہ یدھشٹر کے
استولکل پڑے کا بچہ تھام کر بیٹھ گئے۔ وہاں کے باشندے رشی منی راجہ سے ملنے آئے۔ راجہ یدھشٹر
نے سبھوں کے قدم چھوئے اور چچا کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ راجہ دھرتراشٹ رانیوں کے ساتھ
جمنا اشنان کرنے گئے ہیں۔ آتے ہونگے۔ راجہ یدھشٹر چچا سے ملنے کے لئے جمنا گھاٹ پر پہنچے۔ راجہ
دھرتراشٹ اور چچی گاندھاری اور ماتا کنتی کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جس وقت مہارانی کنتی نے
سنجے اور راجہ یدھشٹر کو دور سے آتے دیکھا دوڑ کر چھاتی سے لگا لیا۔ پانچوں بھائیوں نے ماتا کنتی کی
قدمبوسی کی۔ رانی کنتی نے اپنے بیٹوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور سینے سے چمٹا لیا۔ راجہ دھرتراشٹ اور رانی
گاندھاری بھی ہر ایک سے محبت کے ساتھ گلے مل رہے ہیں۔ مزاج پرسی ہو رہی ہے۔ راجہ یدھشٹر اپنے چچا
دھرتراشٹ اور چچی گاندھاری کی ڈنڈوت کر کے سامنے بیٹھ گئے۔ دونوں ہاتھوں سے چرن داب رہے ہیں
راجہ دھرتراشٹ بار بار چھاتی سے لگاتے ہیں۔ پریم اور محبت کا جوش اٹھتا جاتا ہے۔ راجہ دھرتراشٹ
ایک ایک سے بغلگیر ہوتے تھے۔ جو اہل شہر دور دراز سے ملنے آتے تھے ہر ایک سے نام پوچھ پوچھ کر بغلگیر ہوتے اور
دعا دیتے تھے۔ اسی طرح رانی کنتی اور گاندھاری بھی ہر ایک سے ملیں اور خیر و عافیت پوچھتی رہیں ❊

# ادھیائے ۱۲

## بدرجی کی وفات راجہ یدھشٹر کا اظہار افسوس اور روحانی تعلقات

بشیم جی فرماتے ہیں جو لوگ راجہ دھرتراشٹ سے ملنے آئے ہیں سنجے ہر ایک کا نام بتا رہا ہے راجہ دھرتراشٹ سب کو دعائیں دیکر ہر ایک کی مزاج پرسی کر رہے ہیں۔ راجہ یدھشٹر بولے آپ کے قدموں کی زیارت ہو جانا بڑی کرش ہے۔ آپ اپنے مزاج کی کیفیت فرمائیے۔ آپ کو کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ یوگ ابھیاس بخوبی ہو گیا۔

دھرتراشٹ۔ ہاں نارائن کی کرپا سے سب کام نپٹتا چلا جاتا ہے میرے تمام غم و افکار اس تپ سے دور ہو گئے سو بیٹوں کے مارے جانے سے کلیجہ فگار تھا۔ اب کسی کا مطلق خیال نہیں طبیعت میں یکسوئی ہو گئی۔ استقلال زور پکڑ گیا۔

یدھشٹر۔ پیارے چچا! میری ماتا آپ کی خدمت تو اچھی طرح کرتی ہیں۔ انہوں نے بھی خوب تپ کیا ہوگا۔ میری چچی کا ریاض تو ظاہر ہے۔ بدن میں ہڈیاں ہی ہڈیاں نظر آتی ہیں۔ اپنے بیٹوں کے غم سے دکھی ہو رہی ہیں۔ اب تو انہیں دکھ نہیں۔ دھرماتما بدرجی کے درشن نہیں ہوئے وہ کہاں ہیں۔ اور سنجے کہاں تپ کرتے ہیں۔

دھرتراشٹ۔ تمہاری ماتا نے میری بہت خدمت کی۔ دیوی گاندھاری جی نے بھی بڑا تپ کیا ہے۔ سنجے بھی تپ کر رہے ہیں۔ بدرجی کے تپ کرنے کی حقیقت بیان نہیں کی جا سکتی اس لق و دق جنگل میں جب سے آئے ہیں بے آب و دانہ بسر کرتے رہے یعنی کچھ روز ہوا پھانک پھانک کر نارائن نام میں مگن رہے۔ اب ان کا بدن پھول کی طرح ہلکا ہو گیا ہے ہر وقت یوگ کا سادھن کرتے رہتے ہیں۔ بہت دنوں سے مجھے ملاقات بھی نہیں ہوئی ہمیشہ گپت رہتے ہیں ×

راجہ یدھشٹر وہاں سے بدرجی کے پاس پہنچے۔ دور سے ایک جٹا دھاری صورت نظر آئی تمام بدن خاک سے آلودہ ہو رہا تھا جسم اس قدر لاغر و نحیف ہو گیا تھا کہ ہڈیاں شمار میں آ سکتی تھیں۔ ساتھی راجہ یدھشٹر سے بولے کہ یہی بدرجی ہیں۔ راجہ یدھشٹر نے آگے قدم بڑھایا۔ بدرجی کبھی ظاہر ہوتے تھے کبھی نظروں سے غائب ہو جاتے تھے جب یدھشٹر بالکل قریب ہو گئے تب ایک درخت کے نیچے بدرجی کو کھڑا پایا۔ راجہ یدھشٹر نے تسکین پہنچایا۔ اور کہا تمہارا داس یدھشٹر حاضر ہے۔ یہ سنکر [illegible] کی بدرجی نے غور سے یدھشٹر کو دیکھا۔ ہر ایک عضو پر نگاہ ڈالی۔ اور پھر

یدھشٹر کے پران ہیں اندریاں اندریوں ہیں یوگ بل سے پرویش کردیں یدھشٹر کو اپنا جسم بھاری معلوم ہونے لگا۔ راجہ یدھشٹر کو ویاس جی کا کہنا یاد آیا جب انہوں نے فرمایا تھا کہ بدرجی تمہارے جسم میں پرویش کریں گے۔ راجہ یدھشٹر چاہتے تھے کہ بدرجی کا مرتک کرم کیا جائے۔ مگر رشیوں اور منیوں کی ممانعت سے مجبور ہوئے کیونکہ ستیاس دھرم دھارن کرنے والے کا مرتک کرم نہیں کیا جاتا یعنی ان کا داہ نہیں ہوتا۔ راجہ یدھشٹر بدرجی کی وفات سے مغموم ہو کر ڈیرے پر آگئے۔ راجہ دھرتراشٹ سے بدرجی کا حال بیان کیا۔ لوگ سنکر بہت حیران ہوئے کہ بدرجی راجہ یدھشٹر کے بدن میں کیوں پرویش کر گئے۔ راجہ دھرتراشٹ کی آگیا سے سبھوں نے کند مول پھل نوش فرمائے۔ شام ہو چکی تھی۔ سندھیا کر کے سبھوں نے آرام کیا۔ راجہ یدھشٹر نے اپنی ماتا کنتی کے پاس مرگ چھالہ پر استراحت فرمائی۔ صبح ہوتے ہی اشنان دھیان سے فراغت پا کر دیدیوں کو دیکھا کہیں ہون ہو رہا تھا کہیں پوران پڑھے جاتے تھے۔ پھر ساری سماج کو لے کر اس بن کی گشت لگائی کہیں ہرن زقند بھر رہے ہیں کہیں درختوں پر پرندے چہچہا رہے ہیں کہیں طوطے مینا اپنی میٹھی بولی سے لوگوں کے دل کھینچ رہے ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے کہیں آبشار جاری ہیں۔ پرندے اپنی اپنی ٹولیوں میں چشموں پر کلیلیں کر رہے ہیں۔ عجیب پُر فضا بن تھا۔ راجہ یدھشٹر کو اس تفریح سے خاص دلچسپی ہوئی پھر وہاں سے پلٹ کر راجہ دھرتراشٹ کے پاس آئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھرتراشٹ اپنے تھر یڑوں میں اندر آسن کا سکھ بھوگ رہا ہے جس طرح راجہ اندر اپسراؤں اور دیوتاؤں میں جلوہ فگن ہے۔ اسی طرح رشی راجہ دھرتراشٹ اپنے پروار میں شوبھاوے رہے ہیں۔

# ادھیائے ۱۶

## گنگا جی پر ویاس جی کی ہمراہی میں راجہ دھرتراشٹ اور یدھشٹر کی تبدیل روانگی

راجہ یدھشٹر اور راجہ دھرتراشٹ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کا نام لے کر بتا رہے ہیں کہ میری داہنی جانب مہاراجا ہوگا۔ تدیو دھنش دھاری ارجن داس کے پاس مہابلی بھیم سین دوسری جانب نکل اور سہدیو بیٹھے ہوئے آپ کی زیارت سے شرف حاصل کر رہے ہیں۔ عورتیں اور رانیاں اور آپ کے مرے ہوئے لڑکوں کی دلہنیں یہاں موجود ہیں۔ دھرتراشٹ نے سب کو دعا دی اتنے میں اپنے چیلوں کے ساتھ مہارشی ویاس جی رونق افروز ہوئے۔ راجہ یدھشٹر

تپ کے بڑے تیاگ سے بیٹھا یا ویاس جی نے راجہ دھرتراشٹر سے فرمایا۔ مہارانی کنتی تمہاری خدمت
کرتی ہے۔ اور گاندھاری جی جپ کر رہی ہیں۔ مہاراجہ یدھشٹر سے تمہاری ملاقات بھی ہو گئی۔ بدھی
کے مانڈ صب رشی کی بد دعا سے شودر جیون سے میری نظر سے جنم لیا۔ اور اب اپنے تپ کے زور
سے راجہ یدھشٹر میں پرویش کر گئے۔ کیونکہ دھرم روپ راجہ یدھشٹر ہیں اور دھرم ہی کا اوتار بدر بھی تھے۔ اس لئے
اے راجہ بدر بھی مرنے کا غم نہ کرنا جس طرح آگ اور پانی سب جگہ ہے۔ اسی طرح جہاں دھرم ہے۔ وہاں بدر
جی ہیں۔ راجن! تم اپنے مرے ہوئے بیٹوں کا غم مت کرو تمہارا وقت قریب آ گیا۔ جو کچھ ہم سے دیکھنا
یا پوچھنا یا سننا چاہتے ہو پوچھ لو۔" راجہ جنمے جے جی بیشم پاین سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ مہاراج راجہ یدھشٹر قریب
ایک ماہ کے راجہ دھرتراشٹر کے پاس مقیم رہے کچھ اکیلے تھے نہیں۔ لاؤ لشکر ساتھ تھا۔ ان سب کا گزارہ
اس بیابان جنگل میں کیونکر ہوا۔ اگر یہ خیال کر لیا جائے کہ راجہ یدھشٹر بھی راجہ دھرتراشٹر کی طرح کند مول پھل
کھا کر گزران کرتے تھے۔ یہ ہو سکتا ہے مگر تعجب اس بات کا ہے کہ اور لوگ کیا کھاتے تھے۔ کند مول اِس قدر کہاں
تھے۔ کہ سب کا پیٹ بھرتا۔

بیشم پاین جی۔ راجہ یدھشٹر بہت بڑا مدبر اور فہیم شخص تھا۔ اس نے پہلے ہی سے دیہات اور قرب جوار
کے گاؤں سے رسد کا سامان مہیا کر لیا تھا۔ کسی کو تکلیف نہیں ہونے پائی۔ جتنے رشی نارد و بیاس وغیرہ
آئے سبھوں کی پوجن کی اور بھوجن کرایا۔ یہ کوئی بات نہ تھی۔ جو تم نے پوچھی۔ ایک روز مردوں میں اور عورتوں
میں۔ تو اس کی رانیاں الوپی چترانگد کنتی۔ دروپدی نکل سہدیو اور کرن کی استریاں کل تمام ہوئیں
راجہ دھرتراشٹر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ ویاس جی نے تحریک کی۔ کہ راج رشی میں تمہارے دلی
جذبات اور خود داری کو ہمیشہ سراہتا رہا۔ درد و غم میں شریک ہوا۔ رانی گاندھاری دروپدی اور
سوبھدرا کے دلی حال بھی جانتا ہوں۔ آج میں ایک کرشمہ دکھلایا چاہتا ہوں جس بات کی خواہش
ہو بیان کر دیں تمہاری آرزو پوری کروں گا۔ یہاں جتنے مہارشی لوگ ہیں سب میرے تپ کے قائل ہیں
دھرتراشٹر۔ مہاراج آپ کے درشنوں سے رنج و افکار دور ہو گئے ہیں۔ کسی بات کا تردد نہیں رہا
البتہ کبھی کبھی یہ خیال ضرور آ جاتا ہے۔ کہ دریودھن سا احمق اور جاہل اب دنیا میں پیدا نہ ہو گا۔ جس
نے اپنی جہالت سے پانڈوؤں کو دکھ پہنچایا۔ بھیشم پتامہ اور درونا چارج ایسے مہاتما بزرگ
مارے گئے۔ نہیں معلوم ان کا کیا حشر ہوا۔ آیا نرک میں ہیں۔ یا سورگ بھوگ رہے ہیں۔ اگر ہو سکے
تو اپنا کمال دکھلائیے۔ ان لوگوں کی زیارت اس آخری وقت میں ہو جائے تو اچھا تھا۔
رانی گاندھاری۔ مہارشی! میرے سو بیٹوں کے مرنے سے تین بیوہ ہو گئی ہیں۔ یہ بیوائیں آپ کے

سامنے بیٹھی ہوئی اپنے پتی کے سوگ میں دن رات گزارا کرتی ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ایک دفعہ ان کے شوہروں سے ان کو ملا دیں ؟

رانی کنتی۔ جو سورج نارائن کی درشٹ سے پیدا ہوا تھا میرے کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دنیا سے کوچ کر گیا۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو اس کی صورت دکھا دیجئے۔ اسی دروپدی نے اپنے پانچوں لڑکوں کی صورت دیکھنا چاہی۔ اور سوبھدرا نے ابھمنیو کے لئے بیقرار ہو گئیں۔

ویاس جی۔ ایسا ہی ہوگا جس طرح رات کے وقت کوئی خواب نظر آئے۔ اور صبح اس کا نام و نشان نہیں رہتا۔ اسی طرح یہ سب مردے تمہیں دکھائی دینگے۔ یہ لوگ دیوتا گندھرب۔ راچھس اور رشی کے اوتار تھے جو کہ کورکشیتر کے میدان میں مارے گئے۔ راجہ دھرتراشٹر گندھربوں کے راجہ کے اوتار ہیں۔ راجہ پانڈو مرد گنوں کا روپ تھے۔ بدر جی اور یدھشٹر دھرم راج ہیں بھیم سین ہوا کا انش ہے۔ دریودھن کلجگ کا شکنی دواپر کا روپ تھا۔ دوشاسن وغیرہ جتنے لڑکے تھے۔ راچھسوں کے انش سے پیدا ہوئے تھے۔ ارجن نر کا اوتار ہے۔ اور کرشن چندر برہم روپ نارائن کا اوتار ہیں نکل سہدیو اسونی کمار روپ سے تمہارے یہاں پیدا ہوئے۔ کرن سورج کی اولاد ہے۔ ابھمنیو میں چندر بھان کا انش تھا۔ دھرشٹدمن اگنی کا روپ ہوا برسپت جی درونا چارج نام سے پرتھوی پر آئے تھے۔ اسوتھاماں رودر کے انش سے پیدا ہوئے۔ بھیشم پتامہ گنگا جی کے لڑکے بسو دیوتا کے روپ تھے۔ مہابھارت کے لئے سبھوں کا اوتار ہوا تھا۔ اب وہ سب سورگ لوک میں نواس کرتے ہیں۔ آپ سب لوگ گنگا جی کے کنارے چلیں ہم آپ کو سب کے درشن کرا دیں گے۔

راجہ یدھشٹر نے سواروں کا انتظام کیا۔ اور کل پریوار کو ساتھ لئے ہوئے گنگا جی کنارے پہنچے۔ وہ دن بہت بڑا معلوم ہوتا تھا شام ہونے پر سبھوں نے سندھیا سے فراغت کی راجہ دھرتراشٹر گاندھاری جی کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے گنگا جی کے کنارے ویاس جی کی خدمت میں حاضر ہوئے سبھوں نے ویاس جی کو ڈنڈوت کی۔ اور اپنے اپنے آسنوں پر بیٹھ گئے۔ مردوں میں مرد اور عورتوں میں عورتیں بیٹھ کر اس نظارے کی منتظر ہوئیں جو ویاس جی آج دکھلانے والے ہیں۔ سب کو دلچسپی کیساتھ اس بات کی حیرت تھی کہ کیونکر ویاس جی مردہ لوگوں کی روحوں کی زیارت کرینگے

## ادھیائے ۱۴

## ویاس جی کی کرامت سے مقتولان جنگ کی روحوں کا اجتماع

بھیشم پاپن جی گویا ہیں کہ ویاس نے تپ کے زور سے سب کی آرزوئیں پوری کر دیں۔ جس جس کی جیسی چاہ تھی اُس کی اُمیدیں بر آئیں۔ ویاس جی نے گنگا جی غوطہ لگایا۔ اور وید منتروں کا آواہن کر کے راجاؤں اور شوربیروں کی روحیں نکالنا شروع کیں شور وغوغا مچا۔ تلاطم برپا ہوا سب سے پہلے بھیشم پتامہ جی اور درونا چارج نکلے جن کے پیچھے کوروں کی فوج برآمد ہوئی۔ پھر راجہ ویراٹ اور راجہ دروپد اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ برآمد ہوئے۔ دروپد کے پانچوں بیٹے اور ابھمنو ارجن کا بیٹا گھٹوٹ کچ۔ کرن دریودھن مہارتھی شکنی دوشاسن وغیرہ کی صورتیں دکھائی دیں۔ بعد ازاں بھگونت جراسندھ کا بیٹا بھوری شروا شل شیل اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ راجہ دھرتراشٹ کے سامنے آئے برش سین دریودھن کا لڑکا لکشمن دھرشٹ دمن سکھنڈی۔ برش کیت۔ سومدت راکھس۔ بالیک۔ راجہ جکنیاں اور ایت سے راجے جہاں اجے غوطہ لگا کر دریا سے نکل نکل اپنی اپنی فوج میں کھڑے ہو گئے۔ جس حیثیت سے یہ لوگ میدان کارزار میں ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اسی صورت سے آج لڑائی میں سرگرمی دکھاتے نظر آتے۔ گو راجہ دھرتراشٹ اندھے تھے۔ مگر ویاس جی کی کرپا ایسی ہوئی کہ اُن کے دیدۂ باطن کھل گئے۔ آنکھوں میں خودبخود روشنی عود کر آئی سب بیٹوں کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ اسی طرح گاندھاری نے اپنے بیٹوں کو چھاتی سے لگایا۔ ماتا کنتی نے اپنے بیٹے کرن کو دیکھ کر خوب سا پیار کیا سوبھدرا نے ابھمنو کو اور رانی دروپدی نے اپنے پانچوں بیٹوں کو دیکھ کر کلیجے کی آگ ٹھنڈی کی غرضیکہ جو جس کا عزیز تھا۔ ویاس جی نے سب کو ملا دیا۔ حاضرین ایک دوسرے کو حیرت کی نگاہ سے تک رہے تھے مہابھارت کا جلوہ رُوبرو تھا بھیشم پتامہ درونا چارج جی راجہ یدھشٹر کے گلے مل مل کر خوب لپٹے روئے۔ گاندھاری نے اپنے سو بیٹوں کے دیدار سے آنکھیں سینکیں ہر ایک کو گلے لگا لگا کر پیار کیا دریودھن اور کرن نے اپنے بھائی پانڈوؤں کو گلے لگایا۔ بغض اور حسد کا نام نہ تھا۔ خلوص محبت سے ہر ایک مل رہا ہے۔ اسی طرح سب بیوائیں اپنے شوہروں سے ہنسی خوشی ملیں۔ وہ رات بہت آنند سے گذری صبح ہوتے ہی ہبھوں نے گنگا میں غوطہ لگایا۔ اور نظروں سے غائب ہو گئے کوئی دیو لوک کوئی برہن لوک کوئی برہم لوک جیم لوک کوبیر لوک جہاں سے جو آیا تھا۔ اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ویاس جی نے بیواؤں سے کہا کہ تم اپنے شوہروں کے لوک میں جانا چاہتی ہو تو گنگا جی میں غوطہ لگاؤ۔ اپنے اپنے پت کے پاس پہنچ جاؤ گی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جو جس کی استری تھی۔ اپنے شوہر کے ساتھ بیوان پر بیٹھ کر چلی گئی۔ ویاس جی نے سب کی آرزوئیں پوری کر دیں۔ جو لوگ اس کتھا کو بھگتی سے پڑھیں۔ وہ بھوساگر سے پار ہو جائیں گے ×

# ادھیائے (۵۱)

## بیاس جی کے بل سے راجہ جنمیجے جی کو راجہ پریکھشت اور سمیک رشی و شرنگی رشی کی روحوں کا درشن

راجہ جنمیجے جی اس اتہاس کو سنکر بہت متعجب ہوئے۔ کہ جو لوگ دنیا سے گزر گئے۔ وہ اپنے جسم میں کیونکر آسکتے ہیں جسم تو پھونک دیا جاتا ہے اور روحیں برہم لوک پتر لوک سورگ لوک وغیرہ میں پہنچ جاتی ہیں۔ بیشم پاین جی مجھے بڑا تردد ہے۔ کہ بھیشم پتامہ اور درونا چارج۔ دریودھن کرن وغیرہ تو لڑائی میں مارے گئے۔ انہیں بیاس جی نے کیونکر بلایا۔ اور راجہ دھرتراشٹر وجدھشٹر کو زیارت کرائی؟

بیشم پاین جی نے لاکھ سمجھایا۔ جیو اور آتما کا بھید دکھا کر آتما اور پرماتما کو ایک ثابت کیا۔ تاہم راجہ جنمیجے جی کو یقین نہ آیا۔ یہی جواب دیا۔ کہ مجھے بھی راجہ پریکھشت اپنے پتا کے درشن ہو جائیں۔ تو البتہ معتقد ہو سکتا ہوں۔ بیشم پاین جی نے بیاس جی کا دھیان کیا۔ بیاس جی آگئے۔ راجہ جنمیجے جی کی شکایت کی۔ کہ انہیں کسی طرح یقین نہیں آتا۔ جو آپ نے راجہ دھرتراشٹر کی خاطر مرے ہوؤں کو سامنے بلایا تھا۔ بیاس جی نے منتر پڑھ کر آواہن کیا۔ راجہ پریکھشت جنمیجے جی کے پاس کھڑے دکھائی دیئے۔ راجہ پریکھشت کی پشت پر سمیک رشی اور شرنگی رشی بھی نظر آئے۔ راجہ کے مصاحب خاص بھی ہمراہ تھے۔ راجہ جنمیجے جی اپنے پتا کی زیارت سے بہت مسرور ہوئے۔ بیاس رشی جی کی پوجن کی۔ اور ڈنڈوت کر کے پشیمانی کے سوال کئے

اپنی گستاخی کی تلافی چاہی۔ بیاس جی آشیرباد دے کر چلے گئے۔ راجہ جنیجے جی نے بیشم پائن جی سے بنباس کے حالات استفسار کئے۔

**بیشم پائن جی۔** جب راجہ دھرتراشٹ۔ بھیشم پتامہ۔ درونا چارج راجہ دروپد۔ ویراٹ۔ دریودھن وغیرہ کو دیکھ چکے۔ بیاس جی دھرتراشٹ سے بولے۔ کہ اب آج سے مرے ہوؤں کا غم نہ کرنا۔ تپ کرنے سے سورگ لوک جاؤ گے۔ راجہ یدھشٹر تمہارے پاس آتے ہوتے ایک ماہ سے زائد ہؤا۔ اب تم ان کو رخصت کرو۔ راج کاج میں ابتری ہو گی۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی غنیم چڑھ آئے۔ غفلت اچھی نہیں ہوتی۔ ہستناپور کا راج لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔

**راجہ دھرتراشٹ۔** (یدھشٹر سے) بیٹا! جتنی تم نے میری سیوا کی ہے۔ دریودھن اور دوشاسن وغیرہ سے ہرگز ایسی خدمت نہیں ہو سکتی تھی۔ میری روح تم سے بہت خوش ہے۔ اب تم جاؤ۔ راج کاج دیکھو۔ میرا بھی وقت آگیا۔ کچھ دن تپ کر کے دیولوک جاؤں گا۔ تمہاری محبت اور پریم سے میرا دل تپ کرنے میں نہیں لگتا۔ تماشائی ہے۔ دھرم تپرا آج خواہ کل صبح یہاں سے کوچ کردو

**یدھشٹر۔** پتاجی! میرا جی آپ کے قدموں سے علاحدہ ہونا پسند نہیں کرتا۔ اس آخری وقت پر مجھے جدا نہ کیجئے۔ سلطنت کا کام میرے بھائی دیکھ لیں گے۔ انہیں راج مبارک ہو۔ میں بھی آپ کی طرح یہاں رہ کر تپ کرونگا۔

**کنتی۔** بیٹا! میری آنکھوں کا نور۔ میرا دلارا۔ تمہاری ابھی سن اس قابل نہیں۔ کہ جنگل کی صعوبتیں اٹھاؤ۔ تپ کرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ گو تیرہ برس بنباس کر چکے۔ کچھ دنوں آرام کرو۔ پتروں کا شرادھ کرو۔ اپنے باپ کا پنڈ دو۔ اگر تم ہمارے ساتھ رہو گے۔ ہمارا جی تپ کرنے میں نہیں لگیگا۔ تمہاری مدد میں دل پھنسا رہیگا۔ اس لئے ایسا کرو۔ جس میں ہماری بھی آخرت سنبھل جائے۔

اسی طرح گاندھاری نے بھی سمجھایا۔ سہدیو نے کہا۔ آپ کے نہ رہنے سے رعیت کو دکھ ہوگا۔ آپ جائیں۔ راج کاج دیکھیں۔ میں ماتا پتا کی خدمت کے لیئے یہاں ٹھیروں گا۔ کنتی سہدیو سمجھا رہی ہیں۔ سہدیو اصرار کر رہا ہے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ نے راجہ جدھشٹر اور سہدیو پانچوں کو بلاکر بہت سا پیار کیا۔ اور فرمایا۔ آخری وقت کی میری نصیحت یہی ہے۔ کہ جبتک ہم زندہ رہیں۔ راج کا سکھ بھوگو۔ اگر دریودھن ہوتا۔ تو اس سے امید تھی۔ کہ وہ ہمارے کہنے کو ٹال دیتا۔ وہ ہماری باتیں کبھی نہ مانتا۔ مگر تم دھرم روپ ہو۔ ہماری خوشی کرو۔ اور امید ہے۔ کہ تم ہمارے کہنے کے خلاف نہ کروگے۔ اسلیئے بیٹا ابھی جاکر ہستناپور میں راج کرو۔ جب ہمارے مرنے کی خبر سننا۔ پنڈ اور ترپن کرکے ہماری روحوں کو خوش کرنا۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔ رتپ کرو یا راج۔

راجہ دھرتراشٹ کی نصیحت آمیز گفتگو سے راجہ یدھشٹر نے گردن جھکالی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ مگر جواب نہیں دیئے۔ دل پر جبر کرکے کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔ اور جس طرح بچھڑے گھوڑوں سے جدا ہوتے ہیں۔ یہی حال راجہ دھرتراشٹ اور پانڈوؤں کا ہوا۔ راجہ جدھشٹر اور چلنے ساتھی اقربا ہمراہی میں تھے۔ سبھوں نے دھرتراشٹ گاندھاری اور رانی کنتی کا طواف کیا۔ اور ہستناپور کی طرف ڈنڈوت کرکے روانہ ہوئے۔ رشی منی جو راجہ یدھشٹر کے ساتھ آئے تھے۔ وہیں ٹھہر گئے۔ اور تپ کرنے کو کسی بن کو چلے گئے۔

# ادھیائے (۱۲)

## راجہ دھرتراشٹ اور گاندھاری کُنتی کی وفات سُنکر راجہ یدھشٹر کا اظہار غم

# افسوس

ویشم پاین جی جنمیجے جی سے رطب اللسان ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر کے ہستناپور پہنچنے پر دو برس بعد دیو رشی نارد جی آئے۔ یدھشٹر نے اُن کو آگت سواگت کر کے نارد جی کی پوجا کی۔ اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ کہ بہت دنوں بعد آپ کے درشن کئے ہیں تو فرمائیے۔ ہمارے چچا دھرتراشٹ تو اچھے ہیں۔ بہت دنوں سے خبر نہیں معلوم ہوئی۔ چچی گاندھاری اور ماتا کنتی کے مزاج کا کیا حال ہے۔

نارد جی بولے۔ ہے راجن! راجہ دھرتراشٹ۔ کنتی۔ گاندھاری نے بہت بڑا تپ کیا۔ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ جب تم اُن سے رخصت ہو کے ہستناپور آئے۔ راجہ دھرتراشٹ ہردوار کی طرف چلے گئے۔ ایک مہینہ صرف ہوا پھانک کر تپ کیا۔ کنتی اور گاندھاری بھی زیادہ کرتپ کرنے لگیں۔ ایک مہینہ بعد ایک بھوجن ہوتا رہا۔ ایک روز راجہ دھرتراشٹ کنتی اور گاندھاری کے ساتھ اشنان کر رہے تھے۔ کہ یکایک جنگل میں آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلوں نے زمین سے آسمان تک چھالیا جتنے جانور اس جنگل رہتے تھے۔ جل کر کباب ہو گئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے سنجے سے کہا۔ کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے۔ اسی اگن میں جل کر دیو لوک جاؤں گا۔ تم اگر بچ سکو۔ تو یہاں سے بھاگ جاؤ۔ سنجے نے جواب دیا۔ اس آگ میں جلنے سے آپ دیو لوک نہیں پہنچ سکتے۔ دھرتراشٹ بولے۔ نہیں یہی آگ مجھے نجات دلائے گی۔ دیو لوک کا راستہ کھلا ہوا ہے سیدھا چلا جاؤنگا۔ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔

یہ کہکر راجہ دھرتراشٹ کنتی اور گاندھاری کے ساتھ پورب رُخ کر کے سمادھی لگا کر بیٹھ گئے۔ سنجے نے طواف کیا۔ اور کہا کہ آتما کو پرماتما میں لگانے سے ہی آپ کا بیڑا پار کریں گے۔ راجہ نے پرماتما کا دھیان کیا۔ اور اگن نے راجہ دھرتراشٹ اور کنتی و گاندھاری کو بھسم کر دیا۔ اور تینوں کی روحیں قفس عنصری سے پرواز کر کے کبیر لوک میں پہنچ گئیں۔ سنجے وہاں

سے ہٹ کر دُور کھڑے ہو گئے۔ جب دھرتراشٹ جلکر خاک ہو گئے۔ پھر دونوں وہاں کے رشیوں منیوں کے ساتھ سنجے نے تپ کیا۔ پھر وہاں سے ہمالیہ پہاڑ پر چلے گئے۔ ہے راجن! ایشور کی مرضی ہی ایسی تھی۔ راجہ دھرتراشٹ کی قسمت میں یہی لکھا تھا۔ ہونی ٹلتی نہیں۔ آپ ان کا سوچ سوچ نہ کریں۔

راجہ یدھشٹر سنتے ہی آپے سے گزر گئے۔ گریبان چاک کر ڈالا۔ دل قابو سے جاتا رہا۔ ہاتھ مل مل کر کہہ رہے تھے۔ کہ ہے پرماتما مجھ سے بڑھ کر بدقسمت کوئی نہ ہو گا۔ افسوس میری قسمت نے مجھے ان کے قدموں سے محروم رکھا۔ میری زندگی پر تف ہے۔ جو اپنے ہوتے چچا کی خدمتوں سے محروم رہے۔ ہائے کیا کروں۔ میری پیاری ماتا ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئیں۔ رنواس میں اس خبر سے ماتم برپا ہوا۔ یدھشٹر کی زبان سے یہی نکلتا تھا۔ کہ ارجن۔ بھیم سین ایسے دلاوروں کی ماتا اس طرح بے بسی کے ساتھ اگن میں جل جائے۔ اور ہمارے بنائے کچھ نہ بنے۔ حیف یہ وہی ارجن ہے۔ جس نے کھانڈو بن کو اپنے تیروں کی آگ سے جلا دیا تھا۔ اندر نے لاکھ چاہا۔ کہ کھانڈو بن جلنے سے بچ جائے۔ مگر ارجن کے تیروں کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ ہائے یہ وہی اگن ہے جس نے ہماری ماتا کو بھسم کر دیا۔ اس وقت ان کا مددگار کوئی نہ تھا۔ جو انہیں بچاتا۔ ماں نے ضرور پکارا ہو گا۔ ہے یدھشٹر ہے ارجن۔ ہے بھیم بیٹا مجھے آگ سے بچاؤ۔ یدھشٹر اس طرح کے بین کرتے کرتے زمین پر گر پڑے۔ چاروں بھائیوں نے بھی سر دے مارا۔ نارد جی نے دوڑ کر یدھشٹر کو اٹھا لیا۔ اور چھاتی سے لگا کر نصیحت کرنے لگے۔ دھرم راج راجہ عبث سینہ کوبی کرتے ہو۔ آہ و بکا سے کیا فائدہ۔ ان کی موت یونہی لکھی ہوئی تھی۔ میں نے سنا ہے۔ کہ راجہ دھرتراشٹ کی مرضی ہی ایسی تھی۔ کہ اگن میں جلکر اپنے تئیں بھسم کر دیں۔ وہ دیولوک میں پہنچ گئے۔ اب اٹھو ان کو تلانجلی دو۔ دو مرتک کرم کر کے ان کی روحوں کو خوش کرو۔ نارد جی کے سمجھانے

سے راجہ یدھشٹر یوتس دریودھن کے لڑکے کو ساتھ لے کر گنگا جی کے کنارے پہنچے۔ ارجن بھیم سین نکل سہا دیو بھی رانیوں کو ساتھ لے کر گنگا جی کے کنارے پہنچے۔ سبھوں نے اشنان کیا۔ اور تلانجلی دے کر تینوں کا مرتک کرم کیا۔ راجہ یدھشٹر نے کچھ برہمنوں کو ہردوار بھیجکر راجہ دھرتراشٹ کنتی اور گاندھاری کے پھول منگوائے۔ اور گنگا جی میں پرواہ کر دیئے بارہویں دن مرتک کرم سے نجات پاکر ہستنا پور آئے۔

ویشم پاین۔ (راجہ جنمیجے سے) اے راجن! راجہ دھرتراشٹ مہابھارت کی لڑائی کے بعد پندرہ برس تک ہستنا پور میں رہے۔ اور تین برس جنگل میں تپ کیا۔ بعدہ جل کر کوبیر لوک سدھارے۔ راجہ یدھشٹر نے دھرتراشٹ گاندھاری اور کنتی کے نام سے علیحدہ علیحدہ کنوئیں تالاب۔ باغ بنوا لئے مندر بنوا لئے۔ برہمنوں میں بہت کچھ ان کے نام پر خیرات کی۔ راجہ دھرتراشٹ کے نام سے سدا برت جاری ہوئے۔ برہم بھوج کیا۔ اے راجن! جو لوگ اس کتھا کو سنیں گے۔ سری نارائن جی کی کرپا سے بھوساگر سے پار ہو کر دیو لوک پہنچ جائیں گے۔ انسان کو چاہیئے کہ آشرم بنباس کر برہم بھوج کرے۔ اور غلے کی خیرات کرے۔ برہمنوں کو دکشنا دے کر اپنے پتروں کی روحوں کو خوش کرے۔

---

# مہابھارت

## حصہ شانزدہم

# موسل پرب

## ادھیائے (۱)

## یدوبنسیوں کو دُرباشارشی کا شراپ

بیشم پائن جی نارائن کا دھیان کرکے. جنمیجے جی سے فرماتے ہیں کہ مہابھارت کی لڑائی کے بعد راجہ یدھشٹر کو راج کرتے ۵۳ سال گزر چکے تھے۔ چھتیسویں سال کے آغاز پر شگون بد ہونے لگے۔ آندھیاں چلنے لگیں۔ خاک پتھر آسمان سے گرنے لگے۔ راجہ یدھشٹر کو دوارکا باسیوں کے ناش ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ کرشن چندر بھگوان اور بلرام جی دُنیا سے رحلت کرکے بیکنٹھ میں پہنچ گئے۔ اس خبر کی نحوست کے اثر سے راجہ یدھشٹر کے ہوش اُڑ گئے۔ آپس میں صلاح و مشورہ ہوئے۔ ۵۶ کوٹ یدوبنسی ایک سے ایک دلاور ایک سے ایک شجاع آپس میں لڑ کر فناہ ہو گئے۔ یہ بات بعید از قیاس تھی۔ کہ اتنا

بڑا خاندان جس کے خورشید اقبال کی شعاعیں ہفت اقلیم میں درخشاں تھیں۔ دم بھر میں خاک ہو جائے۔ دُنیا واقعی ہیچ ہے۔ اس پر بھروسہ کرنا احمقوں کا کام ہے۔ راجہ یدھشٹر نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ دُنیا جائے ثبات نہیں۔ جب کرشن چندر پرماتما ہمارے معاون و مددگار نہیں رہے تو ہم لوگ کس کے بھروسے پر راج کریں۔ سری مہاراج پرم دھام کو سدھارے۔ ہم لوگوں کی زندگی بغیر ان کے اکارتھ ہے۔

راجہ جنمیجے۔ (بیشم پاین سے) یدوبنسیوں کا اتنا بڑا خاندان کیونکر تباہ ہوا۔ عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ یہ بات بعید از وہم و گمان معلوم ہوتی ہے۔ کہ کرشن چندر بھگوان جو ترلوکی ناتھ ہیں۔ اپنے خاندان کا اس طرح ناش کر دیں۔

بیشم پاین۔ ایک روز کرشن چندر بھگوان سے دُرباسا۔ نارد۔ وشوامتر وغیرہ ملنے آئے۔ کرشن چندر کے لڑکوں نے مضحکہ کیا۔ یعنی سانب کو عورت کا بھیس بنا کر مہاتما رشیوں کے سامنے پیش کیا۔ اور پوچھا۔ کہ آپ ہمیں کرپا کر کے بتلاویں۔ کہ اس عورت کے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ رشیوں کو یہ مضحکہ پسند نہ آیا۔ اس بے ادبی کا غصہ چڑھ آیا بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔ کہ اس لڑکے کے شکم سے موسل نکلیگا۔ وہی تمہارا سب کا ناش کر دیگا۔ کرشن چندر۔ اور بلرام جی البتہ اس کی زد سے بچ جاویں گے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی ہمارے ساتھ بے ادبی نہیں کی۔ مگر ہمارا شراپ خالی نہیں جاتا۔ وہ بھی بھیلیا کے تیر سے زخمی ہو کر بیکنٹھ کو چلے جاویں گے۔ بلدیو جی اپنی خوشی سے چولا چھوڑ دیں گے۔ رشیوں نے سراپ تو دے دیا۔ مگر پشیمان بھی ہوئے۔ کرشن چندر بھگوان کا خوف بھی غالب ہوا۔ کہ جب وہ سنیں گے۔ تو کیا کہیں گے۔ ہم ان کو اپنا منہ کیونکر دکھاویں گے۔ یہ سوچ کر گریباں میں منہ ڈالے کرشن چندر جی کے پاس پہنچے۔ اور ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ زبان سے کچھ نہ کہا کرشن چندر بھگوان انتریامی ہیں۔ فرمایا۔ سب مہارشیو! تم ناحق نادم ہو

جو کچھ ہوتا ہے۔ میری مرضی سے ہوتا ہے۔ تمہارا کچھ قصور نہیں۔ جاؤ بھئی خوشی سے تپ کرو۔ اور ہمارا دھیان لگاؤ بیکنٹھ چھوڑے ہوئے مجھے بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں یہی چاہتا تھا۔ یدو بنسیوں کو اپنے زور بازو کا گھمنڈ بھی تھا سان کا ناش اسی طرح لکھا تھا۔ درباشا۔ وشوامتر۔ نارد رشی۔ دھن ہو مہاراج کہہ کر چلے گئے۔ دوسرے روز سانب کے شکم سے لوہے کا موسل برآمد ہوا۔ راجکماروں نے وہ موسل اگرسین کے روبرو پیش کیا۔ راجہ سنے جو سراپ کا حال سن چکے تھے۔ موسل کو سوہن سے رتوا کر بہت احتیاط سے اس کا برادہ سمندر میں بہا دیا۔ ذرا سا ٹکڑا جو رتنے سے باقی رہ گیا تھا وہ بھی سمندر میں پھینکدیا گیا۔ ایک مچھلی اسے نگل گئی۔ برادہ تو سمندر میں بہہ کر ایک کنارہ پر پہنچا نام گیاس سے مشہور ہوا۔ اور وہ مچھلی جس کا نام جبا تھا ایک شکاری کے جال میں پھنس گئی۔ جب اس کا شکم چاک ہوا تو وہی موسل کا ٹکڑا چمکتا ہوا برآمد ہوا۔ شکاری نے اپنے تیر کی گھانسی بنا کر ترکش میں رکھ لیا۔ دوارکا دیش میں راجہ اگرسین نے ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ کہ جو شخص آج سے شراب پی کر متوالا دکھائی دے گا۔ بال بچوں سمیت مارا جائے گا۔ اس ڈھنڈورے سے اہل شہر پر دہشت طاری ہوئی۔ لوگوں نے شراب پینا بند کر دیا۔

## ادھیائے (۲)

## کرشن چندر کے حکم سے اودھوجی کی بدریکا آشرم میں روانگی

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے سے دوارکا پوری کے حالات اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ ہم راج کا دوست جس کا نام کنکر تھا۔ دوارکا دیش

ہیں آیا۔ اور گھر گھر گھومنے لگا۔ اس کی صورت عجیب مہیب اور خوفناک
تھی۔ دیکھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کبھی ظاہر ہوتا تھا
کبھی غائب۔ اکثر نوجوانوں نے اس پر تیر چلائے۔ مگر کسی کا تیر نشانے پر
نہ بیٹھا۔ نہ کوئی ہتھیار اس پر کارگر ہوتا۔ اکثر ڈرپوک مارے خوف کے گھر
سے نہیں نکلتے تھے۔ جب سے کنکر آیا ہے۔ روز اندشگون بد ہوا کرتے
تھے۔ دوارکا پوری پر نحوست چھائی ہوئی ہے۔ راجہ اگر سین نے رعایا کو پر
انمحلال دیکھ کر منادی کرادی۔ شاہی حکم اہل شہر پر نافذ ہوتا ہے۔ کہ آجکل
نحوست کا زمانہ ہے۔ دوارکا پوری کا ستارہ برج نحس پر آگیا۔ روزمرہ
شگون نحس ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ تم لوگ پربھاس تیرتھ
کا اشنان کرو۔ جو دوسنا کے دروازے کھول دو غریبوں کو کھانا کھلاؤ۔ برہمنوں
کو دان دو۔ ایک روز کرشن بھگوان نے عین دربار میں فرمایا۔ کہ پورنماشی
کو گرہن پڑنے والا ہے۔ کتنی نچھتر بکری ہو گئے ہیں۔ چوہے اسقدر بڑھ
گئے ہیں۔ کہ سوتے سوتے لوگوں کے بال کترتے ہیں۔ راتوں کو محلوں
کے اونچے کنگروں پر بوم آواز لگاتا ہے۔ بالاخانوں پر گدھ بیٹھتے ہیں۔
عورتیں اسقدر خودمختار ہو گئی ہیں۔ کہ اپنے خاوندوں کا حکم نہیں مانتیں
من مانا کام کرتی ہیں۔ آگ میں وہ حدت باقی نہیں رہی۔ کھانوں کا ذائقہ
اڑ گیا۔ لوگ عیب کرنے کے عادی ہو گئے۔ جو باتیں دھرم شاستر کے
خلاف ہیں۔ اب ہوتے دکھائی دیتی ہیں۔ باپ بیٹے میں جھگڑا رہتا ہے۔
چھتیس برس مہابھارت کو ہو چکے۔ رانی گاندھاری نے جو سراپ دیا تھا۔
آجکل ظاہر ہوتے دکھائی پڑتا ہے۔ ان باتوں کا تدارک ہونا ضروری ہے
سراپ سے بچنا کو دشوار ہے۔ مگر نارائن کی گت اپرم پار ہے۔ خیرات کرو
ان دو بھوکوں کو بھوجن کھلاؤ۔ پریم بھوجن کرو۔ نارائن کا دھیان کر کے
جپ تپ کرو۔ ہون ہونے سے برے دنوں کی نحوست جاتی ہے۔
پربھاس تیرتھ پر چندر گرہن کے وقت اشنان کرنے سے پاپ دور ہو جاتے
ہیں۔ کرشن چندر کی ہدایت کے بموجب دوارکا باسی پربھاس تیرتھ پر

گئے - کرشن چندر مع یادو جی کے پریوار کے ساتھ ہاتھی گھوڑوں اور رتھوں پر سوار ہو کر سمندر کے کنارے آ پہنچ گئے - بہت کچھ دان کیا - برہم بھوج ہوا ہون وغیرہ سے فرصت پا کر یدو بنسی لوگ سمندر کے کنارے بیٹھ گئے - اور آپس میں گفتگو ہونے لگی - بہت دنوں سے شراب پی نہ تھی - دل میں شراب پینے کی خواہش ہوئی - کرشن چندر اور بلرام جی پرم دھام کو جانے والے ہیں - اس لئے وہاں سے اٹھ کر اودھو جی کے پاس تشریف لائے اودھو جی لیش بھگت بڑے گیانی مہاتما تھے - مہاراج کے آتے ہی سرو قد ہو کر تعظیم کی - اور پریم کے ساتھ قدم چھو کر کرشن بھگوان کی مدح سرائی کرنے لگے - کرشن چندر بھگوان نے فرمایا - ہم بیکنٹھ کو جاتے ہیں - تم بدرکا آشرم میں تپ کرو - اودھو جی آگیا پا کر بدرکا آشرم کی طرف راہی ہوئے - درباروں میں شراب کا دور چلنے لگا - لشکر میں جو ہو رہے تھے - برہم بھوج میں جو برہمن مدعو ہوئے تھے - ان کے لئے کرشن چندر کے اشارے کھانا پروسا جانے لگا - یادو بنسیوں نے کھانے پر شراب چھڑک دی - برہمنوں نے کھانے ہاتھ کھینچ لیا - اور اٹھ کر چلے آئے - کرشن چندر نے جب سنا - تو بہت ناگوار خاطر ہوا - اور ان کا بھوجن بندروں کے آگے رکھوا دیا گیا -

## ادھیائے (۳)

## شمنتک لعل کی چوری سے کرشن بھگوان پر کلنک - اور کرشن چندر کو شمنتک لعل کی تلاش

**بیشم پائن جی۔** ہے راجن! شدنی ٹلتی نہیں۔ جو بات ہونے والی ہے۔ اس کے نشانات ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تمام یدوبنسی راجہ اگرسین۔ بلدیو جی۔ ساتکی۔ کرت برما۔ اور کرشن چندر سمندر کے کنارے جمع ہو گئے۔ دان پن ہونے کے بعد بلدیو جی نے شراب منگوائی۔ حکم کی دیر تھی شراب کا دور چلنے لگا۔ شراب میں اسقدر سرشار ہوئے۔ کہ متوالے ہو کر باہمی مباحثہ ہونے لگا۔ پہلے مہابھارت کی لڑائی کا تذکرہ چھیڑا۔ ساتکی جی نے کرت برما سے کہا۔ تم سے بڑھ کر کوئی پاپی نہ ہوگا۔ جس نے اشوتھاماں کا ساتھ دیکر سوتے ہوئے شوربیروں کو مار کر ہلاک کیا۔ دلاوروں کا یہ دھرم نہ تھا۔ یہ تو بزدل کمینوں کے کام ہیں۔ شوربیرا ایسا نہیں کرتے۔ پردمن جی نے ہنسکر ساتکی جی کے کلام کی تائید کی۔ کرت برما کو ساتکی کے کلام سے طیش آگیا۔ تیور بدلکر جواب دیا۔ ہم میں دلیری کہاں۔ تم البتہ دلاور ہو۔ جو بھوری شروا کا جس کا ایک ہاتھ کٹ گیا تھا۔ اور مجبور ہو گیا۔ بےبس جانکر گلا کاٹ ڈالا۔ شجاعت اور بہادری اسی کا نام ہے۔ جیسا تم نے کیا۔ چھتری لوگ بےبس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یہ تمہاری دلیری کا خاصہ تھا۔

کرشن بھگوان بولے۔ ساتکی جی! کرت برما نے ستراجیت کو مار کر خود من لے لیا۔ اور چوری مجھے لگی۔

**راجہ جنمیجے** (بیشم پائن سے) کرشن بھگوان کو کیوں چوری لگی۔ سمنتک من ستراجیت کے ہاتھ کیونکر آیا۔

**بیشم پائن۔** ستراجیت نے سورج نارائن کا بڑا تپ کیا۔ سورج نارائن اس کے تپ سے خوش ہو گئے۔ اور لعل بےبہا جس کا نام سمنتک من تھا۔ ستراجیت کو عطا فرمایا۔ سمنتک من اسقدر درخشاں تھا۔ کہ آفتاب کی روشنی اس کے آگے گرد تھی۔ رات کو جہاں رکھ دیا۔ دن ہو گیا۔ ستراجیت لعل بےبہا گلے میں ڈالکر کرشن چندر کی ملاقات کو آیا۔ اس کے آنے سے تمام راج محل منور ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان سے آفتاب اتر آیا ہے۔ ستراجیت نے کرشن بھگوان کے قدم چھوئے۔ اور ڈنڈوت کر کے

کرشن چندر کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ لعل درخشاں آپ کو کہاں سے ملا۔ سترا جت نے جواب دیا۔ یہ عطیہ سورج بھگوان کا ہے اِس کی خاصیت عجیب و غریب ہے۔ کہ جس کے پاس یہ من ہو۔ اُس پر سانپ بچھو کا زہر اثر نہیں کر سکتا۔ علاوہ اِس کے جس جگہ یہ من رکھا ہو آٹھ من سونا زمین سے برآمد ہو جاتا ہے جس کے پاس یہ من ہے۔ کوئی بیماری اُس کو نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کی خاصیتیں سنکر متحیر ہوئے۔ سترا جت کے جانے پر کرشن چندر نے کہلا بھیجا۔ کہ سمنتک من راجہ اُگرسین کے قابل ہے۔ راجہ اُگرسین کو سمنتک من دے دو۔ وہ اپنے پاس رکھیں گے۔ اس کے عوض میں جس قدر خزانہ چاہے لیو۔ سترا جت نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ہرگز یہ من نہ دوں گا۔ مجھے سورج نارائن نے دیا ہے جب تک زندہ ہوں۔ کسی کی تاب نہیں۔ جو مجھ سے یہ لعل بے بہا چھین سکے کرشن چندر چپ ہو رہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ کرشن چندر بھگوان کو یہ من بہت پسند آیا ہے۔ اگرسین کا بہانہ کرتے ہیں۔ خود اپنے پاس رکھیں گے۔ اتفاق سے سترا جت کا چھوٹا بھائی پرسین لعل بے بہا گلے میں ڈالے ہوئے کرشن بھگوان کے محل کی جانب سے شکار کھیلنے کے لئے روانہ ہوا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ جنگل میں ایک شیر کا شکار کرنا چاہا۔ شیر نے ایسا پنجہ مارا۔ کہ پرسین خود شکار ہو گیا۔ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا۔ لعل بے بہا منہ میں ڈالکر شیر آگے بڑھا۔ سامنے سے جاموَنت نامی ایک ریچھ آتا تھا۔ شیر اور ریچھ میں زور آزمائی ہونے لگی۔ جاموَنت نے شیر کو مار ڈالا۔ اور من لے کر پہاڑ کی کندرا میں چلا گیا۔ گھوڑا بھاگتا ہوا اصطبل میں آیا۔ پرسین کا پتہ نہیں۔ لوگ سمجھے کہ کرشن چندر کے ہاتھوں پرسین ناحق عدم سدھارا۔ ہو نہ ہو۔ سمنتک کرشن چندر کے پاس ہے۔ کرشن چندر اس کا ناسے بہت پریشان ہوئے۔ اس بات کی جستجو رہی۔ کہ پرسین کا قاتل کون ہے۔ اس جستجو میں مہاراج دوارکا پوری سے نکل کھڑے ہوئے۔ شہر سے باہر ہو کر ادھر

اُدھر گشت شروع کی۔ شیر کے پیروں کا نشان پایا۔ معلوم ہوا۔ کہ پرسین کا قاتل شیر ہے۔ جب آگے بڑھے۔ ریچھ کے پاؤں کے نشان سے جاموَنت کے مسکن پر پہنچے۔ پہاڑ کی کندرا میں جانے لگے۔ لوگوں نے منع کیا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اپنے ساتھیوں کو فہمائش کی۔ کہ بارہ روز تک میرا انتظار کرنا۔ یہ کہہ کر پہاڑ کی کندرا میں چلے گئے۔

## اَدھیائے (۴)

## جاموَنتی اور کرشن چندر کا بیاہ

بیشم پاین۔ کرشن بھگوان جاموَنت ریچھ کے استھان پر پہنچے عالیشان عمارت نظر آئی۔ سونے کے پنگھوڑے میں جاموَنتی بیٹھی ہوئی جھول رہی ہے۔ اور سیمنتک سامنے رکھا ہوا ہے۔ جاموَنتی کرشن بھگوان کو دیکھتے ہی غل مچانے لگی۔ اتنے میں جاموَنت کی آنکھ کھلی۔ کرشن بھگوان سے زور ہونے لگا۔ اٹھائیس روز تک شبانہ روز کشتی ہوئی۔ جاموَنت کے ہوش اُڑ گئے۔ دم پھول گیا۔ بولا آج تک دنیا میں کوئی شخص جاموَنت سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب کرشن چندر کے آگے کچھ بس نہ چلا۔ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ کہ سوائے رام چندر کے اور کوئی مجھ سے زور آزمائی نہیں کر سکتا۔ کیا آپ سری رام چندر جی ہیں۔ کرشن چندر جی مسکرا دیئے۔ جاموَنت نے وہی رنگ روپ مشاہدہ کیا۔ کرشن بھگوان نے اپنا سری رام اوتار کا دھارن کر کے جاموَنت کو درشن دیئے۔ جاموَنت نے ڈنڈوت کی۔ اور عرض کیا مہاراج! میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ بڑی گستاخی ہوئی۔ معافی چاہتا ہوں۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں۔ جو مجھ پر دیا کر کے آپ نے درشن دیئے۔ مہاراج! آپ میرے یہاں کس واسطے آئے۔ جو حکم ہے۔ بجا لاؤں

جاموتی میری دختر حاضر ہے۔ اُسے اپنی کنیز بنائیے۔ کرشن چندر نے سمنتک من کی سرگذشت سنائی۔ جاموتت نے جاموتی کی شادی سری مہاراج سے کرکے وہ لعل جہیز میں دے دیا۔ اِدھر کرشن چندر کے ہمراہی بارہ روز تک انتظار کرکے دوارکا میں واپس آگئے۔ آپ کے نہ آنے سے تمام شہر میں کہرام مچگیا۔ اہل شہر ستراجت کو گالیاں دیتے تھے۔ جب کرشن چندر سمنتک کو لئے ہوئے جاموتی کے ساتھ دوارکا جی میں آئے خوب جشن ہوئے۔ بلدیو اور اگرسین نے خوشی کے شادیانے بجوائے خوب خیرات کی۔ گھر گھر منگلاچار ہوا۔ ایک روز عین دربار میں کرشن چندر نے ستراجت کو طلب کرکے سمنتک من اس کے حوالے کر دیا۔ ستراجت بہت شرمندہ ہوا۔ ستراجت نے اپنی لڑکی ست بھاماں کی شادی کرشن بھگوان سے کر دی۔ اور منی جہیز میں دیا۔ خود بدولت نے لینے سے اِنکار کیا۔ بلکہ واپس کر دیا۔ کرشن بھگوان اور پانڈوؤں کی حمایت کے لئے ہستناپور گئے۔ اِدھر کرت برما نے اپنے بھائی ست دھنوان سے کہا۔ کہ ستراجت کو ہلاک کر ڈالو۔ اور وہ من چھین لو۔ ست دھنوان نے ایسا ہی کیا۔ ستراجت کو رات کے وقت سوتے ہوئے مار ڈالا۔ اور من لے لیا۔ ست بھاماں کو اپنے باپ کے مرنے کا بہت رنج ہوا روتی ہوئی ہستناپور پہنچی۔ اور سارا ماجرا کرشن بھگوان سے اظہار کیا۔ کرشن چندر ست بھاماں کے ساتھ گرڑ پر سوار ہو کر دوارکا پہنچے۔ آپ کے آنے سے ست دھنوان روپوش ہوگیا۔ اوّل رات چار سو کوس دور بھاگ گیا۔ کرشن بھگوان بلرام جی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے ست دھنوان کا گھوڑا تھکاوٹ سے مجبور ہو کر بیٹھ گیا۔ اور دم توڑ دیا ناچار ست دھنوان پیادہ پا کرشن بھگوان کے سامنے سے بھاگا۔ کرشن بھگوان نے بھی پیادہ پا ہو کر تعاقب کیا۔ اور سدرشن چکر سے ست دھنوان کا سر کاٹ لیا۔ ست دھنوان کے مرنے پر سمنتک من کی تلاش ہوئی۔ مگر من برآمد نہ ہوا۔ کرشن بھگوان نے بلدیو جی سے کہا۔ کہ

سنمنتک کا پتہ نہیں لگا۔ معلوم نہیں۔ کس کے پاس ہے۔ بلدیو جی تنک کر چپ ہو رہے۔ سمجھے۔ کہ کرشن بھگوان نے من اڑا لیا۔ ہم سے بہانہ کرتے ہیں۔ بلدیو جی ترہت دیش میں راجہ جنک کے پاس چلے گئے۔ کرشن چندر بلدیو جی کے دل کی بات تاڑ گئے۔ اور مایا کو بلوان جان کر دل ہی دل میں خوب ہنسے۔ کرشن بھگوان کی مایا میں سارا سنسار پھنسا ہے۔ بلدیو جی اس مایا سے کب چھوٹ سکتے ہیں۔ بلدیو جی کے آنے سے راجہ جنک بہت خوش ہوئے۔ اپنے محل میں اتارا۔ اور بہت خاطر تواضع کی۔ راجہ دریودھن کو جب معلوم ہوا۔ کہ بلدیو جی راجہ جنک کے یہاں فروکش ہیں۔ خود پہنچا۔ اور اُن سے گدا یدھ سیکھنے کی خواہش کی۔ بلدیو جی نے گدا یدھ سکھلایا۔ دریودھن سمجھتا تھا۔ کہ ایک دن پانڈووں سے گھمسان کی لڑائی ہونے والی ہے۔ بھیم سین بڑا بلوان ہے۔ مجھ سے اور اُس سے ضرور مقابلہ پڑے گا۔ اس وجہ سے اُس نے بلرام جی سے گدا یدھ سیکھا۔ ادھر مہاراج کرشن چندر جی دوارکا پہنچے۔ ست دھنوان کے بھائی اکرور نے سنا۔ کہ کرشن چندر کے ہاتھوں ست دھنوان مارا گیا۔ سنمنتک لے کر دوارکا سے چل دیا۔ اکرور کے جانے سے امساک باران ہو گیا۔ پانی مطلق نہ برسا۔ قحط پڑ گیا۔ رعایا تنگ ہو گئی۔ مشیران سلطنت و وزیران حکومت نے کرشن چندر بھگوان سے خلق کی تباہی کا سنایا۔ کرشن چندر نے فرمایا۔ کہ جب تک اکرور نہ آئیگا۔ پانی برسنا محال ہے۔ اکرور کو اس کی ماں نے بردان دیا ہے۔ کہ جہاں اکرور ہو گا۔ برسات ہو گی۔ اس لئے کسی کو بھیجکر اُسے بلانا ضروری ہے۔ مشیروں نے صلاح کر کے کرشن چندر مہاراج کی طرف سے اکرور کی واپسی کے لئے پیام بھیجا۔ اکرور کرشن چندر کے بلانے سے حاضر دربار ہوئے۔ اور سنمنتک من پیش کر دیا۔ اور عرض کیا۔ کہ تابعدار حاضر ہے۔ جو گستاخیاں ہوئی ہوں۔ معاف کی جائیں۔ مجھ سے چوک ہوئی۔ کہ سنمنتک من لیکر بھاگ گیا۔ کرشن چندر بولے مجھے اس کی حاجت نہیں۔ البتہ بھائی بلرام جی سمجھتے تھے۔

کہ سمنتک من ہیں نے گنوا دیا ہے۔ اب انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ سمنتک من میرے پاس نہ تھا۔ یہ کہکر کسی دوت کو جنک پور بھیجکر بلدیو جی کو بلایا۔ جب وہ آئے۔ سمنتک من کی ساری داستان اکرور نے کہہ سنائی۔ بلدیو جی نادم ہوئے۔ کہیں نے ناحق کرشن چندر کو سمنتک من کی چوری لگائی۔ وہ تریلوکی ناتھ ہیں۔ انہیں سمنتک من درکار نہ تھا۔ ان کی مایا سے میری عقل پر پتھر پڑ گئے۔ طبیعت میں نئے قسم کے وسواس پیدا ہوا۔ بلرام جی نے اپنی سمجھ پر لعنتیں بھیجکر کرشن چندر پرماتما سے معافی مانگی۔ دونوں بھائی بڑی محبت سے دوارکا میں رہنے لگے۔

# ادّھیائے (۵)

## شراب خوری سے چھپن کوٹ یدو بنسیوں کا ناش

بھیشم پاتن جی راجہ جنمیجے جی سے فرماتے ہیں۔ ہے راجن! شدنی ٹلتی نہیں۔ جب پربھاس چھیتر پر یدو بنسی دان پن کر کے فراغت پاچکے تو شراب خوری شروع ہوئی۔ ساتکی اور کرت برما میں مباحثہ ہوا۔ کرشن چندر پر سمنتک من کی چوری لگی۔ ساتکی نے کرت برما کو گالیاں دیں کرت برما کو بُرا معلوم ہوا۔ ستراجت کے مارے جانے کا حال سُنکر ستبھاما جی رونے لگیں۔ ساتکی جی سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگے۔ بدبخت کرت برما کے سبب سے ستراجت مارا گیا۔ وہی کرت برما ہے۔ جس دروپدی کے پانچوں بیٹوں کو سوتے ہوئے اسوتھاماں کے ساتھ ملکر مار ڈالا۔ یہ ملعون گردن زدنی ہے۔ کرت برما میان سے تلوار کھینچکر ساتکی جی پر حملہ آور ہوا۔ ساتکی جی نے وار خالی دیکر شمشیر آبدار سے اُس کا سر کاٹ لیا

کرت برما کے ہمراہیوں نے ساتکی جی کو گھیر لیا۔ پردمن جی ان کی مدد کو آ گئے۔
بڑے گھمسان کی لڑائی۔ ساتکی جی مارے گئے۔ پردمن جی مجروح ہو کر زمین پر
گر پڑے۔ لوگوں نے ان کا سر بھی کاٹ ڈالا۔ کرشن چندر کو پردمن جی کے مرنے
سے غصہ چڑھ آیا۔ پٹیلا گھاس جو سمندر کے کنارے لگی ہوئی تھی۔ اکھاڑ لی۔
اور یادو بنسیوں کو مارنا شروع کیا۔ یدو بنسی شراب میں ایسے سرشار تھے کہ
اپنے بیگانے کی خبر نہ تھی۔ ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ کرشن چندر نے
ہزاروں یدو بنسیوں کا قتل کر دیا۔ لاکھوں یدو بنسی آپس میں کٹ مرے۔
پٹیلا گھاس دو دھاری تلوار کا کام کرتی تھی۔ کرشن چندر جی نے ان سے پردمن
سانب اور دوسرے وغیرہ کی لاشیں دیکھ کر بہت افسوس کیا۔ دارک رتھبان سے
بلدیو جی کا حال پوچھا۔ وہ بولے مجھے کیا خبر۔ آپ نے رتھ منگا۔ اور سوار
ہو کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پیپل کے درخت کے نیچے بلرام
جی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں۔ ایشور کے دھیان میں مگن ہو رہے ہیں
کرشن چندر ان کے پاس کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ کرشن چندر
کے آنے کی انہیں مطلق خبر نہ تھی۔ آپ نے ببھرو سے فرمایا۔ کہ تم جا کر رانیوں
کی دیکھ بھال رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ ڈاکو لوگ موقع پا کر دوارکا پوری لوٹ
لیں۔ زر و جواہر اٹھا لے جائیں۔ ببھرو نے حکم کی تعمیل کی۔ دوارکا پوری کی طرف
چلا گیا۔ مگر راستے میں یادو بنسیوں کا شکار ہو گیا۔ کرشن چند۔ استریوں کی ببھرو کے
مرنے سے واقف ہو گئے۔ آپ نے دارک جی سے کہا۔ بھائی تم جاؤ۔ دوارکا
پوری کی حفاظت لازمی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ ڈاکو استریوں پر ہاتھ صاف
کر دیں۔ زیور کے لالچ سے عورتوں کو گزند پہنچائیں۔ بلرام جی نے کچھ جواب
نہ دیا۔ آپ وہاں سے دوارکا پوری آئے۔ بسدیو اور دیوکی سے سارا
ماجرا سنایا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ جب تک ارجن یہاں نہ آئیں۔ آپ دوارکا
باسیوں کی حفاظت رکھیں۔ افسوس سارا خاندان تباہ ہو گیا۔ کوئی زندہ نہیں
سب آپس میں لڑ کٹ مرے۔ میرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ اپنے بھائی
بلرام جی کے پاس جاتا ہوں۔ وہ تپ کر رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ

تپ کروں گا۔ وہ میرے منتظر ہوں گے۔ کرشن چندر کی زبانی جب یہ حال سنا تو رنواس میں ٹیس پڑ گئی۔ کہرام مچ گیا۔ راجکماروں کی جوان جوان رانیاں اپنے اپنے شوہر پتا چچا بھائی کے مرنے سے چھاتی پیٹ پیٹ کر رونے لگیں۔ کرشن چندر ہر ایک کو تسلی دلاسا دے کر سمجھا رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں ارجن آئیں گے۔ اور تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

# ادھیائے (۱)

# دنیا سے بلدیو جی کی رحلت اور کرشن چندر جی کا تپ

کرشن چندر جی سمجھا بجھا کر دوارکا پوری سے بلدیو جی کے پاس سمندر کے کنارے پہنچے۔ راستے میں یدوبنسیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنگل اور میدان لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ کرشن چندر بلدیو جی کے پاس کھڑے ہیں۔ بلدیو جی کے منہ سے ایک سفید سانپ بہت لمبا چوڑا برآمد ہوا۔ رفتہ رفتہ اس سانپ کے ہزار سر ہو گئے۔ ہے راجن! وہ سانپ نہ تھا بلکہ شیش ناگ جی تھے۔ شیش جی سمندر میں آ اترے۔ سمندر برہمن کے روپ سے استقبال کے واسطے حاضر ہوا۔ اور سرو قد تعظیم دے شیش جی کی پوجا کی۔ ادھر بلدیو جی کے منہ سے سانپ نکلتے ہی سارا جسم بے حس ہو گیا۔ بلدیو جی پرم دھام کو گئے۔ آسمان پر باجے بج رہے ہیں۔ دیوتا خوشیاں منا رہے ہیں۔ شیش جی کے درشنوں کے لئے تکشک۔ باسک۔ [illegible]۔ کنجر۔ پدم۔ شنکھ وغیرہ بہت سے سرپ راج آئے تھے۔ شیش جی کے سمندر میں اترتے ہی وہ سانپ بھی پانی میں غوطہ لگا کر غائب ہو گئے

دریائی جانوروں نے شیش ناگ جی کا پوجن کیا۔ کرشن چندر یہ کیفیت دیکھ کر سوچنے لگے۔ کہ جس کام کے لئے ہمارا اوتار ہوا تھا۔ وہ سب ہو گیا۔ بلدیو جی بھی پرم دھام کو پہنچ گئے۔ اب ہم کو بھی چلنا چاہیئے۔ آپ نے دارک کو رخصت کر کے حکم دیا۔ کہ تم پتا جی کے پاس جاؤ۔ میں یہاں تپ کرونگا۔ دارک کے جاتے ہی یوگیشر کرشن بھگوان سمندر کے کنارے تپ کرنے لگے

# ادھیائے (۷)

# کرشن بھگوان کی برہم لوک کو روانگی

بیشم پاین جی فرماتے ہیں۔ کہ کرشن بھگوان پیتامبر اوڑھے درخت کے نیچے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹ رہے۔ ایک بھیلیا جس کا نام لبدیاس تھا۔ تیر و کمان ہاتھ میں لئے شکار کی تلاش میں سمندر کے کنارے پہنچا۔ کرشن چندر پیتامبر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ لبدیاس سمجھا۔ کہ ہرن ہے بھیلیا نے آپ کے پاؤں کا نشانہ بنایا۔ اور وہ تیر جس کے پیکان میں موسل کی دھار لگی ہوئی تھی۔ کرشن چندر پر مار دیا۔ اور خود شکار لینے کرشن بھگوان کے پاس آیا۔ آپ اسوقت چتر بھجی روپ سے پیتامبر اوڑھے سنکھ چکر گدا۔ پدم دھارن کئے بیٹھے تھے۔ لبدیاس آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور گستاخی پر سخت پشیمان ہوا۔ منت سماجت کرنے لگا۔ پربھو مجھ سے بڑی چوک ہوئی۔ میں نہیں جانتا تھا۔ کہ حضور انور یہاں جلوہ گستر ہیں۔ نادانستگی میں گناہ ہوا ہے۔ قابل معافی ہے آپ نے فرمایا۔ تیری کچھ خطا نہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ میری مرضی سے ہوتا ہے۔ تجھے سرگ ملیگا

بیشم پاین راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں۔ کہ وہ شکاری دیب روپ ہو کر سورگ لوک سدھارا۔ راجہ اندر گندھرب اپسراؤں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ سُرگ لوک میں لے گئے۔ شیو۔ برہما۔ اندر۔ برن

کوبیر آپ کے سامنے آئے۔ اور ویدوں کی رچاؤں سے مہا پربھو پرشوتم دین دیال کی اُستت کر کے ساکشٹانگ ڈنڈوت کی ہے بھگت وتسل بھگوان آپ تر لوکی ناتھ ہیں شیش جی ہزار زبان سے آپ کی مہمان برنن نہیں کر سکتے۔ آپ اِندریوں کے سوامی اٹھارہ برہمانڈ کے پیدا کرنے والے جیوؤں کے پالن پوشن کرنے والے نشکیمان پربھو ہیں۔ آپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان پیدا کیا ہے۔ سوامی! آپ کے بغیر بیکنٹھ سنسان ہے ہے ایشور! آپ کی گت اپرم پار ہے۔ آپ کرپا کیجئے۔ دیوتاؤں نے اپنی اُستتی سے کرشن بھگوان کو خوش کیا۔ راجہ اندر اور دیوتاؤں کے زمرے پت اندر لوک تک پہنچے۔ دیوتے ہاتھ جوڑ کر ملتمس ہوئے۔ ہے دینا ناتھ! اب ہمیں آگے جانے کی اجازت نہیں مجبور ہیں۔ کرشن چندر نے سب کو رخصت کیا۔ اور آپ برہم لوک چلے گئے۔ ترتیا کے جگ میں سُگریو کا بھائی بالی تھا۔ سُگریو کی حمایت سری رام چندر نے کی تھی۔ اور بالی کو چھپ کر تیر مارا تھا۔ اُس وقت بالی نے کہا تھا۔ کہ آپ نے مجھے بھیلوں کی طرح چھپ کر کیوں ہلاک کیا۔ رام چندر جی نے فرمایا۔ تو بڑا پاپی ہے وُہی بالی دوآپر جگ میں لیدبک جرا نام سے پیدا ہوا۔ اور سری رام چندر کرشن روپ سے دُنیا میں آئے۔ بالی نے پچھلے جنم کا قصاص لیا۔

# اُدھیائے (۸)

## ارجن دوارکا میں۔ بسدیو جی کی وفات

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے جی سے کہتے ہیں۔ کہ دارک رتھبان نے ہستناپور پہنچ کر دوارکا کے ناش ہونے کا حال راجہ یدھشٹر سے بیان کیا۔ پانڈو مُنتظر رونے لگے۔ ارجن راجہ یدھشٹر سے رخصت ہو کر دوارکا میں آیا۔ بسدیو کے نواس پہنچا۔ رانیاں ارجن کو دیکھتے ہی اشکبار ہو گئیں۔

رکمنی جی ست بھاماں ارجن سے ملیں۔ اور چھاتی پیٹ پیٹ کر رونے لگیں۔ ارجن بھی چیخ مار کر رونے لگا۔ پھر سب کو تشفی اور دلاسا دے کر بسدیو جی اپنے ماموں سے ملنے آیا۔ بسدیو جی زمین پر لیٹ رہے تھے ارجن قدموس ہوا۔ بسدیو جی اسقدر تپ غم سے مضمحل تھے۔ کہ ارجن سے ملنے کے لئے لاکھ چاہا۔ مگر اُٹھ نہ سکے۔ ہاتھ پھیلا دیئے۔ اور ارجن کو گود میں بٹھلانا چاہا۔ ارجن پاس بیٹھ گیا۔ اور بسدیو جی کو تکیے کے سہارے بٹھلا دیا۔ دونوں ہاتھوں سے پاؤں دابنے لگے۔ بسدیو جی بولے۔ ہم سے کرشن چندر چلتے وقت کہہ گئے تھے۔ کہ جب تک ارجن نہ آوے رانیوں کی حفاظت رکھنا۔ ہے ارجن! وہ تربھون پت ترلوکی ناتھ جس کے روم روم میں ہزاروں برہمانڈ ہیں۔ کنس جراسندھ کال یمن راچھسوں کو مار کر زمین کو شوریروں کے بار سے ہلکا کر کے بیکنٹھ کو چلا گیا۔ بلرام جی بھی مجھے چھوڑ کر برہم لوک پہنچے۔ اب دنیا میں رہنا فضول ہے۔ بدھاتا ہمیں پوچھ لیتا تو اچھا تھا۔ ہائے بڑے غضب کی بات ہے کہ پتا کو جیتے جی پتر کا شوک ہو۔ کرشن چندر پرماتما نے گاندھاری اور دُرباسا رشی کا سراپ اپنے اُوپر لے لیا۔ دوسروں کے مددگار رہے۔ اپنے خاندان کی ذرا بھی حفاظت نہ کی۔ سب آپس میں کٹ مرے۔ ان کی مرضی ایسی ہی تھی۔ جو چاہیں کریں۔ کوئی اُن کا مشیر نہیں۔ کوئی ساتھی نہیں۔ افسوس گاندھاری نے سراپ دیکر ہمارے خاندان کو خاک میں ملا دیا۔ میں اُسی دن سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ ترلوکی ناتھ ہیں۔ پرتھوی کا بھار اُتارنے کی خاطر اوتار لیا ہے۔ سب کام کر کے پرم دھام چلے جائیں گے۔ ہے مہاباہو ارجن! جیسا مناسب ہو کرو۔ دوارکا بھی ڈوب جائیگی۔ عورتیں یہاں رہ نہیں سکتیں۔ ارجن نے اپنے ماموں بسدیو جی کی درد بھری گفتگو سُنکر کہا۔ میں عورتوں اور بچوں کو اندرپرست لیجاؤنگا۔ اب راجہ یدھشٹر بھیم۔ نکل سہدیو کی زندگی کرشن چندر جی کے پرم دھام جانے سے رہ نہیں سکتی۔ میں کیونکر زندہ رہ سکتا ہوں۔ تمام عمر ساتھ رہا۔

آخری وقت چھوڑ کر چلا جائے۔ راجہ یدھشٹر بدج چھوڑ دیں گے۔ ہمالیہ پربت پر جاکر برفستان ہیں گل جائیں گے۔ ارجن نے دارک رتھبان سے کہا۔ سواریاں درست کرو۔ عورتوں کو اندر پرست پہنچا دیں۔ آج کے سالویں روز یہاں سے سب کو لے کر چلا جاؤں گا۔ سب لوگ اسباب زر و زیور کپڑے لتے ہیرے جواہر وغیرہ سب سامان فراہم کر کے میرے ساتھ چلو۔ ارجن نے وہ رات کرشن چندر کے محل میں رو رو کر کاٹی صبح ہوتے ہی بسدیو جی نے آتما کو پرماتما میں پرویش کر کے جسم خاکی چھوڑ دیا۔ رنواس میں ماتم ہوا۔ رونا پیٹنا مچا۔ ارجن نے بیش قیمت یوان تیار کر کے بسدیو جی کی لاش اٹھائی۔ بسدیو جی کی چاروں رانیاں۔ دیوکی سبھدرا۔ روہنی۔ مدرا ستی ہونے کو ارتھی کے ساتھ چلیں۔ شہر کی ہزاروں عورتیں رنواس کی رانیاں آہ و بکا کرتی پیادہ پا چلی جاتی تھیں بسدیو جی اکثر کہا کرتے تھے۔ جہاں کرشن چندر نے اشومیدھ یگیہ کیا ہے۔ مرنے پر میری لاش وہیں پر پھونکی جائے۔ یہ استھان بسدیو جی کو بہت پسند تھا۔ داہ کرنے کے لئے اکثر چندن وغیرہ خوشبودار لکڑیاں جمع ہوئیں۔ لاش چتا پر رکھی گئی۔ اور ارجن نے آگ لگائی۔ چاروں رانیاں بسدیو جی کے ساتھ ستی ہو گئیں۔

# ادھیائے (۹)

# کرشن چندر و بلدیو وغیرہ یدوبنسیوں کا داہ کرم ارجن کے ہاتھ سے

جب بسدیو جی کا داہ کرم ہو چکا۔ ارجن اس مقام پر آیا۔ جہاں یدو بنسی لڑ کر کٹ مرے تھے۔ ہزارہا لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ارجن نے

کرشن جیا۔ داور بل یوجی کی لاش تلاش کر کے چندن اور اگر کی چتائیں بنائیں اور دونوں لاشیں رکھ کرا گن دی۔ اس طرح داہ کرم کر کے سب عورتوں بچوں نوکروں چاکروں کو اکٹھا کر کے ناکتی گھوڑوں رتھوں میں سوار کر کے بہت ساز یور اور جواہرا ور سونے چاندی کے زیور۔ ریشمی لباس بیش قیمت کپڑے اونٹوں خچروں پر لاد کر چلنے کا ارادہ کیا۔ سولہ ہزار رانیاں اور ان کی بہوئیں۔ رکمنی ست بھاماں وغیرہ پٹ رانیاں جن کی تعداد ایک ارب تک پہنچ گئی۔ چاروں طرف سے محافظت کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ سواریوں کے بیچ میں ارجن کا رتھ تھا۔ حیرت اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ جس قدر حصہ دوارکا کا خالی ہوتا تھا۔ سمندر میں ڈوب جاتا تھا۔ جب ارجن پریوار کے ساتھ شہر سے باہر ہوا۔ تو سب کے دوارکا کو سمندر نے غرق کر دیا۔ ارجن اس کے سننے سے سخت متحیر ہوا۔ کرشن مہاراج کے چرتروں کی یاد کر کے بہت رویا۔ راستے میں منزل بمنزل قیام کر کے پنجاب دیش جس میں پانچ دریا بہتے ہیں پہنچا بہت سے گائے گھوڑے خچر اس دیش میں فالتو سمجھ کر چھوڑ دیئے۔

# ادھیائے (۱۰)

## چور لٹیروں سے مڈبھیڑ اور ارجن کی شکست

ملک پنجاب میں جب ارجن ساز و سامان سے پہنچا۔ ڈاکوؤں اور قزاقوں نے چاروں طرف سے ارجن کے رتھ کو گھیر لیا۔ اور چوروں کے جم غفیر نے عورتوں کے رتھوں پر حملہ کیا۔ بہت سامال غنیمت ہاتھ لگا۔ سب نوکروں چاکروں کو جو حفاظت میں تعینات تھے۔ مار بھگا دیا۔ گاڑیوں اور پالکیوں کو لوٹ لیا۔ عورتیں رتھوں سے کود کود کر بھاگنے لگیں۔ بال و

زیور کی بھی پرواہ نہ کی۔ جان پیاری تھی۔ بہت سی عورتیں ٹھگوں کے ہاتھ آ گئیں۔ بہت سی چوروں کے ہاتھوں قتل ہوئیں۔ ارجن نے گانڈیو دھنش سنبھالا لاکھ کوشش کی۔ ایک تیر بھی کام نہیں دیتا۔ منتر یاد نہیں آنے۔ ترکش خالی ہو گیا۔ ارجن گھبرا گیا۔ کچھ نہ ہو سکا۔ خیال کیا کہ وہ شام سندر کنول لوچن کی قدرت کاملہ تھی۔ جو میرے ہاتھ کے آگے دشمنوں کو ہلاک کرتی جاتی تھی اب کوئی نظر نہیں آتا۔ ہائے یہ وہی گانڈیو دھنش ہے۔ جس نے کروڑوں آدمیوں کا خون پیا ہے۔ بڑے بڑے سورما بہادر اسی گانڈیو دھنش نے خاک پر سُلا دیئے۔ ہے شیام سندر اب تم کہاں ہو۔ ہماری مدد نہیں کرو گے ارجن کرشن چندر مہاراج کا دھیان کرنے بہت مغموم ہوا۔ اور سمجھا۔ کہ میری مجال نہ تھی۔ جو مہابھارت کی خونخوار لڑائی پر فتحیاب ہو سکتا۔ یہ سب کیا دھرا اسی کرشن پرماتما کا ہے۔ جو کچھ عورتیں چوروں کے ہاتھ سے بچی تھیں ساتھ لیکر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جن عورتوں کے شوہر لڑائی میں کام آئے تھے۔ اُن کا بُرا حال تھا۔ ارجن راتوں رات نگر میں چل کر کشیتر کے پاس سے پہنچا۔ وہاں کی حکومت کرت رما کے لڑکے کے سپرد کر کے کچھ عورتوں کو وہاں چھوڑا۔ باقی عورتوں اور بال بچوں بڈھے نوجوان لوگوں کو لیکر اندر پرستھ آیا۔ ساتکی جی کے لڑکے کے لئے سبھوں کو سرستی ندی کے کنارے ٹھہرایا۔ کرشن بھگوان کی پٹ رانیاں رکمنی رشبیا ہیم وتی دیوی جاموتی وغیرہ اگن میں پرویش کر گئیں۔ ارجن نے بجر ناتھ کو اندر پرستھ یعنی دہلی کا راج دیا۔ اکرورجی کے خاندان والی عورتیں بن میں تپ کرنے چلی گئیں جنگلی پھل پھول کھاتی ہیں۔ ہمالیہ پہاڑ پر پہنچیں۔ کچھ عورتیں بجر ناتھ کے سپرد ہوئیں۔ بجر ناتھ ان کی پرداخت کرتا رہا۔

---

# اُدھیائے (۱)

## ارجن اور بیاس جی کی مُلاقات

بھیشم پاین جی نے راجہ جنمیجا جی سے کہا۔ کہ پرمیشور کے رموز احاطہ ادراک سے باہر ہیں۔ یہ وہی ارجن ہے۔ جس نے اکیلے نوات کوچ نگر کے راچھسوں کو مغلوب کیا تھا۔ آج وہ قزاقوں کے ہاتھ ایسا مجبور ہوا۔ کہ اس کے بنائے کچھ نہ بنی۔ ہے راجن! ارجن کی کیا وقعت تھی۔ جو مہابھارت کی لڑائی فتح کر سکتا۔ یہ سب کیا دھرا کرشن چندر بھگوان کا تھا۔ ارجن باول نزار بیاس جی کے استھان پر پہنچا۔ بیاس جی اس کے پژمردہ چہرے پر نظر ڈال کر گویا ہوئے۔ آج خلاف شان تمہارے چہرے پر افسردگی برستی ہے۔ کیا کسی برہمن کو ہلاک کیا۔ یا کسی جنگ میں شکست کھائی۔ جو ایسے مکدر ہو رہے ہیں۔ یہ بات تو خلاف قیاس ہے۔ کہ لڑائی میں ہار گئے۔ آخر سبب کیا ہے۔ جو اتنے ملول ہو۔ ارجن نے کرشن چندر کے پرم دھام جانے اور یدو بنسیوں کے آپس میں لڑ کر کٹ مرنے کی ساری کیفیت مشرح بیان کی۔ پھر اپنی مغلوبیت کا حال سنایا۔ چوروں نے اس قدر پریشان کیا۔ سارا مال غصب کر لے گئے۔ اور میرے کئے کچھ نہ ہو سکا۔ گانڈیو دھنش نے اپنا ساتھ چھوڑ دیا۔ ارجن حال کہتا جاتا ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔ ہائے کرشن مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میری زندگی کار تلخ ہو گئی۔ بغیر کرشن چندر کے میرا [illegible] یہ کام ہے۔ میری عمر اتنی ہی تھی۔ آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں۔ کہ کوئی اپدیش مجھے ایسا سنایئے جس سے میرا کلیان ہو۔

تو بیاس جی نے کہا۔ کہ شری پرماتما ابناشی ہیں۔ اوتار لے کر پرتھوی کا بھار اتارنے آئے تھے۔ کل کام کر کے پرم لوک چلے گئے۔

ہے ارجن! تم سوچ کیوں کرتے ہو۔ اُن کا منشا یہی تھا۔ کہ یدو بنسیوں کا ناش ہو۔ اگر وہ چاہتے۔ تو سراپ اُن کا کچھ بنا بگاڑ نہ سکتا تھا۔ ان کے نزدیک سراپ دُور کرنا کونسی بات تھی۔ وہ بھگوت کے بس ہیں۔ ان بھگتی ہی کی وجہ سے تمہارے رتھ کے سارتھی ہوتے۔ دشمنوں کو مارا ہے پارتھ! تم نے بھیم سین نکل سہدیو کی مدد میں دیوتاؤں کے بہت سے کام کئے۔ دنیا کو چھوڑ دو۔ جو جو ہتھیار جس جس دیوتا سے تم نے حاصل کئے تھے۔ وہ استر انہیں دیوتاؤں کے پاس پہنچ گئے۔ تم سورگ میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ارجن وید بیاس جی سے رخصت ہوا۔ اور راجہ یدھشٹر کے پاس ہستناپور آیا۔

# اَدھیائے ۱۲
# کرشن بھگوان کی مہان اور پرب کا مہاتم

بیشم پاین جی راجہ جنمے جے سے رطب اللسان ہیں۔ کہ اس موسل پرب میں کرشن چندر اور بلبھدر جی کے بیکنٹھ دھام پہنچنے کا حال بیان کیا گیا۔ یدو بنسیوں کا صفایا ہوا۔ شراب خوری کی مذمت اور رشیوں کی بددعا کا اثر دکھایا گیا۔ اس لئے جو انسان عالم اور رموز حقیقت سے واقف ہے۔ وہ بھگوت کے چرنوں کو بڑے آدر سے سنتے ہیں۔ جو مایا موہ میں پھنسے ہیں۔ بات بات میں نقص نکالتے ہیں۔ بھگوت کے کارناموں میں دخل دیتے ہیں۔ ایسے انسانوں کا آواگون سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ ان کی عقل بھرم میں پھنسی رہتی ہے۔ سری نارائن اپنی جنم مرن سے رہت اپنی مایا سے اوتار دھارن کر کے بھگتوں کو درشن دے کر اُن کا جنم سپھل

کرتے ہیں۔ جب دھرم نہیں رہتا۔ اور ادھرم چاروں طرف پھیل جاتا ہے پرتھوی پر پاپ کے سوائے دھرم ہوتا نہیں۔ تب ہری بھگوان بھگتوں کی مدد کے لیئے طرح طرح کے روپ دھارن کرتے ہیں۔ اور راکشسوں گنہگاروں کو مارکر زمین کو عذاب سے پاک کرتے ہیں۔ کرشن چندر بھگوان نے دوآپر یگ میں اوتار دھارن کرکے مہابھارت میں ۱۸ اکشونی دل خاک میں ملا دیا۔ کنس بشسپال جراسندھ وغیرہ راکشسوں کو مارکر پرتھوی کا بوجھ ہلکا کردیا۔ پھر آپ انتردھیان ہوئے۔ اور دوارکا سمندر میں غرق ہوگئی۔ اے راجہ جنمیجے جی! جو اس مہابھارت کی کتھا کا نت نیم سے پاٹھ کریں گے۔ سنیں گے یا سنائیں گے۔ وہ دنیا میں سکھ حاصل کرکے سرگ میں باس کریں گے ۞

# مہابھارت

## حصہ ہفت دہم

# پراستھانک پرب

## ادھیائے (۱)

## پریکشت اور بجر ناتھ کی ہستنا پور اور اندر پرست میں تخت نشینی

بشمپاین جی سری سرستی دیوی کو نمسکار کر کے اس پرب کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔ کہ سری کرشن کے سُرگ لوک جانے پر ارجن جب ہستنا پور آیا۔ راستے کی خرابیاں۔ قزاقوں سے مڈبھیڑ۔ سمندر میں دوارکا کی غرقابی۔ گانڈیو دھنش کا کام نہ آنا۔ اپنے بھائی راجہ یدھشٹر کو ہو بہو کیفیت بیان کی یدھشٹر لے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اب یہ قالب ایک ایک گھڑی بھارا ہے۔ جسم عنصری درحقیقت فنا ہونے والا ہے۔ ابھمن گھٹوتکچ اور پانچوں دروپدی کے لڑکے کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ کیا یہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ اس خونخوار لڑائی میں مارے جائیں گے۔ جن کی جسارت اور شجاعت کا بڑے بڑے

سو رہا تو یا مانتے تھے۔ ایسے بیروں کو زمین نے اپنے آغوش میں لے
جب یہ لوگ نہ رہے۔ تو ہم جی کر کیا کریں گے۔ اور سب سے بڑھ
کر تو کرشن بھگوان کا غم ہے۔ جن کے نہ ہونے سے ہماری تو دنیا تاریک ہو
گئی۔ جن کے بھروسے پر ہماری زندگی کا دارو مدار تھا۔ وہ چل بسے
ہماری زندگی خاک میں مل گئی ہے۔ ارجن قالب انسانی مٹی کا تودہ ہے
اس کا موہ کرنا فضول ہے۔ اب اس پرماتما کرشن چندر کا دھیان کرکے
بھرت کھنڈ کا طواف کریں۔ اور ہمالیہ پربت پر برفستان میں اپنے
جسم کو گلادیں۔

اس طرح راجہ یدھشٹر نے ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو اور دروپدی
سے صلاح کرکے پرماتما کرشن چندر کا دھیان کیا۔ اور ہمالیہ پربت پر
چلنے کی ٹھانی۔ ایک تو یونہی راجہ یدھشٹر کو مہابھارت کے خونخوار
جنگ میں اعزا و اقربا کے مرنے سے از حد رنج تھا۔ حکومت سے
دل میں متنفر رہا کرتا تھا۔ مگر لوگوں کے سمجھانے سے عنان حکومت ہاتھ
میں کی تھی۔ کرشن چندر مہاراج کی مفارقت میں ایک ایک گھڑی سال
کے برابر گذرتی تھی۔ راجہ یدھشٹر اپنے چاروں بھائیوں سمیت معہ رانی
دروپدی کے بھارت کھنڈ کے طواف کے لئے آمادہ ہو گئے۔
پوتوں کو بلایا محبت سے گلے لگایا۔ پھر پریکشت اور بجر ناتھ کو گود میں
بٹھا کر پیار کیا۔ مدبرانِ سلطنت اور مشیرانِ مملکت کو بلا کر کاروبار
سلطنت ان کے سپرد کئے۔ اہل شہر نے جب سنا کہ راجہ یدھشٹر تارک
الدنیا ہوتے ہیں۔ با دل غمناک درِ دولت پر حاضر ہوئے۔ جن میں برہمن
چھتری۔ ویش۔ شودر شامل تھے۔ جو سنتا۔ گریاں و نالاں راجہ یدھشٹر کی
زیارت کو حاضر ہوتا۔ امرا و روسائے شہر نے لاکھ سمجھایا۔ کہ چندے
اور قیام کیجئے۔ سلطنت سے دست کش ہونا مناسب نہیں۔ آپ کا
سایہ عاطفت ہمارے سروں پر بابرکت ہے۔ جب ہاتھ اٹھا لیں گے
رعایا کا نگران کون ہوگا۔ راجہ یدھشٹر نے جواب دیا۔ کہ عالم ضعیفی آگیا۔

اِس زمانے میں تپ کرنا راجاؤں پر فرض ہے۔ گو ہم پچھلے دنوں میں تپ
کر چکے ہیں۔ اور بھیشم پتامہ بیاس جی اور کرشن چندر آنند کند کے سمجھانے
پر چھتیس برس راج بھی کر لیا۔ اب راج کرنے کا زمانہ نہیں۔ جب کرشن
بھگوان ہمارے حامی و مددگار ساتھ چھوڑ کر پرلوک سدھارے تو ہم رہ
کر کیا کریں۔ اِس لئے اے نیک دل رؤساء و امراء۔ میری معروض پر
التفات کرو۔ اور اجازت دے دو۔ کہ ہنسی خوشی ہمالیہ پربت پر جا
کر دُنیا سے قطع تعلق کر کے ہماری روحیں قالب عنصری سے پرواز کر جائیں
سب کو یقین ہو گیا۔ کہ راجہ یدھشٹر ہمارا کہنا نہ مانیں گے۔ حاضرین کی
آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ سکوت کا عالم
طاری تھا۔ راجہ یدھشٹر نے یوتس کو راج کاج سپرد کر دیا۔ اور بجرناتھ
اور پریچھت کو ولیعہد مقرر کیا۔ برہمنوں رشیوں منیشروں کو بہت سی
دکھشنا دے کر راجہ یدھشٹر رنواس میں آئے۔ اور سبھدرا کو پاس بلا کر
سمجھایا۔ کہ تمہارا پوتا پریچھت چکرورتی راجہ ہوگا۔ کرشن بھگوان کا نبیرہ بجرناتھ
اِندرپرستھ یعنی دہلی کا راج کریگا۔ پھر اُترا کو تسکین دے کر سمجھایا۔ کہ تمہارا
لڑکا راجہ پریچھت ہفت اقلیم کی بادشاہت کریگا۔ پریچھت اور بجرناتھ
کی بہت اچھی طرح پرداخت کرنا۔ ہماری ایشور سے دُعا ہے۔ کہ جس
طرح ہمارے اور کرشن بھگوان میں رابطہ قائم رہا۔ اِسی طرح بجرناتھ اور
پریچھت میں محبت رہے۔ پھر کرپاچارج کو بُلا کر فہمائش کی۔ کہ آپ دھنُر
وِدیا وید اور علوم شاستر سے پریچھت اور بجرناتھ کو آگاہ کریں۔ یہ دونوں
لڑکے آپ کے سپرد ہیں۔ آپ اُن کی نگرانی کیجئے گا۔ کرپاچارج نے
بخوشی منظور کیا۔ پھر راجہ یدھشٹر نے اُن کاموں سے فراغت پا کر کرشن
بھگوان۔ بلدیو جی۔ بسدیو اور اُن کی اولادوں کا نام لے کر ہر ایک کا
شرادھ کیا۔ باغ۔ باولیاں۔ تالاب بنوائے۔ اور سینکڑوں ہاتھی اور
ہزاروں گھوڑے سونے چاندی کے زیوروں سے مستغرق محتاجوں اور
غریبوں کو عطا فرمائے۔ بہت سی گائیں اور رتھ پالکی نالکی وغیرہ

برہمنوں اور رشیوں میں نقدی کے ساتھ تقسیم ہوئیں۔ اپنے بھائیوں سے بہت زر و جواہرات خیرات کرائے۔ پھر مشیروں وزیروں اور امیروں کو بلا کر راجہ پرکچھیت کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور مزید تاکید کی۔ کہ میری جگہ راجہ پرکچھیت کو شمار کریں۔ پرکچھیت اب تمہارا راجہ ہے۔ اس کی زندگی اب تمہارے ہاتھوں ہے۔ اس کی خدمت میں کوتاہی نہ ہونے پاوے۔ اور نہ اس پر کسی قسم کی تکلیف عاید ہو سکے۔ راجہ یدھشٹر کی ان غم انگیز باتوں سے سب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ دست بستہ ہو کر ادب کے ساتھ عرض کیا۔ کہ حکم کی تعمیل میں کسی قسم کا عذر نہیں۔ جو ارشاد ہوگا۔ بجا لائیں گے۔ اس کے بعد راجہ یدھشٹر نے گلے سے موتیوں کے ہار اتار دے۔ شاہی پوشاک جو زیب تن تھی۔ بجائے اس کے مرگ چھالا اور گیروا لبستر پہنا۔ ڈنڈا کمنڈل ہاتھ میں لیا۔ اسی طرح چاروں بھائی اور رانی دروپدی رشیوں کے روپ میں راج محل سے باہر نکلے۔ نارد بیاس بھاردواج۔ مارکنڈے۔ بگیہ ولک۔ بشسٹ اور گوتم رشی راجہ یدھشٹر سے ملنے آئے۔ پانچوں بھائیوں نے پوجا کی۔ اور نارائن کا دھیان کرتے ہوئے سب کے آگے راجہ یدھشٹر ان کے پیچھے بھیم سین اور اُن کے پیچھے ارجن۔ پھر نکل اور نکل کے پیچھے سہدیو اور سب کے بعد رانی دروپدی ہستناپور سے نکلے۔ چلتے وقت راجہ یدھشٹر نے پرکچھیت اور بجر ناتھ کو رعایا کے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ کہ جس طرح میری عزت کرتے رہے۔ اسی طرح یہ دونوں لڑکے آپ کے آغوش محبت میں دیئے جاتے ہیں۔ اب میری بجائے پرکچھیت اور بجر ناتھ آپ کی خدمت کریں گے۔ ایشور سے پرارتھنا ہے۔ کہ ان دونوں صاحبزادوں سے رعایا کا دل کبیدہ نہ ہو۔ یہ کہکر آگے بڑھے راجہ یدھشٹر کی ہمراہی میں ایک کتا بھی تھا۔ اور بی ناگ کنیا ل۔ دریتر انگد بھی ارجن کی ہمراہی میں روانہ ہوئیں۔ کچھ حیل رعایا بھی ساتھ چلنے پر عازم ہوئے۔ مگر راجہ یدھشٹر کے اصرار سے سبھوں کو مجبور ہونا پڑا۔ کچھ دور جا کر واپس ہوگئے۔

---

# ادھیائے (۲)

## پانڈوؤں کا بھرت کھنڈ میں طواف اور دوارکا پوری کو دیکھ کر اظہار افسوس

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے جی سے اس کتھا کو یوں شروع کرتے ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر اعزا و اقربا اور اہل شہر کو روتا ہوا چھوڑ کر مشرق جانب روانہ ہوئے۔ پریاگ دیش میں گنگا اور جمنا کا اشنان کیا۔ الوپی۔ اگد چیتر دریائے گنگا میں غوطہ لگا کر غائب ہو گئیں۔ چتر انگد منی پور چلدی۔ پریاگ راج میں رشیوں منیوں کے درشن کر کے جب پانڈو آگے بڑھے۔ ان کا گزر ایک تالاب (سرودر) پر ہوا۔ اگنی دیوتا سے ملاقات ہوئی۔ ارجن سے گانڈیو دھنش مانگا۔ کہ ہم کو ورن دیوتا نے بھیجا ہے۔ اور گانڈیو دھنش طلب کیا ہے۔ اب دھنش کی ضرورت نہیں۔ ارجن نے اگنی دیوتا کی ہدایت سے فی الفور گانڈیو دھنش سرودر میں ڈالدیا۔ ورن دیوتا کے دوت دھنش لے کر اپنے آقا کی خدمت میں آئے۔ راجہ یدھشٹر بھائیوں کے ساتھ ملک آسام میں پہنچے۔ سمندر میں اشنان کر کے جنوب رویہ رخ کیا۔ بحر و بر کی گشت کرتے ہوئے سیاحت مندر امبیشور کی زیارت کی۔ اور وہاں سے گھومتے ہوئے مغرب کی طرف سیدھیاں بھریں۔ دوارکا کے قریب پہنچکر پانڈوؤں کے آنسو نکل پڑے۔ تمام دوارکا کا غرقاب ہو چکی تھی۔ عمارتوں کے نام و نشان بھی نہ تھے۔ کرشن چندر کی موہنی صورت اپنی جھلک سا دکھا گئی۔ یدو بنسیوں کے جلال اور اقبال کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ قلب آکھنے لگا۔ دل امنڈ آیا۔ زمانے کا انقلاب اپنا رنگ دکھلا رہا ہے۔ او فلک ناہنجار تم نے کیا سے کیا کر دیا۔ تجھ

تو کسی کا جاہ و جلال ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ جس نے ذرا پر پُرزے نکالے۔ تو اُس کا دشمن ہو گیا۔ راجہ یدھشٹر کرشن بھگوان کی یاد کر کے بہت روئے پھر اس بات سے تسکین بھی ہوئی۔ کہ پرماتما کی مرضی یونہی تھی۔ کرشن اوتار اسی لئے ہوا۔ کہ راکشس اور مغرور چنڈ لپنڈ راجوں سے زمین کو پاک کر کے رشیوں منیوں غریب سادہ مزاج نیک چلن خوش اطوار لوگوں کا اُپکار کرے۔ بڑے بڑے مردم خوار راچھسوں کو خاک میں ملا دیا۔ بڑے سورماؤں کا گھمنڈ توڑ دیا۔ وہ اپنا شٹی پورکھ کرشن سروپ پیدا ہو کر پرتھوی کا بھار اتار کر بیکنٹھ کو چلا گیا۔ جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ ارجن کہتا تھا۔ کہ جب میں دوارکا آیا۔ رانیوں کو ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا۔ تو عجیب و غریب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ یعنی جس قدر حصہ دوارکا سے خالی ہوتا تھا۔ سمندر میں ڈوب جاتا تھا۔ اب نہ وہ زمین ہے نہ وہ فلک نما عمارتیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ عمارتیں بسوکرما نے کرشن بھگوان کے اشارے سے تعمیر کی تھیں۔ بجائے عمارتوں کے پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ یہ سب ایک ادنٰے اعجاز سری کرشن مہاراج کا تھا۔ جب تک آپ کی مرضی رہی سمندر چاروں طرف سے موجیں مارتا ہوا دوارکا پوری کی حفاظت کرتا رہا اس نے بھی ایک حیثیت سے بہت بڑا تپ کیا۔ کہ سری مہاراج کے روزانہ درشنوں سے اپنا جسم سپھل کیا۔ ارجن کی باتوں سے راجہ یدھشٹر اور پانڈو ایسے مغموم ہوئے۔ کہ گھڑی بھر ٹھہرنا شاق ہو گیا۔ رسال سے آنکھوں کی تری پونچھتے ہوئے بادل چاک وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہردوار پہنچ کر عابدوں مرتاضوں کے درشن کئے۔ بہت سے رشی منی پانڈوں کا آنا سُن کر ملنے کو آئے۔ اور رشی کپل بدری کا آشرم تک برابر ساتھ رہے۔ راجہ یدھشٹر نے انہیں رشیوں کی ہمراہی میں پارس ناتھ کیدار ناتھ وغیرہ تیرتھوں میں نہا کر سبھوں کو رخصت کیا۔ اور آپ بھائیوں اور رانی دروپدی کے ساتھ ہمالیہ پربت پر چڑھ گئے۔ بھرت کھنڈ آریہ ورت کی طرف پاس آ نیز نظر ڈال کر سمیر پربت کی چوٹی کے قریب پہنچے۔ برفستانی پہاڑ میں پانڈو

گلے جاتے تھے۔ جسم ٹھنڈا ہوا جاتا تھا۔ وہ کتا رفیق بھی ہمراہ تھا۔ جس نے چلتے وقت رفاقت کی تھی۔ پانڈو برف کی پرواہ نہ کرکے سب سے اونچی چوٹی پر چڑھ گئے۔

# ادھیائے (۳)

# برفانی پہاڑ میں پانڈوؤں کا گلنا اور راجہ یدھشٹر کی اپنے جسم سے بیکنٹھ کو روانگی

بھیشم پتامہ جی راجہ جنمیجے جی سے فرماتے ہیں۔ کہ جب راجہ یدھشٹر سمیر پربت کی چوٹی پر چڑھے۔ جہاں پر بڑے بڑے منیشروں اور یوگیشروں کا بھی گزر ہونا دشوار ہے۔ برف کا انبار تھا۔ رانی دروپدی برف میں گر پڑیں۔ بھیم سین نے راجہ یدھشٹر سے اطلاع کی۔ کہ رانی دروپدی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ راجہ یدھشٹر نے فرمایا۔ کہ دروپدی عصمت و عفت کی دیوی تھی۔ پانچ شوہر ہوتے پر ارجن سے زیادہ انس تھا۔ باوجودیکہ سہاگن روپ سے سُرگ کو گئی۔ راجہ یدھشٹر آگے بڑھے۔ دروپدی کی طرف پھر کر بھی نہ دیکھا۔ کام کرودھ۔ موہ۔ لوبھ۔ اہنکار۔ پانچوں اندریوں کو مغلوب کر چکے۔ اس پر بھی اندر پرست دہلی کا راج انسانی حیثیت سے عدل کے ساتھ کرتے رہے۔ جب سے ہمالیہ کا سودا سر میں سمایا۔ راج پاٹ چھوڑ دیا۔ یوگ سادھن کیا۔ کچھ دور گئے ہوں گے۔ کہ سہدیو کے گرنے کی خبر بھیم سین نے راجہ یدھشٹر کے گوش گزار کی۔ اور یہ پوچھا کہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سہدیو بھی ناگہاں عدم کو سدھار گئے۔ اُن کا

شریر تیاگ کرنے کی کیا وجہ ہوئی۔ راجہ نے جواب دیا۔ کہ سہدیو کو اپنی عقل اور علم کا گھمنڈ تھا۔ وہ اپنے کو پنڈت جانتا تھا۔ اس غرور کی وجہ سے اس کی عمر نے جواب دیا۔ اتنے میں نکل برف میں گر پڑے۔ بھیم سین نے وجہ پوچھی۔ راجہ نے کہا۔ یہ اپنی خوبصورتی کے آگے کسی کو نہ گنتا تھا یہی وجہ اس کے جسم چھوٹنے کی ہوئی۔ راجہ یدھشٹر آگے بڑھے۔ ادھر ارجن برف میں گر گئے۔ یدھشٹر نے بھیم سین کو کہا۔ کہ ارجن کو شستر ودیا پر بڑا ناز تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ گانڈیو دھنش سے دنیا کے راجوں کو ایک دن میں مغلوب کر سکتا ہوں۔ اور واقعی وہ ایسا تھا بھی مگر بھیشم پتامہ۔ درونا چارج۔ کرن اتنے دلاوروں کو ایک دن میں ہلاک نہ کر سکتا۔ ہلاک کرنا بہت دشوار تھا۔ اگر کرشن بھگوان ارجن کی حفاظت نہ کرتے تو جانبر ہونا محال تھا۔ جیدرتھ کا سر کاٹتے ہی ارجن کے بھی سو ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر وہ خودی اس کے دماغ میں بھری ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ آگے نہ چل سکے۔ راجہ یدھشٹر نے آگے قدم بڑھایا ہی تھا۔ کہ بھیم سین کے گرنے کی آواز آئی۔ یدھشٹر نے پلٹ کر دیکھا۔ اور کہا۔ بھائی۔ تم استغنا رکھا کرتے تھے۔ کہ دنیا میں کسی انسان کی خوراک تمہاری خوراک کے برابر نہ تھی۔ تم کو کھانے کا دعویٰ تھا۔ اور یہی وجہ تمہارے ساتھ چھوڑنے کی ہوئی۔ اب صرف راجہ یدھشٹر اور وہی کتا باقی رہ گیا ہے۔ جو پہلے روز سے آج تک رفاقت کرتا رہا۔ راجہ یدھشٹر پاربتی کے [illegible] میں سب سے اونچی چوٹی پر چڑھ گئے۔ راجہ اندر رتھ پر سوار ہو کے سامنے آئے۔ اور کہا۔ یدھشٹر جی! آپ اپنے اسی جسم میں سرگ پہنچ سکتے ہیں ہم آپ کو لینے کے واسطے آئے ہیں۔ یدھشٹر نے جواب دیا۔ کہ میں چلنے پر راضی ہوں۔ مگر یہ کتا بھی ساتھ جائے گا۔ اندر بولے۔ یہ سرگ میں کتا کیونکر ساتھ جا سکتا ہے۔ یدھشٹر نے کہا۔ تو میرا بھی جانا محال ہے۔ اس نے میری رفاقت اس لئے کی ہے۔ کہ ہمارے ساتھ سرگ چلے۔ اگر اسے تو چھوڑتا ہوں تو ادھرم ہوتا ہے۔ بس مناسب ہے کہ ہم اندر کا [illegible] ہی کی جا بیں

سوارتھ ہوں۔ ہم نہ جائیں گے۔ یدھشٹر کی ان باتوں سے کتا اپنا روپ بدل کر
دھرم راج کی شکل میں سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور فرمایا۔ کہ اے فرزند۔ تمہیں اسوقت
بھی اپنا دھرم نباہا۔ ایک دفعہ تمہاری آزمائش دویت بن میں کر چکا ہوں
تمہارے بھائی پانی پانی کے تالاب پر پہنچے تھے۔ اور تمہارے چاروں بھائی
ایک اجگر کے منہ کا نوالہ ہو گئے۔ آپ نے نکل کو چھوڑانے کے لئے
میرے سوال کا جواب دیا۔ میں نے تمہارے جواب سے خوش ہو کر چاروں
بھائیوں کو چھوڑ دیا۔ وہ اجگر میں ہی تھا۔ اور آج بھی کتے کی حیثیت میں
تمہاری آزمائش مد نظر تھی۔ طبیعت تم سے خوش ہو گئی۔ اب رتھ پر سوار
ہو لیں۔ اور سورگ چلیں۔ حالانکہ راجہ ماندھاتا۔ شوی ہر یشچندر اور کئی
راج رشی بیکنٹھ دھام کو گئے۔ مگر تمہاری طرح کوئی مہاتما اس حیثیت
سے سورگ میں نہیں پہنچ سکا۔ تمہارا درجہ سب سے بڑھ کر ہے۔ دنیا
میں تمہاری طرح دھرم وان اور راست بازی راجہ نہ ہوا ہے۔ نہ ہوگا
تم نے اور تپ بہت کیا۔ مہابھارت کی خونخوار لڑائی میں تم نے ایسی
ثابت قدمی دکھائی۔ کرشن بھگوان تمہارے سکھا رہے۔ تمہاری تعریف
اور شہرت جب تک دنیا باقی پر قائم ہے شہرہ آفاق ہو گی۔ اپنے باپ
راجہ پانڈو کے نام کو قائم کیا۔ جیسے تم دھرماتما ہو۔ ویسے تمہارے بھائی
ارجن گانڈیو دھنش کا دھارن کرنیوالا کرشن چندر پرماتما کا دوست تھا۔
بھیم سین بہادر اور نکل سہدیو سے عالم تمہارے بھائی ہوئے۔ اور ساکشات
لکشمی روپ دروپدی مہارانی تمہاری رانی ہوئی۔ تمہاری طرح دھرم پر
قائم رہنے والا راستباز راجہ اب نہ ہوگا۔ راجہ اندر نے نہایت تپاک
سے یدھشٹر کو بوان پر سوار کیا۔ دیوتا رشی نارد اور بہت سے رشی راجہ یدھشٹر
سے ملنے آئے۔ سبھوں کی زبان پر مہاراجہ یدھشٹر کی صفت اور اوصاف
کے کلمے جاری تھے۔ کہ تمہاری طرح کسی راجہ نے سورگ میں پدوی
نہیں پائی

# اَدِھیائے (۲)

## راجہ یدھشٹر سُرگ لوک میں

بشم پائن جی اس طرح راوی ہیں - کہ راجہ یدھشٹر اندر کے ساتھ رشیوں منیوں کے جھنڈ میں بوان پر سوار چلے جاتے تھے - یدھشٹر نے دیوتاؤں سے دلی عندیہ ظاہر کیا - کہ ہمیں یہاں ہمارے بھائی بھیم سین - ارجن - نکل - سہدیو ہیں - پہنچا دو ۔

**راجہ اندر** - راج رشی ! تم اس بات کی فکر مت کرو - وہ لوگ سُرگ میں پہنچ گئے تھے - تم بھی سنسار کے مایا موہ کے جال سے چھوٹ کر پرم دھام کو جاتے ہو - انسانی طریقوں کو چھوڑ دو - حواس ظاہری و باطنی کو مغلوب کر چکے - پھر کیوں بھائیوں کا خیال آیا - تمہاری طبیعت کی سادگی ابتک نہ گئی - حالانکہ گیان کے نور سے تمہارا دل منور ہو چکا ہے - تو بھی تمہارے دل سے انسانی عادتیں اب تک نہیں چھوٹیں - اے راجہ ! بھائی بیٹا - استری کوئی کام نہیں آتا - اِن کا تعلق جب تک روح جسم میں ہے - رہتا ہے جہاں روح جسم سے علیحدہ ہوئی - اپنے کرم کا پھل بھوگنے لگی - تمہارے بھائیوں نے بھی دھرم کے ساتھ دنیاوی کام کئے - وہ آدمی نہ تھے - بلکہ دیوتاؤں کے روپ تھے - اِس لئے اپنی اپنی اصل میں سما گئے - سنت کمار کے انش سے نکل اور سہدیو پیدا ہوئے تھے - بھیم سین پون کا لڑکا تھا - پون میں مل گیا اور ارجن نر اوتار ہو کر شری کرشن بھگوان کے پاس پہنچ گیا - تم بھی اپنا سروپ تھوڑی دیر کے بعد دیکھنے لگو گے - تمہارا تعلق دھرم راج سے ہے ۔

دیوتاؤں کی گفتگو سن کر راجہ یدھشٹر نے اسی بات کا اعادہ کیا - کہ ایک دفعہ مجھے رانی دروپدی - بھیم سین - ارجن وغیرہ چاروں بھائی اور راجہ وراٹ اور دروپد سے ملاقات کرا دو - پھر جیسا ہوگا - دیکھ لیا جائیگا

# ادھیائے (۵)

## مہاپراستھانک پرب کا خاتمہ

بیشم پاین جی روایت کرتے ہیں۔ کہ پراستھانک پرب میں پانڈووں کی سرگ میں روانگی۔ راجہ یدھشٹر کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا گیا۔ جو لوگ اس پرب کو سنیں گے یا سنائیں گے۔ کرشن بھگوان کی کرپا سے بھوساگر سے پار ہو کر سرگ دھام پہنچیں گے۔ پانچوں پانڈووں کی طرح دھرم پر ثابت قدم علوم شاستر سے واقف اور شستر ودیا سے ماہر عاقل اور ذی فہم اب کوئی آئندہ نہ پیدا ہوگا۔ راجہ یدھشٹر کی مثال کا دھرماتما نہ زمانہ سلف میں گزرا ہے نہ آئندہ ہونے کی امید ہے۔ راجہ یدھشٹر جن اوصاف سے متصف تھے کلجگ کے زمانے میں وہ باتیں قصہ کہانی سمجھی جائیں گی۔ انہیں شاستر ودیا میں عبور تھا۔ ہفت اقلیم کے تاجداروں کو مغلوب کر کے تمام دنیا کا شہنشاہ گردانے گئے۔ جو دولت و ثروت میسر آئی۔ اپنے زور بازو اور ثابت قدمی سے حاصل کی۔ بڑے بڑے یگیہ کئے۔ جواہر و زر کی دکشنائیں دیں۔ جن کا شمار احاطۂ امکان سے باہر ہے۔ باوصف اس ثروت و جاہ و حشمت کے اپنے بڈھے چچا دھرتراشٹر کی بدولت بہت تکلیفیں برداشت کیں اس پر بھی اپنے چچا کا اعزاز اپنے باپ سے بڑھ کر کیا۔ شب و روز ایسی خدمت کی۔ اور اس افتخار سے رکھا۔ کہ اس نے دریودھن وغیرہ اپنے بیٹوں کی یاد بھول کر بھی نہ کی۔ اپنے کئے پر از حد پشیمان تھا۔ کیونکہ اس کے ہوتے دریودھن کرن اور شکنی وغیرہ اس کے قریبی رشتہ دار اور اس کے ناخلف لڑکے ہمیشہ پانڈووں کے ساتھ بدی کرتے رہتے۔ اور پانڈوؤں کا برتاؤ نیکی کے ساتھ رہا۔ شرادھ اور یگیہ کرانے کے وقت بھی بھیم سین نے راجہ یدھشٹر کو ممانعت کی۔ کہ ہم اپنے مورث بھیشم پتامہ کا شرادھ اپنے

ہاتھ سے کریں گے۔ راجہ دھرتراشٹ کو بھارت کے کاموں میں دخل نہیں۔ اسے ہرگز مجاز نہیں۔ کہ اپنے موروثوں کا شرادھ کرے۔ دریودھن کی روح کو پانی دینا ہماری دانست میں حرام ہے۔ مگر راجہ یدھشٹر نے بھیم سین کے کہنے کی پرواہ نہ کی۔ اپنے چچا کے ارشاد کے بموجب عمل کیا۔ اور دھرتراشٹ سے مقتولان جنگ کا شرادھ کرایا۔

یدھشٹر اپنے برتاؤ سے ہردلعزیز ہو گئے۔ کہنہ گندھرب بھی مہاراجہ یدھشٹر کے خلق و خوشخوئی کی تعریف کرتے ہیں۔ راجہ یدھشٹر سورگ میں پہنچ گئے ہیں۔ ہے راجن! اس پرب کو جو لوگ خلوص دل سے اعادہ کریں گے۔ اور راجہ یدھشٹر کی ثابت قدمی۔ راستبازی۔ شیریں گفتاری کی یاد کرکے اس پر آفریں بھیجیں گے۔ اُن کے لئے بہشت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور دنیا میں بھی رنج و افکار کے شدائد نہ جھیلنے پڑیں گے جب تک آسمان بے ستون قائم ہے آفتاب و ماہتاب اپنی کرنوں سے خلق کو منور کرتے رہیں گے۔ مہاراجہ یدھشٹر کا نام نیک نیتی سے زبان زد خلائق رہیگا۔ اور نارائن کا لیش جب تک زمین شیش ناگ جی اپنے اوپر لئے ہیں۔ بھگتوں اور سجن پرشوں کو سکھ دےگا۔

---

# مہابھارت

## حصّہ ہژدہم

# سرگاروہن پرب

## اَدّھیائے (۱)

## راجہ یدھشٹر کو سُرگ و نرک کی زیارت ودھرشٹ دمن اور پانڈووں سے ملنے کی خواہش

بیشم پاین جی اس طرح بائل ہیں۔ کہ جب راجہ یدھشٹر نے اور اندر نے اپنے بھائیوں کی ملاقات کا عندیہ ظاہر کیا۔ راجہ اندر اور دھرم راج دھرم راج دیورشی نارد کی ہمراہی میں راجہ یدھشٹر کو سُرگ میں لے گئے۔ دیودھن کو تخت مرصع پر جلوہ افروز دیکھا۔ کہ چاروں طرف کھڑے دیوتا ہاتھ میں لئے نکس زاری کر رہے ہیں۔ گندھرب و کنھر دست بستہ استادہ ہیں۔

اس حالت راجہ دریودھن کو دیکھ کر راجہ یدھشٹر کو سخت تعجب ہوا حیرت تھی کہ گناہوں سے ملوث راجہ دریودھن نے ایسی پدوی کیونکر حاصل کر لی۔ دریودھن اور بہشت۔ تعجب ہے جن کی تمام عمر گناہ کرتے گزری۔ جس نے نیکدل اور راستباز لوگوں کو تکلیفیں پہنچائیں۔ سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ راجہ ویراٹ دروپد بھیشم پتامہ یا دھرتراشٹ دھن جن کی عمر عبادت میں صرف ہوئی۔ ایک بھی نہیں دکھائی دیتے۔ راجہ یدھشٹر نے نارد جی سے پوچھا۔ کہ عصیاں مآب دریودھن کے ویسے کرم نہیں تھے۔ جو سرگ کے آنند بھوگ رہا ہے۔ میں اس کے پاس کھڑا نہیں ہونا چاہتا۔ ایسے سرگ کو دور ہی سے سلام ہے۔ جہاں بھیم سین۔ ارجن۔ رانی دروپدی۔ نکل۔ سہدیو ہمارے بھائی مقیم ہیں۔ وہاں مجھے پہنچاؤ۔ نارد جی نے مسکرا کر جواب دیا۔ دھرم راج یہ سرگ ہے یہاں حسد اور دغا کا گزر نہیں۔ راجہ دریودھن بھی چونکہ شجاعت اور بہادری کے میدان میں جان دے چکا ہے۔ اس نے پوری پوری جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہست کی پابندی کی۔ ہتھیاروں کی آنچ میں جل کر راکھ ہو گیا۔ یہی وجہ اس کے سرگ پانے کی ہوئی۔ جو تکلیف اور مصائب تم نے اس کی ذات سے اٹھائے۔ گو وہ صحیح ہے۔ مگر وہ امور دنیا ہی تک تھے۔ اب ان باتوں کو یاد کرنا عبث ہے۔ تم دھرم راج ہو۔ دھرم تمہارا مذہب ہے۔ دریودھن سے محبت سے ملو

یدھشٹر۔ نہیں نہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اسی ملعون دریودھن کی مخاصمت سے کروڑوں شوربیر لاکھوں ہاتھی۔ گھوڑے پیوند خاک ہوئے۔ آپ مجھے دریودھن سے ملنے کو کہتے ہیں۔ یہاں دم بھر ٹھہر نہیں سکتا۔ وہاں جانا چاہتا ہوں۔ جہاں راجہ ویراٹ اور دروپد ہمارے بھائی اور رانی دروپدی ہیں۔ آخر وہ لوگ یہاں کیوں آتے نہیں۔ ہمارے بڑے بھائی راجہ کرن کہاں ہیں۔ ان سے درشن کی تمنا ہے۔

۶۰۔ یدھشٹر کی درد رس گفتگو سے دھرم راج اور راجہ اندر بہت مسرور ہوئے۔ اور کہا بہتر ہے۔ ہم تم کو انہیں کے پاس بھیج دیتے ہیں۔

یہ کہکر ایک قاصد کی ہمراہی میں راجہ یدھشٹر کو نرک کی طرف روانہ کیا۔ راستہ
ایسا میلا اور خراب تھا۔ کہ ایک ایک قدم بار خاطر ہو رہا تھا۔ کہیں مکھیاں
بھنبھنا رہی ہیں بدبو سے دماغ اُڑا جاتا ہے۔ کہیں پیپ اور خون کی ندیاں
بہ رہی ہیں۔ ہڈیوں کے ڈھیر گندلے اور میلے پانی کی موریاں رواں ہیں
بڑے بڑے کیڑے کلبلا رہے ہیں۔ کہیں آگ جل رہی ہے۔ کہیں گرم تیل
کی کڑاہی چڑھی ہیں۔ کہیں پتھریلی زمین آگ کی طرح تپتی ہوئی دیکھی۔ کہیں
ندیوں میں گرم پانی آفتاب کی تپش سے اوٹ رہا ہے۔ بڑی بڑی گھاس
لگی ہوئی۔ جابجا کانٹوں کا انبار نظر آیا۔ ایک قدم چلنا دشوار تھا۔
تعفن سے ناک سڑی جاتی تھی۔ کہیں ایسے تناور درخت دکھلائی
دیئے۔ جن کے پتے چھری کی دھار کی طرح تیز تھے۔ ایک مقام پر لوہے
کی شل نظر آئی۔ جس کی گرمی سے اس قدر حرارت تھی۔ کہ اس کے پاس سے
گزرنا دشوار تھا۔ اس مقام پر راجہ یدھشٹر کو بہت شاق گزرا۔ سب چیزیں
دیکھتے ہوئے افسردگی کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ یدھشٹر نے ہمراہی سے
پوچھا۔ کب تک ایسے مقاموں سے سابقہ رہیگا۔ کتنی دیر اور چلیں گے۔
اس مصیبت خیز نظارے سے نجات ہوگی؟ اس مقام کا کیا نام ہے ہمارے
بھائی کہاں ہیں۔ ہمراہی بولا کہ یہاں تک اجازت دی گئی تھی۔ آپ نے یہاں
کا رنگ دیکھ لیا۔ آگے یہاں سے بھی بدتر حال ہے۔ اب واپس چلئے۔ راجہ
یدھشٹر نے پلٹنا غنیمت سمجھا۔ ایک دردآمیز آواز یہ کہتے ہوئے سنائی دی
کہ دھرم راج یدھشٹر جی آپ کے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کی
قسمت جاگ اٹھی۔ ہم لوگ گو دوزخی ہیں۔ مگر آپ کے آنے سے وہ راحت
ہوئی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ راجہ یدھشٹر اس دردآمیز آواز سے چونکے ہوگئے
پوچھا۔ آپ لوگ کون ہیں۔ اپنا نام بتلاؤ۔ کہ میں بھیم اور میں ارجن ہوں۔ نکل
اور سہدیو۔ دھرشٹ دمن۔ رانی دروپدی اور دروپدی کے پانچوں پتر
ہمارے ساتھ نرک بھوگ رہے ہیں۔ راجہ یدھشٹر اپنے بھائیوں کی حالت
زار سے رنجیدہ ہوئے۔ افسوس میرے بھائی جنہوں نے برسوں بیکھ بھوگ

تب تیرتھ یاترا کی ہے۔ اور عفت مآب دروپدی جس نے پتی برت دھرم مرتے وقت تک نباہا۔ اور اس کا بھائی دھرشٹ دمن جو اگن کنڈ سے پیدا ہوا۔ یہ سب دوزخی ہو گئے۔ انہوں نے ایسا کونسا پاپ کیا تھا جو نرک میں ڈالے گئے۔ دھرم راج تمہارے ڈھنگ نرالے ہیں کہ پاپی دریودھن تو سُرگ کے آنند بلاس بھوگے۔ اور ارجن بھیم سین نکل سہدیو میرے بھائیوں کو نرک دیا۔ جہاں ایک گھڑی بھی کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ پھر اپنے ہمراہی سے کہ تم اندر سے میرا پیام دو۔ میں یہیں ٹھہرا ہوں۔ رہبر راجہ اندر کے پاس گیا۔ اور راجہ یدھشٹر کا پیام ہو بہو گوش گزار کیا۔

# اُدّھیائے (۳)

## دیوتاؤں اور راجہ یدھشٹر کی گفتگو

بیشم پاین جی راجہ جنمیجے جی سے مخاطب ہیں۔ کہ راہبر نے دیو سماج میں آکر راجہ اندر سے راجہ یدھشٹر کا پیام سنایا۔ راجہ اندر دیوتاؤں کو ساتھ لے کر وہاں آئے۔ ان کے آتے ہی وہ سڑا سہا۔ بسا ہند بو اور آفتاب کی حدت وغیرہ سب باتیں جاتی رہیں۔ اور بجائے اس کے ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چلنے لگی۔ اچھے خوشنما اور خوشبودار پھول کھل گئے۔ لہو لہان اور پیپ کی ندیوں کا پتہ نہیں بجائے اس کے کیوڑے اور گلاب کی نہریں جاری تھیں۔ راجہ یدھشٹر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ راجہ اندر لسوے وِیوادیوا ٹی سورج دونوں اونی کما اور بہت سے دیوتا کھڑے ہوئے ہیں۔ طبیعت کی وہ حرارت جاتی رہی۔ دل کسی قدر بشاش ہو گیا۔ دیوتاؤں نے یدھشٹر سے کہا کہ ہے راج رشی! تم اپنا شوک چھوڑ دو تمہیں غصہ زیب نہیں دیتا راجاؤں کو نرک بھوگنا لازمی ہے۔ کیونکہ ان سے اچھے اور برے کرم دونو ہوتے ہیں۔ جو اچھے کرموں کو پہلے بھوگتے ہیں۔ وہ بعد کو نرک

ہیں جاتے ہیں۔ جو بُرے کرم پہلے بھوگتا ہے۔ اُسے پیچھے سُرگ ملتا ہے۔ ہم تمہارے نیک خواہاں ہیں۔ ہم ہمدرد ہیں۔ اس لئے تم کو پہلے نرک دکھا دیا۔ تم نے اشوتھاماں کی بابت جھوٹی بات کہی تھی۔ اس سے آپ کو نرک کا نظارہ دکھانا لازمی ہوا۔ اور یہی وجہ ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو۔ دروپدی وغیرہ کو نرک بھگتنے کے ہوئے۔ تمہاری طرف کے سب راجہ جنہوں نے مردانہ وار میدان جنگ میں جان دی تھی۔ سُرگ میں پہنچ گئے۔ تمہارا بڑا بھائی کرن اپنے استھان سُورج لوک کو گیا۔ اب تم اپنے دل سے کبیدگی دُور کر دو۔ اور جو تم نے دُنیا میں اچھے کرم کئے ہیں۔ اُن کا سُکھ بھوگو۔ سُرگ میں گندھرب اور اپسرا تمہاری زیر فرمان رہیں گے جس طرح کہ راجہ ہرشچندر اپنی نیک خصلتوں کی بدولت اِس لوک میں جاگزین ہوا۔ راجہ ماندھاتا بھاگیرتھ۔ راجہ دسرتھ کا پتر بھرت اپنی نیک خلقی کی بدولت اپنے اپنے لوکوں میں سُکھ بھوگ رہے ہیں۔ اسی طرح تم بھی آنند بھوگو۔ ہے راجہ دیونَدی گنگا میں جو تینوں لوک کو پاک کرنے والی ہے۔ اشنان کرو۔ جو انسانی جامے کی بدولت رنج اور مصیبتیں سہنی پڑیں۔ وہ سب کافور ہو جائیں گی۔

# اُدھیائے (۳)

# راجہ یدھشٹر کا دیونَدی گنگا میں اشنان

بشمپاین جی راجہ جنمیجے جی سے رطب اللسانی کرتے ہیں۔ کہ دیوتاؤں نے راجہ یدھشٹر کے تمام شکوک اپنی پند و نصائح سے زائل کر دیئے اور گنگا جی میں اشنان کرنے کی ہدایت فرمائی۔ دھرم راج جی اس طرح مخاطب ہوئے۔ کہ میں تین مرتبہ تمہاری آزمائش کر چکا۔ واقعی تم دھرم روپ ہو۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ مصیبت میں بھی دھرم میں ثابت قدمی دکھائی۔ دیوتا ہے۔ اس لئے نرک کا نظارہ تمہیں اس

دکھایا۔ کہ راجاؤں کو نرک ضرور بھوگنا پڑتا ہے۔ دروپدی لکشمی روپ ہے۔ تمہارے لئے اگن کنڈ سے اُس کا اوتار ہوا۔ اب تم گنگا میں اشنان کرکے مایا موہ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ راجہ یدھشٹر نے گنگا جی میں اشنان کیا۔ غوطہ لگاتے ہی دِیب دیہہ پائی پھر وہاں سے دیوتاؤں کے ساتھ سرگ میں گئے۔ ارجن۔ بھیم سین۔ نکل۔ سہدیو اپنے اپنے مقام پر جلوہ گستر ہیں۔ راجہ دھرتراشٹ بھی اونچے سنگھاسن پر براجمان ہیں۔ راجہ یدھشٹر کے پہنچتے ہی دیوتاؤں رشیوں اور گندھربوں نے مدح سرائی کی بعدہ راجہ یدھشٹر جہاں کوروں اقامت گزیں تھے پہنچے۔ کرشن بھگوان کا جمال بے مثال سنکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم دھارن کئے۔ نظر آیا۔ ایک سنگھاسن پر ارجن کو نر کا روپ دھارن کئے۔ کرشن چندر کے پاس دیکھا۔ اس نورانی جمال کے سامنے شیو۔ برہما تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو وید منتر پڑھتے ہوئے پایا۔ رشی منی آپ کی پوجا اور اُپاسنا کر رہے ہیں۔ راجہ یدھشٹر ترلوکی ناتھ کیشو مورت کے درشن کرنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور آنند میں مگن ہو بیکنٹھ ناتھ کے بڑے پریم سے پوجن کی۔ نرنارائن یعنی ارجن اور کرشن بھگوان راجہ یدھشٹر سے بغلگیر ہوئے۔ وہاں سے دیوتاؤں کے گروہ میں بھیم سین کے پاس پہنچے بھیم سین کو پون دیوتا کی گود میں دیہہ سروپ دھارن کئے ہوئے دیکھا۔ یدھشٹر نے گلے سے لگایا۔ پھر اسونی کماروں کے استھان پر گئے۔ نکل سہدیو کو دیکھا۔ اور اسی طرح دروپدی لکشمی سروپ نظر آئی۔ راجہ اندر نے کہا۔ اے راج رشی یدھشٹر! رانی گاندھاری اور دروپدی جن کا جسم انسانوں کی طرح نہیں ہوا۔ یہ دونوں سرگ کی لکشمی ہیں۔ تمہاری خاطر دونوں نے اوتار لیا۔ اب اپنے اپنے استھان پر پہنچ گئیں۔ راجہ یدھشٹر نے گاندھاری جی کے قدم لئے اور رانی دروپدی کو آشیرباد دی۔ اتنے میں دروپدی کے پانچوں لڑکے جو گندھرب تھے۔ راجہ یدھشٹر کے قدموں پر گر پڑے۔ راجہ یدھشٹر نے چھاتی سے لگا لیا۔ پھر اپنے چچا دھرتراشٹ کے پاس پہنچے۔ جو راجہ پانڈو کا بڑا بھائی تھا۔ راجہ دھرتراشٹ کو ایک اونچے استھان پر براجمان پایا گندھرب اور کنہر مردچیل ناٹک رہے ہیں۔ اپسرائیں سیوا کر رہی ہیں۔ کچھ گندھرب

گانا سُنا رہے ہیں۔ راجہ اِندر نے اُنگلی کے اشارے سے کرن کو دکھلایا۔ کہ راجہ!
دیکھو جو رادھا کا لڑکا کرن نام سے موسوم ہوا۔ آکاش میں سورج کی طرح اپنی
نورانی کرنیں چمکاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ راجن! بسوے دیو ساتکی جی بیٹھے ہوئے
ہیں۔ سبھدرا کے پتر چندرماں کی طرح ابھمنیو چندرماں کی گود میں کھیل رہے
ہیں۔ یہ کنتی اور مادری تمہاری ماتا تمہارے پتا راجہ پانڈو کے ساتھ بیٹھی ہوئی
تمہارے دیکھنے کے لئے آئی ہیں۔ اور درونا چارج جی برہسپت جی کے ساتھ
وہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی زیارت کرو۔ انہوں نے میدان جنگ
میں لڑائی لڑ کر قالب کو چھوڑ دیا۔ اب یہ یکش کنہر۔ گندھربوں کے ساتھ رہا
کرتے ہیں۔

# ادھیائے (۴)

# مقتولان جنگ کی روحوں سے راجہ یدھشٹر کی ملاقات

بھیشم پاتن جی راجہ جنمیجے جی سے اس طرح مخاطب ہیں۔ کہ راجہ یدھشٹر
سے ہر ایک مقتولان جنگ سے ملاقات کی۔ جو جس کے انس سے پیدا
ہوا تھا۔ اُسے اُسی دیوتا میں پرویش کرتے پایا۔ بھیشم پتامہ جی بسو دیوتاؤں
کے ساتھ درونا چارج برہسپت جی کرت رما مروگن پردمن جی کو سنت کماروں
کے ہمراہ دیکھا۔ اور پھر یہ سب دیوتاؤں کے روپ دکھائی دینے لگے۔
راجہ دھرتراشٹر کو بر پوری کے راج کا مالک ہوا۔ راجہ پانڈو مہیندر لوک
میں پہنچا۔ بھورے شروا اور راجہ شل کینس۔ اگر سین۔ بسدیو۔ سنکھ۔ اُتر
راجکمار یہ سب بسویدا میں مل گئے۔ بدرجی کا دھرم راج سے الحاق ہوا۔
بدیوجی رسائل گئے۔ جو اپنی پُشت پر شیش ناگ روپ سے پرتھوی کا

بھار اُٹھاتے ہیں۔ کرشن چندر آنند کند کا اتصال بشن بھگوان سے ہوگیا۔ باسدیو جی کی سولہ ہزار رانیاں سرستی ندی میں ڈوب کر سُرگ لوک میں پہنچ گئیں۔ اور اپسرا روپ ہو کر سری بھگوان کی سیوا میں مصروف ہوئیں۔ گھٹوت کچ کا اوتار یکش سے ہُوا تھا۔ اور دریودھن دوشاسن وغیرہ راچھس تھے۔ یہ سب کویر پوری میں بود و باش کرنے لگے۔ کیونکہ جکش اور راچھسوں کا مسکن کویر پوری ہے۔ اے راجہ جنمیجے جی! جو دیوتا اور راچھس برہما کی ہدایت سے زمین پر پیدا ہوئے۔ وہ سب اپنے اپنے مقام پر آ گئے۔ اور اپنے اپنے روپ میں مل گئے۔ اسی طرح جب رام چندر اوتار ہُوا۔ سب دیوتا اور راچھس اوتار پرتھوی پر جنم لے کر آخر میں اپنے سروپ میں اتصال کر گئے۔ نارائن جی کو پرتھوی کا بھار اُتارنا تھا۔ اس لئے اوتار دھارن کرتے ہیں۔ جو لوگ پریم اور خلوص عقیدت سے باسدیو بھگوان کا سمرن کرتے ہیں۔ ان کو مکت پدوی میسّر ہوتی ہے۔ مہاتما رشی منی اور سری بھگت نارائن جی کا چرتر پورانوں رامائن۔ بھاگوت مہابھارت وغیرہ کا پاٹھ کر کے بھوساگر سے پار اُتر جاتے ہیں۔ جو لوگ ان پوتھیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ نارائن جی کے بھگت ہو جاتے ہیں۔

# اُدھیائے (۵)

## راجہ جنمیجے جی کا یگیہ اور مہابھارت سُننے کا پھل

اگر شروا جی نیمشارتیرتھ پر مہابھارت پوتھی رشیوں منیوں کو سُنا رہے ہیں۔ راجہ جنمیجے جی مہابھارت سی پاک پوتھی بیشم پائن سے سُن کر از حد مسرور ہوئے کتھا کے سماپت ہونے پر یگیہ کیا گیا۔ استیک رشی نے سرپوں

رشی کی جان اس یگیہ سے بچائی۔ جنمیجے جی نے بہت کچھ دان دکشنا برہمنوں کو دے کر خوش کیا اور تکشک شالا استھان سے راجہ جنمیجے جی یگیہ کر کے برہمنوں کے ساتھ ہستنا پور آیا۔ اور نیک نیتی کے ساتھ کاروبار سلطنت میں مشغول ہوا۔ آٹھوں پہر اس پرم برہم پرمیشور کرشن بھگوان کی یاد دل میں جاگزین رکھی۔ دھرم شالائیں اور چھتریاں لنوئیں۔ باغ۔ باؤلیاں باپ دادا کے نام سے تعمیر کرائیں۔ اوگرشروا رشیوں منیوں سے مہابھارت کی کتھا اس طرح سناتے ہیں۔ کہ راجہ جنمیجے جی کی آرزو بیشم پاین جی نے پوری کی یعنی بیاس جی کی تصنیف شدہ مہابھارت پوتھی سنائی۔ اے رشیو! یہ کتاب انسان کو موکش اور گناہوں سے نجات دلانیوالی ہے۔ بیاس جی نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ ہو بہو اس کتاب میں تحریر کیا۔ جو اس کتھا کو خلوص دل سے روزانہ پاٹھ کرے یا سناوے۔ اس کے ہر ایک پرب کو پڑھے۔ یا پڑھاوے۔ وہ بھو ساگر سے پار ہو کر موکش پاویں گے۔ دنیا میں بھی ان کا نام آفتاب کی طرح روشن ہوگا۔ جاہ و حشمت و دولت و ثروت تابع فرمان رہیں گے۔ اور عقبےٰ میں بھی آنند ملیگا۔ اس بھارت کتھا میں پورن برہم پرماتما سری باسدیو جی کے چرتر بیان کئے گئے۔ جو نارائن جی نے اوتار لے کر دیوتاؤں اور انسانوں کو اپنی ادبھت لیلا دکھائی۔ اے رشیو اور منیو! اس کتھا کو شرادھ اور کرم کرنے کے وقت جو لوگ پریم سے سماعت کریں گے۔ ان کے پتروں کی موکش ہو جائیگی۔ شرادھ سے ان کی روحیں خوش ہو کر اچھے لوکوں میں باس کریں گی۔ مہابھارت کتھا میں ارتھ دھرم کام موکش کوئی بات ایسی نہیں۔ جس کا ذکر نہ ہوا ہو۔ اس گرنتھ سے اٹھارہ پوران نکلتے ہیں۔ ان کے سنتے ہی عذابوں سے رہائی ہو جاتی ہے۔ یہی ایک کتھا ہے۔ جس کی سماعت سے سرگ ملتا ہے۔ اور پھر موکش ہو جاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو اس کتھا کے سننے سے صاحب اقبال لڑکا پیدا ہوگا۔ بیاس جی مہاراج نے وید بھاش کیا ساٹھ لاکھ سنگھتا سے مہابھارت تصنیف ہوا۔ تیس لاکھ دیو لوک پندرہ لاکھ پتر لوک ۱۴ لاکھ

جگش لوک اور ایک لاکھ شلوک ان لوک یعنی دنیا میں اب تک قائم ہیں نارد جی نے دیوتاؤں کو اور ست دیو نے پتروں کو سُکھ دیو نے راکشس اور یکشوں کو اور بیشم پاین جی نے منشوں کو سنائے۔ جب مہابھارت تصنیف ہوا۔ تو پہلے بیاس اپنے بیٹے سکھدیو اور بیشم پاین جی اپنے چیلے کو بیاس جی نے پڑھایا۔ رشیو! میں ہاتھ اٹھا کر اس بات کی تائید کرتا ہوں۔ کہ مہابھارت کے پڑھنے سے انسانوں کو موکش ملتی ہے۔ اگر آدھے شلوک کا بھی روزانہ پاٹھ کیا جائے۔ تو بھی دلی آرزوئیں بر آویں۔ یہ پستک انسان کو اپنی پند و نصائح سے آگاہ کرکے ہدایت کرتی ہے۔ کہ جان نکلنے کے وقت تک دھرم میں ثابت قدم رہے۔ لوبھ اور اچھیا سے کبھی اپنے دھرم کو نہ چھوڑے۔ اگر دھرم کے لئے جان کام آجاوے۔ تو دھرم پر جان قربان کر دینا مناسب ہے۔ دنیا میں جتنی اشیاء ہیں۔ سب فانی ہیں۔ صرف آتما اِنباشی ہے۔

# اَدھیائے (۶)

## بیشم پاین اور راجہ جنمیجے سے سوال وجواب

راجہ جنمیجے جی نے بیشم پاین سے سوال کیا۔ کہ مہابھارت کتھا سن کر کون کون چیزیں دان کرنی چاہئیں۔ اور کس دیوتا کا پوجن ہونا چاہیئے۔ بیشم پاین جی پہلے تو اس کتھا کے پھل تمہیں سناتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کرشن بھگوان سے لیکر سب دیوتاؤں نے کھیل تماشے دکھلانے کو دنیا میں اوتار لیا تھا۔ پرتھوی کا بھار اتار کر سب اپنے اپنے لوک چلے گئے اپنے اپنے انش میں داخل ہو گئے۔ سری بھگوان کا ایش اور پراکرم بیان کرنے سے انسان کی گناہوں سے مغفرت ہو جاتی ہے۔ جو شردھا سے

مہابھارت کا پاٹھ کرے۔ وہ بلاشبہ موکش پا سکتا ہے۔ اس کے روزانہ پڑھنے سے پشکر وغیرہ تیرتھوں کے اشنان کرنے کا پھل ملتا ہے۔ اس کی ہدایت پر چلنے والے جو انسان شرادھ اور ترپن کرتے ہیں۔ جب مقدور بھر برہمن بھوجن کرتے ہیں ان کے واسطے موکش کا دروازہ کشادہ ہے۔ شروتا پر واجب ہے۔ کہ دہنی سمت گئو دان کرے۔ کھانے پینے کی چیزیں زمین پر رکھے۔ اونی پارچہ پیتامبر۔ ریشمی پارچہ۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ پلنگ۔ پالکی رتھ وغیرہ سواریاں دان کرے۔ راجہ مہاراجہ اپنا شریر استری۔ لڑکا۔ لڑکی کا دان کریں۔ جو مقدور کے موافق ایسا کرتے ہیں ان کو ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے۔ ان کے باپ دادا پردادا سُرگ میں جاتے ہیں۔ شروتا لوگوں میں یہ اوصاف ہونے چاہئیں۔ چہرہ بشاش فکر اور تردد سے دور یکسوئی خاطر۔ حواس ظاہری و باطنی پر قابو۔ عیب بینی اور عیب جوئی سے متنفر۔ شیریں کلام۔ علوم وید شاستر سے واقف جو لوگ ان اوصاف سے متصف ہیں۔ وہی شروتا ہو سکتے ہیں۔ جن کو ان کی باتوں کی پابندی نہیں۔ ان کو مہابھارت کتھا کا پھل نہیں مل سکتا۔ اسلئے مہابھارت یعنی کتھا سنانے والا بھی ایسے اوصاف رکھتا ہو۔ شلوک پڑھنے میں لفظی غلطیاں نہ ہوں۔ پریم سے کتھا پڑھی جاوے۔ سری نارائن اور سرستی دیوی کو نمسکار کر کے کتھا کا آغاز ہو۔ کتھا کہنے والے اور سننے والے دونوں بمانوں پر بیٹھ کر سیدھے سُرگ کو جاتے ہیں۔ اپسرا گندھرب خدمتوں پر متعین ہوتے ہیں۔ پہلی پارنا میں اگنی گو شٹم یگیہ کا اور دوسری پارنا راتری یگیہ کا اور تیسرے پارنا میں دواوشا یگیہ کا پھل ملتا ہے۔ یعنی کتھا سننے اور سنانے والا کو سُرگ ملتا ہے۔ دیوتاؤں کے ساتھ بمانوں پر سُرگ میں عیش اٹھاتے ہیں۔ ہزاروں بیکنٹھ جیسی عیش جاودانی پاتے ہیں۔ چھٹے پارنا میں بلجے یگیہ۔ اور پانچویں چھٹے پارنا میں اوگنت یگیہ۔ ساتویں پارنا میں تر گشت یگیہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آٹھویں پارنا میں راجسوی یگیہ کا پھل ملنے سے چندر لوک میں بود و باش ہوتی ہے۔ نویں پارنا میں اشومیدھ یگیہ کا پھل کرا کے بمانوں میں دیوتاؤں کے ساتھ سیر و تفریح ہوتی ہے۔ گندھرب اور اپسرا ان کی پوجن کرتے ہیں۔ بیکنٹھ لوک میں پہنچ کر دیوتاؤں کے گروہ

میں شامل ہو جاتا ہے۔

**جنمیجے جی۔** کتھا پر کون کون چیزیں چڑھائی جاتی ہیں؟

**بیشم پاین جی۔** ہر پرب کے خاتمہ پر برہمنوں کو بھوجن کرانا۔ صاف ستھرے کپڑے اور خوشبودار پھل پھول چڑھانا چاہیئے۔ سبھا پرب کے سماپت ہونے پر مالپوڑے لڈو بھوجن کرانے چاہیئے۔ بن پرب کے آغاز پر خشک وتر میوہ بیاس گدی پر بھینٹ دے۔ اور خاتمہ پر کنبھ دان (برتنوں میں پانی بھر کر برہمنوں کو دینا) ویراٹ پرب کی سماپتی پر بستروں کا دان لکھا ہے۔ آدیوگ پرب جب ختم ہو جس قسم کی شیرینی یا غذا کی رغبت ہو۔ برہمنوں کو کھلاوے۔ صندل اور خوشبودار پھولوں سے مہا پران کی پوجن ہو۔ بھیشم پرب کی سماپتی پر نالکی پالکی جنس وغیرہ کا دان واجب ہے۔ سورون پرب پر پلنگ دھنش بان۔ تلوار برہمنوں کی نذر کرنا۔ اور بھوجن کھلانا چاہیئے۔ کرن پرب کے خاتمہ پر برہم بھوج ہو۔ اور شل پرب پر لڈو اور شیرینی چڑھانا چاہیئے۔ گدا پرب کے سماپت ہونے پر مونگ (ایک قسم کا غلہ جس کی دال ہوتی ہے۔) کی چیزیں بنا کر کتھا پر چڑھاوے۔ استری پرب کے ختم ہونے پر رتن اور جواہرات کا دان ہوتا ہے۔ اور شروع ہونے پر گھی آٹا چاول کا دان لکھا ہے۔ شانتی پرب پر گھی سے بنی ہوئی چیزوں کا دان لازمی ہے۔ اشومیدھ پرب اور نیز آشرم پرب کے سماپت ہوتے پر برہمنوں کو بھوجن کرانا چاہیئے۔ موسل پرب میں خوشبویات میں بنی ہوئی چیزیں کتھا پر بھینٹ کرے۔ چندن سے برہمن کا پوجن کرے۔ پر استھانک اور سرگاروہن کے ختم ہونے پر جو بھوجن اپنے کو مرغوب ہو۔ برہمنوں کو کھلاوے ہربنس پوران کے خاتمے پر ہزاروں برہمنوں کو مدعو کرے۔ اور ایک گائے بھی برہمن کو دیوے۔ سن اور ریشمی پوشاکوں سے برہمنی کو ملبوس کر کے کتھا سننے والا اگر بہت غریب ہو۔ تو بھی اپنی مقدور بھر جس طرح اوپر بیان ہوا ہے۔ دان کرے۔ ہر ایک شردھا پر یہ باتیں لازمی ہیں۔ جب مہابھارت کتھا سماپت ہو جائے۔ تو ایک چاند مہابھارت کی کتاب جس پر سونے کا کام

بنا ہو۔ برہمن کی نذر کرے۔ انواع و اقسام کے کھانے کھلاوے۔ سب جائے روپے سکے اشرفی دکشنا میں دینا چاہیئے۔ برہمن کے خوش ہو جانے سے دیوتا بھی خوش ہوتے ہیں۔ جس گھر یا استھان میں بھارت کتھا سنی یا سنائی جاتی ہے اُس کے گھر میں لکشمی باس کرتی ہے۔ اور اُس کا خاندان ترپت ہو جاتا ہے بشمپاین راجہ جنمیجے جی سے فرماتے ہیں۔ کہ رامائن مہابھارت میں سری نارائن جی کے جس اور کیرتن گائے گئے ہیں۔ جو انسان ان کتھاؤں کو سنتے یا سناتے ہیں۔ پرم پد پاتے ہیں۔ موکش پھل ملتا ہے۔ اور مقصد بر آتے ہیں جو ثواب اٹھارہ پورانوں کی سماعت سے ملتا ہے۔ وہ صرف ایک بھارت کتھا کے سننے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جو اولاد سے محروم ہیں۔ ان کی اولاد خوش نصیب پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کتھا کو دائمی سنتے یا سناتے ہیں۔ وہ پاپوں سے چھوٹ کر سیدھے بیکنٹھ دھام کو چلے جاتے ہیں۔ اور سری بشن بھگوان بشن میں پرویش کر جاتے ہیں۔ اور اس کی گیارہ پیڑیاں پاپوں سے چھوٹ جاتی ہیں۔ جو دان اوپر لکھے گئے۔ ان کے ساتھ وسالش ہون بھی ہونا لازمی ہے۔

ہے راجن! مہابھارت کی کتھا سنا چکا۔ اب راجہ دشینت اور شکنتلا کے دلچسپ حالات بیان ہوتے ہیں۔

# ادھیائے (۱)

# شکنتلا کی پیدائش

زمانہ سلف میں بشوامتر رشی نے جب بہت بڑا تپ کیا۔ راجہ اندر نے مینکا اپسرا کو اُن کے تپ کھنڈن کرنے کے واسطے بھیجا۔ مینکا کے حسن دلآویز پر فریفتہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مینکا کے بطن سے ایک دختر مہ لقا تولد ہوئی۔ تو وہ مادری محبت سے منہ توڑ کر چل دی۔ کچھ التفات

نہ کیا۔ کیونکہ وہ انسان سے پیدا ہوئی تھی۔ نوزائیدہ دختر اکیلی جنگل میں پڑی ہوئی تھی۔ بھوک سے منہ کھولے تھی۔ اتفاقاً کنو رشی کا گذر اس بیابان میں ہوا۔ دیکھتے ہی آنسو گر پڑے۔ گود میں اٹھا کر اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہوئے کٹی پر لے گئے۔ اور اپنی خواہر گوتمی کے سپرد کیا اور فرمایا۔ کہ اس کی پرورش اچھی طرح کرنا۔ گوتمی اس کو بڑی محبت سے پالنے لگی۔ گائے کا دودھ پلاتی تھی سب تپشوری اس کو محبت کرتے تھے۔ شکنتلا کنو رشی کی دختر کہلانے لگی۔ وہ اندھیرے گھر کا اُجالا ہلال کی طرح بڑھتی تھی۔ رشی منی اس سے مانوس ہو گئے۔ دو لڑکیاں اور بھی اس کے ساتھ پرورش پاتی تھیں۔ تینوں آپس میں خلوص دل سے محبت رکھتی تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام انسویا اور دوسری کا پریم ودا تھا۔ غرضیکہ تینوں لڑکیاں ایسی حسین تھیں۔ گویا پرمیشور نے نور کے سانچے میں ڈھالا تھا۔ اگرچہ تینوں حسن و جمال کی دیوی تھیں۔ مگر شکنتلا ان تینوں میں کہیں بڑھی چڑھی تھیں۔ اپنی ایک ایک ادا سے فرشتوں کا دل بھی مسلتی تھیں۔ اس کے حسن سوز کے آگے آفتاب عالمتاب کی تجلی ماند تھی۔ ایک دن کنو منی نے اُس نازنین سے یہ بات کہی۔ کہ میں تیرتھ یاترا کو جانا چاہتا ہوں۔ کچھ دنوں بعد آؤں گا۔ تیری خبرگیری گوتمی کرے گی۔ اگر کوئی تپسوی آجاوے تو اُس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ جو میسر آوے۔ بھوجن کرانا۔ کنو منی اس طرح سمجھا بجھا کر تسلی دلاسا دے کر روانہ ہوا۔ اور وہ آتش کا پرکالا اندھیر گھر کا اُجالا اس بن میں گوتمی کے پاس پھولوں کی طرح رہنے لگی۔ اس دشت میں جتنے چرند پرند تھے۔ سب اس کے دام محبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور وہ رشیوں منیوں کی خدمت میں مشغول تھی۔ ہرن کے بچوں کو دانہ دینا درختوں کو پانی سے سیراب رکھنا اُس کا دائمی خاصہ تھا۔ گوتمی ہر طرح سے اُس کی خاطر کرتی۔ شکنتلا بھی اُس کی جاں نثار و فرمانبردار تھی۔ شباب کا عالم شروع ہوتے ہی نئی نئی شوخیاں اس حور شمائل میں عود کرنے لگیں۔ اس کا جوبن چودھویں رات کے چاند کی طرح ترقی پر تھا۔ اس جنگل میں اس کے حسن کی اسقدر جھلک تھی۔ کہ ہزاروں پردوں میں چھپائے نہ چھپتی۔

# ادھیائے (۱)

## راجہ دشنیت کا شکار کھیلتے ہوئے کنو رشی کے استھان پر آنا۔ اور شکنتلا پر فریفتہ ہونا

راجہ دشنیت جس کی اولاد میں راجہ بھرت گزرے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے نام سے بھارت ورش آباد کیا۔ ایک شکار کھیلتے ہوئے کسی دشت میں پہنچے۔ جہاں کنو منی مہاتما رشی تپ کر رہے تھے۔ راجہ دشنیت رتھ سے اُتر کر وزیر کے ہمراہ پیادہ بیابان پُر خار کی سیر کرنے لگے۔ وہاں کے رشیوں منیوں نے ان کو وحشی وغیرہ سے مسلح دیکھ کر آنے سے روکا۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہ لوگ شکار کھیلیں گے۔ تب راجہ دشنیت نے ہتھیار سارتھی کو دے دیئے۔ آگے بڑھ کر دیکھا کہ درختوں کے نیچے پتھر کی سلیں بچھی ہیں۔ دریا میں خوبصورت پتے بہتے ہوئے آرہے ہیں۔ یہ آشکار ہوتا تھا۔ کہ کسی نے بگیچہ کیا ہے۔ دریا کا پانی بہت صاف شفاف مثل آئینے کے جھلک رہا تھا۔ ہرن اور ہرنیاں بہار کر رہی تھیں۔ درختوں پر خوبصورت جانور بول رہے تھے۔ کہیں جگہ رشی منی خاموشی کے ساتھ تپ کر رہے تھے۔ ایک مہاتما نے کہا۔ کہ کنو رشی کے بھی درشن کر لینا۔ وہ سوم تیرتھ گئے ہیں۔ آتے ہوں گے راجہ نے بہت خوش ہو کر جواب دیا۔ کہ بیشک رشی منی مہاتماؤں کے درشن بہت مشکل سے ہیں۔ وہاں جا کر ضرور درشنوں سے مستفیض ہوں گا۔ راجہ نے وزیر کے ساتھ کنو رشی کے استھان پر قدم رنجہ فرمایا۔ چھتنار سایہ دار درخت آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ اور بیلوں سے سگندھ آرہی ہے۔ تالاب میں کئی قسم کے کنول کھلے ہیں۔ اور ایک خوبصورت لڑکی پھولوں کے گجرے اور زیورات پہنے کھڑی ہے۔ چار پانچ عورتیں پانی

سے درختوں کی جڑوں کو سینچ رہی ہیں۔ راجہ اس زہرہ جبیں کے دیکھتے ہی خیال کرنے لگا۔ کہ یہ کوئی دیوتا کی دختر یا پری یا اپسرا کی بیٹی ہے کوئی عورت آجتک ایسی نوجوان نظر نہیں آئی۔ آدمی زاد تو ایسی خوبصورت ہو نہیں سکتی۔ راجہ دشنیت شکنتلا پر عاشق ہو گیا۔ کنوجی کی استری وا انسویا نے شکنتلا سے کہا۔ کہ تم نے سادھونیا کو (ملبور کے نام) جو کورو کہ بہت پیاری ہیں۔ اب تک نہیں سینچا۔ شکنتلا نے جواب دیا۔ کہ ہاں بہن بھول گئی۔ پریم ودا نے کہا۔ کہ تمہاری شوخیوں اور طراریوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جیسی تم ہو۔ ویسا ہی نوجوان گبرو تمہارے عشق میں متوالا ہوگا۔ شکنتلا نے بھویں چڑھا کر جواب دیا۔ کہ تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ پریم ودا نے جواب دیا۔ کہ میں سچ کہتی ہوں۔ پتا کنو رشی بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ اس لئے تم سے درختوں کی جڑ سینچنے کو کہا۔ انسویا نے کہا کہ تم پیاری پیاری پریم سے بھری ہوئی باتیں کرتی ہو۔ اسی لئے تمہارا نام پریم ودا رکھا گیا۔ یہاں یہ باتیں کی ہی جا رہی تھیں۔ کہ راجہ دشنیت آپہنچے۔ وہ جنگل میں چھپے ہوئے یہ باتیں سن رہے تھے۔ اتنے میں ایک بھنورا شکنتلا کے گلابی رخساروں پر آکر زلف عنبریں کی خوشبو سے مست ہو کر گنگنانے لگا شکنتلا نے کہا کہ پرمیشور! یہ بے رحم دغاباز مجھ کو کیوں دق کر رہا ہے۔ پریم ودا نے کہا۔ کہ یہ بھنورا تجھ کو کوئی خوشخبری سنانے آیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ راجہ دشنیت جو اس جنگل کا محافظ ہے۔ آنکلے۔ راجہ دشنیت یہ باتیں سنکر بہت خوش ہوا اور وچار کرنے لگا۔ کہ میرے رنواس میں سینکڑوں حور کی بچیاں ہیں۔ لیکن اس مہاتما کی لڑکی حسن کے سامنے سب مات ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ لڑکی کسی کشتری کی دختر ہے جس کے گلابی رخساروں کا رس بھنورا لینے آیا تھا راجہ دشنیت ان لڑکیوں سے مخاطب ہوا۔ اے حسن کی دیویو! جب تک میں اس جنگل محافظ ہوں۔ کوئی تم لوگوں کو ستا نہیں سکتا۔ شکنتلا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے پیاری تمہاری آرزوئیں بر آئیں۔ شکنتلا راجہ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گئی اور سر نیچا کر لیا۔ ایک دوسرے کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو گئے۔ انسویا بولی مہاراج آئیے اور استھان میں تشریف رکھئے۔ شکنتلا سے کہا کہ تم ان کی مہمان نوازی

کرو۔ شکنتلا نے آسن پر راجہ کو بٹھایا۔ راجہ نے کہا۔ کہ تم بھی درختوں کو سینچتے سینچتے
تھک گئی ہوگی۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔ انسویا نے پریم ودا سے کہا۔ کہ یہ کوئی
شہزادہ معلوم ہوتا ہے۔ خوبصورت بھی ہے۔ اور تجبوی بھی ہے۔ یہ خاصیتیں سوائے
اقبال مند راجوں کے اور کسی میں نہیں ہوتیں۔ پریم ودا نے کہا۔ شاید راجہ دشینت
ہی ہے۔ شکنتلا دل میں کہتی تھی۔ کاش کہ میرے پتا کنوجی موجود ہوتے۔ تو میری
آرزوئیں پوری ہو جاتیں۔ دشینت نے کہا۔ کہ پرو خاندان کے راجاؤں نے
مجھے یہاں کا راج دیا۔ آپ لوگوں اور کنو رشی جی کے درشن کرنے کو آیا ہوں۔
پریم ودا نے کہا۔ کہ ہم لوگ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ راجہ نے شکنتلا کی
طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ یہ کون ہیں۔ انسویا نے جواب دیا۔ کہ سورج بنسی رشی
مہاتما بشوامتر کی دختر ہیں۔ راجہ دشینت نے کہا۔ کہ تم بشوامتر کی دختر بتلاتی ہو۔
اس کا کیا سبب ہے؟

**پریم ودا** شکنتلا کو ان کی ماں پیدا ہوتے ہی چھوڑ کر چلدی جنگل
میں زمین پر پڑی رو رہی تھی۔ کنو منی ہمارے پتا ان کو اٹھا لائے اور پرورش
کرنے لگے

**دشینت**۔ کیا کسی درخت کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ تعجب ہے کہ
مادری محبت نے جوش نہ کھایا۔ مفصل کیفیت سناؤ۔

**انسویا**۔ متوائن سخن ہوکر بول اٹھی۔ مجھ سے سنیئے۔ بشوامتر نے بہت
بڑا تپ کیا تھا۔ راجہ اندر وغیرہ آن کے تپ سے ڈر گئے۔ کہ ایسا نہ ہو
کہ اندر آسن چھن جائے۔ میںکا پری کو بھیجا۔ کہ ان کے تپ میں مخل ہو۔

**دشینت**۔ رہنسکر) دیوتا ہوکر انسان سے ڈرنا کیا معنے۔ اچھا
پھر کیا ہوا؟

**انسویا**۔ میںکا پری اپنی موہنی مورت سے بشوامتر کے پاس پہنچی۔
بشوامتر کے تپ سے کچھ ایسی ڈری۔ کہ ان کے جلال کے سامنے منہ سے
بات بھی نہ نکلی۔ بہت دن آن کی خدمت میں مشغول رہی۔ آخر کار حاملہ ہوئی
اور شکنتلا اس کے بطن سے پیدا ہوئی۔

**دشنیت**۔ تو یہ کہو۔ کہ شکنتلا راج کنیا ہے۔
دشنیت شکنتلا کی ولادت کا حال سنکر بہت خوش ہوئے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ یہ کسی فقیر کی لڑکی ہے۔ اب معلوم ہوا۔ کہ راج رشی بشوامتر جی کے نطفے سے پیدا ہوئی ہیں۔ جو چھتریوں کے سرتاج گنے جاتے ہیں۔
**دشنیت** (اپنے انگ پھڑکنے سے بھروسہ ہوتا ہے۔ کہ میری خواہشیں بر آئیں گی۔ کیا تمہاری سہیلی شکنتلا جی شادی ہونے پر بھی بان پرست حیثیت میں اسی جگہ استقامت کریں گی۔ کیا جس سے شادی ہوگی۔ وہ بھی یہیں رہیگا۔
**انسویا**۔ ہمارے پتا کنو رشی یہی چاہتے ہیں۔ کہ شکنتلا کا ور ایک ایسا شخص ہو۔ جو آپنے حسن میں عدیم النظیر ہو۔
**شکنتلا**۔ (اپنے دل میں) جب سے اس نوجوان کو دیکھا ہے نہ جانے دل میں کیا ہوگیا ہے۔ کہ طبیعت خود بخود اس کی صورت پہ لوٹ رہی ہے۔
**دشنیت**۔ (دل میں) اس پری روکے آتش حسن نے میرا کلیجہ جلا دیا۔ عشق کا جن سر پر سوار ہوگیا۔ دل بسمل سا ہے۔ ایک گھڑی آنکھ اوٹ ہونے کو جی نہیں چاہتا۔ (انسویا) کنو رشی کب تک آویں گے
**انسویا**۔ ٹھیک وقت نہیں بتا سکتی۔ غالباً آج ہی آ جائیں گے۔
دشنیت نے چنبیلی کے پھول اپنے ہاتھ سے شکنتلا کے رخساروں پر مارے شکنتلا پریم ودا اور انسویا کی نظریں انگوٹھی پر جا پڑیں۔ جس پر راجہ دشنیت کا نام کندہ تھا۔ ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگیں۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں باتیں ہوگئیں۔ کہ یہ نوجوان راجہ دشنیت ہے۔ انسویا اور پریم ودا تاڑ گئیں کہ شکنتلا اور راجہ دشنیت ایک دوسرے کے حسن پر مفتون ہیں۔ انسویا نے شکنتلا سے کہا۔ گوتمی جی منتظر ہوں گی۔ چلو چلیں ایسا نہ ہو۔ خفا ہوں۔
**شکنتلا**۔ ہاں بہن میری پسلی میں بھی درد ہونے لگا
یہ کہکر سب اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور راجہ دشنیت سے بولیں۔ آپ

آپ کی خدمت ہم سے کچھ نہ ہو سکی۔ ہماری اتنی عرض اور ہے۔ کہ کبھی ہماری جھونپڑی میں آیا کریں۔ ہم لوگوں کو درشن دیں

**دشینت**۔ آپ لوگوں نے واقعی اپنی شیریں بیانی سے مجھے تر کر لیا۔ تمہاری زیارت سے دل کی کلی کھل گئی۔ جس طرح ہو سکیگا۔ آؤں گا۔ (دل میں) شکنتلا کے بغیر مجھے زندگی دشوار ہے۔ گھر پر جا کر کیا کروں گا۔ چین تو آئیگا نہیں۔ شکنتلا سہیلیوں کے ساتھ کٹی کی طرف روانہ ہوئی۔ الٹ پلٹ کے مڑ کر دیکھتی جاتی تھی۔ راجہ دشینت بھی سوار ہو کر فوج کی ہمراہی میں گھر کی طرف راہی ہوئے۔ مگر شکنتلا کے حسن جہاں سوز کا ذکر اپنے ندیموں اور مصاحبوں سے ہوتا رہا۔ ایسی خوبصورت حسن کی دیوی تو آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس چمک دمک اور اس بانکپن کی کوئی داستان نظر سے نہیں گزری۔ ہاں یہی تو اس کی پری ہے۔ مخزن حسن کہیں تو زیبا ہے۔ دیکھیں کس خوش نصیب کے ہاتھ یہ ان بدھانی اور اچھوتا پھول آتا ہے۔ مانڈ ہیب منتری نے جواب دیا۔ کہ آپ کے سوا اور کس کی قسمت ہے۔ کہ اس دولت حسن کا مالک بن سکے۔ شکنتلا کے ذکر اذکار میں وہ راستہ جوں توں کٹا۔ اور راجہ دشینت راجدھانی میں پہنچکر رنواس میں داخل ہوئے۔

# ادھیائے (۸)

## شکنتلا اور دشینت کا گندھرب بیاہ

ایک روز دو تپسوی دربار میں حاضر ہوئے۔ دربانوں نے عرض کی۔ راجہ نے روبرو طلب کیا۔ تپسوی سامنے آئے۔ دونوں میں کچھ گفتگو ہوئی۔ ایک نے کہا کہ وحشیفت دشینت راج رشی ہے۔ راج کرتے پر بھی تپ کر رہا ہے اقبال و اجلال کی شعاعوں سے چہرہ منور ہو رہا ہے۔

دوسرا۔ یہ شہنشاہ اقبال مند راجہ دشینت ہے۔ جو اندر کے برابر پرتاپی

اور کوبیر کے مثل دولت مند ہے۔ راجہ اندر کا دوست ہے۔ جب دونوں نزدیک آئے۔ راجہ نے ڈنڈوت کی۔ رشیوں نے دعا دی۔

پہلا رشی۔ مہاراج! کنو رشی جنگل سے نہ معلوم کہاں گئے۔ راکشسوں نے تنگ کر رکھا ہے۔ تپسویوں نے عرض کیا ہے۔ کہ آپ ہمارے یگیہ کی حفاظت کیجئے۔

پائے ظریف۔ منتری (دشیکر راجہ سے) اب آپ کی آرزوئیں پوری ہوں گی۔

راجہ۔ (ان دو تپسویوں سے) آپ جائیں۔ میں بھی آتا ہوں۔ (وزیر سے) تم جنگی رتھ تیار کرو۔ کچھ فوج بھی ساتھ چلے۔ میری واپسی تک انتظام سلطنت تمہارے سپرد رہے۔

راجہ دشینت نے تھوڑی سی فوج ساتھ لے کر کوچ بول دیا۔ اور کنو رشی کی کٹی کے قریب خیمہ نصب ہوا۔ اور تن تنہا اپنے جانان کی خاک چھانتا ہوا کٹی کے اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ شکنتلا ایک آسن پر لیٹی ہوئی ہے۔ پریم ودا اور انسویا باتیں کر رہی ہیں۔ راجہ کسی درخت کی آڑ میں چھپکر باتیں سننے لگا۔ شکنتلا راجہ کو نہ دیکھ سکی۔ مگر راجہ درختوں کی آڑ میں دیکھ رہا تھا۔ شکنتلا کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ یہ تینوں آپس میں باتیں کرتی تھیں۔

انسویا۔ (شکنتلا سے) پیاری! تم دن بدن دبلی ہوتی جاتی ہو۔ مجھے سب کیفیت معلوم ہے۔ تپ ہجر سے بے چین ہو۔ منہ زرد ہو گیا ہے۔ کچھ اپنا حال تو کہو۔

شکنتلا۔ تم جانتی ہو۔ پھر کس واسطے چھیڑتی ہو۔ اس وقت نہ بولو۔ پھر دیکھا جائے گا۔

پریم ودا۔ خلاصہ کیوں نہیں کہتی۔ ڈر کس کا ہے۔ کیا یہاں کوئی ہے جو تن دیگا۔

شکنتلا۔ جب روز سے اس نوجوان کو دیکھا ہے۔ دل قابو میں نہیں۔ (شرم سے گردن جھکا لی۔)

**پریم ودا** - تم اسی کے تیر مژگان سے گھایل ہوئی ہو۔
**انسویا** - خیر دل بھی لگایا۔ تو ایک مہاراجہ سے۔
**پریم ودا** - ہاں اب یہ پٹ رانی ہو گئیں۔ راجہ دشنیت یہ سب باتیں درختوں کی آڑ سے سن رہا تھا۔ دل میں کہنے لگا۔ مجھے بھی تو اس کا عشق ستا رہا ہے۔ شکر ہے۔ کہ اس کے دل میں بھی میری محبت جگہ پکڑ چکی ہے۔ آخر اس نے کل حال اپنی سکھیوں پر ظاہر کر دیا۔ میری آہوں نے یہ اثر دکھایا۔ کہ وہ بے تاثیر نہ ہوگی۔

**پریم ودا** - تو اس سے ملنے میں کیا تکلیف ہے۔ وہ بھی عشق میں متوالا ہو گا۔ وہ تپسوی بلانے تو گئے ہیں۔ اب تک آئے نہیں۔

**انسویا** - کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہیئے۔ کہ شکنتلا اور راجہ دشنیت تنہائی میں بیٹھ کر دل کی بھڑاس نکال لیں۔ مگر ابھی ہمیں کنو رشی بھی آئیں۔ آخر وہ چاہتے ہیں۔ کہ لڑکی کسی عقلمند اور اقبال مند راجہ کے ساتھ بیاہی جائے۔

**انسویا** - راجہ دشنیت سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہمارے جنگل کا محافظ اور راجہ اندر کا ہم جلیس ہے۔

**پریم ودا** - (شکنتلا کی طرف مخاطب ہو کر) تم ایک چھند یا کبت بناؤ۔ اس کو ہم مثل تحفہ کے راجہ کی نذر کریں۔

**شکنتلا** - بہن ہم نے ایک چھند بنایا ہے۔ لیکن ابھی تم کو نہ دوں گی۔ رشی جی آجائیں تب سناؤں گی۔

اتنے میں گوتم چیلا آیا۔ اور کہا کہ ہمارا راجہ بڑا اقبال مند ہے۔ جس کے آنے پر ہمارے یگیہ میں کوئی خلل انداز نہ ہوا۔ لکڑی سے آگ ایسی تیز نکلی۔ کہ سب خوش ہو گئے۔ گورو جی نے منتروں سے پڑھا ہوا پانی پریم ودا کو دے کر کہا۔ کہ تھوڑا سا پانی ان کی آنکھوں اور سر میں لگا کر باقی ان کو پلا دو۔ ان کی بیماری جاتی رہیگی۔ اور تھوڑی سی بھبوت دیدی۔ کہ ان کے بدن میں لگا دو۔ انسویا نے ایسی ہی کیا۔ اور شکنتلا جل پی کر بولی۔ کہ اب میرا دل خوش ہے۔ کوئی فکر نہیں رہی۔ راجہ دشنیت درختوں کی آڑ سے باہر نکل آیا۔

انسویا اور پریم ودا خوش ہو گئیں۔ کہا کہ آپ بہت مناسب وقت

پر آ پہنچے۔ شکنتلا بھی استقبال اور تعظیم کے واسطے اٹھنے لگی۔ راجہ نے فرمایا کہ آپ تکلیف مت گوارا کریں۔ آپ آج کل نازک اور کمزور ہو گئی ہیں آپ کا گلابی چہرہ زرد پڑ گیا۔

**پریم ودا**۔ آپ تکلیف کر کے شکنتلا کے پاس چبوترے پر متمکن ہوں دشینت شکنتلا کے پاس بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ پریم ودا نے کہہ دیا۔ کہ آج کی باتیں بھلا نہ دیجیئیگا۔ راجہ کو چاہیئے کہ اپنی رعیت کی پرداخت کرے۔ رنج و غم کی دیکھ بھال کرے۔ مظلوموں کی داد و فریاد سننا راجہ کا فرض منصبی ہے۔ اے راجہ! میرے عشق میں شکنتلا کی بدتر حالت ہو گئی ہے

**دشینت**۔ واقعی تمہاری باتوں نے دل پر پورا پورا اثر کر لیا۔ میری پیاری شکنتلا دل میں گھر کر چکی۔ مفارقت سہی نہیں جاتی۔ حسن دلآویز نے دیوانہ بنا دیا۔ محبت بڑھ گئی۔ آج معلوم ہوا۔ کہ ان کو بھی میری گہری محبت ہے

**شکنتلا**۔ مہاراج آپ کے محل سرا میں مجھ سے بڑھ کر حسین و نازنین ہوں گی۔ ان کے سامنے میری یاد کیونکر آنے لگی۔

**دشینت**۔ رانیاں تو بہت سی ہیں۔ لیکن تمہارے برابر خوبصورت حسن کی دیوی آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ دل بے چین ہے۔ آتش حسن سے کلیجہ پھنکا جاتا ہے۔

راجہ کی محبت بھری باتیں سن کر پریم ودا اور انسویا دونوں کھڑی ہوئیں اور کہا۔ دیکھو کیسی کیسی کالی کالی گھٹائیں مشرق کی طرف سے اٹھ آئی ہیں۔ مور اور مورنیاں بے خود ہو کر ناچ رہے ہیں۔ بگیچہ اور بہون کی چیزیں باہر پڑی ہونگی۔ ایسا نہ ہو کوئی دست اندازی کر بیٹھے۔ ہم جاتی ہیں۔ سامان اٹھا کر کٹی میں رکھ دیں۔ دونوں بہانہ کر کے کٹی میں چلی گئیں۔ صرف شکنتلا اور دشینت رہ گئے۔ الغرض تنہائی کا موقعہ غنیمت جانا باتیں ہونے لگیں۔

**دشینت**۔ مہ جبین اگلے زمانے میں رشیوں کی لڑکیاں اپنی خوشی سے راجاؤں کے ساتھ شاستر کے موافق گندھرب بواہ کر لیتی تھیں

کیا تم میری آرزو پوری نہ کرو گی۔

**شکنتلا**۔ پتا کنو جی ابھی تشریف لاتے ہوں گے۔ یقیناً وہ میری شادی تمہارے ساتھ کر دیں گے۔ تھوڑی دیر اور صبر کیجئے۔

**دشینیت**۔ مہاتما کنو جی وید شاستر سے بخوبی واقف ہیں۔ ان سے ڈرنا نہ چاہیئے۔ ہرگز اس کام میں مخل نہ ہوں گے۔ راجہ نے اتنا کہہ کر شکنتلا کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا۔

**شکنتلا**۔ بہت بہتر۔ اگر آپ کا یہی منشا ہے۔ تو مجھے پٹ رانی (یعنی وہ رانی جس کی اولاد راج پانے کی مستحق ہو)

راجہ۔ (بڑی محبت سے) ہاں اس کی رانیاں آپ کی خدمت بسر آنکھوں سے کریں گی۔ اب آگے جیا داننگیر ہے۔ صرف اتنا کہے دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے گندھرب بواہ کر لیا۔ دشینیت نے اپنی انگشتری جس پر ان کا نام کندہ تھا۔ شکنتلا کو دے کر کہا۔ میں اپنی راجدھانی ہستنا پور میں پہنچتے ہی تمہیں بلا لونگا۔ شکنتلا نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی۔ اتنے میں کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ شکنتلا نے کہا۔ ہما۔ سے پتا کنو جی کی بہن گوتمی جی آ رہی ہیں۔ آپ درختوں کی آڑ میں ہو جائیے۔ راجہ گھنے سایہ دار درختوں کی آڑ میں ہو گیا۔ گوتمی جی اسے نہ دیکھ سکی۔

**گوتمی جی**۔ (شکنتلا سے) میں تمہارے واسطے منتروں سے پڑھا سے پڑھا ہوا پانی لائی ہوں۔ اسے پی لو۔ شکنتلا نے اپنا منہ کھول دیا۔ گوتمی نے پانی پلا کر کہا۔ اب کیا حال ہے۔ بخار میں کچھ کمی ہوئی۔

**شکنتلا**۔ ہاں اب تو اچھی ہوں۔ پانی پیتے ہی مرض کافور ہو گیا۔ بیماری جاتی رہی۔ گوتمی نے نبض دیکھ کر کہا۔ اب تو بیماری نہیں معلوم ہوتی ہے۔ پانی برسا جاتا ہے۔ اکیلی کیوں بیٹھی ہے۔ رام رام کر کے تپ چھوٹی پانی پڑنے سے بخار کا اندیشہ ہے۔ کمزور بہت ہو گئی ہے۔ اٹھ کٹی میں بیٹھو۔

**شکنتلا**۔ ابھی تک پریم ودا اور انسویا میرے پاس بیٹھی تھیں۔ چلی گئیں۔ اب میں مکان کو جاتی ہوں۔ آپ چلیئے۔ جب گوتمی جی چلی گئیں۔

وشنیت شکنتلا کے پاس آئے۔
**شکنتلا**۔ مہاراج! میری معاف کیجئے۔
**وشنیت**۔ تم نے کوئی خطا نہیں کی۔ معاف کیا کروں۔ تم نے اپنی محبت سے بس کر لیا۔ ایشور ہی تمہاری آرزو پوری کرے۔
**شکنتلا**۔ گوتمی جی آتی تھیں۔ ایسا نہ ہو خفا ہوں۔ بلاتی ہیں۔ جاتی ہوں۔ راجہ نے کہا۔ بہت خوب۔

شکنتلا گوتمی کے پیچھے پیچھے یہ سوچتی ہوئی چلی۔ اے دل تیرا تو مطلب پورا ہوگیا۔ اب کیوں فکر مند ہو رہا ہے۔ اور پرمیشور کا دھیان کرنے لگی۔ دل میں کہتی تھی۔ ہے ایشور تو انترجامی ہے۔ میری آرزو پوری کر۔ شکنتلا اور وشنیت اپنے قیام گاہ پر پہنچے۔

راجہ وشنیت کے پاس ایک چیلا یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ یگیہ شروع ہوگیا ہے۔ راکشس خل ہو رہے ہیں۔ سب لوگ ڈر رہے ہیں۔ آپ چلیں اور ان موذیوں سے نجات دلائیں۔ وشنیت نے وہیں سے سب رشیوں اپیشروں آپ لوگ خوف نہ کریں۔ میں آگیا۔ یہ کہکر اپنی فوج سے اشارہ کیا۔ فوج لیس ہوگئی۔ اور آپ دریا پر غسل کرنے لگا۔

# ادھیائے (۹)

# دُرباسا رِشی کا سراپ

انسویا اور پریم ودا آپس میں باتیں کر رہی ہیں۔ انسویا بہن! شکنتلا کا تو بیاہ ہوگیا۔ کچھ دنوں ہمارا اور اس کا ادرسانا رہتا ہے۔ اب وہ سسرال میں چلی جائیں گی۔ اس کی تو ایشور نے سن لی۔ ہم تم رہ گئیں۔ دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔

**پریم ودا**۔ ہاں بہن! پتا جی جو کہتے تھے۔ وہی ہوا۔ راجہ وشنیت

داماد ہوئے۔ شکنتلا مہارانی کہلائے گی۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اتنے میں ایک مسافر نے دستک دی۔ انسویا پریم ودا سے مخاطب ہیں۔ شکنتلا دروازے پر بیٹھی ہے۔ مگر اسے اپنے تن کا ہوش نہیں۔ وہ مسافر کی خاطر و مدارت کیا کریگی۔ ایسا نہ ہو کہ اس بے تکلفی سے مسافر کا دل ہماری طرف سے مکدر ہو۔ چلو چلیں دیکھیں تو سہی کون آیا ہے۔ پوجا کے لئے پھول بھی تو باغیچے سے لانا ہے۔ ادھر شکنتلا اپنے خیال میں مست مسافر نوازی کیا جانے۔ مسافر نے شکنتلا کی بے التفاتی سے مکدر ہو کر سراپ دیا۔ کہ جس کے خیال میں مستغرق ہے۔ وہ بھی تیرا نرادر کریگا۔ تیری یاد اس کے دل سے جاتی رہے۔ یہ مسافر کون تھے۔ ہم نہیں جانتے۔ انسویا نے آکر دیکھا۔ تو مسافر کا پتہ نہیں۔ شکنتلا سے بولی اخوہ تو نے مسافر کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ انہوں نے سراپ دیا۔ تجھے کچھ خبر ہے۔ وہ کون تھے ہائے غضب کیا۔ وہ دُرباسا رشی تھے۔ کیا تو انہیں پہچانتی بھی تھی۔ میں تو ان کی باتوں سے تاڑ گئی۔ بہت برا کیا۔ انسویا نے روتے ہوئے دُرباسا کا پیچھا کیا۔ مہاراج! ذرا ٹھہرئیے۔ داسی آپ کے پیچھے دوڑی چلی آتی ہے۔ دَیا کی مستحق ہے۔ دُرباسا نے پلٹ کر دیکھا۔ تو انسویا سامنے نظر آئی۔

**دُرباسا**۔ کیوں۔ کیا حاجت ہے۔

**انسویا**۔ مہاراج! شکنتلا سے بڑی چوک ہوئی۔ آپ کو پہچانا نہیں۔ آپ سے مہاتما کا نرادر کر بیٹھی۔ ابھی کمسن ہے۔ بھولے پن سے ایسی گستاخی ہو گئی۔ معاف کیجئے۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔ جو درشن دیئے۔ ہم لوگ آپ کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی مہربانی سے امید ہے۔ کہ ہماری تمنائیں بر آئیں گی۔ شکنتلا نے مجھے بھیجا ہے۔ اور خود ارشادوں کی منتظر ہے۔ یہ کہہ کر دُرباسا کے قدموں پر گر پڑی۔

**دُرباسا**۔ میں تو سراپ دے چکا۔ خیر جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب یہ دعا ہے۔ کہ راجہ دشینت جس وقت اپنی انگوٹھی دیکھے گا۔ شکنتلا کی یاد آ جائیگی۔ مگر میں اب جا نہیں سکتا۔ تو جا کر میری دعا کہہ دینا۔ انسویا نے آکر

کوشش کی۔ تو باشا رشی شکنتلا کے پاس چلیں۔ مگر بے سُود۔ دُربا سا رشی دُعا دے کر آگے چلتے ہوئے۔ انسویا پلٹ کر پریم ودا کے پاس آئی۔ اور سارا ماجرا کہہ سنایا

پریم ودا: خیر اتنا تو ہوا کہ مہاتما جی نے سراپ کا اودھا تو کر دیا۔ دربا سا رشی اپنے غصے میں کچھ خیال نہیں کرتے۔ ان کا اتنا ہی کہنا غنیمت ہے کہ راجہ اپنی انگوٹھی دیکھ کر پہچان لیگا۔ اب شکنتلا زنانا دے کہ اس انگوٹھی کو جس پر راجہ دشنیت کا نام کندہ ہے جان سے زیادہ عزیز رکھے۔ سراپ کا حال شکنتلا کے کانوں میں نہ پڑنے پاتے۔ ورنہ وہ اور بھی بے حال ہو گی۔

انسویا اور پریم ودا دونوں نے اپنے استھان میں جا کر آرام کیا۔ راجہ دشنیت یگیہ پورا کر کے ہستنا پور چلا گیا۔ اور شکنتلا نے بھی کنو منی کے آشرم میں وہ رات جوں تیوں بسر کی۔

# اُدھیائے (۱)

# کنو رشی کی آمد اور شکنتلا کے حالات سے آگاہی

ہنوز آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا کہ کنو رشی اپنے مسکن میں آ گئے اشنان پوجا سے فارغ ہو کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں آکاش بانی ہوئی۔ کنو رشی سمجھ گئے۔ مگر اور لوگوں کے ذہن میں آکاش بانی کا مطلب نہیں آیا۔ انسویا اور پریم ودا میں باتیں ہونے لگیں۔

انسویا: پریم ودا سے۔ کنو رشی آ گئے۔ اور راجہ دشنیت نے اب تک خبر نہ لی۔ شکنتلا حاملہ ہے۔ اگر یہ بچہ پیدا ہوا۔ تو موجب بدنامی

کنو رشی ضرور شکنتلا کو ستنا پور میں پہنچا دیں گے۔
شکنتلا سر جھکا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ کنو رشی وہاں آتے۔ اور کہنے لگے۔ (۳۱)
کا رہنا یہاں اچھا نہیں۔ اب یہ اپنے خاوند کے گھر جاتے تو اچھا ہے۔
**انسویا۔** پریم ودا سے بہن کنو رشی یہاں تھے بھی نہیں۔ انہیں کیونکر
شکنتلا کا حال معلوم ہوا۔
**پریم ودا۔** بہن تم جانتی نہیں۔ ارے اکاش بانی ہوئی تھی۔ وہ سب
جان گئے تھے۔
**انسویا۔** یہ آکاش بانی کیسی۔ میں نے اب تک نہیں سنا
**پریم ودا۔** جب رشی جی ہون کر رہے تھے۔ تو آکاش بانی ہوئی۔
شکنتلا کے حالات ان پر بخوبی ظاہر ہو گئے۔ کہ شکنتلا راجہ دشینت کی ہٹ
والی ہو چکی۔
انسویا شکنتلا اور پریم ودا کا روزانہ ورد تھا۔ کہ اعلے الصباح تاگر۔
کیسر۔ رولی چندن دوب لوبید وغیرہ سامان تھالی میں رکھ کر گرو پوجا کے لئے
جایا کرتی تھیں۔ شکنتلا پہلے ہی سے اشنان کر کے گورو پوجا کے لئے پہنچ چکی
کچھ سہیلیاں تپسویوں کی عورتیں رولی چاول لئے اشیرباد دینے کو دور کھڑی
ہیں۔ اتنے میں انسویا اور پریم ودا بھی وہاں پہنچ گئیں
**ایک عورت۔** پیاری شکنتلا۔ تم اپنے خاوند کی پیاری ہو۔
**دوسری عورت۔** تیرے بطن سے ایک پتر پیدا ہو گا جس کے نام
پر آریہ ورت بھارت کھنڈ بولا جائے گا۔ شکنتلا نے ان عورتوں کی بڑی خاطرداری
کی۔ اور انسویا اور پریم ودا سے گلے مل مل کر رونے لگی۔ دیکھنا چاہئے۔ اب
تم سے کب ملنا ہے۔
**پریم ودا۔** ہائیں بہن روتی کیوں ہو۔ یہ وقت رونے کا نہیں۔ اپنے
گھر جا کر پتی کی سیوا کرو۔ یہ کہکر اس کے آنسو نکل آئے۔ اور رونے لگی۔ تو
راج بدھو ہے۔ تیرے سنگار کے لئے سونے اور ہیروں کے زیور چاہیئے
ہم بن کی رہنے والی جنگلی آدمی کہاں سے زیور لائیں۔ نہ یہاں پوشاک

ہے نہ لباس۔ آؤ بہن تیرا سنگار کریں۔ یہ کہکر جنگلی پھول چننے لگیں۔ اتنے
میں ایک چیلا زیور اور ریشمی پوشاک لئے حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کنو رشی مہاراج
نے یہ ملبوس رانی شکنتلا کے لئے بھیجا ہے تم انہیں پہنا کر تیار کرو۔ اب یہ اپنے
سسرال جائیگی۔

جتنی عورتیں وہاں تھیں۔ سب دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ گوتمی یہ شاہی
پوشاک اور زیورات کنو رشی کے ہاتھ کیونکر آئے۔

**چیلا**۔ مہاتما رشی جی کی عبادت کا زور کیا کچھ کم ہے۔

**گوتمی**۔ کیا مہاتما رشی کے دھیان کرنے لیسورماں نے بھیجدیئے۔

**چیلا**۔ نہیں کشب جی کے اشارے سے کسی بن دیوی نے ہاتھ اٹھا کر
چندرماں سے زیور اور پوشاک طلب کی۔ چندرماں جی نے یہ خیال کرکے کہ رانی
شکنتلا راجہ وشنیت کی پٹ رانی ہے۔ اور اپنے خاوند کے پاس جانے
والی ہے۔ جواہرات سے مرصع زیور عطا فرمائے۔

**گوتمی**۔ تو یہ کہیئے کہ اچھا شگون ہاتھ آیا۔ تجھے راج اور لکشمی ملیگی

**انسویا**۔ ایسے زیور اور ملبوس تو خواب میں بھی ہم لوگوں نے نہیں
دیکھے۔ میں ان کا پہننا بھی نہیں جانتی۔ خیر علم مصوری کے زور سے تیرا
سنگار کر دوں گی۔ اتنے میں سامنے سے کنو رشی آتے دکھائی دیئے۔

**گوتمی**۔ شکنتلا۔ پتا جی تم تک سامنے آتے ہیں۔ شکنتلا قدم چھوکر ہاتھ
جوڑکر سامنے کھڑی ہوئی۔

**کنو رشی**۔ بیٹی! راجہ وشنیت تجھے جان سے بڑھ کر رکھیگا۔ ایشور
تیری کامنا پوری کرے تیرا لڑکا ہفت اقلیم کا مالک ہوگا۔ بیٹی! ساعت
اچھی ہے۔ لگن ٹھیک ہے۔ اگنی ہوتر کی پرکرما (طواف) کرلو۔ اور اپنی
سسرال جاؤ۔ شکنتلا نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ اگن کنڈ کا طواف
کیا۔

**کنو رشی**۔ اگن دیوتا کے سپرد کرتا ہوں۔ وہی تیری حفاظت کرینگے
پھر اپنے دو چیلوں سارنگ بر در سارد وت سے سمجھا کر کہا۔

شکنتلا اپنی بہن کو اس کی سسرال پہنچا دو۔ شکنتلا نے بن دیوی کو ڈنڈوت کرواتے ہیں انبہ کی ڈالی سے کوئل کوک اٹھی۔ بادنسیم کے جھونکے سے دل میں ایک قسم کی تازگی پیدا ہوئی۔ درختوں کے برگ سے پھول جھڑ پر بکھر گئے۔ کوئل تو شکنتلا کی مفارقت سے بیتاب ہو کر چیخ اٹھی۔ اور درختوں نے گل امید سے شکنتلا کا دامن بھر دیا۔ بن کنیاں یعنی شکنتلا نے بن دیوی کی پرکرماں کر کے ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کی۔ رشی بولے بیٹی! بن دیوی تجھ سے خوش ہے۔ اور اشیرباد دیتی ہے۔ کہ تجھے یہ سفر مبارک ہو۔

**انسویا**- پیاری بہن! ایک بات میری گرہ میں باندھ رکھو۔ راجہ دشینت کی انگوٹھی تو ہاتھ میں پہنے ہو۔ شاید راجہ تمہاری صورت بھول گیا ہو تم یہی انگوٹھی دکھلا کر اپنی یاد دلانا۔

**شکنتلا**- ہائیں! یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا وہ مجھے بھول جائیں گے؟

**پریم ودا**- گھبراتی کیوں ہو۔ نہیں بہن تم ان کے دل سے اتر نہیں سکتیں۔ شاید راجہ ہیں۔ دھیان نہ رہا ہو۔ اس وقت یہی انگوٹھی تمہارے کام آویگی۔

**کنورشی**- بیٹی! اب چلو۔ دیر کیوں کرتی ہو۔ پھر سب سے گلے مل لو تالاب پر رشیوں منیوں کی عورتیں جمع ہیں۔ شکنتلا ہر ایک سے بار بار گلے مل رہی ہے۔ عورتیں دعا دے رہی ہیں۔ کہ اپنے پتی کی پیاری ہو۔ پتی برت دھرم قائم رہے۔ سدا سہاگن ہو۔ اور تیرا لڑکا دھرمان ہو کر چکرورتی راجہ ہو

**شکنتلا**- اری بہن! میری ساڑھی کا کونا کون کھینچ رہا ہے؟

**پریم ودا**- ہاہا تیری جدائی جنگلی جانوروں کو بھی شاق ہو رہی ہے۔ دیکھو وہی ہرن کا بچہ جس کو تم نے بچپن سے پالا تھا۔ آج صورت دیکھ دیکھ کر تیرا منہ تک رہا ہے۔ محبت کی آگ بھڑک رہی ہے۔ پشو پنچھی تیرے فراق سے موئے جاتے ہیں۔ شکنتلا کے بے اختیار آنسو نکل پڑے

**کنورشی**- بیٹی دل کو ڈھارس دے۔ اس قدر بے قراری اور

آہ و زاری صدمہ فراق سہا نہیں جاتا۔ تیری یاد کسی دم بھولنے کی نہیں۔ دل پر پتھر رکھ لیا۔ اب جا اپنے خاوند کی خدمتگذاری میں مصروف ہو۔ اپنے گھر کا کاج دیکھ کر راج کاج میں طبیعت بہل جائے گی۔ یہاں کا خیال بھی نہ رہیگا۔ ایک نصیحت میری یاد رکھنا۔ کہ محل سرا میں جتنی رانیاں ہوں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت اور تپاک کے ساتھ پیش آنا۔ میٹھی میٹھی باتوں سے سب کا دل ہاتھ میں لینا۔ اپنے سے بڑے اور بزرگوں کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو۔ سوامی کا حکم سر آنکھوں سے بجالانا۔ رضاجوئی کا خیال رہے۔ خادموں ملازموں کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھنا۔ سب نوکر برابر ہیں۔ جب سوامی (شوہر) دکھلائی دیں۔ تو استقبال کے لئے فوراً کھڑی ہو جانا۔ اور تعظیم کے ساتھ ان کی ہدایت پر کام کرنا۔ جب وہ سو جائیں۔ تب سونا۔ تو تڑکے سب سے پہلے جاگنا۔ جو عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ پتی برتا کہلا کر اچھے خاندان کی بہو کہلاتی ہیں۔

**گوتمی۔** (شکنتلا سے) مہاتما رشی جی کے اپدیش کو گرہ دے اور اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے سب کو بل کر شکنتلا کو پہنچانے چلے

**سارتھی۔** (شکنتلا سے) تالاب آگیا۔ تم لوگ جاؤ۔ قاعدہ ہے۔ اور شاستر کی ہدایت ہے۔ کہ جب کوئی دریا تالاب راستہ میں پڑے۔ مسافر لوگ ٹھہر جاتے ہیں۔ اور یہی اُن کی منزل ہوتی ہے۔ پہنچانے والے مسافر کو پہنچا کر اپنے گھروں کو واپس ہوتے ہیں۔ سب رشی شکنتلا کو پہنچا کر مکان کو واپس ہوئے۔

# اَدِھیائے (۱۱)

## دُشینت اور شکنتلا کی حجت و تکرار

چوبدار مہاراجہ دُشینت کے پاس حاضر ہوا کہ دو تپیشریوں کے ساتھ

دو عورتیں آئی ہیں۔ اور کنو رشی کا پیام لائی ہیں۔

**دُشنیت** - (متحیر ہو کر) کہ یہ عورتیں کون ہیں۔ اور کیوں آئی ہیں خیر بلاؤ۔ شکنتلا جب راجہ دشنیت کے سامنے گئیں۔ اتفاق سے داہنی آنکھ پھڑک اٹھی۔ وشواس پیدا ہوا۔ کہ ایشور خیر کرے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اِس بدشگونی سے گھبرا گئی۔ گوتمی نے کہا۔ گھبراؤ مت نارائن اچھا ہی کرے گا۔ ادھر راجہ دشنیت عجب کشمکش و پنج میں پھنسا کہ یہ عورت کون ہے۔ اور کیوں آئی۔ رشیوں کی عورتوں سے کیا واسطہ۔ سارنگ دوت اور سارنگ برنے التجا کی۔ کہ مہاراج کی جے ہو۔ ہمارے گورو کنو رشی نے اشیرباد دیا ہے اور اِس کنیا کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ نے اِس کے ساتھ گندھرب بواہ کیا۔ جیسے آپ دھرموان ہیں۔ ویسے شکنتلا بھی لکشمی روپ ہے۔ پرمیشور نے اچھا سنجوگ بنایا ہے۔ شکنتلا آپ کی رانی ہیں۔ اپنے رنواس میں رکھیئے اور ہمیں رخصت کیجئے۔ کیونکہ حاملہ ہے۔ ہمارے یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔

دُرباشا رشی کے سراپ سے راجہ دشنیت شکنتلا کو بھول گیا تھا۔

**گوتمی** - مہاراج! میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ ہماری شکنتلا اور آپ نے کنو رشی کا انتظار بھی نہ کیا۔ اور دونوں نے بغیر پوچھے سمجھے شادی کر لی خیر آپ جانیں اور یہ

**دشنیت** - (متعجب ہو کر) بن کے تپسوی ہو کر راجاؤں سے چال چلتے ہیں۔ شکنتلا سے کس نے شادی کی۔ میں تو اس کی صورت سے بھی واقف نہیں۔ راجہ کی باتیں سُن کر سارنگ برادر اور سار دوت دل میں بہت ناراض ہوئے۔ اور شکنتلا بدحواس ہو گئی۔ اور کانپنے لگی۔ راجہ کی بے مروتی دیکھ کر سارنگ بر بولا۔ آپ تو دھرموان ہیں۔ ایسے فاسد خیال دل میں لانا راجاؤں کی شان کے خلاف ہے۔ پہلے تو چھل کر کے شادی کر لی۔ اب ایسی باتیں بناتے ہو۔ کیا کوئی آدمی ایسا بھی ہے۔ جو کام کر کے بھول جائے۔ ہاں مہاراج راجاؤں کو کسی کا ڈر تو ہوتا نہیں۔ جو دل میں آتا ہے۔ کر گزرتے ہیں۔

**دشنیت** - تمہاری باتیں سراسر جھوٹ ہیں۔ میں تو اس کی شکل

سے بھی واقف نہیں۔ تم میری منکوحہ بتاتے ہو۔ گوتمی گھبرا کر شکنتلا کو سمجھاتی ہے
شرم کو چھوڑ اپنا ماہتابی چہرہ دکھلا۔ شاید تیرا منہ دیکھ کر خیال ہو۔ یہ کہکر شکنتلا
کا گھونگھٹ اٹھا دیا۔ اور راجہ کو اس کا آئینہ دکھلایا۔ مگر راجہ دشینت نے ناں
یا نہیں کچھ نہ کی۔ بھونچک رہ گیا۔ عجیب حیرت۔ کہ خواب میں بھی کبھی اس کی شکل
نہیں دیکھی۔ حقیقت میں یہ خوروش لڑکی اپنے حسن میں یگانہ ہے۔ مگر میں نے
اس کے چہرہ زیبا کو آجتک نہیں دیکھا۔ سارنگ بردار سار دوت جھنجھلا کر بولے
کچھ دل میں سمجھ بوجھ کر جواب دو۔ راجہ دشینت نے جواب دیا کہ خوبصورت
لڑکی کو ناحق میرے پاس لاتے۔ مجھ پر کلنک لگانے سے کیا حاصل۔ آجتک
میں نے اسے نہیں دیکھا۔ مجھے بدنام کرتے ہو۔ کہ تم نے اس کے ساتھ شادی
کی۔ سارنگبدا در سار دوت آتش غضب میں جل اٹھے۔ طیش کھا کر جواب دیا
خوب۔ کسی لڑکی کی عزت بگاڑنا۔ عصمت و عفت پر دھبہ لگانا تیرا ہی کرم ہے
جب کنورشی مہاراج خبر لیں گے۔ اسوقت سچ جھوٹ کا حال معلوم ہو جائے گا۔
تمام راج نہ الٹ دیں تو سہی۔ ایک ہی سراپ سے تجھے بھسم کر دیں گے (شکنتلا
سے) تم کیوں چپ سادھے بیٹھی ہو۔ بے رحم شوہر کو تمہاری بیحرمتی منظور ہے۔ تب
تو کسی سے نہ پوچھا خود ہی گندھرب بیاہ کیا۔ جیسا کیا ویسا مزہ پایا۔ اپنی یاد
کیوں نہیں دلاتی ہو۔ شرم کو بالائے طاق رکھو۔ اور اپنی پچھلی باتیں سناؤ۔

**شکنتلا۔** (دشینت سے) کیا آپ ہمارے بن میں نہیں گئے تھے
کیا آپ نے ہم سے محبت بھری باتیں نہیں کی تھیں۔

**دشینت۔** (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) میری بے عیب ذات میں عیب
لگاتی ہے۔

**شکنتلا۔** ہاں میں تو عیب لگاتی ہوں۔ لیکن تم نے مجھے کہیں کا نہ
رکھا۔ سراسر ظلم ہے۔ میری بے حرمتی سے کیا ہاتھ لگیگا۔ اچھا میں تمہاری دی
ہوئی انگوٹھی دکھاتی ہوں۔ اب تو یاد آئے گی یہ کہکر انگلی کو دیکھنے لگی۔ انگوٹھی
ہاتھ میں نہ تھی۔ ہائے وہ انگوٹھی کہیں گر پڑی۔ گھر سے تو پہنکر چلی تھی۔ قسمت نے
یہ دن دکھلایا جس طرح سے چاہا۔ ناچ نچایا۔

**گوتمی**۔ جب تم سرووبہیں اشنان کیا تھا شاید جل میں گرگئی ہو
**شکنتلا**۔ انگوٹھی تو رہی نہیں۔ کیا دکھاؤں۔ ان باتوں کی یاد
**دشینت**۔ (زیرِ لب خندہ کرکے) تریا چرتر یہی کہلاتا ہے۔
دلاتی ہوں۔ جب تم چاہت کی باتیں کرتے تھے۔ کیا آپ کو یاد نہیں۔ کہ
مادھوی کنج میں میرے بناسے چھندر آپ نے ایک چھنہ بنایا۔ اتنے میں
ایک ہرن کا بچہ آیا۔ آپ نے اُسے چمکارا۔ مگر وہ وحشی تھا۔ رم کر گیا۔ میں
اُسے بلایا۔ تو میرے آگیا۔ اُس وقت آپ نے کہا تھا۔ تم دونوں بنباسی
ہو۔ ہرن کا بچہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ تم سے مانوس ہے۔ ہمارے سامنے
سے بھاگتا ہے۔ ہم ایسے پردیسیوں کا اعتبار جانور تک نہیں کرتے۔
**دشینت**۔ رنڈیاں ہمیشہ مردوں کا دل چھین لیتی ہیں۔ میٹھی میٹھی
باتوں سے بھولے بھالے پھنس جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کر رہی ہو۔ گویا جھوٹ
کہیں چھو نہیں گیا۔
**گوتمی**۔ (غصے میں) مہاراج ٹھٹھولی سے کوئی نتیجہ نہیں۔ ہم بنباسی
باتیں بنانا کیا جانیں۔ راجاؤں کے دل میں دغا ہوتی ہے۔ ہم لوگ کپٹ
کیا جانیں۔ تیرا ادھرم دیکھ لیا۔
**دشینت**۔ عقل خلقی نہیں ہوتی۔ بلکہ صحبت سبھاؤ سے ہوتی ہے
استریوں کے چرتروں میں بڑے بڑے عقلمند تجربہ کار اور جہاندیدہ لوگ
پھنس جاتے ہیں۔ انسان کو ان کی بھولی باتیں دھرم سے ڈگا دیتی ہیں۔ کوئل
چالاکی سے اپنے انڈے کوّے کے گھونسلے میں رکھ دیتی ہے۔ کوّا سہتا
ہے۔ بچے نکل کر بڑے ہوتے ہیں۔ تب کوئل کے ساتھ اُڑنے لگتے ہیں۔
**شکنتلا**۔ (بل کھا کر) ارے بے انصاف تو کیا کہتا ہے۔ تو نے
مجھے دامِ فریب میں پھانسا۔ ایسا کپٹی نہ کوئی ہے نہ کوئی ہوگا۔ تو نے اس
طرح کپٹ اور پاکھنڈ کو چھپایا۔ جیسے کوئی شخص گہرے کنوئیں کے منہ
پر گھاس پھونس بچھا دے یہ کہکر سر نیچا کر لیا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں
کا دریا بہ نکلا۔

سارنگ رو اور سارد وت دونوں چیلے شکنتلا سے خفا ہو کر کہنے لگے۔ شروع الفت میں تو نے کسی کو خبر نہ کی۔ اب بیکار روتی ہے۔ اپنے کئے کا پھل پایا۔ بغیر امتحان کے راہ عشق میں قدم رکھنا تیرا ہی کام تھا۔ آخر اسی کی سزا بھگتنی پڑی۔ شکنتلا سے کہکر راجہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ ہماری بات سنو بری ہے یا بھلی یہ عورت تمہاری ہے۔ چاہے رکھو چاہے نکال دو۔ ہم سے کچھ مطلب نہیں۔

گوتمی کا ہاتھ پکڑ کر دونو چیلے گھر کو چلنے لگے۔ شکنتلا بھی روتی ہوئی اُن کے پیچھے ہولی تم نے بھی ساتھ چھوڑا۔ راجہ بھی انکار کرتا ہے۔ کسی طرف کی نہ رہی ہے شرم و بیکس کہاں جاؤں

**سارنگ رو سارد وت۔** (یکزبان ہوکر) اے کمبخت تو یہاں کہاں آتی ہے تیرا جو جی چاہے کر۔ خود مختار ہے جہاں جی چاہے رہو۔ ہمارے یہاں تیرا ٹھکانا نہیں۔ جیسا راجہ کہتا ہے۔ اگر تو ویسی ہی ہے۔ تو کنواری ایسی لڑکی سے درگزر ہے۔ اگر تیرا کہنا راست ہے۔ تو اپنے خاوند کے گھر رہنا مناسب ہے۔ منی کے یہاں جاکر رہے گی۔ تو ساری دنیا کلنک لگائے گی یہ کہکر سارنگ دوت اور سارنگ رو شکنتلا کو چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ راجہ نے آواز دی۔ اسے کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ اس کے باپ کے پاس لے جاکر اس کے سپرد کر دو۔ چیلوں نے پھر کر جواب نہ دیا۔ چلے گئے۔ شکنتلا روتی رہ گئی۔ سوم راج پروہت نے ترس کھاکر راجہ سے کہا۔ منی اور رشی لوگوں کی بد دعا سے لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں۔ اور سراپ مٹنے سے جب خبردار ہوتے ہیں۔ پچھتاتے ہیں جب تک آپ کو یاد نہ آئے۔ تب تک یہ لڑکی ہمارے یہاں رہے گی۔ یہ حاملہ بھی ہے۔ اور رنواس میں کوئی رانی گربھ وتی نہیں ہے۔ جوتشی لوگ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے چکروتی لڑکا پیدا ہوگا۔ شاید اس دختر کے بطن سے تاج و تخت کا مالک پیدا ہو جائے۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں۔ راج بے چراغ ہے۔ شکنتلا اور آپ کا ضرور گندھرب بیاہ ہوا۔ کسی منی کے سراپ سے گذشتہ باتوں کی یاد جاتی رہی۔ حاضرین

نے راج پروہت کی باتوں کو بہت پسند کیا۔ شکنتلا روتی ہوئی سوم راج
پروہت کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی۔

# ادھیائے (۳)

## مینکا اپسرا کے ساتھ شکنتلا کی روانگی

شکنتلا روتی ہوئی سوم راج کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ تنے میں ایک
آگ کا شعلہ پیدا ہوا۔ اور شکنتلا سے لپٹ زمین سے آسمان پر اڑا۔ وہ
شعلا اس کی ماں مینکا اپسرا تھی۔ جب وہ بجلی سی چمک کر نظروں سے غائب
ہو گئی۔ سوم راج پروہت راجہ کے پاس آئے۔ اور ساری کیفیت آکر سنائی
مہاراج تعجب کی بات ہے۔ ایک اچنبھا دیکھنے میں آیا ہے۔ شکنتلا آنسوؤں
کی مالا پروتی ہوئی میرے ہمراہ جا رہی تھی۔ زبان سے یہ کلمے نکل رہے
تھے۔ بے کس ہوں میرا کوئی نہیں۔ زمین پھٹ جائے۔ سما جاؤں۔ ایک
آگ کا شعلہ آسمان سے گرا۔ اور اس نو خیز لڑکی کو آسمان پر لے اڑا۔
**دشینت**۔ میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ دال میں کالا ہے۔ نارائن
نے عزت رکھ لی آپ جائیے۔ اس کا سوچ نہ کیجئے۔

پروہت جی اپنے گھر آئے۔ راجہ بھی اٹھ کر اپنی خواب گاہ میں گیا۔
لیکن دل فکرمند تھا۔ رات کی نیند۔ دن کی بھوک جاتی رہی۔ نہایت اداس
رہنے لگا۔

اب انگوٹھی کا قصہ سنیئے۔ جو شکنتلا کی انگلی سے تالاب میں گری
تھی۔ وہ انگوٹھی دھیمر (ماہی گیر) کے ہاتھ لگی بازار بیچنے لگا۔ جوہریوں نے
راجہ کا نام کھدا دیکھ کر اسے چور جانا۔ کوتوال کے پاس گرفتار کر کے لے
گئے۔ کوتوال نے مارا باندھا۔ اور پوچھا۔ تم نے یہ انگوٹھی کہاں سے پائی۔
اس نے کہا۔ صاحب میں نے چرائی نہیں۔ تالاب سے ہاتھ لگی ہے۔ تالاب

میں جال ڈالا تھا۔ ایک مچھلی پھنس گئی۔ اس کا پیٹ چاک کیا۔ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ آئی۔

انگوٹھی لے کر کوتوال نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور راجہ کے پاس انگوٹھی بھیجدی۔ انگوٹھی دیکھتے ہی راجہ کو شکنتلا کی یاد آئی۔ درد نے دل میں گھر کیا۔ آرام چین یک لخت جاتا رہا۔ ہائے ہائے کرکے بستر پر گر پڑا۔ خوشی نام کو نہ رہی۔ اے فلک کج رفتار تو نے کیا کیا۔ آئی ہوئی دولت کو بیٹھا۔ کس سے کہوں۔ اپنے گلے پر چھری پھیر لی۔ وہ معشوقہ میرے پاس آئی تھی۔ ہائے افسوس! میں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ کس بے التفاتی سے پیش آیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی کنارہ کشی کی۔ تنہا چھوڑ کر چلدیئے بیچاری روتی چلاتی ہی رہی۔ میں مخاطب بھی نہ ہوا۔ اب کیا ہوتا ہے۔ خار مفارقت دل میں کھٹک رہا ہے۔ چھاتی پھٹی جاتی ہے۔ سانس رکتی ہے

# ادھیائے (۳۱)

# شکنتلا کے درد فراق میں راجہ دشینت کی آہ وزاری

کوتوال نے جب سے انگوٹھی دی ہے۔ راجہ دشینت کی حالت بدتر ہو گئی ہے۔ دل میں درد۔ رنگ زرد۔ نہ دن کو بھوک نہ رات کو نیند۔ زاری اور بیقراری سے سروکار۔ بیراگ سے راگ بھی خوش نہ آتا۔ آٹھ پہر درد دل سے کراہتا تھا۔ دن تو کٹتا تو رات پہاڑ ہو جاتی۔ اگر رات تارے گنتے کٹتی تو دن نہ کٹتا۔ راجہ کے مضطرب ہونے سے اہل شہر بھی پریشان ہیں لڑکوں نے کھیلنا چھوڑ دیا۔ جوانوں کی حالت بڈھوں سے بدتر ہو گئی کسی کے لب سے ہنسی آشنا نہ تھی۔ ہر ایک کے منہ پر اداسی چھا رہی

تھی۔ ابر غم تمام شہر میں چھایا ہوا تھا۔ خوشی مفقود تھی۔ گو بسنت کی رُت تھی مگر ہجر راجہ کے راج میں یک لخت بسنت رُت خزاں سے بھی بدتر تھی۔ کوئل کو بولنے نہ دیتے۔ بلکہ درختوں پر سے اُڑا دیتے تھے۔ عطر و پھلیل کا بکنا یک لخت بند ہو گیا۔ رنگین کپڑوں کا پہننا حرام۔ اگر [illegible] پا لیتے تو ٹکڑے ٹکڑے کروا لیتے۔ پھولوں کا ذکر ہی کیا۔ کچی کلیاں تو ٹہنیوں سے نوچ نوچ کر زمین پر پھینک دی جاتیں۔ یہ حال تو اہل شہر کا تھا۔ راجہ بیماروں کی طرح دن بدن زرد ہوتا جاتا تھا۔ دل بیکل تھا۔ چھاتی بار بار بھر آتی۔ آنکھوں سے دریا رواں تھا۔ راج کاج سے دل متنفر۔ اکیلا بیٹھا رہتا تھا۔ تنہائی کا عالم پسند تھا۔ شکنتلا کے دھیان میں گھنٹوں باتیں ہوتیں۔ اسی کی پیاری صورت نظروں میں پھرتی۔ دل بیتاب کو شکنتلا کی باتیں تسلی دیتی تھیں۔ پر بیچارا شکنتلا کی خیالی تصویر سامنے کھڑی کر کے اس طرح مخاطب ہوتا۔ پیاری میری تقصیر معاف کرو۔ اپنی صورت مجھ غمگین کو دکھلاؤ۔ اس وقت تم میری یاد سے اُتر گئی تھیں۔ اپنے کئے کی سزا پا چکا۔ کدورت سے دل کو صاف کرو۔ میں کم بخت ہوں۔ تم نیک بخت ہو۔ غصہ تھوک دو۔ اور مجھ پر رحم کرو۔ میری آغوش محبت میں بیٹھ جاؤ۔

یہ کہکر راجہ پر غشی طاری ہوئی۔ چہرے پر زردی چھا گئی۔ بدن پسینہ پسینہ ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں سے حرکت جاتی رہی۔ اتنے میں چترکا نام ایک خادمہ راجہ کے پاس آئی اور حالت زار دیکھ کر رونے لگی۔ پنکھا کیا۔ منہ پر چھینٹا مارا۔ جب کچھ ہوش آیا۔ آنکھ کھول دی۔ سرہانے لونڈی کو روتے دیکھا۔ آہ کر کے بولا۔ تجھے کیا کام تھا۔ کس لئے آئی۔ میرے آرام میں مخل ہوئی۔

**چترکا**۔ مہاراج شکنتلا کو تو ایک آگ کا شعلہ اٹھا کر لے گیا۔ نہ جانے کہاں ہو۔ کچھ پتہ نہیں۔

**دشینت**۔ آگ کا شعلہ نہ تھا۔ اس کی ماں مینکا اپسرا تھی۔

وہی اُڑا لے گئی۔ یادھر پ نے اُس تنفر ظاہر کیا۔ ادھر کنو منی کے دونوں چیلوں نے اس کی حالت پر ترس کھایا۔ اکیلا چھوڑ دیا۔ ہرچند وہ روتی بلبلاتی رہی۔ مگر کسی نے پرواہ نہ کی تب مہر باور ہی نے جوش کھایا۔ اُس گل اندام کو اس کی ماں نے اس بلا سے نجات دی۔

**چترکا** (خادمہ) مہرو مکان کی باگ ہاتھ سے نہ دیجئے۔ کچھ دن اور صبر کیجئے۔ تمہارا اور اُس کا ملاپ ہو جائے گا۔ وہ بھی تمہارے ہجر میں بیقرار ہوگی۔ جب تمہاری چاہت میں شکنتلا کی حالت ردی ہو رہی ہے۔ تو اُس کی ماں حاشا گوارا نہ کرے گی۔ کہ تمہارے فراق میں وہ نازنین اپنی جان گنوا دے۔ دلجمعی رکھیئے۔ اور جوہیں نے عرض کیا۔ وہ شدنی ہے۔

**دشنیت**۔ ایسی قسمت کہاں ہیں خاک پر۔ وہ افلاک پر۔ میرے اور اُس کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملاقات ہونا ایک امر ناگزیر ہے۔

**چترکا**۔ اچھا دیکھ لیجئے گا۔ میری بات یاد رکھیئے۔ انگوٹھی بھی تو آپ سے جاتی رہی تھی۔ تو کہاں شکنتلا کہاں پاتی۔ کہاں ملی۔ جو کام ہونے کو ہوتا ہے۔ اُس کے سامان بھی ویسے ہو جاتے ہیں۔

**دشنیت**۔ (انگوٹھی سے مخاطب ہوکر) میں سمجھا تھا۔ کہ دنیا میں مَیں ہی بدنصیب ہوں۔ مگر تو مجھ سے بھی زیادہ بدبخت ہے تجھے وہ ہاتھ میں رکھتی تھی۔ مگر تو ایسی کم بخت کہ اس حنائی انگلیوں سے علیحدہ ہوکر مجھے منہ دکھانے آئی مجھے اس کی دوری نے مرنے تک پہنچایا۔ اور تیرا حلقہ تیرے لئے گرداب ہے۔ نہ مجھے وہ نصیب ہوگی اور نہ تجھے وہ ہاتھ میسر ہوگا۔ راجہ دشنیت کی زبان سے مجنونانہ کلمے نکل رہے تھے۔ اب شکنتلا کا قصہ سنیئے۔ جب مینکا اُسے اٹھا کرلے گئی۔ کشپ منی کے استھان پر اتارا۔ اب شکنتلا رات دن وہیں رہتی ہے۔ کچھ دن یونہیں گزرے۔ ایک روز حسب موقعہ مینکا اپسرا

نے راجہ اندر سے جاکر کہا آپ راجہ دشنیت کو بلا بھیجے۔ اور شکنتلا بد
اُس کے سپرد کر دیجئے۔ آپ کی توجہ سے ان دونوں میں میل جول
ہو جائے گا۔ اندر نے قبول کیا۔ ماتل رتھبان کی طلبی ہوئی۔ اور حکم دیا
کہ تخت لے جا اور دشنیت کو سوار کر کے لے آ۔

# ادھیائے (۱۴)

# ماتل رتھبان کے ساتھ راجہ دشنیت کی اندرلوک میں روانگی

ماتل حکم پاتے ہی روانہ ہوا۔ راجہ کی ڈیوڑھی پر پہنچا۔ اہلکاروں اور
عرض بیگیوں سے کہا۔ مجھے راجہ اندر نے بھیجا ہے۔ خبر کرو۔ چوبداروں نے
سنتے ہی راجہ سے عرض کی۔ مہاراج اندر نے ماتل رتھبان کو بھیجا ہے۔
ایک بوان بھی آیا ہے۔ راجہ نے روبرو پیش ہونے کی اجازت دی۔
ماتل نے نمسکار کیا۔

**دشنیت**۔ راجہ اندر خیریت سے تو ہیں۔ مزاج اچھا ہے۔

**ماتل**۔ ہاں مہاراج سب خیریت ہے۔ آپ کو بلایا ہے۔ ان دنوں
راچھسوں نے زور باندھ رکھا ہے۔ کمک کے لئے آپ کی طلبی ہے۔

**دشنیت**۔ زہے نصیب کہ راجاؤں کے راجہ مہاراج اندر
ہمیں اس مہربانی سے یاد فرمائے۔ اس کی بندہ نوازی ہے۔ ہماری کیا
حقیقت ہے۔ کہ اس کی کمک کر سکیں۔ ایک ادنےٰ نوکر سے حکم کریں
تو آن کی آن میں دیوؤں کا خاتمہ کر دے۔

پھر لباس شاہانہ پہنکر ہتھیار لگائے۔ تخت پر بیٹھ کر راجہ اندر کی
کی خدمت میں روانہ ہوا۔ آدھی مسافت طے ہوئی تھی۔ کہ ایک پہاڑ

آسمان پر نظر آیا۔ ماتلی سے پوچھا۔ کہ یہ کوہ بایں شکوہ کونسا ہے۔ اس کا نام کیا ہے؟

**ماتلی**۔ اس پہاڑ کا نام ہیم کوٹ ہے۔ اس پر کشپ منی رہتے ہیں

**دشنیت**۔ اچھا بوان کا رُخ اس طرف پھیر دو۔ ہم کشیپ جی کے درشن کریں گے۔ ماتلی بوان اس طرف لے چلا۔ جب نزدیک پہنچا۔ بوان سے اُترا۔ اور وہاں کی سیر کرنے لگا۔ عجب دلکش مقام۔ کہیں رنگ برنگ کے پھول کھل رہے تھے۔ کہیں چشموں سے پانی جاری ہے۔ درخت سب میوہ دار ہر ایک ٹہنی پر جانور بول رہے ہیں۔ چہچے کر رہے ہیں۔ اتنے میں شکنتلا بھی اس طرف آئی۔ راجہ نے خجالت سے اس پر نظر ڈالی۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دردِ فراق اس کے سینے میں کارگر ہے۔ حال نواع دگر ہے۔ منہ اترا ہے۔ سر کے بال چکٹے۔ کپڑے بدن کے میلے۔ شکنتلا شرم سے سر جھکائے خجالت زدہ پاس آئی۔ دشنیت سے کچھ بن نہ آئی۔ پاؤں پر گر پڑا

**شکنتلا**۔ کیوں مجھے گنہگار کرتے ہو

یہ کہکر زار زار رونے لگی۔ سر کو پیروں سے اُٹھا کر بولی۔ مہاراج اب تمہیں ہوش آیا

**دشنیت**۔ خطاؤں کی معافی چاہتا ہوں۔ اپنی نالائق باتوں پر خود نادم ہوں۔ جب سے یہ انگوٹھی پائی ہے۔ تمہاری یاد آئی ہے۔ جان وبال ہے۔ رنج و محن سے سابقہ ہے۔ نہ معلوم کیا اسرار تھا۔ جو تمہاری دِل سے جاتی رہی۔ اپنے گناہوں کا خود معترف ہوں۔ جو جو بے مروتیاں اور سختیاں ہم سے ظہور میں آئی ہیں۔ ان سے درگزر کرو۔ سب مجھے سخت پریشانی ہے۔ رنجیدگی دور کرو۔ دل غمگین کو مسرور کرو۔ یہ کہکر ہزار ہزار منت و سماجت کی۔

**شکنتلا**۔ مہاراج تمہارا گناہ کچھ نہیں۔ میری قسمت کی بُرائی ہے۔ اتنے میں ایک بالک پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک شیر کے بچے کو پکڑے ہوئے آتا دکھائی دیا۔ اور دو بڈھی عورتیں اس کے پیچھے پیچھے یہ کہتی چلی آتی ہیں۔ بیٹا! اسے چھوڑ دو۔ اس کی ماں آتی ہو گی۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ تجھ پر حربہ